شرح ترمذی شریف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

مترجم
ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

شارح
علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی

شبیر برادرز

شرح جامع ترمذی شریف

6

تصنیف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شرح

محمد لیسین قصوری نقشبندی

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو القادر

شرح جامع ترمذی شریف

مترجم ________ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

____

پروف ریڈنگ ________ ملک محمد یونس

کمپوزنگ ________ ورڈز میکر

باہتمام ________ ملک شبیر حسین

سن اشاعت ________ مارچ 2018ء

سرورق ________ اے ایف ایس ایڈورٹائزر
0322-7202212

طباعت ________ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ________ روپے فی جلد

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ترتیب

بَابٌ وَمِنْ سُوْرَةِ يٰسٓ

باب 37: سورہ یٰسین سے متعلق روایات

3150 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَتْ بَنُوْ سَلِمَةَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَاَرَادُوا النُّقْلَةَ اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اٰثَارَكُمْ تُكْتَبُ فَلَا تَنْتَقِلُوْا

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ سُفْيَانَ هُوَ طَرِيْفٌ السَّعْدِيُّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوسلمہ قبیلے کے لوگ مدینہ منورہ کے کنارے پر آباد تھے۔ انہوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا' تو یہ آیت نازل ہوئی۔

''بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے' اور جو وہ آگے بھیجیں گے' اور جو پیچھے رکھیں گے اس کو نوٹ کریں گے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک تمہارے قدموں کے نشانات نوٹ کیے جاتے ہیں اس لیے تم منتقل نہ ہو۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور سفیان ثوری سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ابوسفیان نامی راوی طریف سعدی ہیں۔

شرح

سورہ یٰسین مکی ہے جو پانچ (۵) رکوع، تراسی (۸۳) آیات، سات سو انتیس (۷۲۹) کلمات اور تین ہزار (۳۰۰۰) حروف پر مشتمل ہے۔

اعمال و آثار دونوں کا لکھے جانا:

ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ (یٰسین:۱۲)

''بیشک ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھتے ہیں جو کچھ انہوں نے آگے بھیج دیے اور وہ اعمال لکھتے ہیں جو انہوں نے پیچھے چھوڑ دیے ہیں اور ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر کے لوحِ محفوظ میں منضبط کر دیا ہے''۔

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اعمال سے مراد امورِ خیر اور آثار سے مراد اعمال کے نتائج ہیں مثلاً معلم

شب و روز محنت کر کے شاگرد تیار کرتا ہے اور مصنف محنت شاقہ سے تصانیف تیار کرتا ہے۔ یہ شاگرد اور تصانیف اعمال ہیں اور لوگوں کا ان سے استفادہ کرنا آثار ہیں۔

یہ ضابطہ اعمال صالحہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اعمال بد کو بھی شامل ہے۔ ایک مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرتا ہے اسے اس کے ایجاد کرنے کا اور اس پر عمل پیرا ہونے والے لوگوں کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔ اسی طرح کوئی شخص برا طریقہ ایجاد کرتا ہے اسے اس کے ایجاد کرنے کا اور اسے اپنانے والے لوگوں کے برابر سزا دی جائے گی۔

آثار میں امور خیر کی طرف اٹھنے والے قدم بھی شامل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد کی طرف اٹھنے والے ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انصار کے مشہور قبیلہ بنوسلمہ کے کچھ لوگ مسجد نبوی شریف سے فاصلے پر رہائش پذیر تھے، رات کی تاریکی اور بارش وغیرہ کی وجہ سے مسجد میں نماز کے لیے آنے جانے کی پریشانی تھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مکان فروخت کر کے مسجد نبوی کے پاس رہائش اختیار کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کی رہائش وہاں ہی بہتر ہے' کیونکہ جتنے قدم زیادہ چل کر تم آؤ گے ہر قدم کے عوض نیکی لکھی جاتی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کا سب سے زیادہ ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو سب سے زیادہ دور سے مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے آتا ہے، اس کے بعد زیادہ ثواب کا حقدار وہ شخص ہے جو اس کے بعد دور کا راستہ طے کر کے مسجد میں آتا ہے اور جو شخص مسجد میں پیشگی آ کر نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ امام کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے تو اسے اس شخص سے زیادہ ثواب عطا کیا جاتا ہے جو اپنی نماز ادا کر کے سو جاتا ہے۔

3151 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرِيْ يَا اَبَا ذَرٍّ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا اطْلُعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا قَالَ وَذٰلِكَ فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ میں سورج غروب ہونے کے فوراً بعد مسجد میں داخل ہوا، نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو (یہ سورج) کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذر فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ جاتا ہے اور سجدے کی

اجازت طلب کرتا ہے اور اسے اجازت مل جاتی ہے (جب قیامت آنے والی ہوگی) تو اس سے کہا جائے گا: تم اسی طرف سے طلوع ہو جاؤ! جہاں سے آئے ہو تو سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''وہ اپنی مخصوص ڈگر پر چلتا ہے۔''

راوی بیان کرتے ہیں: یہ حضرت عبداللہ کی قرأت ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

آفتاب کا اپنے محور پر چلتے رہنا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ (یٰسین: ۳۸)

''آفتاب اپنی مقررہ جگہ پر چلتا رہتا ہے یہ بہت غالب علم والے کا تیار کردہ نظام ہے''۔

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ مسجد نبوی شریف میں اس وقت پہنچا کہ آفتاب اس وقت غروب ہو رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اے ابوذر! غروب ہونے کے بعد آفتاب کہاں جاتا ہے؟ میں نے جواباً کہا: اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک ایسے مقام پر جاتا ہے جہاں سجدہ کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے جو اسے دے دی جاتی ہے وہ سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اسے حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہو اور وہ اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہوگا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا یعنی سورج اپنے محور کے گرد گھومتا ہے۔

آفتاب کے مستقر کے کثیر محامل:

آفتاب اپنے مستقر پر سفر کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ قرب قیامت میں یہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ مستقر کے کثیر محامل ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) آفتاب تا قیامت اپنے مستقر پر اپنا سفر جاری رکھے گا اور قیامت آنے پر اس کی حرکت ختم ہو جائے گی، کیونکہ اس سے مراد ظرف زمان ہے۔

(۲) زمین کے ایک خطہ میں آفتاب چلتا رہتا ہے، رات آنے پر زمین کے دوسرے خطہ پر ظاہر ہو کر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے اور اس کی حرکت تا قیامت منقطع نہیں ہوگی۔

(۳) آفتاب سال بھر اپنے مستقر پر چلتا رہتا ہے اور دوسرے سال کا آغاز ہوتے ہی اس کا نیا سفر شروع ہو جاتا ہے۔
(۴) مستقر سے مراد ظرف زمان نہیں بلکہ ظرف مکان ہے۔ موسم گرما میں آفتاب نہایت بلندی پر ہوتا ہے اور موسم سرما میں اس کے مقابل پستی میں ہوتا ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الصَّافَّاتِ

باب 38: سورہ صافات سے متعلق روایات

3152 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ اَبِي سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
متنِ حدیث: مَا مِنْ دَاعٍ دَعَا اِلٰى شَيْءٍ اِلَّا كَانَ مَوْقُوفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَازِمًا بِهٖ لَا يُفَارِقُهُ وَاِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلًا ثُمَّ قَرَاَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ)
حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ
◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی دعوت دینے والا کسی چیز کی طرف دعوت دیتا ہے تو اسے قیامت کے دن ٹھہرالیا جائے گا اور وہ چیز اس کے ساتھ ہوگی اس سے الگ نہیں ہوگی اگرچہ کسی شخص نے کسی ایک ہی شخص کو دعوت دی ہو۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا:
''انہیں ٹھہرالو! ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا کیا وجہ ہے تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے تھے؟''

شرح

سورہ صافات مکی ہے جو پانچ (۵) رکوع، ایک سو بیاسی (۱۸۲) آیات، آٹھ سو نوے (۸۹۰) کلمات اور تین ہزار آٹھ سو چھبیس (۳۸۲۶) حروف پر مشتمل ہے۔

جہنمیوں سے قیامت کے دن ایک سوال:

ارشاد ربانی ہے:
وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ○ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ○ (الصافات: ۲۴، ۲۵)
''اور انہیں ٹھہراؤ، بیشک ان سے سوال کیا جائے گا۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے''۔
ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں کو حکم دے گا کہ تم مشرکین اور ان کے ہمنواؤں کو جمع کرو انہیں جہنم کا راستہ دکھاؤ اور انہیں ہانک کر اس کی طرف پہنچاؤ۔ پھر قدرے روک کر ان

3152۔ اخرجه الدارمی (۱/۱۳۱)، باب: من سن سنة حسنة او سيئة۔

سے دریافت کرو: جس طرح تم لوگ دنیا میں باہم مدد کرتے تھے اب کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ ان لوگوں سے اس کا کوئی جواب نہیں بن پڑے گا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو آیات کی تلاوت فرمائی۔

3153 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ) قَالَ عِشْرُوْنَ اَلْفًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔

''اور ہم نے اسے ایک لاکھ افراد یا اس سے بھی زیادہ کی طرف مبعوث کیا۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ (ایک لاکھ سے) بیس ہزار زیادہ تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ''حدیث غریب'' ہے۔

شرح

حضرت یونس علیہ السلام کے امتیوں کی تعداد:

ارشادِ ربانی ہے:

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ (الصافات: ۱۴۷)

''اور ہم نے انہیں (حضرت یونس علیہ السلام کو) ایک لاکھ یا اس سے زیادہ افراد کی طرف رسول بنا کر بھیجا''۔

حضرت یونس علیہ السلام کا تعلق حضرت لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد امجاد سے ہے۔ آپ ملک شام کے باسی تھے اور بعلبک کے عمال سے بھی تعلق تھا۔ ایک روایت کے مطابق آپ زمانہ کم سنی میں وصال فرما گئے پھر والدہ محترمہ کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت الیاس علیہ السلام کی دعا سے زندہ کر دیا۔ باذن اللہ چالیس سال کی عمر میں وہ نبوت سے سرفراز کیے گئے۔ آپ بنی اسرائیل کے مشہور عابدوں میں سے ایک تھے۔ دین کی حفاظت کی غرض سے ملک شام سے چل کر دریا دجلہ کے کنارے پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اہل نینویٰ کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ کھانا کھانے سے قبل تین سو رکعات پڑھا کرتے تھے اور ہر رات سونے سے قبل بھی تین سو رکعات نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اہل نینویٰ میں گناہوں کی کثرت ہونے پر آپ کو ان کا رسول بنایا گیا تھا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کا پیغام دیا اور اس کے عذاب سے ڈرایا لیکن قوم نے آپ کی تکذیب کی۔ پھر

آپ کو پتھر مار مار کر وہاں سے نکال دیا۔ آپ مسلسل تین بار قوم کے پاس اصلاح وتہذیب کے لیے گئے تو قوم نے تینوں بار ہی آپ کی تکذیب کی۔ آپ نے اہل نینویٰ کے لیے بددعا کی اور تین ایام کے اندران پر نزول عذاب کی اطلاع ملنے پر آپ اپنی اہلیہ اور بچوں کو لے کر ایک محفوظ مقام پر چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم یونس علیہ السلام (بنی اسرائیل) پر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کیا، پھر ان کی منت وسماجت اور معافی کے سبب عذاب دور کر دیا۔ آپ چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے، باذن اللہ مچھلی نے آپ کو خراش تک نہ آنے دی اور نہ آپ کی کسی ہڈی کو نقصان پہنچایا۔ آپ چالیس ایام تک جنات اور مچھلیوں کی تسبیح وتہلیل کی آواز سماعت کرتے رہے۔

چالیس ایام کے بعد مچھلی کے پیٹ سے آپ کو نجات عطا کی۔ آپ کی خوراک اور دودھ وغیرہ کا بکری کے ذریعے انتظام کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح کی نماز کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی، نماز ظہر کے وقت حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول کی، نماز عصر کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔ نماز مغرب کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی بشارت دی اور نماز عشاء کے وقت حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی تھی اور انہوں نے شکر الٰہی بجالاتے ہوئے چار رکعت نماز ادا کی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پانچوں نمازیں میری امت پر فرض کردیں تاکہ میری امت کا کفارہ بن جائیں۔

حضرت یونس علیہ السلام طویل زمانہ بقید حیات نہ رہ سکے۔ ان کے وصال کے بعد آپ کے شاگرد رشید حضرت شعیا علیہ السلام قوم کی راہنمائی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ جاری تھا کہ بنی اسرائیل سے ایک نبی دنیا سے رخصت ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے بعد حضرت شعیا علیہ السلام نبی بنے۔ قوم بنی اسرائیل کی راہنمائی کرنے لگے اور انہوں نے لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی خبر دی تھی جو بغیر باپ کے کنواری ماں کے بطن سے تولد ہوں گے، آپ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشخبری سنائیں گے اور یہ بھی اعلان کریں گے کہ آپ کا نام احمد ہوگا۔

زیر بحث آیت اور حدیث کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کی امت کے افراد کی تعداد ایک لاکھ اور کچھ زائد ہوگی۔

سوال: امت کی تعداد ایک لاکھ افراد اور کچھ زائد شک کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا علم قطعی ہے اور شک وشبہ سے بلند ہے؟

جواب: (۱) اس مقام پر لفظ ''او'' تشکیک کے لیے نہیں ہے بلکہ ''بھی'' کے معنی کے ساتھ ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام ایک بڑی امت کی طرف مبعوث کیے گئے جس کے افراد کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زائد تھی۔

(۲) یہاں لاکھ سے مقررہ تعداد مراد نہ ہو بلکہ کثرت امت مراد ہو۔

حضرت یونس علیہ السلام کے فضائل وکمالات:

دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح حضرت یونس علیہ السلام کے فضائل وکمالات بھی احادیث نبوی میں بیان کیے گئے ہیں، اس سلسلہ میں چند روایات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عباد بن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اور میرے بھائی انبیاء علیہم السلام کے مابین کسی کو فضیلت نہ دو اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ یونس بن متی پر کسی کو فضیلت دے۔

(تاریخ دمشق، رقم الحدیث ۱۳۶۸۸)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص یہ بات مت کہے میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۳۴۱۳)

(۳) حضرت عثمان بن اسود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مقام غم الروحا پر ستر (۷۰) انبیاء علیہم السلام سوار ہو کر گزرے جنہوں نے عبائیں زیب تن کی ہوئی تھیں اور ان کی زبان پر یہ نغمہ تھا: لبیک، لبیک، ان میں حضرت یونس بن متی بھی تھے جو یوں تلبیہ کہہ رہے تھے: اے مصائب و مشکلات کو حل کرنے والے لبیک، لبیک۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر تشریف لے گئے پھر آپ نے فرمایا: گویا میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وادی سے اترتے وقت یہ نغمہ پڑھ رہے تھے: اَللّٰھُمَّ لبیك، اَللّٰھُمَّ لبیك (اے پروردگار! میں حاضر ہوں، اے پروردگار! میں حاضر ہوں۔) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا: میں حضرت یونس بن متی علیہ السلام کو ملاحظہ کر رہا ہوں کہ ان پر دو سفید عبائیں ہیں اور وہ بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں: اَللّٰھُمَّ لبیك، اَللّٰھُمَّ لبیك (پہاڑ بھی ان کے جواب میں تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی جواب میں یوں فرما رہا ہے: لبیك (اے یونس! میں بھی تیرے ساتھ موجود ہوں۔)

3154 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ ابْنُ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ

متنِ حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبَاقِيْنَ) قَالَ حَامٌ وَّسَامٌ وَّيَافِثُ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: يُقَالُ يَافِتُ وَيَافِثُ بِالتَّاءِ وَالثَّاءِ وَيُقَالُ يَفِثُ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ بَشِيْرٍ

◄► حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔

''اور ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے دیا۔''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: (وہ ذریت) حام سام یافث تھے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام یافت اور ایک قول کے مطابق یافث اور ایک قول کے مطابق یفث ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف سعید بن بشیر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

3155 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ

متنِ حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَامٌ أَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ أَبُو الْحَبَشِ وَيَافِثُ أَبُو الرُّومِ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، سام عربوں کے جد امجد ہیں۔ حام حبشیوں کے جد امجد ہیں جبکہ یافث رومیوں کے جد امجد ہیں۔

شرح

پوری کائنات کا حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں کی اولاد ہونا:

ارشادِ ربانی ہے:

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿الصافات: ۷۷﴾

''اور ہم نے ان (حضرت نوح علیہ السلام) کی اولاد کو باقی رہنے والا بنایا''۔

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ طوفان نوح کے موقع پر کشتی پر سوار لوگوں کے علاوہ سب لوگ ہلاک ہو گئے پھر پوری کائنات کی نسل حضرت نوح علیہ السلام کے تین فرزندوں سے چلی۔ اس ارشاد ربانی کا یہی مفہوم ہے۔ حدیث باب میں آپ علیہ السلام کے صاحبزادگان کے اسماء گرامی یہ بیان ہوئے ہیں: (۱) حام (۲) سام (۳) یافث۔

نوٹ: لفظ یافث کو تین طریقوں سے پڑھا اور لکھا جاتا ہے: (۱) یافث (۲) یافت (۳) یفث۔

دوسری حدیث باب کے مطابق اہل عرب کے جد امجد سام، اہل حبش کے جد امجد حام اور رومیوں کے جد امجد یافث ہیں۔ مورخین کی رائے کے مطابق سام کی نسل سے اہل عرب و فارس اور حام کی نسل سے افریقی ممالک کے سیاہ فام جبکہ یافث کی نسل سے ترک، منگول اور یاجوج و ماجوج مخلوق وجود میں آئی۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ ص

باب 39: سورہ ص سے متعلق روایات

3156 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ يَحْيٰى قَالَ عَبْدٌ هُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ مَرِضَ أَبُو طَالِبٍ فَجَاءَتْهُ قُرَيْشٌ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَ أَبِي طَالِبٍ مَجْلِسُ رَجُلٍ فَقَامَ أَبُو جَهْلٍ كَيْ يَمْنَعَهُ وَشَكَوْهُ إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي مَا تُرِيدُ مِنْ قَوْمِكَ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً وَاحِدَةً تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّي إِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ قَالَ كَلِمَةً وَاحِدَةً قَالَ كَلِمَةً

3156- اخرجه احمد (۱/ ۲۲۷، ۲۲۸، ۳۶۲).

وَاحِدَةً قَالَ يَا عَمِّ قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالُوا إِلٰهًا وَاحِدًا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ قَالَ فَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ (ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ) إِلَى قَوْلِهِ (مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ عِمَارَةَ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهُ عَنِ الْأَعْمَشِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب جناب ابوطالب بیمار ہوئے' تو قریش ان کے پاس آئے۔ نبی اکرم ﷺ بھی ان کے پاس آئے۔ اس وقت جناب ابوطالب کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابوجہل اٹھا تا کہ نبی اکرم ﷺ کو وہاں بیٹھنے سے منع کرے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ان لوگوں نے ابوطالب کے سامنے نبی اکرم ﷺ کی شکایت کی' تو ابوطالب نے کہا: اے میرے بھتیجے! آپ ﷺ اپنی قوم سے کیا چاہتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ان سے یہ چاہتا ہوں کہ یہ کلمہ پڑھیں۔ یہ لوگ عربوں کے حاکم بن جائیں گے' اور عجمی جزیہ لے کر ان کے پاس آیا کریں گے۔ ابوطالب نے دریافت کیا: ایک کلمہ؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک کلمہ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے چچا! یہ لوگ یہ مان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے' تو انہوں نے کہا: ایک خدا؟ ہم نے کسی دوسرے مذہب میں یہ بات نہیں سنی۔ یہ ان کی اپنی بنائی ہوئی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں، تو ان لوگوں کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

''ص اس قرآن کی قسم! جو نصیحت سے لبریز ہے' کفر کرنے والے لوگ صرف تکبر اور مخالفت کا شکار ہیں۔''

یہ آیت یہاں تک ہے:

''ہم نے یہ بات کسی دوسرے مذہب میں نہیں سنی یہ اپنی طرف سے بنائی ہوئی بات ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یحییٰ بن سعید نے سفیان کے حوالے سے' اعمش کے حوالے سے' اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

یحییٰ بن عمارہ نے یہ بات بیان کی ہے، بندار نے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے' سفیان کے حوالے سے' اعمش سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

شرح

سورہ ص مکی ہے جو پانچ (۵) رکوع، اٹھاسی (۸۸) آیات، سات سو اکتیس (۷۳۱) کلمات اور تین ہزار چھ سو ساٹھ (۳۶۶۰) حروف پر مشتمل ہے۔

ایک کلمہ جس سے عرب وعجم اطاعت گزار بن جائیں:

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی مطابقت ومخالفت کی پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کے اقرار جبکہ بتوں کی پوجا پاٹ ترک کرنے کا نہایت استقلال کے ساتھ پیغام دیتے رہے۔ اس اہم مقصد کے حصول میں کسی ذات وطاقت کو رکاوٹ نہیں بننے دیا تھا۔

جب ابو طالب ضعیف ہوگئے اور وہ بستر مرگ پر موجود تھے، رؤسا قریش ان کے پاس آئے اور انہوں نے شکوہ کرتے ہوئے کہا: آپ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیان کوئی اعتدال کی راہ نکال دیں کہ ہماری مخالفت موافقت میں اور عداوت دوستی میں تبدیل ہوجائے۔ اس سلسلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے خداؤں کو وہ برا نہ کہیں۔ یہ گفتگو سننے کے بعد ابو طالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا اور کہا: اے بھتیجے! یہ آپ کے ہم قبیلہ اور قریشی بھائی ہیں۔ آپ ان کے ساتھ مصالحت کی راہ نکالنے کی کوشش کریں اور مخالفت سے احتراز کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رؤسا قریش اور آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں، گزارش کی گئی کہ آپ ہمارے معبودوں کی مخالفت نہ کریں اور نہ ان کی توہین کریں۔ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تمام اہل عرب عجم قریش کا احترام کریں اور ان کی اطاعت کریں۔ یہ تب ہوسکتا ہے کہ ہم ایک کلمہ پر جمع ہوجائیں، وہ کلمہ توحید ہے اور سب نے آپ کی بات مانتے ہوئے اقرار کیا۔ پھر آپ کی طرف سے کلمہ پڑھنے کی دعوت دی گئی: لا الہ الا اللہ۔ اب ان پر سناٹا چھا گیا۔ اپنے اقراری بیان کا انکار کردیا۔

رؤسا قریش اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہے، آپ نے اپنے چچا سے فرمایا: اے چچا! اگر آپ یہ کلمہ پڑھ لیتے ہیں تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی سفارش کروں گا مگر حاضرین کی مداخلت کے نتیجہ میں ابو طالب بھی کلمہ پڑھنے سے محروم رہے اور اسی حالت میں وہ دنیا سے رخت سفر باندھ گئے۔ سورۂ ص کی ابتدائی آیات اور احادیث باب میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

3157 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ أَحْسَبُهُ قَالَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ فِي نَحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ إِفْشَاءُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ

3157- اخرجه احمد (۱/۳۶۸)، وعبد بن حميد ص (۲۲۸)، حديث (۶۸۲).

بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

اختلاف سند: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَقَدْ ذَكَرُوا بَيْنَ اَبِي قِلَابَةَ وَبَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ رَجُلًا وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گزشتہ رات (خواب میں) میرا پروردگار میرے پاس بہترین صورت میں آیا۔ (راوی کو شک ہے کہ شاید حدیث میں خواب کا ذکر ہے) تو اس نے فرمایا: اے محمد! کیا تم جانتے ہو؟ ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی میں محسوس کیا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے حلق میں محسوس کیا جس سے مجھے پتہ چل گیا کہ آسمان اور زمین میں کیا کچھ ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا: اے محمد! کیا تم یہ جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس کے بارے میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ وہ کفارات کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں اور کفارات یہ ہیں: نماز کے بعد مسجد میں ٹھہر جانا (زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر) باجماعت نماز کے لیے آنا' جب طبیعت آمادہ نہ ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا' جو شخص یہ کام کرے گا' وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا' اور بھلائی کے ساتھ مرے گا' اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا' جیسے وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: اے محمد! جب تم نماز پڑھ لو تو یہ دعا مانگو:

''اے اللہ! میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں (کہ تو مجھے یہ توفیق عطا کر) بھلائی کے کام کرنے کی' برائی سے بچنے کی' مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کی اور جب تو اپنے بندوں کے بارے میں آزمائش کا ارادہ کرے' تو مجھے کسی آزمائش میں مبتلا کیے بغیر اپنی بارگاہ میں لے جانا۔''

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: درجات (ان کاموں سے حاصل ہوتے ہیں) سلام پھیلانا' دوسروں کو کھانا کھلانا اور رات کے وقت' اس وقت نماز ادا کرنا جب لوگ سو چکے ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) بعض راویوں نے ابوقلابہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک اور راوی کا تذکرہ کیا ہے۔

قتادہ نے اسے ابوقلابہ کے حوالے سے' خالد کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

3158 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِي رَبِّي فِي اَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ رَبِّ لَا اَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ

3158- اخرجه احمد (۵/ ۲۴۳)

الْاَعْلٰى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِي نَقْلِ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكْرُوْهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَمَنْ يُّحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَّمَاتَ بِخَيْرٍ وَّكَانَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطُوْلِهٖ وَقَالَ اِنِّىْ نَعَسْتُ فَاسْتَثْقَلْتُ نَوْمًا فَرَاَيْتُ رَبِّىْ فِىْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میرا پروردگار میرے پاس بہترین شکل میں آیا۔ اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں۔ پروردگار نے دریافت کیا: ملاء اعلیٰ کس بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: اے میرے پروردِگار مجھے علم نہیں ہے۔ پھر پروردگار نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا جس سے مجھے مشرق اور مغرب کے درمیان میں موجود ہر چیز کا پتہ چل گیا پھر اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں' اے میرے پروردگار! پروردگار نے فرمایا: ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: درجات اور کفارات کے بارے میں اور زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر باجماعت نماز کی طرف جانے کے بارے میں' ناپسندیدہ صورتحال کے وقت اچھی طرح وضو کرنے کے بارے میں' نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے میں' بات کر رہے ہیں۔ جو شخص باقاعدگی کے ساتھ ان اعمال کو سرانجام دیتا رہے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا' اور بھلائی کے ساتھ مرے گا' اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا' جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث نقل کی ہیں۔

یہی روایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طویل حدیث کے طور پر منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

''میں سو گیا اور گہری نیند سو گیا پھر میں نے اپنے پروردگار کو (خواب میں) بہترین شکل میں دیکھا تو اس نے ارشاد فرمایا: ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟''

3159 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ اَبُوْ هَانِئٍ الْيَشْكُرِيُّ حَدَّثَنَا جَهْضَمُ بْنُ

عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ اَبِي سَلَّامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَايِشٍ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ السَّكْسَكِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: قَالَ احْتُبِسَ عَنَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَائَى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَنَا عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّي سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اَنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّاْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي فَاسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي اَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِي رَبِّ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ مَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيمَ قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِينُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلْ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَاِذَا اَرَدْتَ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ اِلٰى حُبِّكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قولِ امام بخاری: سَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ اللَّجْلَاجِ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَايِشٍ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَهٰذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ هٰكَذَا ذَكَرَ الْوَلِيدُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَايِشٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَايِشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَايِشٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہیں لائے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہمیں سورج نکلتا ہوا نظر آ جاتا۔ نبی اکرم ﷺ تیزی کے ساتھ باہر تشریف لائے، نماز کے لیے اقامت کہی گئی، نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھائی، آپ ﷺ نے مختصر نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے بلند آواز میں ہم سے فرمایا: تم جس حالت میں ہو یہیں رہو! پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف رُخ کیا اور ارشاد فرمایا: میں تمہیں

بتاتا ہوں، جس وجہ سے میں آج صبح نہیں آسکا۔ گزشتہ رات میں بیدار ہوا، میں نے وضو کیا اور جتنا مقدر میں تھا نماز ادا کی۔ پھر میں نماز کے دوران ہی سو گیا، یہاں تک کہ گہری نیند میں چلا گیا' تو میں نے اپنے پروردگار کو بہترین شکل میں دیکھا۔ اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں' اے میرے پروردگار! اس نے فرمایا: ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: میں نہیں جانتا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ بیان کی۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر میں نے پروردگار کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ میں نے اس کی انگلیوں کی پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی' تو ہر چیز میرے سامنے روشن ہوگئی اور میں نے اسے پہچان لیا' پھر اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی میں حاضر ہوں' اے میرے پروردگار! اس نے فرمایا: ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: کفارات کے بارے میں۔ اس نے فرمایا: اس سے کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کی: زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر بھلائی کی طرف جانا' نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا اور جب طبیعت آمادہ نہ ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا۔ اس نے فرمایا: پھر کس چیز کے بارے میں۔ میں نے عرض کی: کھانا کھلانے' نرم گفتگو کرنے' رات کے وقت نوافل ادا کرنے' جب لوگ سورہے ہوں' کے بارے میں (بات کر رہے ہیں) تو پروردگار نے فرمایا: تم یہ دعا مانگو، اے میرے اللہ! میں تجھ سے بھلائی کے کام سرانجام دینے' برائی کو نہ کرنے' مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر اور جب تو لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے' تو مجھے آزمائش میں مبتلا کیے بغیر موت دے دینا۔ میں تجھ سے تیری محبت اور جس سے تو محبت کرتا ہے' اس شخص کی محبت اور اس عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں' جو تیری محبت کے قریب کر دے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حق ہے اسے نوٹ کرلو اور پھر اس کی تعلیم حاصل کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے کہا: (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ انہوں نے فرمایا: یہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے' جسے ولید بن مسلم نے عبدالرحمٰن بن یزید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

انہوں نے یہ بات بیان کی، خالد نے اسے عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی کے حوالے سے نقل کیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، اس کے بعد انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے' لیکن یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

ولید نے اپنی روایت میں اسی طرح ذکر کیا ہے کہ یہ عبدالرحمٰن بن عائش کے حوالے سے منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جبکہ بشر بن بکر نے اسے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کے حوالے سے' اس سند کے ہمراہ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے' اور یہ زیادہ درست ہے۔

عبدالرحمٰن بن عائش نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

شرح

ملاءِ اعلیٰ اور ان کے محبوب کام:

ارشاد خداوندی ہے:

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ○ (ص:۶۹)

''جب ملائکہ مقربین بحث کر رہے تھے تو مجھے اس کا علم نہیں تھا''۔

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ ان کا اختصار یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح نماز فجر کے بعد اپنا ایک نورانی خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا اور اس نے مجھ سے دریافت کیا: اے محمد! کیا آپ کو علم ہے کہ ملائکہ مقربین کس مسئلہ میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے مابین رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال ہوا کہ بتاؤ ملائکہ مقربین کس معاملے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب میں عرض کیا: کفارات کے بارے میں اور وہ کفارات یہ ہیں:

(۱) نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرے رہنا (۲) باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے پیدل مسجد کی طرف جانا (۳) ناگوار حالتوں میں کامل وضو کرنا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: اے محمد! جب آپ نماز ادا کریں تو یہ دعا کیا کریں:

اَللّٰهُمَّ انی اسئلك فعل الخيرات و ترك المنكرات وحب المساكين واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضني اليك غير مفتون .

اے اللہ! بیشک میں تجھ سے عمل صالح کرنے، عمل بد ترک کرنے اور مساکین سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں، اور جب تو اپنے بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرنے کا قصد کرے تو آزمائش سے قبل مجھے اپنے پاس بلالے۔

ملاء الاعلیٰ کا مفہوم:

لفظ ''ملاء'' کا معنی ہے: بھرنا، پر کرنا۔ الاعلیٰ سے مراد ہے: بلند شخص، اونچی ذات۔ اس کا مقابل ہے: ملاء الاسفل یعنی کم درجہ کا شخص، کم درجہ کا آدمی۔ ان کا تعلق ملائکہ سے بھی ہو سکتا ہے اور انسانوں سے بھی۔ صورت اوّل اس سے مراد آسمانی یا اعلیٰ درجہ کے فرشتے ہیں یعنی وہ اولوالعزم فرشتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام کا مشورہ کیا تھا۔ زمین کے بسنے والے اور زمین پر تعینات فرشتے بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ صورت ثانی کی مثال یہ ہے کہ کوئی محفل منعقد ہو، نقیب اس میں شامل ہونے والی اہم شخصیت کے آنے کی حاضرین کو خوشخبری سناتا ہے اور اس کی آمد پر لوگ پرتپاک انداز میں استقبال کرتے ہیں اور بار بار ہر نظر اس کی طرف اٹھتی ہے۔ کسی تقریب میں عام شخص آئے تو نہ اس کا تعارف کرایا جاتا ہے نہ اس کے آنے کی خوشخبری سنائی جاتی ہے اور

نہ اس کی طرف نظریں اٹھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صورت اور ہاتھوں کی وضاحت:

احادیث باب میں بیان کیے گئے خواب کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی صورت اور اس کے ہاتھوں کا بھی ذکر ہوا ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ صورت اور ہاتھوں سے پاک ہے۔ پھر اس کا مفہوم کیا ہوگا؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور متقدمین کا مؤقف ہے کہ بلا تاویل اللہ تعالیٰ کی صورت اور ہاتھوں سے مراد اس کی شایان شان صورت اور ہاتھ ہیں جس کی مثال مخلوق میں موجود نہیں ہے۔ علماء متاخرین کا نقطہ نظر ہے کہ یہاں دونوں امور میں تاویل کی جائے گی تاکہ مخالفین کی طرف سے حدوث کا سوال نہ کیا جاسکے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہاں صورت سے مراد اللہ تعالیٰ کی صورت نہیں ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل صورت مراد ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے اس ذات کے ہاتھ مراد ہیں جو مظہر خداوندی ہے یعنی مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ۔

زمین وآسمان کی ہر چیز کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا ہونا:

احادیث باب کے مضمون سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کی ہر چیز کا علم حاصل ہے خواہ اس چیز کا تعلق آسمانوں کے ساتھ ہو یا زمین کے ساتھ ہو۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ دونوں روایات میں لفظ "ما" استعمال ہوا ہے جو عمومیت کا فائدہ دیتا ہے' جبکہ ایک روایت میں لفظ "کل" استعمال ہوا ہے جو بالیقین عموم پر دلالت کرتا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں بھی اس کی صراحت ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط "اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے"۔ (النساء:۱۱۳)

اس آیت میں بھی لفظ "ما" استعمال ہوا ہے جو یقینی طور پر عمومیت کا تقاضا کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی پر اعتراض اور اس کا جواب:

حدیث باب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کلی ثابت ہوتا ہے' جس کا انکار کوئی صاحب عقل نہیں کرسکتا۔ تاہم منکرین علم کلی کی طرف سے اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جب تک دست قدرت پشت انور پر رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم باقی رہا اور جب دست قدرت اٹھ گیا تو علم بھی زائل ہوگیا۔ مثلاً جب بجلی کا بٹن دباتے ہیں تو بلب سے کمرہ روشن ہوجاتا ہے اور جب بٹن اوپر اٹھا لیا جاتا ہے' تو روشنی زائل ہوجاتی ہے اور کمرہ میں تاریکی چھا جاتی ہے۔ اس اعتراض کے متعدد جوابات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ○ (طہ:۱۱۴) اور (اے محبوب!) آپ یوں دعا کریں: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ کر'۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عطاء علم کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے واپس لے لیا گیا۔

(۲) وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ○ (الضحیٰ:۴) (اے محبوب!) آپ کی بعد والی ساعت پہلی ساعت سے بہتر ہے۔)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ علم دیا جانا اس آیت کا مصداق ہے اور کم علم ہونا اس کے منافی ہے۔

(۳) احادیث باب میں علم کلی کی صراحت ہے، لیکن منکرین اپنے مؤقف کے مطابق وہ روایات پیش کریں جن سے ان روایات کی نفی ہوتی ہو۔

(۴) منکرین علم رسالت کا یہ کہنا کہ دست قدرت رکھے جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم حاصل ہو گیا اور اس کے اٹھا لینے سے علم جاتا رہا بالکل منافقین کے اس قول کے مطابق ہے: فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ (البقرہ: ۱۷) پس جب آگ نے ان کے ارد گرد کی چیزوں کو روشن کر دیا، تو اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں ایسے اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھ نہیں سکتے"۔

ایک شبہ کا ازالہ:

شبہ یہ ہے کہ آیت مبارکہ: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم کلی پر استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ امتیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں مساوات لازم آئے گی جو درست نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ: ۱۵۱) اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتے ہیں، جن کے بارے میں تم نہیں جانتے تھے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہاں لفظ "ما" عموم کے لیے نہیں مجازاً خصوص کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں کو بقدر ضرورت احکام شرعیہ کی تعلیم دیں اور یہاں "ما" عموم کے لیے نہیں ہے۔

اس مفہوم پر اس حدیث سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے:

لا صلوة لمن لم يقرا بفاتحة الكتاب (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۴۷)

"جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہے"۔

لا نفی جنس کے لیے استعمال ہوتا ہے، یہاں معنی یہ ہونا چاہیے کہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی نماز نہ ہو لیکن نماز میں سورہ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ اس حدیث میں لفظ "لا" نفی جنس کے لیے نہیں بلکہ مجازاً نفی کمال پر محمول ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الزُّمَرِ

باب 40: سورہ زمر سے متعلق روایات

3160 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا نَزَلَتْ (ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ) قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُكَرَّرُ عَلَيْنَا الْخُصُوْمَةُ بَعْدَ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ الْاَمْرَ اِذًا لَشَدِيْدٌ

3160- اخرجه احمد (۱/۱۶۴)، (۱/۱۶۷)، و الحميدى (۱/۳۳، ۳۴)، حديث (۶۰، ۶۲).

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی:

''پھر بے شک تم لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپس میں بحث کرو گے۔''

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ بحث و مباحثہ دنیا میں تو ہمارے درمیان موجود ہے تو کیا یہ دوبارہ ہمارے درمیان ہوگا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر تو معاملہ بہت شدید ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ زمر مکی ہے جو آٹھ (۸) رکوع، پچھتر (۷۵) آیات، ایک ہزار ایک سو بانوے (۱۱۹۲) کلمات اور چار ہزار (۴۰۰۰) حروف پر مشتمل ہے۔

قیامت کے دن کفار سے دوبارہ آویزش ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ٥ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ٥ (الزمر: ۳۰،۳۱)

''بیشک آپ پر موت آنی ہے اور بیشک یہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر بیشک قیامت کے دن تم اپنے پروردگار کے حضور جھگڑو گے''۔

نبی کریم کی موت اور کفار کی موت میں فرق:

اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور کفار کی موت کے لیے ایک جیسا صیغہ استعمال ہوا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور کفار کو مردہ کہا جاتا ہے؟ اس کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ میت اور کفار کے لیے لفظ میتون استعمال ہوا ہے یعنی دونوں جگہ میں لفظ میت نکرہ ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ایک نکرہ کو دوبارہ نکرہ لایا جائے تو نکرہ ثانی نکرہ اول کا غیر ہوگا۔ اس قاعدہ کے مطابق کفار کی موت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موت سے مختلف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت قلیل وقت تک موت طاری ہوئی، غسل دیا گیا، کفن دیا گیا اور قبر میں تدفین عمل میں لائی گئی مگر آپ حیات دنیوی سے بھی زیادہ قوی زندگی کے ساتھ دائمی حیات ہیں۔ اس کے برعکس کفار دائمی مردہ بلکہ ان کی حیات بھی مردہ ہونے سے تعبیر کی جاسکتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بارے میں مفسرین کے اقوال:

مفسرین کرام نے بھی اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت آنی یعنی نہایت قلیل وقت کے لیے تھی

پھر حیات دائمی عطا کی گئی اور اب بھی آپ مستقل حیات سے متصف ہیں۔ اس بارے میں مفسرین کے چند اقوال ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا ذکر اس لیے کیا تا کہ آپ کی امت اختلاف نہ کرے جس طرح پہلی امتوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی موت کے بارے میں اختلاف کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا انکار کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے آپ کی وفات پر استدلال کیا تھا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وصال قریب آیا تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں جمع ہوئے، آپ نے ہماری طرف دیکھا، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، آپ نے فرمایا: تمہیں خوش آمدید ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے، تم پر وہ رحم فرمائے، میں تم لوگوں کو اس کی اطاعت کرنے اور اس سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اب وقت فراق آگیا ہے، یہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا ہے، سدرۃ المنتہیٰ اور جنت کی طرف جانے کا وقت ہے۔ میرے گھر کے لوگ مجھے غسل دیں گے وہ مجھے کفن انہیں کپڑوں میں دیں یا اگر پسند کریں حلہ یمانیہ میں۔ پس جب تم غسل کے بعد کفن پہنا دو تو مجھے اسی تخت پر میرے حجرے میں میری لحد کے کنارے رکھ دینا، پھر تھوڑی دیر کے لیے میرے حجرے سے باہر نکل جانا، سب سے قبل میرے دوست حضرت جبرائیل علیہ السلام میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر آپ لوگ گروہ در گروہ آکر میری نماز جنازہ پڑھنا۔ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کی بات سن کر رونے لگے اور وہ یوں کہنے لگے: یارسول اللہ! آپ ہمارے رب کے رسول ہیں، ہماری جماعت کی شمع ہیں اور ہمارے معاملات کی برہان ہیں۔ جب آپ روانہ ہو جائیں گے تو ہم اپنے معاملات میں کس طرف رجوع کریں گے؟ آپ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو صاف وشفاف راستہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات بھی روز روشن کی طرح ہے، اس راہنمائی کے بعد وہی شخص گم ہوگا جو ہلاکت کا شکار ہو، میں نے تمہارے لیے دو ناصح چھوڑے ہیں' جن میں سے ایک ناطق ہے اور دوسرا ساکت ہے۔ جو ناطق ہے وہ قرآن ہے اور جو ساکت ہے وہ موت ہے۔ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنا، جب تمہارے دل سخت ہو جائیں تو مردوں کے احوال پر غور کرنا۔ پھر آپ علیل ہو گئے، دردسر کا عارضہ لاحق ہوا، اٹھارہ روز تک بیمار رہے۔ مسلمان عیادت کرتے رہے، پھر پیر کے دن آپ کا وصال ہو گیا، اسی دن آپ کی بعثت ہوئی تھی، حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہمانے آپ کو غسل دیا۔ بدھ کی شب نصف گزر چکی تھی کہ آپ کی تدفین کی گئی۔ ایک قول کے مطابق منگل کی شب تدفین ہوئی۔

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۳۹۹۶)

(۳) حضرت سابط رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی مصیبت لاحق ہو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کیونکہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث ۶۷۱۸)

(۴) علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے، پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے،

اس پر بہت سی شرعی براہنیں قائم ہیں۔ (خزائن العرفان علی کنزالایمان ص ۳۷)

(۵) حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حقیقتاً ایک آن کے لیے نہ کہ ہمیشہ کے لیے ورنہ قرآن کریم شہداء کے بارے میں فرماتا ہے: **بل احیاء ولکن لا تشعرون** ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم شعور نہیں رکھتے''۔

خیال رہے کہ موت کی دو صورتیں ہیں: روح کا جسم سے الگ ہونا اور روح کا جسم میں تصرف چھوڑ دینا، پرورش ختم کردینا، انبیاء کی موت پہلے معنی میں ہے یعنی خروج روح عن الجسم اور عوام کی موت پہلے دوسرے دونوں معنی میں ہے۔ لہٰذا نبی کی روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے جس بنا پر ان کا دفن کفن وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان کی روح ان کے جسم کی پرورش کرتی رہتی ہے۔ اسی لیے ان کے جسم گلتے نہیں اور زائرین کو پہچانتے ہیں، ان کا سلام سنتے ہیں، ان کی فریادرسی اور مشکل کشائی کرتے ہیں۔

(نور العرفان علی کنزالایمان ص:۳۶)

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث کی روشنی میں:

ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں بقید حیات ہوتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں آجاسکتے ہیں اور اپنی امت میں تصرف کرتے ہوئے ان کی معاونت وراہنمائی کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تائید میں کثیر احادیث مبارکہ ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے، تم مجھ پر اس میں بکثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہوچکی ہوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دے دیا ہے کہ وہ انبیاء (علیہم السلام) کے اجسام کو کھائے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۱۰۸۵)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ (حیات الانبیاء للبیہقی ص:۳)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں فرماتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوں گے جب کہ وہ امام عادل ہوں گے وہ صلیب کو ضرور توڑیں گے، وہ خنزیر کو ضرور ہلاک کریں گے، وہ لڑنے والے لوگوں کے مابین ضرور صلح کرائیں گے، وہ کینہ اور بغض کو ضرور ختم کریں، ان کی خدمت میں ضرور مال پیش کیا جائے گا لیکن وہ قبول نہیں کریں گے۔ پھر اگر وہ میرے روضہ (قبرانور) پر کھڑے ہو کر پکاریں گے: یا محمد! تو میں انہیں ضرور جواب دوں گا۔ (المطالب العالیہ، رقم الحدیث ۴۵۷۴)

(۴) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک فرشتہ کو تمام مخلوق کی سماعت کی قوت عطا کی ہے، وہ میری قبر (روضہ اطہر) پر تعینات ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری رقم الحدیث: ۸۹۰۲)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) جس آدمی نے جمعۃ المبارک کے دن یا جمعہ کی رات کو مجھ پر سو بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات کو پورا کرے گا جن میں سے ستر (۷۰) آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ تعینات کر دیتا ہے جو اس درود کو میری قبر میں میرے پاس پیش کرتا ہے جس طرح تمہارے ہاں ہدیے اور تحائف آتے ہیں۔ میرے وصال کے بعد بھی میرا علم اسی طرح رہے گا جس طرح میری حیات میں ہے۔ (کنز العمال، رقم الحدیث ۲۲۳۲)

(۶) حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایام حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اذان نہ ہوئی اور نہ جماعت کھڑی ہوئی۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر نہیں نکلے تھے اور انہیں نماز کے وقت کا اس آواز سے پتہ چلتا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے آتی تھی۔ (مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث ۵۹۵۱)

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری قبر (روضہ اطہر) کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر درود بھیجا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(کنز العمال، رقم الحدیث ۲۱۶۵)

(۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کو چالیس راتوں کے بعد ان کی قبور میں نہیں چھوڑا جاتا مگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز ادا کرتے ہیں حتیٰ کہ صور پھونکا جائے گا۔ (کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۲۲۳۰)

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث واقوال صالحین کی روشنی میں:

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مزید احادیث اور تصریحات علماء ربانیین سے مزید واضح ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) انبیاء علیہم السلام کی ارواح قبض کرنے کے بعد دوبارہ لوٹا دی جاتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار کے سامنے شہداء کی طرح زندہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

(۲) ہمارے متکلمین اور محققین کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔ اپنی امت کی عبادات سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے گناہوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ جو امتی درود شریف پیش کرتا ہے آپ اسے سنتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے اور زمین ان کے اجسام کو نہیں کھاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت آدم علیہ السلام کو آسمان اول پر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو آسمان دوم پر، حضرت یوسف علیہ السلام کو آسمان سوم پر، حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان چہارم پر، حضرت ہارون علیہ السلام کو آسمان پنجم پر، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان ششم پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان ہفتم پر ملاحظہ کیا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۶۴)

(۳) حضرت خراش بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ حیات اس لیے بہتر ہے کہ میں تمہیں وعظ و نصیحت کرتا ہوں اور میری وفات

اس لیے بہتر ہے کہ ہر پیر اور ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ نیک اعمال پر میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں اور برے اعمال دیکھ کر میں تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔ (الوفا لابن الجوزی، ص ۸۱۰)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ کے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں تاکہ وہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچائیں۔ (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ا ص ۹۲)

(۵) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں فرشتے مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں، جو شخص بھی مجھ پر درود پیش کرتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو۔ ہم نے دریافت کیا: کیا آپ کی وفات کے بعد بھی؟ آپ نے جواب دیا: ہاں میری وفات کے بعد بھی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

(۶) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے: انبیاء علیہم السلام روحوں کے قبض کیے جانے کے بعد اپنے پروردگار کے پاس شہداء کی مثل زندہ ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت کو دیکھا، ان کی امامت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا کہ ہمارا درود اور سلام ان کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور آپ کا فرمان حق ہے۔

(۷) انبیاء علیہم السلام کی موت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ ہر چند وہ زندہ اور موجود ہیں اور ان کا حال فرشتوں کی طرح ہے کہ وہ بھی زندہ وموجود ہیں۔ ہماری نوع انسان میں سے کوئی شخص انہیں نہیں دیکھتا سوائے اولیاء اللہ کے جن کو اللہ نے باکرامت مخصوص کیا ہے۔

(۸) موت عدم محض کا نام نہیں ہے وہ صرف ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ شہداء اپنے قتل ہونے اور اپنی موت کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور خوش وخرم ہوتے ہیں اور یہ دنیا میں زندوں کی صفت ہے۔ جب شہداء کو حیات حاصل ہے' تو انبیاء علیہم السلام تو ان سے زیادہ حقدار ہیں۔ زمین انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی اور شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے سلام کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔ (کنز العمال، رقم الحدیث: ۲۲۰۰۰)

سلام کا جواب دینے کے لیے روح اقدس کو لوٹائے جانے پر اشکال اور اس کے جوابات:

گزشتہ روایت پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ ہر امتی کے سلام پیش کرنے کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو لوٹانا بار بار تکلیف موت ہے جو آپ کی شان محبوبیت کے منافی ہے یعنی امتیوں پر ایک موت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی موتوں کا طاری ہونا لازم آتا ہے؟

اس اشکال کے متعدد جوابات ہیں جو حسب ذیل ہیں:

اول: الفاظ حدیث: الا رد اللہ علی روحی، جملہ حالیہ واقع ہو رہا ہے اور لفظ "قد" یہاں مقدر ہے، جس طرح اس ارشاد خداوندی میں: حصرت صدورھم کی ماضی سے قبل لفظ "قد" مقدر ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام پیش کرتا ہے وہ اس حال میں سلام عرض کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ روح لوٹا چکا ہوتا ہے۔ یعنی "رد اللہ" کا جملہ ماضی کے معنی کے ساتھ ہے، اشکال تو تب ہوتا کہ یہ جملہ حال یا استقبال کے معنی کے ساتھ ہوتا جس سے بار بار روح کا لوٹنا لازم آتا اور اس بار بار عمل سے آپ پر تکلیف کا تسلط ہونا لازم آتا۔

ثانی: یہ اشکال تب ہے، جب الفاظ حدیث اپنے اصل معنی میں مستعمل ہوں لیکن یہاں لفظ "رد" صیرورت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جس طرح اس آیت میں: قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ (الاعراف: ۸۹) لفظ "عدنا" لفظ "صرنا" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ثالث: یہاں روح اقدس لوٹانے سے مراد روح کو متوجہ کرنا ہے یعنی عالم برزخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد الٰہی میں مشغول ہیں تو امتی کے سلام کا جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ روح اقدس کو متوجہ کر دیتا ہے۔

رابع: یہاں رد روح سے مراد امتی کے سلام کا جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کے نطق کو متوجہ کر دیتا ہے۔

خامس: یہاں روح سے مراد فرحت و خوشی ہے۔ جس طرح اس آیت میں ہے: فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۔ (الواقعہ: ۸۹)

سادس: یہاں رد روح سے مراد "اسلام" کے اجر و ثواب کو آپ کی جانب لوٹانا ہے۔

سابع: یہاں روح سے مراد وہ معزز فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قبر اطہر کے پاس تعینات کیا ہے۔

ثامن: یہاں روح سے مراد رحمت باری تعالیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ میں امت کے لیے ودیعت رکھی گئی ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جھگڑنے والوں کے محامل:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور مختلف گروہ باہم جھگڑا کریں گے، اس کی کئی صورت ہو سکتی ہیں:

(۱) انبیاء علیہم السلام کا اپنی امتوں سے جھگڑا ہوگا، انبیاء فرمائیں گے یا الٰہ العالمین! ہم نے انہیں تبلیغ کی، تیرے احکام پہنچائے بالخصوص پیغام توحید دیا مگر امتیں اس کا انکار کریں گی۔ انبیاء علیہم السلام کی حمایت میں بطور گواہ امت محمدی کو پیش کیا جائے گا اور اس امت کی تائید سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔

(۲) کفار باہم تنازع کریں گے، اللہ تعالیٰ کے حضور عوام کہیں گے کہ دنیا میں ہمارے ان سرداروں نے ہمیں گمراہ کیا تھا، کفر اختیار کرنے اور توحید کا انکار کرنے کی ترغیب تھی جبکہ ان کے مقابل سرداران کفار اس حقیقت کا انکار کریں گے۔

(۳) مسلمان گروہ اپنے معاملات کے بارے میں جھگڑا کریں گے، کچھ اپنے آپ کو مظلوم اور دوسروں کو ظالم قرار دیں گے جبکہ مقابل لوگ اس کا انکار کر کے اپنے آپ کو بے گناہ اور مظلوم ہونے کی حیثیت سے پیش کریں گے۔

(۴) مختلف جانور ذات باری تعالیٰ کے سامنے جھگڑا کریں گے، ایک گروہ اپنے آپ کو مظلوم اور دوسروں کو ظالم قرار دیں

کے جبکہ دوسرا اگر وہ بھی کچھ اس سے ملتا جلتا تقاضا کرے گا۔

اس بارے میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

(۱) جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ؁ (الزمر:۳۱) "بیشک تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑا کرو گے"۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم دنیا کے بعد آخرت میں بھی جھگڑا کریں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر تو معاملہ بہت گھمبیر ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نے کسی دوسرے شخص کی عزت مجروح کی یا اس پر ظلم کیا وہ آج (دنیا میں) معاف کرالے۔ اس سے قبل کہ وہ دن آپہنچے کہ اس کے پاس درہم و دینار نہ ہوگا۔ اگر اس کے پاس کوئی عمل صالح ہوگا تو ظلم کے عوض وہ وصول کیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیک عمل نہ ہوگا تو مظلوم کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۲۴۴۹)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ مفلس کون شخص ہے؟ صحابہ کرام نے جواباً عرض کیا: ہمارے ہاں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم و دینار یا مزید کوئی سامان نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت عائد کی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا پھر اسے بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی۔ اگر ان کے حقوق مکمل ہونے سے قبل اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینکا جائے گا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۳۵۸۱)

(۴) حضرت عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ظالم حاکم کو پیش کیا جائے گا، اس کی رعایا اس سے جھگڑا کرے گی، وہ اس پر غلبہ حاصل کرے گی، پھر اس سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ تم ارکان جہنم میں سے ایک رکن کو پر کردو۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۰۰)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ قیامت کے دن لوگ باہم تنازع کریں گے حتیٰ کہ روح اور جسم کا باہم جھگڑا ہوگا، روح، جسم سے مخاطب ہوگی: تو نے یہ امور انجام دیئے تھے۔ جسم، روح سے کہے گا: تو نے یہ منصوبہ تیار کیا تھا اور تو نے اس بات کا حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ایک فرشتہ بھیجے گا جو ان سے یوں مخاطب ہوگا: تم دونوں کی مثال یوں ہے کہ ایک دیکھنے والا اپاہج شخص ہو اور دوسرا نابینا ہو۔ وہ دونوں ایک باغ میں جائیں، اپاہج نے نابینا سے کہا: یہاں کثیر تعداد اور مختلف انواع کے پھل ہیں مگر میں ان تک پہنچ نہیں سکتا۔ تب نابینا نے کہا: تو مجھ پر سوار ہو جا اور پھلوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ لو۔ اپاہج اندھے پر سوار ہو جاتا ہے اور پھل توڑ لیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں مجرم کون ہے؟ روح اور جسم دونوں نے بیک زبان جواب دیا: وہ دونوں مجرم قرار پائیں گے۔ تب فرشتہ نے کہا: دونوں نے خود اپنے خلاف فیصلہ دے دیا

ہے۔ یعنی روح کے لیے جسم سواری کی حیثیت رکھتا ہے اور روح جسم کے لیے سوار کی حیثیت رکھتا ہے۔ (امام ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۸)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن حقداروں کو ان کے حقوق ضرور ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ بکری کا بدلہ لیا جائے گا۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مظلوم کا ظالم سے، صادق کا کاذب سے، ہدایت یافتہ کا گمراہ سے اور ضعیف کا طاقتور سے جھگڑا ہوگا۔ حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمان کا کفار سے جھگڑا ہوگا۔

(۸) حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب اس آیت کا نزول ہوا تو مسلمانوں نے یوں کہا: ہم کیسے جھگڑا کر سکیں گے جبکہ ہم باہم بھائی بھائی ہیں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو مسلمانوں نے اعلان کیا تھا: اس قتل کے بارے میں ہمارا جھگڑا ہوگا۔ (جامع البیان جز ۲۴ ص ۳)

سوال: زیر بحث آیت اور احادیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن جھگڑا ہوگا۔ ایک ارشاد ربانی ہے: لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ (ق:۲۸) (اللہ قیامت کے دن فرمائے گا) اے لوگو! تم میرے پاس جھگڑا نہ کرو"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن جھگڑا نہیں ہوگا۔ اس طرح تو آیات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) قیامت کا دن طویل ترین ہوگا، اس کے کسی حصہ میں جھگڑا ہوگا اور کسی حصہ میں جھگڑا نہیں ہوگا۔ دونوں آیات کا مصداق ایک وقت نہیں بلکہ مختلف اوقات ہیں، لہٰذا آیات میں تعارض نہ ہوا۔

(۲) اس کی دلیل یہ دو مختلف آیات ہیں:

(i) فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ (القصص:۶۶) "لوگ ایک دوسرے سے سوال نہیں کریں گے"۔

اس آیت سے قیامت کے دن عدم سوال معلوم ہوتا ہے۔

(ii) وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ (الصافات:۲۷)

"اور لوگ ایک دوسرے پر پلٹ کر سوال کریں گے"۔

اس آیت سے سوال کرنا ثابت ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت کے دن ہمہ وقت سوالات کا سلسلہ جاری نہیں رہے گا بلکہ کسی وقت سوالات ہوں گے اور کسی وقت نہیں ہوں گے۔

3161 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَّسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

متنِ حدیث: قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ (يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى

3161- اخرجه احمد (۶/ ۴۵۴، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱)، و عبد بن حميد ص (۴۵۶)، حديث (۱۵۷۷).

أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا) وَلَا يُبَالِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ وَشَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ يَرْوِي عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ وَأُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ

◆◆ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے' تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو' بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔''

(حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں) اور وہ اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف ثابت کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جسے انہوں نے شہر بن حوشب سے نقل کیا ہے' جبکہ شہر بن حوشب نے سیدہ اُم سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

سیدہ اُم سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا ہی اسماء بنت یزید ہیں۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کی وسعت:

ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ط إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ط إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ (الزمر:۵۳)

''آپ کہہ دیں: اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے ہو، تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بیشک اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا، بیشک وہ نہایت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے''۔

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ جب لوگوں سے کبائر یا صغائر گناہ سرزد ہو جائیں تو انہیں نا امید نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے معافی کے خواست گار ہوں، پھر انہیں نا امید نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمت کاملہ سے انہیں معاف کر دے گا''۔

کبائر وصغائر گناہ خواہ عمداً کیے ہوں یا سہواً، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے اور توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے' کیونکہ شیطان کے علاوہ اس کی رحمت کا امیدوار ہر شخص ہے خواہ وہ نیک ہو یا بدکار ہو۔ کفر اور شرک جیسے گناہوں کا مرتکب شخص بھی سچے دل سے تائب ہوتا ہے' تو دنیا میں اس کے یہ گناہ بھی قابل معافی ہیں، تاہم حالت کفر وشرک میں کوئی مر جائے تو اس کی معافی ناممکن ومحال ہے۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی بخشش اور ان کا قبول اسلام:

کفر وشرک اور قتل وزنا وغیرہ گناہ زندگی میں توبہ کرنے سے معاف ہوسکتا ہے اس سلسلے میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی بخشش اور قبول اسلام کا واقعہ بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے جنہوں نے حالت کفر وشرک میں دوسرے گناہوں کے علاوہ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا بھی ارتکاب کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کو طلب فرمایا اور انہیں دعوت اسلام دی، انہوں نے عرض کیا: اے محمد! آپ مجھے کس دین کی دعوت دے رہے ہیں جبکہ آپ خود فرماتے ہیں: جس شخص نے کفر وشرک اور قتل وزنا کا ارتکاب کیا اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اسے ہمیشہ اس میں رکھا جائے گا جبکہ میں یہ سب کچھ کر چکا ہوں؟ کیا اب بھی میرے لیے نجات کا کوئی راستہ باقی ہے؟ اس سلسلہ میں رب کائنات کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (الفرقان: ۷۰) "مگر جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور اچھے کام کیے۔ پس یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ نے جن کی برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ تبدیل کر دیا اور اللہ نہایت بخشش کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے"۔

اس پر وحشی نے کہا: اے محمد! اس حکم میں نہایت سخت شرط لگائی گئی ہے کہ وہ تائب ہو، ایمان لائے پھر وہ اچھے کام بھی کرے۔ ممکن ہے کہ میں اس شرط پر پورا نہ اتر سکوں۔ اس پر اللہ کا یہ ارشاد نازل ہوا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (النساء: ۴۸) "بیشک اللہ صرف شرک معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جو چاہے گا معاف کر دے گا"۔

وحشی نے پھر کہا: اے محمد! اس فرمان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مغفرت وبخشش مشیت باری تعالیٰ پر موقوف ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میری مغفرت ہو جائے، کیا اس کے علاوہ بھی معافی کی کوئی صورت ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (الزمر: ۵۳) "اے میرے وہ بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو، بیشک اللہ تمام گناہ معاف کر دے گا، بیشک وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے"۔

اس پر وحشی نے کہا: اب معاملہ ٹھیک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم سے بھی وحشی کی طرح گناہ سرزد ہو جائے، تو ہمارے لیے بھی یہی حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حکم عام ہے جو تمام مسلمانوں کو شامل ہے۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۱۱۴۸۰)

قنوط کا معنی اور عفو ومغفرت کے درمیان فرق:

زیر بحث آیت میں لفظ "لا تقنطوا" استعمال ہوا ہے، اس کا مصدر لفظ "قنوط" ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے: سب سے بڑی ناامیدی۔ اس کا اصطلاحی معنی ہے: رحمت باری تعالیٰ سے مکمل طور پر مایوس ہو جانا، یہ صورت تب پیش آتی ہے جب فطرت سلیمہ اور ایمان باللہ کی صلاحیت کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غرغرہ موت تک توبہ کی مہلت دی گئی ہے۔ اس

آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمام گناہوں کی معافی ومغفرت کا وعدہ ہے خواہ وہ کبیرہ ہوں یا صغیرہ، خواہ ان کی تعداد سمندر کی جھاگ کے برابر ہو، ریت کے ذروں کے برابر ہو، درختوں کے پتوں کے برابر ہو، آسمان کے ستاروں کے برابر ہو اور مخلوق کے سانسوں کے برابر ہو، پھر مغفرت کے طریق کار میں بھی عمومیت ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر سزا کے معاف کردے یا سزا دے کر معاف کردے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انبیاء، ملائکہ، اولیاء، صالحین اور علماء ربانیین وغیرہ کی شفاعت کے نتیجہ میں مغفرت کردے۔

عفو اور مغفرت میں فرق ہے۔ عفو کا معنی ہے: گناہوں کو مٹانا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ (ہود ۱۱۴) ''بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں''۔

مغفرت کا معنی ہے: عذاب کو دور کر دینا، رحمت کا معنی ہے: اجر وثواب عطا کرنا۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ (النجم ۳۲) ''وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی سے بچتے ہیں، سوائے چھوٹے گناہوں کے، بیشک آپ کا پروردگار بہت مغفرت کرنے والا ہے''۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے پروردگار! جب تو مغفرت کرے تو سب کی مغفرت کر اور تیرا کون سا بندہ ہے جس نے کوئی بھی گناہ نہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت سے مایوس ہونے کی ممانعت:

رحمت باری تعالیٰ اور مغفرت خداوندی نہ محدود ہے اور نہ مشروط۔ اس کی وسعت وغیر مشروطیت اللہ تعالیٰ کے وسیع فضل وکرم کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن واحادیث میں کثیر دلائل موجود ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا: اگر مجھے اس آیت (الزمر ۵۳) کے عوض دنیا اور مافیہا دیا جائے تو مجھے پسند نہیں ہوگا۔ کسی صحابی نے سوال کیا: یا رسول اللہ! جو شخص مشرک ہو؟ آپ نے سکوت اختیار کیا، پھر آپ نے تین بار فرمایا: مشرکین کے علاوہ۔ (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۲۲۳۶۲)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ کچھ مشرکین نے بہت سے قتل کیے تھے اور بہت سے زنا کیے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد! آپ جس دین کی ہمیں دعوت دیتے ہیں یہ بہت اچھا ہے۔ کاش! آپ ہمیں یہ واضح کردیں کہ ہماری بداعمالیوں کا ازالہ بھی ممکن ہے یا نہیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم الخ۔

(۳) حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک معمر شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاٹھی ٹیکتا ہوا حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے کئی بار عہد شکنی کی ہے اور بہت سے گناہ کیے ہیں، تو کیا میری مغفرت ممکن ہے؟ آپ نے دریافت کیا: کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا: کیوں نہیں! میں تو اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری عہد شکنیوں اور گناہوں کی مغفرت کردی گئی ہے۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث ۷۲۳۵)

(۴) حرب بن شریح کا بیان ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: میں آپ پر نثار جاؤں! وہ شفاعت جس کا تذکرہ اہل عراق کرتے ہیں آیا یہ حق ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: آپ کس کی شفاعت کا ذکر کر رہے ہیں؟ میں نے جواب میں کہا: شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے جواب دیا: قسم بخدا! میرے چچا محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت کی شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا: اے محمد! کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ میں عرض کروں گا: اے رب العلمین! میں راضی ہوں۔ پھر انہوں (ابوجعفر) نے کہا: اے اہل عراق کی جماعت! آپ یہ بات کہتے ہیں، قرآن کریم کی سب سے زیادہ امید افزا آیت ہے: یا عبادی الذین الخ۔ (کنز العمال، رقم الحدیث ۳۹۷۵۸)

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا: اے جبرائیل! تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے عرض کرو: ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور پریشان نہیں ہونے دیں گے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۰۲)

(۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے انسانوں کو قتل کیا تھا، پھر اس میں خوف پیدا ہوا۔ اس نے کسی عابد (راہب) سے دریافت کیا: کیا اس کی توبہ ممکن ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ اس شخص نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر دریافت کرنے کے لیے نکلا کہ اس کی مغفرت ممکن ہے یا نہیں؟ کسی عالم (راہب) نے اسے جواب دیا: ہاں، مگر فلاں بستی میں جاؤ بستی کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں اسے موت نے آلیا، اس نے آخری وقت اپنا سینہ بستی کی طرف کر لیا۔ پھر رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہوا، اللہ تعالیٰ نے ایک طرف زمین کو سکڑنے کا حکم دیا اور دوسری طرف زمین کو وسیع ہونے کا حکم دیا۔ پھر اللہ نے فرشتوں سے فرمایا: تم دونوں اطراف سے فاصلہ ناپ لو، تو بستی کی جانب ایک بالشت زمین قریب تھی تو اس کی مغفرت کر دی گئی۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۴۷۰)

اللہ تعالیٰ کو خنزیروں اور بندروں کا خالق کہنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی ذات وصفات اور شان وعظمت کے لائق الفاظ استعمال کرنا چاہیے۔ ایسے الفاظ جو اس کی شایان شان نہ ہوں، ان کا استعمال کرنا درست نہیں ہے بلکہ گناہ ہے اور بے ادبی پر جسارت ہے۔

خواہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے' لیکن اس کی طرف اچھی اشیاء کی نسبت کرنا اس کی شایان شان ہے مثلاً انبیاء، ملائکہ، صالحین، اولیاء اور جنت وغیرہ کا خالق ہے' لیکن خنزیروں اور بندروں وغیرہ کا خالق کہنا خواہ غلط تو نہیں ہے' لیکن درست نہیں ہے۔

(۱) امام المتکلمین علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یہ بات کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور یوں نہ کہا جائے کہ وہ غلاظتوں، بندروں اور خنزیروں کا خالق ہے''۔

(شرح المقاصد ج ۳ ص ۲۷۵)

(۲) حضرت علامہ جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ شریر کا اطلاق درست نہیں ہے کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ پر یہ اطلاق درست نہیں کہ وہ بندروں اور خنزیروں کا خالق ہے، جبکہ وہ ان کا خالق ہے۔

(۳) علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ کہنا درست نہیں ہے کہ وہ غلاظتوں، بندروں اور خنزیروں کا خالق ہے، حالانکہ متفقہ طور پر یہ چیزیں اسی کی مخلوق ہیں''۔

(۴) امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ خالق الاجسام ہے مگر اس کو کیڑے مکوڑوں اور بندروں کا خالق کہنا درست نہیں بلکہ ایسے الفاظ سے اس کی تقدیس واجب ہے''۔

(۵) زیر بحث آیت اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے اس کی شان وجلالت کے مطابق الفاظ استعمال میں لائے جائیں۔ بیہودہ، فضول، مہمل اور ذات کے منافی الفاظ ہرگز استعمال میں نہ لائے جائیں۔

علیٰ ہذا القیاس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی شایان شان الفاظ استعمال کیے جائیں اور دوسرے الفاظ سے مکمل اجتناب واحتراز کیا جائے۔ مثلاً بندہ اور بشر وغیرہ الفاظ خواہ غلط نہیں ہیں لیکن آپ کی شایان شان نہ ہونے کی وجہ سے استعمال نہ کیے جائیں۔ آپ کے تعارف کے لیے: امام الانبیاء، قائد المرسلین، خاتم الانبیاء، مصدر کائنات، شافع محشر، رحمۃ للعالمین، مالک کون ومکان اور عالم ماکان ومایکون وغیرہ الفاظ استعمال میں لائے جائیں۔

آیت اور حدیث کا مفہوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار کی روشنی میں:

زیر بحث آیت اور حدیث کا مفہوم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے منظوم کلام میں بھی بیان کیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

الا صاحب الذنب لا تقنطن — فـان الالـه رؤف رؤف

ولا تـرحـلـن بلاعـدة — فان الطريق مخوف مخوف

(i) اے گناہگار شخص! تو نا امید مت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت بہت مہربان ہے۔

(ii) بغیر زادراہ کے کبھی سفر نہ کر، کیونکہ راستہ بہت خطرناک ہے۔

3162 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

متنِ حدیث: جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ

3162- اخرجه البخاری (۸/۱۲ ٤): كتاب التفسير: باب: (و ما قدروا الله حق قدره)، حديث (٤٨١١)، و اطرافه (٧٤١٤، ٧٤١٥، ٧٤٥١، ٧٥١٣)، و مسلم (٤/٢١٤٧): كتاب صفات المنافقين و احكامهم: باب: صفة القيامة و الجنة و النار، حديث (١٩/٢٧٨٦)، و احمد (١/٤٢٩، ٤٥٧).

عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْجِبَالَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ)

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَّتَصْدِيْقًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: اے حضرت محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں کو ایک انگلی اور تمام زمینوں کو ایک انگلی اور تمام پہاڑوں کو ایک انگلی اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی کے ذریعے تھامنا ہے اور پھر یہ فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اطراف کے دانت ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

"انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح نہیں پہچانا جو اس کو پہچاننے کا حق ہے۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ اس کی بات کی تصدیق کرنے کے لیے اور اس پر خوشی ظاہر کرنے کے لیے مسکرا دیے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3163 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ حَدِّثْنَا فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِذَا وَضَعَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى ذِهْ وَالْاَرْضَ عَلٰى ذِهْ وَالْمَاءَ عَلٰى ذِهْ وَالْجِبَالَ عَلٰى ذِهْ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى ذِهْ وَاَشَارَ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ بِخِنْصَرِهٖ اَوَّلًا ثُمَّ تَابَعَ حَتّٰى بَلَغَ الْاِبْهَامَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ كُدَيْنَةَ اسْمُهٗ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ

قولِ امام بخاری: قَالَ رَاَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ شُجَاعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّلْتِ

3163- اخرجه احمد (۲۵۱/۱)، (۳۲٤/۱)۔

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اے یہودی! ہمیں کوئی بات بتاؤ' تو اس نے کہا: اے ابوالقاسم! آپ ﷺ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو اس پر زمین کو اس پر اور پانی کو اس پر پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوق کو اس پر رکھے گا۔

محمد بن صلت نے اپنی سب سے چھوٹی انگلی سے اشارہ کیا' پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے' تمام انگلیوں کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے انگوٹھے تک پہنچے۔

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح نہیں پہچانا جیسے اسے پہچاننے کا حق ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے' ہم اسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے' صرف اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

ابوکدینہ کا یحییٰ بن مہلب ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام بخاری کو دیکھا، انہوں نے اس روایت کو حسن بن شجاع کے حوالے سے' محمد بن صلت سے نقل کیا ہے۔

3164 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتَدْرِیْ مَا سَعَةُ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ مَا تَدْرِیْ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ (وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ) قَالَتْ قُلْتُ فَاَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ وَفِی الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ مجاہد بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو' جہنم کتنی وسیع ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں' تو انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! تم جان بھی نہیں سکتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

''قیامت کے دن روئے زمین اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ یارسول اللہ ﷺ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ جہنم کے پُل پر ہوں گے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں) اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

3164- اخرجه احمد (۱۱۶/۶).

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

3165 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِی هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ) فَاَيْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ يَا عَائِشَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"اور زمین قیامت کے دن اس کے دست قدرت میں ہوگی اور آسمان اُسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: تو اہلِ ایمان اس وقت کہاں ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! وہ پُل صراط پر ہوں گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تذکرہ:

ارشاد ربانی ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (الزمر: ۶۷)

"اور انہوں نے اللہ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح کہ قدر کرنے کا حق ہے، قیامت کے دن تمام زمینیں اس کی مٹھی میں ہوں گی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، وہ ان چیزوں سے پاک ہے، جن کو وہ اس کا شریک بناتے ہیں"۔

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ پہلی روایت کے مطابق یہودی عالم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اعتراف کرتے ہوئے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں عرض کیا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی سے، پہاڑوں کو دوسری انگلی سے، زمینوں کو تیسری انگلی سے اور عام مخلوق کو چوتھی انگلی سے پکڑے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر اس کی تصدیق وتائید کی۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ دوسری روایت کے مطابق ایک یہودی نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا مضمون بیان کرتے ہوئے کہا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنی انگلی پر رکھے گا، زمینوں کو اس کے اوپر، پانی کو اس کے اوپر، پہاڑوں کو اس کے اوپر اور دیگر مخلوق کو اس کے اوپر اس کا یہ مضمون سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ آپ کی مسکراہٹ کا مقصد اس بات

کی تصدیق کرتا تھا کہ یہ مضمون یہود کی کتاب میں بھی موجود ہے۔
اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن کسی معاون یا مددگاروں کی ضرورت ہرگز نہیں ہوگی، کیونکہ دنیا کا نظام بہترین طریقے سے وہ چلا رہا ہے اور چلاتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء جسمانی کا ثبوت اور اس کی وجوہات

زیر بحث آیت اور روایات سے اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء جسمانی ثابت ہوتے ہیں بلکہ وہ ان سے پاک ہے۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ ایسی آیات اور احادیث کی تاویل نہ کی جائے بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے مشابہت سے پاک ہے۔

☆ انگلیوں سے مراد مخلوق کی انگلیاں ہوں یا اعضاء خداوندی سے مراد وہ اشیاء ہیں جو اس کی قدرت کے تحت داخل ہیں۔

☆ جن آیات اور احادیث صحیحہ میں اعضاء جسم بیان ہوئے ہیں ان کو ان تک محصر رکھا جائے اور ان کے علاوہ تفسیر وتشریح کے طور پر ہرگز بیان نہ کیے جائیں۔

☆ ان روایات سے بھی اللہ تعالیٰ کی انگلیاں ثابت نہیں ہوتیں بلکہ یہودی کے کلام سے یا ان کی کتاب سے ثابت ہوتی ہیں۔

☆ ہاتھوں اور انگلیوں سے مراد قدرت خداوندی ہے اور اس کا بے نیاز ہونا ہے۔

☆ ان اعضاء کے معانی ومطالب کو حروف مقطعات کی طرح اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دینا چاہیے کہ وہ خود ان کے بارے میں بہتر جانتے ہیں۔

☆ اعضاء پر مشتمل الفاظ کی اس طرح تاویل کی جائے کہ نہ تو اسلامی عقائد سے متصادم ہو اور نہ غیر مسلموں کی طرف سے باعث اعتراض ہو۔

3166 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: كَيْفَ اَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنٰى جَبْهَتَهٗ وَاَصْغٰى سَمْعَهٗ يَنْتَظِرُ اَنْ يُّؤْمَرَ اَنْ يَّنْفُخَ فَيَنْفُخَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ فَكَيْفَ نَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ الْاَعْمَشُ اَيْضًا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں کیسے آرام سے ہو سکتا ہوں؟

جبکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے اپنا منہ صور کے ساتھ لگایا ہوا ہے اس نے اپنا سر جھکایا ہوا ہے اور اپنے کان لگائے ہوئے ہیں اور وہ انتظار کر رہا ہے کہ اسے اس میں پھونک مارنے کا حکم دیا جائے تو وہ اس میں پھونک مار دے۔ مسلمانوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم کیا پڑھا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھا کرو: ''ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے ہم اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔''

سفیان نامی راوی نے بعض اوقات یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''اور ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اعمش نے اسے عطیہ کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

3167 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ اَعْرَابِيٌّ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الصُّوْرُ قَالَ قَرْنٌ يُّنْفَخُ فِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک دیہاتی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! صور کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک سینگ (یا باجہ) ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے ہم اس روایت کو صرف سلیمان تیمی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

قیامت کے دن صور پھونکا جانا:

ارشاد ربانی ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ○ (الزمر: ۶۸)

''اور صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمینوں والے سب ہلاک ہو جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ چاہے گا، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے''۔

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ علامات قیامت بلکہ قیامت برپا ہونے کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے جس کے نتیجہ میں سب لوگ بے ہوش ہو کر گر جائیں گے۔

3167۔ اخرجه الدارمی (۳۲۵/۲): کتاب الرقاق: باب: فی نفخ الصور، و احمد (۱۶۲/۲، ۱۹۲).

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار پریشانی کرتے ہوئے فرمایا: مجھے کیسے چین آ سکتا ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سینگ اپنے منہ سے لگا رکھا ہے، اپنی پیشانی جھکائے ہوئے ہیں، دنیا کان لگا کر حکم خداوندی کا منتظر ہے کہ اسے کب صور پھونکنے کا حکم ملتا ہے کہ وہ پھونک دیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صور پھونکتے وقت ہمیں کیا کہنا چاہیے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم یوں کہو: حسبنا اللہ و نعم الوکیل و توکلنا علی اللہ (اللہ ہمارے لیے کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے اور ہمارا بھروسہ اس پر ہے)

خواہ یہاں سوال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے ہوا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے مخاطبین تا قیامت آنے والے لوگ ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صور کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: وہ ایک سینگ ہوگا' جس میں پھونکا جائے گا۔

یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ صور دو دفعہ پھونکا جائے گا۔ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ بے ہوش ہو کر گر جائیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔ جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔ نفخہ اول اور نفخہ ثانی سے بھی محض قدرت خداوندی کا اظہار مقصود ہے۔

3168 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ يَهُوْدِيٌّ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ لَا وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَدَهٗ فَصَكَّ بِهَا وَجْهَهٗ قَالَ تَقُوْلُ هٰذَا وَفِيْنَا نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ) فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَرَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلِىْ اَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ ایک یہودی نے مدینہ منورہ کے بازار میں کہا: اس ذات کی قسم! جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فوقیت دی ہے۔ اس پر ایک انصاری نے ہاتھ اٹھایا اور اس یہودی کو طمانچہ رسید کر دیا اور بولا: تم نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں یہ بات کہہ رہے ہو؟ (جب یہ معاملہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا (پہلے یہ آیت پڑھی)

3168- اخرجه البخاری (۵/۸۵): كتاب الخصومات: باب: ما يذكر من الاشخاص و الملازمة و الخصومة بين المسلم و اليهودي، حديث (۲۴۱۱)، و اطرافه من (۳۴۰۸، ۳۴۱۸، ۳۴۷۶، ۴۸۱۳، ۵۰۶۲، ۶۵۱۷، ۶۵۱۸، ۷۴۲۸، ۷۴۷۲)، ومسلم ((۱۸۴۴/۴): كتاب الفضائل: باب: من فضل موسى عليه الصلاة والسلام، حديث (۱۶۰، ۱۶۱/۲۳۷۳)، و ابوداؤد (۶۲۹/۲): كتاب السنة: باب من التخيير بين الانبياء عليهم الصلاة و السلام، حديث (۴۶۷۱)، و ابن ماجه (۱۴۲۸/۲): كتاب الزهد: باب: ذكر البعث، حديث (۴۲۷۴)، و احمد (۲۶۴/۲، ۴۵۰).

''اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی' تو آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز بے ہوش ہو کے گر جائے گی ماسوائے ان کے' جنہیں اللہ چاہے گا' پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی' تو وہ لوگ اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں سب سے پہلے اپنا سر اٹھاؤں گا' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت عرش کے ایک پائے کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے مجھ سے پہلے اپنا سر اٹھا لیا تھا یا وہ ان لوگوں میں شامل ہیں' جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء کیا ہے' اور جو شخص یہ کہے: میں حضرت یونس سے بہتر ہوں' تو اس نے غلط کہا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

تفصیل انبیاء کا مسئلہ اور مثبت انداز اختیار کرنا:

ارشاد خداوندی ہے: **تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض** ''بعض رسولوں کو ہم نے بعض رسولوں پر فضیلت عطا کی ہے''۔ بلاشبہ تفصیل انبیاء کا مسئلہ حق ہے لیکن اس کے انداز و بیان میں کسی نبی یا رسول کی تنقیص کا پہلو ہرگز نہ نکلتا ہو۔ زیر بحث حدیث میں یہود کا جارحانہ انداز ان کا اپنا معاملہ تھا لیکن اس کے مقابل انصاری کا انداز اور طمانچہ رسید کرنا بھی قابل تعریف نہیں ہے' کیونکہ اس میں حضرت یونس علیہ السلام کی تنقیص کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان سب سے زیادہ ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت آدم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام وغیرہ انبیاء بالترتیب درجہ وفضیلت رکھتے ہیں۔

سوال: اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء علیہم السلام سے افضل وارفع ہیں مگر حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یونس علیہ السلام پر آپ کو فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ممانعت عجز و انکساری کی بنا پر فرمائی ہے مگر حقیقت میں معاملہ برعکس ہے۔

(۲) انصاری صحابی کے انداز سے حضرت یونس علیہ السلام کے تنقیص کا پہلو نکلتا ہے، ایسی تفصیل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

3169 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اِسْحٰقَ اَنَّ الْاَغَرَّ اَبَا مُسْلِمٍ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يُنَادِيْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ

3169۔ اخرجه مسلم (۲۸۱/۹ ۔ الابی): كتاب الجنة وصفة نعيمها و اهلها: باب: (في دوام نعيم اهل الجنة۔)، حديث (۲۸۳۷/۲۲) والدارمي (۳۳٤/۲): كتاب الرقائق: باب: ما يقال لا هل الجنة اذا دخلوها و اخرجه احمد (۳۱۹/۲)، (۳۸/۳ ۔ ۹۵)، و عبد بن حميد: ص (۲۹۲): حديث (۹٤۲).

لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْاَسُوا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى (وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ)

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الثَّوْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا: اب تمہارے لیے زندگی ہے' تم کبھی بھی نہیں مرو گے' اب تمہارے لیے صحت ہے' اب تم کبھی بھی بیمار نہیں ہو گے' اب تمہارے لیے جوانی ہے' تم کبھی بھی بوڑھے نہیں ہو گے' اب تمہارے لیے نعمتیں ہیں' تم کبھی بھی تکلیف میں مبتلا نہیں ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔

''اور یہ وہ جنت ہے' جس کا تمہیں وارث بنایا گیا ہے اس چیز کے عوض میں جو تم عمل کرتے تھے۔''

ابن مبارک اور دیگر محدثین نے اس روایت کو ثوری کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

شرح

اہل جنت کو جنت میں حیات ابدی، صحت وتندرستی، جوانی اور فرحت وخوشحالی حاصل ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○ (الزمر: ۷۴)

''اور اہل جنت کہیں گے: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ اس نے ہمیں جنت کا وارث بنا دیا تاکہ جنت میں جہاں چاہیں ہم ٹھہر سکیں۔ پس نیکوکاروں کا اجر کتنا اچھا ہے''۔

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت کی مشہور خوبیاں بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) ہمیشہ زندہ رہنا (۲) ہمیشہ صحت وتندرست رہنا (۳) ہمیشہ نوجوان رہنا (۴) ہمیشہ خوشحال ہونا۔

یاد رہے اس حدیث میں اہل جنت کی چار مشہور خوبیاں بیان ہوئی ہیں ورنہ ان کی خوبیاں کثیر تعداد میں ہیں جو کتب کلام میں موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِ

باب 41: سورہ مومنون سے متعلق روایات

3170 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ

وَالْاَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَاَ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: دعا' عبادت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''تمہارا پروردگار یہ فرماتا ہے: تم مجھ سے دعا مانگو! میں تمہاری دعا قبول کروں گا' بے شک وہ لوگ جو میری بندگی سے تکبر کرتے ہوئے (منہ موڑتے ہیں) عنقریب وہ جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے''۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ مؤمن مکی ہے جو پانچ (۵) رکوع، پچاسی (۸۵) آیات، ایک ہزار ایک سو ننانوے (1199) کلمات اور چار ہزار نو سو ساٹھ (۴۹۶۰) حروف پر مشتمل ہے۔

دعا عین عبادت ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

(۱) وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ (البقرہ:۱۸۶)

''اور جب میرے بندوں میں سے کوئی بندہ آپ سے سوال کرے تو میں قریب ہوں' میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں' جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ وہ مجھ سے دعا کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، شاید کہ وہ کامیاب ہو جائیں''۔

(۲) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ○ (المؤمن:۶۰)

''اور تمہارے پروردگار نے فرمایا: تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بیشک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل کیے جائیں گے''۔

3170۔ اخرجه البخاري في الادب المفرد ص (٢١٠)، حديث (٧٢١) و ابوداؤد (٤٤٦/١): كتاب الصلاة: باب: الدعاء، حديث (١٤٧٩)، و ابن ماجه (١٢٥٨/٢): كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء و اخرجه احمد (٢٦٧/٤ ـ ٢٧١ ـ ٢٧٦ ـ ٢٣٧).

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بطور خلاصہ بیان کی گئی ہے کہ مسلمان کو ایک تو دعا کرنے کا التزام کرنا چاہیے اور یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ سے کی جائے۔ دعا کا التزام اس لیے کیا جائے کہ دعا عین عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے اور انسان کو محض عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

دعا سے معروف معنی مراد ہے یا عبادت مراد ہے؟:

آیت او حدیث میں لفظ ''دعا'' سے مراد معروف معنی ہے یا عبادت مراد ہے؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ دعا سے مراد معروف معنی ہے۔ انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد خداوندی: وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کے مفہوم میں فرمایا: ہر عبادت دعا میں منحصر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر سے کام لیتے ہیں وہ بہت جلد ذلت سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۸۲۷)

اکثر مفسرین بلکہ جمہور کے نزدیک لفظ ''دعا'' اپنے معروف معنی میں استعمال ہوا ہے۔

دعا کی فضیلت واہمیت:

جس طرح عبادت قابل ترغیب اور قابل فضیلت ہے اسی طرح دعا کی عظمت وفضیلت اور ترغیب بھی احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں چند ایک روایات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۳۳۲۰)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں دعا سے زیادہ کسی چیز میں فضیلت نہیں ہے۔ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۸۶۷)

(۳) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ بہت حیا کرنے والا، بہت مہربان ہے اور جب بندہ دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں خالی لوٹانے میں حیا کرتا ہے۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دست سوال دراز نہیں کرتا، وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ سوال کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور سب سے عمدہ عبادت کشادگی کا انتظار کرنا ہے۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۵۷۱)

(۶) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر محض دعا سے ٹل سکتی ہے، عمر میں صرف نیکی سے اضافہ ہو سکتا ہے اور انسان گناہوں کے سبب رزق سے محروم ہوتا ہے۔ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۸۷۲)

(۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق میں اضافہ کرے؟ پھر آپ نے خود ہی جواب میں فرمایا: تم شب و روز اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہو، کیونکہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔ (مسند ابویعلی، رقم الحدیث: ۱۸۱۲)

(۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اس کے لیے رحمت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس سے عافیت کا سوال کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر مصیبت کا نزول ہو یا نہ ہو بہر حال دعا تمہارے لیے نافع ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم دعا کا التزام کرو۔ (المستدرک للحاکم ج ا ص ۴۹۸)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۶۷۵)

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا پروردگار ہر رات آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے، رات کے تہائی حصہ کے بعد وہ اعلان کرتا ہے: کوئی ہے مجھ سے دعا کرنے والا میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ میں اس کو عطا کروں؟ کوئی ہے مجھ سے مغفرت کا طلبگار کہ میں اس کی مغفرت کروں؟

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۷۴۹۴)

(۱۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس وقت دعا قبول کی جاتی ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۳۹۴۸)

دعا کی قبولیت کی شرائط اور اس کے قبول نہ ہونے کی وجوہات:

بعض اوقات مسلمان دعا کرتا ہے مگر وہ قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی قبولیت کی کچھ شرائط اور تقاضے ہیں، جن کی تکمیل ضروری ہے۔ اس بارے میں چند ایک احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرو کہ تمہیں اس کی قبولیت کا یقین ہو۔ خبردار! اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا اور اس کی توجہ لہو ولعب کی طرف ہو۔

(المعجم بالاوسط، رقم الحدیث: ۵۱۰۵)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ مشکلات اور مصائب کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے تو وہ راحت کے زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا کیا کرے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسلمان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو نہایت کمزور اور ضعیف ہو چکا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تم اللہ تعالیٰ سے دعا یا سوال کیا کرتے تھے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہاں، میں یہ دعا کرتا تھا: اے اللہ! اگر تو آخرت میں مجھے سزا دینے والا ہے تو تو مجھے دنیا میں یہ سزا دے دے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ! جب تم اس کو برداشت رکھنے کی قوت نہیں رکھتے تو اس کی دعا کیوں کی؟ تمہیں یوں دعا کرنی چاہیے: اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں اچھائی عطا کر اور آخرت میں بھی اچھائی عطا کر اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ کر۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا کر دی۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۶۸۸)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کی دعا اس وقت تک قبول نہیں کی جاتی جب تک وہ دعا کرنے میں عجلت سے کام نہ لے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۸۵۳)

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دعا اور آسمان کے مابین حجاب ہوتا ہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کیا جائے۔ جب درود شریف پڑھ لیا جائے تو وہ حجاب زائل ہو جاتا ہے اور دعا قبول کی جاتی ہے۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش نہ کیا جائے دُعا قبول نہیں ہوتی۔

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۷۲۵)

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: جب تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کا قصد کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے جو اس کی شان و عظمت کے مطابق ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کرے اور پھر دعا کرے تو اس کا قبول ہونا یقینی ہوتا ہے۔

(۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دعا زمین و آسمان کے مابین معلق رہتی ہے اور اس کا کوئی حصہ اوپر نہیں جاتا حتیٰ کہ تم درود شریف پڑھ لو۔ (جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۴۸۶)

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نماز میں مصروف تھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ نماز سے فراغت پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کیا پھر اپنے لیے دعا کی۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ فرمایا: تم سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔ (جلاء الافہام، رقم الحدیث: ۱۴۰۱)

(۹) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے یہ پانچ کلمات پڑھتے ہوئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا: **لا الٰہ الا اللہ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء، لا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔**

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۸۶۳۴)

(۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا: تم میں سے جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے یا اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے بشرطیکہ وہ دعا گناہ یا رشتہ کے منقطع پر مشتمل نہ ہو۔

(۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی:

(۱) روزہ دار جب افطاری کے وقت دعا کرے (۲) امام عادل کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں دعاؤں کو آسمان کے اوپر بلند کرتا ہے، ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رب کائنات فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تیری اعانت ضرور کروں گا خواہ قدرے دیر سے۔

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا کے قبولیت میں شک نہیں ہے: (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) والدین کی دعا اولاد کے حق میں۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۶۲)

(۱۳) حضرت ابوزہیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں باہر نکلے ہمارا ایک ایسے شخص کے پاس سے گزر ہوا جو گڑگڑا کر رو رہا تھا، آپ اس کے پاس کھڑے ہو کر اس کی دعا سننے لگے، پھر آپ نے فرمایا: اگر اس نے دعا پر مہر ثبت کردی تو اس کی قبولیت یقینی ہو جائے گی۔ کسی نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کس چیز سے مہر ثبت ہوگی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: آمین! کہنے سے۔ اگر اس نے اپنی دعا آمین پر ختم کی تو اس کی قبولیت یقینی ہے۔ پھر سائل روانہ ہوگیا۔ آپ دعا کرنے والے شخص کے پاس آئے تو فرمایا: اے فلاں شخص! تم اپنی دعا آمین پر ختم کرو اور خوشخبری وصول کرو۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۹۳۸)

(۱۴) قبولیت دعا کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ دعا کرنے والا نافرمان اور احکام خداوندی کو پس پشت ڈالنے والا نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي (البقرہ:۱۸۶)

"جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے، تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، تو لوگوں کو چاہیے کہ وہ مجھ سے دعا کریں"۔

بَاب وَمِنْ سُورَةِ حم السَّجْدَةِ

باب 42: سورہ حم سجدہ سے متعلق روایات

3171 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: اخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ اَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ قَلِيْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ كَثِيْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ فَقَالَ الْاٰخَرُ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا فَاِنَّهٗ يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ

3171- اخرجه البخارى (۸/۴۲۴): كتاب التفسير: باب: (و ذلكم ظنكم الذى ظننتم بربكم ارداكم فاصبحتم من الخاسرين)، حديث (۴۸۱۷)، و طرفه من (۷۵۲۱)، و مسلم (۴/۲۱۴۱): كتاب صفات المنافقين و احكامهم: باب :- حديث (۵/۲۷۷۵)، واحمد (۱/۴۲۳)، والحميدى (۱/۴۷)، حديث (۸۷).

سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، بیت اللہ کے قریب تین آدمیوں کی بحث ہوگئی۔ان میں سے دو قریشی تھے اور ایک ثقفی تھا یا دو ثقفی تھے اور ایک قریشی تھا۔ان میں عقل کم تھی اور ان کے پیٹ میں چربی زیادہ تھی۔ان میں سے ایک نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے ہم جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے؟ تو دوسرے نے کہا: اگر ہم بلند آواز میں کہیں تو سن لیتا ہے اگر پست آواز میں کہیں تو نہیں سنتا ہے۔تیسرے نے کہا: اگر وہ بلند آواز کو سن لیتا ہے تو پھر اسے پست آواز کو بھی سن لینا چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"اور تم (کسی گناہ کا ارتکاب کرتے وقت) پردہ نہیں کرتے (یعنی یہ بھی نہیں سوچتے) کہ تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں (بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گی)"۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3172 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنْتُ مُسْتَتِرًا بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَجَآءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ كَثِيْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ قُرَشِيٌّ وَّخَتَنَاهُ ثَقَفِيَّانِ اَوْ ثَقَفِيٌّ وَّخَتَنَاهُ قُرَشِيَّانِ فَتَكَلَّمُوْا بِكَلَامٍ لَّمْ اَفْهَمْهُ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا هٰذَا فَقَالَ الْاٰخَرُ اِنَّا اِذَا رَفَعْنَا اَصْوَاتَنَا سَمِعَهُ وَاِذَا لَمْ نَرْفَعْ اَصْوَاتَنَا لَمْ يَسْمَعْهُ فَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا سَمِعَهُ كُلَّهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ) اِلٰى قَوْلِهٖ (فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں خانہ کعبہ کے پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا، اسی دوران تین آدمی آئے جن کے پیٹ میں چربی زیادہ تھی اور ان کے دماغ میں عقل کم تھی۔ان میں سے ایک قریشی تھا اور دو اس کے داماد تھے جو ثقفی تھے یا ایک ثقفی تھا اور دو اس کے داماد تھے جو قریشی تھے۔انہوں نے کوئی بات کی جس کو میں سمجھ نہیں سکا۔پھر ان میں سے ایک نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے! اللہ تعالیٰ ہمارے اس کلام کو سن لیتا ہے؟ تو دوسرے نے کہا: اگر ہم بلند آواز میں یہ بات کریں تو وہ اس کو سن لے گا اور اگر ہم بلند آواز میں نہیں کرتے تو اس کو نہیں سنے گا۔تیسرے نے کہا: اگر وہ کچھ حصے کو سن سکتا ہے تو پھر وہ ساری بات کو

3172۔ اخرجه احمد (۱/۳۸۱، ۴۲۶، ۴۴۲).

سن سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اور تم (کسی گناہ کا ارتکاب کرتے وقت) پردہ نہیں کرتے' (یعنی یہ بھی نہیں سوچتے) کہ تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے' تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں (بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گی)''۔

یہ آیت یہاں تک ہے:

''تو تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

محمود بن غیلان نے اس روایت کو اپنی سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

شرح

سورہ سجدہ مکی ہے جو چھ (۶) رکوع، ترپن (۵۳) آیات، آٹھ سو نو (۸۰۹) کلمات اور تین ہزار چار سو چھ (۳۴۰۶) حروف پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہر بات کو سننا اور ہر عمل سے باخبر ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(حم السجدہ: ۲۲،۲۳)

''اور تم اس وجہ سے اپنے گناہ نہیں چھپاتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں مگر تمہارا یہ گمان تھا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے نہیں جانتا اور تمہارا اپنے پروردگار کے بارے میں یہی گمان ہے جس نے تمہیں ہلاک کر دیا، پس تم گھاٹے والوں سے ہو گئے''۔

ان آیات کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق بیت اللہ کے پاس تین شخصوں کا مباحثہ ہوا جن میں سے دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی دو ثقفی تھے، ان کے پیٹوں کی چربی زیادہ اور دلوں کے فہم معمولی تھے۔ دوران گفتگو ایک شخص نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ ہماری باتوں کو سن رہا ہے؟ دوسرے نے جواباً کہا: ہماری بلند آواز کی گفتگو سنتا ہے' لیکن پست آواز کی نہیں سنتا اور تیسرے نے کہا: وہ ہماری ہر بات کو سن رہا ہے خواہ بلند آواز سے ہو یا چپکے سے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اس موقع پر نازل فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ خواہ کانوں اور آنکھوں سے پاک ہے' لیکن وہ ہر چیز کو سنتا ہے اور ہر عمل سے باخبر ہے' کیونکہ یہ سننا یا نہ دیکھنا یا

اعمال سے باخبر نہ ہونا عیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ بطنِ مادر میں موجود بچے کی حرکت سے بھی باخبر اور بل میں موجود چیونٹی کی بات بھی سنتا ہے بلکہ کائنات کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔

اعضاء انسانی کے نطق کا ثبوت احادیث کی روشنی میں:

جب انسان اپنے اعضاء کو احکام خداوندی کے خلاف اور امور ممنوع کے لیے استعمال کرتا ہے تو یہ اعضاء قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ اس بارے میں چند ایک احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ اچانک ہنسنے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا آپ لوگوں کو علم ہے کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟ ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں بندہ کی پروردگار کے ساتھ گفتگو پر ہنسا تھا۔ بندہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے محفوظ نہیں رکھا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں۔ بندہ عرض کرے گا: آج میں اپنے خلاف اپنے نفس کو شہادت پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا: آج تیری ذات کی تیرے خلاف شہادت ہوگی اور کراماً کاتبین اس بارے میں گواہ قرار پائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس کے منہ کو لگام دی جائے گی۔ پھر اس کے اعضاء کو گفتگو کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اعضاء اس کے افعال کو بیان کریں گے۔ بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا: تم دور ہو جاؤ، کیونکہ میں تمہارے لیے جھگڑ رہا تھا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۷۳۰)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: نصف النہار کے وقت جب بادل موجود نہ ہوں تو کیا تم آفتاب کو دیکھنے میں دقت محسوس کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم اسے دیکھنے میں اتنی دقت محسوس کرو گے جتنی آفتاب یا ماہتاب کو دیکھتے وقت محسوس کرتے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے ملاقات کرے گا اور اس سے فرمائے گا: اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھے عزت سے سرفراز نہیں کیا تھا، کیا میں نے تجھے سرداری نہیں عنایت کی تھی، کیا میں نے تجھے بیوی سے نہیں نوازا تھا، کیا میں نے گھوڑوں اور لونڈیوں کو تیرے تابع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تجھے سربراہ جیسی ٹھاٹھ باٹھ نہیں دی تھی؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا: کیا تجھے مجھ سے ملاقات کی امید تھی؟ بندہ عرض کرے گا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں بھی تجھے آج اسی طرح بھلا دوں گا، جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی دوسرے شخص سے ملاقات ہوگی، اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے عزت، سرداری اور بیوی سے نہیں نوازا تھا؟ کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے لیے مسخر نہیں کیے تھے؟ کیا میں نے تجھے سربراہ جیسی ٹھاٹ باٹھ نہیں دی تھی؟ وہ جواب میں عرض کرے گا: کیوں نہیں اے رب العالمین! اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا: کیا تجھے مجھ سے ملاقات کی توقع تھی؟ وہ جواب میں عرض کرے گا: نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تجھے آج اسی طرح بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا

تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے شخص سے ملاقات کرے گا اور اس سے بھی اسی طرح کی گفتگو ہوگی۔ وہ عرض گزار ہوگا: اے میرے پروردگار! میں تجھ پر ایمان لایا، تیری کتاب پر ایمان لایا، تیرے رسول پر ایمان لایا، میں نے نماز قائم کی، روزہ رکھا اور زکوۃ دی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بجالائے گا۔ پھر اس شخص کے بارے میں اعلان کیا جائے گا: ابھی ہم تیرے خلاف گواہ روانہ کرتے ہیں، وہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف گواہ کون ہو سکتے ہیں؟ پھر اس کے منہ پر مہر لگا کر اسے خاموش کر دیا جائے گا۔ پھر اس کی ران، اس کے گوشت اور اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا: اب تم گفتگو کرو! اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں ان امور کی تفصیل بتائیں گی جو اس نے کیے ہوں گے۔ یہ اس لیے ہوگا کہ وہ خود اپنا عذر پیش کرے، یہ شخص منافق ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے غضب ناک ہوگا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۷۳۰)

اعضاء انسانی کے نطق کی کیفیت:

قرآن وسنت کی تصریحات کے مطابق قیامت کے دن اعضاء انسانی، انسان کے بارے میں اپنی زبان حال کے ساتھ گواہی پیش کریں گے۔ سوال یہ ہے کہ اعضاء انسانی کے نطق کی کیفیت کیا ہوگی؟

اس بارے میں متعدد اقوال ہیں؛ جن میں سے تین مشہور اقوال حسب ذیل ہیں:

واحد: رب العالمین اعضاء انسانی کو فہم، قدرت اور نطق کی صفات سے نوازے گا جو اس طرح شہادت پیش کریں گے جس طرح عینی گواہ انسان کسی واقعہ کی شہادت پیش کرتا ہے۔

ثانی: رب کائنات کی طرف سے اعضاء میں آوازیں اور حروف پیدا کیے جائیں گے جو معانی پر دلالت کریں گے جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے درخت میں گفتگو کا ملکہ پیدا کیا گیا تھا۔

ثالث: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعضاء انسانی میں ایسی علامات پیدا کی جائیں گی جو انسان سے صدور افعال پر دلالت کریں گی۔

آخری دونوں اقوال قرآن کے منافی ہیں۔ تاہم پہلا قول حقیقت پر مبنی ہے۔ اعضاء انسانی میں نطق کی کیفیت پیدا ہونا، ان کی اپنی خصوصیات اور تصرف کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس میں مشیت باری تعالیٰ کو دخل ہے۔ عموماً زبان بولتی ہے، کان سنتے ہیں، آنکھیں دیکھتی ہیں، ہاتھ پکڑتے ہیں اور پاؤں چلتے ہیں۔ یہ سب معاملات اللہ تعالیٰ کی مشیت پر منحصر ہیں؛ کیونکہ اگر مشیت باری تعالیٰ ہو تو کان دیکھنے لگیں اور زبان سننے لگے۔ الغرض اعضاء میں موثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

مکہ معظمہ کا ایک پتھر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوں عرض کرتا تھا: السلام علیک یا رسول اللہ! (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۳۶۲۶)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی معیت میں کھانا تناول فرماتے تو کھانے سے تسبیح کی آواز سماعت فرماتے تھے۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث ۳۶۳۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عازم سفر ہوتے تو راستے کے درخت، پتھر، پہاڑ اور جانور اظہار محبت کرتے ہوئے یوں عرض

ترجمہ: الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۔

اعضاء ثلاثہ (کان، آنکھ اور کھال) کی تخصیص کی وجہ:

قیامت کے دن انسان کے خلاف گواہی دینے والے تین اعضاء بیان ہوئے ہیں ۔ کان، آنکھ اور کھال ۔ سوال یہ ہے کہ اعضاء انسانی تو اور بھی ہیں پھر ان کے تخصیص کی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ کہ حواس پانچ ہیں:

(۱) قوت سامعہ (۲) قوت باصرہ (۳) قوت شامہ (۴) قوت ذائقہ (۵) قوت لامسہ ۔

قوت لامسہ آلہ کھال ہے اس لیے جو چیز لمس کرتی ہے تو وہ اس چیز کا ادراک کرتی ہے کہ یہ سخت ہے یا نرم، گرم ہے یا سرد۔ اس طرح اس میں قوت ذائقہ کا ادراک بھی آ جاتا ہے خواہ کامل نہیں ہوتا، کیونکہ اس کے کمزور ہونے کی وجہ سے اس کے مدرکات پر حلال وحرام کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

اعضاء جن کے خلاف گواہی دیں گے، ان سے یوں مخاطب ہوں گے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں قوت گویائی دی ہے اور ہم سے صدور نطق ہونے لگا ہے۔ تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی گویائی دی تھی اور دوبارہ زندہ کیے جانے پر بھی قوت گویائی دی ہے جبکہ ہمیں صرف ابھی قوت گویائی عطا کی ہے اس پر تعجب کی کیا بات ہے۔

اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اعمال کا علم نہ ہونے کے گمان کی مذمت:

آیت کے مطابق یہ گمان قابل مذمت ہے کہ بندوں کے اعمال کا اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہے، کیونکہ قیامت سے قبل اور قیامت کے بعد بھی کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے علم میں ہے۔ احادیث باب سے بھی اسی نظریہ کی تائید ہوتی ہے کہ خواہ انسان بلند آواز سے گفتگو کرے یا پست آواز میں، رات کے اندھیرے میں کوئی کام کرے یا دن کے اجالے میں، کوئی اچھا کام کرے یا برا، مرد کام کرے یا عورت تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اچھے اعمال کرنے والوں کو جزا اور برے کام کرنے والوں کو سزا دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی فضیلت احادیث کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں کے اعتبار سے بے مثل ہے۔ اس کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی اہمیت فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں چند ایک روایات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تین دن قبل آپ سے یہ سنا تھا: تم میں سے ہر ایک کو اس حال میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔

(۲) یزید بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں علیل ہو گیا، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، انہوں نے سوال کیا: تمہارا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا گمان ہے؟ میں نے جواب دیا: جب میں اپنے گناہوں کو دیکھتا ہوں تو اپنے آپ کو ہلاکت کے قریب خیال کرتا ہوں مگر میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ! گھر والوں نے بھی یوں کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ! حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا: میں

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ ہوتا ہوں، وہ میرے بارے میں جو چاہے گمان اختیار کرے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۶۸۷۷)

(۳) اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حسن ظن رکھنے والوں سے متعلق ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ (البقرہ ۴۶)

''نجات یافتہ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں اور بیشک وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

3173 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ حَزْمٍ الْقُطَعِىُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِىُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ (اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا) قَالَ قَدْ قَالَ النَّاسُ ثُمَّ كَفَرَ اَكْثَرُهُمْ فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَ مِمَّنِ اسْتَقَامَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ يَقُوْلُ رَوٰى عَفَّانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيْثًا

حدیثِ دیگر: وَيُرْوٰى فِىْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَعْنٰى اسْتَقَامُوْا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''بے شک وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کچھ لوگوں نے یہ بات کہی اور پھر ان میں سے اکثر نے اس کا انکار کر دیا تو جو شخص اسی بات پر مرے گا وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جس نے استقامت اختیار کی۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام ابوزرعہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، عفان نے عمرو بن علی کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس آیت میں مذکور لفظ ''استقامت'' کے مفہوم کی وضاحت کے لیے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اقوال منقول ہیں۔

شرح

تا وفات ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنا:

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حم السجدہ: ۳۰)

”بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا: ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (جو یوں کہتے ہیں) تم نہ خوف کرو اور نہ غم کرو، تم جنت کی خوشخبری سنو جو تمہارے لیے تیار کی گئی ہے“۔

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ اہل ایمان استقامت اختیار کرتے، فرشتوں کی طرف سے انہیں خوف نہ کرنے کا پیغام دیا جاتا ہے اور انہیں جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے جو تیار شدہ ہے۔ اس گفتگو کی تفصیل قدرے یوں ہے کہ عقائد میں سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، انبیاء، آسمانی کتب، ملائکہ، قضا وقدر، قیام میزان، قیام یوم حساب اور جنت ودوزخ وغیرہ پر پختہ یقین۔ عبادات میں سے نماز، زکوۃ، روزہ اور حج بیت اللہ کی بجا آوری۔ اسی طرح معاملات میں مسلمان کا کھرا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس طرح عقائد، عبادات اور معاملات میں اصولوں کی پابندی از بس ضروری ہے اور اسی کا نام استقامت ہے۔ ایسی صفات کے حامل لوگوں کے لیے اطمینان وطمانیت اور جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

استقامت کا معنی ومفہوم:

قرآن کریم کا اسلوب بیان اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس کے ایک چیز بیان کرنے سے اس کی ضد بھی واضح ہو جاتی ہے۔ ماقبل آیات میں کفار کی وعید کا ذکر تھا اور اس آیت میں مسلمانوں کے وعدہ کا ذکر ہے۔ پھر اس آیت میں مسلمانوں کے اس وعدہ کی تحسین فرمائی گئی ہے: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس پر قائم رہے“۔

اسلام کے تمام عقائد افراط وتفریط سے پاک اور اعتدال پر مبنی ہیں۔ مستقیم وہ راستہ ہے جو متوسط ہو، اس میں نہ دہریوں کی طرح ذات باری کا انکار ہے اور نہ مشرکین کی طرح متعدد خداؤں کا اقرار ہے بلکہ ایک خدا کا اقرار واثبات ہے۔ اس میں نہ قدریہ کی طرح انسان کو اپنے افعال کا خالق قرار دیا گیا ہے اور نہ جبریہ کی طرح اسے پتھر کی طرح مجبور محض کہا گیا ہے بلکہ اس کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن بندہ ان کا سبب ہے۔ اس میں نہ برہموں کی طرح مکمل طور پر نبوت کا انکار کیا گیا ہے اور نہ قادیانیوں کی طرح تا قیامت اس کے اجراء کو لازم گردانا گیا ہے بلکہ نبوت کو ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی ضرورت کو عدم محض قرار دیا گیا ہے۔ اس میں نہ روافض کی طرح صحابہ کی تنقیص وتذلیل لازم قرار دی گئی ہے اور نہ ناصبہ کی طرح اہل بیت اطہار کی مذمت لازمی رکھی گئی ہے بلکہ صحابہ اور اہل بیت کو اپنے اپنے مقام پر رکھتے ہوئے قابل احترام اور لائق تحسین کہا گیا ہے۔

استقامت کا مفہوم زبان نبوت سے:

سطور بالا میں خواہ استقامت کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے مگر اس کی تفسیر زبان نبوت سے منفرد انداز سے بیان کی گئی ہے:

(۱) حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کے بارے میں آپ مجھے ایسی بات کی تعلیم فرمائیں جس کے بارے میں کسی سے سوال کرنے کی مجھے ضرورت محسوس نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: تم یوں کہو: میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ( ) ثابت قدم رہو۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۳۸)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (فصلت: ۳۰) پھر فرمایا: لوگوں نے کہا: ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر ان میں بکثرت کافر ہو گئے، جو شخص اس پر ثابت قدم رہا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا، وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جو اس بات پر ثابت قدم رہے۔

(الکامل لابن عدی ج ۳ ص ۱۲۸۸)

(۳) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بڑھاپے کا شکار ہو گئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ (المعجم الکبیر: ج ۷، ص ۲۸۶)

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مستقیم رہو اور تم مکمل طور پر استقامت ہرگز حاصل نہیں کر سکو گے۔ خبردار! تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور صرف مؤمن ہمیشہ باوضو رہ سکتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۲۷۷)

استقامت کا مفہوم آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی واضح ہوتا ہے، اس سلسلہ میں چند اقوال درج ذیل ہیں:

(i) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آیت: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حم السجدہ: ۳۰) کے بارے میں فرمایا: یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ بالکل شرک نہیں کرتے اور نہ کوئی دوسرا گناہ کرتے ہیں۔

(ii) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت برسر منبر تلاوت کی اور فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اطاعت باری تعالیٰ پر مستقیم رہتے ہیں اور لومڑی کی طرح دھوکہ دینے کے لیے صراط مستقیم سے ادھر ادھر نہیں ہوتے۔

(iii) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ تم تمام فرائض کی ادائیگی میں مستقیم رہو۔

(iv) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ آیت تلاوت کرنے کے بعد یوں دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! تو ہمارا رب ہے، تو ہمیں استقامت عطا کر۔

(v) حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس آیت کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) جس طرح تم اپنے اقوال میں مستقیم ہو اسی طرح اپنے اعمال میں بھی مستقیم رہو۔

(۲) احکام دین پر تادم موت اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کے لیے مستقیم رہو۔

(۳) جس طرح تم جلوت میں مستقیم ہو اسی طرح خلوت میں بھی مستقیم رہو۔

(vi) حضرت قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: دنیا سے بے رغبتی کرو اور آخرت میں رغبت کرو۔

حصول استقامت دشوار ہونا:

زیر بحث آیت اور حدیث میں حصول استقامت کا درس دیا گیا ہے، اس کا حصول خواہ خواص کے لیے آسان ہے' لیکن عوام کے لیے دشوار ضرور ہے۔ مجموعی طور پر حصول استقامت دشوار ہے۔

خواص مسلمانوں کے نزدیک استقامت کا مفہوم ہے:

''کفر، فسق، جہل، بدعت اور ہوائے نفسانیہ کا جہنم کی پشت پر علم، عمل، خلق اور حال کے اعتبار سے شریعت پر استقامت کا مل''۔

جس طرح پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، اسی طرح شریعت پر عمل کرنا بھی بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے معاشرہ میں دیور اور بھابھی کے درمیان پردہ کو لازم نہیں سمجھا جاتا، مخلوط تعلیم کو شیر مادر کا درجہ حاصل ہے، سرکاری اداروں میں خواتین وحضرات فرائض انجام دیتے ہیں' اور مخلوط اجتماعات کو معیوب نہیں سمجھا جاتا اور ذرائع آمد و رفت (بسوں اور ہوائی جہازوں) میں خواتین وحضرات کی نشستیں مخلوط ہوتی ہیں۔ ان غیر شرعی امور کے بھیانک نتائج اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں' جن کو پڑھ کر متشرع مسلمان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

عوام مسلمانوں کے نزدیک ''صراط مستقیم'' کا مفہوم یہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا ہر حکم تسلیم کرنا' اس پر عمل کرنا اور ہر اس امر سے رکنا جس سے منع کیا گیا ہے۔

الغرض! جس طرح استقامت کا حصول مشکل ہے اسی طرح اس پر عمل کرنا بھی دشوار تر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔

صالحین پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش:

اولیاء، صالحین اور مشائخ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے نفس کو اس قدر اپنا مطیع و تابع فرمان بنالیتے ہیں کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ یاد الٰہی میں بسر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی انہیں انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت وکیع بن جراح رحمہ اللہ تعالیٰ:

(i) حضرت داؤد بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خواب میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو میں نے آپ سے دریافت کیا: یارسول اللہ! ابدال کون لوگ ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں' جن کے ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچی ہو اور وکیع بھی ان لوگوں میں سے ہیں۔

(ii) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: علم، حفظ، اسناد اور خوف خدا میں وکیع کی مثل میں نے کوئی شخص نہیں

دیکھا۔

(iii) حضرت علی بن عثام رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وکیع بن جراح علیل ہوگئے۔ ہم ان کی عیادت کے لیے گئے، وکیع نے کہا: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ میرے خواب میں آئے، انہوں نے اپنے جوار میں مجھے مدفون ہونے کی خوشخبری دی اور میں ان کے پاس جانے والا ہوں۔

(۲) حضرت ثابت بن اسلم البنانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز ادا کرنے کی دولت عطا کرے تو یہ مجھے عطا کرنا۔ یہ دعا آپ کے حق میں قبول ہوئی کہ وفات کے بعد انہیں قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا۔

(۳) حضرت یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ تعالیٰ:

(i) حضرت عفان بن مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے بیس سال قبل کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور انہیں کہا گیا: تم یحییٰ بن سعید کو یہ خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن امان میں رکھے گا۔

(ii) حضرت زبیر بن نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو قمیص زیب تن کی ہوئی تھی اس کے کندھے پر یہ عبارت تحریر تھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریر ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان جہنم کی آگ سے نجات یافتہ ہے۔

(۴) حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

(i) حضرت مثنیٰ بن صباح رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرصہ چالیس سال تک کسی کے لیے برا لفظ استعمال نہیں کیا اور میں نے بیس سال تک نماز عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

(ii) حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے "وہب" نامی شخص کو اللہ تعالیٰ حکمت سے نوازے گا۔

(۵) حضرت سلیمان بن طرخان رحمہ اللہ تعالیٰ:

(i) حضرت ابراہیم بن اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص سے بطور عاریہ پوستین حاصل کی پھر اسے واپس لوٹا دی، اس شخص کا کہنا ہے: مجھے اس پوستین سے مستقل خوشبو محسوس ہوتی رہی۔

(ii) حضرت رقیہ بن مصقلہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں زیارت باری تعالیٰ کا اعزاز حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں سلیمان بن طرخان کا اکرام کروں گا' کیونکہ اس نے محض میرے لیے عرصہ چالیس سال نماز عشاء کے وضو سے فجر کی

نماز ادا کی۔

(۶) حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ:

(i) حضرت ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے دریافت کیا: اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ آپ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور مجھ پر موتی بکھیر دیئے۔

(ii) حضرت مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، میں نے آپ سے حضرت امام شافعی کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: جو شخص میری سنت اور میری محبت کو پسند کرتا ہے وہ محمد بن ادریس شافعی کی مجلس کا التزام کرے، کیونکہ وہ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں۔

(علامہ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن ج۱۰ ص۲۶۲)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ حٰمٓ عٓسٓقٓ

باب 43: سُوْرَةِ حٰمٓ عٓسٓقٓ سے متعلق روایات

3174 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (قُلْ لَّا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى) فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبَى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَعَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

طاؤس بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا:

''تم فرمادو! میں اِس (تبلیغ) کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا' البتہ قرابت کے حوالے سے جو محبت (کا تقاضا ہوتا ہے اس کی تم سے توقع رکھتا ہوں)''۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ رشتے دار حضرت محمد ﷺ کی آل تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا: کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ کا قریش کی ہر ذیلی شاخ کے ساتھ کوئی نہ کوئی رشتے داری کا تعلق تھا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری تمہارے ساتھ جو رشتے داری ہے' تم اس کے حوالے سے' صلہ رحمی کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

شرح

سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ مکی ہے جو پانچ (۵) رکوع، ترپن (۵۳) آیات، آٹھ سو بیاسی (۸۸۲) کلمات اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی (۳۵۸۸) حروف پر مشتمل ہے۔

مودت فی القربیٰ کا مفہوم:

ارشادِ خداوندی ہے:

3174۔ اخرجه البخاری (۶۰۸/۶): کتاب المناقب: باب: قول الله تعالیٰ (یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی۔۔) (الحجرات: ۱۳)، حدیث (۳۴۹۷)، و طرفه من (۴۸۱۸)، و احمد (۲۲۹/۱)، (۲۸۶/۱)۔

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ○ (الشوریٰ: ۲۳)

''اسی چیز کی اللہ اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے۔ آپ فرما دیں کہ میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں لیتا سوائے قرابت کی محبت کے، جو شخص اچھا کام کرے گا ہم اس کی نیکی کو اور بڑھا دیں گے، بیشک اللہ بخشنے والا بہت قدر دان ہے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ناطہ قریش کی تمام شاخوں سے تھا، آپ نے لوگوں کو ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا درس دیا۔

قوم کو وعظ و نصیحت اور ان کی تعلیم و تربیت کرنا نبی کے فرائض میں داخل ہوتا ہے۔ نبی اپنی قوم کو تبلیغ کرنے میں نہ تو کمی چھوڑتا ہے اور نہ اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ برداشت کرتا ہے۔ قوم سے ان کی تربیت و تبلیغ کا صلہ رقم کی صورت میں وصول نہیں کرتا بلکہ اپنے اعزاء و اقارب سے محبت کی شکل میں وصول کرتا ہے، کیونکہ اقارب سے محبت نبی سے محبت ہے اور نبی سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔

قرابت سے رحم کی قرابت مراد ہونا:

اس آیت میں قرابت سے مراد رحم کی قرابت مراد ہے یعنی تبلیغ رسالت کا صلہ اقارب نبوی سے محبت و مودت کرنا قرار دیا گیا ہے۔ اس بات کی تائید احادیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے، اس بارے میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آیت میں قربیٰ سے مراد آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں فرمایا: آپ لوگوں نے عجلت سے کام لیا ہے ورنہ قریش کے ہر رحم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت موجود تھی، کیونکہ آپ نے فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کی وجہ سے تم لوگ میرے ساتھ میل جول رکھو۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۴۸۱۸) مطلب یہ ہے کہ جن آیات میں تبلیغ رسالت کے اجر وصول کرنے کی نفی کی گئی ہے، ان سے مراد معروف اجر ہے مثلاً سونا و چاندی، مال و دولت اور درہم و دینار۔ جن آیات سے تبلیغ رسالت کے صلہ کا جواز ثابت ہوتا ہے اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے اہل قرابت سے محبت و مودت کرنا ہے۔

۲- ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم لوگوں سے محض یہی سوال کیا ہے کہ میرے ساتھ جو تمہاری قرابت ہے اس سبب سے تم مجھ سے محبت رکھو، اور تمہارے اور میرے درمیان جو قرابت ہے اس کی حفاظت کرو۔

(المعجم الکبیر، رقم الحدیث ۱۲۲۳۳)

۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: قریش کی تمام شاخوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت تھی، اعلان نبوت پر قریش نے آپ کی تکذیب کی تھی اور آپ کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ آپ نے اس موقع پر

اعلان کیا: اے میری قوم! تم نے میری اطاعت کا انکار کیا ہے، تمہارے اور میرے درمیان جو قرابت ہے اس کی حفاظت کرو۔ تمہارے علاوہ دوسرے قبائل اس کی حفاظت کرنے اور میری مدد کرنے کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے۔

اہل بیت اطہار کے فضائل:

اہل بیت کے فضائل وکمالات احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں، اس سلسلہ میں چند روایات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ کے قرابت دار کون لوگ ہیں' جن سے محبت کرنا ہم پر ضروری ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے مراد ہیں۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۱۲۲۵۹)

۲- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں محبوب ہوں علیؓ بھی اس کے محبوب ہیں۔ (الجامع الصغیر، رقم الحدیث: ۳۰۸۹)

۳- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے، جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۲۳۰)

۴- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! تم میں میرے اہل بیت کشتیٔ نوح کی مثل ہیں، جو شخص اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جس شخص نے اسے ترک کر دیا وہ ہلاک ہو گیا۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۲۶۳۷)

۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ذات باری تعالیٰ سے محبت کرو، کیونکہ وہ تمہیں روزی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۲۶۳۹)

۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی قصواء نامی اونٹنی پر سوار تھے اور یوں فرما رہے تھے: اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' جب تک تم ان سے وابستہ رہے کبھی گمراہ نہیں ہو گے:

(۱) کتاب اللہ، (۲) میری عترت و میرے اہل بیت۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۳۶۸۰)

اہل بیت سے محبت کرنا:

اہل بیت سے محبت کرنا واجب ہے، کیونکہ یہ محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اس بارے میں چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے تم جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت حاصل کر لو گے۔

۲- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! میرے اہل بیت کشتی نوح کی مثل ہیں، جو شخص اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس پر سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ (المعجم الصغیر، رقم الحدیث: ۳۹۱)

۳- حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز مغرب ادا کی تو ہم مسجد میں ٹھہر گئے تاکہ نماز عشاء بھی ادا کر کے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو ہمیں مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا: آپ لوگ ابھی تک یہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: ہم نے خیال کیا کہ نماز عشاء پڑھ کر گھر جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: بہت خوب! آپ نے اپنا چہرہ انور آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: ستارے آسمان کی امان ہیں اور جب ستارے نہیں ہوں گے آسمان پھٹ جائے گا، میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں اور جب میں روانہ ہو جاؤں گا تو وہ فتنوں کا شکار ہو جائیں گے۔ میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں اور جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت بدعات اور فتنوں کا شکار ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۰۷)

3175 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَازِعِ قَالَ حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِّنْ بَنِي مُرَّةَ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَأُخْبِرْتُ عَنْ بِلَالِ بْنِ اَبِي بُرْدَةَ فَقُلْتُ اِنَّ فِيهِ لَمُعْتَبَرًا فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ مَحْبُوسٌ فِي دَارِهِ الَّتِي قَدْ كَانَ بَنَى قَالَ وَاِذَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْهُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنَ الْعَذَابِ وَالضَّرْبِ وَاِذَا هُوَ فِي قُشَاشٍ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ يَا بِلَالُ لَقَدْ رَاَيْتُكَ وَاَنْتَ تَمُرُّ بِنَا تُمْسِكُ بِاَنْفِكَ مِنْ غَيْرِ غُبَارٍ وَاَنْتَ فِي حَالِكَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ فَقُلْتُ مِنْ بَنِي مُرَّةَ ابْنِ عَبَّادٍ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّنْفَعَكَ بِهِ قُلْتُ هَاتِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي اَبُو بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ اَبِي مُوسٰى اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اَوْ دُونَهَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ عَنْهُ اَكْثَرُ قَالَ وَقَرَاَ (وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

عبداللہ بیان کرتے ہیں، بنو مرہ کے ایک بزرگ آدمی نے مجھے یہ بات بتائی: میں کوفہ آیا تو مجھے بلال بن ابوبلدہ کے بارے میں بتایا گیا تو میں نے کہا: اس کے انجام میں تو عبرت پائی جاتی ہے پھر میں اس کے پاس گیا تو وہ اپنے اسی گھر میں قید تھا جو اس نے خود بنایا تھا۔ اسے اذیت پہنچانے کی وجہ سے اور مار پیٹ کی وجہ سے اس کی شکل وصورت تبدیل ہو چکی تھی۔ اس کے بدن پر ایک پرانا سا لباس تھا۔ میں نے (اس کی یہ حالت دیکھ کر) کہا: الحمدللہ! اے بلال! مجھے تمہارا وہ وقت بھی یاد ہے جب تم ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور وہاں کوئی غبار نہیں ہوتا تھا لیکن تم ناک پر رومال رکھ لیتے تھے اور آج تمہاری یہ حالت ہے۔ اس نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں عباد کا بیٹا ہوں اور بنو مرہ سے تعلق رکھتا ہوں تو بلال نے کہا: میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہیں بہت نفع پہنچائے تو میں نے کہا سناؤ تو اس نے کہا: ابو بردہ نے

اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''بندے کو جو بھی چھوٹی یا بڑی تکلیف لاحق ہوتی ہے وہ اس کے کسی گناہ کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے اور وہ گناہ تو بہت زیادہ ہیں جو اللہ تعالیٰ ویسے ہی معاف کر دیتا ہے۔''

راوی بیان کرتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے (یا شاید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) یہ آیت تلاوت کی:

''اور تمہیں جو مصیبت لاحق ہوتی ہے تو یہ تمہارے اپنے اعمال کے نتیجے میں ہوتی ہے اور وہ بہت سے گناہوں سے درگزر کر لیتا ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ''حدیث غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

لوگوں کے اعمال بد کے نتیجہ میں مصائب کا نزول ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○ (الشوریٰ: ۳۰)

اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے، وہ تمہارے ہاتھوں کا نتیجہ ہوتی ہے اور اللہ بہت گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ زندگی میں نشیب و فراز اور تنگدستی و فراخی سے خواتین و حضرات، نوجوانوں و بوڑھوں اور معصوم بچوں کو بھی گزرنا پڑتا ہے۔ یہ بڑوں کی نافرمانی، احکام خداوندی سے بغاوت اور نافرمانی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تاہم یہ شرعی فیصلہ ہے کہ دنیا میں لاحق ہونے والے مصائب و مشکلات، کفارۂ سیئات بن جاتی ہیں جن کا آخرت میں مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

فائدہ نافعہ:

مؤرخین کے مطابق قاضی بلال، خالد بن عبداللہ قسری کا گہرا دوست تھا، جب ہشام نے خالد کو عراق کا گورنر تعینات کیا تو اس نے ۱۰۹ھ میں بلال کو بصرہ کا قاضی تعینات کر دیا۔ یہ تاریخ اسلام کا پہلا قاضی تھا جس نے بے اعتدالیوں اور ناانصافیوں پر مشتمل فیصلے کیے تھے۔ پھر یوسف بن عمر بصرہ کا گورنر تعینات ہوا تو اس نے خالد اور اس کے ساتھیوں کو خوب سزائیں دیں اور ۱۲۰ھ میں قاضی بلال کو بھی قتل کروا دیا تھا۔

مسلمانوں پر مصائب و مشکلات کا نزول کفارۂ سیئات ہونا:

مسلمانوں پر مصائب و مشکلات کا نزول ان کے لیے کفارۂ سیئات بن جاتا ہے، اس سلسلہ میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی

پریشانی لاحق ہوتی ہے خواہ تھکاوٹ، مرض، غم یا کانٹا چبھنے کی شکل میں وہ اس کے لیے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۶۴۱)

۲- حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو تکلیف بھی لاحق ہوتی ہے، وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے حتی کہ اسے جو کانٹا بھی چبھتا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۶۴۰)

۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں تمہیں قرآن کریم کی اس آیت کے بارے میں نہ بتاؤں جو سب سے افضل ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: ہمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آیت: مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ الخ سب سے افضل ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جو بھی تمہیں مصیبت آئے یا سزا ملے یا دنیا میں کوئی بھی مشکل پیش آتی ہے، وہ تمہارے ہاتھوں اور اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی دوبارہ سزا نہیں دے گا اور اللہ جس کو دنیا میں معاف کر دے آخرت میں اس کو سزا نہیں دے گا۔ (مسند احمد، رقم الحدیث: ۶۸۹۹)

۴- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کے گناہ اس قدر کثیر ہوں کہ اس کے اعمال ان کا کفارہ نہ بن سکتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے کسی پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ وہ پریشانی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ (جامع المسانید، رقم الحدیث: ۷۹۸)

۵- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا: مؤمن کو جو بھی جسمانی تکلیف لاحق ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۸۳۶)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الزُّخْرُفِ

باب 44: سورہ زخرف سے متعلق روایات

3176 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي غَالِبٍ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ حَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ

توضیحِ راوی: وَحَجَّاجٌ ثِقَةٌ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ وَاَبُوْ غَالِبٍ اسْمُهُ حَزَوَّرٌ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کوئی بھی قوم ہدایت حاصل کر لینے کے بعد اس وقت تک گمراہی کا شکار نہیں ہوتی جب تک ان کے درمیان جھگڑا نہیں ہو جاتا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

3176۔ اخرجہ ابن ماجہ (۱۹/۱) کتاب المقدمۃ: باب: اجتناب البدع والجدل، حدیث (۴۸)، و احمد (۲۵۲/۵، ۲۵۶)

''وہ لوگ یہ بات تمہارے سامنے صرف اس لیے بیان کرتے ہیں: تاکہ بحث کریں اور وہ لوگ بحث کرنے والے ہیں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف حجاج بن دینار کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حجاج ثقہ ہے اور مقارب الحدیث ہے۔

ابوغالب نامی راوی کا نام حزور ہے۔

شرح

سورہ زخرف مکی ہے جو سات (۷) رکوع، انانوے (۸۹) آیات، آٹھ سو تینتیس (۸۳۳) کلمات اور تین ہزار چار سو (۳۴۰۰) حروف پر مشتمل ہے۔

ہدایت کے بعد گمراہ ہونے والوں کو حق کی دعوت دینا دشوار ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○ (الزخرف: ۵۸)

''اور انہوں نے کہا: کیا ہمارا معبود بہتر ہے یا وہ؟ اس مثال کو بیان کرنے سے ان کا مقصد محض جھگڑنا ہے۔ بلکہ وہ ایک جھگڑالو قوم ہے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مدینہ طیبہ کے نصاریٰ نعرے بلند کرنے لگے، خوشی سے شادیانے بجانے لگے اور بغلیں بجانے لگے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی مثال قرآن میں بیان کر کے ان کی عظمت و شان کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اس آیت کے چند ایک مطالب ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قوم قریش! اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی گئی ہے اس میں بہتری نہیں ہے، اس پر کفار نے کہا: کیا آپ یہ بات نہیں کہتے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی اور اللہ کے صالح بندے تھے جبکہ اللہ کے علاوہ اس کی بھی عبادت کی گئی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ابن مریم کا تذکرہ ہے، جس سبب نصاریٰ لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج:۴، ص:۱۳۲)

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کی بھی عبادت کی گئی، اس میں بہتری نہیں ہے۔ کفار نے معارضہ کرتے ہوئے کہا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی بھی تو عبادت کی گئی ہے تو کیا اس میں بھی کوئی خیر نہیں ہے؟ وہ خوشی سے اچھلنے کودنے لگے اور شور مچاتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ کو ہم نے خاموش کرا دیا ہے اور ہمارے معارضے کا آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: میں نے پہلے بھی کہا اور اب بھی اعلان کرتا ہوں کہ غیر

اللہ کی عبادت میں ہرگز خیر نہیں ہے۔ یقیناً حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی عبادت میں بھی کوئی خیر نہیں ہے، آپ کی عبادت کرنے والوں کے لیے کوئی اجر وثواب نہیں ہے۔ آپ نے یہ اعلان نہیں فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی مؤاخذہ ہوگا۔ آپ کے اعلان سے ابن مریم علیہ السلام کی عظمت وشان پر کوئی الزام نہیں عائد کیا گیا تھا۔ تاہم کفار کی طرف سے آپ کے اعلان پر اظہار مسرت کرنا، بغلیں بجانا اور نعرے بازی کرنا فضول تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کرے گا کہ آپ نے دنیا میں اپنی اور اپنی والدہ کی عبادت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی تھی؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے: یا الٰہ العٰلمین! میں نے نہ اپنی عبادت اور نہ اپنی والدہ (مریم) کی عبادت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی تھی اور اگر بالفرض میں نے ایسا کیا ہوتا تو یقیناً اس کا تجھے علم ہوتا۔ اے پروردگار! تو خوب جانتا ہے کہ یہ بات میرے دل میں نہیں تھی، نہ میں نے یہ بات لوگوں سے کہی تھی۔ میں نہیں جانتا جو بات تیرے دل میں ہے مگر تو ضرور جانتا ہے جو بات میرے دل میں ہے۔ (المائدہ:۱۱۶)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الدُّخَانِ

باب 45: سورہ دُخان سے متعلق روایات

3177 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْجُدِّيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ سَمِعَا اَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ قَاصًّا يَقُصُّ يَقُوْلُ اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ الدُّخَانُ فَيَاْخُذُ بِمَسَامِعِ الْكُفَّارِ وَيَاْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ قَالَ فَغَضِبَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اِذَا سُئِلَ اَحَدُكُمْ عَمَّا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ بِهٖ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَلْيُخْبِرْ بِهٖ وَاِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنْ عِلْمِ الرَّجُلِ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ (قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَاَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَقَالَ اَحَدُهُمَا الْعِظَامَ قَالَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَاَتَاهُ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ فَهٰذَا لِقَوْلِهٖ (يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ) قَالَ مَنْصُوْرٌ هٰذَا لِقَوْلِهٖ (رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ) فَهَلْ يُكْشَفُ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ قَدْ مَضَى الْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَالدُّخَانُ وَقَالَ اَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الرُّوْمُ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاللِّزَامُ يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ

3177۔ اخرجه البخاری (۸/۳۷۰): كتاب التفسير: باب: سورة الروم، حديث (۴۷۷۴) و طرفه في (۴۸۲۴)، و مسلم (۴/۲۱۵۵): كتاب صفات المنافقين و احكامهم باب: الدخان، حديث (۲۷۹۸/۳۹)، و احمد (۱/۳۸۰، ۴۳۱، ۴۴۱)، و الحميدي (۱/۶۳، ۶۴)، حديث (۱۱۶)

حکم حدیث: قَالَ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مسروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا: ایک واعظ نے تقریر کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے، زمین سے ایک دھواں نکلے گا' جو کفار کی سماعتوں کو ختم کر دے گا' اور مؤمن کو اس کے نتیجے میں زکام کی سی کیفیت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ غصے میں آ گئے، وہ پہلے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: جب آدمی سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جسے وہ جانتا ہو تو وہ اپنے علم کے مطابق جواب دیدے۔ یہاں منصور نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے' لیکن جب انسان سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جس کا اسے علم نہ ہو' تو وہ کہہ دے: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے' کیونکہ آدمی کے علم میں یہ بات شامل ہے کہ جب اس سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا تو وہ یہ کہہ دے کہ اللہ بہتر جانتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے یہ فرمایا ہے:

''تم یہ فرما دو! میں اس بات پر تم سے اُجر طلب نہیں کرتا اور میں اپنی طرف سے بات نہیں بناتا۔''

نبی اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ قریش نافرمانی کر رہے ہیں' تو آپ ﷺ نے یہ دُعا کی تھی:

''اے اللہ ان لوگوں کے خلاف' قحط سالی کے سات سالوں کے ذریعے' میری مدد کر' جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے سات سال تھے۔''

تو ان لوگوں کو قحط سالی نے اپنی گرفت میں لے لیا اور ان کی سب چیزیں ختم ہو گئیں، یہاں تک کہ لوگ کھالیں اور مردہ جانور کھانے لگے۔ بعض راویوں نے یہاں ہڈیوں کا ذکر کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: (ان لوگوں کو یہ محسوس ہوتا تھا) جیسے زمین سے دھواں نکل کر جا رہا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ابوسفیان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور بولا: آپ ﷺ کی قوم ہلاکت کا شکار ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے لیے دعا کیجئے یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے۔

''تو اس دن کا انتظار کرو جب آسمان دھواں ظاہر کرے گا' جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔''

منصور نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''وہ یہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم سے عذاب کو دور کر دے ہم تو مؤمن ہیں۔''

تو کیا آخرت کا عذاب دور کیا جائے گا؟

(حضرت عبداللہ نے فرمایا) بطشہ' لزام اور دُخان ظاہر ہو چکے ہیں۔

ایک راوی نے یہ بات نقل کی ہے، چاند سے متعلق نشانی ظاہر ہو چکی ہے' اور ایک نے کہا ہے، رومیوں سے متعلق نشانی ظاہر ہو چکی ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: لزام سے مراد غزوۂ بدر ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

سورہ دخان مکی ہے جو چار (۴) رکوع، انسٹھ (۵۹) آیات، تین سو چھیالیس (۳۴۶) الفاظ اور ایک ہزار چار سو اکتیس (۱۴۳۱) حروف پر مشتمل ہے۔

دھوئیں کی پیشین گوئی پوری ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ○ (الدخان: ۱۰)

"پس آپ اس دن کا انتظار کریں جب آسمان واضح طور پر دھواں لائے گا۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق پانچ پیشین گوئیاں پوری ہو چکی ہیں:

(۱) دھویں کے بارے میں پیشین گوئی جو مذکورہ آیت میں ہے۔ (۲) شق القمر کی پیشین گوئی جو سورہ القمر کے آغاز میں مذکور ہے۔ (۳) رومیوں کے دوبارہ غالب آنے کی پیشین گوئی جس کا ذکر سورۃ الروم کے آغاز میں ہے۔ (۴) شدید گرفت کی پیشین گوئی جس کا تذکرہ مذکورہ آیت سے متصل آیات میں ہے۔ (۵) وبال مسلط ہونے کی خبر جس کا ذکر سورۃ الفرقان کے آخر میں ہے۔ گویا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق دھواں چھا جانے کی پیشین گوئی پوری ہو چکی ہے۔

دخان مبین کے بارے میں دو اقوال ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ پیشین گوئی پیش آ چکی ہے جس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

۲- حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے مطابق یہ علامات قیامت میں سے ایک ہے جو قرب قیامت میں پیش آئے گی۔

سوال یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں تعارض ہے، تو ان میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہے واضح دھواں جس کا ذکر سورۃ الدخان میں ہے۔ ایک ہے عام دھواں جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے بلکہ احادیث مبارکہ میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ دھویں دو ہیں: (۱) گزر چکا ہے۔ (۲) باقی ہے جو قرب قیامت میں پیش آئے گا، جس سے زمین و آسمان کی درمیانی فضا بھر جائے گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق علامات قیامت دس ہیں، جن میں ایک دھویں کا چھا جانا بھی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم کسی چیز میں بحث کر رہے تھے، آپ نے ہم سے دریافت کیا: تم لوگ کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم قیامت کے بارے میں بحث کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دس علامات نہ پائی جائیں گی

اور وہ دس علامات یہ ہیں: (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) نزول عیسیٰ علیہ السلام (۶) یاجوج و ماجوج کا خروج (۷) تین بار زمین کا دھنسا مغرب میں (۸) مشرق میں (۹) جزیرۃ العرب میں (۱۰) آگ کا برآمد ہونا جو ہانک کر لوگوں کو میدان حشر میں لے جائے گی۔

3178 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَلَهُ بَابَانِ بَابٌ يَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَبَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهُ فَاِذَا مَاتَ بَكَيَا عَلَيْهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَمُوْسٰى بْنُ عُبَيْدَةَ وَيَزِيْدُ بْنُ اَبَانَ الرَّقَاشِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيْثِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہر مؤمن کے لیے دو دروازے ہیں، ایک کے ذریعے اس کے اعمال اوپر جاتے ہیں اور ایک کے ذریعے اس کا رزق نیچے آتا ہے' جب مؤمن کا انتقال ہو جاتا ہے' تو وہ دونوں اس پر روتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔

''نہ ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ''حدیث غریب'' ہے ہم اس روایت کے ''مرفوع'' ہونے کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

موسیٰ بن عبید اللہ اور یزید بن ابان رقاشی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

شرح

مرنے والے پر زمین و آسمان کا رونا:

ارشاد خداوندی ہے:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ (الدخان: ۲۹)

''پس ان کی ہلاکت پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔''

اس آیت کی تشریح حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ تاریخ عالم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نہایت نافرمان، گستاخ اور اللہ تعالیٰ کی باغی گزری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواہش کے مطابق آپ کو حکم دیا کہ اپنے اطاعت گزار لوگوں کو لے کر دشمن سے رات کی تاریکی میں کوچ کر جائیں۔ چنانچہ آپ کے کوچ کر جانے کے بعد نافرمان اور بدکردار لوگوں پر

عذاب الٰہی نازل ہوا تو وہ ہلاک ہو گئے اور حرف غلط کی طرح ان کا نام ونشان مٹ گیا۔ ان کی ٹھاٹھ باٹھ باقی رہی نہ مخالفت اور نہ نام ونشان۔

حدیث میں آیت کے مفہوم مخالف سے استدلال کیا گیا ہے کہ کفار کی ہلاکت پر زمین وآسمان نہیں روتے مگر مسلمان کی وفات پر زمین وآسمان بھی روتے ہیں۔

اس سلسلہ میں چند دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- اہل عرب کے ہاں یہ معمول ہے کہ جب ان کا کوئی سردار مرتا ہے تو وہ کہتے ہیں: ہمارے سردار کی موت اتنی بڑی مصیبت ہے کہ اس کے غم میں آسمان وزمین، شب وروز، تاریکی واُجالا اور گرم وسرد ہوائیں بھی آنسو بہا رہی ہیں۔ الغرض! آسمان وزمین کی مخلوق آنسو بہا رہی ہے۔

۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان کے لیے آسمان میں دو دروازے ہیں: (۱) اس کے رزق نازل ہونے کا، (۲) اس کے عمل خیر اوپر جانے کا۔ جب اس کی وفات ہوتی ہے تو دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (تاریخ بغداد، ج:۱۱، ص:۲۱۳)

۳- حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مسلمان کی وفات پر زمین وآسمان چالیس روز تک روتے رہتے ہیں۔ حضرت ابو یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے اس قول پر تعجب ہوا، تو انہوں نے فرمایا: آپ اس بات پر کیوں تعجب کرتے ہیں زمین اس شخص پر کیوں نوحہ خوانی نہ کرے حالانکہ بندۂ مؤمن زمین پر رکوع وسجود کر کے اسے آباد رکھتا ہے اور آسمان اس کی موت پر کیوں نہ روئے جبکہ اس کی تسبیح وتہلیل کی صدائیں آسمان پر بلند ہوتی تھیں۔ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: زمین پر جس جگہ مؤمن نماز ادا کرتا ہے وہ جگہ اس کی وفات پر آنسو بہاتی ہے اور جہاں سے اس کے اعمال صالحہ اوپر بلند ہوتے ہیں وہاں سے آسمان اس کی موت پر روتا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن، جز:۱۶، ص:۱۳۰)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَحْقَافِ

باب 46: سورۂ احقاف سے متعلق روایات

3179 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَيَّاةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَخِي عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا اُرِيْدَ عُثْمَانُ جَآءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ مَا جَآءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِيْ نَصْرِكَ قَالَ اخْرُجْ اِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّيْ فَاِنَّكَ خَارِجٌ خَيْرٌ لِّيْ مِنْكَ دَاخِلٌ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ اِلَى النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ كَانَ اسْمِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ وَنَزَلَ

3179- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۳۰): كتاب الادب: باب: تغيير الاسماء، حديث (۳۷۳٤)، و احمد (٥/٤٥١)، و عبد بن حميد ص (۱۸۰) حديث (٤٩٨).

فِیَّ اٰیَاتٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ نَزَلَتْ فِیَّ (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَکْبَرْتُمْ إِنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ) وَنَزَلَتْ فِیَّ (قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتَابِ) إِنَّ لِلّٰہِ سَیْفًا مَغْمُوْدًا عَنْکُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِکَةَ قَدْ جَاوَرَتْکُمْ فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا الَّذِیْ نَزَلَ فِیْهِ نَبِیُّکُمْ فَاللّٰہَ اللّٰہَ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوْهُ فَوَاللّٰہِ إِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَتَطْرُدُنَّ جِیْرَانَکُمُ الْمَلَائِکَةَ وَلَتَسُلُّنَّ سَیْفَ اللّٰہِ الْمَغْمُوْدَ عَنْکُمْ فَلَا یُغْمَدُ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ قَالَ فَقَالُوْا اقْتُلُوا الْیَهُوْدِیَّ وَاقْتُلُوْا عُثْمَانَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعَیْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ

عبدالملک بن عمیر' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے حوالے سے' یہ بات نقل کرتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیے جانے کا موقع آیا' تو حضرت عبداللہ بن سلام آئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ لوگوں کے پاس جا کر انہیں مجھ سے دور رکھیں۔ آپ کا اندر رہنے کے مقابلے میں باہر رہنا میرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں، پھر حضرت عبداللہ بن سلام باہر لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا: میرا نام زمانۂ جاہلیت میں فلاں تھا، نبی اکرم ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا، میرے بارے میں اللہ کی کتاب کی آیات بھی نازل ہوئیں۔ یہ آیت میرے بارے میں ہی نازل ہوئی:

''اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس بات کی گواہی دی جو اس کی مانند ہے' اور وہ تو ایمان لے آیا مگر تم نے تکبر اختیار کیا بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا''

یہ آیت بھی میرے بارے میں نازل ہوئی:

''تم یہ فرما دو! میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے' اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔''

(پھر حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا) بے شک! اللہ تعالیٰ کی تلوار میان میں ہے' اور تمہارے اس شہر میں فرشتے تمہارے ساتھ ہوتے ہیں' یہ وہ شہر ہے' جس میں تمہارے نبی تشریف لاتے تھے' تو ان صاحب (یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ کی قسم! اگر تم نے انہیں شہید کر دیا تو فرشتے تمہارا پڑوس چھوڑ دیں گے' اور اللہ تعالیٰ کی تلوار تمہارے لیے نکل آئے گی جو ابھی میان میں ہے' اور پھر اس کے بعد قیامت تک میان میں نہیں ڈالی جائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں، تو ان لوگوں نے کہا: اس یہودی کو بھی مار دو' اور عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی مار دو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شعیب بن سفیان نے اسے عبدالملک بن عمیر کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن سلام کے پوتے کے حوالے سے' ان کے

دادا حضرت عبداللہ بن سلام کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

شرح

سورۃ الاحقاف مکی ہے جو چار (۴) رکوع، چھ سو چوالیس (۶۴۴) کلمات اور دو ہزار چار سو (۲۴۰۰) حروف پر مشتمل ہے۔

بنی اسرائیل کے ایک گواہ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(الاحقاف: ۱۰)

''اور بنی اسرائیل سے ایک گواہ ایمان لے آیا جبکہ تم تکبر میں مبتلا رہے، بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ جب بلوائیوں نے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، آپ نے اندر آنے کی وجہ دریافت کیا تو عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں بلوائیوں کے ہاتھوں آپ کی حفاظت اور دفاع کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم یہاں اندر آنے کی بجائے باہر جا کر بلوائیوں کو سمجھاؤ اور یہاں آپ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے پاس گئے اور ان سے یوں مخاطب ہوئے: آپ لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ زمانہ جاہلیت میں میرا نام حصین تھا، میں مسلمان ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام ''عبداللہ بن سلام'' تجویز فرمایا، سورہ احقاف کی آیت: ۱۰ میرے حق میں نازل ہوئی اور بنی اسرائیل کے گواہ کے ایمان لانے سے مراد بھی میں ہوں اور سورۃ الرعد کی آخری آیت بھی میرے حق میں نازل ہوئی۔ اس اعزاز و شان کے حامل ہونے کی وجہ سے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ تم لوگ خلیفہ وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے اور ان کے خون میں اپنے ہاتھ رنگنے سے باز آ جاؤ اور تم میان میں محفوظ اللہ تعالیٰ کی تلوار کو نکال کر غضب خداوندی کو دعوت دینے کی ہرگز کوشش نہ کرو لیکن وہ لوگ باز نہ آئے اور وہ اپنے مذموم عزائم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میدان میں کود پڑے۔

3180 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْ عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى مَخِيْلَةً اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ وَمَا اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا)

3180۔ اخرجه البخاری (۳٤۷/٦): كتاب بدء الخلق: باب: ما جاء من قوله (و هو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمته) (الاعراف ۵۷)، حدیث (٦ ۳۲۰)، وطرفه من (٤۸۲۹)، و مسلم (۲۸۵/۳، ۲۸٦ ابی)، كتاب صلاة الاستسقاء: باب: التعوذ عن رویة الریح و الغیم و الفرح بالمطر حدیث (۱٤، ۸۹۹/۱۵)، و ابن ماجه (۱۲۸۰/۲): كتاب الدعاء: باب: ما یدعو به الرجل اذا رای السحاب و المطر: حدیث (۳۸۹۱)، و احمد (۲٤۰/٦).

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ جب بادل دیکھتے تھے (تو بے چینی کے عالم میں) کبھی اندر آتے تھے کبھی باہر تشریف لایا کرتے تھے لیکن جب بارش شروع ہو جاتی تھی تو آپ ﷺ خوش ہو جایا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا: تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے نہیں معلوم (ہو سکتا ہے) یہ وہی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''جب انہوں نے بادل کو اپنی وادی کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بولے: یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

گھن گرج والے بادل سے نزول عذاب کا امکان ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ط بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ط رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (الاحقاف:۲۴)

''پس جب قوم عاد نے عذاب دیکھا جو بادل کی شکل میں ان کے میدانوں کی طرف سے آ رہا تھا، انہوں نے بخوشی کہا: یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ بلکہ یہ وہ عذاب ہے جسے تم نے عجلت سے طلب کیا تھا، یہ سخت آندھی ہے جس میں شدید عذاب ہے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب گھن گرج سے بادل چھا جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چین سے نہ بیٹھتے بلکہ آپ نماز یا اوراد و وظائف میں مصروف ہو جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: اس بادل سے قوم عاد کی مثل عذاب نازل ہو سکتا ہے۔ پھر جب نزول بارش کا سلسلہ شروع ہو جاتا تو آپ کو اطمینان و سکون حاصل ہو جاتا تھا۔

سوال: ارشاد ربانی ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط یعنی اے محبوب! آپ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں ہے کہ وہ انہیں عذاب میں مبتلا کرے' تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بادلوں سے نزول عذاب کا تصور کیسے درست ہو سکتا ہے؟

جواب: اس آیت میں نفی ایسے عذاب کی ہے جو تباہ کن اور تہس نہس کرنے والا ہو نہ کہ مطلق عذاب کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ شدید اور تباہ کن عذاب نہیں آئے گا لیکن معمولی اور لوگوں کو غفلت سے بیدار کرنے کے لیے تا قیامت عذاب آتا رہے گا۔

قوم عاد پر نزول عذاب:

قوم عاد نے احکام خداوندی سے بغاوت کی، اپنے نبی کی مخالفت کی اور بے راہ روی و نافرمانی میں اپنی مثال آپ تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سخت آندھی کی شکل میں عذاب نازل ہوا جس کے نتیجہ میں ان کی سواریاں، مویشی اور مال و متاع سب کچھ تباہ ہو گیا لیکن حضرت ہود علیہ السلام اور ایماندار لوگ اس عذاب سے محفوظ رہے۔ تاہم آندھی اس قدر شدید اور غضب خداوندی کا مظہر تھی کہ قوم عاد کو اٹھا اٹھا کر پٹخ رہی تھی، پتھروں سے انہیں کچل رہی تھی اور وہ ریت کے نیچے دفن ہو کر اپنے اجسام کو معدوم کر رہے تھے۔ یہ عذاب بدھ کی شام کو شروع ہوا پھر سات رات اور آٹھ دن تک باقی رہا جس نے قوم عاد کا صفایا کر دیا تھا۔ ایسے عذاب سے اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو محفوظ رکھا ہے اور یہ انعام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے امت محمدی کو میسر آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے باد صبا سے میری مدد کی ہے اور قوم عاد کو باد بور سے ہلاک کر دیا تھا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۹۰۰)

آندھیوں کا تذکرہ احادیث کی روشنی میں:

نافرمانی اور معصیت کے سبب آندھی کی صورت میں لوگوں پر عذاب نازل ہوا، اس کا تذکرہ قرآن و احادیث میں موجود ہے۔ مذکورہ آیت کے علاوہ اس آیت میں بھی اس عذاب کا صاف صاف ذکر ہے: إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ (القمر ۱۹) "بیشک ہم نے ان پر منحوس دن میں مسلسل چلنے والی آندھی بھیجی تھی۔"

اسی طرح اس عذاب کا ذکر احادیث میں بھی مذکور ہے، اس سلسلہ میں چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آندھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے آثار سے ہے، آندھی رحمت ہو سکتی ہے اور عذاب بھی۔ تم آندھی کو برا مت کہو، تم اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر طلب کرو اور اس کے شر سے پناہ طلب کرو۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۷۲۷)

۲- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آندھی کو برا مت کہو، تم یوں کہو اے اللہ! ہم اس کی خیر کا تجھ سے سوال کرتے ہیں، اس بارے میں ہم خیر کا سوال کرتے ہیں جس چیز کا اس کو حکم دیا گیا ہے، ہم اس آندھی کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور جو شر اس میں موجود ہے یا جس شر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔ (مسند احمد، جلد ۵، ص ۱۲۳)

۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص نے آندھی پر لعنت کی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آندھی پر لعنت مت کرو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔ جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کے قابل نہ ہو تو وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹتی ہے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۹۰۸)

3181 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ

متن حدیث: قَالَ قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ

مِنْكُمْ اَحَدٌ قَالَ مَا صَحِبَهُ مِنَّا اَحَدٌ وَّلٰكِنْ قَدِ افْتَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّهُوَ بِمَكَّةَ فَقُلْنَا اغْتِيلَ اَوِ اسْتُطِيرَ مَا فُعِلَ بِهٖ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ حَتّٰى اِذَا اَصْبَحْنَا اَوْ كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ اِذَا نَحْنُ بِهٖ يَجِيْءُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ قَالَ فَذَكَرُوْا لَهُ الَّذِيْ كَانُوْا فِيْهِ فَقَالَ اَتَانِيْ دَاعِي الْجِنِّ فَاَتَيْتُهُمْ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِمْ فَانْطَلَقَ فَاَرَانَا اٰثَارَهُمْ وَاٰثَارَ نِيْرَانِهِمْ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَسَاَلُوْهُ الزَّادَ وَكَانُوْا مِنْ جِنِّ الْجَزِيْرَةِ فَقَالَ كُلُّ عَظْمٍ يُذْكَرُ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِيْ اَيْدِيْكُمْ اَوْفَرَ مَا كَانَ لَحْمًا وَّكُلُّ بَعْرَةٍ اَوْ رَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَاِنَّهُمَا زَادُ اِخْوَانِكُمُ الْجِنِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ علقمہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: (جنات) کی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی رات میں آپ میں سے کوئی ایک ساتھ تھا' تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا۔ ہوا یہ کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہم نے نبی اکرم ﷺ کو غیر موجود پایا۔ آپ ﷺ اس وقت مکہ میں تھے' تو ہم یہ سمجھے کہ شاید کسی نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا ہے' یا آپ ﷺ کو اغواء کر لیا گیا ہے۔ وہ رات کاٹنی بہت مشکل تھی۔ جب صبح ہوگئی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب صبح قریب تھی تو اسی دوران نبی اکرم ﷺ غار حرا سے تشریف لے آئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جنوں کا ایک نمائندہ میرے پاس آیا تھا' تو میں ان لوگوں کے پاس چلا گیا تھا' تو میں نے ان کے سامنے قرأت کی۔"

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے ہمیں ان جنات کے نشانات' آگ کے نشانات دکھائے۔

شعبی نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے، (نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں یہ بات بھی منقول ہے) ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے زادِ راہ مانگا، وہ جزیرہ کے رہنے والے جنات تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے گا وہ تمہارے ہاتھوں میں آجائے گی اور اس پر پہلے سے زیادہ گوشت لگا ہوگا' اور ہر اونٹ کی مینگنی یا گوبر تمہارے جانوروں کے لیے چارے کی حیثیت رکھے گا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم ان دو چیزوں کے ذریعے استنجانہ کرو' کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کی خوراک ہے۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3181- اخرجه مسلم (۲/۲ ۳٤ - الابی): كتاب الصلاة: باب: الجهر بالقراءة في الصبح و القراءة على الجن، حديث (۱۵۰/٤۵۰)، و ابوداؤد (۱/۲۹): كتاب الطهارة: باب: الوضوء بالنبيذ، حديث (۸۵)، و احمد (۱/٤۳۶)، وابن خزيمة (۱/٤٤)، حديث (۸۲).

شرح

جنات کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ (احقاف:٢٩)

"(اے محبوب!) آپ یاد کریں اس وقت کو جب ہم نے جنات کی ایک جماعت کو تمہاری طرف راغب کیا جو آپ سے بغور قرآن سنتے تھے۔ جب وہ حاضر ہو گئے تو کہنے لگے: خاموشی اختیار کرو، جب قرآن کی تلاوت مکمل ہو گئی تو وہ اپنی قوم کی طرف پلٹ گئے اور انہیں ڈرانے لگے۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ لیلۃ الجن کے بارے میں دو مختلف روایات ہیں، پہلی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے جنات کے پاس تشریف لے گئے جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ روایات میں تطبیق کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

اولاً: لیلۃ الجن (جنات سے ملاقات) کا واقعہ متعدد بار پیش آیا کسی موقع پر آپ اکیلے تھے اور کسی موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آپ کی رفاقت میں تھے۔

ثانیاً: لیلۃ الجن کے موقع پر ابتداءً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے مگر جنات سے ملاقات کے وقت آپ اکیلے تشریف لے گئے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ الگ بٹھا دیئے گئے تھے۔

یہاں روایات میں ایک دوسرا اختلاف بھی ہے کہ ایک روایت میں ہے جس جانور کی ہڈی پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے وہ پُر گوشت ہو جاتی ہے اور جنات اسے کھاتے ہیں جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ جس جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو اس کی ہڈی پُر گوشت آ جاتا ہے جو جنات کھاتے ہیں۔ اس اختلاف کی تطبیق کی دو صورتیں ہیں:

(الف) ہر روایت کے راوی نے آدھی آدھی بات محفوظ (یاد) رکھی ہے یعنی مذبوحہ اور مردار دونوں جانوروں کی ہڈیوں پر گوشت آ جاتا ہے۔

(ب) صحیح مسلم کی روایت کو ترجیح حاصل ہے، جس میں تصریح ہے کہ مذبوحہ جانور کی ہڈی پر گوشت آ جاتا ہے۔

سوال: انسانوں کی طرح جنات بھی مکلف ہیں اور ان کا وجود انسانوں کے وجود سے مقدم ہے تو پھر تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل ان (جنات) کی تعلیم و تربیت کا طریقہ کار کیا تھا؟

جواب: ممکن ہے کہ اس زمانہ میں نبوت و رسالت کی بعثت کا سلسلہ جاری ہو لیکن خلیفہ فی الارض حضرت آدم علیہ السلام کی آمد پر وہ موقوف و منقطع ہو گیا ہو۔ فی الحال جنات، انسانوں کے تابع ہیں۔

سوال: عصر حاضر میں جنات، انسانوں سے کس طرح علمی فیضان حاصل کرتے ہیں؟

جواب: جس طرح انسان، انسانوں سے علمی فیضان حاصل کرتا ہے بالکل اسی طرح جنات بھی انسانوں سے علمی فیضان حاصل کرتے ہیں۔ یہ حصول روحانی طور پر بھی ہوسکتا ہے اور جسمانی طور پر اور باقاعدہ تعلیمی اداروں میں داخل ہوکر بھی۔

فائدہ نافعہ:

انسانوں کی طرح جنات کا وجود بھی حق ہے، ان کا انکار کفر ہے۔ ان میں مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں مسلمان بھی اور کافر بھی، نمازی بھی بے نمازی بھی، معصیت کار بھی نیکوکار بھی، سنی بھی وہابی بھی، انبیاء وصالحین کے عاشق بھی اور گستاخ بھی۔ یہ ناری مخلوق ہے جو مختلف شکلوں میں متشکل ہوسکتی ہے۔

جنات کا فجر کی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سننا:

جنات فجر کی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاوت قرآن سن کر خوشی سے جھوم جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ عکاظ بازار میں جانے کا ارادہ کیا تو اس دوران زمین کے شیاطین (جنات) اور آسمان کی خبروں کے مابین کوئی چیز حائل ہوگئی تھی۔ اوپر سے ان (جنات) پر آگ کے گولے برسائے جاتے تھے تاکہ وہ آسمانی خبروں سے مطلع ہوکر زمین میں رہنے والے لوگوں کو گمراہ نہ کرسکیں۔ پھر جنات باہم دریافت کرتے کہ آسمانوں پر جائے بغیر واپس کیوں آجاتے ہو؟ وہ اپنے مقابل کے جنات کو جواب دیتے: زمین وآسمان کے مابین کوئی چیز حائل ہوچکی ہے، وہ جواب میں کہتے کہ تم لوگ زمین کے مشارق ومغارب کا چکر لگاؤ اور معلوم کرو کہ کون سی چیز حائل ہوئی ہے؟ کہیں وہ چیز تو حائل نہیں ہوئی جو ظہور پذیر ہوئی ہے۔ وہ جنات زمین کے چپہ چپہ کا چکر کاٹنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ اس وقت ایک کھجور کے درخت کے پاس تشریف فرما تھے اور اپنے صحابہ کو فجر کی نماز پڑھانے لگے۔ نماز میں آپ کی تلاوت سن کر جنات بہت متاثر ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ درحقیقت یہی چیز زمین وآسمان کے درمیان رابطہ میں حائل ہوئی ہے۔ پھر وہ مسلمان ہوگئے اور مسلمان ہوگئے اور اپنی قوم کے پاس واپس گئے تو انہوں نے یوں کہا:

''ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو سیدھی راہ دکھاتا ہے، ہم اس کے ساتھ ایمان لائے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بناتے۔''

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (الجن: ۱)

آپ فرمادیں! میری طرف یہ وحی نازل کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن سن کر کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنات کے مقولہ کی وحی نازل کی گئی۔ (مسند احمد، ج: ۱، ص: ۲۵۲)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 47: سورۃ محمد سے متعلق روایات

3182 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیث دیگر: وَيُرْوٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''تم اپنے ذنب اور مومنین و مومنات کے ذنب کے لیے مغفرت طلب کرو۔''

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک دن میں (یعنی روزانہ) اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے' جس میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

''میں روزانہ اللہ تعالیٰ سے ایک سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔''

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ (جس کے یہ الفاظ ہیں)

''میں روزانہ ایک سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔''

اس روایت کو محمد بن عمرو نے ابوسلمہ کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' روایت کیا ہے۔

شرح

سورہ محمد مدنی ہے جو چار (۴) رکوع، انتالیس (۳۹) آیات، پانچ سو اٹھاون (۵۵۸) کلمات اور دو ہزار چار سو پچھتر (۲۴۷۵) حروف پر مشتمل ہے۔

3182۔ اخرجه البخاري (۱۱/ ۱۰۴): كتاب الدعوات: باب: استغفار النبي صلى الله عليه وسلم في اليوم و الليلة، حديث (۶۳۰۷)، و ابن ماجه (۲/ ۱۲۵۴): كتاب الادب: باب الاستغفار، حديث (۳۸۱۵)، و احمد (۲/ ۲۸۲، ۳۴۱، ۴۵۰).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بکثرت استغفار کرنا:

ارشاد خداوندی ہے: فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝ (سورہ محمد: ۱۹)

''آپ اس حقیقت کو جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ اپنے خلاف اولیٰ امور، ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے لیے استغفار کریں۔ اور اللہ تم سب لوگوں کی آمد ورفت کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں کی گئی ہے۔ ایک روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں ستر (۷۰) بار استغفار کیا کرتے تھے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں سو (۱۰۰) بار استغفار کیا کرتے تھے۔

سوال: ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر بار اور دوسری روایت کے مطابق سو بار روزانہ استغفار کیا کرتے تھے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: اس کے متعدد جوابات ہیں:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل امت کی ترغیب وتعلیم کے لیے ہوتا ہے، آپ نے پہلے ستر بار فرمایا پھر مزید ترغیب کے لیے سو بار استغفار کا تذکرہ کیا ہو۔

۲- یہاں استغفار کی معین تعداد مراد نہ ہو بلکہ کثرت استغفار مراد ہو۔

سوال: استغفار ذنب کے لیے ارتکاب معصیت ضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف معصوم ہیں بلکہ امام المعصومین ہیں۔ لہٰذا آپ کا استغفار کرنا چہ معنیٰ دارد؟

جواب: اس کے متعدد جوابات ہیں:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذنوب کے لیے استغفار نہیں کیا کرتے تھے بلکہ ترغیب وتعلیم امت کے لیے کرتے تھے۔

۲- یہاں استغفار سے مراد معروف معنیٰ نہیں ہے بلکہ بلندی درجات اور رحمت باری تعالیٰ سے ڈھانپنا ہے۔

۳- یہاں استغفار کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہے بلکہ مجازی معنیٰ مراد ہے: عجز وانکسار اور تقصیر کا اعتراف کرنا۔

۴- یہاں استغفار کا حقیقی معنیٰ بھی مراد ہو سکتا ہے، لیکن اس کے لیے ذنوب کا ہونا ضروری نہیں ہے، کیونکہ کثرت استغفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شامل تھا۔

3183 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا شَيْخٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ) قَالُوْا وَمَنْ يُّسْتَبْدَلُ بِنَا قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَنْكِبِ سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ هٰذَا وَقَوْمُهٗ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ فِیْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ اَیْضًا هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک دن نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور اگر تم منہ پھیر لو تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا' اور وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔''

تو لوگوں نے عرض کی، ہماری جگہ اور کون سے لوگ آئیں گے؟ راوی بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ اور اس کی قوم کے لوگ' یہ اور اس کی قوم کے لوگ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔ اس کی سند کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن جعفر نامی راوی نے اس روایت کو علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔

3184 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَنْبَاَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِیْحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ ذَکَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّیْنَا اسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَمْ یَکُوْنُوْا اَمْثَالَنَا قَالَ وَکَانَ سَلْمَانُ بِجَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخِذَ سَلْمَانَ وَقَالَ هٰذَا وَاَصْحَابُهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مَنُوْطًا بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِیْحٍ هُوَ وَالِدُ عَلِیِّ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ وَقَدْ رَوٰی عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْکَثِیْرَ

اسنادِ دیگر: وَحَدَّثَنَا عَلِیٌّ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِیْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ مُعَلَّقٌ بِالثُّرَیَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ اگر ہم منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ ہماری جگہ انہیں لے آئے گا' اور وہ ہماری مانند نہیں ہوں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں موجود تھے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے زانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ اور اس کے ساتھی، اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' اگر ایمان اوج ثریا پر بھی ہو' تو فارس کے کچھ لوگ اس تک پہنچ جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر نامی راوی علی بن مدینی کے والد ہیں۔

علی بن حجر نے عبداللہ بن جعفر کے حوالے سے' بہت سی روایات نقل کی ہیں اور علی نے ہی یہ حدیث ہمیں سنائی ہے' جو اسماعیل بن جعفر کے حوالے سے' عبداللہ بن جعفر کے حوالے سے' منقول ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''ثریا کے ساتھ لٹکا ہوا۔''

شرح

ایمان ثریا کے پاس ہو تب بھی فارس کے بعض لوگوں کا اسے حاصل کر لینا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝ (سورہ محمد: ۳۸)

''ہاں تم ہی وہ لوگ ہو جن کو اس بات کی دعوت دی گئی ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ تم میں سے بعض لوگ بخل سے کام لیتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے وہ اپنی جان سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم اس کے محتاج ہو۔ اور اگر تم نے دین حق سے اعراض کیا تو اللہ تمہاری جگہ میں دوسری قوم لے آئے گا پھر وہ تمہاری مثل نہیں ہوں گے۔''

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ یہ آیت تلاوت فرمائی تو صحابہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! وَاِنْ تَتَوَلَّوْا سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: سلمان فارسی اور ان جیسے دوسرے لوگ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اعتبار سے امت کی دو اقسام ہیں:

(۱) جزیرۃ العرب کے لوگ جن کی طرف بعثت براہ راست ہوئی اور آپ نے انہیں براہ راست پیغام توحید و رسالت دیا۔

(۲) ان لوگوں کے علاوہ لوگ ہیں، جن کی طرف آپ کی بعثت بالواسطہ ہوئی اور پہلے لوگوں کے واسطہ سے انہیں اعلان توحید و رسالت پہنچا تھا۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

والذی نفسی بیدہ! لو کان الایمان منوطا بالثریا لتناولہ رجال من فارس ۔

''یعنی اگر علم ثریا ستارے کے پاس بھی ہوگا تو فارس (اہل عجم) سے کچھ ایسے لوگ ہوں گے جسے وہ ضرور حاصل کر لیں گے۔''

بعض محدثین اور فقہاء کے نزدیک اس سے مراد درج ذیل لوگ ہو سکتے ہیں:

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، (۲) مکی بن ابراہیم، (۳) حضرت ابوعبیدہ قاسم بن سلام بردی، (۴) حضرت حافظ زکریا بن یحییٰ، (۵) حضرت امام ابوزرعہ رازی، (۶) حضرت امام ابوحاتم الرازی، (۷) حضرت حافظ نعیم بن حماد مروزی، (۸) اسحاق

بن ابراہیم مروزی، (۹) حضرت زہیر بن حرب، (۱۰) حضرت قتیبہ بن سعید بلخی، (۱۱) حضرت ابوزکریا یحییٰ بن موسیٰ بلخی، (۱۲) حضرت امام ابوداؤد، (۱۳) حضرت امام ترمذی، (۱۴) حضرت امام ابن ماجہ، (۱۵) حضرت حافظ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ، (۱۶) حضرت حافظ ابوالقاسم طبرانی، (۱۷) حضرت ابوحاتم محمد بن حبان البستی، (۱۸) حضرت ابن السنی ابوبکر دینوری، (۱۹) حضرت حافظ ابونعیم اصبہانی، (۲۰) حضرت امام بیہقی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

جہاد کی غرض سے انفاق فی سبیل اللہ اور لہو ولعب میں خرچ کرنے میں فرق:

اس آیت کے ابتدائی الفاظ میں جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے خرچ کرنے کی عظمت وفضیلت بیان کر کے اس کی ترغیب دی گئی ہے۔ لہو سے مراد ایسا عمل ہے جس کے انفاق سے نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ آخرت میں وہ نافع ہوگا۔

دونوں میں خرچ کرنے میں چند وجوہ سے فرق ہے:

۱- زکوٰۃ کے لیے نصاب مال ہے اور اس نصاب مال پر سال گزرنا بھی ضروری ہے' لیکن دوسرے امور مثلاً قربانی کرنا اور صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے مگر اس پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔

۲- لوگوں کے پاس جو مال و دولت ہے، درحقیقت وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہے مگر دولت سے اپنی ضروریات پوری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جہاد میں خرچ کرنے میں بخل سے کام لینے سے منع کیا گیا ہے۔

۳- اللہ تعالیٰ کل دولت کو اس کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم نہیں دے رہا مگر وہ تو ضروریات پوری کرنے کے بعد پاس بچے ہوئے زائد مال سے حسب طاقت فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مستغنی اور لوگوں کے محتاج ہونے کا مفہوم

اللہ تعالیٰ کے مستغنی (بے نیاز) اور مخلوق کے محتاج ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو دشمن سے جہاد کرنے اور اس کے خلاف مال خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنی مخلوق کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ پھر اس کی راہ میں خرچ کرنے یا جہاد کی غرض سے خرچ نہ کرنے سے وہ خوش نہیں ہوتا۔ جو لوگ جہاد کرنے میں سستی سے کام لیتے ہیں وہ ان سے خوش نہیں ہوتا۔ اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ میں مالی معاونت سے بخل کرنے والے سے بھی اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

باب 48: سورۃ الفتح سے متعلق روایات

3185 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ ابْنُ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَكَلَّمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ

3185- اخرجه مالك (۱/۲۰۳، ۲۰۴): كتاب القرآن: باب: ما جاء من القرآن، حديث (۹)، و البخاري (۸/۴۴۶): كتاب التفسير: (انا فتحنالك فتحا مبينا)، حديث (۴۸۳۳)، و احمد (۱/۳۱).

فَسَبَقْتُ فَحَرَّكْتُ رَاحِلَتِي فَتَنَحَّيْتُ وَقُلْتُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ نَزَرْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ مَا أَخْلَقَكَ بِأَنْ يَنْزِلَ فِيكَ قُرْآنٌ قَالَ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ هَذِهِ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِنْهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ مُرْسَلًا

◆◆ زید بن اسلم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، ایک دفعہ ایک سفر میں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک تھے، میں نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی بات کی، آپ ﷺ نے مجھے جواب نہ دیا، میں نے دوبارہ بات کی تو آپ ﷺ پھر خاموش رہے، میں نے پھر بات کی تو آپ ﷺ پھر خاموش رہے، میں نے اپنی سواری کو حرکت دی اور ایک طرف ہٹ گیا، میں نے سوچا اے خطاب کے بیٹے تمہاری ماں تمہیں روئے، تم نے نبی اکرم ﷺ کو تین دفعہ مخاطب کیا اور نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ تمہارے بارے میں مناسب یہی ہے کہ (تمہارے بارے میں) قرآن نازل ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد ہی میں نے کسی شخص کو بلند آواز میں خود کو مخاطب کرتے ہوئے سنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! گزشتہ رات مجھ پر ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے کہ میرے نزدیک یہ ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہے)۔

(وہ سورت یہ ہے:)

''بے شک ہم نے تمہیں واضح فتح نصیب کی ہے۔''

یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

سورہ فتح مدنی ہے جو چار (۴) رکوع، انتیس (۲۹) آیات، پانچ سو ساٹھ (۵۶۰) کلمات اور دو ہزار چار سو (۲۴۰۰) حروف پر مشتمل ہے۔

صلح حدیبیہ مسلمانوں کی فتح مبین ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ○ (سورۃ الفتح: ۱)

''بیشک ہم نے آپ کو واضح فتح سے نوازا ہے۔''

ہجرت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں عازم عمرہ ہوئے۔ اسلامی قافلہ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچا تو کفار مکہ نے انہیں مکہ کی طرف جانے سے روک لیا۔ اس موقع پر کفار مکہ اور مسلمانوں میں طویل ترین مذاکرات ہوئے جس کا نتیجہ فریقین میں صلح کی صورت میں سامنے آیا۔ اس موقع پر فریقین کی گفتگو "صلح حدیبیہ کی دفعات" کے نام سے میں لائی گئی۔ صلح حدیبیہ کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف معلوم ہوتی تھیں، جس وجہ سے مسلمان بہت پریشان تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر عرض کیا: کیا ہمارے شہداء جنت میں اور دشمن کے مقتولین جہنم میں نہیں جائیں گے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! اسی طرح ہے۔ عرض کیا: پھر ہمیں دشمن کی زبردستی قبول کر کے اپنے دین کو ذلیل نہیں کرنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! میں رسول خدا ہوں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہیں کر سکتا، وہ میرا مددگار ہے اور مجھے بھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ پھر عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے بیت اللہ کے طواف کرنے کا ہم سے وعدہ نہیں فرمایا تھا؟ فرمایا: اے عمر! میں نے وعدہ تو کیا تھا' کیا اسی سال کرنے کا بھی میں نے ذکر کیا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی اس بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے بھی آپ کو مطمئن کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عمرہ کی شکل میں بیت اللہ کا طواف کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن اس سال کا ذکر نہیں فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، آپ پر ہمیں پورا یقین ہے اور اس پر ایمان ہے۔ اس موقع پر سورۃ الفتح نازل ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے انہیں سنائی۔ جس میں مسلمانوں کو کامیابی کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ زبان نبوت سے اعلان کے مطابق مسلمانوں نے حلق یا قصر کرانے کے بعد اپنی قربانیاں ذبح کر دیں اور احرام کھول دیئے۔ پھر مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔

فتح مبین سے مراد مکہ

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سورۃ میں جس فتح مبین کی مسلمانوں کو خوشخبری سنائی گئی ہے، اس سے مراد کونسی فتح ہے؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں:

(۱) فتح مکہ، (۲) فتح روم، (۳) صلح حدیبیہ کی فتح، (۴) دلائل و شواہد سے اسلام کی فتح، (۵) اسلحہ سے اسلام کی فتح، (۶) اسلام و کفر کے مابین اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و باطل کا فیصلہ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ لوگ فتح مکہ کو "فتح" سے تعبیر کرتے ہیں، اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ فتح مکہ بھی فتح تھی مگر ہم حدیبیہ "بیعت رضوان" کو فتح قرار دیتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ہم چودہ سو جان نثار موجود تھے، حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے۔ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ فتح کسی لڑائی کے بغیر حاصل تھی۔

حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے مراد حدیبیہ کے موقع پر اونٹوں کو ذبح کرنا اور سروں کو مونڈنا ہے۔ فتح

حدیبیہ میں عظیم نشانیاں ہیں۔ حدیبیہ کا پانی ختم ہو گیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کلی فرمائی تو آپ کی برکت سے پانی کناروں تک آ گیا تھا اور آپ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے خوب پانی پیا۔

3186 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: قَالَ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ) مَرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَرَأَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا هَنِيئًا مَرِيئًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَيَّنَ اللَّهُ لَكَ مَاذَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ (لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ) حَتَّى بَلَغَ (فَوْزًا عَظِيمًا)

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِيهِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

"تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ ذنب اور بعد والے ذنب کی مغفرت کر دے۔"

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی اکرم ﷺ حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے' جو میرے نزدیک زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی' تو لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ کو بہت' بہت مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے یہ تو بیان کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ آخرت میں کیا سلوک ہوگا' لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ (راوی بیان کرتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ (نے ارشاد فرمایا:) پھر یہ آیت نازل ہوئی:

"تاکہ وہ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ایسی جنات میں داخل کرے جن میں نہریں بہتی ہیں۔"

یہ آیت یہاں تک ہے: "عظیم کامیابی ہے۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں مجمع بن جاریہ سے حدیث منقول ہے۔

شرح

آپ کے پچھلوں اور اگلوں کے گناہ معاف اور مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری سنانا:

ارشاد خداوندی ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ○

3186- اخرجه مسلم (۲/ ۴۲۸ - الابی): كتاب الجهاد: باب: صلح الحديبية في الحديبية، حديث (۹۷/ ۱۷۸۶)، واخرجه الامام احمد (۳/ ۱۲۲ - ۱۳۴ - ۱۷۳ - ۱۹۷ - ۲۱۵ - ۲۵۲)، وعبد بن حميد: ص ۳۵۸: حديث (۱۱۸۸).

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ (الفتح: ۳تا۱)
''تا کہ اللہ آپ کے پہلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دے، اپنی نعمت آپ پر مکمل کر دے، آپ کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور اللہ آپ کو مکمل کامیابی (فتح) سے ہمکنار کرے۔''

اس آیت کی تشریح وتفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو چار امور حاصل ہوگئے:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلاف (آباؤ اجداد) اور اخلاف (اولاد ونسل) سب کی مغفرت وبلندی درجات کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

۲- خداوندی نعمتوں کی تکمیل کا مژدہ سنایا گیا ہے یعنی مستقبل قریب میں توحید ورسالت، قرآن اور دین اسلام کو ایسا غلبہ حاصل ہوگا' جس کو تنزل نہیں ہوگا۔

۳-طلوع اسلام سے لے کر تا حال بلکہ مستقبل میں بھی آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں لوگ صراط مستقیم کو اختیار کرتے رہیں گے۔

۴- آپ کی نبوت وصداقت کے نتیجہ میں حقیقی فتح ونصرت آپ کے قدم چومے گی۔

گناہوں کے چار درجے ہوسکتے ہیں:

(۱) معصیت: نافرمانی

(۲) سیہ: برائی

(۳) خطیہ: غلطی

(۴) ذنب: گناہ، کوتاہی

یادرہے گناہوں کا سب سے کم درجہ ''ذنب'' ہے۔

آیت: لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ میں یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا نوجوان سب کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ بالخصوص صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود وہ خوش قسمت لوگ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا' جسے تاریخ میں ''بیعت رضوان'' کہا جاتا ہے۔ اس بیعت کی سعادت حاصل کرنے والوں کو بھی اہل جنت سے ہونے کی بشارت دی گئی۔

آیت: وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ الخ میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ منافقین کفار سے زیادہ مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ہیں، لہٰذا کفار کی طرح انہیں بھی جہنم میں داخل کیا جائے گا اور دائمی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

معاہدہ صلح حدیبیہ کی شرائط:

کفار مکہ اور مسلمانوں کے مابین حدیبیہ کے مقام پر منعقد ہونے والے معاہدہ کی مشہور شرائط درج ذیل تھیں:

۱- مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر مدینہ واپس چلے جائیں گے، آئندہ سال عمرہ کرنے کے مجاز ہوں گے اور اپنے ساتھ فقط

تلوار لائیں گے جو میان میں ہوگی۔

۲- جو مسلمان مکہ سے مدینہ چلا جائے گا، مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اسے واپس مکہ بھیج دیں۔

۳- کوئی شخص ہتھیار لے کر مکہ میں داخل نہیں ہوگا مگر تلوار جو میان میں ہوگی۔

۴- اہل مکہ میں سے کسی شخص کو مکہ سے نکالا نہیں جائے گا خواہ وہ آپ کی اتباع کرنا چاہتا ہو۔

۵- آپ کے صحابہ میں سے جو مکہ میں رہنا چاہے گا تو اسے منع نہیں کیا جائے گا۔

۶- یہ معاہدہ دس سال تک قائم رہے گا۔

۷- دس سال تک فریقین جنگ نہیں کریں گے۔

معاہدہ صلح حدیبیہ کی شرائط سے حاصل ہونے والے فوائد:

فریقین کی تحریر کردہ شرائط معاہدہ حدیبیہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں لیکن ان سے دوررس فوائد ونتائج حاصل ہوئے، جن میں چندایک درج ذیل ہیں:

۱- سفر حدیبیہ کے نتیجہ میں بیعت رضوان منعقد ہوئی جس سے مقام عثمان، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت کی سعادت حاصل کرنے والے لوگوں کی عظمت وشان سامنے آئی۔

۲- اس سے صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ اوران کی اطاعت واتباع کا جذبہ پروان چڑھا جو تا قیامت کم نہیں ہوسکتا۔

۳- سفر حدیبیہ کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت ورفاقت میں چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ تھے اور دو سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جن کا راستہ کوئی طاقت بھی نہ روک سکی۔

۴- کفار کی طرف سے جو یہ شرط رکھی گئی تھی کہ مکہ سے جو مسلمان مدینہ جائے گا، اسے واپس کیا جائے گا۔ انہیں نقصان اٹھا کر یہ شرط واپس لینا پڑی، جس کے نتیجہ میں وہ خوب ذلیل وخوار ہوئے۔

۵- صلح حدیبیہ کے سیاسی اثرات یہ مرتب ہوئے کہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں رہنے والے یہود ونصاریٰ کو اس بات کا علم ہوگیا تھا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انصاف پسند اور صلح جو آدمی ہیں لیکن آپ کے مقابل کفار قریش جو اپنے آپ کو متولی کعبہ بھی کہلاتے ہیں اور ہٹ دھرم لوگ ہیں۔ اس معاہدہ کے نتیجہ میں غزوات کا وسیع ترین سلسلہ شروع ہوا، کیونکہ کفار مکہ معاہدہ حدیبیہ کی شرائط ختم کر کے پھر مسلمانوں کے مقابلہ میں آگئے تھے۔ ۷ھ میں غزوہ خیبر اور غزوہ موتہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، ۸ھ میں مکہ فتح ہوا اور اسلام پورے جزیرۃ العرب میں پھیل گیا۔

۶- اس موقع پر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار سے لڑائی کرنے کا حکم نہیں آیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ دشمن کے مقابلہ میں آنے کے سلسلہ میں مسلمانوں کو آزمانا چاہتا تھا، ان سے امتحان لینا چاہتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت کی تربیت دینا چاہتا تھا۔

۷- اگر یہ معاہدہ صلح میں تبدیل نہ ہوتا تو مسلمانوں کو حدود حرم میں، حالت احرام میں اور حرم کے مہینہ (ذوالقعدہ) میں دشمن سے لڑنا پڑتا جو درست نہیں تھا۔

۸- مسلمانوں کو اس بات کا درس دینا مقصود تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک پہلو اسوۂ حسنہ اور قابل عمل ہے اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری مسلمانوں کے لیے ازبس ضروری ہے۔

۹- اس معاہدہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذہن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن کے قریب ترین تھا اور وہ ایک لمحہ بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نہیں کرنا چاہتے تھے۔

۱۰- اس معاہدہ کے نتیجہ میں حضرت عثمان غنی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عظمت وشان اور فضیلت حاصل ہوئی، کیونکہ انہیں جنت کی خوشخبری سنائی گئی تھی۔

۱۱- قریش مکہ نے پہلی دفعہ مسلمانوں کی سیاسی حیثیت اور اپنا فریق تسلیم کیا تھا۔ کفار کی طرف سے مدینہ طیبہ کو اسلامی ریاست کے طور پر بھی تسلیم کیا گیا۔

بیعت رضوان کی سعادت حاصل کرنے والوں کے لیے اللہ کی طرف سے اعلان خوشخبری:

حدیبیہ کے نتیجہ میں بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا اور بیعت کی سعادت حاصل کرنے والوں کے لیے خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کے دو اعلان تاریخی حیثیت کے حامل ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- ارشاد خداوندی ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ○ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ○ (الفتح: ۲۰-۱۸)

''بیشک اللہ مومنوں سے خوش ہوا جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، پس اس نے معلوم کر لیا جو چیز ان کے دلوں میں تھی۔ پس اللہ نے ان پر سکون نازل کیا اور عنقریب انہیں فتح سے سرفراز فرمائے گا۔ اور انہیں بہت سی غنیمتیں حاصل ہوں گی۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اس نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جو تم حاصل کرو گے، پس اس نے یہ تمہیں جلدی عطا کی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے دور رکھا، تاکہ مسلمانوں کے لیے ایک علامت بن جائے اور وہ تمہیں صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔''

۲- دوسرے مقام پر یوں فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ (الفتح: ۱۰)

"بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے بیشک وہ اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو شخص عہد شکنی کرتا ہے، وہ اپنے ہی نفس کے خلاف عہد شکنی کرتا ہے۔ اور جو شخص اپنا وعدہ پورا کرتا ہے، عنقریب اللہ اسے اس کا بہترین اجر عطا فرمائے گا۔"

ان آیات میں وہ نفوسِ قدسیہ جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا، ان کی بیعت کو اللہ سے بیعت کرنا قرار دیا گیا ہے۔ پھر انہیں اطمینان قلوب کی دولت اور اموال غنیمت سے نوازنے کا بھی اللہ کی طرف سے وعدہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں انہیں دشمن کے مقابلہ میں فتح حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا اجر عظیم عطا کیے جانے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔

مسئلہ بیعت رضوان احادیث کی روشنی میں:

جس طرح قرآن کریم میں بیعت رضوان کا مضمون بیان ہوا ہے، اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی بیان ہوا ہے۔ اس بارے میں چند ایک روایات وآثار حسب ذیل ہیں:

۱۔ یزید بن ابی عبید (سلمہ بن اکوع کے آزاد کردہ غلام) کا بیان ہے کہ میں نے سلمہ سے دریافت کیا: جب آپ لوگوں نے حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کیا تو یہ بیعت کس سلسلہ میں کی گئی تھی؟ انہوں نے جواب میں کہا: موت پر۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۹۶۰)

۲۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس دن لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر رہے تھے اور آپ ان سے بیعت لے رہے تھے تو میں آپ کے سر اقدس سے درخت کی ٹہنی دور کر رہا تھا۔ ہم اس دن چودہ سو لوگ تھے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت پر بیعت نہیں کی تھی مگر اس بات پر کی تھی کہ آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگیں گے نہیں۔
(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۸۵۸)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حدیبیہ کے موقع پر ہم چودہ سو لوگ تھے، ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس کیکر کے درخت کے نیچے پکڑا ہوا تھا۔

سوال: کسی روایت میں مقصد بیعت آپ کو تنہا چھوڑ کر نہ بھاگنا قرار دیا گیا اور کسی روایت میں موت پر یعنی تا مرگ دشمن سے نبرد آزما ہونا قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح تعارض ہوا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ سے دشمن کے مقابلہ میں نہ بھاگنے پر بیعت لی ہو اور بعض سے موت پر یعنی تا دمِ مرگ دشمن کا مقابلہ کرنے پر بیعت لی ہو۔

3187 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

متنِ حدیث: أَنَّ ثَمَانِينَ هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ

صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَقْتُلُوهُ فَأُخِذُوا أَخْذًا فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ) الْآيَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اسّی افراد صبح کی نماز کے وقت تنعیم پہاڑ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں پر (حملہ کرنے کے لیے) اترے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کو شہید کر دیں۔ ان سب کو پکڑ لیا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے (اس بارے میں یہ) آیت نازل کی:

''اور وہی وہ ذات ہے جنہوں نے ان لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا''۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا شرانگیزی کرنے والوں کے مقاصد کو خاک میں ملانا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ (الفتح: ۲۴)

''اللہ وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اہل مکہ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف آ رہے ہیں، تو انہوں نے پوری طاقت سے انہیں روکنے اور مکہ میں داخل نہ ہونے کا پختہ پروگرام بنایا۔ قریش مکہ نے اپنے ہم خیال قبائل کی مدد سے مکہ معظمہ کی طرف آنے والے اسلامی قافلہ سے جنگ کرنے کا پروگرام بنایا۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کی معیت میں حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر مقیم ہو گئے، اور اپنی طرف سے بطور سفیر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں روانہ کیا تاکہ وہ رؤساء مکہ سے ملاقات کر کے ان کی سوچ کا جائزہ لیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی واپسی میں تاخیر ہو گئی جس کے نتیجہ میں یہ خبر گردش کرنے لگی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے؟ یہ خبر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے تادم مرگ دشمن سے لڑنے پر صحابہ سے بیعت لی اور اس بیعت کو بیعت رضوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس موقع پر رات کی تاریکی میں جبل تنعیم سے دشمن کے ستر افراد اترے اور انہوں نے اسلامی کیمپ میں گھسنے کی کوشش کی لیکن پہرے داروں کی کوشش سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے بلکہ انہیں گرفتار کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

3187۔ اخرجہ مسلم (۳/۱۴۴۲): کتاب الجهاد والسیر: باب: قول اللہ تعالیٰ (وهو الذی کف ایدیهم)، الآیة، حدیث (۱۸۰۸/۱۳۳)، ابوداؤد (۲/۶۷): کتاب الجهاد: باب: فی المن علی الاسیر بغیر فداء، حدیث (۲۶۸۸)، و احمد (۳/۱۲۲، ۱۲۴، ۲۹۰) وعبد بن حمید (۳۶۳)، حدیث (۱۲۰۸)۔

پیش کر دیا گیا۔ آپ نے صلح کے پیش نظر انہیں معاف کر کے رہا کر دیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

3188 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ

متن حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى) قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزَعَةَ قَالَ وَسَاَلْتُ اَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ طفیل بن ابی اپنے والد (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

(ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔

''اور اس نے تقویٰ کی بات پر انہیں قائم رکھا۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے ہم اس روایت کے ''مرفوع'' ہونے کو صرف حسن بن قزعہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میں نے امام ابوزرعہ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہیں صرف اسی سند کے حوالے سے ''مرفوع'' ہونے کا علم تھا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو ادب پر ثابت قدم رکھنا:

ارشاد خداوندی ہے:

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(الفتح:۲۶)

''جب کفار نے اپنے دلوں میں زمانہ جاہلیت کی مثل تعصب کو جگہ دی تو اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں پر طمانیت اتارا، اللہ نے انہیں کلمہ تقویٰ پر مضبوط رکھا اور وہی اس کے زیادہ حقدار تھے۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

3188- اخرجه عبد الله بن احمد في الزوائد (۱۳۸/۵).

حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کا اپنے جذبات پر قابو پانا:

صلح حدیبیہ کے موقع پر کئی لمحات ایسے بھی آئے کہ مسلمانوں کو اپنے جذبات پر قابو پانا دشوار ہو گیا تھا لیکن تائید ایزدی سے وہ بے قابو نہ ہوئے بلکہ پورے سفر میں اطمینان وسکون کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ مثلاً کفار کی طرف سے اصرار ہوا کہ مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر واپس چلے جائیں گے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلیم کرلیا۔ معاہدہ تحریر کرتے وقت بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھنے پر بھی ان کی طرف سے اعتراض کیا گیا۔ علاوہ ازیں اسم گرامی ''محمد'' کے ساتھ ''رسول اللہ'' کے الفاظ پر بھی اعتراض کیا گیا۔ ان امور پر مخالفت کفار مکہ کی ضد اور ہٹ دھرمی تھی لیکن صحابہ کرام نے دلوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے سب کچھ برداشت کرلیا۔ پھر مسلمانوں نے حرمت کے مہینے، حالت احرام میں اور حدود حرم میں لڑائی کرنا گوارا نہ کیا۔ مسلمانوں نے اپنے نبی وقائد صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لب کشائی کرنا بھی شعائر اللہ کی بے ادبی خیال کیا۔ صحابہ کرام نے اس صبر آزما موقع پر بردباری وبرداشت کا تاریخی مظاہرہ جو کیا تھا، اس کا تذکرہ سورۃ الفتح کی آیت ۲۶ میں موجود ہے۔

حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کو قتال کی اجازت نہ ملنے کی وجوہات:

حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں (صحابہ کرام) کو دشمن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتال کی اجازت نہ دیئے جانے کی کئی وجوہات تھیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- صحابہ کرام قتال کے قصد سے نہیں آئے تھے بلکہ ان کا محض مقصد عمرہ کرنا تھا۔

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح جو اور امن پسند شخصیت کے مالک تھے، اس لیے آپ نے مسلمانوں کو قتال کی اجازت نہیں دی تھی۔

۳- یہ مہینہ (ذوالقعدہ) بھی حرمت کا تھا، صحابہ حالت احرام میں تھے اور مقام حدود حرم تھا۔

۴- مشرکین مکہ کی پشتوں میں ایسے لوگ موجود تھے، جو آئندہ مسلمان ہونے والے تھے۔ اگر قتال کو جائز وحلال قرار دیا جاتا تو گویا مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان قتل ہو جاتے۔

''كَلِمَةُ التَّقْوٰى'' کے مفہوم کے بارے میں اقوال:

''كَلِمَةُ التَّقْوٰى'' کے معنی ومفہوم کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- جمہور صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے مطابق كَلِمَةُ التَّقْوٰى سے مراد: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وظیفہ کرنا ہے۔

۲- بعض صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے مطابق اس سے مراد ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

۳- حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے مطابق اس سے مراد ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

۴- حضرت عطاء بن ابی رباح اور حضرت امام مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ کے مطابق اس سے مراد ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

۵-حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَلِمَةُ التَّقْوٰى سے مراد ہے: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْحُجُرَاتِ

باب 49: سورۃ الحجرات سے متعلق روایات

3189 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ جَمِيْلٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ

متنِ حدیث: اَنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ اسْتَعْمِلْهُ عَلٰى قَوْمِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَسْتَعْمِلْهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَتَكَلَّمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا اَرَدْتَ اِلَّا خِلَافِيْ فَقَالَ مَا اَرَدْتُ خِلَافَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ) قَالَ فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا تَكَلَّمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُسْمِعْ كَلَامَهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهُ قَالَ وَمَا ذَكَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَدَّهُ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ مُرْسَلٌ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، اقرع بن حابس نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سفارش کی اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ اسے اس کی قوم کا گورنر مقرر کر دیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اسے گورنر مقرر نہ کریں۔ ان دونوں حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں آپس میں بحث شروع کی، یہاں تک کہ ان کی آواز بلند ہو گئی' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارا مقصد صرف میری مخالفت کرنا ہے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا۔ راوی بیان کرتے ہیں: اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

"اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔"

راوی بیان کرتے ہیں، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کے سامنے کوئی بات کرتے تھے' تو ان کی بات سنائی نہیں دیتی تھی۔ جب تک اسے غور سے سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے جدامجد یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا (کہ ان کا طرزِ عمل کیا تھا؟)

3189- اخرجه البخاری (۴۵۷/۸): کتاب التفسیر: باب: (ان الذین ینادونك من وراء الحجرات اکثرهم لا یعقلون)، حدیث (۴۸۴۷)، والنسائی (۲۲۶/۸): کتاب الادب القضاة: باب: استعمال الشعراء، حدیث (۵۳۸۶)، و احمد (۶/۴/۴)۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے ''مرسل'' طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

سورہ حجرات مدنی ہے جو دو (۲) رکوع، اٹھارہ (۱۸) آیات، تین سو بیالیس (۳۴۲) کلمات اور ایک ہزار چار سو چھہتر (۱۴۷۶) حروف پر مشتمل ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝ (الحجرات:۲)

''اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ تم آپ کے ساتھ بلند آواز سے گفتگو کرو، ورنہ تمہارے اعمال تباہ ہو جائیں گے اور تمہیں اس کا علم بھی نہیں ہوگا''۔

اس آیت کا شان نزول حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کو ان کی قوم کا امیر تعینات فرما دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انہیں امیر نہ بنائیں، اس طرح دونوں کے مابین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آوازیں بلند ہوئیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! آپ بلاوجہ میری مخالفت کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ مناسب بات عرض کرتا ہوں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت اس طرح ہو گئی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے تو سمجھ میں نہیں آتی تھی یعنی پست آواز ہونے کی وجہ سے ان سے بات بار بار دریافت کی جاتی تھی۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ بنو تمیم کا ایک قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قعقاع بن معبد کو امیر تعینات کر دیں، اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انہیں امیر تعینات نہ کریں بلکہ اقرع بن حابس کو امیر مقرر کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فطری طور پر بلند آواز تھے، انہوں نے اپنی آواز پر ۔ پایا، وہ روتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں اس آیت کا مصداق میں نہ قرار پاؤں۔ علماء کرام کا کہنا ہے کہ آج بھی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت ان آداب کو پیش نظر رکھتے ہوئے درود و سلام عرض کیا جائے۔

بلند آواز سے بولنے کو دو مرتبہ منع کرنے کا الگ الگ مصداق:

اللہ تعالیٰ یا رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ فرمانا ہی مسلمانوں کے لیے کافی تھا، تو پھر دو دفعہ ممانعت فرمانے کی کیا وجہ ہے؟ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

۱- دوسری ممانعت پہلی ممانعت کی تاکید کے لیے ہے۔

۲- مقام رسالت یا نبی علیہ السلام کی قدر و منزلت کے پیش نظر دو بار ممانعت کی گئی ہے۔

۳- پہلی ممانعت کا مصداق یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے ہوں تو آپ کے سامنے ایسے گفتگو نہ کرو کہ تمہاری آواز آپ کی آواز سے بلند ہو جائے۔ دوسری ممانعت کا مصداق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوں پھر آپ کے حضور عام لوگوں سے گفتگو کی طرح بلند آواز سے گفتگو کرنے کی ممانعت ہے۔

اپنی عرض پیش کرنے اور کلمات حمد و نعت بلند آواز سے ادا کرنے کا جواز:

جمہور مفسرین کے مطابق بارگاہ رسالت میں اپنی عرض پیش کرنے اور حمد و نعت کے وقت آواز بلند ہونا، اس ممانعت میں داخل نہیں ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ حنین کے موقع پر کفار اور مسلمانوں کا بھرپور مقابلہ ہوا مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار ہو کر کفار کی طرف دوڑ رہے تھے۔ میں نے آپ کے خچر کی لگام تھامی اور اسے تیز دوڑنے سے روکا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! اصحاب سمرہ (کیکر کے درخت والے) کو آواز دیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز شخص تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے بلند آواز سے یوں پکارا: اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ میری یہ آواز سن کر وہ لوگ تیزی سے پلٹے جس طرح اچانک گائے اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اصحاب سمرہ یا لبیک یا لبیک کہتے ہوئے دوڑ کر حاضر خدمت ہوئے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۷۷۵)

حضرت عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی اسی طرح ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو اہل مدینہ خواتین و حضرات سب لوگ اپنے مکانوں پر چڑھ گئے جبکہ بچے بچیاں گلی بازاروں میں پھیل گئے اور وہ بلند آواز سے پکار رہے تھے: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یَا مُحَمَّدُ! یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۳۰۱۴)

اس طرح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ کی موجودگی میں منبر پر کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پیش کرتے اور آپ اس کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی موجودگی میں مؤذن اذان پڑھتا، جس میں آپ کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔

ان دلائل و شواہد سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بلند آواز سے پڑھنے کی ہرگز ممانعت نہیں ہے۔

3190 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ

عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ

متن حدیث: عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ فِیْ قَوْلِهٖ (اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ حَمْدِیْ زَیْنٌ وَّاِنَّ ذَمِّیْ شَیْنٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ اللّٰهُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

◄► حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ اللہ تعالی کے فرمان کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں:

''بے شک وہ لوگ جو تمہیں حجرے کے باہر سے بلاتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔''

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا: یارسول اللہ ﷺ! میری تعریف' خوبی اور میری مذمت' رسوائی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو اللہ کی شان ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

گھر کے باہر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے پکارنے کی ممانعت:

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحجرات: ۵-۴)

''بیشک وہ لوگ جو حجرات کے پیچھے سے آپ کو پکارتے ہیں، وہ بیوقوف ہیں۔ اور اگر وہ صبر سے کام لیتے حتیٰ کہ آپ ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔''

ان آیات کا شان نزول حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔ قبیلہ بنوتمیم کا وفد جو ستر افراد پر مشتمل تھا، عین دوپہر کے وقت مدینہ طیبہ میں پہنچا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر میں آرام فرما تھے۔ وفد کے سربراہ اقرع بن حابس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو با آواز بلند اور چلا چلا کر یوں پکارنا شروع کیا: اے محمد! باہر آئیں، اے محمد! باہر آئیں۔ یہ آواز سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، وہ آپ سے یوں مخاطب ہوا: یا محمد! ان حمدی زین وان ذمی شین یعنی اے محمد! میرا تعریف کرنا مزین کرتا ہے اور میرا مذمت کرنا عیب دار کرتا ہے۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ تعالی کی شان ہے۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

سوال: اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے' تو پھر قرآن کریم میں آپ کے آداب پر مشتمل آیات کا موجود ہونا

3190۔ تفردبه الترمذی انظر تحفة (۴۳/۲)، حدیث (۱۸۲۹) من اصحاب الکتب الستة، و اخرجه ابن جریر الطبری فی تفسیرہ (۳۸۱/۱۱)، برقم: (۳۱۶۷۶) عن البراء بن عازب.

چہ معنی دارد؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے جانے کے باوجود پہلی سے زیادہ قوی زندگی کے ساتھ حیات ہیں، اپنے امتیوں میں تصرف فرماتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں اپنے خدام کے پاس آتے ہیں اور جاتے ہیں۔

(۲) روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت آج بھی ان آداب کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۳) آپ کے نائبین (علماء و مشائخ) بھی ان آداب کے حقدار ہیں۔ لہٰذا ان سے گفتگو کرتے وقت اور ان کے ہاں بیٹھتے وقت ان آداب کو پیش نظر رکھنا ازبس ضروری ہے۔

3191 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْحٰقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ صَاحِبُ الْهَرَوِيِّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ جَبِيْرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَكُوْنُ لَهُ الْاِسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ فَيُدْعٰى بِبَعْضِهَا فَعَسٰى اَنْ يَكْرَهَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: اَبُوْ جَبِيْرَةَ هُوَ اَخُوْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ بْنِ خَلِيْفَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَّاَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ صَاحِبُ الْهَرَوِيِّ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ جَبِيْرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ نَحْوَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم میں سے بعض لوگوں کے دو نام ہوتے تھے، بعض کے تین نام ہوتے تھے، بعض اوقات ان میں سے کسی ایک نام کے ذریعے بلایا جاتا' تو وہ آدمی اس نام کو ناپسند کرتا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں، تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''ایک دوسرے کو (برے) القاب سے نہ بلاؤ۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوجبیر' حضرت ثابت بن ضحاک بن خلیفہ انصاری کے بھائی ہیں اور ابوزید نامی راوی سعید بن ربیع ہیں' جو ہروی کے شاگرد ہیں۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ثقہ ہیں۔

اس روایت کو ابوسلمہ نے بشر بن مفضل کے حوالے سے داؤد بن ابوہند کے حوالے سے' شعبی کے حوالے سے' ابوجبیرہ بن ضحاک سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

3191- اخرجه ابوداؤد (۷۰۹/۲): كتاب الادب: باب في الالقاب، حديث (۴۹۶۲)، و ابن ماجه (۱۲۳۱/۲): كتاب الادب: باب: الالقاب، حديث (۳۷۴۱)، و احمد (۲۶۰،۶۹/۴)، (۳۸۰/۵).

(امام ترمذی ﷫ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارنے کی ممانعت:

ارشاد خداوندی ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (الحجرات:۱۱)

''اے ایمان والو! مردوں کا ایک گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو۔ اسی طرح نہ عورتوں کا ایک گروہ دوسرے گروہ کا مذاق اڑائے ممکن ہے وہ گروہ ان سے بہتر ہو۔ تم ایک دوسرے پر طعنہ زنی نہ کرو اور ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارو۔ ایمان کے بعد فاسق کہلانا بہت برا نام ہے۔ اور جو لوگ توبہ نہ کریں پس وہی لوگ ظالم ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات میں انسانی حقوق و آداب کے بارے میں تفصیلاً گفتگو کی گئی ہے۔ آیت گیارہ (۱۱) میں تین امور سے منع کیا گیا ہے: (۱) کسی مسلمان سے استہزاء کرنا اور تمسخر کرنا۔ (۲) کسی پر لعن طعن کرنا۔ (۳) کسی کو برے القاب سے پکارنا۔

لقب دراصل نام کے علاوہ عرف ہوتا ہے جو کسی خوبی یا خامی کی وجہ سے پکارا جائے۔ برے لقب سے کسی کو پکارنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ ایسے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حضرت ابو جبیرۃ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ قرآنی آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ مدینہ منورہ میں تقریباً ہر شخص کے دو یا تین نام تھے، اس میں مسلمانوں کی تادیب کرتے ہوئے اور عار دلاتے ہوئے برے ناموں اور القاب سے پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس ممانعت کا مقصد لوگوں کو تحقیر و تذلیل سے نجات دلانا اور اچھے ناموں اور القاب سے پکارنے کا درس دینا ہے۔ علاوہ ازیں برے ناموں اور برے القاب سے پکارنے کے نتیجہ میں معاشرہ میں کئی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ تاہم اچھے ناموں اور اچھے القاب سے پکارنا مہذب اور تعلیم یافتہ معاشرے کی علامت ہے۔

فائدہ نافعہ:

مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی کو اصل نام یا اچھے لقب سے پکارا جائے۔ ایک عورت کا نام عاصیہ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اس کا نام تبدیل کر دیا۔ فرمایا: آج کے بعد آپ کا نام عاصیہ نہیں بلکہ جمیلہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اصل ناموں یا اچھے القاب و کنیت سے پکارتے تھے مثلاً ابوبکر، صدیق، عتیق، ابوتراب، ابوہریرہ، فاروق، اسد اللہ اور

سیف اللہ وغیرہم۔

برے القاب یا برے نام سے کسی کو پکارنا گناہ کبیرہ ہے، جس وجہ سے یہ حرام ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے، صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے والدین کو گالیاں دیتا ہے اور دوسرا پہلے کے والدین کو گالیاں دیتا ہے، اس طرح اس نے اپنے والدین کو گالی دی۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۶۲۸)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو اس کے گناہ پر شرمندہ کیا، وہ شخص اس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں ہوگا جب تک وہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۵۰۵)

3192 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ قَرَاَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ (وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ) قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَخِيَارُ اَئِمَّتِكُمْ لَوْ اَطَاعَهُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُوْا فَكَيْفَ بِكُمُ الْيَوْمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ سَاَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ فَقَالَ ثِقَةٌ

◆◆ ابونضرہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

''تم لوگ یہ بات جان لو تمہارے درمیان اللہ کا رسول ہے' اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات ماننے لگ جائے تو تم مشکل کا شکار ہو جاؤ گے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تمہارے نبی ہیں' جن کی طرف وحی کی گئی ہے

تمہارے بہترین پیشوا (یعنی صحابہ کرام) اگر وہ نبی علیہ السلام بہت سے معاملات میں' ان کی بات ماننے لگ جائیں تو وہ لوگ مشکل کا شکار ہو جائیں تو تمہارا عالم کیا ہوگا؟

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

علی بن مدینی نے یہ بات بیان کی ہے، میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے مستمر بن ریان نامی راوی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ ثقہ ہیں۔

3192۔ تفرد به الترمذي انظر تحفة (۳ / ۴۷)، حديث (۴۳۸۳)، من اصحاب الكتاب الستة، و ذكره السيوطي في (الدر المنثور) (۶/ ۹۳، ۹۱)، و عزاه لعبد بن حميد وللترمذي و صححه، و لابن مردويه عن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري۔

شرح

اپنی رائے پر قرآن وسنت کو ترجیح دینے کا درس:

ارشاد ربانی ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ○ (الحجرات:۶)

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شخص خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کر لیا کرو کہ کہیں ناواقفیت کی بناء پر لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ، پھر اپنے کیے پر تمہیں پریشانی اٹھانا پڑے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اس آیت کا شان نزول یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو عامل بنا کر قبیلہ بنو المصطلق کے پاس روانہ کیا تاکہ ان سے زکوٰۃ وصول کرے، قبیلہ کے لوگوں کو مقررہ تاریخ میں عامل کے آنے کا علم تھا، لہٰذا وہ اس کے استقبال کے لیے اپنی بستی سے باہر نکلے۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو بستی کے باہر کھڑے ہوئے دیکھا تو اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ شاید کسی پرانی دشمنی کے بدلے مجھے قتل کرنے کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے اجتماع کو دور سے دیکھ کر واپس آ گئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے یہ بات سنتے ہی حالات کا جائزہ لینے کے لیے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور خصوصی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: صورتحال کا جائزہ لینے اور تحقیق کے بعد کوئی اقدام کرنا ورنہ خاموشی اختیار کرنا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے نتیجہ میں حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا گمان غلط ثابت ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، جس میں مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی شخص خبر لائے اس کی تحقیق کیے بغیر کوئی اقدام ہرگز نہ کریں، کیونکہ اس سے بعد میں پریشانی بھی لاحق ہو سکتی ہے۔

فاسق کی شہادت کا شرعی حکم:

اس آیت کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ فاسق کی خبر وشہادت قابل قبول ہے، لیکن اسے عملی جامہ پہنانے یا کوئی اقدام کرنے سے قبل اس کی تحقیق از بس ضروری ہے۔ فاسق وہ شخص ہے جو اعلانیہ شریعت کے خلاف کسی فعل یا کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہو۔ اگر اس کی شہادت یا خبر قابل قبول نہ ہوتی تو تحقیق کا کیا مطلب ہے؟

آئمہ احناف کے نزدیک فاسق کی شہادت قابل قبول ہے اور اس کی خبر بھی قابل اعتماد ہے، خواہ اس کا نیک ہونا معلوم نہ ہو اور نہ ہی اس کے نیک ہونے کی تحقیق کرنا واجب ہے۔ تحقیق کے لیے ثبوت فسق ضروری ہے۔ جس شخص کا فسق و نیک ہونا مشکوک ہو، اس کے بارے میں نہ تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ اسے مردود الشہادت قرار دیا جائے گا۔ فاسق کی دو اقسام ہیں:

۱- فاسق غیر متاوّل: یہ وہ شخص ہے، جو بغیر تاویل کے کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو۔
۲- فاسق متاوّل: وہ شخص ہے جو کسی تاویل سے کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو۔
بعض اصولی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فاسق کو مردود الشہادت قرار دیتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض اس کی شہادت کو قابل قبول قرار دیتے ہیں۔

3193 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللّٰهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ وَالنَّاسُ بَنُوْ آدَمَ وَخَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ قَالَ اللّٰهُ (يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يُضَعَّفُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَّغَيْرُهُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کا فخر اور اپنے آباء واجداد کی وجہ سے تکبر کرنے کو ختم کر دیا ہے۔ اب لوگ دو طرح کے ہیں' ایک وہ جو نیک پرہیزگار ہوں، اللہ کی بارگاہ میں معزز ہوں اور وہ جو گناہگار، بدبخت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے حیثیت ہوں۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مذکر اور ایک مؤنث سے پیدا کیا ہے' اور تمہارے مختلف خاندان اور قبائل بنائے ہیں' تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے' جو زیادہ پرہیزگار ہو بے شک اللہ تعالیٰ علم رکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔ ہم اس کو صرف عبداللہ بن دینار کے حوالے سے' ابن عمر سے نقل کردہ صرف اسی سند کے حوالے سے' جانتے ہیں۔

عبداللہ بن جعفر کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن معین اور دیگر محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

یہ عبداللہ بن جعفر' علی بن مدینی کے والد ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں، اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

3194 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوَى

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَمُرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حسب (مال کے حوالے سے ہے) اور عزت (تقویٰ کے حوالے سے ہے)۔

یہ حدیث حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ''حسن صحیح غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے سلام بن ابومطیع نے نقل کیا ہے۔

شرح

نسب وخاندان پر اترانا ممنوع ہونا:

ارشادِ خداوندی ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَـٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (الحجرات: ۱۳)

''اے لوگو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف اقوام اور قبائل میں تقسیم کیا تا کہ تم پہچانے جاؤ۔ بیشک تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ خوب جاننے والا خوب باخبر ہے۔''

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہیں۔ اس آیت اور روایات میں آدابِ معاشرت، حقوقِ معاشرت اور مساواتِ معاشرت کا درس دیا گیا ہے۔ اس بات کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ کسی شخص کو اپنے نسب اور خاندانی شرافت پر اترانے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ کسی کو حقیر، معمولی اور کم درجہ خیال کرنا تکبر کی علامت ہے جبکہ تکبر اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے۔ علاوہ ازیں کسی بھی معاملہ میں اترانا عداوت، فساد اور نفرت کا سبب بنتا ہے۔

اسلام کی نظر میں سب مسلمان برابر ہیں، کلمہ گو ہونے کے باعث سب مسلمان مساواتِ اسلامی کے سبب یکساں ہیں خواہ مرد ہو یا عورت، اس کا رنگ سفید ہو یا سیاہ، خواہ کسی بھی خاندان سے متعلق اور خواہ ان کی زبان وملک بھی مختلف ہوں۔ اسلام

3194- اخرجه ابن ماجه (۱٤١٠/٢) كتاب الزهد: باب الورع و التقوى، حديث (٤٢١٩)، و احمد (١٠/٥).

رشتہ کی بناء پر سب کلمہ گو بھائی بھائی ہیں۔البتہ تقویٰ کی بناء پر کسی کو فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

اسلام میں ذات پات کے تصور کی نفی احادیث کی روشنی میں:

اسلام میں ذات پات کے امتیاز کی نفی کی گئی ہے، کیونکہ اس کا طرۂ امتیاز قانون مساوات ہے، جو سب کے حقوق کا جامع ہے۔اس سلسلہ میں چند ایک روایات حسب ذیل ہیں:

۱-حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خبردار! تم میں سے کسی گورے کو کالے پر برتری حاصل نہیں ہے۔البتہ تقویٰ کی وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

۲-حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایام تشریق کے وسط میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سننے والے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے، تم غور سے سنو! کسی عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل ہے، نہ کسی گورے کو سیاہ فام پر اور نہ کسی سیاہ فام کو گورے پر برتری حاصل ہے۔ برتری فقط تقویٰ کی بناء پر ہے۔کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ! آپ نے پیغام خداوندی پہنچا دیا ہے۔(مسند احمد، ج:۵، ص:۴۱۱)

۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم سے دور جاہلیت کی عیب جوئی اور آباؤ اجداد پر فخر ختم کر دیا ہے۔تم سب لوگ اولاد آدم ہو۔آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے، مؤمن صاحب تقویٰ اور فاجر و درشت خو بھی۔لوگ اپنے خاندانی افراد پر فخر سے باز آ جائیں، ایسے لوگ جہنم کا ایندھن ہیں۔ورنہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں حشرات الارض سے بھی زیادہ حقیر ہیں۔(شعب الایمان، ج:۴، ص:۲۸۶)

۴-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرماتے ہوئے یوں کہا:

اے لوگو! تمہارا خالق ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو عربی پر برتری حاصل ہے، کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر برتری حاصل ہے مگر تقویٰ کی بناء پر۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے زیادہ محترم وہ شخص ہے جو متقی ہے۔ خبردار! کیا میں نے تمہیں پیغام خداوندی پہنچا دیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: پھر حاضرین، غیر حاضر لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دیں۔(شعب الایمان، ج:۴، ص:۲۸۹)

۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بروز قیامت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے جو تمہیں حکم دیا تھا وہ وعدہ تم نے ضائع کر دیا، تم لوگوں نے اپنے اپنے نسب کو بلند کیا، آج میں نسب بلند کروں گا۔متقی لوگ کہاں ہیں؟ متقی لوگ کہاں ہیں؟ اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔

۶-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا: اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کی عیب جوئی اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے کو تم سے ختم کر دیا ہے۔لوگ دو قسم کے ہیں: (۱) مؤمن و صاحب تقویٰ، (۲) فاجر و درشت خو۔سب لوگ اولاد آدم ہیں اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

۷- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار علامات ہیں، جنہیں وہ ترک نہیں کر سکتی: (۱) نسب پر فخر کرنا (۲) نسب پر طعن کرنا (۳) ستاروں سے بارش طلب کرنا (۴) میت پر نوحہ کرنا۔ (ایضاً ص ۳۹)

ان روایات سے متعدد امور ثابت ہوئے:

۱- سب کلمہ گو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۲- سب لوگ اولاد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، لہٰذا سب برابر ہیں۔

۳- اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر والدین کے مٹی سے پیدا کیا۔

۴- اللہ تعالیٰ کے ہاں سب لوگ برابر ہیں لیکن تقویٰ کی بناء پر برتری حاصل ہو سکتی ہے۔

۵- رنگ اور نسب کی وجہ سے کسی کو برتری حاصل نہیں ہے۔

۶- اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ ق

باب 50: سورۃ ''ق'' سے متعلق روایات

3195 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ (هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ) حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جہنم مسلسل یہی کہتی رہے گی: کیا اور لوگ ہیں؟، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دے گا، تو وہ یہ کہے گی: بس! بس! تیری عزت کی قسم (اتنا ہی کافی ہے) پھر اس کا ایک حصہ دوسرے کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔ اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

3195- اخرجه البخاری (۸/۴۶۰) کتاب الایمان و النذور، باب: الحلف بعزة الله و صفاته، و کلماته، حدیث (۶۶۶۱) و مسلم (۲۱۸۷/۴): کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها، حدیث (۲۸۴۸/۳۷)، و احمد (۱۳۴/۳، ۱۴۱، ۲۲۹، ۲۳۴)، و عبد الله بن احمد (۲۷۹/۳)، و عبد بن حمید ص (۳۵۶) حدیث (۱۱۸۰).

شرح

سورۂ ق مکی ہے جو تین (۳) رکوع، پینتالیس (۴۵) آیات، تین سو پچانوے (۳۹۵) کلمات اور ایک ہزار چار سو نوے (۱۴۹۰) حروف پر مشتمل ہے۔

جہنم کی بے پناہ وسعت و گہرائی:

ارشاد ربانی ہے:

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ (ق:۳۰)

''جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے: کیا تو پر ہوگئی ہے؟ وہ جواب دے گی: کیا کچھ مزید لوگ ہیں؟''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اسلامی عقائد میں سے جنت و جہنم بھی ہیں، جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ یہ دونوں وجود میں آ چکے ہیں، جنت تمام آسمانوں کے اوپر ہے اور جہنم تمام زمینوں کے نیچے ہے۔ دونوں کی وسعت کو اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ تاہم دونوں کی وسعت اس آیت اور حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

لطیفہ:

یورپ کی ایک یونیورسٹی میں ہفت روزہ مجلس مذاکرہ منعقد ہوا کرتا تھا، جس میں کثیر تعداد میں پروفیسر حضرات شامل ہوا کرتے تھے اور یہ مذاکرہ اتوار کے روز منعقد ہوتا تھا، تاکہ تعطیل ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد میں اہلِ علم وفن اس میں حصہ لے سکیں۔ مجلس مذاکرہ کے شرکاء (پروفیسر حضرات) میں سے ایک مسلمان تھا باقی یہودی اور عیسائی لوگ تھے۔ یہ سب کے سب عربی دان یعنی عربی کے پروفیسر تھے۔ ایک دن دوران مذاکرہ یہ بات سامنے آئی کہ قرآن کا چیلنج ہے کہ لوگ اس کی مثل ایک آیت بھی بنا کر لانے سے قاصر ہیں، یہ کیا بات ہوئی؟ ہم عربی دان ہیں، عربی کے پروفیسر ہونے کی وجہ سے اس میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور عربی زبان میں کتب و مقالات تصنیف کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم قرآن کی مثل ایک آیت بھی نہ بنا سکیں؟ مسلمان پروفیسر صاحب نے مشاورت کے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے کہا: آپ لوگ بھی اپنی اپنی آسمانی کتاب کے مطابق جنت اور جہنم کی وسعت پر ایمان و یقین رکھتے ہیں، آپ لوگ آئندہ مجلس تک جنت و دوزخ کی وسعت کے بارے میں نہایت مختصر اور جامع فقرات بنا کر لائیں تو پھر ہم معلوم کر لیں گے کہ ہم ایک آیت کے مقابلہ میں کوئی آیت بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ ہفتہ بھر پروفیسر حضرات فقرات بناتے رہے پھر انہوں نے آئندہ مجلس مذاکرہ میں وہ فقرات پیش کر دیے: (۱) ان جهنم لوسيعة جدًا، (۲) ان جهنم لفسيحة جدًا وغیرہما۔

مسلمان پروفیسر نے ان فقرات کے مقابل زیر بحث آیت پیش کی اور اعلان کیا: آپ لوگ کسی کو ثالث مقرر کر کے کلام کی جامعیت اور قابل مقابلہ ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کروا سکتے ہیں۔ حقائق کا مطالعہ کرنے کے بعد سب نے اس بات کا اقرار کیا کہ

قرآن کی مثل آیت بنانا ناممکن ومحال ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الذَّارِيَاتِ

باب 51: سورۃ الذاریات سے متعلق روایات

3196 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَلَّامٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِي النَّجُوْدِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ رَبِيْعَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ عِنْدَهٗ وَافِدَ عَادٍ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَافِدُ عَادٍ قَالَ فَقُلْتُ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ اِنَّ عَادًا لَمَّا اُقْحِطَتْ بَعَثَتْ قَيْلًا فَنَزَلَ عَلٰى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَقَاهُ الْخَمْرَ وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَتَانِ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيْدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّي لَمْ اٰتِكَ لِمَرِيْضٍ فَاُدَاوِيَهٗ وَلَا لِاَسِيْرٍ فَاُفَادِيَهٗ فَاسْقِ عَبْدَكَ مَا كُنْتَ مُسْقِيَهٗ وَاسْقِ مَعَهٗ بَكْرَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَشْكُرُ لَهُ الْخَمْرَ الَّتِي سَقَاهُ فَرُفِعَ لَهٗ سَحَابَاتٌ فَقِيْلَ لَهُ اخْتَرْ اِحْدَاهُنَّ فَاخْتَارَ السَّوْدَاءَ مِنْهُنَّ فَقِيْلَ لَهٗ خُذْهَا رَمَادًا رِمْدِدًا لَا تَذَرُ مِنْ عَادٍ اَحَدًا وَذُكِرَ اَنَّهٗ لَمْ يُرْسَلْ عَلَيْهِمْ مِنَ الرِّيْحِ اِلَّا قَدْرُ هٰذِهِ الْحَلْقَةِ يَعْنِي حَلْقَةَ الْخَاتَمِ ثُمَّ قَرَاَ (اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ) الْاٰيَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سَلَّامٍ اَبِي الْمُنْذِرِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِي النَّجُوْدِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ يَزِيْدَ

حدیثِ دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّحْوِيُّ اَبُو الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ اَبِي النَّجُوْدِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيْدَ الْبَكْرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا هُوَ غَاصٌّ بِالنَّاسِ وَاِذَا رَايَاتٌ سُوْدٌ تَخْفُقُ وَاِذَا بِلَالٌ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ قَالُوْا يُرِيْدُ اَنْ يَبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ نَحْوًا مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِمَعْنَاهُ قَالَ وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَسَّانَ اَيْضًا

◆◆ ابووائل ربیعہ قبیلے کے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں، وہ صاحب بیان کرتے ہیں، میں مدینہ منورہ آکر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ ﷺ کے سامنے عاد قبیلے کے ایک قاصد کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہا: میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں عاد قبیلے کے قاصد کی مانند ہو جاؤں تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: عاد قبیلے کے قاصد کا کیا معاملہ ہے؟ تو میں نے کہا: آپ ﷺ نے ایسے شخص سے پوچھا ہے جو اس بات سے واقف ہے عاد قبیلے میں جب

3196- اخرجه ابن ماجه (۹۴۱/۲): كتاب الجهاد: باب: الرايات و الالوية، حديث (۲۸۱۶)، و احمد (۴۸۱/۳)، و احمد (۴۸۲/۳) من طريق عاصم بن ابي النجود عن الحارث بن حسان به.

قی پڑ گیا' تو انہوں نے ''عیل'' نامی آدمی کو بھیجا، اس نے بکر بن معاویہ کے ہاں پڑاؤ کیا' تو بکر نے اسے شراب پلائی اور دو کنیزوں کا گانا سنایا۔ پھر وہ وہاں سے نکلا اور ''مہرہ'' کے پہاڑوں کی طرف چل دیا۔ اس نے یہ کہا: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اس لیے حاضر نہیں ہوا کہ کسی بیمار کی دوا دارو کروں یا قیدی کا فدیہ ادا کروں تو اپنے بندوں کو جو چاہے پلا اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی پلا۔ ان مناجات کے ذریعے اس نے بکر بن معاویہ کا شراب پلانے کا شکریہ ادا کیا۔

تو اس کے سامنے کئی بدلیاں آئیں۔ اس سے کہا گیا: تم اس میں سے کسی ایک کو اختیار کرلو! تو اس نے ان میں سے (زیادہ) سیاہ والی بدلی کو اختیار کیا۔ اس سے کہا گیا: اب تم جلی ہوئی راکھ لے لو' جو عاد قبیلے کے کسی فرد کو نہیں چھوڑے گی۔

انہوں نے یہ بھی ذکر کیا' ان لوگوں پر اتنی ہوا چھوڑی گئی تھی' جو اس حلقے کے برابر تھی۔ ان کی مراد انگوٹھی کا حلقہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''جب ہم نے ان پر تیز چلنے والی ہوا کو بھیجا جس نے کسی بھی چیز کو نہیں چھوڑا وہ جس چیز پر سے گزرتی تھی اسے بوسیدہ (ہڈیوں کی طرح) تباہ و برباد کردیتی تھی۔''

یہی روایت کئی راویوں نے سلام ابوالمنذر کے حوالے سے' عاصم کے حوالے سے' ابووائل کے حوالے سے' حارث بن حدثان سے نقل کی ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام حارث بن یزید ہے۔

حارث بن یزید بصری بیان کرتے ہیں، میں مدینہ منورہ آیا، میں مسجد میں داخل ہوا' تو وہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہاں سیاہ جھنڈے لہرا رہے تھے' اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ گردن میں تلوار لٹکائے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے دریافت کیا: ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ عمرو بن العاص کو کسی خاص سمت میں روانہ کرنا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث نقل کی ہے' جو سفیان بن عیینہ کی نقل کردہ روایت کے مطابق ہے۔

ایک قول کے مطابق یہاں راوی کا نام حارث بن حسان ہے۔

شرح

سورہ ذاریات مکی ہے جو تین (۳) رکوع، ساٹھ (۶۰) آیات، تین سو ساٹھ (۳۶۰) کلمات اور ایک ہزار دو سو ستاسی (۱۲۸۷) حروف پر مشتمل ہے۔

قوم عاد پر انگوٹھی کے حلقہ کے برابر ہوا چھوڑے جانا:

ارشاد ربانی ہے:

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۝

(الذاریات: ۴۲-۴۱)

''اور عاد کے واقعہ میں بھی سامان عبرت ہے، اور یاد کرو جب اللہ نے ان پر سخت ہوا بھیجی، اس کا جس چیز پر بھی گزر ہوتا تھا اسے چورے کی مثل بنا دیتی تھی۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم مکمل طور پر نافرمانی اور معصیات پر اتر آئی تھی، اس نے کفر کے سوا سب امور یعنی عقائد، عبادات اور معاملات وغیرہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا مؤاخذہ کیا گیا، تین سال تک ان پر بارش نہ ہوئی تو تنگ آ کر انہوں نے ستر افراد پر مشتمل ایک وفد مکہ مکرمہ روانہ کیا تاکہ وہ وہاں نزول بارش کے لیے دعا کرے۔ اس زمانہ میں کعبہ کی عمارت موجود نہیں تھی لیکن اس کے آثار موجود تھے، کیونکہ طوفان نوح کے نتیجہ میں یہ عمارت شہید ہو گئی تھی۔ طوفان نوح کے بعد یہ پہلی قوم ہے جس پر عذاب نازل کیا گیا اور وہ اس کے سبب ہلاکت کا شکار ہوئی۔

قوم عاد کا وفد ایک مہینہ تک مکہ میں ٹھہرا رہا، مشہور رئیس معاویہ بن بکر کا مہمان رہا، انواع و اقسام کے کھانوں کے علاوہ شراب نوشی کے مزے لوٹتا رہا، کنیزوں سے اشعار عشقیہ سنتا رہا اور عیاشی کرتا رہا۔ ان کے قیام میں طوالت کے سبب میزبان تنگ آ گئے تو انہوں نے حصول نجات کے لیے اشعار نظم کر کے لونڈیوں کو دے دیئے جن کے ذریعے ان کی بدحالی کو بیان کیا گیا اور ارکان وفد کو اپنے فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جب لونڈیوں نے تازہ ترین صورتحال کے بارے میں مزے لے کر اشعار سنائے تو وفد ہوش میں آیا، وہ حرم شریف میں گیا اور نزول باراں کی دعا کی۔ اس وفد کا امیر قیل بن عنز تھا۔ انہوں نے جونہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین قسم کے بادل بھیجے گئے تھے: (۱) سفید، (۲) سرخ، (۳) سیاہ۔ آسمان سے یہ آواز سنائی گئی کہ ان تینوں بادلوں میں سے ایک کا انتخاب کر لیں، انہوں نے سیاہ بادل کا انتخاب کیا جو عذاب کا تھا۔ پھر سخت آندھی کی شکل میں ان پر عذاب آیا جو آٹھ دن اور سات رات تک باقی رہا۔ اس عذاب نے ان کو اور ان کی بستیوں کو تباہ کر دیا تھا۔ اس واقعہ کا ذکر ان آیات اور حدیث باب میں کیا گیا ہے۔

اس آیت میں لفظ ''الرمیم'' استعمال کیا گیا ہے، جس سے مراد ہے: وہ خشک گھاس جو چور چور ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: جو چیز بوسیدہ ہو کر ختم ہو جائے اس کو ''الرمیم'' کہا جاتا ہے۔ ابوالعالیہ کے مطابق وہ پتھر جو رگڑنے کے بعد ریزہ ریزہ ہو جائے، اسے ''الرمیم'' کہا جاتا ہے۔ وہ ہڈی جو بوسیدہ ہو کر ختم ہو جائے، اسے ''رمیم'' کہا جاتا ہے۔ الغرض! عذاب خداوندی جو تند و تیز آندھی کی شکل میں قوم عاد پر نازل ہوا، اس نے قوم عاد کے اجسام کو ختم کر کے ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الطُّوْرِ

باب 52: سورۃ طور سے متعلق روایات

3197 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: قَالَ اِدْبَارُ النُّجُوْمِ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَاِدْبَارُ السُّجُوْدِ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّرِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ اَيُّهُمَا اَوْثَقُ قَالَ مَا اَقْرَبَهُمَا وَمُحَمَّدٌ عِنْدِىْ اَرْجَحُ قَالَ وَسَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هٰذَا فَقَالَ مَا اَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِيْنُ بْنُ كُرَيْبٍ اَرْجَحُهُمَا عِنْدِىْ قَالَ وَالْقَوْلُ عِنْدِىْ مَا قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَّرِشْدِيْنُ اَرْجَحُ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاَقْدَمُ وَقَدْ اَدْرَكَ رِشْدِيْنُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّرَآهُ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، (سورۃ طور میں استعمال ہونے والے الفاظ)

''ستاروں کے بعد'' سے مراد (فجر کی) دو سنتیں ہیں سجود کے رخصت ہونے سے مراد مغرب کے بعد والی سنتیں ہیں۔

یہ ''حدیث غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو ''مرفوع'' ہونے کو صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں' جسے محمد بن فضیل نے رشدین بن کریب سے نقل کیا ہے۔

میں نے امام بخاری سے محمد اور رشدین بن کریب کے بارے میں دریافت کیا: ان دونوں میں سے کون زیادہ مستند ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: دونوں ایک ہی مرتبے کے ہیں تاہم میں محمد (بن فضیل) کو ترجیح دیتا ہوں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں) اس کے بعد میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن (یعنی امام دارمی) سے یہی سوال کیا: تو انہوں نے بھی یہی فرمایا: دونوں ایک ہی مرتبے کے ہیں تاہم میرے نزدیک رشدین بن کریب زیادہ قابل ترجیح ہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: میرے نزدیک امام ابومحمد (دارمی) کی رائے درست ہے' اور محمد (بن فضیل) کے مقابلے میں رشدین نامی راوی مقدم ہیں۔ رشدین نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا زمانہ پایا ہے' اور ان کی زیارت کی ہے۔

شرح

سورہ طور مکی ہے جو دو (۲) رکوع، انچاس (۴۹) آیات، آٹھ سو بارہ (۸۱۲) کلمات اور پندرہ سو (۱۵۰۰) حروف پر مشتمل ہے۔

ادبار النجوم اور ادبار السجود کا مفہوم:

ارشاد خداوندی ہے:

۱- وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ○ (الطور:۴۹)

3197۔ تفردبه الترمذي التحفة (۲۰۲/۵)، حديث (۶۳۴۸) من اصحاب الكتب الستة، وذكره السيوطي في الدر المنثور (۱۵۲/۶) و عزاه لابن جرير و ابن ابي حاتم عن ابن عباس۔

۲-وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ٥ (ق:۴۰)

۱-''اور رات کے کچھ حصہ میں اللہ کی پاکی بیان کریں اور ستاروں کے پیٹھ پھیرتے وقت بھی۔''

۲-''اور رات کے کچھ حصہ میں اللہ کی پاکی بیان کریں اور نماز کے بعد بھی۔''

ان آیات کی تفسیر و مفہوم حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ان دونوں آیات میں استعمال ہونے والے لفظ ''اَدْبَارَ'' کا مصداق و مفہوم الگ الگ ہے۔ پہلی آیت میں لفظ ''اَدْبَارَ'' سے مراد نماز فجر کے بعد کی دو سنت ہیں۔ دوسری آیت میں لفظ ''اَدْبَارَ'' سے مراد ہے: نماز مغرب کے بعد کی دو سنتیں۔ حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد ہے: فرض نمازیں۔ مطلب یہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد وہ تسبیحات پڑھی جائیں گی جو روایات ماثورہ میں بیان ہوئی ہیں۔ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ سے مراد نماز فجر کی دو سنت اور ان کے بعد پڑھی جانے والی تسبیحات ہیں۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ وَالنَّجْمِ

باب 53: سورۃ النجم سے متعلق روایات

3198 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى قَالَ انْتَهٰى اِلَيْهَا مَا يَعْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْ فَوْقٍ قَالَ فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لَمْ يُعْطِهِنَّ نَبِيًّا كَانَ قَبْلَهُ فُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَّاُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِاُمَّتِهِ الْمُقْحِمَاتُ مَا لَمْ يُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ (اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى) قَالَ السِّدْرَةُ فِى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ سُفْيَانُ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَشَارَ سُفْيَانُ بِيَدِهٖ فَاَرْعَدَهَا وَقَالَ غَيْرُ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ اِلَيْهَا يَنْتَهِىْ عِلْمُ الْخَلْقِ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِمَا فَوْقَ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب نبی اکرم ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے (راوی بیان کرتے ہیں:) اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں زمین کی جانب سے چڑھنے والی چیزیں اس مقام تک ہی پہنچتی ہیں اور اس مقام سے زمین کی جانب چیزیں منتقل کی جاتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی اور کو نہیں دی گئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں، سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ ﷺ کی امت کے (افراد کے) تمام کبیرہ گناہ معاف کر دیئے گئے اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی شخص کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

3198- اخرجه مسلم (۱/۵۳۷، ۵۳۸ الابی): كتاب الايمان: باب: من سدرة المنتهى، حديث (۲۷۹/۱۷۳)، والنسائی (۱/۲۲۳) كتاب الصلاة: باب فرض الصلاة، حديث (۴۵۱)، واحمد (۱/۳۸۷، ۴۲۲) عن مرة عن عبد الله به.

''جب سدرۃ کو اس چیز نے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپا۔''

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے، سدرۃ چھٹے آسمان میں ہے۔

صفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے، اس کو ڈھانپنے والی چیز سونے کے پروانے تھے' پھر انہوں نے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا: وہ اس طرح اُڑ رہے تھے۔

مالک بن مغول نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے، وہاں تک جا کر مخلوق کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے اوپر کیا ہے؟ مخلوق کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ نجم مکی ہے جو تین (۳) رکوع، باسٹھ (۶۲) آیات، تین سو (۳۰۰) کلمات اور چودہ سو (۱۴۰۰) حروف پر مشتمل ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ سے متعلق چند امور:

سورۃ النجم میں سدرۃ المنتہیٰ سے متعلق مضمون بیان ہوا ہے، اس سے متعلق چند اہم امور کی وضاحت حسب ذیل کی جاتی ہے:

۱- سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ: لفظ ''سدرہ'' سے مراد ہے: بیری کا درخت۔ لفظ المنتہیٰ کا معنی ہے: سرحد، باڈر۔ ساتویں آسمان کے اوپر ایک مقام ہے جو سدرۃ المنتہیٰ (باڈر کی بیری) کہلاتا ہے۔

حدیث باب میں اس کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی گئی ہے: (۱) جو چیز زمین سے اوپر کو جاتی ہے یا اوپر سے زمین کی طرف آتی ہے، وہ ایک مقام پر رک جاتی ہے۔ اس مقام کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ (۲) مخلوق کا علم اس بیری کے پاس جا کر رک جاتا ہے اور اوپر نہیں جاتا۔ اس لیے اسے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں۔

۲- سدرۃ المنتہیٰ کا مقام: سدرۃ المنتہیٰ کے مقام کے بارے میں متعدد اقوال ہیں: (i) حدیث باب کے مطابق سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر واقع ہے۔ (ii) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور جمہور کے مطابق یہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے، اسی وجہ سے اس کے لیے لفظ ''منتہیٰ'' استعمال کیا گیا ہے۔

۳- سدرہ پر موجود اشیاء: سوال یہ ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر کون سی اشیاء چھائی ہوئی ہیں؟ اس بارے میں قرآن یوں انکشاف کرتا ہے: اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ۝ یعنی جب اس سدرہ کو لپیٹ رہی تھیں وہ اشیاء جو لپیٹ رہی تھیں۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق سدرہ پر سونے کے پتنگے چھائے ہوئے ہیں، پھر انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا اور اسے حرکت دی کہ اس پر پتنگے چھائے ہوئے ہیں۔

۴- سدرہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین اشیاء دی گئیں:

(i) وہاں آپ کو پانچ نمازوں کا تحفہ دیا گیا۔
(ii) وہاں آپ کو سورۃ البقرہ کی آخری آیات یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے تا آخر عنایت کی گئیں۔
(iii) وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری سنائی گئی کہ جلدی یا بدیر آپ کی امت کے کبائر بھی معاف کردیئے جائیں گے بشرطیکہ وہ شرک سے بچتی رہے۔

3199 اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَاَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى) فَقَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُوْدٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِيْلَ وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ شیبانی بیان کرتے ہیں، میں نے زر بن حبیش سے اس بارے میں دریافت کیا:
''تو وہ کمان کے دو کناروں کی طرح، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔''
تو انہوں نے فرمایا، مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا جن کے 600 پر تھے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

3200 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ

متن حدیث: لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَاَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتّٰى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسٰى فَكَلَّمَ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَاْتُ (لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى) فَقَالَتْ اَيْنَ يُذْهَبُ بِكَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهُ اَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اُمِرَ بِهِ اَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ) فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهُ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَمْ يَرَهُ فِي صُوْرَتِهِ اِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً فِي جِيَادٍ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ

اسناد دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى دَاوُدُ ابْنُ اَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

وَحَدِيْثُ دَاوُدَ اَقْصَرُ مِنْ حَدِيْثِ مُجَالِدٍ

◆◆ امام شعبی بیان کرتے ہیں، میدان عرفات میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ملاقات کعب احبار سے ہوئی تو

3199۔ اخرجه البخاري (۴۷۶/۸): كتاب التفسير: باب: فكان قاب قوسين او ادنى، حديث (۴۸۵۶)، و مسلم (۵۳۸/۱، ۵۳۹ الابي) كتاب الايمان: باب: من ذكر سدرة المنتهى، حديث (۱۷۴/۲۸۰)، و احمد (۳۹۸/۱، ۴۱۲/۱، ۴۶۰).

انہوں نے ان سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا: اور پھر بلند آواز میں تکبیر کہی، یہاں تک کہ ان کی آواز پہاڑوں میں گونجنے لگی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بنو ہاشم ہیں' تو حضرت کعب احبار نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو دیدار عطا کیا، اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دومرتبہ کلام کیا اور حضرت محمد ﷺ نے اس کا دومرتبہ دیدار کیا۔

مسروق بیان کرتے ہیں، بعد میں' میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' اور میں نے دریافت کیا: کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: تم نے بہت بڑی بات کہی ہے' جس کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: ذرا ٹھہریں جلدی نہ کریں۔ پھر میں نے یہ آیت تلاوت کی:

''تو اس نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔''

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہے؟ اس سے مراد (حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنا ہے)۔ تمہیں کس نے کہا ہے؟ حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے' یا حضرت محمد ﷺ نے (لوگوں سے) کوئی ایسی چیز چھپائی جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں تبلیغ کرنے کا حکم دیا تھا' یا یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ان پانچ چیزوں کا علم بھی تھا۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے' وہی بارش نازل کرتا ہے۔''

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا): وہ شخص بہت بڑا بہتان لگائے گا' جو ان باتوں کا قائل ہوگا البتہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا (جس کا ذکر اس آیت میں ہے) نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں صرف دومرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب' ایک مرتبہ ''جیاد'' کے مقام پر جب ان کے 600 پر تھے' اور انہوں نے افق کو بھر دیا تھا۔

داؤد بن ابوہند نے شعبی کے حوالے سے' مسروق کے حوالے سے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

داؤد نامی راوی کی روایت مجالد نامی راوی کی روایت کے مقابلے میں مختصر ہے۔

3201 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الْبَصْرِيُّ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ قُلْتُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ (لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ) قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِىْ هُوَ نُوْرُهٗ وَقَالَ اُرِيَهٗ مَرَّتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

3201۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۱۲۳/۵)، حدیث (۶۰۴۰)، من اصحاب الکتب الستة، و اخرجه الطبری فی تفسیره (۵۱۴/۱۱)، برقم (۳۲۴۸۸).

عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے۔ میں نے کہا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے:

''بصارت اس کا ادراک نہیں کر سکتی لیکن وہ بصارت کا ادراک کر سکتا ہے۔''

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو! یہ اس وقت ہے' جب وہ اپنے نور کے ساتھ تجلی کرے جو اس کا نور ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) میرا خیال ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا: حضرت محمد ﷺ نے دو مرتبہ اپنے پروردگار کا دیدار کیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

3202 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ

متنِ حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللّٰهِ (وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى) (فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى) (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''اور جب اس نے اسے دوسری مرتبہ اترتے دیکھا تھا سدرۃ المنتہیٰ کے قریب۔''

''اور اس نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو بھی اس نے وحی کرنی تھی۔''

''اور وہ کمان کے دو کناروں کی طرح ہو گئے، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

3203 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِي رِزْمَةَ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ اِسْرَآئِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى) قَالَ رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

عکرمہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

3202۔ تفردبه الترمذی انظر تحفة (۲۷۵/۵)، حدیث (۶۵۶۳)، من اصحاب الکتب الستة، و اخرجه الطبری فی تفسیره (۵۱٤/۱۱) برقم (۳۲٤۸۹).

3203۔ تفردبه الترمذی انظر تحفة (۱٤۱/۵)، حدیث (۶۱۲۱)، من اصحاب الکتب الستة، واخرجه ابن جریر الطبری فی تفسیره (۵۱۰/۶)، برقم: (۳۲٤۵۹) عن ابن عباس.

"ان کے دل نے اس چیز کو جھٹلایا نہیں' جو انہوں نے دیکھا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار اپنے دل کی آنکھوں کے ذریعے کیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

3204 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَّيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ لَوْ اَدْرَكْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُهُ فَقَالَ عَمَّا كُنْتَ تَسْاَلُهُ قُلْتُ اَسْاَلُهُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَ قَدْ سَاَلْتُهُ فَقَالَ نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر میں نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پاتا تو میں آپ ﷺ سے ایک سوال کرتا۔ انہوں نے دریافت کیا: تم کیا سوال کرتے؟ تو میں نے کہا: میں آپ ﷺ سے سوال کرتا کہ کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا تھا' تو آپ ﷺ نے جواب دیا تھا:

"وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

3205 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى وَابْنُ اَبِيْ رِزْمَةَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ

متنِ حدیث: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى) قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِّنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَاَ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عبدالرحمن بن یزید حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

(ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"اس نے جو دیکھا اس کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ایک ریشمی جوڑے میں دیکھا، انہوں نے آسمان اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیا ہوا تھا۔

3204۔ اخرجہ مسلم (۱/۱٦۱ ـ ابی): کتاب الایمان: باب: فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ، نور انی اراہ و من قولہ: رایت نوراً، حدیث (۲۹۱، ۲۹۲/۱۷۸)، و احمد (۵/۱٤۷، ۱۷۰، ۱۷۵، ۱۵۷).

3205۔ اخرجہ احمد (۱/۳۹٤، ٤۱۸) عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ بن مسعود فذکرہ.

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں رؤیت باری تعالیٰ کا اعزاز حاصل ہونا:

کیا شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا اعزاز حاصل ہوا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بیداری میں کرائی گئی اور آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے رؤیت باری تعالیٰ کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ اس سلسلہ میں کثیر دلائل ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝: لفظ "دَنَا" کا معنیٰ ہے: وہ قریب ہوا۔ لفظ "تَدَلّٰی" کا معنیٰ ہے: وہ زیادہ قریب ہوا۔ سوال یہ ہے کہ یہ دونوں فعل ماضی واحد مذکر غائب کے صیغے ہیں، تو ان کی ضمیر "هُوَ" سے مراد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس ضمیر سے مراد ایک ہی ذات ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا پھر وہ مزید قریب ہوا۔ اس قرب کا اندازہ لگانا اور کیفیت معلوم کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ تاہم اس قرب سے رؤیت باری تعالیٰ ثابت ہو جاتا ہے۔

امام زجاج کے مطابق لفظ "دَنَا" کا معنیٰ ہے: وہ قریب ہوا۔ لفظ "تَدَلّٰی" کا معنیٰ ہے: وہ زیادہ قریب ہوا۔ جمہور کے مطابق "تَدَلّٰی" کا معنیٰ ہے: کسی چیز کے قریب نازل ہونا۔

"دَنَا" اور "تَدَلّٰی" کی ضمیروں کی مراد کے تعین میں علماء کا اختلاف ہے۔ پہلی ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری ضمیر سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے قریب ہوئے۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شب معراج اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا۔ حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین سے افق اعلیٰ پر متمکن ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب کے مفہوم اور محمل میں علماء کا اختلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد زمان ومکان اور جگہ کا قرب ہرگز مراد نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ تاہم اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ومقام اور شان وعظمت ہے۔ یہی تاویل حسب ذیل حدیث کی بھی کی جاتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا پروردگار ہر شب کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے۔ اس کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اس کو وہ چیز عطاء کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے استغفار کرے میں اس کی بخشش کروں؟ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۱۴۵)

سوال: نازل ہونا اور قریب ہونا وغیرہ الفاظ جسم ہونے کا تقاضا کرتے ہیں، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا

جسم موجود ہو حالانکہ وہ اس سے پاک ہے؟

جواب: ایسے الفاظ تو قرآن کریم اور حدیث میں بھی استعمال ہوئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

(i) وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ○ (الفجر:۲۲) اور آپ کا رب آئے گا اور فرشتے جماعت در جماعت آ جائیں گے۔

(ii) فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ (النحل:۲۶)

''پس اللہ ان عمارتوں کی بنیادوں پر آیا۔''

(iii) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ تنہائی میں مجھے یاد کرے تو میں بھی تنہائی میں اسے یاد کرتا ہوں، اگر وہ جماعت (مجلس) میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں، جب وہ ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک گز اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ (مسند احمد، ج:۲، ص:۴۱۳)

۲- فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○: پس وہ دو کمانوں کی مقدار یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔ اس آیت میں لفظ ''قَابَ'' مقدار یا اندازہ کے معنیٰ میں ہے۔ لفظ ''قَوْسَيْنِ'' قَوْسٌ کی تثنیہ ہے، اس کا معنیٰ ہے: کمان۔ اس مقام پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون کس کے قریب ہوا؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں:

۱- حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے۔

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے۔

۳- حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے۔

فائدہ نافعہ:

''قَابَ قَوْسَيْنِ'' کے الفاظ سے یہ مضمون نمایاں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ واحد ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند ایک دلائل درج ذیل ہیں:

(i) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (النساء:۸۰) جو رسول کی اطاعت کرتا ہے، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(ii) وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج: جب آپ نے کنکریاں پھینکیں، آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

(iii) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط (الفتح:۱۰)

بیشک وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں، بیشک وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

(iv) وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (التوبہ:۶۲)

اور اللہ اور اس کے رسول زیادہ حقدار ہیں کہ لوگ انہیں راضی رکھیں۔

(v) لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (الحجرات:۱)
تم اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔
۳- فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ○: پھر اللہ نے اپنے معزز بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی تھی۔
اس ارشاد خداوندی کے مفہوم میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں:
(i) شب معراج اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا واسطہ وحی کی۔
(ii) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی کی جو ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی تھی۔
(iii) اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف وحی کی جو وحی کی تھی۔
۴- رؤیت باری کے بارے میں کثیر اقوال ہیں:
(i) آپ کے قلب نے اس کی تکذیب نہ کی جو آپ کی آنکھوں نے دیکھا۔
(ii) دل سے مراد خود دل ہے، کیونکہ وہ تمام عقائد وافکار کا محل ہے۔
(iii) صاحب دل، دل والا اور جسم کو دل سے اس لیے تعبیر کیا، کیونکہ دل جسم کا قطب ہے۔
آنکھوں نے جو کچھ دیکھا اس بارے میں پانچ اقوال ہیں:
(i) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔
(ii) حضرت امام سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ نے خواب میں اپنے رب کو دیکھا۔
(iii) محمد بن کعب نے فرمایا: ہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں! میں نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دو بار دیکھا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ○ (النجم:۱۱)
(iv) حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے جلال کو دیکھا۔ حضرت ابوالعالیہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میں نے دریا کو دیکھا، میں نے دریا کے پار حجاب کو دیکھا اور میں نے حجاب کے پار نور کو دیکھا، میں نے اس کے سوا نہیں دیکھا۔
(v) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین کو ان کی اصل صورت میں دیکھا۔
یاد رہے کہ شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار بیداری میں اپنے پروردگار کو دیکھا۔ کم از کم دس بار زیارت باری تعالیٰ کا آپ نے شرف حاصل کیا۔

3208 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو

بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ

متن حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَأَيُّ عَبْدٍ لَّكَ لَا أَلَمَّا

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحٰقَ

◆◆ عطاء حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے):

''وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور بے حیائی سے بھی' البتہ صغیرہ گناہوں (کا معاملہ مختلف ہے)''۔

راوی بیان کرتے ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے اللہ! اگر تو نے مغفرت کرنی ہے' تو سب گناہوں کی مغفرت کردے تیرا کون سا بندہ ایسا ہے' جو گناہ نہیں کرتا۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو صرف زکریا بن اسحاق کی نقل کردہ روایت کے حوالے سے' جانتے ہیں۔

شرح

ہر انسان کا گناہگار ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۭ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ أُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا أَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝

(النجم: ۳۲)

''جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، بیشک آپ کا پروردگار بہت بخشش فرمانے والا ہے۔ وہ تمہارے بارے میں زیادہ جانتا ہے' جب سے اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے، پس تم اپنے پرہیزگار ہونے کا دعویٰ مت کرو، وہ زیادہ جانتا ہے کہ صاحب تقویٰ کون ہے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ نیکوکار لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی سے محفوظ رہتے ہیں مگر صغیرہ گناہوں کا ارتکاب اس سے مستثنیٰ ہے جو کبھی کبھار ہوتے رہتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور نیکیوں کے باعث معاف فرما دیتا ہے، کیونکہ ایسی معصیات سے انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ کوئی محفوظ نہیں ہے۔

3208- تفرد به الترمذي انظر تحفة (۹۷/۵)، حديث (۵۹٤۹)، من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه ابن جرير في تفسيره (۵۲۷/۱۱)، برقم (۳۲۵٦٦) عن ابن عباس.

اس آیت میں "اللَّمَمَ" استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کبھی کبھار کوئی کام کرنا یعنی انسان سے کبھی کبھار صغیرہ گناہ کا صدور اس کی عظمت کے منافی نہیں ہے، کیونکہ ایسا ہونا ممکن ہے بلکہ انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیہ بن الصلت کا شعر پڑھ کر اس حقیقت کو یوں واضح کیا:

ان تغفر اَللّٰھُمَّ تغفر جمّا وای عبد لك لا الما

اے اللہ! اگر تو بخشش کرے تو تمام گناہ معاف کر دے، کیونکہ چھوٹے گناہ ہر بندے سے صادر ہو جاتے ہیں۔

"اللَّمَمَ" کا مفہوم احادیث کی روشنی میں

انسان کی عظمت و شان اور کمال و فضیلت اسی میں ہے کہ کبائر کی طرح صغائر کے ارتکاب سے بھی اپنے دامن کو محفوظ رکھے، کیونکہ گناہوں کے ارتکاب کی طرح ان کے اسباب سے احتراز بھی ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۳۲)

"اور تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، کیونکہ یہ عمل برا ہے اور بہت برا راستہ ہے۔"

اس سلسلہ میں چند ایک احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مدینہ کے آخری حصہ میں، میں ایک عورت سے بغلگیر ہوا، میں نے زنا کاری کے سوا اس کے ساتھ سب کچھ کیا اور اب میں حاضر خدمت ہوں جو پسند کریں فیصلہ کریں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے عیب پر پردہ رکھا تھا تو کاش! تم بھی اپنے عیب پر پردہ رکھتے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو مثبت یا منفی میں کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ اپنے گھر روانہ ہو گیا۔ آپ نے اسے طلب کیا پھر اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ (ھود:۱۱۴)

"اور تم دن کی دونوں طرفوں اور رات کے قریب نماز ادا کرو۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔"

کسی صحابی نے دریافت کیا: یارسول اللہ! یہ حکم خاص ہے یا سب کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ حکم سب کے لیے ہے۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:۴۴۶۸)

۲۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان نماز کا وقت پائے پھر وہ اچھی طرح وضو کرے اور اس نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرے تو وہ نماز اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ یہ مغفرت ہر زمانہ میں ہوتی رہے گی۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۴۸۶)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: یہ بات بتاؤ کہ تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے نہر جاری ہو اور وہ ایک دن میں اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کے جسم پر میل باقی نہیں رہے گی۔ آپ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال بھی اسی طرح ہے اور

ان کی وجہ سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۲۸)

۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک، ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک اور ایک حج (یا عمرہ) سے لے کر دوسرے حج تک درمیان میں انسان سے جو چھوٹے چھوٹے گناہ صادر ہو جاتے ہیں ان کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

"اَللَّمَمَ" کا مفہوم آثار صحابہ اور اقوال تابعین کی روشنی میں

آیت میں لفظ "اَللَّمَمَ" استعمال ہوا ہے، اس کا مفہوم مختلف اقوال میں بیان ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں چند اقوال حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "اَللَّمَمَ" سے مراد ہے: انسان کسی معصیت کا ارتکاب کرے پھر اس کا ارتکاب نہ کرے۔

۲- حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَللَّمَمَ سے مراد ہے کہ کوئی شخص زنا کا ارتکاب کرے پھر توبہ کرے دوبارہ وہ زنا نہ کرے یا کوئی شخص چوری کرے یا شراب نوشی کرے پھر وہ توبہ کرے تو دوبارہ ان امور کا ارتکاب نہ کرے۔

۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَللَّمَمَ سے مراد ہے: شرک کے علاوہ ہر قسم کا گناہ کرنا۔

۴- امام کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اَللَّمَمَ کی دو اقسام ہیں: (i) وہ گناہ ہے جس کی حد نہ بیان کی گئی ہو اور نہ آخرت میں عذاب کا ذکر ہو۔ (ii) وہ کبیرہ گناہ ہے جس کا انسان بار بار ارتکاب کرتا ہے پھر توبہ بھی کرتا رہتا ہے۔

۵- عطاء بن ابی رباح نے کہا: "اَللَّمَمَ" وہ گناہ ہے، جس کا ارتکاب انسان کبھی کبھار کرتا ہے۔

۶- حضرت سعید بن مسیب نے کہا: اَللَّمَمَ سے مراد ہے: وہ گناہ ہے جس کا انسان کے دل میں خیال نہ آئے لیکن درست نہیں، کیونکہ ایسے گناہ کے بارے میں انسان سے پوچھا نہیں جائے گا۔

صغائر و کبائر کی تعریفات اور اس بارے میں احادیث مبارکہ:

آئمہ تفسیر و حدیث نے "اَللَّمَمَ" کی مختلف تعریفیں کی ہیں:

۱- حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(i) ایسا گناہ ہے جس کا انسان قصد نہ کرے، نہ اسے مؤکد کرے اور نہ اس کا ارادہ کرے۔

(ii) ایسا گناہ ہے جس کے ارتکاب کے بعد انسان کو ندامت لاحق ہو۔

(iii) صغیرہ ایسا گناہ ہے جو کسی بے حیائی کے فعل پر مشتمل نہ ہو۔

امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں کی تعریفیں یوں کی ہیں:

(i) وہ گناہ ہے جسے حلال جاننے سے لزوم کفر ہو۔

(ii) ایسا گناہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر عذاب کی وعید سنائی ہو۔

(iii) ہر گناہ کبیرہ ہے، کیونکہ اللہ کی نعمتیں کثیر ہیں اور اس سے کسی نہ کسی نعمت کی مخالفت لازم آئے گی۔

اس سلسلہ میں چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبائر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ (۲) کسی شخص کو ناحق قتل کر دینا۔ (۳) والدین کی نافرمانی کرنا۔ پھر فرمایا: جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی دینا، سب سے بڑا گناہ ہے۔

۲- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ اشیاء تم پر حرام کر دی ہیں: (۱) ماں کی نافرمانی کرنا، (۲) حق چیز سے روکنا اور ناحق چیز طلب کرنا، (۳) بچیوں کو زندہ درگور کرنا۔ فرمایا: یہ امور مکروہ ہیں: (i) فضول گفتگو کرنا (ii) سوالات کی بوچھاڑ کرنا (iii) مال ضائع کرنا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۹۷۵)

انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کے بارے میں احادیث مبارکہ:

انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کا مضمون جس طرح قرآن میں بیان کیا گیا ہے، اسی طرح احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

اس بارے میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

۱- حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جو فرشتہ متعین کیا گیا ہے، وہ نطفہ کو اپنی ہتھیلی میں لے کر کہتا ہے: اے اللہ! اس کی تخلیق ہوگی یا نہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو کہ اس کی تخلیق کی جائے گی تو پھر وہ یوں کہتا ہے: اے پروردگار! اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کا نشان کیسا ہے؟ اس کی موت کب واقع ہوگی؟ حکم ہوتا ہے: تو لوح محفوظ میں دیکھ لے، وہ لوح محفوظ پر اپنی نظر ڈالتا ہے تو اس کا رزق، اس کا نشان، اس کی بات اور اس کا عمل لکھا ہوا دستیاب ہو جاتا ہے۔ وہ فرشتہ اس کے مدفن سے مٹی لیتا ہے اور اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے۔ یہ سب مضمون اس ارشاد ربانی کا مصداق ہے:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ○ (طٰہٰ: ۵۵)

''ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، ہم تمہیں اس میں لوٹا دیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔''

۲- حضرت امام ابن المنذر، حضرت عطاء خراسانی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: انسان کے مدفن کی مٹی کو فرشتہ نطفہ پر چھڑکتا ہے۔ یہ اس ارشاد خداوندی کا مصداق ہے: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ یعنی ہم تمہیں اس سے نکالیں گے۔

۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مولود پر اس کے مدفن کی مٹی چھڑکی جاتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:۲، ص:۲۸۰)

۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مولود کی ناف میں وہ مٹی موجود ہوتی ہے جس سے اس کی تخلیق کی جاتی ہے۔ ارذل عمر میں اسے اس مٹی کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا۔ میں، ابوبکر اور عمر ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں جبکہ دفن بھی اسی میں کیے جائیں گے۔ (کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۲۶۷۳)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ انسان کا اصل نطفہ اور مٹی ہے، اگر یہ اپنے اصل کو یاد رکھے تو کبھی بھول کر بھی اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے بغاوت نہ کرے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْقَمَرِ

باب 54: سورۂ قمر سے متعلق روایات

3207 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَانْشَقَّ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ فِلْقَةٌ مِّنْ وَّرَاءِ الْجَبَلِ وَفِلْقَةٌ دُوْنَهٗ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا يَعْنِیْ (اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ)

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہم لوگ منیٰ میں موجود تھے، چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے کی طرف ہو گیا اور ایک ٹکڑا اس کے آگے کی طرف ہو گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: "تم گواہ ہو جاؤ"

(راوی بیان کرتے ہیں) اسی حدیث کا ذکر (اس آیت میں ہے)

"قیامت قریب آ گئی ہے' اور چاند دو ٹکڑے ہو چکا ہے۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3208 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلَ اَهْلُ مَكَّةَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَنَزَلَتْ (اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ) اِلٰى قَوْلِهٖ (سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ) يَقُوْلُ ذَاهِبٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اہل مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے کسی معجزے کا مطالبہ کیا' تو مکہ میں دو مرتبہ چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

3207۔ اخرجه البخاری (۷۳۰/۶): کتاب المناقب: باب: سوال المشرکین ان یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ فاراھم انشقاق القمر، حدیث (۳۶۳۶)، طرفۃ من (۳۸۶۹، ۳۸۷۱، ۴۸۶۴، ۴۸۶۵)، ومسلم (۲۱۵۸/۴): کتاب صفات المنافقین و احکامھم: باب انشقاق القمر، حدیث (۲۸۰۰/۴۴)، و احمد (۳۷۷/۱، ۴۴۷، ۴۵۶) من طریق ابی معمر عن عبد اللہ بہ۔

3208۔ اخرجه البخاری (۷۳۰/۶): کتاب المناقب: باب: سوال المشرکین ان یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ فاراھم انشقاق القمر، حدیث (۳۶۳۷)، و اطرافہ من (۳۸۶۸، ۴۸۶۷، ۴۸۶۸)، ومسلم (۲۱۵۹/۴): کتاب صفات المنافقین و احکامھم: باب انشقاق القمر، حدیث (۲۸۰۲/۴۶)، و احمد (۱۶۵/۳، ۲۰۷، ۲۲۰، ۲۷۵) و عبد اللہ بن احمد فی الزوائد (۲۷۸/۳)، و عبد بن حمید ص (۳۵۶) حدیث (۱۱۸۴) کلھم عن قتادۃ عن انس بہ۔

''قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو چکا ہے۔''

یہ آیت یہاں تک ہے:''جاری رہنے والا جادو''

راوی بیان کرتے ہیں: آیت میں استعمال ہونے والے لفظ''مستمر'' سے مراد جانے والا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث''حسن صحیح'' ہے۔

3209 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا:''تم گواہ ہو جاؤ۔''

(امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث''حسن صحیح'' ہے۔

3210 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔''

(امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث''حسن صحیح'' ہے۔

3211 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَارَ فِرْقَتَيْنِ عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ وَعَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ فَقَالُوْا سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَمَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ

3211- اخرجه احمد (۸۱/۴) عن محمد بن جبير بن مطعم عن ابيه به.

كُلِّهِمْ

اسنادِ دیگر: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ نَحْوَهُ

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں چاند شق ہو گیا، یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے، ایک پہاڑ کے اِس طرف تھا اور دوسرا پہاڑ کے اُس طرف تھا' تو لوگوں نے کہا، حضرت محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے' تو ان میں سے کسی نے یہ کہا: اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے' تو یہ سارے لوگوں پر جادو کرنے کی طاقت تو نہیں رکھتے۔

بعض راویوں نے اس کو حصین کے حوالے سے' جبیر بن محمد کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' ان کے دادا حضرت جبیر بن مطعم کے حوالے سے' اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

سورہ قمر مکی ہے جو تین (۳) رکوع، پچپن (۵۵) آیات، تین سو بیالیس (۳۴۲) کلمات اور ایک ہزار چار سو تین (۱۴۰۳) حروف پر مشتمل ہے۔

معجزہ شق القمر کا تذکرہ

ارشاد ربانی ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَ كَذَّبُوْا وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ (القمر: ۳-۱)

"قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اگر (کفار) کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو پیٹھ پھیر لیتے ہیں اور وہ یہ بات کہتے ہیں: یہ تو وہی جادو ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ انہوں نے تکذیب کی، اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور ہر کام اپنے وقت مقررہ پر ہے۔"

ان آیات کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ رؤساء مکہ ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور نضر بن حارث وغیرہ جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر آپ واقعی نبی برحق ہیں تو کوئی آسمانی معجزہ دکھائیں، آپ نے فرمایا: آسمانی معجزہ کیا دیکھنا چاہتے ہو؟ جواب دیا: چاند پر تصرف کر کے دکھائیں؟ آپ نے آسمان پر تیرنے والے چاند کی طرف انگلی کا اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو کر پہاڑ پر گر پڑا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر تکذیب کرتے ہوئے اسے جادو کا کرشمہ قرار دیا۔

علامہ ابن حجر نے اپنے استاذ عراقی کے حوالے سے اس معجزہ پر اجماع نقل کرتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں فرمایا:

(۱) فصار فرقتين فرقة علت ۔۔۔ وفرقة للطود منه نزلت

(۲) وذاك مرتهن بالاجماع والنص والتواتر والسماع

جب اس معجزہ پر اجماع امت ہے تو اس کا انکار کفر ہے، کیونکہ یہ نص اور تواتر کا انکار ہے جو کفر ہے۔

علاوہ ازیں معجزہ شق القمر احادیث مبارکہ اور کتب سیر میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے مثلاً مدارج النبوت، شواہد النبوت، حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین، سیرت رسول عربی اور غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کتب میں۔

قرب قیامت کے بارے میں احادیث مبارکہ:

ان آیات کے آغاز میں قیامت کے قریب ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ وقوع وقیام قیامت حق ہے اور اس کا انکار کفر ہے، کیونکہ اس بارے میں نصوص موجود ہیں۔ یہ مسئلہ احادیث مبارکہ میں بھی بیان کیا گیا ہے، اس سلسلہ میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سابقہ امتوں کے مقابلہ میں تمہاری مدت اتنی ہے جتنی نماز عصر سے لے کر نماز مغرب تک۔ (المعجم الصغیر، رقم الحدیث: ۵۳)

اس روایت کا مطلب یہ ہے امت محمدی کی عمریں کم ہوں گی، اسی بنیاد پر اس کے اعمال بھی کم ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بے حساب اجر سے نوازے گا۔

۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا: مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی مثل قریب قریب بھیجا گیا ہے، آپ نے یہ بات انگشت شہادت اور انگشت وسطی دونوں کو ملا کر ارشاد فرمائی۔

(مسند احمد، ج:۵، ص:۳۴۸)

مشرکین کا چاند کے ٹکڑے دیکھ کر تکذیب کرنا:

معتبر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ مشرکین مکہ کے مطالبہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے، اپنے سر کی آنکھوں سے ٹکڑے دیکھنے کے باوجود کفار نے اس کا انکار کر دیا تھا اور اس معجزہ کو سابقہ جادو کا تسلسل قرار دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عہد رسالت میں چاند دو ٹکڑے ہوا تھا اور قریش نے اس بارے میں کہا: یہ کبشہ کے بیٹے کا جادو معلوم ہوتا ہے، تم مسافروں سے اس بارے میں دریافت کرو؟ انہوں نے مسافروں سے سوال کیا تو انہوں نے جواب میں کہا: ہاں! ہم نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ (مسند طیالسی، رقم الحدیث: ۲۹۶)

3212 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ وَّاَبُو بَكْرٍ بُنْدَارٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ اِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ جَآءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ يُخَاصِمُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ (يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، قریش کے مشرکین تقدیر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بحث کرنے کے لیے آئے' تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''جس دن انہیں آگ میں ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا' اور یہ کہا جائے گا جہنم کا ذائقہ چکھ لو! بے شک ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے مطابق پیدا کیا ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

تقدیر کا ذکر قرآن میں موجود ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ٥ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ ٥ (القمر: ۴۸،۴۹)

''جس دن انہیں جہنم میں اوندھے منہ گھسیٹا جائے گا (یہ بات کہی جائے گی:) تم جہنم کا عذاب چکھو۔ بیشک ہم نے ہر چیز اندازے کے مطابق بنائی ہے۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ دیگر اسلامی عقائد کی طرح تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے، اس کا انکار نص کا انکار ہے جو کفر ہے۔ اس بارے میں احادیث حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مشرکین تقدیر کے بارے میں بحث کرتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: تم دوزخ کا عذاب چکھو۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔

۲- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز تقدیر سے ہے حتیٰ کہ عاجز اور قادر ہونا بھی تقدیر سے ہے۔

مسئلہ تقدیر احادیث کی روشنی میں:

تقدیر کے حوالے سے کثیر احادیث مبارکہ ہیں' جن میں سے چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ نیکی اور بدی ہمارے اختیار میں ہے، انہیں میری شفاعت سے کوئی حصہ نہیں ملے گا، نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔

(الکامل لابن عدی، ج:۳،ص:۳۸۸)

۲- حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے دو فرقے ایسے ہیں' جن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے: (۱) مرجئہ، (۲) قدریہ

۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے مجوس وہ لوگ ہیں

جو تقدیر باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں، اگر وہ علالت کا شکار ہو جائیں تو تم ان کی عیادت نہ کرو، اگر وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شمولیت نہ کرو اور ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۹۲)

۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جس چیز پر عبداللہ بن عمر قسم کھاتا ہے وہ یہ ہے: اگر ان لوگوں کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہیں لاتے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸)

تقدیر کے بارے میں اقوال علماء اہل سنت:

تقدیر کی شرعی حیثیت اور اس کی اصلیت و کیفیت کے بارے میں علماء اہل سنت کے کثیر اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبیؒ نے کہا:

''اشیاء کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ کو ان کی مقدار اور احوال کا علم تھا، بعد ازاں اپنے علم ازلی کے مطابق اشیاء کو تیار کیا۔ اس طرح عالم سفلی اور عالم علوی میں ہر چیز اس کے علم، قدرت اور قصد سے ہوتی ہے۔ اس میں مخلوق کو کوئی دخل نہیں ہے، مخلوق کو محض کسب حاصل ہوتا ہے۔ مخلوق جب کسب کرتی ہے اور کوئی کام انجام دیتی ہے وہ اسے صرف اللہ کی توفیق و قدرت اور اس کے الہام سے ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے، جس طرح کہ قرآن و سنت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ منکرین تقدیر کا یہ تصور باطل ہے کہ اعمال کی ہم تخلیق کرتے ہیں اور ہماری اجل اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔''

۲- حضرت علامہ قاضی بیضاویؒ نے کہا:

''ہم نے ہر شئی کو تقدیر اور حکمت کے تقاضا کے مطابق مرکب کیا ہے یا ہر چیز کو اس کے وقوع سے قبل لوح محفوظ میں تحریر کر دیا اور مقدر کر دیا تھا۔''

۳- حضرت علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمود القونویؒ نے کہا:

''اس کائنات میں مخلوق معین اندازہ پر مبنی ہے جو اس کی حکمت بالغہ کے تقاضا پر موقوف ہے۔ یہ سب کچھ فقط اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے، کیونکہ علم کلام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنی تخلیق میں حکمت کی رعایت کی ہے مگر حکمت کی رعایت اس پر واجب ہرگز نہیں ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ مصلحت و حکمت ہمیں معلوم ہو، اس لیے کہ کفار و مشرکین کو پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے اور بدکار لوگوں کو دوزخ میں پھینکنے میں کیا مصلحت ہے؟ کفار اور جہنم کو پیدا کرنے میں یقیناً کوئی حکمت ہے خواہ اس کا ہمیں علم نہیں ہے۔''

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ

باب 55: سورۃ الرحمٰن سے متعلق روایات

3213 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ اَبُوْ مُسْلِمٍ السَّعْدِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَرَاَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهَا فَسَكَتُوْا فَقَالَ لَقَدْ قَرَاْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِّنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا اَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ) قَالُوْا لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ

توضیحِ راوی: قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ كَاَنَّ زُهَيْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِیْ وَقَعَ بِالشَّامِ لَيْسَ هُوَ الَّذِیْ يُرْوٰی عَنْهُ بِالْعِرَاقِ كَاَنَّهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ قَلَبُوْا اسْمَهٗ يَعْنِیْ لِمَا يَرْوُوْنَ عَنْهُ مِنَ الْمَنَاكِيْرِ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِیَّ يَقُوْلُ اَهْلُ الشَّامِ يَرْوُوْنَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَنَاكِيْرَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ يَرْوُوْنَ عَنْهُ اَحَادِيْثَ مُقَارِبَةً

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۃ الرحمٰن شروع سے لے کر آخر تک تلاوت کی' تو وہ لوگ خاموش رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں نے جنات سے ملاقات کے دوران اسے جنوں کے سامنے تلاوت کیا تھا' تو انہوں نے تمہارے مقابلے میں بہتر ردعمل دیا تھا۔ میں جب بھی ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کرتا تھا:

''تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔''

تو وہ جنات یہ کہتے: اے ہمارے پروردگار! تیری نعمتوں میں سے کوئی ایسی چیز نہیں' جس کو ہم جھٹلا سکیں' ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہی مخصوص ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو صرف ولید بن مسلم کی زہیر بن محمد سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں، شام کے رہنے والے زہیر بن محمد وہ شخص نہیں ہیں' جن کے حوالے سے عراق میں روایات نقل

3213- تفردبه الترمذی انظر التحفة (۳۵۹/۲)، حدیث (۳۰۱۷)، من اصحاب الكتاب الستة، و اخرجه الحاكم فی المستدرك (۴۷۳/۲) وقال: صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاه، ووافقه الذهبی. وذكره السیوطی فی الدر المنثور (۱۸۹/۶۲)، و عزاه للترمذی و ابن المنذر و ابی الشیخ فی العظمة و للحاكم وصححه و لابن مردویه و للبیهقی فی (الدلائل) عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه.

کی جاتی ہیں، بلکہ یہ کوئی دوسرے صاحب ہیں۔ ان کا نام تبدیل کر دیا جاتا ہے کیونکہ ان کے حوالے سے منکر روایات منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اہل شام نے ان کے حوالے سے ایسی روایات نقل کی ہیں جو منکر ہونے کے قریب ہوتی ہیں۔ اہل عراق نے ان سے ایسی روایات نقل کی ہیں جو (درست) ہونے کے قریب ہوتی ہیں۔

شرح

سورہ رحمٰن مکی ہے جو تین (۳) رکوع، اٹھہتر (۷۸) آیات، تین سو اکاون (۳۵۱) کلمات اور ایک ہزار چھ سو چھبیس (۱۶۲۶) حروف پر مشتمل ہے۔

انسانوں کو آیات مبارکہ کے جواب کی ترغیب دینا:

ارشاد خداوندی ہے:

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ (الرحمٰن:۱۳)

اے انس وجن! تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ یہ آیت سورۃ الرحمٰن میں بار بار دہرائی گئی ہے بلکہ اکتیس بار لائی گئی ہے۔ اس آیت میں جو سوال کیا گیا ہے، اس کا جواب یہ ہے:

لا بشیء من نعمك ربنا! نكذب، فلك الحمد! اے ہمارے پروردگار! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، پس ہم تو تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔

ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے سورۃ الرحمٰن تلاوت کی تو وہ خاموشی سے سماعت کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے لیلۃ الجن میں جنات کے سامنے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کی تو وہ جواب کے لحاظ سے تم سے اچھے تھے، میں نے ان کے سامنے جب بھی یہ آیت تلاوت کی تو انہوں نے فوراً یوں جواب دیا:

نہیں! ہمارے پروردگار! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے، ہم تیری نعمتوں کا شکر بجالاتے ہیں!

سوال: بعض قرآنی آیات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ان کا فوراً جواب دیا جائے لیکن مسلمان سن کر جواب دینے کی بجائے سکوت اختیار کرتا ہے۔ کیا یہ خاموشی بارگاہ الٰہی کے آداب کی وجہ سے ہے یا اس کا کوئی اور سبب ہے؟

جواب: بعض قرآنی آیات طلب جواب کا نا کرتی ہیں بالخصوص سورۃ الرحمٰن کی آیت: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ اس آیت کا جواب وہ دیا جائے جو جنات نے دیا تھا۔ فرض نماز میں اس آیت کا جواب دل میں دیا جائے، نفلی نماز میں زبان سے بھی دیا جا سکتا ہے اور خارج نماز بلند آواز سے جواب دیا جائے۔

''فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ'' کے مخاطبین:

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

اے جن وانس! تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

اس سورت سے قبل کسی آیت میں جنات کا تذکرہ نہیں ہے، اس سورت کے بعد کئی آیات میں ان کا تذکرہ موجود ہے بالخصوص اس آیت کا اعادہ کر کے ان کا بار بار تذکرہ کیا گیا ہے۔ انسانوں کے ساتھ جنات کا تذکرہ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ بھی انسانوں کی طرح مکلف ہوتے ہیں، ان میں مسلمان اور کافر ہوتے ہیں، نیک و بد ہوتے ہیں، صالحین اور بدمعاش ہوتے ہیں، فرمانبردار اور نافرمان ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرگزار اور بے شکرے ہوتے ہیں۔ علی هذا القیاس ان پر نماز، زکوۃ، روزہ اور حج فرض ہوتا ہے۔

آلاء کا مفہوم، آلاء اور النعماء کا امتیاز:

لفظ "آلاء" اَلْیٌ، اِلْیٌ کی جمع ہے اور اس کا معنیٰ ہے: نعمت۔ حدیث میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تفكروا في آلاء الله ولا تفكروا في الله (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۶۳۱۵)

"تم اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو اور اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔"

وہ چیز جس کے ساتھ بغیر عوض اور بغیر غرض کے کسی کو فائدہ پہنچانے کا ارادہ کیا جائے، اسے نعمت کہا جاتا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک آلاء اور نعماء میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک دونوں کے مابین تساوی کی نسبت ہے۔ تاہم بعض علماء دونوں میں فرق کرتے ہیں کہ آلاء عام نعمتوں کو اور نعماء خاص نعمتوں کو کہا جاتا ہے۔ اس طرح ان کے نزدیک ان دونوں الفاظ کے مابین تساوی کی نسبت نہیں ہے بلکہ عام خاص مطلق کی نسبت ہے۔ بعض علماء کے مطابق آلاء سے مراد ظاہری نعمت ہے اور نعماء سے باطنی نعمت مراد ہے مثلاً عقل اور معرفت۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (لقمان: ۲۰)

"اور اس (اللہ) نے تمہیں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کیں۔"

ظاہری اور باطنی نعمتوں میں فرق:

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، جن کا شمار کرنا ناممکن و محال ہے۔ وہ نعمتیں ظاہری ہیں اور باطنی بھی۔ دونوں نعمتوں کے درمیان فرق سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱- ظاہری اور باطنی نعمتوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کی ظاہری نعمت اسلام ہے جبکہ باطنی نعمت وہ ہے جو اعمال بد کا نتیجہ ہو مثلاً بداعمالیوں پر پردہ۔

۲- ظاہری نعمتیں دنیوی نعمتیں ہیں اور باطنی نعمتیں اخروی نعمتیں ہیں۔

۳- صحت اور محاسن اخلاق وغیرہ انسان کے لیے ظاہری نعمتیں ہیں، اس کے برعکس باطنی نعمتیں ہیں مثلاً عقل و معرفت وغیرہ۔

۴- ظاہری نعمتیں وہ ہیں جو آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں جیسے دولت، مرتبہ اور منصب وغیرہ۔ باطنی نعمتیں وہ ہیں جو نظر نہ آئیں جیسے انسان کا دل اور دماغ وغیرہ۔

۵- ظاہری نعمتیں فصاحت و بلاغت، ہنسنا و مسکرانا اور شیریں لہجہ میں گفتگو کرنا، باطنی نعمت انسانی دل کا پاک وصاف ہونا وغیرہ۔

۶- ظاہری نعمت خوبصورت شکل وصورت اور دیدہ زیب لباس ہے۔ باطنی نعمتیں گھر میں آسائش اور استعمال کی اشیاء ہیں۔

۷- ظاہری نعمت صالح اولاد ہے اور باطنی نعمت تصانیف اور شاگرد وغیرہ۔

۸- ظاہری نعمتیں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود اسے عطا کی ہوں، جبکہ باطنی نعمتیں وہ ہیں جو اس کی اولاد کو دی گئی ہوں۔

۹- ظاہری نعمت اقتدار ہے اور باطنی نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لیے افتقار ہے۔

۱۰- ظاہری نعمتیں عبادات اور علم ہے، اس کے برعکس باطنی نعمت خفیہ عبادت اور عرفان وغیرہ۔

امام ابواسحاق احمد بن محمد النیشاپوری دونوں قسموں کی نعمتوں میں فرق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

۱- ظاہری نعمت قوت عبادت کا حصول ہے اور باطنی نعمت خلوص واخلاص ہے۔

۲- ظاہری نعمت زبان سے ذکر باری تعالیٰ کرنا ہے، جبکہ باطنی نعمت دل سے ذکر باری تعالیٰ کرنا ہے۔

۳- ظاہری نعمت تلاوت قرآن ہے، جبکہ باطنی نعمت معارف قرآن کا حصول ہے۔

۴- ظاہری نعمت دن کی روشنی ہے جس کی بدولت انسان معاش حاصل کرتا ہے، جبکہ باطنی نعمت رات کی تاریکی جس میں آرام وسکون حاصل کرتا ہے۔

۵- ظاہری نعمت زبان سے تلاوت قرآن کرنا ہے اور باطنی نعمت اس کے احکام پر غور وفکر کرنا ہے۔

۶- پیدائش کے بعد انسان کو جو نعمتیں ملتی ہیں وہ ظاہری ہیں اور جو پیدائش سے قبل حاصل ہوں وہ باطنی ہیں۔

۷- شہادت ناطقہ ظاہری نعمت ہے، جبکہ سعادت سابقہ نعمت باطنی ہے۔

۸- انواع واقسام کی نعمتیں ظاہری ہیں جبکہ کسی کو معاف کرنا نعمت باطنی ہے۔

۹- مشقت کا بوجھ کم ہونا ظاہری نعمت ہے، جبکہ سینہ روشن ہونا اور مرتبہ بلند ہونا باطنی نعمت ہے۔

۱۰- فتوحات عطا ہونا ظاہری نعمتیں ہیں اور دشمن کو شکست سے دوچار کرنا باطنی نعمت ہے۔

۱۱- دولت واولاد ظاہری نعمتیں ہیں جبکہ رشد وہدایت باطنی نعمتیں ہیں۔

۱۲- درست اور حق بات کہنا ظاہری نعمت ہے، جبکہ درست کام کرنا باطنی نعمت ہے۔

۱۳- وہ مصائب ومشکلات اور امراض جو گناہوں کا کفارہ بن سکیں ظاہری نعمتیں ہیں۔ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا بندے کو سزا نہ دینا باطنی نعمتیں ہیں۔

۱۴- انسان کا نسبی اور سسرالی تعلق ظاہری نعمتیں ہیں جبکہ نصف رات کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا قبول کرنا اور بخشش

فرمانا باطنی نعمتیں ہیں۔
۱۵- مسلمانوں کا دنیا پر غلبہ وفتح پانا اللہ تعالیٰ کی ظاہری نعمتیں ہیں جبکہ نیکیوں میں سبقت لے جانا باطنی نعمت ہے۔ (علامہ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، ج:۱۱، ص:۶۱۱)

سوال: سورۃ الرحمٰن میں آیت: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ کا اکتیس بار اعادہ کیا گیا ہے، اس اعادہ کا کیا فائدہ ہے؟
جواب: اس آیت کے بار بار اعادہ اور متعدد بار لانے کے کئی مقاصد ہو سکتے ہیں مگر سب سے بڑا اور اہم فائدہ اس سورت کے مضامین لوگوں کو ذہن نشین کرانا ہے۔ یہ قاعدہ بھی ہے کہ کسی چیز کی اہمیت کے پیش نظر اس کا تذکرہ متعدد بار کیا جاتا ہے مثلاً عبادات میں سے نماز کو زیادہ اہمیت حاصل ہے تو اس کا تذکرہ سیکڑوں بار کیا گیا ہے جبکہ اس کے مقابل روزہ، زکوٰۃ اور حج کا تذکرہ اتنی بار نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں انس وجن کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی اہمیت بتانا اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دینا بھی مقصود ہے۔

انسانوں اور جنوں کے لیے تخلیق کے اعتبار سے نعمت باری تعالیٰ:

قرآن کریم میں عالم کبیر کی تخلیق کا ذکر کیا، زمین وآسمان اور ان کے مابین اشیاء کی تخلیق کا بھی تذکرہ کیا پھر توحید پر دلائل و شواہد پیش کیے گئے۔ پھر عالم صغیر کی تخلیق کا تذکرہ ہوا تو انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی ذات زیر بحث لائی گئی۔ اس بارے میں سورۃ الرحمٰن میں ارشاد خداوندی ہے:

"اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے بنایا، جن (جنات) کو خالص آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔ سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ "الانسان" سے مراد ہے: حضرت آدم علیہ السلام کی ذات۔ لفظ "صلصال" سے مراد ہے: ایسی ریت جس میں مٹی ملی ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: صلصال سے مراد ہے: عمدہ ونفیس گیلی مٹی جس سے پانی خشک ہو گیا ہو، وہ پھٹنا شروع ہو جائے اور اسے ہلانے سے وہ بجنا شروع کر دے۔ لفظ "الفخار" سے مراد ہے: ٹھیکرا پکانے سے پہلے۔ مطلب یہ ہے کہ روح پھونکنے سے قبل حضرت آدم علیہ السلام بجنے والے ٹھیکرے کی مثل تھے۔

لفظ "الجان" کا معنی ہے: جن، اس سے مراد ابلیس ہے جو جنات کا باپ ہے، جس طرح حضرت آدم علیہ السلام انسانوں کے باپ ہیں۔ ایک قول کے مطابق لفظ "الجان" لفظ "جن" کی جمع ہے۔ لفظ "مارج" کا معنی ہے: شعلہ یعنی ایسی صاف و شفاف آگ جس میں معمولی دھواں بھی نہ ہو۔ ابلیس کو "الجان" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ناری مخلوق یعنی جنات اس سے پیدا ہوئے ہیں۔

جن وانس کی تخلیق کے تذکرہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ (الرحمٰن:۱۶) یعنی اے انسانوں اور جنات! جب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک ذات (انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام سے اور جنات کو ابلیس لعین) سے پیدا کیا ہے، تو تم اس کی نعمت وحدانیت کو تسلیم نہیں کرتے حالانکہ زمین وآسمان اور ان کے مابین کی ہر چیز اپنی زبان حال یا قال سے اس کی توحید کا

اعلان کر رہی ہے۔

سوال: اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصل مقصود انسانوں پر اپنی نعمتوں کو گنوانا ہے تو پھر جنات کی تخلیق کی بحث کیوں چھیڑ دی ہے؟

جواب: آیت مبارکہ: "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۝" سے مراد محض انسانوں کو نعمتیں گنوانا اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دینا نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ ساتھ جنات کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی نعمتوں کا گنوانا اور انہیں شکر بجالانے کی ترغیب دینا ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْوَاقِعَةِ

باب 56: سورۃ واقعہ سے متعلق روایات

3214 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَّاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) وَفِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَّا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ (وَظِلٍّ مَمْدُوْدٍ) وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں ہے، کسی کان نے اس کے بارے میں سنا نہیں ہے اور کسی انسان کے ذہن میں اس کا خیال نہیں آ سکتا۔ (نبی اکرم ﷺ یا شاید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں)

اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو:

"کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے؟ یہ اس چیز کا بدلہ ہے جو وہ عمل کرتے تھے۔"

(نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:)

جنت میں درخت اتنا بڑا ہوتا ہے کہ کوئی سوار اس کے سائے میں ایک سو سال تک چلتا رہے تو اسے پار نہیں کر سکتا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو:

''اور پھیلے ہوئے سائے ہیں۔''

(نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:)

جنت میں تھوڑی سی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو:

''جس شخص کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا' وہ کامیاب ہو گیا اور دنیاوی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ واقعہ مکی ہے جو تین (۳) رکوع، ننانوے (۹۹) آیات، تین سو اٹھہتر (۳۷۸) کلمات اور ایک ہزار نو سو تین (۱۹۰۳) حروف پر مشتمل ہے۔

جنتیوں کو جنت کی لازوال اور بے مثال نعمتیں میسر آنا:

اللہ تعالیٰ کے احسانات، مہربانیوں اور نعمتوں کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ اہل جنت کے لیے اس کی چند نعمتوں کا تذکرہ حدیث باب (حدیث قدسی) میں کیا گیا ہے۔ جنتیوں کے لیے جنت میں ایسی بے مثال نعمتیں تیار و میسر ہوں گی جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی ہوں گی، نہ کسی کان نے سنی ہوں گی اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال آیا ہوگا۔ یہ سب کچھ ان اعمال کا نتیجہ ہوگا جو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے انجام دیتے تھے۔

یہ مضمون درج ذیل آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

''پس کوئی شخص نہیں جانتا اس نعمت کے بارے میں جو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھی گئی ہے، یہ نتیجہ ہوگا ان اعمال کا جو وہ (دنیا) میں کرتے رہے تھے۔''

3215 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَإِنْ شِئْتُمْ فَاقْرَءُوا (وَظِلٍّ مَمْدُودٍ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ)

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

3215- اخرجه البخاري (۳۶۸/۶): كتاب بدء الخلق: باب: ما جاء من صفة الجنة و انها مخلوقة. حديث (۳۲۵۱)، و احمد (۱۳۵/۳، ۱۶٤، ۱۱۰، ۱۸۵، ۲۰۷)، و عبد بن حميد ص (۳۵٦)، حديث (۱۱۸۳).

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

بے شک جنت میں درخت اتنا بڑا ہوتا ہے کہ کوئی سوار شخص ایک سو سال تک چلتا رہے تو اسے پار نہیں کر سکے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو:

''اور پھیلے ہوئے سائے ہیں اور بہتے ہوئے پانی ہیں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

جنت میں طویل سایہ والا درخت:

ارشاد ربانی ہے:

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۝ (الواقعہ: ۳۰) ''اور پھیلے ہوئے لمبے سایوں میں۔''

اہل جنت کو جنت میں بے شمار نعمتیں میسر ہوں گی، ان میں سے ایک نعمت یہ بھی ہوگی کہ جنت میں ایک طویل و عریض درخت ہوگا' جس کا حسین سایہ بھی طویل ہوگا اور اس کی طوالت کا یہ عالم ہوگا کہ تیز رفتار اونٹ سوار اس سایہ کو سو سال میں بھی طے نہیں کر پائے گا۔

3216 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: فِي قَوْلِهِ (وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ) قَالَ ارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَسِيرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ

مذاہبِ فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ وَارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ ارْتِفَاعُ الْفُرُشِ الْمَرْفُوعَةِ فِي الدَّرَجَاتِ وَالدَّرَجَاتُ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے)

''اور اونچے بچھونے (یعنی بیٹھنے کی جگہ یا تخت)''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہ اتنے بلند ہوں گے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے' اور ان دونوں کے درمیان

فاصلہ 100 برس کی مسافت کے برابر ہے۔

یہ "حدیث غریب" ہے ہم اسے صرف رشدین کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچھونے اتنی بلندی پر ہوں گے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

ان بلند بچھونوں سے مراد درجات کی بلندی ہے اور درجات کا یہ عالم ہے کہ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

شرح

جنت میں اونچے بستر میسر ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ۝ (الواقعہ: ۳۴)

"اور بلند و بالا بستروں میں۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حدیث باب سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب یمین کو جنت میں جو بستر میسر ہوگا وہ طوالت کے لحاظ سے اتنا ہوگا جتنا فاصلہ (مسافت) زمین و آسمان کا ہے یعنی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر۔ سوال یہ ہے اتنا طویل بستر نہ قابل استعمال ہوسکتا ہے، نہ خوبصورت اور نہ مفید؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بستر اتنا طویل نہیں ہوگا بلکہ قدر و منزلت اور فضیلت کے اعتبار سے اصحاب یمین اور ان کے نیچے والے درجہ میں پانچ سو سال کی مسافت فاصلہ ہوگا یا ان درجات کی اونچائی (طوالت) اتنی ہوگی' جن میں بستر رکھے گئے ہوں گے۔

3217 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: (وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ) قَالَ شُكْرُكُمْ تَقُوْلُوْنَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا وَبِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَائِيْلَ

اختلافِ سند: وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

3217۔ اخرجه احمد (۷۹/۱، ۱۰۸)، و عبد الله بن احمد (۱۳۱/۱)۔

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)
''اور تم نے اپنا حصہ یہ مقرر کیا ہے کہ تم جھٹلاتے ہو۔''
(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے)
یعنی تمہارا شکر کرنا یہ ہے: تم آگے سے یہ کہتے ہو: ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے اور فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔ ہم اس حدیث کے ''مرفوع'' ہونے کو صرف اسرائیل کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔
سفیان ثوری نے عبدالاعلیٰ کے حوالے سے ابوعبدالرحمن سلمی کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے تاہم انہوں نے اسے ''مرفوع'' کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

شرح

انسان کا شکر گزار بننے کے بجائے تکذیب کے در پے ہونا:

ارشاد ربانی ہے:
وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ○ (الواقعہ: ۸۲)
اور تم نے محض تکذیب کو اپنا رزق بنالیا ہے۔
اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انسان پر اتنے احسانات، انعامات اور مہربانیاں ہیں کہ اگر تاحیات اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا رہے تو ایک نعمت کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ انسان اپنی کمزوریوں اور غفلتوں کی وجہ سے نافرمان واقع ہوا ہے، اسے اس بات کا علم بھی ہے کہ شکر بجالانے سے رزق میں اضافہ ہوگا اور اس سلسلہ میں کوئی دقت بھی نہیں برداشت کرنا پڑے گی لیکن وہ اپنی ضد کی وجہ سے ''تکذیب'' کے راستے کو ترک نہیں کرتا۔ اس آیت میں قرآن کریم نے بھی انسان کی اس کمزوری کی خوب گرفت کرکے اسے باری تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانے کی ترغیب دی ہے۔

3218 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبَانَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
متنِ حدیث: فِيْ قَوْلِهٖ (اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً) قَالَ اِنَّ مِنَ الْمُنْشَآتِ اللَّائِيْ كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا

3218- تفردبه الترمذي انظر التحفة (۱ / ۳۳۱): حديث (۱۶۷۶) من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه الطبري في التفسير (۱۱ / ۶۴۰، ۶۴۱)، برقم (۳۳۳۹۴، ۳۳۳۹۵، ۳۳۳۹۶) عن انس بن مالك.

علم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ مُوْسٰی بْنِ عُبَیْدَةَ

توضیح راوی: وَمُوْسٰی بْنُ عُبَیْدَةَ وَیَزِیْدُ بْنُ اَبَانَ الرَّقَاشِیُّ یُضَعَّفَانِ فِی الْحَدِیْثِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ (ارشاد باری تعالی ہے:)

''ہم نے ان کی بہترین نشوونما کی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ان کی نشوونما بہترین اس حوالے سے ہے کہ وہ دنیا میں بوڑھی تھیں، ان کی آنکھیں کمزور تھیں، ان کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔ ہم اس کے ''مرفوع'' ہونے کو صرف موسیٰ بن عبیدہ کی نقل کردہ روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

شرح

جنتی لوگوں کی بیویوں کی صفات:

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً (الواقعہ: ۳۵)

''بیشک ہم نے ان کی بیویوں کو خصوصیت سے پیدا کیا۔''

جنت میں جنتی نوجوانوں کی طرح ان کی بیویوں کو بھی خصوصیات، حسن و جمال اور رعنائی سے بہرہ ور کیا جائے گا۔ کسی بھی شخص کی بیوی میں عیب، علالت، کمزوری اور بڑھاپا وغیرہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان و انعام سے ہر عورت توانا، حسن و جمال کا پیکر، ظاہری و باطنی خوبیوں کی جامع، نوجوان و دوشیزہ صفات سے متصف ہوگی۔

ان کے بارے میں ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

''محبت کرنے والیاں اور ہم عمر، جو اصحاب یمین کے لیے ہوں گی۔'' (الواقعہ: ۳۸،۳۷)

الغرض! جنت میں عورتوں کے لیے خصوصیات اور خوبیاں ہی ہوں گی جبکہ حسن و رعنائی کے منافی نام کی بھی کوئی چیز نہیں ہوگی۔

3219 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِىْ هُوْدٌ وَّالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ

3219- تفرد به الترمذي انظر التحفة (۱۵۷/۵)، حديث (۶۱۷۵) من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه الحاكم في المستدرك (۴۷۶/۲)، وقال: صحيح على شرط البخاري و لم يخرجاه، و وافقه الذهبي.

وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اختلاف سند: وَرَوٰى عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَ نَحْوَ هٰذَا وَرُوِىَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ مَيْسَرَةَ شَىْءٌ مِّنْ هٰذَا مُرْسَلًا وَرَوٰى اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ شَيْبَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَاشِمُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْهَرَوِىُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے بالوں میں سفیدی آگئی ہے‘ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورہ نبا، اور سورہ تکویر نے میرے بالوں کو سفید کردیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے‘ صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ علی بن صالح نے اس روایت کو ابواسحاق کے حوالے سے‘ ابومیسرہ سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

ابواسحاق کے حوالے سے‘ ابومیسرہ کے حوالے سے‘ اس روایت کا کچھ حصہ ”مرسل“ کے طور پر منقول ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے ابواسحاق کے حوالے سے‘ عکرمہ کے حوالے سے‘ نبی اکرم ﷺ سے شیبان کی ابواسحاق سے نقل کردہ روایت کی مانند نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

یہ روایت ہاشم بن ولید ہروی نے ابوبکر بن عیاش کے حوالے سے نقل کی ہے۔

شرح

تلاوت قرآن کی تاثیر:

قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے، جو تمام آسمانی کتب وصحائف کی جامع ہے، ہر قسم کی تبدیلی سے پاک ہے، اس کے بے مثل ولاجواب ہونے کا چیلنج آج بھی برقرار ہے، روئے زمین پر سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، دنیا کی ہر زبان میں اس کا ترجمہ وتفسیر کی گئی ہے، معصوم بچوں سے لے کر سو سال کے بوڑھوں تک اسے زبانی یاد کرسکتے ہیں، پوری نوع انسانیت کی رہبر وپیشوا ہے، نزول کو صدیاں بیت جانے کے باوجود اس کے مضامین اور احکام ومسائل تر وتازہ ہیں۔ قرآن کی دیگر خوبیوں کے علاوہ اس کی تاثیر آج بھی روز اوّل کی طرح موجود ہے، اس تاثیر کا تذکرہ حدیث باب میں کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کی ریش مبارکہ میں چند سفید بال ملاحظہ کیے اور چہرہ انور پر کمزوری کے آثار نمایاں تھے۔ صورتحال ملاحظہ کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے اور نہایت ادب

سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی ریش مبارک میں سفیدی آ گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

''سورہ ھود، سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورہ نبا اور سورہ تکویر نے میرے بالوں کو سفید کر دیا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں چند مخصوص سورتوں کے نام لیے ہیں، جس کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں:

ان سورتوں میں اقوام کی ہلاکت، ان پر آسمانی بلیات کے نزول، گناہوں پر گرفت، عذاب جہنم کی شدت اور بداعمالیوں کے نتیجہ میں قیامت کے دن مؤاخذہ کا تذکرہ موجود ہے۔ اس طرح ان سورتوں کا ہر مضمون پر تاثیر ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَدِيْدِ

باب 57: سورۃ حدید سے متعلق روایات

3220 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ

متنِ حدیث: حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَّاَصْحَابُهٗ اِذْ اَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا فَقَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْعَنَانُ هٰذِهٖ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْكُرُوْنَهٗ وَلَا يَدْعُوْنَهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا الرَّقِيْعُ سَقْفٌ مَّحْفُوْظٌ وَّمَوْجٌ مَّكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَائَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِىْ تَحْتَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا الْاَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِىْ تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ تَحْتَهَا اَرْضًا اُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرَضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ اَرْضَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ رَجُلًا بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ (هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: قَالَ وَيُرْوٰى عَنْ اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَّعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالُوْا لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَفَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالُوْا اِنَّمَا هَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ

3220۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۳۱۸/۹)، حديث (۱۲۲۵۳) من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه الطبری فی تفسيره (۶۷۰/۱۱)، برقم (۳۳۵۹۳) عن سعيد عن قتادة.

وَعِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِي كِتَابِهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اصحاب تشریف فرما تھے، اسی دوران بادل آ گئے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ بادل ہے' جو زمین کو سیراب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں کی طرف بھیجتا ہے' جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے ہیں اور اس کی عبادت نہیں کرتے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بلند چھت ہے' جس کے ذریعے حفاظت کی گئی ہے' اور یہ موج کی طرح ہے' جس کا کوئی ستون نہیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے اور اس کے درمیان 500 برس کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم لوگ جانتے ہو اس پر کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس پر دو آسمان ہیں' جن دونوں کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح سات آسمان گنوائے اور یہ بات بیان کی کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے' جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ اس سے اوپر کیا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ (اس کے بعد) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس پر عرش ہے' اور ساتویں (آسمان سے اتنا اوپر ہے) جتنا ساتواں آسمان زمین سے (دور ہے)۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ زمین ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ جانتے ہو اس سے نیچے کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے نیچے ایک اور زمین ہے' اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے، یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے سات زمینیں گنوائیں جن میں سے ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر تم نیچے کی طرف کوئی رسی پھینکو تو وہ اللہ تعالیٰ پر ہی گرے گی۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے' اور وہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔
یہ روایت ایوب یونس بن عبید اور علی بن زید کے حوالے سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے یہ بات بیان کی ہے، حسن بصری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔
بعض اہل علم نے اس حدیث کی وضاحت بیان کی ہے: وہ رسی اللہ تعالیٰ کی قدرت، بادشاہت میں گرے گی۔ اللہ تعالیٰ کا علم اس کی قدرت اور اس کی بادشاہت ہر جگہ موجود ہے، اور وہ خود عرش پر موجود ہے جیسا کہ اس نے خود اپنی کتاب میں یہ بات بیان کی ہے۔

شرح

سورہ حدید مکی ہے جو چار (۴) رکوع، انتیس (۲۹) آیات، پانچ سو چوالیس (۵۴۴) کلمات اور دو ہزار چار سو تہتر (۲۴۷۳) حروف پر مشتمل ہے۔

زمین و آسمان کے چند احوال:

ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (الحدید: ۳)

''وہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے۔ اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں اچھوتے انداز میں بیان کی گئی ہے۔ مضمون کے حوالے سے چند اہم امور کی سطور ذیل میں وضاحت کی جاتی ہے:

۱- سورہ حدید کے مکی یا مدنی ہونے کی وضاحت:

سورہ حدید مکی ہے یا مدنی؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک سورہ حدید مدنی ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ ابن عطیہ کے قول کے مطابق اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ سورت مدنی ہے مگر اس کی ابتدائی آیات مکی آیات کے مشابہ ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: رب کائنات کا اسم اعظم سورہ الحدید کی ابتدائی چھ آیات میں ہے اور ان کو پڑھ کر دعا کی جاتی ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک سورۃ الحدید مکی ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی ابتدائی آیات پڑھ کر متاثر ہوئے اور مسلمان ہوئے۔ اس واقعہ کی تفصیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے قبول اسلام کا واقعہ میں یوں بیان کی: میں قبول اسلام سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مخالف و دشمن تھا، ایک دن دوپہر کے وقت سخت گرمی کے موسم میں میں تنہا جا رہا تھا کہ کسی نے مجھ سے دریافت کیا: اے عمر! اتنی سخت گرمی میں آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: بانی اسلام کا کام تمام کرنے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا: آپ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں، آپ کے گھر میں عجیب حادثہ پیش آ چکا ہے، دریافت کیا: کیا حادثہ پیش آیا ہے؟ جواب ملا: تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ میں آگے جانے کی بجائے اپنی ہمشیرہ کے گھر

گیا، دروازے کے ساتھ کان لگا کر اندر کے حالات معلوم کرنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ اندر کوئی کلام پڑھا جا رہا ہے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ہمشیرہ اور بہنوئی کو جونہی میرے آنے کا علم ہوا انہوں نے کلام کو تیزی کے ساتھ چھپا دیا اور دروازہ کھول دیا۔ میرے دریافت کرنے پر انہوں نے بچنے کے لیے اصل صورتحال بتانے سے گریز کیا۔ میں نے بہنوئی کی خوب پٹائی کی، پھر بہن کو بھی معاف نہ کیا اور وہ دونوں خوب زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔ میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ تم نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کر کے نیا دین کیوں اختیار کیا؟ اگر آپ لوگ یہ دین ترک کر کے اپنے پہلے دین پر آ جائیں تو تمہاری بچت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں؟ انہوں نے دوٹوک جواب دیتے ہوئے کہا: خواہ ہمیں قتل بھی کر دیا جائے ہم اس دین کو ہرگز ہرگز ترک نہیں کر سکتے۔ ان کے جواب اور بے تحاشا سزا نے مجھے بہت متاثر کیا۔ آخر میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں بھی تو وہ کلام دیکھوں اور پڑھوں جس کے پڑھنے والے اپنا دین تبدیل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ میں نے ہمشیرہ اور بہنوئی سے کہا: آپ لوگ مجھے بھی وہ کلام دکھائیں جو آپ پڑھ رہے تھے، انہوں نے کہا: اے عمر! آپ پلید ہیں اور پلید لوگ اس کلام کو چھو کر نہیں پڑھ سکتے۔ اگر آپ اس کلام کی تلاوت کرنا چاہتے ہیں تو پہلے غسل کریں! میں نے غسل کیا اور ان کے پاس آیا تو انہوں نے سورۃ الحدید کی ابتدائی آیات مجھے تھما دیں، میں نے ان کا مطالعہ کیا تو ایک انقلاب محسوس کیا اور اس کلام کی تاثیر کا نتیجہ ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت (دار ارقم) میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

میرے اسلام قبول کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دار ارقم میں موجود صحابہ کرام نے خوب اظہار مسرت کیا تھا۔ ایک مسلمان نے مجھے خوشخبری سناتے ہوئے کہا: اے عمر! آپ کو خوشخبری ہو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! دونوں عمروں میں سے ایک عمر کے اسلام قبول کرنے کے سبب اسلام کو غلبہ عطا فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعثت نبوی کے چھٹے سال اسلام قبول کیا تھا اور سورۃ الحدید کی پہلی دس آیات کی تلاوت آپ کے قبول اسلام کا سبب بنیں۔ اس سے ثابت ہوا ہے کہ سورۃ الحدید مکی ہے۔

جمہور مفسرین کی طرف سے اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ سورۃ الحدید کی پہلی دس آیات کے علاوہ پوری سورت مدنی ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ کا تمام اہل زمین پر کرم ہونا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحابہ سے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: یہ زمین کو پانی فراہم کرنے والے اونٹ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہانک کر لا رہا ہے اور ایسے لوگوں پر بارش نازل کرے گا جو اس کے شکر گزار نہیں اور نہ اس کے طالب ہوتے ہیں۔

۳- آسمان کی وضاحت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت کیا: جو چیز تمہارے سروں کے اوپر ہے، کیا تم اسے جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک مضبوط چھت ہے جس

کا مادہ سیال (مائع) چیز ہے جس طرح دریا کی موجیں روک دی گئی ہوں۔ آسمان کی حقیقت کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے: ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ (حٰمٓ السجدہ: ۱۱) ''پھر اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور آسمان بالکل دھواں کی شکل میں تھا۔''

۴- زمین و آسمان کے مابین فاصلہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کیا: کیا تمہیں علم ہے کہ زمین و آسمان کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: زمین و آسمان کے مابین پانچ سو سال کی مسافت (فاصلہ) ہے۔

۵- آسمان کے اوپر کیا چیز ہے؟:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کیا: تمہیں علم ہے کہ آسمان کے اوپر کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: آسمان کے اوپر آسمان ہے اور اس کے اوپر مزید آسمان ہیں، اس طرح آپ نے سات آسمان شمار کروائے۔ یہ بھی فرمایا: ہر دو آسمانوں کے مابین پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

۶- زمین کے نیچے کیا چیز ہے؟:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت کیا: کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ زمین کے نیچے کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: اس زمین کے نیچے بھی زمین ہے۔

۷- زمین کے بعد کیا چیز ہے؟:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت کیا: تمہیں اس بات کا علم ہے کہ نیچے والی زمین کے نیچے کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس زمین کے نیچے بھی زمین ہے حتیٰ کہ آپ نے سات زمینیں گنوائیں۔ پھر فرمایا: ہر دو زمینوں کے مابین پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

۸- رسی کا اللہ پر لٹکنا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی وضاحت کے ضمن میں فرمایا: قسم بخدا! اگر تم زمین سے نیچے کی طرف رسی لٹکاؤ تو وہ رسی ذات باری تعالیٰ پر لٹکے گی۔ اس کا تذکرہ سورۃ الحدید کی آیت تین (۳) میں ہے: ''وہی اول و آخر ہے، وہی ظاہر و باطن ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

ذات باری تعالیٰ کے اوّل و آخر اور ظاہر و باطن ہونے کے معانی و مفاہیم:

حکماء کے نزدیک تقدم کی چھ اقسام ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- تقدم بالتاثیر:

اس میں مقدم، مؤخر میں مائر ہوتا ہے مگر مقدم، مؤخر کے لیے علت تامہ نہیں ہوتا مثلاً قلم کی حرکت کے لیے ہاتھ کی حرکت مقدم ہے۔

۲- تقدم طبعی:

اس میں مقدم، مؤخر میں مائر نہیں ہوتا' مثلاً عدد ایک کا عدد دوم پر تقدم۔

۳- تقدم بالشرف:

کسی ذات کا دوسری ذات پر مقدم ہونا، عزت وفضیلت کا سبب ہو مثلاً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدم تمام انبیاء علیہم السلام، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تقدم دیگر (تمام) صحابہ پر اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تقدم تمام اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ پر۔

۴- تقدم بالترتیب:

وہ تقدم ہے جس میں ترتیب کو پیش نظر رکھا جائے مثلاً امام کا تقدم پہلی صف پر، پہلی صف کا تقدم دوسری صف پر اور دوسری صف کی تقدیم تیسری صف پر۔

۵- تقدم بالزمان:

وہ ہے جس کا متقدم پہلے زمانہ میں ہو اور متأخر دوسرے زمانہ میں ہو مثلاً طوفان نوح کا زمانہ ہمارے زمانہ سے مقدم ہے۔

۶- تقدیم بعض علی البعض:

وہ ہے جس میں زمانہ کے بعض اجزاء بعض اجزاء پر مقدم ہوں مثلاً پہلی صدی کا دوسری صدی پر مقدم ہونا، دوسری صدی کا تیسری صدی پر مقدم ہونا اور تیسری صدی کا چوتھی صدی پر مقدم ہونا۔

☆ پوری کائنات (دنیا) ذات باری تعالیٰ کی محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا محتاج الیہ ہے، اللہ تعالیٰ سب سے اوّل ہے اور تمام مخلوق اس کے بعد ہے۔

☆ قرب قیامت میں تمام اشیاء ختم ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا: آج کس کی حکومت ہے؟ پھر خود ہی جواب دے گا: آج میری حکومت ہے۔ یہ ذات باری تعالیٰ کا آخر ہونا ہے۔

☆ دلائل وشواہد خواہ عقلی ہوں یا نقلی، کے اعتبار سے ذات باری تعالیٰ واضح ہے۔ اس طرح یہ اس کا ظاہر ہونا ہے۔

☆ ذات باری تعالیٰ انسانی حواس خمسہ سے خفیہ ہے، یہ اس کا باطن ہونا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو اول ہے، کیونکہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور تو آخر ہے، کیونکہ تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ اے اللہ! تو ظاہر ہے، کیونکہ تیرے اوپر کوئی بھی چیز نہیں ہے اور تو

باطن ہے، کیونکہ تیرے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ اے اللہ! تو ہمارا قرض ادا کردے اور تو ہم کو فقر سے بے نیاز کر دے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۸۷۳)

حضرت امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اول و آخر اور ظاہر و باطن کے معانی میں تین اقوال ہیں:

(۱) احسن قول کے مطابق ''الاول'' سے مراد ہے: وہ ذات جس کی ابتداء نہ ہو۔ لفظ ''الآخر'' سے مراد ہے: وہ ذات جس کی انتہاء نہ ہو۔ ''الظاہر'' سے مراد ہے: وہ ذات جو بلا حجاب ہو۔ الباطن سے مراد ہے: وہ ذات جو بلا اقتراب ہو۔

(۲) ''الاول'' کا معنیٰ ہے: ابتداء، آغاز۔ الآخر کا معنیٰ ہے: انباء یعنی خبر دینا، مطلع کرنا۔ الظاہر کا معنیٰ ہے: کسی ذات کا دلائل سے نمایاں ہونا۔ الباطن کا معنیٰ ہے: کسی ذات کا ادراکات سے پوشیدہ ہونا۔

(۳) ''الاول'' کا معنیٰ ہے: قدیم ہونا۔ الآخر سے مراد ہے: وہ موجود ہے۔ ''الظاہر'' سے مراد ہے: کسی ذات کا غالب ہونا۔ الباطن کا معنیٰ ہے: کسی ذات کا مخلوق پر رفیق ولطیف ہونا۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُجَادَلَةِ

باب 58: سورۃ المجادلہ سے متعلق روایات

3221 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ رَجُلًا قَدْ اُوْتِيْتُ مِنْ جِمَاعِ النِّسَاءِ مَا لَمْ يُؤْتَ غَيْرِيْ فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ تَظَاهَرْتُ مِنِ امْرَاَتِيْ حَتّٰى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَرَقًا مِّنْ اَنْ اُصِيْبَ مِنْهَا فِيْ لَيْلَتِيْ فَاَتَتَابَعَ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اَنْ يُّدْرِكَنِي النَّهَارُ وَاَنَا لَا اَقْدِرُ اَنْ اَنْزِعَ فَبَيْنَمَا هِيَ تَخْدُمُنِيْ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِذْ تَكَشَّفَ لِيْ مِنْهَا شَيْءٌ فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلٰى قَوْمِيْ فَاَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِيْ فَقُلْتُ انْطَلِقُوْا مَعِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُخْبِرَهُ بِاَمْرِيْ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ نَتَخَوَّفُ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْنَا قُرْاٰنٌ اَوْ يَقُوْلَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَةً يَبْقٰى عَلَيْنَا عَارُهَا وَلٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ خَبَرِيْ فَقَالَ اَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ اَنَا بِذَاكَ قَالَ اَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ اَنَا بِذَاكَ قَالَ اَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ اَنَا بِذَاكَ وَهَا اَنَا ذَا فَاَمْضِ فِيَّ حُكْمَ اللّٰهِ فَاِنِّيْ صَابِرٌ لِذٰلِكَ قَالَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ فَضَرَبْتُ صَفْحَةَ عُنُقِيْ بِيَدِيْ فَقُلْتُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَمْلِكُ غَيْرَهَا قَالَ صُمْ شَهْرَيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ اَصَابَنِيْ مَا اَصَابَنِيْ اِلَّا فِي الصِّيَامِ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهٖ وَحْشٰى مَا لَنَا عَشَاءٌ قَالَ اذْهَبْ اِلٰى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِيْ زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهٗ فَلْيَدْفَعْهَا اِلَيْكَ فَاَطْعِمْ عَنْكَ مِنْهَا وَسْقًا سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهٖ عَلَيْكَ وَعَلٰى

عِيَالِكَ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِي فَقُلْتُ وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعَةَ وَالْبَرَكَةَ أَمَرَ لِي بِصَدَقَتِكُمْ فَادْفَعُوهَا إِلَيَّ فَدَفَعُوهَا إِلَيَّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ عِنْدِي مِنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ قَالَ وَيُقَالُ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ وَيُقَالُ سَلْمَانُ بْنُ صَخْرٍ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ وَهِيَ امْرَأَةُ أَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ

◆◆ حضرت سلمہ بن صخر انصاری بیان کرتے ہیں، میں ایک ایسا شخص تھا جسے عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے کی ایسی طاقت عطا کی گئی تھی' جو کسی دوسرے شخص کو نہیں دی گئی تھی۔ جب رمضان کا مہینہ آیا' تو میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کر لیا تاکہ رمضان (کسی غلطی کے بغیر) گزر جائے، ایسا نہ ہو کہ میں رات کے وقت صحبت کروں اور صبح صادق کا وقت ہو جائے اور میں اسے ختم نہ کر سکوں' لیکن ہوا یہ کہ ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی، اس کے جسم کے کسی حصے سے کپڑا ہٹا' تو میں نے اس کے ساتھ صحبت شروع کر دی۔ میں یہ عمل کرتا رہا، یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت ہو گیا۔ صبح میں اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے کہا تم میرے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس چلو تاکہ میں آپ کو اس عمل کے بارے میں بتاؤں' تو ان لوگوں نے کہا: نہیں۔

اللہ کی قسم! ہمیں تو اس بات سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن کا کوئی حصہ نازل نہ ہو جائے۔ یا نبی اکرم ﷺ ہمارے لیے کوئی ایسی بات نہ فرما دیں' جو ہمارے لیے بعد میں ندامت یا رسوائی کا باعث ہو۔ تم خود نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جو مناسب سمجھو عرض کر دو۔ راوی بیان کرتے ہیں، میں وہاں سے نکل کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور پورا واقعہ بیان کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسا ہی کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ اسی طرح دریافت کیا: تو میں نے عرض کی: جی ہاں۔ اب میں حاضر ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ کا حکم مجھ پر جاری کریں، میں اسے برداشت کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایک غلام آزاد کرو۔ میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مارتے ہوئے عرض کی، اس اللہ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے، میں اپنی گردن کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم مسلسل دو ماہ روزے رکھو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ پہلی خرابی ہی روزوں کی وجہ سے آئی ہے کہ میں روزے میں اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکا)۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ہم گزشتہ رات خود بھوکے رہے ہیں' کیونکہ ہمارے پاس رات کا کھانا نہیں تھا تو نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا: جو شخص بنو زریق سے زکوۃ وصول کرنے پر مقرر ہے اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو! تم کو زکوۃ دیدے۔ تم اسے ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ، جو باقی بچے وہ اپنے اوپر خرچ کر لو۔

راوی بیان کرتے ہیں، میں اپنی قوم کے افراد کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا: میں نے تمہارے پاس تنگی پائی اور غلط

تجویز پائی۔ مجھے نبی اکرم ﷺ کے پاس کشادگی اور برکت نصیب ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم لوگ اپنی زکوۃ مجھے دیدو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام بخاری یہ کہتے ہیں، سلیمان بن یسار نے سلمہ بن صخر نامی راوی سے خود کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

ایک قول کے مطابق: سلمہ بن صخر نامی راوی کا نام سلمان بن صخر بھی ہے۔

اس بارے میں حضرت خولہ بنت ثعلبہ سے بھی روایت منقول ہے۔ یہ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔

شرح

سورہ مجادلہ مدنی ہے جو تین (۳) رکوع، بائیس (۲۲) آیات، چار سو تہتر (۴۷۳) کلمات اور ایک ہزار نو سو بانوے (۱۹۹۲) حروف پر مشتمل ہے۔

آیات ظہار کا شان نزول:

ارشاد ربانی ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ○ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ (المجادلہ: ۱-۴)

''بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سنی جو آپ اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور وہ اللہ سے شکایت کر رہی تھی۔ اور اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم لوگوں میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، وہ درحقیقت ان کی مائیں نہیں ہیں (بلکہ) ان کی مائیں تو وہ ہیں جنہوں نے انہیں جنم دیا۔ اور بیشک وہ ضرور بری اور جھوٹی باتیں کرتے ہیں۔ اور بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر وہ رجوع کرنا چاہیں جس کے بارے میں وہ اتنی سخت بات کہہ چکے ہیں تو عمل زوجیت سے قبل ان پر ایک غلام آزاد کرنا ہے، یہ وہ چیز ہے جس کی تمہیں وصیت کی جاتی ہے، اور اللہ جانتا ہے جو کام تم کرتے ہو۔ جو شخص عمل زوجیت سے قبل یہ نہ پائے تو وہ عمل زوجیت سے پہلے دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھے۔ جو شخص اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے، یہ حکم اس لیے ہے کہ تم اللہ اور

اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی بیان کردہ حدود ہیں۔ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

ان آیات اور حدیث باب میں ظہار کی تعریف، اس کا حکم اور اس کا کفارہ بیان کیا گیا ہے۔ اس مضمون کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱- ظہار کی تعریف:

شوہر کا اپنی بیوی کو اپنی ماں یا کسی اور محرم کی پشت یا اس کے کسی دوسرے عضو کے ساتھ تشبیہ دینے کو ظہار کہا جاتا ہے۔ یہ درحقیقت زمانہ جاہلیت کی طلاق ہے جس کی اصل برقرار رکھتے ہوئے اس کے حکم کو کفارہ کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے۔

۲- ظہار کا شرعی حکم:

جب شوہر اپنی زوجہ سے ظہار کرتا ہے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن جب تک اس کا کفارہ ادا نہ کر دے وہ اس پر حرام قرار پاتی ہے۔ شوہر کا اس سے بوس و کنار، چھونا اور عمل زوجیت جائز نہیں ہوگا۔

۳- ظہار کا کفارہ:

ظہار کرنے سے بیوی پر طلاق تو واقع نہیں ہوتی لیکن جب تک کفارہ ادا نہ کیا جائے وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ ظہار کا کفارہ ہے: ایک غلام آزاد کرنا یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

طلاق کی نیت سے بیوی کو ماں بہن کہنے سے طلاق واقع نہ ہونا:

جب شوہر طلاق کی نیت سے اپنی بیوی کو ماں بہن کہے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اس سلسلہ میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱- جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا تھا: یہ میری بہن ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۳۵۸)

۲- حضرت ابوتمیمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا کہ اس نے اپنی بیوی کو کہا اے میری بہن! آپ نے اسے مکروہ تصور کیا اور آئندہ ایسا کہنے سے منع کیا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۲۲۱۱)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ یہ ظہار نہیں تھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے حرام قرار دیتے ہوئے اس کا کفارہ ادا کرنے کا حکم ارشاد فرماتے۔ یاد رہے شوہر کا اپنی بیوی کو بہن یا بیٹی قرار دینے کا ایک ہی حکم ہے۔

۳- علامہ قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اگر شوہر نے اپنی زوجہ سے کہا: اگر تو نے فلاں کام انجام دیا تو میری ماں ہے، اس سے اس کا مقصد یہ کہ ایسا کہنے سے اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی تو اس کا یہ قول باطل ہے، اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی یعنی نہ بیوی حرام ہوگی اور نہ کفارہ واجب ہوگا۔

۴- علامہ محمد بن علی حصکفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا:

جب کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا: تو مجھ پر میری والدہ کی مثل ہے یا تو میری ماں کی مثل ہے، اس سے اس کی نیت اس کے معزز ہونے یا طلاق کی، کی تو اس کی نیت درست قرار پائے گی۔ جس چیز کی اس نے نیت کی وہی حکم لاگو ہوگا۔ اگر اس نے بالکل نیت نہ کی یا تشبیہ کا ذکر نہ کیا تو اس کے کلام کو لغو قرار دیا جائے گا۔

حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا:

جب شوہر نے اپنی بیوی سے تشبیہ کے بغیر کہا: تو میری ماں ہے' تو اس کا یہ قول باطل قرار پائے گا خواہ اس نے طلاق کی نیت کی بھی ہو۔

۵- اگر شوہر نے تشبیہ کا ذکر کیے بغیر اپنی بیوی سے کہا: تو میری ماں ہے، تب بھی یہ کلام لغو قرار پائے گا۔ ظہار کی تعریف میں تشبیہ کی قید احترازی لگائی گئی ہے۔ اگر شوہر نے بیوی سے تشبیہ کے بغیر کہا: تو میری ماں ہے یا بہن ہے یا بیٹی ہے' تو یہ ظہار نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس پر ظہار کا حکم بھی نہیں لگے گا یعنی حرمت و کفارہ کا وجوب۔

کفارہ ظہار سے متعلق احادیث مبارکہ:

جب شوہر اپنی بیوی سے ظہار کا مرتکب ہوتا ہے' تو کفارہ ادا کرنے تک زوجہ اس پر حرام رہے گی مگر طلاق واقع نہیں ہوگی اور اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

کفارہ ظہار کے مسئلہ سے متعلق چند احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت سلمہ بنت صخر رضی اللہ عنہا نے کفارہ ظہار ادا کرنا تھا، ان کے پاس دولت نہیں تھی کہ وہ غلام خرید کر آزاد کر سکے اور نہ وہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے کی طاقت رکھتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: بنو زریق سے صدقہ کا مال لے کر مسکینوں کو کھلا دو۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۰۶۲)

۲- حضرت خولہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ان کے شوہر حضرت اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ نے ان سے ظہار کیا تھا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں بطور شکایت عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے تکرار کرتے رہے اور یوں فرماتے رہے: تم خوف خدا کرو، وہ تمہارا عم زاد بھی ہے۔ میں بھی اس مسئلہ کے بارے میں بحث کرتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا (المجادلہ: ۱) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (شوہر) سے کہو کہ وہ غلام آزاد کرے، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وہ اس کی قوت نہیں رکھتا۔ فرمایا: اسے کہو کہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے، حضرت خولہ نے عرض کیا: بوڑھا ہونے کی وجہ سے وہ روزے رکھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا، فرمایا: اسے کہو کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اس میں صدقہ کرنے کی بھی بالکل طاقت نہیں ہے۔ راویہ کا بیان ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا بھرا ہوا ٹوکرا پیش کیا گیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کی اس ٹوکرے سے مدد کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم نے اچھی بات کی ہے، تم یہ ٹوکرا

لے جاؤ اور مسکینوں کو کھلا دو اور اپنے عم زاد کی طرف واپس لوٹ جاؤ۔ اس ٹوکرے میں دو سو چالیس (۲۴۰) کھجوریں تھیں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۲۱۳)

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے ظہار کیا، انہوں نے اس بارے میں بطور شکایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں بوڑھی ہوگئی اور میری ہڈی بھی کمزور ہوگئی تو انہوں نے مجھ سے ظہار کیا ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ایک غلام آزاد کرو، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس اتنی طاقت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر تم دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھو، عرض کیا: جس دن میں کھانا نہ کھاؤں تو میری بصارت کمزور ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس اتنا طعام نہیں ہے۔ تاہم آپ کی مدد سے یہ ممکن ہوسکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ صاع کے ساتھ ان کی معاونت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی پندرہ صاع کی معاونت ہوئی تو انہوں نے اس سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا۔ (سنن دارمی، ج ۳، ص ۳۱۵)

۱- کفارۂ ظہار میں مذاہب آئمہ:

آئمہ احناف کے نزدیک کفارہ ظہار یہ ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ مظاہر کفارہ سے قبل اپنی بیوی سے عمل زوجیت نہیں کرسکتا۔ کفارہ میں ترتیب ضروری ہے، غلام آزاد کرنے یا دو مہینوں کے روزے رکھنے کی صورت تو واضح ہے۔ اس میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے لیکن کھانا کھلانے کی صورت میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ ہمارے آئمہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے مطابق کھانا کھلانے کی صورت میں بھی مظاہر کھانا کھلانے کے بعد عمل زوجیت کرسکتا ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفارہ ادا کرنے کے بعد جماع کیا جائے۔ تاہم صاحب ہدایہ مسکینوں کو جماع سے قبل کھانا کھلانے کی قید تسلیم نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں:

کفارہ ظہار کے قصد سے مظاہر دو مہینے کے روزے رکھ رہا ہو تو درمیان میں عمل زوجیت کرلیا تو نئے سرے سے روزے رکھنا پڑیں گے۔ کھانا کھلانے کی صورت میں مظاہر کفارہ ظہار ادا کرنا چاہتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اور ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت دے گا۔ اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلایا تو یہ درست ہے، اگر ایک مسکین کو ایک دن میں ساٹھ مسکینوں کا طعام فراہم کردیا یہ درست نہیں ہوگا بلکہ ایک مسکین کا طعام متصور ہوگا اور اگر مظاہر نے کچھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے بعد عمل زوجیت کرلیا تو مسکینوں کو کھانا کھلانے کا اعادہ ضروری نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غلام آزاد کرنے یا روزے رکھنے کے لیے جماع سے قبل کی قید لگائی ہے لیکن مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے یہ قید نہیں لگائی۔

(علامہ المرغینانی، ہدایہ مع نصب الرایہ، ج ۳، ص ۳۵۹)

۲- فقہاء حنابلہ کا مؤقف:

آئمہ حنابلہ کے نزدیک کفارہ ظہار میں غلام آزاد کرنے اور یا دو ماہ کے روزے رکھنے کی صورت میں عمل جماع سے قبل

تسلسل کی قید پیش نظر رکھی جائے گی لیکن کھانا کھلانے کی صورت میں تسلسل کی قید نہیں ہے۔ اگر مظاہر مسکینوں کو کھانا کھلانے کے دوران اپنی بیوی سے جماع کر لیتا ہے تو نئے سرے سے کھانا کھلانا واجب نہیں ہے۔

۳۔ فقہاء مالکیہ کا موقف:

آئمہ مالکیہ دو مہینوں کے روزوں کی صورت میں تسلسل کی قید کو لازم قرار دیتے ہیں یعنی مظاہر کے کچھ روزے باقی تھے تو اس نے رات کے وقت اپنی بیوی سے عمل زوجیت کر لیا تو اس پر از سر نو دو مہینوں کے روزے رکھنا واجب ہوگا۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی صورت میں کھانا کھلانے کے دوران مظاہر اپنی بیوی سے جماع کر لیتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ نئے سرے سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

انہوں نے حضرت اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ جماع سے قبل کفارہ ادا کیا جائے۔ اس میں صراحت ہے کہ کسی صورت میں بھی کفارہ ادا کیا جائے خواہ غلام آزاد کرنے یا روزے رکھنے یا مسکینوں کو کھانا کھلانے کی صورت ہو مگر یہ جماع سے قبل ہو۔

۴۔ فقہاء شافعیہ کا موقف:

آئمہ شوافع کا موقف ہے کہ کفارہ ظہار میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے قبل عمل زوجیت کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح غلام آزاد کرنے یا دو مہینوں کے روزے رکھنے سے پہلے جماع حرام ہے، کیونکہ تینوں صورتیں کفارہ ظہار کی ہیں اور تینوں کا حکم بھی یکساں ہے۔ انہوں نے اس ضابطہ سے استدلال کیا ہے کہ مطلق جب مقید کی جنس سے ہو تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے مثلاً باب شہادت کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

وَأَشْهِدُوا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنكُمْ (الطلاق: ۲) ''تم اپنے آپ سے دو نیک آدمیوں کو گواہ بناؤ۔''

3222 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلْقَمَةَ الْأَنْمَارِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

متن حدیث: قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً) قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَى دِينَارًا قُلْتُ لَا يُطِيقُونَهُ قَالَ فَنِصْفُ دِينَارٍ قُلْتُ لَا يُطِيقُونَهُ قَالَ فَكَمْ قُلْتُ شَعِيرَةٌ قَالَ إِنَّكَ لَزَهِيدٌ قَالَ فَنَزَلَتْ (أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ) الْآيَةَ قَالَ فَبِي خَفَّفَ اللَّهُ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهِ شَعِيرَةٌ يَعْنِي وَزْنَ شَعِيرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَبُو الْجَعْدِ اسْمُهُ رَافِعٌ

◄► حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی:

3222 اخرجه ابن حميد ص (۵۹، ۶۰) حديث (۹۰).

''اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی بات سرگوشی میں کرو (یعنی کوئی مسئلہ دریافت کرو) تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ کر دیا کرو۔''

نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ایک دینار (صدقہ مقرر کرنے کے بارے میں) تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی: لوگ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: پھر نصف دینار؟ میں نے عرض کی: لوگ اس کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: پھر کتنا ہونا چاہیے؟ میں نے عرض کی: کچھ جو ہونے چاہئیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے تو بہت کم کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر یہ آیت نازل ہوئی:

''تو کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دو۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے تخفیفی حکم نازل کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔ حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ایک ''جو'' سے مراد ایک ''جو'' کے وزن جتنا سونا ہے۔ ابوجعد نامی راوی کا نام رافع ہے۔

شرح

سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ وخیرات کرنا:

ارشادِ خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؀ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؀ (المجادلہ: ۱۲-۱۳)

''اے ایمان والو! جب رسول (کریم) سے سرگوشی کرنے کا ارادہ کرو تو تم اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ کیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہت اچھا ہے اور نہایت پاکیزہ ہے۔ اگر تمہیں کچھ دستیاب نہ ہو، پس بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ کیا تم لوگ اپنی سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ کرنے سے گھبرا گئے ہو، پس جب تم نے نہ کیا تو اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی، پس تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اللہ خوب جاننے والا ہے جو تم کرتے ہو۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ یہاں مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم سے سرگوشی (علیحدگی میں راز کی بات) کرنا چاہے تو وہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرے۔ رقم کی مقدار متعین نہیں کی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں فرمایا: ''تمہاری رائے کے مطابق صدقہ کی مقدار کتنی ہونی چاہیے، کیا ایک دینار کافی ہوگا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ صدقہ زیادہ ہے، کیونکہ لوگ اتنی طاقت نہیں رکھتے، فرمایا: کیا نصف دینار کافی ہوگا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا: لوگ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ دریافت فرمایا: پھر کتنی مقدار کا تعین کیا جائے؟ عرض کیا: جو کے ایک دانے کی مقدار سونا (نصف گرام سونا)، فرمایا: تم نے بہت کم مقدار کا تعین کیا ہے۔''

اس صدقہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ کم سے کم سرگوشی کرنے کی کوشش کریں تاکہ آپ کا قیمتی وقت احکام کے نفاذ، اصلاح قوم اور امت کی تعلیم وتربیت کے لیے صرف ہو۔

فائدہ نافعہ:

اس حکم پر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور باقی صحابہ کرام کو عمل کا موقعہ میسر نہیں آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امت کے لیے تخفیف کا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی، جس میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔

حدیث معراج کے مطابق حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بھی نمازوں میں تخفیف کے حوالے سے امت محمدیہ کے لیے آسانی کا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی تو ان کا مقصد بھی پورا ہوا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پچاس نمازوں میں تخفیف کرکے پانچ نمازیں باقی رکھی گئیں اور ثواب پچاس نمازوں کے برابر عنایت کرنے کا اعلان ہوا۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔**

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ کرنے میں حکمتیں:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس صدقہ کرنے میں کئی حکمتیں ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- بارگاہِ رسالت کا ادب واحترام، عظمت وفضیلت نبوی اور رضاء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کا درس دینا مقصود ہے۔

خدا کی رضاء چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد

۲- اس صدقہ سے فقراء ومساکین کی معاونت کرنا۔

۳- مسلمانوں کو درس دینا مقصود ہے کہ وہ لایعنی وفضول سوالات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔

۴- جب بعض مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرتے تو دوسرے مسلمان خیال کرتے شاید وہ لوگ آپ کی تنقیص کرتے ہیں، اس طرح انہیں ذہنی پریشانی ہوتی تو اس سلسلہ کو ختم کرنے یا کم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

۵- مسلمانوں کی طرف سے بکثرت سوالات کرنے کا سلسلہ شروع ہوا جس سے آپ کو مشقت برداشت کرنا پڑتی، کیونکہ

تنفیذ احکام، تعلیم و تربیت امت، اصلاح عقائد وعبادات اور اصلاح معاملات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اصل مقصد تھا۔

۶- یہ بات واضح ہو جائے کہ کن لوگوں کو دنیا سے محبت ہے اور کن کو آخرت سے محبت ہے۔

۷- اہل ثروت لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوب سرگوشیاں کرتے تھے لیکن فقراء اس سعادت سے محروم رہتے تھے۔ آپ سے سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ لازم کرنے سے متمول لوگوں کی سرگوشیوں میں کمی واقع ہوگئی اور فقراء کو یہ سعادت میسر آنے لگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی سے قبل صحابہ کی طرف سے صدقہ نہ کرنے کی وجہ:

اس مقام پر مخالفین کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کیا جاتا ہے کہ انہوں نے صدقہ نہ دے کر اس بات کا ثبوت دیا کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت ومحبت نہیں تھی؟

اس اہم طعن کے متعدد جوابات ہیں:

۱- یہ حکم نافذ ہوتے ہی منسوخ ہو گیا۔

۲-صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غریب تھے اور وہ صدقہ دینے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

۳- یہ حکم ایک دن تک نافذ رہا پھر منسوخ ہو گیا، صحابہ کو اس پر عمل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔

۴- یہ حکم ایک رات دن باقی رہا پھر منسوخ ہو گیا۔

۵-قرآن کے اسرار و رموز اور احکام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کیا۔

3223 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ يَهُودِيًّا اَتَى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِه فَقَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا قَالَ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ سَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا رُدُّوْهُ عَلَيَّ فَرَدُّوْهُ قَالَ قُلْتَ السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَ نَعَمْ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا عَلَيْكَ مَا قُلْتَ قَالَ (وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا اور بولا:

"السام علیکم" (تمہیں موت آئے) لوگوں نے اسے سلام کا جواب دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے سمجھا کہ اس نے

3223۔ اخرجه البخاري في الادب المفرد ص (۳۲۱)، حديث (۱۱۱۲)، و ابن ماجه (۱۲۱۹/۲): كتاب الادب: باب: رد السلام على اهل الذمة، حديث (۳۶۹۷)، واحمد (۱۴۰/۳، ۲۱۴، ۲۳۴، ۱۴۴، ۱۹۲، ۲۸۹).

کیا کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ اس نے سلام کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ اس نے یہ کہا ہے۔ اسے واپس میرے پاس لے کر آؤ۔ لوگ اسے واپس لے کر آئے، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے السام علیکم کہا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، تو اس وقت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اہل کتاب میں سے کوئی تمہیں سلام کرے، تو جواب میں (عَلَیْكَ مَا قُلْتَ کہہ دیا کرو)۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے کہا: تم نے جو کہا ہے، وہ تم پر بھی نازل ہو (یعنی تمہیں بھی موت آئے)۔ راوی بیان کرتے ہیں: اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

"جب وہ تمہارے پاس آکر تمہیں ان الفاظ کے ذریعے سلام کرتے ہیں، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام نازل نہیں کیا۔" (یعنی اللہ تعالیٰ نے سلام کرنے کے لیے جن الفاظ کا حکم دیا ہے، اس سے مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

السلام کی بجائے السام کہنے میں یہود کی مذہبی شرارت:

ارشاد ربانی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۬ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (المجادلۃ: ۸)

"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی کرنے سے روکا گیا تھا، پھر وہ اسی کے درپے ہوئے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ وہ گناہ، سرکشی اور رسول کی نافرمانی کرنے کی سرگوشی کرتے ہیں اور جب وہ آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو وہ ان الفاظ سے آپ کو سلام کرتے ہیں، جن الفاظ کے ساتھ اللہ نے آپ کو سلام نہیں بھیجا۔ اور وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہمارے اس کہنے پر اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا؟ ان کے لیے جہنم کافی ہے وہ اس میں داخل ہوں گے۔ پس وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ ملاقات کے وقت اسلامی تعلیم کا ضابطہ یہ ہے کہ آنے والا السلام علیکم کہے اور سننے والا "وعلیکم السلام" کے الفاظ سے جواب دے۔ سلام کہنے سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے اور عداوت وکدورت ختم ہوتی ہے۔ جو بھی مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو وہ آداب کو بجالاتا ہوا نہایت عقیدت ومحبت سے "السلام علیکم" کے الفاظ عرض کرتا۔ یہود ونصاریٰ کو سلام کا یہ طریقہ پسند نہ آیا، وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو ایسے الفاظ سے سلام پیش کرتے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام نہیں فرمایا۔ اللہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں الفاظ

سلام کیا کرتے ہے۔ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ وہ لوگ (کفار) آپ کو بایں الفاظ سلام کرتے: السام علیکم۔ جس کا مطلب ہے تم پر ہلاکت ہو، گویا یہ بددعا ہے۔ حدیث باب کے مطابق ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح سلام کیا تو آپ نے سن کر صحابہ سے فرمایا: تم لوگ انہیں پیشگی سلام نہ کرو، اگر یہ سلام کریں تو تم انہیں یوں کہہ کر جواب دو: علیک ما قلت (تجھ پر بھی وہی ہو جو تو نے کہا)

اس سلسلہ میں مزید دو روایات حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دفعہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں الفاظ سلام کیا: السام علیک یا ابا القاسم۔ آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: وعلیکم۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ناراض ہو کر کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے سنا ہے۔ میں نے بھی انہیں وہی جواب دیا ہے جو جواب انہیں دینا چاہیے اور وہ یہ جواب ہمیں نہیں دیتے۔

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ یہودی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: السام علیک یا ابا القاسم! آپ نے جواب میں فرمایا: وعلیکم۔ میں نے یوں کہا: السام علیکم، اللہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! ٹھہرو، اللہ تعالیٰ بدزبانی کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں ہے میں بھی ان پر وہی جواب لوٹا دیتا ہوں جو وہ کہتے ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں تم پر بھی وہی چیز (ہلاکت) نازل ہو، تب یہ آیت نازل ہوئی: بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور یہ لوگ (یہود) کہتے ہیں: السام علیك اور السام سے مراد موت ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۶۹۲۴)

ذمی لوگوں کو سلام کا جواب دینے میں مذاہب آئمہ:

ذمی وہ کافر لوگ ہیں جو مسلمانوں کی حکومت کے زیر سایہ رہتے ہوں، حکومت کی طرف سے ان کی جان و مال اور عزت کے تحفظ کی یقین دہانی کرائی گئی ہو اور حکومت کی طرف سے ان پر ٹیکس بھی عائد کیا گیا ہو۔

یہ بات تو عیاں ہے کہ یہود و نصاریٰ کو پیشگی سلام نہ کیا جائے اور ان کی طرف سے سلام کرنے کی صورت میں وعلیکم کے الفاظ سے جواب دیا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ ذمی لوگ سلام کریں تو ان کو جواب دیا جائے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت امام شعبی اور حضرت امام قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ ان کے سلام کا جواب دیا جائے گا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے جواب کو واجب قرار دیا ہے۔ حضرت اشہب، حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے سوال کا جواب دینا واجب ہے، تاہم اگر جواب دینا ہو تو یوں دیا جائے: وعلیك۔ علامہ ابن طاؤس کے قول کے مطابق جواب میں یوں کہا جائے: علاك السلام یعنی تم سے سلامتی رفع ہو گئی ہے۔ بعض احناف کا موقف

ہے کہ انہیں یوں جواب دیا جائے: السلام (سین کی زیر کے ساتھ یعنی تم پر پتھروں کا نزول ہو) ان تمام اقوال میں سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول سنت کے زیادہ قریب ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَشْرِ

باب 59: سورۃ الحشر سے متعلق روایات

3224 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

متنِ حدیث: حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے بنو نضیر کے باغات جلوا دیئے تھے اور آپ ﷺ نے ان کے درخت کٹوا دیئے تھے۔ یہ "بویرہ" کے مقام کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"تم نے کھجور کے جن درختوں کو کاٹ دیا یا جنہیں ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت تھا تاکہ وہ گناہگاروں کو رسوا کردے۔"

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3225 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

متنِ حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا) قَالَ اللِّيْنَةُ النَّخْلَةُ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ قَالَ اسْتَنْزَلُوْهُمْ مِنْ حُصُوْنِهِمْ قَالَ وَاُمِرُوْا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَحَكَّ فِي صُدُوْرِهِمْ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَتَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْاَلَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَنَا فِيْمَا قَطَعْنَا مِنْ اَجْرٍ وَهَلْ عَلَيْنَا فِيْمَا تَرَكْنَا مِنْ وِزْرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا) الْاٰيَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ سند: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَمِعَ مِنِّي مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:
''تم نے جن کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا یا جن کو ان کی جگہ قائم رہنے دیا''۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، یہاں آیت میں استعمال ہونے والے لفظ ''لینہ'' سے مراد کھجور کا درخت ہے۔
(ارشاد باری تعالیٰ ہے) ''تاکہ وہ فاسق لوگوں کو رسوا کر دے''۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ان مسلمانوں نے ان یہودیوں کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا تھا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ان لوگوں کو کھجوروں کے درخت کاٹنے کا حکم دیا گیا' تو ان کے ذہن میں کھٹک پیدا ہوئی' تو کچھ لوگوں نے کہا، بعض درخت کاٹ دیئے ہیں اور بعض چھوڑ دیئے ہیں۔ اس بارے میں ہم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے دریافت کریں گے کہ جن درختوں کو ہم نے کاٹا ہے' اس کے بارے میں اللہ سے کوئی اجر پائیں گے؟ یا جو درخت ہم نے چھوڑ دیئے اس کے بارے میں کوئی گناہ ہے؟
تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی:
''تم نے کھجور کے جو درخت کاٹ دیئے یا جن کو ان کی بنیادوں پر کھڑا چھوڑ دیا ہے''۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔
بعض راویوں نے اس کو حفص بن غیاث کے حوالے سے' سعید بن جبیر سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔
یہ روایت عبداللہ بن عبدالرحمٰن (امام دارمی) نے ہارون بن معاویہ کے حوالے سے' حفص بن غیاث کے حوالے سے' حبیب بن ابی عمرہ کے حوالے سے' سعید بن جبیر کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ حدیث سنی ہے۔

شرح

سورہ حشر مدنی ہے جو تین (۳) رکوع، چوبیس (۲۴) آیات، سات سو پینتالیس (۷۴۵) کلمات اور ایک ہزار سات سو بارہ (۱۷۱۲) حروف پر مشتمل ہے۔

صحابہ کا بنو نضیر کے بعض درختوں کو کاٹنا اور بعض کو باقی رکھنا:

ارشاد ربانی ہے:
مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (الحشر: ۵)
''کھجوروں کے درخت جو تم نے کاٹ دیئے یا جن درختوں کو ان کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا، سو وہ اللہ کے حکم سے ہوا تاکہ وہ فاسق لوگوں کو ذلیل کرے''۔
اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ ۴ھ کو ربیع الاول کے مہینہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ

ہمیت مقام ''البویرہ'' پہنچے اور وہاں موجود بنونضیر کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا، کیونکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے ہوئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غزوۂ احد کے موقع پر کفار مکہ کی خوب معاونت کی تھی۔ بنونضیر کے قلعہ بند ہونے پر مسلمانوں نے ان کے چھ درخت کاٹ ڈالے اور چھ جلا ڈالے۔ امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ایک درخت کاٹا گیا تھا اور ایک جلایا گیا تھا۔

ایک روایت کے مطابق جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کی بستی کے پاس پہنچے تو وہ قلعوں میں بند ہو گئے اور آپ نے ان کے درخت کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا، مسلمانوں کی طرف سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ نے خود فساد کی مذمت کی ہے اور اس سے منع بھی کیا ہے پھر درختوں کے کاٹنے کا جلانے کا حکم بھی دے رہے ہیں؟ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

بعض صحابہ نے تذلیل کی بناء پر درخت کاٹ دیئے اور بعض نے فساد کی بناء پر چھوڑ دیئے تھے۔ بعض مسلمانوں کا درختوں کو کاٹنا اور جلانا بھی درست تھا اور بعض کا درختوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا بھی صحیح تھا، کیونکہ یہ صحابہ کا اجتہاد تھا جنہوں نے درخت کاٹے اور جلائے تھے ان کا مقصد دشمن کی ذلت تھی اور جنہوں نے چھوڑ دیئے تھے ان کا مقصد فساد سے احتراز کرنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! جو ہم نے کارروائی کی ہے اس کا ہمیں ثواب ملے گا یا مؤاخذہ ہوگا؟ تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

''تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ دیئے ہیں یا جن کو تم نے اپنی جڑوں پر چھوڑ دیا، سو وہ اللہ کے اذن سے ہوا، تاکہ وہ فاسقوں کو ذلیل وخوار کرے۔''

سوال: دشمن کے درخت کاٹنے، جلانے اور انہیں باقی رکھنے کی کارروائی صحابہ کرام کے اجتہاد سے ہوئی، دریافت طلب یہ بات ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد کرنے کا کیا مطلب ہوا؟

جواب: یہ بات کہنا کہ ہر مجتہد حق پر ہوتا ہے، غلط ہے، اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کا اجتہاد درست نہیں تھا، درحقیقت یہ ساری کارروائی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی تھی اور آپ کا اجتہاد حق ہے۔ دشمن کے اموال کے بارے میں قرآن کا حکم کوئی واضح نہیں تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر دشمن کے درختوں کے بارے میں صحابہ کرام کو کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ یاد رہے آپ کا اجتہاد: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ کا آئینہ دار ہے۔

3226 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ بَاتَ بِهٖ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ اِلَّا قُوْتُهٗ وَقُوْتُ صِبْيَانِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ

3226- اخرجه البخاری (۱٤۹/۷): كتاب مناقب الانصار: باب: قوله الله عزوجل: (ويؤثرون على انفسهم و لو كان بهم خصاصة) (الحشر: ۹)، حديث (۳۷۹۸) وطرفه فی (٤۸۸۹)، و من الادب المفرد ص (۲۱۸)، حديث (۸٤۷)، و مسلم (۱٦۲٤/۳)، كتاب الشربة: باب: اكرام الضيف و فضل ايثاره، حديث (۲۰۵٤/۱۷۳).

نَوِّمِي الصِّبْيَةَ وَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ)

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک انصاری کے ہاں ایک مہمان رات کے وقت ٹھہرا، اس انصاری کے پاس صرف اپنے اور اپنے بچوں کے لیے خوراک تھی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: تم بچوں کو سلا دو، چراغ بجھا دو (اور جو کچھ بھی تمہارے پاس کھانے کے لیے ہے) اسے مہمان کے قریب کر دو' تو اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اور وہ دوسروں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود ان کو فاقہ لاحق ہو جائے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دوسرے لوگوں کو اپنے آپ پر ترجیح دینا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ (الحشر: ۹)

''اور (یہ دولت) ان لوگوں کے لیے ہے جو دار ہجرت میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا چکے ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں جس نے ان کی طرف ہجرت کی اور وہ اپنے دلوں میں اس کی کوئی طلب نہیں پاتے جو ان مہاجروں کو دی گئی ہے اور وہ دوسروں (دوسرے لوگوں) کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود اس کی سخت ضرورت ہو اور جن کو ان کے نفسوں کے بخل سے بچایا گیا، سو وہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اس مقام پر اصل مضمون یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کی یہ شان ہے' جہاں وہ اپنے اہل خانہ کی ضروریات پوری کرتے ہیں وہاں وہ دوسرے مسلمان بھائیوں کی ضرورتوں کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک شب کو ایک مہمان آیا، بچوں کے کھانا کے علاوہ گھر میں کوئی چیز موجود نہیں تھی، عام دستور یہ تھا کہ میزبان، مہمان کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ آپ نے اپنی زوجہ سے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر (بھوکے) سلا دو اور ان کا کھانا مہمان کے لیے لے آئیں اور جونہی کھانا ہمارے پاس رکھ دیا جائے تو درست کرنے کے بہانے چراغ گل کر دیا جائے، چنانچہ حسب حکم زوجہ باوفا نے ایسا ہی کیا۔ آپ خالی ہاتھ برتن کی طرف لاتے اور واپس لے جاتے اور خالی منہ ہلاتے رہے' جبکہ مہمان نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔ یہ واقعہ پیش آنے پر قرآن کریم کی یہ

آیت نازل ہوئی: ''وہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں خواہ خود فاقہ سے ہوں۔''

جب حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے طلحہ! مبارک ہو! آپ کی رات والی مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کو پسند آئی ہے اور آپ کی تعریف فرمائی ہے۔

سوال: اپنی تمام دولت صدقہ کرنا تو منع ہے، کیونکہ ایسی صورت میں وہ غیر کا محتاج ہوگا اور دست سوال دراز کرے گا جو حرام ہے؟

جواب: حالات کے اعتبار سے لوگ مختلف قسم کے ہوتے ہیں، کوئی صبر کرنے والے ہوتے ہیں مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنہوں نے غزوہ تبوک کے موقع پر گھر کا تمام سامان اللہ کی راہ میں پیش کر دیا تھا' تو ان کے لیے یہ ممانعت نہیں ہے۔ جن لوگوں میں صبر اور جذبہ ایثار کم ہو، وہ گھر کا تمام سامان خرچ نہیں کرتے تاکہ فاقہ پر نوبت نہ آئے اور دست سوال نہ دراز کرنا پڑے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُمْتَحِنَةِ

باب 60: سورۃ الممتحنہ سے متعلق روایات

3227 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ فِيْهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَخَرَجْنَا تَتَعَادٰی بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِی الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِیْ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا قَالَ فَاَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ اِلٰی نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ كُنْتُ امْرَاً مُلْصَقًا فِیْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِیْ ذٰلِكَ مِنْ نَسَبٍ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِیْ وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِیْ وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ

3227۔ اخرجه البخاری (۱۶۶/۶، ۱۶۷): كتاب الجهاد والسير: باب: الجاسوس و قول الله عزوجل: (لاتتخذوا عدوى و عدوكم اولياء) حديث (۳۰۰۷)، واطرافه فی (۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، ۶۲۵۹، ۶۹۳۹)، و مسلم (۱۹۴۱/۴): كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل اهل بدر رضی الله عنهم و قصة حاطب بن ابی بلتعة، حديث (۲۴۹۴/۱۶۱)، و ابوداؤد (۴۷/۳): كتاب الجهاد: باب: فی الجاسوس اذكان مسلماً، حديث (۲۶۵۰)، و احمد (۷۹/۱)، و الحميدی (۲۷/۱)، حديث (۴۹).

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا فَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ وَفِيهِ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ) السُّورَةَ

قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ وَّكَانَ كَاتِبًا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِيهِ عَنْ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

اختلافِ روایت: وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ نَحْوَ هٰذَا وَذَكَرُوا هٰذَا الْحَرْفَ وَقَالُوا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِيهِ فَقَالَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے مجھے زبیر اور مقداد بن اسود کو بھیجا اور فرمایا: تم لوگ روانہ ہو جاؤ اور خاخ کے باغ تک پہنچو، وہاں ایک عورت ہو گی جس کے پاس ایک خط ہو گا، تم وہ اس سے لے کر میرے پاس آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے خاخ کے باغ تک پہنچے تو وہاں ہمیں ایک عورت مل گئی، ہم نے اس کو کہا: وہ خط ہمیں دیدو۔ وہ بولی، میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اسے کہا: یا تو تم خط نکال کر دو گی یا پھر اپنے کپڑے اتارو گی (یعنی جامہ تلاشی دو گی) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس عورت نے اپنے بالوں کی چوٹی میں سے وہ خط نکال دیا۔

ہم وہ خط لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ خط حاطب بن ابوبلتعہ کی جانب سے ان مشرکین مکہ کے نام تھا جس میں انہیں نبی اکرم ﷺ کے کسی راز کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں، میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش کے ساتھ رہا ہوں، میں ان کا فرد نہیں ہوں۔ آپ کے ساتھ جتنے بھی مہاجرین ہیں ان کی رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل خانہ اور مکہ میں موجود ان کے اموال کی حفاظت کریں گے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ چونکہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تو ان پر کوئی احسان کر دوں جس کی وجہ سے وہ میرے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھیں۔ میں نے یہ عمل کفر کی وجہ سے یا اپنے دین سے مرتد ہونے کی وجہ سے یا اسلام قبول کرنے کے بعد کفر سے راضی ہونے کی وجہ سے نہیں کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ بدر میں شریک ہوا ہے، تمہیں کیا معلوم؟ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا ہو: اب تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: اسی بارے میں یہ سورۃ نازل ہوئی تھی:

''اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ''

عمرو نامی راوی بیان کرتے ہیں، میں نے ابن ابورافع کی زیارت کی ہے، وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سیکریٹری تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔

کئی راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے نقل کیا اور انہوں نے اس میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یا تو تم خط نکال دو گی' یا اپنے کپڑے اتار دو گی۔

جبکہ بعض راویوں نے اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' اور انہوں نے اس میں یہ الفاظ استعمال کیے ہیں: یا تو تم خط نکال دو گی' یا ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے۔

شرح

سورہ ممتحنہ مدنی ہے جو دو (۲) رکوع، تیرہ (۱۳) آیات، تین سو اڑتالیس (۳۴۸) الفاظ اور ایک ہزار پانچ سو دس (۱۵۱۰) حروف پر مشتمل ہے۔

خفیہ طور پر فتح مکہ کی تیاری:

ارشاد ربانی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ○ (الممتحنۃ: ۱)

''اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو جبکہ وہ اس حق کا انکار کرتے ہیں جو تمہارے پاس آ چکا ہے۔ وہ رسول اور تم لوگوں کو اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضا طلب کرنے کے لیے نکلے ہو تو تم ان کی طرف دوستی کا خفیہ پیغام بھیجتے ہو، اور میں خوب جانتا ہوں جس کو تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا، اور تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا وہ راہ راست سے بھٹکا ہوا ہے۔''

اس آیت کا شان نزول حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ اور مسلمانوں

کے مابین جو معاہدہ ہوا تھا، مسلمانوں کی طرف سے اس کا احترام کیا گیا اور کبھی بھی اس کی خلاف ورزی نہیں ہوئی جبکہ قریش کی جانب سے اس معاہدہ کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی ایک مثال یہ ہے کہ جب بنو بکر اور بنو خزاعہ قبائل کے مابین جنگ ہوئی تو کفار مکہ نے بنو خزاعہ کے مقابلہ میں بنو بکر کی سیاسی و مالی معاونت کی تھی۔ بنو خزاعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے، وہ مدینہ طیبہ پہنچے اور قریش مکہ کی اس حرکت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ صورتحال سامنے آنے پر آپ ناراض ہوئے اور دل ہی دل میں قریش کو سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح آپ کے حکم سے مسلمانوں نے نہایت رازداری سے فتح مکہ کی تیاری شروع کر دی۔ آپ نے اس موقع پر یوں دعا کی: ''اے پروردگار! جاسوس کو اندھا کر دے اور ہماری خبروں کو قریش تک پہنچنے سے روک دے۔''

مسلمان فتح مکہ کی تیاری خفیہ طور پر کرنے میں مصروف تھے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط کے ذریعے مسلمانوں کی تیاری کے بارے میں قریش مکہ کو اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ تم لوگ ان کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ یہ خط راز داری سے ایک عورت کے ذریعے مکہ روانہ کر دیا۔ ادھر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خط کے بارے میں مطلع کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم کو مقام روضہ خاخ پر روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں ایک اونٹ سوار عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے اور وہ خط میرے پاس لے آؤ۔ اصحاب ثلاثہ مذکورہ مقام پر پہنچے، اونٹ سوار عورت سے خط کا مطالبہ کیا اور عورت نے اپنے سر کے بالوں سے خط نکال کر دے دیا۔ وہ اصحاب خط لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خط آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ خط حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے کفار مکہ کے نام تھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہم کی تیاری کے بارے میں اطلاع دی گئی تھی۔ یہ خط دیکھ کر آپ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے یوں مخاطب ہوئے: اے حاطب! ترسیل خط والا کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بارے میں فیصلہ جلدی سے نہ کریں۔ میں اس کی وضاحت کرتا ہوں۔ میں ایسا شخص ہوں جو قریش کے ساتھ متعلق ہوں، میں ان کے خاندان کا فرد نہیں ہوں، آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی ان سے قرابت داریاں ہیں، وہ رشتہ داری کی وجہ سے ان کے اہل و عیال اور مال و دولت جو مکہ میں رہ گئی ہے ان کی حفاظت کریں گے۔ میں نے سوچا جب یہ چیز میرے ہاتھ سے نکل گئی، قریش مکہ سے نسبی ناطہ منقطع ہو گیا تو ان کے ساتھ حسن سلوک کون کرے گا، تو میں قریش کے ساتھ کوئی احسان کروں تا کہ وہ بھی میرے اقرباء کے ساتھ احسان کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاطب نے بالکل درست کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت کے مطابق ہوئے اس موقع پر بھی عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! حاطب بدری صحابہ میں شمار ہوتے ہیں جن کی بخشش کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے۔ اس موقع پر سورہ ممتحنہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو خصوصیت سے یہ درس دیا گیا ہے: ''تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ہرگز اپنا دوست نہ بناؤ۔''

سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدری صحابہ کی بخشش کرنے کا جو وعدہ کیا گیا ہے، وہ کس آیت یا حدیث میں مذکور ہے؟

جواب: ان صحابہ کا تذکرہ اسی حدیث کے ان الفاظ میں مذکور ہے: ما ثبت باقتضاء النص یعنی ان الفاظ میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

3228 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُ إِلَّا بِالْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ (إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ) الْآيَةَ

حدیثِ دیگر: قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُوْسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ صرف اس آیت کی وجہ سے امتحان لیا کرتے تھے، جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"جب مومن عورتیں تمہارے پاس بیعت کرنے کے لیے آئیں۔"

معمر بیان کرتے ہیں، طاؤس کے صاحبزادے نے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے)

نبی اکرم ﷺ کے دستِ مبارک کو کسی بھی عورت نے نہیں چھوا، ماسوائے اس عورت کے، جس کے آپ ﷺ مالک تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3229 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ

متنِ حدیث: قَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ مَا هٰذَا الْمَعْرُوْفُ الَّذِي لَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَعْصِيَكَ فِيْهِ قَالَ لَا تَنُحْنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بَنِي فُلَانٍ قَدْ أَسْعَدُوْنِي عَلٰى عَمِّي وَلَا بُدَّ لِي مِنْ قَضَائِهِنَّ فَأَبٰى عَلَيَّ فَأَتَيْتُهُ مِرَارًا فَأَذِنَ لِي فِي قَضَائِهِنَّ فَلَمْ أَنُحْ بَعْدَ قَضَائِهِنَّ وَلَا عَلٰى غَيْرِهِ حَتَّى السَّاعَةَ وَلَمْ يَبْقَ مِنَ النِّسْوَةِ امْرَأَةٌ إِلَّا وَقَدْ نَاحَتْ غَيْرِي

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

3228۔ اخرجه البخاری (۲۱٦/۱۳): كتاب الاحكام: باب: بيعة النساء حديث (۷۲۱٤)، ومسلم (۱٤۰۰۹): كتاب الامارة: باب كيفية بيعة النساء، حديث (۱۸٦٦/۸۸)، ابوداؤد (۱۳۳/۳)، كتاب الخراج والامارة والفئ: باب: ما جاء في البيعة، حديث (۲۹٤۱)، وابن ماجه (۹۵۹/۲، ۹٦۰): كتاب الجهاد: باب: بيعة النساء، حديث (۲۸۷۵)، واحمد (۱۱٤/٦، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱٦۳، ۲۷۰).

3229۔ اخرجه ابن ماجه (۵۰۳/۱): كتاب الجنائز: باب: في النهي عن النياحة، حديث (۱۵۷۹)، واحمد (۳۲۰/٦).

فی الباب: وَفِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

توضیح راوی: قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ

◆◆ سیدہ ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک عورت نے عرض کی، اس معروف سے مراد کیا ہے؟ جس کے حوالے سے ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم اس بارے میں آپ ﷺ کی نافرمانی کریں۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نوحہ نہ کرنا۔

(سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! بنو فلاں نے میرے چچا کے انتقال پر نوحہ کیا تھا تو میں اس کا بدلہ دینا چاہتی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے کئی مرتبہ اس کی اجازت مانگی تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس کا بدلہ دینے کی اجازت دے دی۔

سیدہ ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، اس کے بعد میں نے کبھی کسی کے انتقال پر خواہ وہ بھائی ہو یا کوئی اور ہو اس پر نوحہ نہیں کیا جبکہ ان بیعت کرنے والی خواتین واحد عورت کسی نے کسی کو وفات پر نوحہ ضرور کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ایک روایت کے مطابق یہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

عبد بن حمید کہتے ہیں: اُم سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا ہی اسماء بنت یزید بن سکن ہیں۔

3230 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ

متنِ حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (إِذَا جَائَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ) قَالَ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا جَائَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتُسْلِمَ حَلَّفَهَا بِاللَّهِ مَا خَرَجْتُ مِنْ بُغْضِ زَوْجِي مَا خَرَجْتُ إِلَّا حُبًّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''جب مؤمن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا امتحان لو''

راوی بیان کرتے ہیں، جب کوئی خاتون آپ ﷺ کے پاس آتی تو آپ ﷺ اس سے اللہ کی قسم! لیتے کہ میں اپنے شوہر سے کسی ناراضگی کی وجہ سے مکہ نکل کر نہیں آئی ہوں میں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے آئی ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔

شرح

عورتوں سے بیعت اور امتحان لینا:

ارشاد خداوندی ہے:

۱-يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

(الممتحنہ:۱۰)

۲-يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (الممتحنہ:۱۲)

۱-''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو، اللہ ان کے ایمان کے بارے میں زیادہ جانتا ہے۔ پس اگر تمہیں ان کے ایمان کا یقین ہو جائے تو انہیں کفار کی طرف مت جانے دو۔ نہ مؤمن عورتیں کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار مؤمنات کے لیے حلال ہیں، تم وہ خرچ واپس کر دو جو کفار نے مؤمنات پر کیا۔ مؤمن عورتوں سے نکاح کرنے میں تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے جب تم ان کے مہر ادا کر دو۔ تم بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رکھو اور جو تم نے ان عورتوں کے مہر میں جو کچھ خرچ کیا ہے وہ واپس لے لو اور کفار نے جو کچھ خرچ کیا وہ واپس لے لیں۔ یہ اللہ کا ایسا حکم ہے جس کا وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ اور اللہ بہت جاننے والا حکمت والا ہے۔''

۲-''اے نبی! جب آپ کے پاس مؤمن عورتیں حاضر ہوں تو وہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی، وہ چوری نہیں کریں گی، وہ زنا کا ارتکاب نہیں کریں گی، وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے بہتان نہیں گھڑیں گی، نہ وہ دستور کے مطابق آپ کی نافرمانی کریں گی اور آپ ان کے لیے اللہ سے بخشش دستور طلب کریں۔ بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ پہلی آیت میں دار الحرب سے دار الہجرت میں آنے والی مسلمان عورتوں سے امتحان لینے کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے ایمان کے استحکام کی غرض سے ہجرت کی ہے یا کسی اور مقصد کے پیش نظر؟ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان خواتین سے امتحان چھ امور کی بناء پر لیا

کرتے تھے جو دوسری آیت میں مذکور ہیں۔ وہ چھ باتیں یہ ہیں: (۱) شرک کا ارتکاب نہ کرنا، (۲) چوری نہ کرنا، (۳) زنا کا ارتکاب نہ کرنا، (۴) بہتان کی اولاد نہ لانا، (۵) بچوں کو قتل نہ کرنا، (۶) مشروع امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت لیتے تو عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے۔ آپ زبانی اقرار کرواتے یا کپڑا پکڑا کر بیعت لیتے تھے۔

مہاجر عورتوں سے امتحان لینے کا طریقہ کار:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر خواتین سے امتحان لیتے تھے کہ ان کی ہجرت کا اصل مقصد کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان سے امتحان لینے کی کیفیت کیا تھی؟ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ امتحان (آزمانے) کی کیفیت یہ ہوا کرتی تھی جو مسلمان عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو اس بات پر حلف لیتے تھے کہ وہ اپنے شوہر سے ناراض ہو کر یا ایک خطہ سے دوسرے خطہ میں منتقل ہونے یا آب وہوا کی تبدیلی یا کسی آفت ومصیبت سے نجات حاصل کرنے یا طلب دنیا کے لیے نہیں آئی بلکہ وہ محض اسلام اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لیے آئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سبیعہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی حلف لیا پھر انہیں واپس جانے سے روک لیا، ان کے کافر شوہر کو مہر کی شکل میں جتنا خرچ ہوا تھا اسے ادا کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا۔ جو مرد حضرات مکہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے انہیں واپس کر دیتے تھے مگر خواتین کا امتحان لینے کے بعد انہیں واپس جانے سے منع کر دیتے تھے اور اس کے مشرک شوہر کو مہر کا خرچ دے دیتے تھے۔

مکہ سے ہجرت کی غرض سے مدینہ آنے والی مسلمان عورتیں:

مذکورہ آیت کا شان نزول یوں بیان کیا جاتا ہے کہ مکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں اور دونوں ہی مشرکہ تھیں، ہجرت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان سے نکاح منقطع ہو گیا۔ پھر ان دونوں میں سے ایک سے معاویہ بن سفیان نے نکاح کیا جبکہ دوسری کا نام کلثوم بنت عمرو تھا، جس سے ابوجہم بن حذافہ نے نکاح کر لیا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۷۳۳)

امام شعبی کے مطابق مکہ میں حضرت زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ابو العاص بن الربیع کے عقد میں تھیں اور وہ مسلمان تھیں۔ وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں جبکہ ابو العاص مکہ میں حالت شرک میں تھا۔ جب وہ مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ واپس بھیج دیا تھا۔

اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ سے مکہ جانے والی عورتیں:

جس طرح مکہ سے مدینہ طیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خواتین نے اسلام قبول کیا پھر وہ واپس نہ آئیں، اسی طرح کچھ بدقسمت وناعاقبت اندیش ایسی عورتیں بھی تھیں جو اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے مکہ (کفار کی طرف) مکہ واپس چلی گئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ایسی خواتین کی تعداد چھ ہے، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) ام الحکم بنت ابی سفیان: یہ عیاض بن شداد فہری کی بیوی تھی۔ (۲) فاطمہ بنت ابی امیہ: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ (۳) بروع بنت عقبہ: یہ حضرت شماس بن عثمان کی بیوی تھی۔ (۴) عزہ بنت عبدالعزیز: یہ حضرت عمرو بن عبدود کی زوجہ تھی۔ (۵) ہند بنت ابی جہل: یہ ہشام بن ابی العاص بن وائل رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ (۶) ام کلثوم بنت جرول: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھی۔

یہ تمام خواتین اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے کفار کی طرف عازم سفر ہو گئی تھیں۔

سوال: کیا فریقین کے سابق شوہروں کو ان کے ادا کردہ مہر کی رقم اب بھی واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کا مؤقف ہے کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، لہٰذا اب واجب نہیں ہے۔ بعض علماء اس حکم کو غیر منسوخ قرار دیتے ہیں، لہٰذا ان کے نزدیک اب بھی یہ حکم نافذ العمل اور واجب ہے۔ حضرت امام ابوبکر رازی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق یہ حکم منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے: وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ: ۱۸۸) "اور تم ایک دوسرے کا مال ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ۔"

علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی اس حکم کا ناسخ ہے: "کسی مسلمان کا مال اس کی مرضی کے بغیر لینا حلال نہیں ہے۔" (احکام القرآن للجصاص، ج:۳، ص:۴۴۱)

نوحہ ماتم کرنا حرام ہونا:

میت پر چیخ و پکار کرنا، زور زور سے رونا اور اس کے مبالغہ آمیز کمالات بیان کرتے ہوئے آہ و بکاہ کرنا ممنوع و حرام ہے۔ ہجرت کر کے آنے والی خواتین سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چھ امور کا اقرار کراتے تھے (امتحان لیتے) ان میں سے ایک چیز یہ بیان ہوئی ہے:

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ "یعنی مشروع امور میں وہ آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔"

حدیث باب میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت یزید والی روایت میں نوحہ کرنے کا اذن حاصل کرنے والی خاتون کو وقتی اجازت سے میت پر جواز نوحہ ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ کسی بھی قانون میں تبدیلی کے وقت پیش آنے والی پیچیدگی کو حکمت عملی اور کسی مصلحت کے تحت حل کیا جاتا ہے، جس سے اصل قانون ہرگز متاثر نہیں ہوتا۔

بَابٌ وَمِنْ سُوْرَةِ الصَّفِّ

باب 61: سورۃ صف سے متعلق روایات

3231 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ

3231 اخرجه الدارمي (۲/ ۲۰۰): كتاب الجهاد: باب: الجهاد في سبيل الله افضل العمل، و احمد (۵/ ۴۵۲).

متن حدیث: قَالَ قَعَدْنَا نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا لَوْ نَعْلَمُ اَىَّ الْاَعْمَالِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ لَعَمِلْنَاهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ يَحْيٰى فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا ابْنُ كَثِيْرٍ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ خُوْلِفَ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ فِىْ اِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِىْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَوْ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَرَوَى الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيْرٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے، ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے، ہم نے یہ کہا: اگر ہم کو اس بات کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم وہ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے ہو۔''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ہمارے سامنے تلاوت کی۔

ابوسلمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ آیت ہمارے سامنے تلاوت کی۔

یحییٰ نامی راوی بیان کرتے ہیں، ابوسلمہ نامی راوی نے یہ آیت ہمارے سامنے تلاوت کی تھی۔

ابن کثیر نامی راوی بیان کرتے ہیں، امام اوزاعی نے یہ آیت ہمارے سامنے تلاوت کی تھی۔

عبداللہ (امام دارمی) بیان کرتے ہیں، ابن کثیر نامی راوی نے یہ آیت ہمارے سامنے تلاوت کی تھی۔

اس حدیث کی سند میں محمد بن کثیر نامی راوی سے اختلاف کیا گیا ہے' جو اوزاعی سے منقول ہے۔

امام ابن مبارک نے اس روایت کو امام اوزاعی کے حوالے سے' یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے' ہلال بن ابومیمونہ کے حوالے سے' عطا بن یسار کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے' یا شاید ابوسلمہ کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ولید بن مسلمہ نے اس روایت کو امام اوزاعی کے حوالے سے نقل کیا ہے' جیسے محمد بن کثیر نے نقل کیا ہے۔

شرح

سورہ صف مکی ہے جو دو (۲) رکوع، چودہ (۱۴) آیات، دو سو اکیس (۲۲۱) کلمات اور نو سو چھبیس (۹۲۶) حروف پر مشتمل ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت:

ارشاد ربانی ہے:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (الصف: ۱،۲)

"زمین وآسمان کی ہر چیز نے اللہ کی تسبیح بیان کی، اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! جو عمل تم نہیں کرتے وہ (دوسروں کو) کیوں کہتے ہو۔"

ان آیات کی تشریح حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ کثیر صحابہ کی باہم گفتگو ہوئی کہ اگر ہمیں اس بات کا علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ تو ہم تاحیات اسے اپنے معمولات کا حصہ بنالیں اور اسے کرتے ہوئے اپنی زندگیاں ختم کرلیں۔

اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو جواب میں سورہ صف نازل ہوئی، جس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک بہترین عمل اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ اس مقام پر جہاد کے کئی مطالب ومفاہیم ہو سکتے ہیں:

۱- اعلاء کلمۃ الحق کے لیے سعی وکوشش کرنا۔

۲- اعلاء اسلام کے لیے دشمن سے جہاد کرنا۔

۳- مسلمانوں کی اصلاح وتربیت کے لیے وعظ وتبلیغ کرنا۔

۴- اشاعت اسلام کے لیے درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری کرنا۔

۵- سلطان وقت کے سامنے کلمہ حق کہنا۔

۶- کسی سے مغلوب ہوئے بغیر ہمیشہ حق بات کہنا۔

کائنات میں ہمہ وقت تسبیح وتہلیل کا سلسلہ جاری رہنا:

کائنات میں ہمہ وقت آسمان وزمین کی ہر چیز ذکر باری تعالیٰ میں مصروف رہتی ہے اور یہ ذکر تسبیح وتہلیل کی شکل میں ہوتا ہے۔ سورہ صف میں ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ "آسمانوں کی ہر چیز نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور زمین کی بھی ہر چیز نے۔"

سورہ جمعہ میں تسبیح باری تعالیٰ بیان کرنے کے لیے مضارع کا صیغہ استعمال ہوا ہے: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

الْاَرْضِ یعنی آسمانوں کی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور زمین کی بھی ہر چیز اس کی تسبیح خوان رہتی ہے۔

سورۃ الاعلیٰ میں تسبیح بیان کرنے کے لیے امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ○ ''آپ اپنے پروردگار اعلیٰ کی تسبیح بیان کریں۔''

ان مختلف صیغوں سے زمین و آسمان کی ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا یہی مطلب بنتا ہے پوری کائنات میں ذکر الٰہی کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

فائدہ نافعہ:

مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ہمہ وقت زمین کے کسی نہ کسی خطہ میں نماز کا وقت موجود ہوتا ہے اور نماز کے وقت میں اذان پڑھی جاتی ہے، جبکہ نماز ذکر الٰہی اور ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ روئے زمین میں ہمہ وقت ذکر الٰہی اور ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

حدیث باب کی خصوصیت واہمیت:

محدثین کے ہاں اس حدیث کی اہمیت اور خصوصیت اس سے عیاں ہے کہ اس کی تشریح میں انہوں نے یادگار کتب تصنیف فرمائی ہیں، جن میں انہوں نے مسلسلات بیان کی ہیں، ان میں سے چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) مسلسلات لعبد الحرمین الدمیاطی (۲) مسلسلات لابن جوزی (۳) مسلسلات لضیاء المقدسی (۴) مسلسلات لشمس الدین السخاوی (۵) مسلسلات کبیری (۶) جیاد المسلسلات للسیوطی (۷) مسلسلات لحسین بن علی (۸) مسلسلات شمس الدین مجید بن طیب (۹) مسلسلات الحافظ محمد احمد بن عقیلہ (۱۰) اعلی المسلسلات لحافظ مرتضی زبیدی (۱۱) مسلسلات لعبد اللہ محمد بن احمد (۱۲) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین لشاہ و اللہ دہلوی وغیرہ۔

بَاب وَمِنَ الْجُمُعَةِ

باب 62: سورۃ الجمعہ سے متعلق روایات

3232 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ (وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ) قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُ قَالَ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِيْنَا قَالَ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَلْمَانَ يَدَهُ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ

توضیح راوی: ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِيٌّ وَثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ شَامِيٌّ وَأَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی تلاوت کی۔ جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے:

''اور ان میں سے بعد میں آنے والے لوگ جو ابھی ان سے ملے بھی نہیں ہیں۔''

تو ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں' جو ابھی ہم سے ملے بھی نہیں ہیں۔

تو نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

راوی بیان کرتے ہیں، اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے درمیان موجود تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر رکھا اور ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' اگر ایمان ثریا ستارے پر ہو' تو ان میں سے کچھ لوگ وہاں بھی پہنچ جائیں گے۔

ثور بن زید مدنی ہیں جبکہ ثور بن یزید شامی ہیں۔ ابوالغیث نامی راوی کا نام سالم ہے' اور یہ عبداللہ بن مطیع کے آزاد کردہ غلام ہیں' یہ مدنی ہیں اور ثقہ ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔

عبداللہ بن جعفر نامی راوی علی بن مدینی کے والد ہیں۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

یہ روایت دیگر سند کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

سورہ جمعہ مدنی ہے جو دو (۲) رکوع، گیارہ (۱۱) آیات، ایک سو اسی (۱۸۰) کلمات اور سات سو اڑتالیس (۷۴۸) حروف پر مشتمل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب وعجم کی طرف مبعوث ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (الجمعہ ۲-۴)

''وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے دوسروں کو بھی جو ابھی پہلوں سے نہیں ملے، اور وہ غالب بڑی حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اسے عنایت کرتا ہے۔ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ ان آیات میں آپ کی امت دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے: (۱) امیین: اس سے مراد عرب کے وہ لوگ ہیں جو بعثت نبوی کے وقت جزیرۃ العرب کے باسی تھے، ان کی اکثریت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد تھی اور وہ سب کے سب ناخواندہ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ (۲) غیر امیین: اس سے مراد تمام اہل عجم ہیں، ان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پہلی امت کے واسطہ سے ہوئی تھی۔

حدیث باب میں اہل فارس (جو غیر عربی وعجمی ہیں) کی خوب علمی عظمت بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر اپنا دست اقدس رکھتے ہوئے یوں فرمایا: ''والذی نفسی بیده! لو کان الایمان بالثریا لتناوله رجال من هؤلاء۔'' ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ایمان ثریا (ستارے) کے پاس بھی ہو تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اسے ضرور حاصل کر لیں۔''

جمہور محدثین کی رائے ہے کہ اس حدیث کے مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، کیونکہ آپ فارسی الاصل ہیں۔ علاوہ ازیں ''آخرین'' سے مراد تمام غیر عرب لوگ مراد ہیں، جن میں فارس (ایران) کے لوگ بھی شامل ہیں۔ یہ ملک سب سے قبل فتح ہو کر سلطنت اسلامیہ کا حصہ بنا جبکہ روم اس وقت مفتوح ہو کر سلطنت اسلامیہ کا حصہ نہیں بنا تھا۔

سوال: بعض اہل علم ومؤرخین کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فارس (ایران) کے باشندے نہیں تھے بلکہ کابل کے رہنے والے تھے اور کابل ہندوستان کا علاقہ ہے نہ کہ فارس کا جبکہ حدیث میں ''فارس'' کا لفظ استعمال ہوا ہے؟

جواب: (۱) امام الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کابل کے نہیں بلکہ فارس کے باشندے تھے۔

(۲) کابل کے بعض علاقہ جات فارس سے متصل ہیں مثلاً ہرات وغیرہ جس وجہ سے آپ کو کابل کا باشندہ قرار دیا جاتا ہے۔

فائدہ نافعہ:

حضرت امام ابوبکر رازی، حضرت امام فخر الدین رازی، حضرت امام مسلم نیشاپوری، حضرت امام حاکم نیشاپوری اور حضرت امام ابواسحاق احمد بن ابراہیم نیشاپوری رحمہم اللہ تعالیٰ سب مفسرین ومحدثین فارس کے باشندے تھے جنہوں نے تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ علوم وفنون کی تدریس واشاعت میں تاریخی خدمات انجام دیں۔

3233 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ اَبِى سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: قَالَ بَيْنَمَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا اِذْ قَدِمَتْ عِيرُ الْمَدِينَةِ

فَانْفَتَلَ اِلَيْهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ (وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا)

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے، اسی دوران مدینہ منورہ میں (تجارتی قافلہ) آ گیا' تو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اس کی طرف چلے گئے، یہاں تک کہ صرف بارہ افراد وہاں رہ گئے جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اور جب انہوں نے تجارت اور دلچسپی کی چیز دیکھی تو اس کی طرف چلے گئے اور تمہیں کھڑا ہوا چھوڑ گئے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اللہ کے پاس جو چیز ہے اس کا تجارت اور تماشا سے بہتر ہونا:

اعلان خداوندی ہے:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (الجمعہ:١١)

''اور جب لوگوں نے کوئی تجارتی قافلہ یا تماشا دیکھا تو اس کی طرف دوڑ گئے اور آپ کو (حالت خطبہ میں) تنہا چھوڑ گئے، آپ فرما دیں: جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ تماشا اور تجارت سے بہتر ہے، اور اللہ سب سے بڑھ کر رزق دینے

3233۔ اخرجہ البخاری (٢/٤٩٠): کتاب الجمعة: باب: اذا نفر الناس عن الامام من صلاة الجمعة فصلاة الامام و من بقی جائزة، حدیث (٩٣٦) من طریق سالم بن ابی الجعد عن جابر به و اطرافه من (٢٠٥٨، ٢٠٦٤، ٤٨٩٩)، ومسلم (٣/١٢٢٧ی): کتاب الجمعة: باب: من قوله تعالیٰ: (واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا اليها و تركوك قائما)، حدیث (٨٦٣/٣٨)، و احمد (٣/٣٠٢، ٣٧٠)، عبد بن حمید ص (٣٣٥)، حدیث (١١١٠)، (١١١١)، وابن خزیمة (٣/١٦١، ١٦٢)، حدیث (١٨٢٣) عن سالم بن الجعد و ابی سفیان عن جابر به۔

والا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ آغاز اسلام میں نماز عیدین کی طرح نماز جمعہ کا خطبہ بھی نماز کے بعد پڑھا جاتا تھا۔ ایک دفعہ واقعہ پیش آیا کہ نماز جمعہ سے فراغت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے اسی دوران ایک تجارتی قافلہ مدینہ میں داخل ہوا، انہوں نے ڈھول باجوں کے ساتھ تجارت کا اعلان کر دیا، چونکہ مسلمان نماز سے فارغ ہو چکے تھے لہٰذا انہوں نے موقع کو غنیمت تصور کرتے ہوئے خطبہ کی سماعت سے اٹھے اور تجارت میں مشغول ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں صرف بارہ لوگ باقی رہ گئے۔ باقی رہنے والے لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ یہ صورتحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر گراں گزری، اس موقع پر سورۂ جمعہ کی آخری آیت نازل ہوئی۔ اس آیت میں مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو آئندہ ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے بلکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ مال تجارت سے بہتر ہے اور رزق رساں صرف اللہ کی ذات ہے۔

چونکہ یوم جمعہ ہر ہفتہ آتا ہے اور آئندہ ایسی حرکت پر قابو پانے کے لیے خطبہ جمعہ کو نماز سے قبل رکھ دیا گیا اور نماز عیدین کا خطبہ حسب سابق نماز کے بعد باقی رکھا گیا۔

نماز جمعہ کی وجہ تسمیہ:

لفظ ''جمعہ'' جمع سے بنا ہے جس کا معنی ہے: لوگوں کا اکٹھا ہونا، چونکہ اس نماز کے لیے لوگ دوسری (پنجگانہ) نمازوں سے زیادہ اکٹھے ہوتے ہیں بلکہ اچھا خاصا اجتماع ہوتا ہے جس وجہ سے ''جمعہ'' کہا جاتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تمہیں علم ہے کہ جمعہ کا دن کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس بارے میں اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے تین یا چار بار اس بات کا اعادہ کیا، پھر فرمایا: یہ وہ مقدس دن ہے جس میں تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) کی تخلیق ہوئی، اس دن جو مسلمان بہترین وضو کر کے مسجد میں جائے، امام کے نماز پڑھ لینے تک وہ خاموشی سے بیٹھا رہے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک صغیرہ گناہوں کے لیے کفارہ بن جائے گا بشرطیکہ اس نے خون ریزی کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ (مسند امام احمد، ج ۵، ص ۴۴۰)

ابوسلمہ کا بیان ہے کہ شروع میں اس دن کو یوم ''العروبہ'' کہا جاتا تھا اور کعب بن لوئی نے سب سے پہلے اس کا نام ''الجمعہ'' رکھا۔ ایک قول کے مطابق انصار نے اس کا نام ''یوم جمعہ'' رکھا تھا۔

حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مدینہ تشریف لانے سے قبل اور فرضیت نماز سے پہلے انصار مدینہ جمع ہوئے، انہوں نے مشاورت کی کہ یہود کا ہفتہ میں ایک مقدس ''یوم السبت'' ہے جس میں وہ عبادت کرتے ہیں اور اسی طرح نصاریٰ کا بھی ہر ہفتہ ایک مقدس یوم ''اتوار'' ہے جس میں وہ عبادت و ریاضت کرتے ہیں، ہمارے لیے بھی ایک دن عبادت کے لیے ہونا چاہیے جس میں سب مسلمان جمع ہو کر اپنے پروردگار کی خوب عبادت کریں، چنانچہ انہوں نے ''یوم العروبہ'' کا تعین کیا۔ اس طرح مسلمان جمع ہوئے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں دو رکعت نماز ادا کی

اور انہوں نے لوگوں کو خطبہ بھی دیا جو وعظ و نصیحت پر مشتمل تھا۔

نماز جمعہ کی فضیلت واہمیت احادیث کی روشنی میں:

نماز جمعہ کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں کثیر احادیث مبارکہ ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جمعہ کے دن ہر بالغ مسلمان پر غسل کرنا لازم ہے، وہ مسواک کرے اور وہ خوشبو استعمال کرے اگر دستیاب ہو۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۸۸۰)

نوٹ: اس روایت میں جمعہ کے دن لزوم و وجوب غسل سے مراد باقاعدگی یا اہتمام ہے، کیونکہ یہ غسل فرض نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ اس مفہوم کی وضاحت درج ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا تو بہتر ہے اور اس دن غسل کرنا افضل ہے۔ (سنن نسائی، رقم الحدیث: ۱۳۷۷)

۲۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر نماز جمعہ باجماعت ادا کرنا واجب ہے سوائے چار لوگوں کے: (۱) غلام، (۲) عورت، (۳) بچہ، (۴) بیمار۔

نوٹ: مذکورہ چار لوگوں کی طرح مسافر اور نابینا بھی فرضیت جمعہ کے حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

۳۔ حضرت ابوالجعد الضمری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے کاہلی کی وجہ سے تین بار نماز جمعہ ترک کی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔"

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غسل جنابت کی مثل جمعہ کے دن غسل کیا، پھر پہلی ساعت میں نماز ادا کرنے کے لیے روانہ ہوا گویا اس نے ایک اونٹ صدقہ کیا، جو دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے ایک گائے صدقہ کی، جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا صدقہ کیا، جو چوتھی ساعت میں گیا گویا اس نے ایک مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں ساعت میں مسجد کی طرف روانہ ہوا گویا اس نے مرغی کا ایک انڈا صدقہ کیا۔ پھر جب امام برآمد ہوتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۵۰)

۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جمعۃ المبارک کی پہلی اذان اس وقت ہوا کرتی تھی جب امام منبر پر بیٹھا کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی یہی معمول تھا۔ تاہم جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عہد ہمایوں آیا تو لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو چکا تھا، تو مقام زوراء میں تیسری اذان کا اضافہ کیا گیا۔

۶۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو آپ کے عین سامنے مسجد کے دروازے پر اذان پڑھی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی

تھا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۰۸۸)

۷۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے زمانہ میں بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم (علیہ السلام) پیدا ہوئے، اسی روز ان کا انتقال ہوا، اسی روز صور پھونکا جائے گا، اسی دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، اسی دن تم کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو، کیونکہ جو بھی تم درود و سلام پڑھتے ہو وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر ہمارا درود شریف کیسے پیش کیا جائے گا؟ جبکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھائے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۶۳۶)

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے ارشاد فرماتے تھے: آپ منبر پر جلوہ افروز ہوتے اور جب مؤذن اذان سے فراغت حاصل کرتا تو آپ کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیتے پھر بیٹھ جاتے اور سکوت اختیار کیے رکھتے پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۰۹۲)

اذان اول یا اذان ثانی پر سعی واجب ہوتی ہے؟:

جمعۃ المبارک کے موقع پر اذان اول سے سعی واجب ہوتی ہے یا اذان ثانی پر؟ اس بارے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں:

(۱) دل سے نیت کرنا، (۲) نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا، (۳) اذان پر لبیک کہہ کر مسجد میں جانا، (۴) درمیانی رفتار سے نماز کے لیے مسجد میں جانا۔

ذکر اللہ کے معنی میں تین اقوال ہیں:

(۱) جمعۃ المبارک کی نماز، (۲) امام کی وصیت، (۳) نماز ادا کرنے کا وقت۔

نماز کے وقت خرید و فروخت کرنے کے بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱) یہ ممانعت نماز کے وقت سے لے کر نماز سے فراغت تک ہے۔ (۲) خطبہ کی اذان سے لے کر نماز سے فراغت تک ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اذان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شروع کی تھی تاکہ لوگ خطبہ سننے کے لیے تیار ہو جائیں، لہٰذا یہ بدعت ہے۔ پہلی نماز کے بعد خرید و فروخت حرام نہیں ہے۔

نماز جمعہ کے بعد کاروبار واجب نہ ہونا:

اس آیت سے ہرگز یہ حکم ثابت نہیں ہوتا کہ نماز جمعہ کے بعد کاروبار کرنا واجب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماقبل آیت میں نماز جمعہ کے بعد کاروبار کرنے کی ممانعت کی گئی تھی اور جب کسی ممانعت والے حکم کے بعد جواز کی صورت پیدا کی جائے اس کی حیثیت وجوب کی نہیں ہوتی بلکہ اباحت کی ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (المائدہ: ۱)

''تمہارے لیے مویشی چارپائے حلال قرار دیے گئے ہیں، سوائے ان کے جن کی تلاوت کی جائے مگر حالت احرام

میں شکار کرنے والے نہ بننا۔"

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت احرام میں شکار کرنا منع ہے اور دوسری آیت سے احرام کھولنے کے بعد شکار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ط (المائدہ:۲) "اور جب تم احرام کھول دو تو شکار کرو۔"

اس آیت میں ممانعت کے بعد شکار کرنے کا دوبارہ حکم دیا جا رہا ہے جو وجوب پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہاں استحباب مراد ہے۔

اللہ کا فضل طلب کرنے کا مفہوم:

اس آیت میں نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ اس فضل سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں اسلاف وفقہاء کے مختلف اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عراک بن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نماز جمعہ سے فراغت پر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یوں دعا کیا کرتے تھے:

"اے پروردگار! میں نے تیرے حکم پر عمل کیا، تیرا فرض ادا کیا اور تیرے حکم پر عمل کرتا ہوا زمین پر پھیل گیا۔ اب تو اپنے فضل سے مجھے رزق عطا کر اور تو بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔"

۲- حضرت سعید بن میسب اور حضرت امام حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے مراد ہے: علم کی طلب اور نفل نماز ادا کرنا۔

۳- حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ارشاد خداوندی: وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ سے مراد ہے: ہفتہ کے دن کام کرنا۔

۴- امام مقاتل نے کہا: اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کے بعد طلب رزق کو جائز قرار دیا ہے۔ لہٰذا جو شخص پسند کرے اسے طلب کرے اور جو چاہے نہ طلب کرے۔

۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس آیت میں اللہ کی طرف سے طلب دنیا کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اس سے مراد ہے: بیماروں کی عیادت کرنا، نماز جنازہ میں شامل ہونا اور مسلمان بھائیوں سے ملاقات کرنا۔

۶- حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: بکثرت ذکر کرنے سے مراد ہے: چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے اور لیٹے ہوئے ذکر اللہ میں مشغول رہنا۔

۷- حضرت امام ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ نماز جمعہ کے بعد مسجد سے نکل جائے پھر چاہے تو بیٹھا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل تلاش کرنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ وہ طلب رزق کرے یا اولاد صالح یا علم نافع یا دیگر امور میں سے کوئی طلب کرے۔

۸- فضل کے تین مفاہیم ہو سکتے ہیں:

(i) نماز جمعہ کے بعد نفلی نماز میں مشغول ہونا، (ii) رزق حلال کی طلب کرنا، (iii) اللہ تعالیٰ سے جنت اور اس کی رضا کا طالب ہونا۔

جمعہ اور عید دونوں ایک دن آ جائیں تو ان کے ادا کرنے کا حکم

نماز جمعہ ایک عظیم عبادت ہے اور نماز عید بھی ایک اہم عبادت ہے، ان دونوں کا ایک دن میں جمع ہونا ناممکنات سے نہیں ہے اور ملک وملت کے لیے نحوست بھی نہیں ہے، جس طرح اکثر جہلاء کا خیال ہے۔ دونوں نمازوں کا ایک دن میں جمع ہونا باعث رحمت ہے اور دونوں اپنے اپنے اوقات میں پڑھی جائیں گی۔ اس سلسلہ میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ اور نماز عیدین میں ان دو سورتوں کی قرأت کرتے تھے:

(۱) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ (۲) هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ بعض اوقات یہ دونوں نمازیں ایک دن میں جمع ہو جاتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نمازوں میں ان سورتوں کی قرأت کرتے تھے۔ (سنن نسائی، رقم الحدیث: ۱۴۲۳)

۲- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: جس دن دو عیدیں جمع ہوئیں کیا اس دن آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے؟ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: ہاں! حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے سوال کیا: پھر آپ نے کس طرح کیا؟ انہوں نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید پڑھائی اور جمعہ کے بارے میں رخصت عطا کر دی کہ جو شخص چاہے ادا کرے اور جو چاہے ادا نہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۳۱)

بعض فقہاء نے اسی روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا: دونوں (جمعہ اور عید) نمازیں ایک دن میں جمع ہونے کی صورت میں نماز عید پڑھی جائے گی اور نماز جمعہ ساقط ہو جائے گی۔ حضرت امام شافعی، حضرت امام نخعی اور حضرت امام اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مؤقف ہے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔

جمہور فقہاء کا مؤقف ہے کہ دونوں نمازیں ایک دن میں جمع ہونے کی صورت میں دونوں واجب ہوں گی اور ان میں سے ایک کے ادا کرنے سے دوسری ساقط نہیں ہوگی، جس طرح عید کے دن ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوتی۔

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ جو شخص چاہے نماز عید، جمعہ سے کافی ہوگی اور ہم تو نماز جمعہ ادا کریں گے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۰۷۳)

فائدہ نافعہ:

نماز جمعہ ادا کرنے سے نماز عید کافی نہیں ہوتی بلکہ اس روایت کا تعلق ابتداء اسلام کے ساتھ ہے، جو لوگ مدینہ طیبہ کے بالائی علاقہ سے آتے تھے ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم روا رکھا پھر اسے ختم کر دیا تھا۔ اب جو شخص نماز عید ادا

کر لیتا ہے اور وہ نماز جمعہ میں شامل نہیں ہوتا تو اس کی نماز جمعہ ساقط نہیں ہوگی بلکہ وہ نماز ظہر ادا کرے گا جو نماز جمعہ کے قائمقام ہے۔

چھٹی اتوار کی ہونی چاہیے یا جمعۃ المبارک کی؟

پاکستان میں چھٹی اتوار کے روز ہونا چاہیے یا جمعۃ المبارک کے دن؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ بعض علماء کا مؤقف ہے کہ پاکستان میں ہفتہ وار تعطیل بروز اتوار ہونی چاہیے۔ ان کے متعدد دلائل ہیں:

(i) قرآن کا اعلان ہے کہ نماز جمعہ کے بعد زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ فضل کا مطلب تجارت اور کاروبار کرنا ہے۔ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن تعطیل نہ کی جائے بلکہ اتوار میں کی جائے۔ سوال یہ ہے کہ جمعۃ المبارک میں تعطیل کرنا منع ہے اور تجارت و کاروبار کرنا واجب ہے تو پھر کونسی صورت اختیار کی جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عین نماز جمعہ کے وقت کاروبار کرنا منع ہے اور نماز سے فراغت پر اس کی اجازت دی گئی ہے، اور یہ قانون ہے کہ ممانعت کے بعد جس معاملہ کو جائز قرار دیا جائے وہ واجب نہیں ہوتا بلکہ اباحت کی صورت مراد ہوتی ہے۔ اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ محض فضل کا معنی تجارت و کاروبار نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے: حصول رزق اور طلب علم۔

(ii) اتوار کے دن تعطیل کے جواز کے قائلین کی دوسری دلیل یہ ہے کہ یورپی اور مغربی ممالک میں اتوار کی تعطیل ہوتی ہے، اگر ہم جمعۃ المبارک کی تعطیل کریں تو ہفتہ میں دو دن ہمارا تجارت و کاروبار متاثر ہوگا جو ملک وملت کے مفاد میں نہیں ہوسکتا بلکہ نقصان ہوگا، کیونکہ جمعۃ المبارک کی چھٹی ہماری وجہ سے اور اتوار کی تعطیل یورپی ممالک کی چھٹی کی وجہ سے۔

۲۔ بعض علماء کا مؤقف ہے کہ ہفتہ وار تعطیل نہیں ہونا چاہیے، اگر دنیا کی روٹین کے مطابق تعطیل کرنا ضروری سمجھا جائے تو یہ جمعۃ المبارک کی ہونا چاہیے۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) یہود ونصاریٰ اپنی ہفتہ وار تعطیل اپنے اپنے مقدس دنوں میں کرتے ہیں، جن میں وہ عبادت وریاضت کرتے ہیں مثلاً یہودی ہفتہ کے دن اور نصاریٰ اتوار کے دن تعطیل کرتے ہیں۔ علی ھذا القیاس مسلمانوں کو بھی اپنے مقدس ومحترم یوم میں تعطیل کرنا چاہیے، وہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔

(ii) دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں جمعۃ المبارک میں تعطیل کی جاتی ہے تو ہمیں بھی ان سے اظہار یکجہتی کی بناء پر جمعۃ المبارک کی تعطیل کرنا چاہیے۔

(iii) اتوار کے دن تعطیل کرنے سے نصاریٰ (عیسائیوں) سے مشابہت لازم آئے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں سے مشابہت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

(الف) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور انصار کے بوڑھے لوگوں کے پاس گئے اور ان کی داڑھیاں سفید تھیں۔ آپ ان سے یوں مخاطب ہوئے: اے انصار کی جماعت! تم اپنی داڑھیوں کو

سرخ اور زرد رنگ میں رنگو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اہل کتاب شلوار استعمال کرتے ہیں اور تہبند نہیں باندھتے، آپ نے فرمایا: تم شلوار پہنو اور تہبند باندھو اور اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کی مخالفت کرو۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اہل کتاب موزے استعمال کرتے ہیں اور اس پر جوتا نہیں پہنتے، آپ نے فرمایا: تم موزے پہنو اور اس کے اوپر جوتے پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اہل کتاب داڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ (مسند احمد، ج:۵،ص:۲۶۵)

(ب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود ونصاریٰ اپنے بالوں کو رنگتے تھے تو تم ان کی مخالفت کرو۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:۴۲۰۳)

نماز جمعہ کے بارے میں احکام ومسائل:

نماز جمعۃ المبارک کے بارے میں چند اہم اور ضروری احکام ومسائل حسب ذیل:

☆ نماز جمعہ فرض عین ہے اور اس کا منکر کافر ہے، کیونکہ اس کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔

☆ آدائے نماز جمعہ کی سات شرائط ہیں:

(۱) مصر (شہر) ہونا: اس کے ثبوت کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: جامع شہر کے بغیر نہ جمعہ درست ہے اور نہ (تکبیرات) تشریق۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مصر (شہر) کی تعریف یوں ہے:

ایسا بڑا شہر ہے جس میں گلیاں، بازار اور اس کے مضافات ہوں۔ اس میں ایسا حاکم موجود ہو جو ظالم سے مظلوم کو بدلہ لے کر دینے پر قادر ہو اور اس میں ایسا اہلِ علم ہو جو پیش آمدہ مسائل شرعی کی صحیح راہنمائی کرسکتا ہو۔

(۲) سلطان وقت یا اس کے نائب کا نماز جمعہ پڑھانا: ہاں مسلمان جس شخص کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنا پسند کریں تو نماز جمعہ درست ہو جائے گی۔ یاد رہے بوجہ عذر تعیین مسلمین قائمقام تعیین سلطان ہے۔

(۳) نماز جمعہ کے لیے وقت نماز ظہر ہونا۔

(۴) نماز جمعہ سے قبل خطبہ ہونا: یہ دو خطبے ہوں گے جن کے درمیان معمولی وقفہ ہوگا۔

(۵) جماعت کے سامنے خطبہ دینا: خلاصہ کی تصریح کے مطابق ایک آدمی کا ہونا بھی کافی ہے۔

(۶) نماز جمعہ کے لیے جماعت کا ہونا: وہ امام کے علاوہ تین آدمی بھی ہوسکتے ہیں۔

(۷) اذن عام ہونا یعنی مسجد میں آنے کے لیے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہونا خواہ کوئی واقف ہو یا ناواقف ہو۔ تاہم خطرہ کی صورتحال کے پیش نظر گارڈ وغیرہ کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمُنَافِقِينَ

باب 63: سورۃ المنافقون سے متعلق روایات

3234 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولٍ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ (لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا) وَ (لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ) فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ ذَلِكَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ فَأَصَابَنِي شَيْءٌ لَمْ يُصِبْنِي قَطُّ مِثْلُهُ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ عَمِّي مَا أَرَدْتَ إِلَّا أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ) فَبَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں اپنے چچا کے ساتھ موجود تھا، میں نے عبداللہ بن ابی کو اپنے ساتھیوں سے یہ کہتے ہوئے سنا (جس کے الفاظ قرآن نے نقل کیے ہیں)

''اللہ کے رسول کے ساتھ جو لوگ ہیں تم ان پر خرچ نہ کرو تا کہ وہ لوگ آپ کو چھوڑ جائیں۔''

(اس نے یہ بھی کہا جس کا ذکر قرآن میں ہے)

''جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو اس میں سے نکال دیں گے۔''

میں نے اس بات کا تذکرہ اپنے چچا سے کیا، میرے چچا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلایا، میں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتائی۔ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا تو انہوں نے اس بات کی قسم اٹھائی کہ انہوں نے یہ بات نہیں کہی' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے غلط قرار دیا اور ان کی تصدیق کر دی۔ اس کے نتیجے میں مجھے جو افسوس ہوا' ایسا افسوس مجھے کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں گھر میں بیٹھ گیا اور میرے چچا نے کہا: تم صرف یہ چاہتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ تمہیں غلط قرار دیں اور تم سے ناراض ہو جائیں؟

(حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

3234۔ اخرجه البخاری (۵۱۲/۸): كتاب التفسير: باب: قوله (اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله) الى (لكاذبون)، حديث (۴۹۰۰)، واطرافه من (۴۹۰۱، ۴۹۰۳، ۴۹۰۴)، ومسلم (۲۱۴۰/۴): كتاب صفات المنافقين و احكامهم، باب: (-)، حديث (۲۷۷۲/۱)، و عبد بن حميد ص (۱۱۳)، حديث (۲۶۲).

''جب منافق تمہارے پاس آئے''۔
تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلوایا اور یہ آیت تلاوت کر کے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3235 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْأَزْدِيِّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ

متنِ حدیث: قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعَنَا أُنَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ وَكَانَ الْأَعْرَابُ يَسْبِقُونَّا إِلَيْهِ فَسَبَقَ أَعْرَابِيٌّ أَصْحَابَهُ فَيَسْبِقُ الْأَعْرَابِيُّ فَيَمْلَأُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهُ حِجَارَةً وَيَجْعَلُ النِّطْعَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَجِيءَ أَصْحَابُهُ قَالَ فَأَتٰى رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْرَابِيًّا فَأَرْخٰى زِمَامَ نَاقَتِهِ لِتَشْرَبَ فَأَبٰى أَنْ يَدَعَهُ فَانْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَاءِ فَرَفَعَ الْأَعْرَابِيُّ خَشَبَتَهُ فَضَرَبَ بِهَا رَأْسَ الْأَنْصَارِيِّ فَشَجَّهُ فَأَتٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ رَأْسَ الْمُنَافِقِينَ فَأَخْبَرَهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَغَضِبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ثُمَّ قَالَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ يَعْنِي الْأَعْرَابَ وَكَانُوا يَحْضُرُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الطَّعَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا انْفَضُّوا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَأْتُوا مُحَمَّدًا بِالطَّعَامِ فَلْيَأْكُلْ هُوَ وَمَنْ عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ قَالَ زَيْدٌ وَأَنَا رِدْفُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ فَأَخْبَرْتُ عَمِّي فَانْطَلَقَ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَفَ وَجَحَدَ قَالَ فَصَدَّقَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِي قَالَ فَجَآءَ عَمِّي إِلَيَّ فَقَالَ مَا أَرَدْتَ إِلَّا أَنْ مَقَتَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ الْهَمِّ مَا لَمْ يَقَعْ عَلٰى أَحَدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَأْسِي مِنَ الْهَمِّ إِذْ أَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَحِقَنِي فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَا قَالَ لِي شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ عَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي فَقَالَ أَبْشِرْ ثُمَّ لَحِقَنِي عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِي لِأَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُورَةَ الْمُنَافِقِينَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے، ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی لوگ بھی تھے، ہم نے پانی تک جلدی پہنچنے کی کوشش کی تو دیہاتی لوگ ہم سے پہلے اس تک پہنچ چکے تھے۔ ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا۔ اس دیہاتی نے آگے پہنچ کر حوض کو بھر دیا اور اس کے ارد گرد پتھر رکھ دیے۔ اس پر چمڑا رکھ دیا تاکہ اس کے ساتھی آ جائیں، اس سے پہلے کوئی دوسرا پانی استعمال نہ کر سکے۔ ایک انصاری شخص اس کے پاس گیا، اس نے

اپنی اونٹنی کی مہار کو ڈھیلا کیا تا کہ اونٹنی پانی پی سکے' تو اس دیہاتی نے اسے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر اس انصاری نے اس پانی پر موجود رکاوٹ کو ہٹا دیا۔ اس دیہاتی نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس انصاری کے سر پر ماردی جس کے نتیجے میں اس انصاری کا سر پھٹ گیا۔ وہ انصاری عبداللہ بن اُبی کے پاس آیا (اور اسے یہ واقعہ سنایا) یہ بات سن کر عبداللہ بن ابی نے یہ کہا: ان لوگوں پر خرچ نہ کرو' جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہیں' تا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ عبداللہ بن ابی کی مراد یہ دیہاتی لوگ تھے۔ یہ لوگ کھانے کے وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس آجایا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی کے کہنے کا مطلب یہ تھا: کھانا اس وقت لے کر جایا کرو' جب یہ لوگ چلے جائیں' تا کہ ہم لوگ اور ہمارے ساتھی ہی کھائیں۔ عبداللہ بن اُبی نے بعد میں یہ بھی کہا: جب ہم مدینہ واپس جائیں گے' تو وہاں سے عزت دار لوگ ان ذلیل لوگوں کو (یعنی دیہاتیوں کو) باہر نکال دیں گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس سفر کے دوران میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں، میں نے خود عبداللہ بن ابی کی زبانی یہ بات سنی تھی۔ میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتائی اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات بتائی تو نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلایا' تو اس نے قسم اٹھا کر اس بات سے انکار کر دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس کی بات کی تصدیق کی اور مجھے غلط قرار دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میرے چچا میرے پاس آئے اور بولے: تم صرف یہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تم سے ناراض ہوں اور وہ تمہیں غلط قرار دیں اور مسلمان بھی (تم سے ناراض ہوں اور تمہیں غلط قرار دیں؟) حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس بات سے مجھے جتنا افسوس ہوا تھا اتنا مجھے کبھی کسی چیز سے نہیں ہوا تھا۔

میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور افسوس کی وجہ سے میں نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ اسی دوران نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے میرا کان کھینچا اور مسکرانے لگے تو اس سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ شاید اس بات سے بھی نہ ہوتی کہ مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنے دیا جاتا۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور بولے: نبی اکرم ﷺ نے تم سے کیا فرمایا ہے؟ تو میں نے جواب دیا: آپ ﷺ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔ آپ ﷺ نے صرف میرا کان کھینچا' اور مسکرا دیئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے، میں نے انہیں بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے سورۃ المنافقون کی آیات تلاوت کیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

سورہ منافقین مدنی ہے جو دو (۲) رکوع، گیارہ (۱۱) آیات، ایک سو اسی (۱۸۰) کلمات اور سات سو چھہتر (۷۷۶) حروف پر مشتمل ہے۔

سورہ منافقین کا شانِ نزول:

ارشادِ ربانی ہے:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (المنافقون:۱)

''(اے محبوب!) جب آپ کے پاس منافق لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں: بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپ اس کے رسول ہیں۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے اس بات کی بیشک منافق لوگ ضرور جھوٹے ہیں۔''

جب غزوہ بنوالمصطلق پیش آیا تو اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا۔ اس غزوہ کے اختتام پر مسلمانوں میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی کا باہم تنازع ہو گیا، اس موقع پر مہاجر نے مہاجرین کو معاونت کے لیے پکارا اور انصاری نے انصار کو مدد کے لیے بلایا، مہاجرین نے مہاجر کی مدد کی اور انصار نے انصاری کی معاونت کی اور اس تنازع کے موقع پر انصاری کو چوٹ لگی تھی۔ یہ تنازع جنگل کی آگ کی طرح بڑی تیزی سے پھیل گیا۔ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: یہ زمانہ جاہلیت کا کیسا نعرہ ہے اسے ترک کردو، اس سے بدبو آتی ہے۔ اس ہدایت پر معاملہ ختم ہو گیا۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے حسب معمول موقع کو غنیمت تصور کیا اور اپنی منافقانہ چال سے لوگوں سے یوں مخاطب ہوا تم لوگوں نے مہاجرین کو سر پر چڑھا رکھا ہے، تم لوگوں نے اپنے اموال اور قیمتی دولتیں ان میں تقسیم کردیں اور اب تمہاری روٹیوں پر پلنے والے ہر معاملہ میں تم سے آنکھیں دکھاتے ہیں۔ اگر تم لوگوں نے اب بھی ان سے دست تعاون نہ کھینچا تو یہ لوگ تمہاری نیندیں حرام کردیں گے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد عزت والا ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی زہر آلود یہ گفتگو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی سنی، وہ جوشیلے نوجوان تھے، انہوں نے یہ باتیں اپنے چچا کو بتائیں اور چچا اس گفتگو کو ہضم نہ کرسکے، انہوں نے فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب معمول حضرت زید رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور جدید پیش آنے والی صورتحال کے بارے میں تحقیق کی، اس بارے میں دریافت کیا: اے لڑکے بتاؤ! تم کہیں جھوٹ تو نہیں بول رہے؟ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تمام گفتگو میں نے اپنے کانوں سے سنی ہے۔ آپ نے دوبارہ دریافت کیا: اے زید! کیا تمہیں کوئی شبہ نہیں ہو گیا؟ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے پھر پہلے والا جواب دیا۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو طلب کیا اور اس سے ان باتوں کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے حسب معمول اور حسب عادت جھوٹی قسم کھا کر کہا: اس نے ہرگز ہرگز یہ بات نہیں کہی، زید کذب بیانی سے کام لے رہا ہے، آپ کو اس کی گفتگو پر قدرے یقین ہو گیا'' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بدظنی ہو گئی۔ اس موقع پر سورہ منافقین نازل ہوئی جس سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی

صداقت ثابت ہوگئی اور منافقین کا کذب بھی کھل کر سامنے آ گیا۔

سورہ کا نام المنافقون ہے جس کا مادہ ''نفق'' ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ ہے: زمین میں سرنگ لگانا، جنگلی چوہے کی طرح ایک سوراخ سے داخل ہونا اور دوسرے سے باہر نکل آنا۔

نفاق کا اصطلاحی معنیٰ ہے: ایک طریقہ سے اسلام میں داخل ہونا پھر دوسرے طریقہ سے نکل جانا، منافق انسان زبان کے ذریعے دین میں داخل ہوتا ہے اور دل سے دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ نفاق سے مراد ہے: سازش، دھوکہ۔

سوال: رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی جھوٹی قسم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقین کر لیا لیکن حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی سچی بات پر بدظن ہو گئے، اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تھا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے ظاہری حکم کے مطابق تحقیق کر کے اصل صورتحال کو معلوم کرنے کی کوشش فرمائی اور وہ مشہور عدالتی قانون ہے کہ مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور منکر پر قسم اٹھانا ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق کے وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس گواہ نہیں تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

سوال: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی گفتگو سن کر اپنے چچا کو بتائی، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خوب تحقیق کی۔ گویا یہ چغلی ہے اور چغلی کھانا حرام ہے؟

جواب: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کی گفتگو سن کر بالواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی یہ چغلی ہرگز نہیں تھی، کیونکہ چغلی کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایک فریق کی بات سن کر دوسرے فریق تک پہنچائی جائے کہ فریقین میں تنازع یا فساد کی فضا پیدا ہو جائے۔ یہ گفتگو پہنچانے کا مقصد منافقین کے نفاق سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنا تھا۔

سوال: اس سورت کا نام منافقین تجویز کیا گیا ہے، اس میں منافقین کی کونسی علامات بیان کی گئی ہیں؟

جواب: اس سورت میں منافقین کی مشہور علامات جو بیان کی گئی ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) جھوٹ بولنا (۲) جھوٹی قسم کھانا (۳) دل میں کفر رکھتے ہوئے ایمان کا دعویٰ کرنا (۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا (۵) لوگوں کو ایمان لانے سے روکنا (۶) بہادری کا دعویٰ کرتے ہوئے بزدلی کا مظاہرہ۔

3236 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ مُنْذُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ (لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ) قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَحَلَفَ مَا قَالَهُ فَلَامَنِيْ قَوْمِيْ وَقَالُوْا مَا اَرَدْتَ

3236- اخرجه البخاري (۵۱۵/۸): كتاب التفسير: باب: قوله (ذلك بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون). حديث (۴۹۰۲)، واحمد (۳۶۸/۴، ۳۷۰)، و عبد الله بن احمد في الزوائد (۳۷۰/۴).

إِلَّا هٰذِهِ فَأَتَيْتُ الْبَيْتَ وَنِمْتُ كَئِيبًا حَزِينًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ (هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں، میں نے چالیس برس پہلے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی تھی غزوۂ تبوک کے موقع پر عبداللہ بن اُبی نے یہ کہا تھا: جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں سے عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو یہ بات بتائی تو عبداللہ بن ابی نے اس بات کی قسم اٹھائی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی ہے۔ میری قوم کے افراد نے مجھے ملامت کی اور بولے: اس بات کے ذریعے تمہارا یہی مقصد تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں گھر آ کر بہت غمگین حالت میں سو گیا پھر اگلے دن نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے یا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، یہ آیت نازل ہوئی تھی:

"یہ وہی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے رسول کے قریب ہیں تاکہ وہ ان کو چھوڑ جائیں۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3237 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ

متن حدیث: كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ يَرَوْنَ أَنَّهَا غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَسَعَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولٍ فَقَالَ أَوَقَدْ فَعَلُوهَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَا تَنْقَلِبُ حَتّٰى تُقِرَّ أَنَّكَ الذَّلِيلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَزِيزُ فَفَعَلَ

3237- اخرجه البخاري (٦/٦٣١): كتاب المناقب: باب: ما ينهى من دعوى الجاهلية، حديث (٣٥١٨) وطرفه من (٤٩٠٥، ٤٩٠٧)، و مسلم (٤/١٩٩٨): كتاب البر و الصلة و الآداب: باب: نصر الأخ ظالماً أو مظلوماً، حديث (٦٣/٢٥٨٤)، و احمد (٣/٣٩٢، ٣٣٨، ٣٨٥)، و الحميدي (٢/٥١٩، ٥٢٠)، حديث (١٢٣٩)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے، علماء نے یہ بات بیان کی ہے، یہ غزوۂ بنو مصطلق کی بات ہے۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں): ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھکا دیا تو مہاجر نے کہا: اے مہاجرین میری مدد کے لیے آئیں۔ انصاری نے کہا: اے انصار میری مدد کے لیے آئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات سنی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کیا زمانہ جاہلیت کی طرح بلا رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی، ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھکا دیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو چھوڑ دو یہ بری چیز ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) بعد میں عبداللہ بن ابی نے یہ بات سنی تو وہ بولا، کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ اللہ کی قسم! جب ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو اس وقت عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو! ورنہ لوگ کہیں گے حضرت محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کروا دیتے ہیں۔

عمرو کے علاوہ دیگر راویوں نے یہ بات نقل کی ہے، عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ نے اپنے والد سے یہ کہا تھا، اللہ کی قسم! ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک تم اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ تم ذلیل ہو اور نبی اکرم ﷺ معزز ہیں تو عبداللہ بن ابی نے ایسا ہی کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نیکوکار اور صالحین کی توہین کرنا منافقوں کا طریقہ:

ارشاد ربانی ہے:

هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَهُوْنَ ○ (المنافقون: ۷)

"یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے تھے: تم ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو نبی اللہ کے ساتھ ہیں حتیٰ کہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں، آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اللہ کے لیے ہیں مگر منافقین (اس حقیقت) کو نہیں سمجھتے۔"

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اپنے نفاق کی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ذلیل (معاذ اللہ) اور اپنے آپ کو معزز قرار دے کر گستاخی کا ارتکاب کیا تھا۔ پھر اس سے اس بارے میں دریافت کرنے پر اس نے جھوٹی قسم کھا کر انکار کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسب معمول اس موقع پر بھی عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں تاکہ اس گستاخ کی گردن اڑا دوں؟ فرمایا: نہیں! آپ ایسا مت کریں کہ دشمن کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ

علیہ وسلم) نے اپنے ساتھیوں کو بھی معاف نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس کی قدرت اور حکمت کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ رئیس المشرکین ابوجہل کا بیٹا فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوگیا، کائنات نے یہ منظر دیکھا کہ دنیا کا سب سے بڑا دشمن (ابوجہل) تکبر وغرور اور کفر کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بنا لیکن اس کا بیٹا عکرمہ مسلمان ہو کر عاشق رسول اور جنت کا حقدار۔ اسی طرح رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے نفاق اور کفر کی وجہ سے عذاب الٰہی کا حقدار قرار پایا اور اس کا بیٹا ''عبداللہ بن عبداللہ'' دولت ایمان سے مالا مال ہوا اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا۔

غزوہ بنو المصطلق سے واپسی پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ رئیس المنافقین سے انتقام لیتے ہوئے یوں مخاطب ہوئے: ''قسم بخدا! تو اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک اس بات کا اقرار نہ کرلے کہ تو ذلیل ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔''

جھوٹ بولنا منافقین کا شعار ہونا:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کذب بیانی منافقین کا شعار اور ان کی علامت ہے۔ اس بارے میں چند ایک احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین علامات ہیں:

(۱) جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

(۲) جب وہ کوئی وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔

(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۹)

۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں چار علامات پائی جائیں، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک ہوگی اس میں نفاق کی ایک علامت ہوگی حتیٰ کہ وہ اسے ترک کر دے۔ وہ چار علامات یہ ہیں:

(۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔

(۲) جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

(۳) جب وہ کسی سے وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا۔

(۴) جب وہ کسی سے جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۴)

سوال: پہلی حدیث میں منافق کی تین علامات بیان کی گئی ہیں جبکہ دوسری میں چار علامات منافق بیان ہوئی ہیں، یہ تو روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (i) یہاں تعداد علامات بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ کثرت علامات مقصود ہیں۔

(ii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں سے نفرت دلانے کے لیے پہلے تین علامات منافق بیان کی ہوں پھر مزید گناہوں سے نفرت دلانے کے لیے چار علامات بیان فرمائی ہوں۔

فائدہ نافعہ:

برادران یوسف نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جھوٹ بولا، ان سے کیے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور انہوں نے امانت میں خیانت بھی کی مگر وہ منافق نہیں تھے۔ تاہم وہ مرتکب الکبائر تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار کسی شخص میں یہ علامات پائی جائیں وہ منافق نہیں ہے۔ ان علامات کو بیان کرنے کا اصل مقصد امت کو کبائر کے ارتکاب سے منع کرنا ہے۔

منافقوں کا اپنی جھوٹی قسموں کو ڈھال بنانا:

سورۃ المنافقین میں منافقوں کی جھوٹی قسموں کے بارے میں فرمایا گیا ہے: ''انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا۔''
رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس سلسلہ میں عرض کیا گیا تو آپ نے اسے طلب کیا اور اس سے گستاخی کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جھوٹی قسم کھاتے ہوئے صاف الفاظ میں انکار کر دیا۔ اس موقع پر قرآن کی آیت نازل ہوئی جس میں اس گستاخ کے ڈھول کا پول کھول دیا گیا۔

3238 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ جَنَابٍ الْكَلْبِیُّ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

آثارِ صحابہ: قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ يُبَلِّغُهٗ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهٖ اَوْ تَجِبُ عَلَيْهِ فِيْهِ الزَّكَاةُ فَلَمْ يَفْعَلْ يَسْاَلِ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا ابْنَ عَبَّاسٍ اتَّقِ اللّٰهَ اِنَّمَا يَسْاَلُ الرَّجْعَةَ الْكُفَّارُ قَالَ سَاَتْلُوْ عَلَيْكَ بِذٰلِكَ قُرْاٰنًا (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) قَالَ فَمَا يُوْجِبُ الزَّكَاةَ قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَالُ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ فَصَاعِدًا قَالَ فَمَا يُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالْبَعِيْرُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ حَيَّةَ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ وَقَالَ هٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِیْ جَنَابٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ جَنَابٍ اسْمُهٗ يَحْيَى بْنُ اَبِیْ حَيَّةَ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِیِّ فِی الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، بیان کرتے ہیں، جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ کے حج سے بے

3238- اخرجه عبد بن حميد ص (۲۳۱)، حديث (۶۹۳).

سکتا ہو اس مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہو اور پھر وہ شخص حج نہ کرے یا اس مال کی زکوۃ ادا نہ کرے اور پھر جب وہ شخص مرنے لگے گا تو وہ یہ آرزو کرے گا' کاش میں دنیا میں واپس چلا جاؤں۔ اس پر ایک شخص نے کہا: اے عبداللہ بن عباس! آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔ دنیا میں واپس جانے کی آرزو کفار کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اس بارے میں تمہارے سامنے قرآن کی آیت پڑھتا ہوں۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی:

""اے ایمان والو! تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں جو شخص ایسا کرے گا' وہ خسارہ پانے والا ہوگا' اور جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو! اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کے پاس موت آئے۔"

یہ آیت یہاں تک ہے "اور تم جو عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔"

اس شخص نے دریافت کیا: کتنے مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: جب مال دو سو درہم ہو جائے یا اس سے زیادہ ہو جائے۔ اس شخص نے دریافت کیا: حج کب واجب ہوتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا: جب زادِ سفر اور سواری میسر ہو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔ سفیان بن عیینہ اور دیگر راویوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے' اور ابو جناب کے حوالے سے' ضحاک کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔ ان حضرات نے اسے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

یہ روایت عبدالرزاق کی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ابو جناب نامی راوی کا نام یحییٰ بن ابوحیہ ہے' اور حدیث میں یہ مستند نہیں ہیں۔

شرح

عبادات میں سستی کرنے والے کا موت کے وقت مہلت طلب کرنا:

ارشادِ ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (المنافقون: ۱۱-۹)

"اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے نہ روکے۔ جس شخص نے ایسا کیا، وہی لوگ

گھاٹے والے ہیں۔ جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے، وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو، موت آنے سے پہلے، وہ شخص یہ بات عرض کرے گا کہ کاش! تو مجھے کچھ دنوں کی مہلت دے دے تاکہ میں صدقہ کر کے نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ موت کا وقت آنے پر اللہ اسے ہرگز مہلت نہیں دے گا۔ اللہ خوب جاننے والا ہے کہ تم کیا کرنے والے ہو۔"

ان آیات کی تشریح حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان کے لقب سے پکارا ہے، جس کا مطلب یہ ہے اس عظیم اور بے مثل دولت کے مقابل کوئی دولت نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں کفر و نفاق عذاب کا باعث ہوں گے۔ قیامت کے دن کفار و مشرکین سے شرک اور کفر کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ○

(الاحقاف: ۲۰)

"پس آج تمہیں ذلت والا عذاب چکھایا جائے گا، کیونکہ تم زمین پر ناحق تکبر کرتے تھے۔"

اللہ کے ذکر کا معنیٰ و مفہوم:

ذکر الٰہی کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں:

(۱) حج اور زکوٰۃ (۲) تلاوت قرآن (۳) دائمی ذکر الٰہی (۴) پنجگانہ نمازیں (۵) تمام فرائض و واجبات۔

جو شخص عبادات یعنی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی ادائیگی میں کاہلی سے کام لیتا رہا ہو جب اس کی وفات کا وقت آتا ہے تو وہ طالب مہلت ہوتا ہے لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت نہیں دی جاتی۔

فرضیت حج کی شرط میں مذاہب آئمہ:

نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر بالاتفاق گناہ ہے لیکن فرضیت حج کی شرط میں آئمہ فقہ کا اختلاف؟ اس شرط کے بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے جو شخص زادِ راہ، سواری اور دیگر اخراجات کی طاقت رکھتا ہو، تو اس پر اسی سال حج کرنا ضروری ہے۔ اگر اسی سال حج کیے بغیر مر گیا تو وہ سخت گناہگار ہوگا۔

۲۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ جب کسی شخص کو زادِ راہ، سواری اور دیگر اخراجات پر قدرت حاصل ہو، اسی سال حج کی ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ آئندہ کسی سال میں حج ادا کرے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا، کیونکہ حج مطلقاً فرض ہے، جس میں کوئی قید یا شرط نہیں ہے۔ ۹ھ میں حج فرض ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں حج ادا کیا تھا، اگر حج فوراً فرض ہو جاتا ہے تو آپ آئندہ سال تک حج کو مؤخر نہ فرماتے، بلکہ اسی سال فریضہ حج ادا کرتے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ التَّغَابُنِ

باب 64: سورۃ التغابن سے متعلق روایات

3239 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ

متنِ حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ) قَالَ هَؤُلَاءِ رِجَالٌ أَسْلَمُوا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَأَرَادُوا أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَزْوَاجُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ أَنْ يَدَعُوهُمْ أَنْ يَأْتُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَوُا النَّاسَ قَدْ فَقِهُوا فِي الدِّينِ هَمُّوا أَنْ يُعَاقِبُوهُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ) الْآيَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے، ایک شخص نے ان سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا:

"اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تم ان سے بچو۔"

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ کے رہنے والے تھے، انہوں نے اسلام قبول کیا، وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے، مگر وہ اپنی بیویوں اور بچوں کی وجہ سے نہیں آئے۔ جب وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر چکے ہیں تو انہوں نے یہ ارادہ کیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"اے ایمان والو! تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تو ان سے بچو۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

سورہ تغابن مدنی ہے جو دو (۲) رکوع، اٹھارہ (۱۸) آیات، دو سو اکتالیس (۲۴۱) کلمات اور ایک ہزار سترہ (۱۰۱۷) حروف پر مشتمل ہے۔

3239- تفرد به الترمذی كما فی التحفة (۵/۱ :۱۰، ۲ :۱۰۲)، حديث (۲۱۲۳:۶) من اصحاب الكتب الستة. واخرجه ابن جرير في تفسيره (۱۱۷/۱۲)، برقم (۳۴۱۹۸).

حقوق اللہ کی راہ میں اہل وعیال رکاوٹ بنیں تو وہ دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں:

ارشاد خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (التغابن: ۱۴)

"اے ایمان والو! بیشک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض لوگ تمہارے دشمن ہیں سو ان سے ہوشیار رہیں۔ اگر تم (انہیں) معاف کر دو، درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔"

اس آیت کا شان نزول دو طرح سے بیان کیا جاتا ہے:

(i) جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو شب و روز اپنے مظالم کا نشانہ بناتے ہوئے تنگ کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں اجازت دے دی گئی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ یہ اجازت ملنے پر مسلمان عازم ہجرت ہوتے' تو ان کے اہل وعیال اس فراق و ہجرت سے انہیں روکنے کی کوشش کرتے۔ اس موقع پر مسلمانوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(ii) حضرت عطاء بن رباح رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق یہ آیت حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کے اہل وعیال مدینہ منورہ کے باسی تھے، جب حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کسی غزوہ میں شرکت کا قصد کرتے تو وہ انہیں روکنے کی کوشش کرتے۔ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

فائدہ نافعہ:

گھر کے سربراہ کو اہل وعیال کسی نیک عمل سے روکیں یا برائی کے ارتکاب کرنے پر مجبور کریں، ان کا یہ عمل اظہار محبت کی بناء پر نہیں ہوگا بلکہ اسے عداوت پر محمول کیا جائے گا۔ لہٰذا وہ نہ تو نیکی کو ترک کرے اور نہ برائی کا ارتکاب کرے۔

اہل وعیال کا والدین کے لیے آزمائش ہونا:

اولاد خواہ نیک ہو یا بد وہ والدین کے لیے آزمائش ہوتی ہے، اس بارے میں چند روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سرخ لباس زیب تن کیے ہوئے اور لڑکھڑاتے ہوئے منبر کی طرف بڑھ رہے تھے، منبر کے قریب پہنچنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ روک کر انہیں اٹھایا پھر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے: تمہارے اموال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔ میں نے بچوں کو لڑکھڑاتے ملاحظہ کیا تو میں صبر نہ کر سکا اور خطبہ منقطع کر کے اٹھالیا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۱۰۹)

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اہل جنت سے یوں مخاطب ہوگا: اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے: اے اللہ العالمین! ہم تیری اطاعت کے لیے حاضر ہیں، وہ فرمائے گا: کیا تم خوش ہو؟ وہ جواب

میں عرض کریں گے: اے الٰہ العالمین! ہم کیوں خوش نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں ایسی نعمتوں سے نوازا ہے جس سے دوسری مخلوق محروم ہے۔ پھر پروردگار فرمائے گا: میں نے تمہارے لیے اپنی رضا حلال کر دی ہے اور اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۴۸۲۹)

اس حدیث سے ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی ایسی نعمت ہے، جس کے مقابلہ میں کوئی نعمت نہیں ہو سکتی اور یہ نعمت اہل جنت کو عطا کی جائے گی۔ مسلمانوں کو جہاں حصول جنت کی دعا کرنا چاہیے وہاں رضاء خداوندی کی بھی دعا کرنا چاہیے۔

یہ مضمون قرآن کریم میں بایں الفاظ بیان ہوا ہے:

إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَ أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (التغابن: ۱۵)

''بیشک تمہارے اموال اور اولاد فتنہ ہیں، اور اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔''

اس ارشاد میں واضح اور صریح الفاظ میں اس حقیقت کا انکشاف کیا گیا ہے کہ کثرت اموال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے یا وہ اولاد جو دینی تعلیم سے محروم ہو، وہ والدین کے لیے فتنہ اور پریشانی کا باعث ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ التَّحْرِيْمِ

باب 65: سورۂ تحریم سے متعلق روایات

3240 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

متنِ حدیث: قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) حَتَّى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ) فَقَالَ لِي وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَرِهَ وَاللَّهِ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ فَقَالَ هِيَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ

قَالَ ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنِي الْحَدِيثَ فَقَالَ كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ عَلَى امْرَأَتِي يَوْمًا فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ مِنْ ذَلِكَ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذَلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَتْ قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِي بِالْعَوَالِي فِي بَنِي أُمَيَّةَ وَكَانَ لِي

جارٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا فَيَأْتِينِي بِخَبَرِ الْوَحْيِ
وَغَيْرِهِ وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَآتِيهِ بِمِثْلِ ذَلِكَ قَالَ وَكُنَّا نُحَدَّثُ أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوَنَا قَالَ فَجَاءَنِي يَوْمًا عِشَاءً
فَضَرَبَ عَلَى الْبَابِ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ طَلَّقَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ قَالَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا كَائِنًا

قَالَ فَلَمَّا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ
أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي هَذِهِ الْمَشْرُبَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَأَتَيْتُ
غُلَامًا أَسْوَدَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ قَالَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى
الْمَسْجِدِ فَإِذَا حَوْلَ الْمِنْبَرِ نَفَرٌ يَبْكُونَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ
فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَيْضًا فَجَلَسْتُ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا
أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا

قَالَ فَوَلَّيْتُ مُنْطَلِقًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ ادْخُلْ فَقَدْ أُذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ عَلَى رَمْلِ حَصِيرٍ قَدْ رَأَيْتُ أَثَرَهُ فِي جَنْبِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللَّهُ
أَكْبَرُ لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ
فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ
فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ
أَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَانَا الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ مَنْ
فَعَلَتْ ذَلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَتْ أَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُولِهِ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ لَا تُرَاجِعِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْأَلِيهِ شَيْئًا
وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ إِنْ كَانَتْ صَاحِبَتُكِ أَوْسَمَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ فَتَبَسَّمَ أُخْرَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْتَأْنِسُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَمَا رَأَيْتُ فِي الْبَيْتِ إِلَّا أُهْبَةً ثَلَاثَةً
قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُوَسِّعَ عَلَى أُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلَى فَارِسَ وَالرُّومِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَهُ فَاسْتَوَى
جَالِسًا فَقَالَ أَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ وَكَانَ أَقْسَمَ
أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا فَعَاتَبَهُ اللَّهُ فِي ذَلِكَ وَجَعَلَ لَهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ بِي قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي
ذَاكِرٌ لَكِ شَيْئًا فَلَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ الْآيَةَ
قَالَتْ عَلِمَ وَاللَّهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ فَقُلْتُ أَفِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تُخْبِرْ أَزْوَاجَكَ أَنِّي اخْتَرْتُكَ

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَعَثَنِی اللّٰہُ مُبَلِّغًا وَّلَمْ یَبْعَثْنِی مُتَعَنِّتًا

حکم حدیث: قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

اسنادِ دیگر: قَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میری بڑے عرصے سے یہ خواہش تھی کہ میں ان دو خواتین کے بارے میں دریافت کروں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج تھیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:

''اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو یہ مناسب ہے تم دونوں کے ذہن (ایک ہی بات کی طرف) مائل ہو گئے تھے۔''

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ حج کے لیے گیا۔ سفر کے دوران میں برتن کے ذریعے ان پر پانی انڈیل رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ ﷺ کی ازواج میں سے وہ دو خواتین کون سی تھیں؟ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو یہ مناسب ہے تم دونوں کے ذہن (ایک ہی بات کی طرف) مائل ہو گئے تھے۔''

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! تم پر حیرت ہے۔ زہری بیان کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ناپسندیدگی کا اظہار اس لیے کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس بارے میں ان سے پہلے دریافت کیوں نہیں کیا تھا؟ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بات چھپائی نہیں تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ عائشہ اور حفصہ تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے پورا واقعہ سنایا اور بتایا: قریش کے لوگ اپنی بیویوں پر غالب تھے۔ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہمیں ایسی قوم سے سامنا کرنا پڑا جن کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔

ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا۔ ایک مرتبہ میں اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو اس نے مجھے پلٹ کر جواب دیا۔ مجھے اس بات پر بہت غصہ آیا کہ اس نے مجھے پلٹ کر جواب دیا تو اس نے کہا: آپ مجھ سے اس بات پر ناراض ہو رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی ازواج بھی انہیں جواب دے دیتی ہیں اور ان میں سے ایک تو ایسی ہیں جو سارا دن ان سے بات نہیں کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے دل میں سوچا ان خواتین میں سے جو بھی ایسا کرتی ہے وہ رسوا ہو جائے گی اور خسارے کا شکار ہو جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میرا گھر بنو امیہ کے محلے میں نواحی علاقے میں تھا۔ میرا ایک انصاری پڑوسی تھا، ہم لوگ باری باری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جاتا تھا، جو نئی وحی کے نازل ہونے یا کوئی دوسری اطلاع ہوتی تھی تو وہ مجھ تک لے آتا تھا۔ ایک دن میں حاضر ہوتا تھا اور اسی طرح اسے آکر بتا دیا کرتا

تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس زمانے میں ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ غسان ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اپنے گھوڑے تیار کر رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک دن وہ انصاری رات کے وقت آیا، اس نے میرے دروازے کو بجایا، میں نکل کر باہر آیا' تو وہ بولا: ایک بہت بڑا سانحہ رونما ہو گیا ہے۔ میں نے کہا، کیا غسان آ گئے ہیں؟ اس نے کہا، اس سے بھی بڑا سانحہ۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے دل میں سوچا اب تو حفصہ خسارے کا شکار ہو گئی۔ مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ ایسا ہی ہو گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اگلے دن جب میں نے صبح کی نماز ادا کی' تو میں نے چادر اوڑھی اور میں حفصہ کے ہاں گیا' تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا، کیا نبی اکرم ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ اس نے کہا، مجھے نہیں معلوم۔ آپ ﷺ علیحدہ ہو کر بالا خانے میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں اس سیاہ فام غلام کے پاس آیا اور بولا: عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، وہ اندر گیا اور باہر آ گیا اور بولا: میں نے آپ کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا مگر نبی ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں چل کر مسجد میں آ گیا۔ وہاں منبر کے آس پاس کچھ لوگ بیٹھے رو رہے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا پھر میری کیفیت نے غلبہ پایا، میں اس غلام کے پاس آیا اور میں نے کہا، عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا اور باہر آیا اور بولا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے آپ کا تذکرہ کیا ہے' مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں واپس مسجد میں آ گیا اور بیٹھ گیا پھر میری کیفیت نے مجھ پر غلبہ پایا۔ میں اس غلام کے پاس آیا اور بولا: عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا اور باہر نکل کر آیا اور کہا، میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے آپ کا تذکرہ کیا ہے، انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں وہاں سے لوٹ کر واپس آنے لگا تو اسی دوران اس غلام نے مجھے بلایا اور بولا: آپ اندر چلے جائیں، نبی اکرم ﷺ نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں اندر داخل ہوا' تو نبی اکرم ﷺ ایک چٹائی سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے اس چٹائی کے نشان آپ ﷺ کے پہلو پر دیکھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں' تو میں نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہماری حالت دیکھیں۔ ہم قریشی لوگ اپنی بیویوں پر غالب تھے۔ ہم مدینہ منورہ آئے' تو یہاں ہمارا واسطہ ایسی قوم سے پڑا جہاں خواتین غالب تھیں' تو ہماری خواتین نے بھی ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا۔ ایک دن میں اپنی بیوی پر غصہ ہوا' تو اس نے پلٹ کر جواب دیا۔ مجھے اس پر بڑا غصہ آیا' تو وہ بولی آپ کس بات پر غصہ کر رہے ہیں، اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ کی ازواج بھی انہیں جواب دے دیتی ہیں اور ان میں سے ایک تو شام تک آپ ﷺ سے لاتعلق رہتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حفصہ سے دریافت کیا: کیا تم نبی اکرم ﷺ کو پلٹ کر جواب دیتی ہو؟ تو اس نے کہا، جی ہاں۔ اور ہم میں سے ایک تو نبی اکرم ﷺ سے سارا دن ناراض رہتی ہے۔ میں نے کہا، وہ ذلیل اور رسوا ہو گئی۔ میں نے کہا، کیا تم خود کو اس

بات سے محفوظ محسوس ہو کہ رسول ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر غضب نازل کرے گا' اور وہ ہلاکت کا شکار ہو سکتی ہے؟ اس بات پر نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے حفصہ سے کہا: تم نبی ﷺ کو پلٹ کر جواب نہ دیا کرو اور نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز نہ مانگا کرو۔ تم نے جو مانگنا ہوتا ہے مجھ سے کہا کرو اور تمہاری سوکن تمہیں غلط فہمی کا شکار نہ کرے' جو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ عزیز ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی اکرم ﷺ دوبارہ مسکرا دیئے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں بیٹھا رہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے پورے کمرے کے اندر صرف تین چمڑے نظر آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی امت کو کشادگی نصیب کرے۔ اس نے اہل فارس اور اہل روم کو تو کشادگی نصیب کی ہوئی ہے حالانکہ وہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے' تو نبی اکرم ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! کیا تم شک کا شکار ہو، یہ وہ لوگ ہیں' جنہیں دنیاوی زندگی میں ہی نعمتیں دے دی گئی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ قسم اٹھائی تھی کہ آپ ﷺ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے قریب نہیں جائیں گے' تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر عتاب کیا اور آپ ﷺ کے لیے قسم توڑنے کا کفارہ مقرر کیا۔

زہری بیان کرتے ہیں، عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' یہ بات نقل کی ہے، وہ فرماتی ہیں: جب 29 دن گزر گئے' تو نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سب سے پہلے میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: اے عائشہ! میں تمہارے نزدیک ایک چیز ذکر کرنے لگا ہوں، تم اس بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنا، بلکہ پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''اے نبی! تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی بھی نبی اکرم ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے کا مشورہ نہیں دیں گے۔ میں نے عرض کی، کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔

معمر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے، ایوب نامی راوی نے مجھے بتایا ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے یہ کہا تھا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اپنی کسی بھی زوجہ کو یہ نہ بتایئے گا کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تبلیغ کرنے کے لیے مبعوث کیا ہے تنگی کرنے کے لیے مجھے مبعوث نہیں کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

شرح

سورہ تحریم مدنی ہے جو دو (۲) رکوع، بارہ (۱۲) آیات، دو سو انچاس (۲۴۹) کلمات اور ایک ہزار ساٹھ (۱۰۶۰) حروف پر مشتمل ہے۔

سورہ تحریم کی ابتدائی آیات کا شانِ نزول:

ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ (التحریم:۳-۱)

"اے نبی محترم! آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال قرار دی ہے، آپ اپنی ازواج کی رضا چاہتے ہیں۔ اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ بیشک اللہ نے تمہارے لیے قسموں کو کھولنے کا طریقہ بتا دیا ہے، اللہ تمہارا مددگار ہے، وہ خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے۔ اور جب نبی نے اپنی زوجہ سے راز کی بات کی، پس اس نے راز کی خبر دے دی اور اللہ نے اسے ظاہر کر دیا، نبی نے کچھ بتا دیا اور کچھ بتانے سے احتراز کیا، پھر نبی نے انہیں خبر کا افشاء کر دیا تو اس نے عرض کیا: آپ کو کس نے اس کی خبر دی ہے؟ نبی نے جواب دیا: مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔"

ان آیات کا شانِ نزول حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شامل تھا کہ نماز عصر کے بعد سب ازواج مطہرات کے ہاں تھوڑا تھوڑا وقت تشریف لے جاتے تھے۔ آپ حسب معمول ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے آپ کی خدمت میں شہد پیش کیا جو آپ نے تناول فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیکھ لیا اور انہوں نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: آپ جس زوجہ کے ہاں تشریف لائیں گے تو ہم کہیں گے کہ آپ نے مغافیر (گوند) نوش کیا ہے جبکہ بدبودار چیز سے آپ کو نفرت بھی ہے۔ جب آپ دوسری زوجہ کے ہاں تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے وہی بات کہہ دی۔ اس پر آپ نے فرمایا: میں نے زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا) کے ہاں سے مغافیر (گوند) نہیں کھائی بلکہ شہد نوش کیا ہے۔ اب میں شہد نوش نہیں کروں گا، اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ جو اشیاء اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال قرار دیں، آپ انہیں اپنے لیے حرام قرار نہ دیں، کیونکہ آپ کے لیے ہمیشہ حلال رہیں گی۔

سوال: بات محض ایک راز کے افشاء کی تھی تو پھر اسے اتنی اہمیت دینے میں کیا حکمت ہے مثلاً اللہ آپ کا کارساز ہے، ملائکہ،

حضرت جبرائیل اور مسلمان بھی پشت پناہ ہیں؟

جواب: کسی گھر کو جلانے کے لیے ایک چنگاری ہی کافی ہوتی ہے، اگر اس پر ابتداء قابو پالیا گیا تو درست ہے ورنہ وہ ایک بے قابو ہوگی کہ پورے گھر کو جلا کر خاکستر بنا دے گی۔ یہاں بھی ازواج مطہرات کے دو گروہ متصادم تھے۔ چنانچہ آئندہ آیت میں فرما دیا گیا ہے کہ اگر آپ تمام ازواج مطہرات کو طلاق کے ذریعے فارغ کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان سے بہتر ازواج آپ کو فراہم کر دے گا۔

سوال: ایک روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں سے شہد نوش کیا تو جبکہ حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے شہد نوش فرمایا جبکہ ان کے متصادم حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہن تھیں۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (i) دونوں روایات میں دو الگ الگ واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

(ii) پہلی روایت راجح اور دوسری مرجوح ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ ن وَالْقَلَمِ

باب 66: سورۃ ن والقلم سے متعلق روایات

3241 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيتُ عَطَاءَ ابْنَ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ أُنَاسًا عِنْدَنَا يَقُولُونَ فِي الْقَدَرِ فَقَالَ عَطَاءٌ لَقِيتُ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ فَجَرَى بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

فی الباب: وَفِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ عبدالواحد بن سلیم بیان کرتے ہیں، میں مکہ آیا، میری ملاقات عطا بن ابی رباح سے ہوئی، میں نے ان سے کہا: اے ابومحمد! ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، تو عطا نے بتایا میری ملاقات حضرت ولید بن عبادہ سے ہوئی تھی تو انہوں نے یہ بتایا تھا، میرے والد حضرت عبادہ بن صامت نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی، وہ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس سے فرمایا: تم لکھ دو! تو اس نے ابد تک ہونے والی ہر چیز لکھ

رہی۔
اس حدیث میں پورا واقعہ مذکور ہے۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔
اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

سورہ قلم مکی ہے جو دو (۲) رکوع، باون (۵۲) آیات، تین سو دو (۳۰۲) کلمات اور ایک ہزار دو سو چھپن (۱۲۵۶) حروف پر مشتمل ہے۔

قلم کا معنیٰ و مفہوم:
لفظ ''قلم'' کے معنیٰ و مفہوم میں متعدد اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) **تقدیر لکھنے والا قلم:** حضرت عبدالواحد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ مکہ میں حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے دریافت کیا: اے ابو محمد! ہمارے ہاں لوگ تقدیر کا انکار کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے سب سے قبل ''قلم'' پیدا کیا اور اسے حکم دیا: تو لکھ جو کچھ تا قیامت ہونے والا ہے، تو قلم نے سب کچھ لکھ دیا۔

(ii) **ملائکہ کے قلم:** اس سے مراد فرشتوں کے قلم ہیں، جن سے وہ لوگوں کے اعمال صالحہ اور معاملات تحریر کرتے ہیں۔

(iii) **لوگوں کے عام قلم:** اس سے مراد لوگوں کے عام قلم مراد ہیں، جن کے ساتھ انسانی تاریخ تحریر کی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد رب العالمین ہے:

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۝ یعنی اللہ نے قلم کے ذریعے (انسان کو) علم سکھایا۔

سوال: یہاں ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے قبل ''قلم'' کو پیدا کیا جبکہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے روح یا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (i) روح یا نور محمدی کی تخلیق اول حقیقی طور پر ہے باقی اشیاء یعنی قلم وغیرہ کی تخلیق اول اضافی طور پر ہے۔

(ii) یہاں ابد سے تا قیامت زمانہ مراد نہیں ہے بلکہ طویل زمانہ مراد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کی غرض سے راز کی بات کرنا اور ان کا اس راز کا افشاء کرنا:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی زوجہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے دلجوئی کرتے ہوئے راز کی بات کی جو انہوں نے اس کا افشاء کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت امام عبدالرحمٰن بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے دو راز کی باتیں کی تھیں: (۱) میں نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے جماع اپنے آپ پر حرام کر لیا ہے۔ (۲) میرے بعد تمہارے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اور عائشہ کے والد (حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ) حکمران بنیں گے۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم، رقم الحدیث: ۱۸۹۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے بعد عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوں گے۔ یہ راز کی بات حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دی تھی۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَاقَّةِ

باب 67: سورۂ حاقہ سے متعلق روایات

3242 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ قَيْسٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَيْرَةَ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

متنِ حدیث: زَعَمَ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا فِی الْبَطْحَاءِ فِیْ عِصَابَةٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْهِمْ اِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوْا اِلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا اسْمُ هٰذِهٖ قَالُوْا نَعَمْ هٰذَا السَّحَابُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُزْنُ قَالُوْا وَالْمُزْنُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَنَانُ قَالُوْا وَالْعَنَانُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ مَا نَدْرِیْ قَالَ فَاِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا اِمَّا وَاحِدَةٌ وَّاِمَّا اثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً وَّالسَّمَآءُ الَّتِیْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّدَهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ فَوْقَ السَّمَآءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى السَّمَآءِ وَفَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْعَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَآءٍ اِلٰى سَمَآءٍ ثُمَّ فَوْقَ ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى السَّمَآءِ وَاللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ اَلَا يُرِيْدُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ اَنْ يَّحُجَّ حَتّٰى نَسْمَعَ مِنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ سند: وَرَوَى الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِیْ ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهٗ وَرَفَعَهٗ وَرَوٰى شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَوَقَفَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِیُّ

◆◆ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ وہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بطحاء کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اسی دوران ان لوگوں پر سے ایک بادل گزرا، لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم لوگ جانتے ہو اس کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں، اسے سحاب کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مزن" بھی کہتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: مزن بھی کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: عنان

3242۔ اخرجه ابوداؤد (كتاب السنة: باب: في الجهمية، حديث (٤٧٢٣)، (٤٧٢٤)، (٤٧٢٥)، و ابن ماجه (٦٩/١) المقدمة باب: فيما انكرته الجهمية، حديث (١٩٣)، و احمد (٢٠٦/١، ٢٠٧)، من طريق الاحنف بن قيس عن العباس بن عبد المطلب به

بھی کہتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: عنان بھی کہتے ہیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت کیا: کیا تم لوگ جانتے ہو آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں، اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کے درمیان (یہاں راوی کو شک ہے) اکہتر، بہتر یا شاید تہتر برس (کی مسافت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں) کا فاصلہ ہے اور اس سے اوپر جو آسمان ہے (ان دونوں کے درمیان) اتنا ہی فاصلہ ہے، یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ساتوں آسمانوں کے بارے میں یہی بات ارشاد فرمائی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے، جس کی گہرائی اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اس سمندر پر آٹھ فرشتے ہیں، ان کے پاؤں اور ٹخنوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان فاصلہ ہے، ان کی پشت پر عرش ہے، جس کے نیچے والے حصے اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے، جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی اوپر ہے۔

عبد بن حمید بیان کرتے ہیں، میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، عبدالرحمٰن بن سعد حج کرنے کیوں نہیں جاتے تاکہ ان سے (براہِ راست) ہی یہ حدیث سن لی جائے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ولید بن ابوثور نے سماک کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کی ہے اور اس کو حدیث ''مرفوع'' کے طور پر نقل کیا ہے اور شریک نے سماک کے حوالے سے اس حدیث کا بعض حصہ نقل کیا ہے اور اس کو ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

عبدالرحمٰن نامی راوی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سعد رازی ہیں۔

3243 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِيُّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارِى عَلَى بَغْلَةٍ وَّعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَيَقُوْلُ كَسَانِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بیان کرتے ہیں، ان کے والد نے انہیں بتایا ہے: انہوں نے بخارا میں ایک شخص کو ایک خچر پر سوار دیکھا جس نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا اس شخص نے یہ بتایا: نبی اکرم ﷺ نے یہ عمامہ مجھے پہنایا ہے۔

شرح

سورہ حاقہ مکی ہے جو دو (۲) رکوع، باون (۵۲) آیات، دو سو چھپن (۲۵۶) کلمات اور ایک ہزار چار سو اسی (۱۴۸۰) حروف پر مشتمل ہے۔

آٹھ پہاڑی بکروں کا قصہ:

ارشادِ ربانی ہے:

وَالْمَلَكُ عَلٰٓی اَرْجَآئِهَا ؕ وَ یَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ ؕ (الحاقہ: ۱۷)

''اور فرشتہ اس کے کناروں پر ہوگا، اور اس دن آٹھ فرشتے آپ کے پروردگار کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔''

(۱) آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ آیت کی تفسیر دو طریقہ سے بیان کی گئی ہے: (۱) مخصوص فرشتے عرش الٰہی کے اطراف میں ہوں گے اور ان کے اوپر مزید فرشتے ہوں گے۔ حاملین عرش اور دوسرے فرشتوں میں فرق ہے۔ (۲) حاملین فرشتے اپنے سروں پر عرش الٰہی اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

حاملین عرش الٰہی ملائکہ کی تعداد آٹھ ہونے پر دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب یہ چار فرشتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مزید چار فرشتوں سے ان کی تائید فرمائے گا، پھر وہ آٹھ فرشتے ہو جائیں گے۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آٹھ فرشتے ہوں گے، جن کے قدم ساتویں زمین تک اور ان کے سر عرش کے اوپر ہوں گے جبکہ وہ سر جھکائے ہوئے تسبیح خواں ہوں گے۔ (تفسیر کبیر للرازی، جلد: ۱۰، ص: ۲۶)

فائدہ نافعہ:

زمین و آسمان کے درمیان مسافت (فاصلہ) اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کا نہیں ہے بلکہ دیگر معتبر روایات کے مطابق پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

ساتویں آسمان کے اوپر سمندر ہے جس کی تہہ اور بالائی سطح کے مابین اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے مابین ہے۔ اس سمندر کے اوپر آٹھ عدد پہاڑی بکرے ہیں کہ ان کے پاؤں اور گھٹنوں کے مابین اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان ہے۔

عقیدہ قطعیہ:

جس طرح اللہ تعالیٰ اعضاء یعنی ہاتھ، پاؤں، آنکھ، سر اور کانوں سے پاک ہے اسی طرح وہ جہات ستہ (دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر اور نیچے) سے بھی پاک ہے لیکن وہ ہر جگہ موجود ہے۔

اسلاف کی تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت:

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین تمام اسلاف کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سے خوب عقیدت و محبت تھی۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ سَأَلَ سَائِلٌ

باب 68: سورۃ المعارج سے متعلق روایات

3244 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ اَبِي

سند حدیث: ... بن لهيعة عن دراج عن ابي الهيثم عن ابي سعيد

متن حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ (كَالْمُهْلِ) قَالَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (جو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں ہے) ''پگھلے ہوئے تانبے کی مانند''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، اس سے مراد تیل کی تلچھٹ ہے یعنی جب وہ جہنمی اسے اپنے منہ کے قریب کرے گا' تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف رشدین کی نقل کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

سورۂ معارج مکی ہے جو دو (۲) رکوع، چوالیس (۴۴) آیات، دو سو سولہ (۲۱۶) کلمات اور آٹھ سو اکسٹھ (۸۶۱) حروف پر مشتمل ہے۔

سورۂ معارج کی تفسیر:

ارشاد باری ہے:

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ○ (المعارج: ۸)

''جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مثل ہو جائے گا۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ جس طرح جہنمیوں کا کھانا زقوم اور تلچھٹ کی مثل ہوگا، اسی طرح قیامت کے دن آسمان بھی ایسی کیفیت اختیار کر جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اس دن ہر چیز میں انقلاب کی صورت ہوگی حتیٰ کہ آسمانوں میں بھی تبدیلی آ چکی ہوگی۔ اس دن آسمان تلچھٹ کی شکل اختیار کر جائے گا اور جب جہنمی لوگ اپنا چہرہ اس کے قریب کریں گے تو اس کا گوشت الگ ہو کر گر جائے گا۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْجِنِّ

باب 69: سورۂ جن سے متعلق روایات

3245 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ

3245- اخرجه البخاري (۲/۲۹۵): كتاب الاذان: باب: الجهر بقراءة صلاة الفجر، حديث (۷۷۳)، وطرف (۴۹۲۱)، و مسلم (۱/۳۳۱): كتاب الصلاة: باب: الجهر بالقراءة في الصبح و القراءة على الجن، حديث (۱۴۹/۴۴۹)، و احمد (۱/۲۵۲).

خبر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

متن حدیث: قَالَ مَا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنِّ وَلَا رَاٰهُمْ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا مَا لَكُمْ قَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ فَقَالُوْا مَا حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ اِلَّا اَمْرٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقُوْا يَضْرِبُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَبْتَغُوْنَ مَا هٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ اُولٰٓئِكَ النَّفَرُ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدًا اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ بِاَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ اسْتَمَعُوْا لَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَهُنَالِكَ رَجَعُوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا يَا قَوْمَنَا (اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ) وَاِنَّمَا اُوْحِيَ اِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے نہ تو جنات کے سامنے تلاوت کی اور نہ ہی آپ ﷺ نے انہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنے چند اصحاب کے ہمراہ عکاظ کے میلے کی طرف جا رہے تھے، اس دوران شیاطین اور آسمان کی طرف سے آنے والی اطلاعات کے درمیان رکاوٹ آ چکی تھی اور ان شیاطین پر شہاب ثاقب چھوڑے جا رہے تھے، وہ شیاطین اپنی قوم میں واپس آئے اور بولے: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہمارے اور آسمان کے درمیان رکاوٹ آ گئی ہے اور ہمارے اوپر شہاب ثاقب چھوڑے جا رہے ہیں، تو کچھ جنات نے کہا ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کوئی نئی چیز رونما ہوئی ہے، تم لوگ روئے زمین کا جائزہ لو کہ وہ کون سی چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، پھر وہ لوگ پوری روئے زمین کا جائزہ لینے کے لیے چل پڑے کہ وہ کون سی چیز ہے جو ان کے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گئی ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ وادی تہامہ کی طرف بھی آئے جہاں نبی اکرم ﷺ تھے، آپ ﷺ اس وقت ایک کھجور کے باغ میں تھے اور آپ ﷺ عکاظ کے میلے کی طرف جا رہے تھے، آپ ﷺ اس وقت اپنے ساتھیوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے جب ان شیاطین نے قرآن کو سنا تو اسے غور سے سننے لگے اور بولے: اللہ کی قسم! یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ بنی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، وہاں سے وہ لوگ اپنی قوم میں واپس چلے گئے اور بولے: اے ہماری قوم (اس کے بعد کے الفاظ قرآن کے ہیں)

''بے شک ہم نے قرآن پاک کو بہت حیرت انگیز چیز کے طور پر سنا ہے، وہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں ہم کسی کو بھی اپنے پروردگار کا شریک نہیں سمجھتے۔''

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ سورۃ نازل کی۔
''تم یہ فرمادو! میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے جب جنات کے ایک گروہ نے غور سے سنا۔''
(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کی طرف جنات کی یہ بات وحی کی گئی تھی۔

3246 متن حدیث: وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَوْلُ الْجِنِّ لِقَوْمِهِمْ (لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا) قَالَ لَمَّا رَاَوْهُ يُصَلِّي وَاَصْحَابُهُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ فَيَسْجُدُوْنَ بِسُجُوْدِهٖ قَالَ تَعَجَّبُوْا مِنْ طَوَاعِيَةِ اَصْحَابِهٖ لَهٗ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ (لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا)

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسی سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے، یہ قول جنوں کا ہے (جسے قرآن نے نقل کیا ہے)
''تو جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو وہ جنات اکٹھے ہو کر (اس کے گرد جمع ہو گئے)''۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جب ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور نبی اکرم ﷺ کے سجدے میں جانے کے ساتھ ہی سجدے میں جا رہے تھے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ لوگ اس بات پر بہت حیران ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی کس طرح پیروی کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:
''تو جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو وہ جنات اکٹھے ہو کر (اس کے گرد جمع ہو گئے)''۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3247 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: قَالَ كَانَ الْجِنُّ يَصْعَدُوْنَ اِلَى السَّمَآءِ يَسْتَمِعُوْنَ الْوَحْیَ فَاِذَا سَمِعُوا الْكَلِمَةَ زَادُوْا فِيْهَا تِسْعًا فَاَمَّا الْكَلِمَةُ فَتَكُوْنُ حَقًّا وَّاَمَّا مَا زَادُوْهُ فَيَكُوْنُ بَاطِلًا فَلَمَّا بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِعُوْا مَقَاعِدَهُمْ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِاِبْلِيْسَ وَلَمْ تَكُنِ النُّجُوْمُ يُرْمٰى بِهَا قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُمْ اِبْلِيْسُ مَا هٰذَا اِلَّا مِنْ اَمْرٍ قَدْ حَدَثَ فِی الْاَرْضِ فَبَعَثَ جُنُوْدَهٗ فَوَجَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُصَلِّيْ بَيْنَ جَبَلَيْنِ اُرَاهُ قَالَ بِمَكَّةَ فَلَقُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ هٰذَا الَّذِیْ حَدَثَ فِی الْاَرْضِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، پہلے جنات آسمان کی طرف جاتے تھے اور وہاں سے وحی کو سن لیتے

3247- اخرجه احمد (۱/۲۷۴، ۳۲۳).

تھے، جب وہ کوئی بات سنتے تھے تو اس میں نو چیزوں کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے تھے۔ اس لیے انہوں نے جو بات سنی ہوتی تھی اس میں سے کوئی بات سچ ثابت ہو جاتی تھی لیکن جو انہوں نے اضافہ کیا ہوتا تھا وہ بات غلط ثابت ہوتی تھی۔ جب نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تو ان کی یہ سہولت ختم ہوگئی۔ انہوں نے ابلیس کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ اس سے پہلے تو انہیں کبھی ستاروں کے ذریعے نہیں مارا گیا تو ابلیس نے ان سے کہا: زمین میں کوئی نئی صورتحال رونما ہوئی ہے جس کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ پھر اس نے اپنے لشکر (مختلف سمت) میں بھیجے تو ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو دو پہاڑوں کے درمیان وضو کرتے ہوئے پایا (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے حدیث میں "مکہ" کے بھی الفاظ ہیں۔ پھر وہ جنات ابلیس سے ملے اور اسے اس بارے میں بتایا تو وہ بولا: یہی وہ واقعہ ہے جو زمین میں نیا رونما ہوا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

سورہ جن مکی ہے جو دو (۲) رکوع، اٹھائیس (۲۸) آیات، دو سو پچاسی (۲۸۵) کلمات اور تین سو ستر (۳۷۰) حروف پر مشتمل ہے۔

سورہ جن کا شانِ نزول

ارشاد ربانی ہے:

وَ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ (الجن:۱۹)

"اور بیشک جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جماعت بن کر اس پر پل پڑتے۔"

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ جنات ناری مخلوق ہیں، ان کا وجود برحق ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ ان میں مرد ہیں اور خواتین بھی، ان میں سلسلہ تناسل جاری رہتا ہے، ان میں مسلمان ہیں اور کافر بھی، نیکوکار ہیں اور بدکار بھی، عشاق رسول ہیں اور منکرین نبوت بھی اور ان میں نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری نہیں ہوا۔ وہ انسانوں کے انبیاء سے تعلیمات اخذ کرتے ہیں۔ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں، وہ ہمیں دیکھتے ہیں لیکن ہم میں طاقت نہیں ہے کہ انہیں اصل حالت میں دیکھ سکیں، کیونکہ ان کا جسم لطیف ہے اور ہمارا کثیف ہے۔

بہت سے جنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دولت ایمان سے مالا مال ہوئے اور آپ بھی ان کے اجتماع میں تبلیغ کی غرض سے چھ بار تشریف لے گئے۔ قرآن کریم کی یہ مستقل سورت جنات کے بارے میں نازل ہوئی ہے بلکہ اس کا نام بھی "سورۃ الجن" ہے۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جنات آسمان کے پاس جا کر ملائکہ کی باتیں سن کر اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے اس کے ساتھ ملا کر زمین میں لوگوں کو بتا دیا کرتے تھے مگر آپ کی بعثت کے بعد ان کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ آتشیں گولہ کے ذریعے آسمان کے پاس جانے سے انہیں روک دیا گیا۔ اس نئی پیدا ہونے والی صورتحال سے وہ بہت پریشان

ہوئے اور اس کا سراغ لگانے لگے۔ غور و فکر اور زمینی حقائق کا جائزہ لیتے ہوئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت نماز فجر میں قرأت قرآن کر رہے تھے اور وہ تلاوت قرآن سن کر اصل حقیقت سے آگاہ ہو گئے۔

جنات کے بارے میں اقوال:

جنات کی اصلیت اور حقیقت کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

جنات تمام انسانوں کو پہچانتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے انسانوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق جنات ابلیس کی اولاد ہیں، جیسے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ دونوں میں مسلمان ہیں اور کافر بھی، ثواب وعقاب میں دونوں مساوی ہیں اور فریقین میں سے جو مؤمن ہے وہ ولی ہے اور جو کافر ہو وہ شیطان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق جنات ''الجان'' کی اولاد ہیں، یہ شیاطین نہیں ہیں، ان میں کچھ مؤمن ہیں اور کچھ کافر بھی، ابلیس کی اولاد ہیں اور ان پر شیطان کے ساتھ ہی موت کا تسلط ہوگا۔

ان کی اصلیت کی طرح اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ مؤمن جنات جنت میں داخل ہوں گے یا نہیں؟ بعض علماء کا خیال ہے کہ جنات ''الجان'' کی اولاد ہیں مگر ابلیس کی ذریت نہیں ہیں، وہ ایمان کی برکت سے جنت میں داخل ہوں گے۔ بعض علماء کا مؤقف ہے کہ جنات ابلیس کی اولاد ہیں۔ ان کے بارے میں دو قول ہیں: (۱) اہل ایمان ہونے کی وجہ سے یہ جنت میں داخل ہوں گے۔ (۲) وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، خواہ انہیں جہنم سے دور کیا جائے گا۔

بعض اطباء کا خیال ہے کہ جنات کچھ بھی نہیں کھاتے، کیونکہ یہ بسیط ہیں اور ان کی خوراک نہیں ہے، لیکن ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنات کی خوراک ہڈی ہے۔

جنات کو دیکھنا ممکن ہے اور فرشتوں کی طرح ان کو اصل صورت میں دیکھنا ناممکن نہیں ہے۔ یہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنات کی ایک جماعت نے اسلام قبول کرلیا ہے، اگر تم سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں دیکھو تو اسے تین بار گھر سے نکل جانے کے لیے خبردار کرو، اگر وہ پھر بھی سانپ دکھائی دے تو اسے مار ڈالو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنات گھروں میں سانپوں کی شکل میں رہتے ہیں، اگر تم انہیں دیکھو تو تین بار ڈراؤ، اگر وہ نکل جائیں تو درست ہے ورنہ انہیں مار ڈالو کہ وہ شیطان ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو دیکھا تھا یا نہیں؟:

دریافت طلب یہ بات ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو دیکھا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قسم کی ملی جلی

روایات وارد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کے سامنے تلاوت قرآن کی تھی لیکن انہیں دیکھا نہیں تھا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کچھ صحابہ کے ساتھ عکاظ بازار کے ارادہ سے روانہ ہوئے، اس اثناء میں جنات اور آسمانی خبروں کے مابین کوئی چیز مانع ہوگئی، ان پر آگ کے گولے پھینکے جانے لگے، پھر جنات واپس پلٹنے لگے۔ وہ باہم ایک دوسرے سے دریافت کرتے کہ اب کیا معاملہ پیش آیا ہے؟ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کوئی چیز مانع ہوگئی ہے، ہم پر گولوں کی بارش ہونے لگی ہے؟ انہیں جواب دیا گیا: تمہارے اور آسمانی خبروں کے مابین وہی صورتحال مانع ہوئی ہے جو اب پیش آئی ہے، تم لوگ زمین کے مشارق و مغارب کا سفر کرو تو سب کچھ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ پھر جنات تہامہ وادی میں گئے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے درخت کے پاس تشریف فرما تھے۔ اس وقت عکاظ بازار کا ارادہ کیے ہوئے تھے، آپ صحابہ کو فجر کی نماز پڑھانے میں مصروف تھے۔ جب جنات نے تلاوت قرآن سنی تو انہوں نے یوں کہا: یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے مابین حائل ہے۔

پھر جنات اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے انہیں یوں کہا:

''اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو سیدھا راستہ دکھاتا ہے، ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بناتے۔'' (الجن: ۱، ۲)

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (الجن: ۱)

''(اے محبوب!) آپ فرمادیں! میری جانب وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے تلاوت قرآن سنی ہے۔''

کچھ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو دیکھا تھا۔ اس بارے میں ایک مشہور روایت پیش کی جاتی ہے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ لوگوں میں سے کوئی شخص اس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جب آپ نے جنات سے ملاقات کی؟ انہوں نے جواب دیا: ہم میں سے کوئی شخص اس رات آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ تاہم ایک رات ہم نے آپ کو نہ پایا تو ہمارا یہی خیال تھا کہ کسی دشمن نے آپ کو دھوکہ دیا ہے یا آپ کے ساتھ کوئی پریشان کن واقعہ پیش آیا ہے۔ ہم نے وہ رات نہایت پریشانی میں گزاری تھی، صبح ہونے پر ہم نے آپ کو غار حراء کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر ہم نے آپ کے بارے میں پریشانی بیان کی، آپ نے فرمایا: میرے پاس دعوت کی غرض سے ایک جن آیا، پھر میں ان کے ساتھ چلا گیا، میں نے ان کے سامنے تلاوت قرآن کی، وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے، آگ اور ان کے نشانات آپ نے ہمیں دکھائے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ سے صبح کا کھانا طلب کیا۔ ایک روایت کے مطابق یہ جزیرہ کے جن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہڈی جب تمہارے ہاتھوں میں آئے گی پھر اس پر اللہ کا نام لیا جائے گا تو وہ گوشت سے بھر جائے گی، اسی طرح گوبر تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔ اے مسلمانو! تم ان دونوں اشیاء سے استنجاء نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے جنات بھائیوں کی خوراک ہیں۔ (مسند احمد)

(...۳۲۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ! کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک مشکیزہ میں پانی ہے، فرمایا: وہ پانی مجھ پر ڈالو، آپ نے وضو کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۸۵)

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو تلاوت قرآن سنائی تھی اور انہیں بھی یقین تھا۔

سوال: روایات دو قسم کی ہوئیں بعض سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رات کے وقت اکیلے تھے کہ جنات کو تلاوت قرآن سنائی اور انہیں دیکھا نہیں تھا۔ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جس رات جنات کو پیغام توحید دینے کے لیے گئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے اور آپ نے انہیں دیکھا بھی تھا۔ یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: روایات میں دو الگ الگ واقعات بیان ہوئے ہیں، بعض میں بیان ہوا ہے کہ آپ اکیلے جنات کو دعوت دینے کے لیے گئے تھے، انہیں تلاوت قرآن بھی سنائی لیکن انہیں دیکھا نہیں تھا۔ دوسرے واقعہ میں ہے کہ آپ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے اور آپ نے پیغام توحید دیتے وقت ان کو دیکھا بھی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنات کو دیکھنے کے دلائل وشواہد:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو دیکھا تھا اور اس سلسلہ میں چند دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت سلیمان علیہ السلام سے جن نے یوں عرض کیا:

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ (النمل: ۳۹)

''ایک طاقتور جن نے عرض کیا: میں وہ تخت آپ کی نشست برخواست ہونے سے پہلے لے آؤں گا اور بیشک میں اس پر قدرت رکھتا ہوں ا نتدار ہوں۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام کی جنات پر بھی حکومت تھی، وہ باقاعدگی سے آپ کی کچہری میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آپ انہیں مختلف امور کا حکم دیتے تھے۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک طاقتور جن نے رات کے وقت مجھ پر حملہ کیا تا کہ وہ میری نماز فاسد کر دے، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دی، میں نے قصد کیا کہ اسے مسجد کے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں، حتیٰ کہ لوگ صبح کے وقت اسے دیکھتے، پھر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی: اے میرے پروردگار! تو مجھے ایسا ملک عنایت کر جو میرے بعد اور کسی کو عطا نہ ہو، پھر آپ نے اسے ناکام واپس کر دیا تھا۔
(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۴۶۱)

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو دیکھا تھا۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُدَّثِّرِ

باب 70: سورۃ المدثر سے متعلق روایات

3248 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيْثِهِ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ رَاْسِي فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَآئَنِي بِحِرَاءَ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي فَدَثَّرُوْنِي فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ) اِلٰى قَوْلِهِ (وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ سَلَمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا، آپ ﷺ وحی کا سلسلہ رک جانے کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی حدیث میں یہ بات ارشاد فرمائی: ایک دن میں جا رہا تھا، میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی، میں نے اپنا سر اٹھا کے دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا، وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، مجھ پر رعب کی کیفیت طاری ہوگئی اور میں واپس آ گیا اور میں نے (خدیجہ سے کہا) مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دو، مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دو، تو انہوں نے مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"اے چادر اوڑھنے والے! اٹھو اور اپنی (قوم کو) ڈراؤ"۔

یہ آیات یہاں تک ہیں "اور گندگی سے دور رہو"۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) یہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یحییٰ بن ابوکثیر نے اسے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابوسلمہ نامی راوی کا نام عبداللہ ہے۔

3248- اخرجه البخاري (۱/۳۷): كتاب بدء الوحي: باب: (۳)، حديث (٤)، و اطرافه في (۳۲۳۸، ٤٩٢٢، ٤٩٢٣، ٤٩٢٤، ٤٩٢٥، ٤٩٢٦، ٤٩٥٤، ٦٢١٤)، ومسلم (۱/۱٤۳ابی): كتاب الايمان: باب: بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (۲٥٦/۱٦۱)، و احمد (۳/۳۰٦، ۳۹۲، ۳۲٥، ۳۷۷).

شرح

سورہ مدثر مکی ہے جو دو (۲) رکوع، پچپن (۵۵) آیات، دوسو پچپن (۲۵۵) کلمات اور آٹھ ہزار دس (۸۰۱۰) حروف پر مشتمل ہے۔

پہلی پانچ آیات کا شانِ نزول:

ارشاد ربانی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ۝ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۝ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۝ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۝ (المدثر:۱تا۵)

''اے چادر اوڑھنے والے! آپ اٹھیں اور لوگوں کو عذاب سے ڈرائیں، اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کریں، اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھیں اور بتوں کو ترک کر دیں۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ ابتداءً اس سورت کی پانچ آیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئیں، پھر کسی حکمت کی بناء پر کچھ دنوں تک سلسلہ وحی منقطع ہو گیا۔ ایک دفعہ ایک جنگل میں آپ کو آواز سنائی دی تو آپ نے سر اقدس اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام دکھائی دیئے جو زمین و آسمان کے مابین کرسی پر موجود ہیں، تقاضا بشریت آپ پر ہیبت طاری ہو گئی، پریشان سے گھر تشریف لائے اور کپڑوں میں لپٹ گئے۔ اس موقع پر سورہ مدثر کی ابتدائی پانچ آیات کا نزول ہوا اور باقی آیات بعد میں نازل ہوئیں۔

''المدثر'' کے لقب سے مخاطب کرنے کی وجوہات:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''المدثر'' کے لقب سے یاد فرمایا ہے، اس کی کثیر وجوہات ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- رؤساء قریش اور مشرکین مکہ مثلاً ابوجہل، ولید بن مغیرہ، ابولہب، ابوسفیان، نضر بن حارث، اُمیہ بن خلف اور عاص بن وائل وغیرہ نے متفقہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر (جادوگر) قرار دیا تھا، آپ کو اس کا علم ہوا تو بہت پریشان ہوئے، گھر تشریف لائے اور چادر اوڑھ کر آرام فرما ہو گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورہ مدثر کی پہلی پانچ آیات نازل فرمائیں، جن میں آپ کو ''مدثر'' کے لقب سے مخاطب کیا گیا۔

۲- جو آدمی کپڑے میں لپٹا ہوا ہو وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے، پہلی وحی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''غار حراء'' میں تھے یعنی گوشہ گمنامی میں تھے، آپ کو خطاب کیا گیا کہ لوگوں کو پیغام توحید دیں اور انہیں دعوت اسلام پیش کریں۔

۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں ''غار حراء'' میں تھا کہ مجھے یہ آواز سنائی دی: یا محمد! آپ ''رسول اللہ'' ہیں۔ میں نے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی، پھر آسمان کی طرف دیکھا تو (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت پر تشریف

فرماتے، انہیں دیکھتے ہی مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی، پریشانی کے عالم میں گھر پہنچا، میں نے اہل خانہ سے چادر اوڑھانے اور جسم پر پانی ڈالنے کا کہا۔ پھر جبرائیل (علیہ السلام) نازل ہوئے اور یوں مخاطب ہوئے: یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝

۴- اے چادر اوڑھنے والے! آپ بستر سے اٹھیں اور لوگوں کو پیغام توحید دیں، تاکہ وہ بتوں سے نفرت کریں اور معبود حقیقی کی عبادت کریں۔

۵- اے محبوب! آپ لوگوں کو پیغام توحید اور پیغام حق دیں۔

۶- آپ عزم صمیم سے اپنی قوم کو پیغام توحید دیں اور ایمان لانے کی ترغیب دیں۔

اللہ کی بڑائی بیان کرنے کے مطالب ومفاہیم:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی بڑائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کے کئی مطالب ومفاہیم ہیں:

۱- آپ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہیں، یہ آیت نازل ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيرًا" کہا۔ ان الفاظ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے معلوم کرلیا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی ہے۔

۲- مشرکین اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو برا عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ صاحب اولاد ہے اور اس کے غیر کی عبادت بھی جائز ہے، سے لوگوں کو نفرت دلائی جائے اور اللہ کے معبود حقیقی ہونے کا پیغام دیا جائے۔

۳- آپ اللہ تعالیٰ کی نفلی عبادت کریں، چنانچہ اعلان نبوت سے قبل آپ لوگوں سے الگ ہوکر اور غار حراء میں جاکر اس کی عبادت وریاضت کرتے تھے۔

لباس پاک رکھنے کے مطالب ومفاہیم:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا لباس صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کے متعدد مطالب ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق اس آیت کا مطلب ہے: اے محبوب! آپ اپنا لباس عہد شکنی اور معصیت سے ہرگز آلودہ نہ کریں۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس ستھرا رکھنے کا حکم دینے کا مقصد یہ ہے کہ حسن ووقار کے سبب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کا پیغام دین اسلام توجہ سے سنیں۔

۳- آپ عہد شکنی اور تکبر وفخر کا لباس زیب تن نہ کریں۔

۴- آپ اپنے اخلاق واطوار نفیس رکھیں، تاکہ آپ کی تعلیم بھی بے مثل ہو۔

۵- آپ طویل وعریض لباس زیب تن نہ فرمائیں تاکہ وہ نجاست آلود نہ ہو۔

۶- اے نبوت کی چادر زیب تن کرنے والے! آپ بے قراری، بے صبری، غضب اور کینہ کو اپنے قریب نہ آنے دیں۔

3249 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: قَالَ الصَّعُودُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ الْكَافِرُ سَبْعِينَ خَرِيفًا ثُمَّ يُهْوَى بِهِ كَذَلِكَ فِيهِ أَبَدًا

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ وَقَدْ رُوِيَ شَيْءٌ مِنْ هَذَا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْقُوفٌ

●● حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، ''صعود'' جہنم کا ایک پہاڑ ہے، جس پر کافر کو ستر برس تک چڑھایا جائے گا، پھر اتنے ہی عرصے تک اسے نیچے کی طرف لڑھکایا جائے گا۔ ایسا اُس کے ساتھ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

یہ ''حدیث غریب'' ہے ہم اس روایت کے ''مرفوع'' ہونے کو صرف ابن لہیعہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اس روایت کا کچھ حصہ عطیہ کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ''موقوف'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

شرح

کافر کو آگ کے پہاڑ پر چڑھانا:

ارشادِ ربانی ہے:

سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۝ (المدثر: ١٧)

''عنقریب میں اسے (کافر کو) آگ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ لفظ ''صعود'' کی تفسیر میں دو اقوال ہیں:

١- یہ ایک دشوار گزار گھاٹی جس پر چڑھنا مشکل ہے۔

٢- یہ ایک آگ کی گھاٹی کا نام ہے، جب انسان اس پر اپنا ہاتھ رکھتا ہے تو یہ پگھل جاتی ہے اور ہاتھ اٹھانے سے اپنی اصل حالت میں آجاتی ہے، جب انسان اس پر اپنا قدم رکھتا ہے تو وہ پگھل جاتی ہے اور اس کے اٹھانے سے وہ پھر اصل حالت میں آجاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جہنم کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس کی بلندی ستر (٧٠) سال پھر اس کی پستی بھی اتنے سالوں کی ہے۔

3250 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متن حدیث: قَالَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ لِأُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالُوا لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ غُلِبَ أَصْحَابُكَ الْيَوْمَ قَالَ وَبِمَا غُلِبُوا قَالَ سَأَلَهُمْ يَهُودُ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ فَمَا قَالُوا قَالَ قَالُوا لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا قَالَ أَفَغُلِبَ قَوْمٌ سُئِلُوا عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ فَقَالُوا لَا نَعْلَمُ حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا لَكِنَّهُمْ قَدْ

3250- اخرجه احمد (٣٦١/٣) عن الشعبي عن جابر بن عبد الله به.

سَأَلُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً عَلَيَّ بِأَعْدَاءِ اللَّهِ إِنِّي سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ الدَّرْمَكُ فَلَمَّا جَاءُوا قَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا فِي مَرَّةٍ عَشَرَةٌ وَفِي مَرَّةٍ تِسْعَةٌ قَالُوا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ قَالَ فَسَكَتُوا هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالُوا خُبْزَةٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُبْزُ مِنَ الدَّرْمَكِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کچھ یہودیوں نے کچھ صحابہ کرام سے کہا: تمہارے نبی یہ جانتے ہیں کہ جہنم کے نگران کتنے ہیں؟ تو صحابہ نے جواب دیا: ہمیں نہیں معلوم، ہم آپ ﷺ سے یہ دریافت کریں گے۔ پھر ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور اس نے عرض کی: اے حضرت محمد ﷺ! آج آپ ﷺ کے اصحاب مغلوب ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کس وجہ سے مغلوب ہو گئے؟ تو اس شخص نے بتایا: یہودیوں نے ان سے دریافت کیا تھا کہ کیا آپ ﷺ کے نبی یہ بات جانتے ہیں کہ جہنم کے نگران کتنے (فرشتے ہیں)؟ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: پھر ان لوگوں نے کیا جواب دیا؟ اس شخص نے بتایا: ان لوگوں نے یہ جواب دیا: ہمیں اس بارے میں پتہ نہیں ہے، ہم اس بارے میں اپنے نبی ﷺ سے دریافت کریں گے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو کیا اس قوم کو مغلوب قرار دیا جائے گا؟ جس سے ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا' جس کے بارے میں انہیں علم نہیں تھا تو انہوں نے جواب میں کہا ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے، ہم اس بارے میں اپنے نبی ﷺ سے دریافت کریں گے (حالانکہ دوسری طرف) ان (یہودیوں) کا اپنا حال یہ ہے: انہوں نے اپنے نبی سے سوال کیا اور کہا: ظاہری آنکھوں سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کروائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں کو میرے پاس لے کر آؤ! میں ان سے جنت کی مٹی کے بارے میں دریافت کروں گا' جو آٹے کی ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں:) جب وہ آئے' تو ان لوگوں نے کہا: اے ابوالقاسم! جہنم کے نگران کتنے (فرشتے) ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اتنے اور اتنے ہیں (راوی نے ایک مرتبہ 10 کا عدد ذکر کیا ہے' اور ایک مرتبہ 9 کا عدد ذکر کیا ہے) ان لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں، ایسا ہی ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا: جنت کی مٹی کس چیز سے بنی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں، وہ لوگ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر بولے: اے ابوالقاسم! کیا وہ روٹی کی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روٹی میدے سے بنتی ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں' جو مجالد سے منقول ہے۔

شرح

جہنم کے فرشتوں کی تعداد انیس ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ○ (المدثر ۳۰)

''اس پر انیس فرشتے تعینات ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ انیس فرشتوں کے معانی و مفاہیم متعدد ہیں:

(۱) اہل جہنم پر انیس فرشتے تعینات ہیں۔ (۲) یہ فرشتے انیس اقسام کے ہیں۔ (۳) فرشتوں کی انیس صفیں ہیں۔ (۴) جہنم کے محافظ انیس فرشتے ہیں، جن میں سے ایک مالک ہے، ان کی آنکھیں بجلی کی طرح روشن، داڑھیں گائے کے سینگ کی مثل، ان کے بال قدموں تک ہیں، ان کے منہ سے آگ شعلے برآمد ہوتے ہیں، ان کے کندھوں کے مابین ایک سال کی مسافت کا فاصلہ ہے، ان کی ہتھیلی میں ربیعہ و مضر دونوں قبائل آسکتے ہیں، نرمی اور رحم ان سے نکال لیا گیا ہے، وہ ستر ہزار لوگوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ سکتے ہیں اور جہاں چاہیں انہیں جہنم میں پھینکنے کی قوت رکھتے ہیں۔

جب یہ آیت نازل کی گئی تو ابوجہل نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاون انیس فرشتے ہیں، وہ ان انیس فرشتوں سے تمہیں ڈرا رہے ہیں۔ اس کے برعکس تم جم غفیر ہو، تم میں سے ایک سو آدمی ایک فرشتہ کو پکڑ لیں پھر تم جہنم سے آزاد ہو کر جنت میں جاسکتے ہو۔ بعدازاں ابوالاشدین نے یوں کہا: اے اہل قریش! قیامت کے دن میں تمہارے آگے پل صراط کی جانب روانہ ہوں گا، میں اپنے دائیں کندھے کی طاقت سے نصف فرشتوں اور بائیں کندھے کی قوت سے باقی فرشتوں کو جہنم میں گرا دوں گا۔ پھر ہم جنت میں داخل ہو جائیں گے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فرشتوں کو دوزخ کے محافظ تعینات کرنے کی حکمتیں:

قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ انیس فرشتے جہنم پر بطور محافظ تعینات کیے گئے ہیں، ان کے تعینات کرنے کی چند ایک حکمتیں حسب ذیل ہیں:

۱- فرشتے معصوم عن المعصیات ہیں اور سب سے زیادہ عبادت و ریاضت کی مشقت برداشت کرتے ہیں۔

۲- فرشتوں کی قوت انسانوں و جنات سے زیادہ ہے۔

۳- جہنم کے داروغہ جہنم کے عذاب یافتہ لوگوں میں شمار نہیں ہوتے، اس لیے کہ اگر وہ ان کی جنس سے تسلیم کر لیے جائیں تو ممکن ہے مشرکین اور کفار کے عذاب کو دیکھ کر ان کے قلوب و اذہان میں نرمی اور مہربانی کا جذبہ پیدا ہو جائے، جو مشیت خداوندی کے منافی ہے۔

سوال: مشرکین قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ جہنم کی حفاظت انیس فرشتوں کے سبب کرنا، عقل کے منافی ہے کیونکہ فرشتوں کی تعداد بیس یا اس سے زائد کیوں نہیں بتائی گئی؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات طاقت مطلقہ کی حامل ہے، وہ جہنم کے محافظ جتنے چاہے فرشتے تعینات کر سکتا ہے، اس کی مثال یوں بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا کیے ہیں اور سات ہی زمینیں پیدا کی ہیں، خواہ ان کی تعداد کی حکمت ہماری عقل میں نہ آئے تو ہمیں اعتراض کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

سوال: جہنم کے محافظ فرشتوں کی تعداد انیس ہے، پھر تا قیامت آنے والے لوگوں (کفار و مشرکین) کی تعداد کا جائزہ لیں تو

عقل میں نہیں آسکتا کہ وہ لوگوں پر کیسے قابو پائیں گے؟

جواب: انیس فرشتوں کی تعداد اور طاقت تو بہت زیادہ ہے، بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک فرشتہ ہی تا قیامت آنے والے لوگوں پر قابو پانے کے لیے کافی ہے۔

3251 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ اَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقُطَعِيُّ وَهُوَ اَخُو حَزْمِ بْنِ اَبِیْ حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ قَالَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ) قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا اَهْلٌ اَنْ اُتَّقٰى فَمَنِ اتَّقَانِیْ فَلَمْ يَجْعَلْ مَعِیْ اِلٰهًا فَاَنَا اَهْلٌ اَنْ اَغْفِرَ لَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: وَسُهَيْلٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِی الْحَدِيْثِ وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ ثَابِتٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں یہ فرمایا:

"وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے مغفرت طلب کی جائے"۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، جو شخص مجھ سے ڈرے گا اور کسی دوسرے کو میرے ساتھ معبود قرار نہیں دے گا تو میں اس بات کا اہل ہوں کہ اس شخص کی مغفرت کر دوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ سہیل نامی راوی مستند نہیں ہے۔ سہیل نامی راوی اس حدیث کو نقل کرنے میں منفرد ہے۔ یہ اس نے ثابت سے نقل کی ہے۔

شرح

اللہ سے ڈرنا اور اس کا بخشش کرنا:

وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝ (المدثر: ۵۶)

"اور وہ محض اللہ کے چاہنے سے نصیحت کر سکیں گے، وہی اس کا حقدار ہے کہ اس سے خوف کیا جائے اور بخشش کرنا بھی اسی کے لائق ہے۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث قدسی ہے کہ جس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اس کا بندوں پر حق ہے، جو لوگ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تو ان کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے۔ مطلب

3251- اخرجه ابن ماجه (۱۴۳۷/۲): كتاب الزهد: باب: ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، حديث (۴۲۹۹)، و الدارمى (۳۰۲/۲، ۳۰۳): كتاب الرقاق: باب: تقوى الله، و احمد (۱۴۲/۳، ۲۴۳).

ہے کہ اس سے ڈرنا اور شرک سے دور رہنا بندے پر ضروری ہے اور اس کے صلے میں مغفرت و بخشش کرنا اور گناہ معاف کرنا اللہ کے اہل کرم پر ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْقِيَامَةِ

باب 71: سورۂ قیامہ سے متعلق روایات

3252 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ اَبِیْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّحْفَظَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ) قَالَ فَكَانَ يُحَرِّكُ بِهٖ شَفَتَيْهِ وَحَرَّكَ سُفْيَانُ شَفَتَيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُحْسِنُ الثَّنَاءَ عَلٰى مُوسَى بْنِ اَبِیْ عَائِشَةَ خَيْرًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا تو آپ ﷺ زبان کو حرکت دے کر اس کو پڑھتے تھے اور اسے یاد کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی:

''تم اس کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو تا کہ تم جلدی اس کو سیکھ لو۔''

راوی بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ اس کے لیے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ پھر اس راوی نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر یہ بات بتائی۔ سفیان نامی راوی نے بھی اپنے ہونٹوں کو حرکت دی تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

علی نے یہ بات بیان کی ہے، یحییٰ بن سعید نے یہ بات بیان کی ہے، سفیان ثوری نے موسیٰ بن ابوعائشہ کی تعریف کی ہے۔

شرح

سورۂ قیامت مکی ہے جو دو (۲) رکوع، چالیس (۴۰) آیات، ننانوے (۹۹) کلمات اور چھ سو باون (۶۵۲) حروف پر مشتمل ہے۔

3252- اخرجه البخاری (۳۹/۱): کتاب بدء الوحی: باب: (٤)، حدیث (٥)، و اطرافه فی (٤٩٢٧، ٤٩٢٨، ٥٠٤٤، ٧٥٢٤)، و مسلم (۳۳۰/۱، ۳۳۹ - ابی): کتاب الصلاة: باب: الاستماع للقراءة، حدیث (١٤٧، ١٤٨/٤٤٨)، و النسائی (١٤٩/٢): کتاب الافتتاح: باب جامع ما جاء فی القرآن، حدیث (٩٣٥)، و احمد (٢٢٠/١، ٣٤٣)، و الحمیدی (٢٤٢/١)، حدیث (٥٢٧).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم از خود یاد ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○ (القیامۃ: ۱۶تا۱۹)

''(اے محبوب!) آپ جلدی جلدی اپنی زبان کو حرکت نہ دیں، بیشک اس کا جمع کرنا اور آپ کو اس (قرآن) کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے، سو جب ہم اس کی تلاوت کرلیں تو آپ پڑھے ہوئے کی پیروی کریں۔ پھر اس کا بیان کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔''

ان آیات کا شان نزول حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ابتداءً جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام الفاظ وحی سناتے یا پڑھتے تو آپ بھی تیز رفتاری سے اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر اسے محفوظ کرنے کی کوشش کرتے لیکن محبوب کا اتنا تکلف بھی باری تعالیٰ کو گوارہ نہیں تھا اور یہ تکلف ترک کرنے کے لیے یہ آیات نازل کی گئیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے: زمانہ قدیم سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے کہ یہ روایت بیان کرتے وقت شیخ اپنے تلامذہ کے سامنے اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتا تھا لیکن بعد میں یہ تسلسل جاری نہ رہ سکا۔ حضرت سفیانؒ نے بھی اپنے ہونٹوں کو تیزی سے حرکت دے کر اپنے تلامذہ کو دکھایا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس تکلف کا مقصد کلام الٰہی کا تحفظ، من وعن اپنی قوم تک پہنچانا تھا مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور قرآن کا اعجاز ہے کہ بغیر کسی تکلف کے آپ کے ذہن مبارک میں محفوظ ہو جاتا تھا۔

فائدہ نافعہ:

اس حدیث اور آیات مبارکہ سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ قرآن کی حفاظت رب کائنات نے اپنے ذمہ کرم میں لے رکھی ہے، تاقیامت اس میں ایک حرف بلکہ حرکت کی بھی تبدیلی نہیں آسکتی۔ اب بھی پانچ پانچ سال کے بچے حافظ قرآن دکھائی دیتے ہیں اور اتنی ضخیم کتاب صرف چھ مہینے کے نہایت قلیل عرصہ میں زبانی یاد کرلیتے ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن کی طرح حدیث بھی حجت ہے اور اس سے بھی اسلامی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔

3253 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَبَابَةُ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ ثُوَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَّمَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَّاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3253۔ اخرجه احمد (۲/۱۳ - ٦٤)، و عبد بن حميد ص ۲٦۰، حديث (۸۱۹)، عن ثوير بن فاختة عن ابن عمر به.

(وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ مِثْلَ هٰذَا مَرْفُوْعًا وَّرَوٰى عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَى الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا ذَكَرَ فِيْهِ عَنْ مُّجَاهِدٍ غَيْرَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ

توضیح راوی: وَثُوَيْرٌ يُكْنٰى اَبَا جَهْمٍ وَّاَبُوْ فَاخِتَةَ اَسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ عِلَاقَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جنت میں سب سے زیادہ کم تر مرتبہ اس شخص کا ہوگا' جو اپنے باغات' اپنی بیویوں' اپنے خدام اور اپنے پلنگوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے فاصلے سے دیکھ سکے گا' اور ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہوگا' جو صبح وشام اس کا دیدار کرے گا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے' جو اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے، کئی راویوں نے اسے اسرائیل کے حوالے سے' اسی طرح ''مرفوع'' حدیث کے طور پر منقول کیا ہے۔ عبدالمالک نامی راوی نے ثویر کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

اشجعی نے سفیان کے حوالے سے' مجاہد کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

ہمارے علم کے مطابق صرف ثوری نے اس روایت کے مجاہد سے منقول ہونے کا ذکر کیا ہے۔

ابوکریب نے عبیداللہ اشجعی کے حوالے سے سفیان سے اسے نقل کیا ہے۔

ثویر نامی راوی کی کنیت ابوجہم ہے' جبکہ ابوفاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔

شرح

اہل جنت کو صبح وشام دیدار خداوندی کی دولت حاصل ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیٰمۃ: ۲۲ تا ۲۳)

''بہت سے چہرے اس دن پررونق ہوں گے اور اپنے پروردگار کے دیدار سے بہرہ ور ہوں گے۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اہل جنت میں سے جو کم درجہ کے لوگ ہوں گے وہ ایک ہزار سال کی مسافت تک اللہ کی مختلف نعمتوں کو دیکھ سکیں گے مثلاً اپنے باغات، اپنی بیویوں، اپنے خدام اور اپنی کنیزوں کو۔ ان کے برعکس جو لوگ اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں گے وہ دیگر بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے علاوہ صبح و شام دیدار خداوندی کا بھی اعزاز حاصل کریں گے۔ اہل جنت کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ عَبَسَ

باب 72: سورۂ عبس سے متعلق روایات

3254 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْاُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ هٰذَا مَا عَرَضْنَا عَلٰى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: اُنْزِلَ (عَبَسَ وَتَوَلّٰى) فِي ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْشِدْنِيْ وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْاٰخَرِ وَيَقُوْلُ اَتَرٰى بِمَا اَقُوْلُ بَاْسًا فَيَقُوْلُ لَا فَفِيْ هٰذَا اُنْزِلَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ سند: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُنْزِلَ (عَبَسَ وَتَوَلّٰى) فِي ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

◆◆ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، یہ آیات "عَبَسَ وَتَوَلّٰى" حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور بولے: یارسول اللہ ﷺ! میری راہنمائی کیجئے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس مشرکین کا ایک بڑا سردار بیٹھا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہیں کی اور اس شخص کی طرف متوجہ رہے۔ اور فرمایا: کیا تمہیں اس میں کوئی غلط بات نظر آتی ہے' تو اُس نے جواب دیا: نہیں' تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "حدیث غریب" ہے۔

بعض راویوں نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے اُن کے والد سے نقل کیا ہے۔ جس میں ان کا یہ بیان ہے۔

سورۂ عبس حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اس راوی نے اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

3254۔ تفرد به الترمذي انظر التحفة الاشراف (۲۱۹/۱۲)، حديث (۱۷۳۰۵) من اصحاب الكتب الستة، واخرجه ابن جرير في تفسيره (۴۴۳/۱۲)، برقم (۳۶۳۱۸) عن عائشة به

شرح

سورہ عبس مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، بیالیس (۴۲) آیات، ایک سو تئیس (۱۲۳) کلمات اور پانچ سو پینتیس (۵۳۵) حروف پر مشتمل ہے۔

ابتدائی آیات کا پس منظر اور شان نزول:

ارشاد ربانی ہے:

عَبَسَ وَتَوَلّٰى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ (عبس: ۱تا۷)

"چیں بچیں ہوئے اور انہوں نے منہ پھیر لیا کہ ان کے ہاں ایک نابینا شخص آیا، آپ کو کیا علم کہ وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا وہ نصیحت قبول کرتا تو نصیحت اس کے لیے مفید ہوتی۔ جس شخص نے بے پرواہی سے کام لیا تو آپ اس کے درپے ہیں اور آپ کے لیے ضرر رساں نہیں ہے اگر وہ پاکیزگی حاصل نہ کرے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب وغیرہ کو دعوت اسلام دینے لگے، اس سلسلہ میں آپ بہت حریص و متمنی تھے کہ ان کے قبول اسلام کے نتیجہ میں ان کے متعلقین بھی اسلام قبول کر لیں گے جس وجہ سے اسلام کو ترقی و سربلندی حاصل ہو گی۔ اس دوران حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (نابینا صحابی و مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم) حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے مجھے بھی تعلیم ارشاد فرمائیں، ایک آیت پڑھانے کا اصرار کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کیا، چہرہ انور پر ناگواری کے آثار نمایاں تھے اور دوسری جانب متوجہ ہو گئے تب آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (جامع البیان، ج:۳۰، ص:۶۵)

تیوری چڑھانے پر عتاب کی وجہ:

ایک دفعہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم رؤساء مشرکین کو دعوت اسلام دے رہے تھے، اس اثناء میں نابینا صحابی رسول حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے قرآن کی ایک آیت کی تعلیم ارشاد فرمائیے، دعوت میں دخل آپ پر گراں گزرا، تو آپ نے اعراض کرتے ہوئے تیوری بھی چڑھائی تھی، جس بارے میں آپ کو خبردار کیا گیا تھا کہ ایسا عمل ظہور میں نہیں آنا چاہیے۔

اس بارے میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ بالتفصیل لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت ابن ام مکتوم کی دخل اندازی سے ناگواری ہوئی تھی، اس کا اگر تمام روئے زمین کے لوگوں کی نیکیوں کے ساتھ وزن کیا جائے تو اس کا وزن زیادہ ہوگا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کافر سرداروں کو نصیحت اور ان کو اسلام کی طرف راغب کر رہے تھے، اس توقع پر کہ وہ اسلام قبول کر لیں اور ان کے اسلام

لانے سے ان کو بہت لوگوں کے اسلام لانے کی توقع تھی اور جب وہ لوگ اسلام لے آتے تو اسلام کی بہت زیادہ تقویت ہوتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ اجر وثواب ہوتا، اور جب حضرت عمرو بن ام مکتوم کے درمیان میں سوال کرنے سے آپ کی وہ نصیحت منقطع ہوگئی تو جس اجر وثواب کی آپ کو توقع تھی وہ پوری نہ ہوئی، سو اس وجہ سے اس موقع پر آپ کا منقبض اور تنگ دل ہونا کوئی بعید چیز نہیں ہے، نیز آپ کے چہرے پر جو ناگواری کے تاثرات آئے اور ماتھے پر بل ظاہر ہوئے اور آپ نے پیٹھ موڑی، یہ ایسے امور ہیں' جن کا تعلق مشاہدہ کرنے اور دیکھنے سے ہے، اور حضرت عمرو بن ام مکتوم نابینا تھے، انہوں نے آپ کے یہ تاثرات نہیں دیکھے، اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ نے ان سے سرد مہری کا سلوک کیا، اور آپ کا فر سرداروں کی طرف تبلیغ اسلام کی طرف متوجہ تھے اور اگر آپ ان سے بے رخی اختیار کرتے تو نہ صرف ان کے اسلام لانے کی توقع نہ رہتی بلکہ ان کی وجہ سے ان کی قوم کے اور دیگر لوگوں کے اسلام لانے کی توقع بھی ختم ہو جاتی اور ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم کفار کو اسلام کی دعوت دیں خواہ اس کوشش میں ہماری جانیں چلی جائیں اور ہمارا تمام مال خرچ ہو جائے اور اس کوشش میں اگر ہم کسی مسلمان کی طرف توجہ نہ کریں یا اس سے بے رخی برتیں تو اس عظیم مقصد کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور تبلیغ اسلام کے بلند پایہ کام کے مقابلہ میں یہ کوئی قابل ملامت چیز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد کا منصب عطا فرمایا ہے، اور انبیاء علیہم السلام بعض اوقات اپنے اجتہاد سے کوئی کام اللہ تعالیٰ سے اذن لیے بغیر کر لیتے ہیں، وہ کام اپنی جگہ پر صحیح ہوتا ہے' لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ سے اس کام کی اجازت نہیں لی ہوتی، اس لیے اللہ تعالیٰ اس کام پر عتاب فرماتا ہے، جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اجازت لیے بغیر اپنی قوم سے ناراض ہو کر ان کے علاقہ سے چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا، اگرچہ یہ کام حضرت یونس علیہ السلام کے بجائے کوئی شخص کرتا تو اس کی حمد وثناء کی جاتی۔''

(علامہ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، ج ۱۲، ص ۵۷۰)

سوال: حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا اصل نام کیا تھا؟

جواب: مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کے نام کی طرح ان کے اپنے نام میں بھی اختلاف ہے۔ اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) عمرو، (۲) عبداللہ۔

3255 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَقَالَتِ امْرَأَةٌ أَيُبْصِرُ أَوْ يَرَى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ قَالَ يَا فُلَانَةُ

3255- انفرد به الترمذي ينظر التحفة الاشراف (۱۷۲/۵)، حديث (۶۲۲۵) من اصحاب الكتب الستة، وذكره السيوطي (۵۲۳/۶)، وعزاه لعبد بن حميد، و الترمذي و الحاكم وصححاه، ولابن مردويه، وللبيهقي في (البعث) عن ابن عباس

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ اَيْضًا

فی الباب: وَفِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم لوگوں کو قیامت کے دن برہنہ پاؤں برہنہ جسم، ختنے کے بغیر اٹھایا جائے گا' تو ایک خاتون نے عرض کی: تو کیا لوگ ایک دوسرے کے ستر کی طرف دیکھیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے فلاں عورت۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے):

''اس دن ہر شخص کی یہ حالت ہوگی جو اسے دوسرے سے بے پرواہ کردے گی۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، اسے بھی سعید بن جبیر نے نقل کیا ہے' اور اس میں یہ مذکور ہے: یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

شرح

قیامت کے دن نفسی نفسی کا عالم ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ○ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ ○ (عبس: ۳۳ تا ۳۷)

''پس جب کانوں کو بہرہ کرنے والی گھڑی آئے گی، اس دن ہر شخص اپنے بھائی سے بھاگے گا، اپنی ماں اور اپنے باپ سے بھی، اپنی بیوی بیٹوں سے بھی، اس دن ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی جو اسے بے پرواہ کردے گی۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ لفظ ''صَآخَّةُ'' سخت وشدید صدا کو کہا جاتا ہے' جس سے کان بہرے ہو جائیں، یہاں اس سے مراد دوسری بار صور پھونکنا ہے' جس کی خوفناک اور شدید آواز سے مردے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ لوگ عریانی حالت میں ہوں گے، دریافت کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے لیے اس دن ایک مشغلہ ہوگا' جس وجہ سے غیر کی طرف دیکھنے کی توجہ نہیں ہوگی۔

بَابٌ وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

باب 73: سورۂ تکویر سے متعلق روایات

3256 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَحِيرٍ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ

متن حدیث: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حدیث دیگر: وَرَوَى هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ وَغَيْرُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَلَمْ يَذْكُرْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

●● حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ قیامت کے بارے میں یوں جان لے جیسے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو اسے سورۂ تکویر، سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق کی تلاوت کرنی چاہیے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ہشام بن یوسف اور دیگر راویوں نے اس روایت کو اسی سند کے حوالے سے نقل کیا ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ قیامت کو یوں جان لے جیسے وہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو اسے سورۂ تکویر پڑھنی چاہیے۔

ان راویوں نے اس روایت میں سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

سورۂ تکویر مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، انتیس (۲۹) آیات، ایک سو چار (۱۰۴) کلمات اور پانچ سو تینتیس (۵۳۳) حروف پر مشتمل ہے۔

قیامت کے دن کا منظر دیکھنے کا طریقہ

ارشاد خداوندی ہے:

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ○ (التکویر: ۱۴)

''ہر شخص کو علم ہو جائے گا جو کام اس نے کیا ہوگا۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ وہ قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے تو وہ ان تین سورتوں کا بکثرت مطالعہ کرے: (۱) إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ (۲) إِذَا السَّمَاءُ

3288- اخرجه احمد (۲/ ۲۷، ۳۶، ۳۷، ۱۰۰)، عن عبد الله بن بحير الصنعاني القاص، عن عبد الرحمن بن يزيد الصنعاني عن ابن عمر.

انفطرت○ (۳) اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ○''

ان سورتوں میں قیامت کے دن کی منظر کشی کی گئی ہے، لہٰذا جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ وہ ایک نظر قیامت کے دن کو اپنے سر کی آنکھوں سے ملاحظہ کرے' وہ ان تین سورتوں کا مطالعہ کرے۔ ان سورتوں میں دوبارہ صور پھونکے جانے، لوگوں کے قبروں سے اٹھنے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جمع ہونے، میزان عدل قائم ہونے، لوگوں سے حساب کتاب لینے، لوگوں کے جنتی یا جہنمی ہونے اور جنت یا جہنم میں داخل کیے جانے کے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِيْنَ

باب 74: سورۂ مطففین سے متعلق روایات

3257 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِیْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَاِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَكَرَ اللّٰهُ (كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ)

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، جب کوئی بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے' تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ اسے چھوڑ دے اور توبہ استغفار کرے' تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے' اور اگر وہ دوبارہ اسی گناہ کا ارتکاب کرے' تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ سیاہی اس کے دل پر چھا جاتی ہے' یہی وہ ''ران'' ہے' جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (ان الفاظ میں کیا ہے)

''ہرگز نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا اس وجہ سے جو انہوں نے عمل کیے ہیں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ مطففین مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، چھتیس (۳۶) آیات، ایک سو انہتر (۱۶۹) کلمات اور سات سو تیس (۷۳۰) حروف پر مشتمل ہے۔

3257- اخرجه ابن ماجه (۱۴۱۸/۲): كتاب (الزهد): باب: ذكر الذنوب، حديث (۴۲۴۴)، واخرجه احمد (۲۹۷/۲)، عن محمد بن عجلان، عن القعقاع بن حكيم، عن ابی صالح، عن ابی هريرة به.

زنگ آلود دل کا قبول حق سے مانع ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

كَلَّا بَلْ سكنه رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ○ (المطففین:١٣)

''ایسا ہرگز نہیں ہے یعنی قرآن پہلے لوگوں کی باتوں کا بے ضبط مجموعہ نہیں ہے، بلکہ ان کے اعمال بد کے سبب ان کے دل زنگ آلود ہو گئے ہیں۔''

اس کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے، یہ روایت مشہور حدیث ہے جس کا اختصار یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، جو ذکر باری تعالیٰ، استغفار اور توبہ کرنے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ شخص گناہوں کا سلسلہ جاری رکھتا ہے تو دل پر سیاہ نقطہ مستقل لگ جاتا ہے اور بار بار ارتکاب معصیت کے جب اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ دل کو گھیر لیتا ہے۔ پھر وہ دل حق و باطل کے مابین امتیاز نہیں کر سکتا اور اسی کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا ہے: كَلَّا بَلْ سكنه رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ○

مفسرین نے بھی اس آیت کی تفسیر میں اسی طرح بیان کیا ہے:

(۱) امام فراء لکھتے ہیں: جس شخص کے گناہوں میں اضافہ ہو جائے تو وہ اس کے دل کا احاطہ کر لیتے ہیں اور اس کے دل کا رنگ بھی کہا جاتا ہے۔ (۲) حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: جب کوئی شخص ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی مثل یوں ہے: اس نے اپنی ہتھیلی کی ایک انگلی بند کر لی، دوبارہ گناہ کرنے کی مثل یہ ہے: اس نے اپنی ہتھیلی کی دوسری انگلی بھی بند کر لی اور اس کے بعد پھر مرتکب معصیت ہوتا ہے تو اس کی مثل یہ ہے: اس نے اپنی ہتھیلی کی تمام انگلیاں بند کر لیں۔

3258 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَمَّادٌ هُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوْعٌ

متنِ حدیث: (يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ) قَالَ يَقُوْمُوْنَ فِي الرَّشْحِ اِلٰى اَنْصَافِ اٰذَانِهِمْ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، حماد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے، ہمارے نزدیک یہ حدیث ''مرفوع'' ہے۔

(ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''جس دن لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اس وقت وہ ایسی حالت میں کھڑے ہوں گے کہ ان کا پسینہ ان کے نصف کان تک آ رہا ہوگا۔

3259 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ) قَالَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ

فِی الرَّشْحِ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

فی الباب: وَفِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''جس دن تمام لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس دن کوئی شخص نصف کان تک پسینے میں ڈوبا ہوا کھڑا ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے، اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

میدان حشر میں لوگوں کا پسینے سے شرابور ہونا

ارشاد خداوندی ہے:

یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o (المطففین:٦)

''جب سب لوگ رب کائنات کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔''

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ میدان حشر میں لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہوں گے، اپنے نامہ اعمال کھلنے سے پریشان ہوں گے، اپنی بداعمالیوں اور نافرمانیوں کے باعث خوفزدہ ہوں گے اور قیامت کی ہولناکیوں و شدت گرمی کی وجہ سے ان کے جسموں سے پسینہ بہہ رہا ہوگا حتیٰ کہ لوگ کانوں تک پسینے میں شرابور ہوں گے۔

بروز قیامت شدت گرمی سے لوگوں کے مختلف احوال:

قیامت کے دن میدان حشر میں شدت گرمی کی وجہ سے لوگوں کے مختلف احوال ہوں گے، اس بارے میں چند ایک روایات حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث باب کی تفسیر میں صریح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ لوگ قیامت کے دن نصف کانوں تک اپنے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۹۳۸)

۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کے لیے قیامت کا دن آسان (مختصر) کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ دنیا میں جتنے وقت میں نماز ادا کرتا تھا، اس سے بھی کم وقت میں وہ دن گزر جائے گا۔ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۷۳۳۴)

۳- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا کہ قیامت کے دن آفتاب لوگوں کے قریب کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا، پھر لوگ اپنے اعمال کے مطابق

اپنے پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ کسی کا پسینہ ٹخنوں تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا کوکھوں تک ہوگا۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ پسینہ ان کے منہ تک ہوگا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ (المعجم الکبیر، ج ۲۰، ص ۴۰۲)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: مؤمن کے لیے قیامت کا دن نماز کے وقت کی مقدار آسان (مختصر) کر دیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ (یونس: ۶۲،۶۳)

''خبردار! بیشک اللہ کے ولیوں کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور وہ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے رہے۔''

سوال: قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کس مقصد کے لیے کھڑے ہوں گے؟

جواب: اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، جن میں سے تین مشہور اقوال درج ذیل ہیں:

(i) لوگ اپنی قبور سے نکل کر کھڑے ہوں گے۔

(ii) دوسرے لوگوں سے اپنے دنیاوی حقوق حاصل کرنے کے لیے کھڑے ہوں گے۔

(iii) فیصلہ کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے۔

تعظیم مخلوق کے لیے قیام کی ممانعت ہونا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں لوگ تعظیم عبودیت کی غرض سے کھڑے ہوں گے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ بندے کا بندوں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے، بعض روایات سے اس کا عدم جواز اور بعض سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ عدم جواز کے سلسلہ میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لاٹھی ٹیکتے ہوئے باہر تشریف لائے، ہم آپ (کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہوگئے، آپ نے فرمایا: تم لوگ اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح بعض عجمی دوسرے عجمیوں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۸۳۶)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام کے ہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا، صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ انہیں علم تھا کہ آپ کو یہ (عمل) پسند نہیں ہے۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۵۲۳)

قیام تعظیمی کی ممانعت کی وجوہات:

مذکورہ روایات سے بندوں کا بندوں کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ اس ممانعت کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کی چند وجوہات حسب ذیل ہیں:

جابروں اور متکبرین کی عادت کے سبب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قیام تعظیمی کو ناپسند کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے عام عرب کی عادت پر قائم رہنے کو پسند کیا' کیونکہ وہ نشست و برخواست، خورد و نوش اور لباس میں تکلف سے کام نہیں لیتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور میری امت کے متقین تکلف سے بری ہیں۔

(اتحاف السادۃ المتقین، ج ۶، ص ۳۳۲)

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق: کسی کی تعظیم کے لیے قیام کرنا یا عدم قیام کا حکم زمانہ، اشخاص اور احوال کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔ ایک مشہور روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں، اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔'' یہ وعید و مذمت اس شخص کے لیے بیان ہوئی ہے جو تکبر و غرور کی وجہ سے اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوں۔ تاہم حصول ثواب کی نیت سے کسی بڑے، صاحب علم اور صاحب تقویٰ وغیرہ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز بلکہ باعث اجر ہے۔

علماء اور اصحاب فضیلت کے لیے قیام تعظیمی جائز ہونا:

اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اصحاب فضیلت اور علماء کے لیے قیام تعظیمی جائز ہے۔ اس بارے میں چند روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری توبہ قبول کرنے کا اعلان کیا تو حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خوشی سے دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے، مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک بھی دی۔ قسم بخدا! حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا مہاجرین میں سے کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا تھا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۵۳)

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب بنو قریظہ، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو طلب کیا، وہ ایک دراز گوش پر سوار ہو کر آئے اور ان کے قریب آنے پر آپ نے فرمایا: تم اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۶۲۶۲)

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حاضر ہوتے ہی دروازہ کھٹکھٹایا، آپ برہنہ پشت ان کی طرف بڑھے اور چادر گھسیٹ رہے تھے۔ قسم بخدا! میں نے نہ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ پشت دیکھا۔ آپ نے انہیں بوسہ دیا اور گلے لگایا۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۲۷۳۲)

۴۔ حضرت عمر بن سائب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، اسی دوران آپ کے رضاعی والد گرامی آئے، آپ نے ان کے لیے اپنا کپڑا بچھایا، وہ اس کپڑے پر تشریف فرما ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ محترمہ آئیں تو آپ نے اس کپڑے کو ان کے لیے بھی بچھایا تو وہ بھی اس پر تشریف فرما ہو گئیں پھر آپ کے رضاعی بھائی حاضر ہوئے تو آپ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھا لیا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۵۱۳۵)

۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے اجلال اور تعظیم کا حصہ یہ ہے کہ جس مسلمان کے بال سفید ہو گئے ہوں، اس کی تعظیم کی جائے اور سلطان عادل کی بھی تعظیم کی جائے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۸۴۳)

۶- حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اصحاب تقویٰ لوگوں میں سے تھے، جب وہ یمن سے واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو گئے، انہیں گلے لگایا اور فرمایا: مہاجر سوار کے لیے خوش آمدید۔ (اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ، ج ۴، ص ۶۸)

۷- حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب وہ حبشہ سے عازم ہجرت ہو کر مدینہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، آپ نے انہیں گلے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (ایضاً، ج:۱، ص:۵۴۲)

۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم حاضر ہوتے تھے، آپ گفتگو فرماتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی زوجہ مطہرہ کے ہاں تشریف لے جاتے۔ (شعب الایمان، ج:۶، ص:۴۶۷)

۹- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں سے حسب مراتب سلوک کرو۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۸۴۲)

۱۰- حضرت ابن السرح رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے بڑوں کا احترام نہ کیا اور ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۹۴۳)

۱۱- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے نشست و برخواست اور سیرت کے اعتبار سے حضرت فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ عنہا سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لاتیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کو بوسہ دیتے اور انہیں اپنی مجلس میں بٹھاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں، آپ کو بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی مجلس میں بٹھاتی تھیں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۵۲۱۷)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

باب 75: سورۃ انشقاق سے متعلق روایات

3260 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ (فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ) اِلٰى قَوْلِهٖ (يَسِيْرًا) قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اختلاف سند: حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ اَیُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص سے حساب کے دوران پوچھ گچھ کی جائے گی وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے جس شخص کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا'' یہ آیت یہاں تک ہے'' آسان''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد پیش ہونا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

محمد بن ابان اور دیگر راویوں نے اسے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

3261 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ الْهَمْدَانِیُّ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: قَالَ مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص سے سختی سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا۔

یہ ''حدیث غریب'' ہے' جس کے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہونے کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے' جانتے ہیں۔

شرح

حساب لیتے وقت عدل وانصاف پیش نظر ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ۝ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا۝ وَّیَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا۝ (الانشقاق:۹-۷)

''جس شخص کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس سے عنقریب بہت آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل خانہ سے خوشی خوشی پلٹے گا۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ قیامت کے دن انبیاء وشہداء کے سوا تمام لوگوں سے حساب لیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں گے۔ تاہم صحابہ، اولیاء، صالحین، جن کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اہل تقویٰ سے ہلکا پھلکا حساب لیا جائے گا جبکہ دیگر لوگوں سے سختی سے حساب لیا جائے گا۔ قیامت کے دن حساب لیتے وقت کسی پر ظلم وزیادتی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اپنے فضل سے مجرم کو معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے سزا دے گا۔ مسلمان کی سزا وقتی ہوگی مگر اس کے مقابل اللہ ورسول کے باغی اور کفار کی سزا مستقل ودائمی ہوگی۔ جس مسلمان کو گناہوں کی پاداش میں جہنم میں پھینکا جائے گا بالآخر اسے سزا کے بعد نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا لیکن کافر لوگ دائمی طور پر جہنم میں رہیں گے۔

آسان حساب کا مسئلہ احادیث کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے آسان حساب لیا جائے گا، گناہگاروں سے قدرے سختی سے اور کفار سے نہایت سختی سے حساب لیا جائے گا اور اس سبب انہیں جہنم میں پھینکا جائے گا۔ آسان حساب کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کوئی نئی بات سنتیں جو سمجھ میں نہ آتی تو اس بارے میں سوال کرتیں اور اسے سمجھ لیتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی سے حساب لیا جائے گا، اسے عذاب دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے: فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ○ (الانشقاق: ۸)

''پس اس سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اس کا مطلب ہے حساب کو پیش کرنا مگر جس سے حساب میں مناقشہ کیا جائے گا، وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۰۳)

۲- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے کسی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا سنی: اے پروردگار! مجھ سے آسان حساب لینا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آسان حساب کونسا ہوتا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے نامہ اعمال کو دیکھے، اس سے درگزر کرے، جس سے اس دن حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور مؤمن پر دنیا میں جو مصیبت آتی ہے، اللہ تعالیٰ اس مشقت کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے حتیٰ کہ اسے جو کانٹا لگتا ہے۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث: ۲۷۰)

۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: یہ آیت اسود بن عبدالاسد کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا حکم عام ہے جو مسلمان اور کافر دونوں کو شامل ہے۔ جب (کافر) اپنے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال لینے کے لیے ہاتھ دراز کرے گا تو فرشتہ اسے کھینچ کر اس کے بائیں ہاتھ میں تھما دے گا اور اس کا دایاں ہاتھ پس پشت کر دے گا۔

بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْبُرُوجِ

باب 76: سورۃ البروج سے متعلق روایات

3262 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: الْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللهُ مِنْهُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ الرَّبَذِيُّ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْعَزِيزِ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: "یوم الموعود" سے مراد قیامت کا دن ہے، یوم مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے، شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے، اس سے زیادہ فضیلت والے کسی اور دن پر سورج طلوع یا غروب نہیں ہوا (یعنی کوئی دن اس سے افضل نہیں ہے) اس (جمعہ کے دن) میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کوئی بندہ مومن اللہ تعالیٰ سے اس وقت، جس بھی بھلائی کے بارے میں دعا مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے اور جس چیز سے پناہ مانگ رہا ہو اللہ تعالیٰ اس چیز سے پناہ دیتا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

موسیٰ بن عبیدہ ربذی نامی راوی کی کنیت ابوعبدالعزیز ہے۔ یحییٰ اور دیگر محدثین نے ان کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

شعبہ ثوری اور دیگر ائمہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے،

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اس روایت کو صرف موسیٰ بن عبیدہ کی نقل کے حوالے سے جانتے ہیں۔

موسیٰ بن عبیدہ کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید اور دیگر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح

سورہ بروج مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، بائیس (۲۲) آیات، ایک سو نو (۱۰۹) کلمات اور چار سو اڑتیس (۴۳۸) حروف پر مشتمل ہے۔

یوم موعود، یوم شاہد اور یوم مشہود کی وضاحت:

ارشاد ربانی ہے:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ٥ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ٥ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ٥ (البروج: ۳-۱)

''برجوں والے آسمان کی قسم، اس دن کی قسم جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور حاضر اور جس کو حاضر کیا جائے گا۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ چار امور کی قسم کھائی گئی ہے: (۱) بڑے بڑے ستاروں کے آسمان کی، (۲) وعدہ کیے ہوئے دن (قیامت) کی، (۳) یوم شاہد (دیکھنے والے) کی، (۴) یوم مشہود (دیکھے ہوئے) کی۔

یوم شاہد اور یوم مشہود کا تعین حدیث باب میں کیا گیا ہے۔ وعدہ کیا ہوا دن سے مراد ہے: قیامت کا دن۔ دیکھے ہوئے دن سے مراد ہے: عرفہ کا دن۔ دیکھنے والے دن سے مراد ہے: جمعۃ المبارک کا دن۔ مطلب یہ ہے کہ جمعۃ المبارک کا دن تمام ایام سے افضل واعلیٰ ہے، کیونکہ اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اس گھڑی کے تعین میں مختلف اقوال ہیں مگر اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ گھڑی نماز عصر سے نماز مغرب کے درمیان میں ہے۔

بروج کے معانی ومفاہیم:

لفظ ''بروج'' برج کی جمع ہے، اس کا معنی ہے: محل، بلند عمارت، گنبد اور ستارے۔ علماء ہیئت کے مطابق آسمان نو ہیں، جن میں سے سات آسمان ایک ایک سیارہ سے مزین ہیں اور ان سات سیاروں کے نام یہ ہیں: (۱) قمر (۲) زحل (۳) عطارد (۴) شمس (۵) مشتری (۶) مریخ (۷) زہرہ۔

بروج کے مطالب ومفاہیم کے بارے میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ بروج کی قسم کھانے کی وجہ ان کی عجب انداز میں تخلیق ہے جس میں متعدد حکمتیں ہو سکتی ہیں، کیونکہ بروج میں آفتاب حرکت اور دور کرتا ہے، جس سے کائنات کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

☆ بروج بڑے بڑے ستاروں کو کہا جاتا ہے، ان کے ظہور کے باعث انہیں بروج کہا جاتا ہے، کیونکہ بروج کا لغوی معنی ہے: ظاہر وباہر ہونا۔

☆ بروج کے مختلف حصوں میں چاند کی منازل ہیں، ان کی قسم کھانے کی وجہ ان میں چاند کا دورہ کرنا ہے اور چاند کے دورہ سے علامات عجیبہ وجود میں آتی ہیں۔

☆ بروج سے مراد ہے: محلات یا قلعے۔ یہ محلات آسمان میں ہیں۔

☆ بروج سے مراد ہے: خوبصورت مخلوق۔

☆ بروج سے مراد ہے: منازل۔ یہ بارہ برج ہیں جو ستاروں، آفتاب اور ماہتاب کی منازل ہیں۔ قمر برج میں دو ایام اور تہائی یوم تک حرکت کرتا رہتا ہے، یہ اٹھائیس (۲۸) ایام ہیں اور دو شب تک چھپا رہتا ہے۔ سورج بارہ برجوں میں ایک ماہ تک دورہ کرتا رہتا ہے اور ان بارہ بروج کے نام یہ ہیں:

(۱) الحمل: بکری کا بچہ اور موسم بہار کے بروج میں سے ایک برج۔

(۲) الثور: بیل۔ (۳) الجوزا: ایسی سیاہ بکری جس میں سفیدی بھی ہو۔

(۴) السرطان: کیکڑا، کینسر۔ (۵) الاسد: شیر۔ (۶) السنبلہ: گچھا یا گندم کا خوشہ۔

(۷) المیزان، ترازو۔ (۸) العقرب: بچھو۔ (۹) القوس: کمان۔

(۱۰) الجدی: پہلے سال کا بکری کا بچہ۔ (۱۱) الدلو: ڈول۔ (۱۲) الحوت: مچھلی۔

انگریزی کے بارہ مہینوں میں ستاروں کا بروج میں گردش کرنا:

انگریزی کے بارہ مہینوں میں ستارے بروج میں گردش کرتے ہیں جس کا جدول درج ذیل ہے:

۱- اپریل: الحمل	۲- مئی: الثور
۳- جون: الجوزاء	۴- جولائی: السرطان
۵- اگست: الاسد	۶- ستمبر: السنبلہ
۷- اکتوبر: المیزان	۸- نومبر: العقرب
۹- دسمبر: القوس	۱۰- جنوری: الجدی
۱۱- فروری: الدلو	۱۲- مارچ: الحوت

یوم شاہد اور یوم مشہود کے مصادیق قرآن وسنت کی روشنی میں:

زیر بحث آیت میں استعمال ہونے والے دو مشہور الفاظ ہیں: (۱) لفظ ''شاہد'' کا معنیٰ ہے: حاضر، موجود۔ لفظ ''مشہود'' کا معنیٰ ہے: حاضر کیا ہوا، حاضر شدہ۔ ان دونوں الفاظ کے مصداق میں اختلاف ہے۔ حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے مطابق ''شاہد'' سے مراد ہے: یوم جمعہ۔ یوم مشہود سے مراد ہے: عرفہ کا دن۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہد سے مراد ہے: ہر رات اور ہر دن۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گزرنے والا ہر دن بندے سے یوں ندا کرتا ہے: اے اولاد آدم! میں نومولود ہوں، تم مجھ میں جو عمل کرو گے میں اس پر گواہ ہوں، تم مجھ میں امور خیر انجام دو تو کل میں تمہارے بارے میں گواہی دوں گا، میرے گزر جانے کے بعد تم مجھے کبھی نہیں پاؤ گے۔ ہر آنے والی رات بھی یہی اعلان کر کے گزر جاتی ہے۔ (کنز العمال، رقم الحدیث: ۴۳۱۶)

حضرت سعید بن جبیر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہم کے نزدیک ''شاہد'' سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے، چنانچہ اس پر دلائل درج ذیل آیات ہیں:

۱-وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۝ (النساء:۷۹)

اور اللہ کافی شاہد (گواہ) ہے۔

۲-قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ (الانعام:۱۹)

آپ فرمائیں: سب سے بڑی گواہی کس کی ہوسکتی ہے؟ پھر فرمائیں: اللہ کی، وہ میرے اور تمہارے درمیان شاہد (گواہ) ہے۔

ایک قول کے مطابق تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے حق میں گواہ ہوں گے جبکہ ان کی امتیں مشہود قرار پائیں گی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ (النساء:۴۱)

اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہوگی جب ہم ہر امت کے لیے گواہ لائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک قول کے مطابق ''شاہد'' سے مراد ''ذات مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے، یہ درج ذیل آیات سے ثابت ہوتا ہے:

۱-فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۝ (النساء:۴۱)

''(اے محبوب!) اس وقت آپ کی کیا شان ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ پیش کریں گے اور ہم آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے۔''

۲-يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۝ (الاحزاب:۴۵)

''اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر (دنیا میں) بھیجا ہے، ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا۔''

۳-وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (البقرہ:۱۴۳)

''اور رسول تم پر گواہ قرار پائیں گے۔''

ایک قول کے مطابق انبیاء علیہم السلام شاہد ہوں گے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مشہود ہوں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیاء سے یوں خطاب فرمایا تھا:

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝ (آل عمران:۸۱)

''پھر (اللہ نے) فرمایا: پس تم (اس پر) گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دولت خوبصورت اور خوش ذائقہ ہے،

مسلمان کتنا خوش نصیب ہے جو اپنی دولت مسکین، یتیم اور مسافر کو دیتا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۴۶۵)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن تم بکثرت مجھ پر درود پڑھا کرو، اس لیے کہ یہ یوم مشہود ہے اور اس دن فرشتے پیش ہوتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۶۳۷)

3263 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْعَصْرَ هَمَسَ وَالْهَمْسُ فِیْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ تَحَرُّكُ شَفَتَيْهِ كَاَنَّهٗ يَتَكَلَّمُ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ هَمَسْتَ قَالَ اِنَّ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اُعْجِبَ بِاُمَّتِهٖ فَقَالَ مَنْ يَّقُوْمُ لِهٰؤُلَاءِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ خَيِّرْهُمْ بَيْنَ اَنْ اَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ اَنْ اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارُوا النِّقْمَةَ فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِیْ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قَالَ وَكَانَ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ قَالَ كَانَ مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوْكِ وَكَانَ لِذٰلِكَ الْمَلِكِ كَاهِنٌ يَّكْهَنُ لَهٗ فَقَالَ الْكَاهِنُ انْظُرُوْا لِیْ غُلَامًا فَهِمًا اَوْ قَالَ فَطِنًا لَقِنًا فَاُعَلِّمَهٗ عِلْمِیْ هٰذَا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ اَمُوْتَ فَيَنْقَطِعَ مِنْكُمْ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَا يَكُوْنَ فِيْكُمْ مَنْ يَّعْلَمُهٗ قَالَ فَنَظَرُوْا لَهٗ عَلٰى مَا وَصَفَ فَاَمَرُوْهُ اَنْ يَّحْضُرَ ذٰلِكَ الْكَاهِنَ وَاَنْ يَّخْتَلِفَ اِلَيْهِ فَجَعَلَ يَخْتَلِفُ اِلَيْهِ وَكَانَ عَلٰى طَرِيْقِ الْغُلَامِ رَاهِبٌ فِیْ صَوْمَعَةٍ قَالَ مَعْمَرٌ اَحْسِبُ اَنَّ اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ مُّسْلِمِيْنَ قَالَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَسْاَلُ ذٰلِكَ الرَّاهِبَ كُلَّمَا مَرَّ بِهٖ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰی اَخْبَرَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَعْبُدُ اللّٰهَ قَالَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَمْكُثُ عِنْدَ الرَّاهِبِ وَيُبْطِئُ عَنِ الْكَاهِنِ فَاَرْسَلَ الْكَاهِنُ اِلٰى اَهْلِ الْغُلَامِ اِنَّهٗ لَا يَكَادُ يَحْضُرُنِیْ فَاَخْبَرَ الْغُلَامُ الرَّاهِبَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ اِذَا قَالَ لَكَ الْكَاهِنُ اَيْنَ كُنْتَ فَقُلْ عِنْدَ اَهْلِیْ وَاِذَا قَالَ لَكَ اَهْلُكَ اَيْنَ كُنْتَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّكَ كُنْتَ عِنْدَ الْكَاهِنِ قَالَ فَبَيْنَمَا الْغُلَامُ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ مَرَّ بِجَمَاعَةٍ مِّنَ النَّاسِ كَثِيْرٍ قَدْ حَبَسَتْهُمْ دَابَّةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ تِلْكَ الدَّابَّةَ كَانَتْ اَسَدًا قَالَ فَاَخَذَ الْغُلَامُ حَجَرًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مَا يَقُوْلُ الرَّاهِبُ حَقًّا فَاَسْاَلُكَ اَنْ اَقْتُلَهَا قَالَ ثُمَّ رَمٰی فَقَتَلَ الدَّابَّةَ فَقَالَ النَّاسُ مَنْ قَتَلَهَا قَالُوا الْغُلَامُ فَفَزِعَ النَّاسُ وَقَالُوْا لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا لَّمْ يَعْلَمْهُ اَحَدٌ قَالَ فَسَمِعَ بِهٖ اَعْمٰی فَقَالَ لَهٗ اِنْ اَنْتَ رَدَدْتَ بَصَرِیْ فَلَكَ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَهٗ لَا اُرِيْدُ مِنْكَ هٰذَا وَلٰكِنْ اَرَاَيْتَ اِنْ رَجَعَ اِلَيْكَ بَصَرُكَ اَتُؤْمِنُ بِالَّذِیْ رَدَّهٗ عَلَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ فَرَدَّ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ فَاٰمَنَ الْاَعْمٰی فَبَلَغَ الْمَلِكَ اَمْرُهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ فَاُتِیَ بِهِمْ فَقَالَ لَاَقْتُلَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ قِتْلَةً لَّا اَقْتُلُ بِهَا صَاحِبَهٗ فَاَمَرَ بِالرَّاهِبِ وَالرَّجُلِ الَّذِیْ كَانَ اَعْمٰی فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ عَلٰی مَفْرِقِ اَحَدِهِمَا فَقَتَلَهٗ وَقَتَلَ الْاٰخَرَ بِقِتْلَةٍ اُخْرٰی ثُمَّ اَمَرَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰی جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاَلْقُوْهُ مِنْ رَاْسِهٖ فَانْطَلَقُوْا بِهٖ اِلٰی ذٰلِكَ الْجَبَلِ فَلَمَّا انْتَهَوْا بِهٖ اِلٰی ذٰلِكَ الْمَكَانِ الَّذِیْ اَرَادُوْا اَنْ يُّلْقُوْهُ مِنْهُ جَعَلُوْا يَتَهَافَتُوْنَ

3263- اخرجه مسلم (٢٢٩٩/٤): كتاب الزهد و الرقاق: باب: قصة اصحاب الاخدود و الساحر و الراهب و الغلام، حديث (٣٠٠٥،٧٣)، و احمد (١٦/٦) عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن صهيب به.

مِنْ ذٰلِكَ الْجَبَلِ وَيَتَرَدَّوْنَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا الْغُلَامُ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَاَمَرَ بِهِ الْمَلِكُ اَنْ يَنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلَى الْبَحْرِ فَيُلْقُوْنَهٗ فِيْهِ فَانْطُلِقَ بِهٖ اِلَى الْبَحْرِ فَغَرَّقَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهٗ وَاَنْجَاهُ فَقَالَ الْغُلَامُ لِلْمَلِكِ اِنَّكَ لَا تَقْتُلُنِيْ حَتّٰى تَصْلُبَنِيْ وَتَرْمِيَنِيْ وَتَقُوْلَ اِذَا رَمَيْتَنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَاَمَرَ بِهٖ فَصُلِبَ ثُمَّ رَمَاهُ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهٗ عَلٰى صُدْغِهٖ حِيْنَ رُمِيَ ثُمَّ مَاتَ فَقَالَ اُنَاسٌ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا مَا عَلِمَهٗ اَحَدٌ فَاِنَّا نُؤْمِنُ بِرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَقِيْلَ لِلْمَلِكِ اَجَزِعْتَ اَنْ خَالَفَكَ ثَلَاثَةٌ فَهٰذَا الْعَالَمُ كُلُّهُمْ قَدْ خَالَفُوْكَ قَالَ فَخَدَّ اُخْدُوْدًا ثُمَّ اَلْقٰى فِيْهَا الْحَطَبَ وَالنَّارَ ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ مَنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ تَرَكْنَاهُ وَمَنْ لَمْ يَرْجِعْ اَلْقَيْنَاهُ فِيْ هٰذِهِ النَّارِ فَجَعَلَ يُلْقِيْهِمْ فِيْ تِلْكَ الْاُخْدُوْدِ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْهِ (قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ) حَتّٰى بَلَغَ (الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ) قَالَ فَاَمَّا الْغُلَامُ فَاِنَّهٗ دُفِنَ فَيُذْكَرُ اَنَّهٗ اُخْرِجَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِصْبَعُهٗ عَلٰى صُدْغِهٖ كَمَا وَضَعَهَا حِيْنَ قُتِلَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے' تو اس کے بعد آہستہ آواز میں کچھ پڑھا کرتے تھے (راوی نے یہ بات بیان کی ہے) یہاں حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ "ہمس" سے مراد ہونٹوں کو حرکت دینا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی، یارسول اللہ ﷺ! جب آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھ لی تو آپ ﷺ نے ہونٹوں کو کچھ حرکت دی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک نبی کو اپنی امت کی کثرت پر فخر ہوا' تو انہوں نے یہ سوچا ان کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی پر یہ وحی کی: آپ ان لوگوں کو اختیار دیں کہ میں ان لوگوں کو بالکل ختم کر دوں یا پھر ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دوں تو ان لوگوں نے بالکل ختم ہونے کو اختیار کیا' تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر موت مسلط کر دی، یہاں تک کہ ایک ہی دن میں ان کے ستر ہزار افراد انتقال کر گئے۔

راوی بیان کرتے ہیں، جب نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بیان کی' تو اس کے ساتھ ایک اور بات بیان کی، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پہلے زمانے میں ایک بادشاہ ہوتا تھا، اس بادشاہ کے پاس ایک کاہن ہوتا تھا جو اسے غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا۔ کاہن نے یہ کہا: مجھے کوئی سمجھدار لڑکا تلاش کر کے دو (راوی کو شک ہے شاید یہاں یہ الفاظ ہیں) تیز طرار لڑکا تلاش کر کے دو' جسے میں اپنا یہ علم سکھا سکوں' کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں مر گیا' تو یہ علم ختم ہو جائے گا' اور اس کو جاننے والا کوئی نہیں رہے گا' تو لوگوں نے اس کے مطلوبہ اوصاف کے مطابق لڑکا تلاش کر کے دے دیا اور اس لڑکے سے یہ کہا: تم روزانہ اس کاہن کے پاس جایا کرو۔ اس کے پاس آتے جاتے رہو۔ اس لڑکے نے اس کاہن کے پاس آنا جانا شروع کر دیا۔ اس لڑکے کے راستے میں ایک عبادت خانہ تھا جس میں ایک راہب رہتا تھا۔

معمر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے، میرا خیال ہے' ان دنوں عبادت خانوں میں مسلمان لوگ ہی ہوا کرتے تھے۔

وہ لڑکا جب بھی اس عبادت خانے کے پاس سے گزرتا تھا' تو اس راہب سے دین کی باتیں سیکھا کرتا تھا اس راہب نے

اس لڑکے کو بتایا: میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ اس حوالے سے اس لڑکے نے اس راہب کے پاس زیادہ دیر ٹھہرنا شروع کر دیا اور کاہن کے پاس تھوڑا وقت گزارنا شروع کر دیا۔ کاہن نے اس کے گھر والوں کو یہ پیغام بھیجا کہ اب یہ لڑکا یہاں کم آتا ہے۔ لڑکے نے یہ بات راہب کو بتائی تو راہب نے اس لڑکے سے کہا: ایسا کرو اگر تم سے تمہارے گھر والے دریافت کریں کہ تم کہاں رہ گئے تھے؟ تو تم کہنا کہ میں کاہن کے پاس گیا تھا۔ اگر کاہن یہ دریافت کرے تو تم کہنا کہ میں گھر پر تھا۔ وہ لڑکا اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا گزر ایک دن کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو کسی جانور کی وجہ سے وہاں سے گزر نہیں سکتے تھے (بعض راویوں نے یہ بات بیان کی ہے) وہ جانور شیر تھا۔ اس صورتحال میں اس لڑکے نے ایک پتھر کو اٹھایا اور بولا: اے اللہ! اگر راہب کی بتائی ہوئی بات سچ ہے تو میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو اس جانور کو قتل کر دے۔ اس لڑکے نے وہ پتھر اس جانور کو مارا تو وہ مر گیا۔ لوگوں نے حیران ہو کر دریافت کیا: اس جانور کو کس نے مار دیا؟ تو دوسرے لوگوں نے بتایا: اس لڑکے نے مارا ہے۔ اس پر وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور بولے: اس کے پاس تو ایسا علم ہے جو کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ جب اس بات کا تذکرہ ایک نابینا شخص نے سنا تو وہ بولا: اے لڑکے! اگر تم میری بینائی لوٹا دو تو میں تمہیں اتنا مال دیدوں گا تو اس لڑکے نے اس سے کہا: میری تم سے صرف یہ فرمائش ہے کہ اگر تمہاری بینائی لوٹ آئے تو تم اس ذات پر ایمان لے آنا جس نے تمہاری بینائی کو لوٹایا ہوگا۔ اس شخص نے کہا: ٹھیک ہے۔ اس لڑکے نے دعا کی تو اس شخص کی بینائی واپس آ گئی اور وہ شخص بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔ جب اس بات کی اطلاع بادشاہ تک پہنچی تو اس نے ان سب لوگوں کو بلوا لیا (جو مسلمان ہوئے تھے) اور بولا: میں تم سب کو مختلف طریقوں سے قتل کروں گا۔ بادشاہ نے راہب اور اس شخص کو جس کی بینائی واپس آئی تھی، آرے کے ذریعے چیرنے کا حکم دیا۔ دوسروں کو دوسرے طریقے سے قتل کروایا۔ اس لڑکے کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر وہاں سے نیچے پھینک دو۔ جب وہ اسے لے کر اس مقام پر پہنچے جہاں سے اسے نیچے گرانا تھا تو وہ لوگ خود وہاں سے نیچے گرنے لگے اور اس لڑکے کے علاوہ سب لوگ مارے گئے۔ وہ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ وہ لوگ اسے لے کر سمندر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو غرق کر دیا اور وہ لڑکا زندہ رہ گیا۔ وہ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آیا اور بولا: تم مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتے جب تک تم مجھے باندھنے کے بعد تیر نہیں مارتے اور تیر مارتے ہوئے یہ نہیں پڑھتے:

''اس اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں یہ کام کر رہا ہوں جو اس لڑکے کا پروردگار ہے''۔

تو بادشاہ کے حکم کے مطابق اس لڑکے کو باندھ دیا گیا اور تیر چلاتے وقت وہی جملہ کہا گیا جو لڑکے نے بتایا تھا۔ جب وہ تیر اس لڑکے کو لگا تو اس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا اور اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اس لڑکے کو ایسا علم حاصل ہوا جو کسی کے پاس نہیں تھا تو ہم بھی اس کے معبود پر ایمان لاتے ہیں۔ بادشاہ سے کہا گیا: تم تو اس بات سے ڈر رہے تھے کہ تین لوگ تمہارے مخالف ہو گئے ہیں اب تو پورا جہان تمہاری مخالفت کر رہا ہے تو اس بادشاہ نے خندق کھدوائی اس میں لکڑیاں جمع کروا کر ان میں آگ لگوا دی اور پھر سب لوگوں کو جمع کر کے بولا: جو شخص اپنے نئے دین کو چھوڑے گا ہم اس کو چھوڑ دیں گے اور جو اپنے

دین پر قائم رہے گا ہم اس کو آگ میں ڈال دیں گے اور پھر وہ ان لوگوں کو آگ میں ڈالنے لگا۔

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''خندق والے لوگ ہلاک ہو گئے جس میں ایندھن والی آگ تھی۔''

یہ آیت یہاں تک ہے ''جو غالب اور حمد والا ہے۔''

راوی نے یہ بات بیان کی ہے، اس لڑکے کو دفن کیا گیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق اس کی لاش حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نکل آئی تھی اور اس نے اس وقت بھی اپنی کنپٹی پر انگلی رکھی ہوئی تھی جس طرح اس وقت رکھی تھی جب اسے قتل کیا گیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

کثرت مجمع پر تکبر کرنا تباہی کا باعث ہونا:

ارشاد خداوندی ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْــٴًـا وَّ ضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ۝ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (التوبۃ: ۲۷-۲۵)

''بیشک اللہ نے بہت جگہوں میں تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔ پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر، پھر وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ سورہ بروج کی ابتدائی آیات میں اصحاب الاخدود کا مضمون بیان ہوا ہے۔ ان کے تفصیلی واقعہ بیان کرنے سے قبل چار امور کی قسم کھائی گئی ہے۔ ان قسموں کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

۱- بڑے ستاروں والے آسمان کی قسم: جس طرح زمین اس پر کیے جانے والے نیک یا برے عمل کی گواہ بن جاتی ہے، اسی طرح آسمان بھی اس کے زیر سایہ ہونے والے گناہوں کا گواہ بن جاتا ہے۔ آسمان کے بڑے بڑے ستارے گویا کیمرے ہیں جو نیک اور برے افعال کا ریکارڈ محفوظ کر رہے ہیں، جن کی جزا یا سزا قیامت کے دن بھگتنا ہوگی۔

۲- یوم قیامت کی قسم: رات کی طرح دن کے وقت بھی کیے جانے والے اعمال صالحہ یا اعمال سیئہ کا ریکارڈ محفوظ کیا جا رہا ہے، جس کا نتیجہ قیامت کے دن سامنے آئے گا۔

۳۔شاہد (کسی چیز کو دیکھنے والے) کی قسم: اصحاب اخدود کو سزا دیتے وقت جو لوگ (ظالم) موقع پر حاضر تھے، کی قسم کھانے کا مقصد ان کا قلبی طور پر مطمئن ہونا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں پر ظلم و ستم نہیں ہوگا بلکہ انصاف سے کام لیا جائے گا۔ برے شخص کے ہاتھ اور پاؤں اس دن اس کے خلاف ارتکاب برائی کے بارے میں گواہی دیں گے۔

۴۔مشہود (جسے دیکھا گیا ہو) کی قسم: ظالم لوگ مسلمانوں کی سزا دیکھ کر مطمئن ہو گئے تھے کہ قیامت کے دن انہیں بھی انصاف فراہم کیا جائے گا۔

چار امور کے بارے میں قسم کھانے کے بعد فرمایا گیا ہے کہ اصحاب اخدود کا ناس ہو جو مسلمانوں کی سزا کے وقت موجود تھے، اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور انہوں نے مسلمانوں میں کوئی عیب یا نقص نہیں پایا تھا۔

اصحاب اخدود کے واقعہ کا اختصار یہ ہے کہ زمانہ ماضی میں کسی کافر بادشاہ کے پاس ایک کاہن رہتا تھا، جب وہ بوڑھا ہوا تو اپنے قائمقام میں اپنی خوبیاں منتقل کرنے کا قصد کیا۔ اس نے سلطان وقت سے کہا: ایک باشعور اور ہوشیار لڑکے کا اہتمام کریں کہ اپنا علم اور خوبیاں اس کی طرف منتقل کر دی جائیں، چنانچہ سلطان وقت کی طرف سے ایک ہوشیار لڑکے کا انتظام کیا گیا اور اس کی کاہن کے پاس آمد و رفت شروع ہو گئی، لڑکے کے راستہ میں راہب رہتا تھا جو اپنے وقت میں دین حق کا علمبردار تھا۔ لڑکے کی راہب کے پاس آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا، ایک دن لڑکا کاہن کے پاس جا رہا تھا کہ راستہ بند تھا، لوگوں کا رش لگا ہوا تھا اور آگے بڑھا تو معلوم ہوا کہ ایک شیر ہے جو راستہ میں رکا ہوا ہے، لوگوں کا راستہ رکا ہوا ہے اور لوگ پیش آنے والی صورتحال سے پریشان ہیں، لڑکے نے یہ دعا کی: اے پروردگار! اگر راہب صادق ہے تو میرے پتھر مارنے سے شیر مر جائے، پھر اس نے شیر پر پتھر پھینکا جس کے نتیجہ میں وہ مر گیا۔ اس طرح راستہ کھل گیا اور لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا، لوگ لڑکے سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے خیال کیا کہ لڑکے کے پاس کوئی خاص قسم کا علم ہے جس سے وہ عوام کو متاثر کر سکتا ہے۔ جنگل کی آگ کی طرح اس واقعہ کی شہرت ہو گئی، یہ بات سلطان وقت کے وزیر کے پاس پہنچی جو نابینا تھا۔ وہ لڑکے سے یوں مخاطب ہوا: اگر آپ میری آنکھیں درست کر دیں تو میں تمہیں دولت سے نواز دوں گا، لڑکے نے جواباً کہا: مجھے دولت کی ہرگز ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر آپ مسلمان ہونے کا وعدہ کریں تو میں دعا کے ذریعے تمہیں بینا کر سکتا ہوں۔ وزیر نے مسلمان ہونے کا وعدہ کیا تو لڑکے کی دعا سے وہ بینا ہو کر مسلمان ہو گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع بادشاہ تک پہنچی تو اس نے لڑکے، راہب اور نابینا (جو اب بینا ہو چکا تھا) کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ نابینا وزیر اور راہب کو فوراً ہلاک کر دیا اور لڑکے کے بارے میں حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر اسے نیچے گرایا جائے تا کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ سلطان وقت کے حکم کے مطابق لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی سے گرانے کے باوجود وہ زندہ رہا اور اس وجہ سے بادشاہ بہت پریشان ہوا۔ لڑکے نے بادشاہ سے کہا: اے سلطان وقت! اگر آپ مجھے شہید کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ پڑھ کر مجھے تیر مارو، چنانچہ اس طرح کیا گیا تو لڑکا بھی شہید ہو گیا۔

اصحاب اخدود کے واقعہ کی تفصیل:

اصحاب اخدود کا مختصر واقعہ مذکور ہوا مگر اس کی تفصیل بھی روایات میں بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تفصیلی روایت

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ گزرا ہے، جس کا ایک جادوگر تھا۔ جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے یوں کہا: اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو میرے پاس ایک لڑکا بھیجا جائے تا کہ میں اسے جادو سکھا دوں۔ سلطان وقت نے اس کی بات پر عمل کرتے ہوئے اس کے پاس ایک لڑکا بھیجنے کا اہتمام کیا۔ لڑکا بوڑھے جادوگر کے پاس باقاعدگی سے جانے لگا، اس کے راستہ میں ایک راہب رہتا تھا، لڑکا راہب کے پاس جاتا، اس سے اچھی اچھی باتیں سنتا اور جادوگر کے پاس تاخیر سے پہنچتا تو وہ اسے سزا دیتا۔ لڑکے نے یہ صورتحال راہب سے بیان کی تو اس نے لڑکے سے کہا: اب جب تمہیں تاخیر سے پہنچنے پر جادوگر سزا دے تو اس کو بتا دینا کہ اہل خانہ نے مجھے روک لیا تھا اور گھر والوں سے خوف ہونے کی صورت میں انہیں کہہ دینا کہ ساحر نے مجھے روک لیا تھا۔ ساحر اور راہب کے پاس لڑکے کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ ایک بہت بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ بند کر دیا، اس موقع پر لڑکے نے خیال کیا کہ میں آزماتا ہوں کہ ساحر افضل ہے یا راہب؟ اس نے ایک پتھر اٹھاتے ہوئے کہا: اے پروردگار! اگر تیرے نزدیک ساحر کے عمل سے زیادہ راہب کا عمل زیادہ پسند ہے تو اس جانور کو ہلاک کر دے تا کہ لوگ باآسانی گزر سکیں، پھر اس نے پتھر مارا جس کے نتیجہ میں وہ قوی درندہ ہلاک ہو گیا، راستہ کھل گیا اور لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ پھر لڑکا راہب کے پاس پہنچا، پیش آنے والا واقعہ انہیں بتایا۔ راہب نے کہا: اے بیٹا! آج آپ مجھ سے افضل بن چکے ہیں، تمہارا مقام بہت اونچا ہو گیا ہے جہاں تک میں ملاحظہ کر رہا ہوں کہ عنقریب آپ ایک پریشانی سے دوچار ہوں گے، جب تم مصیبت کا شکار ہو گے تو میرے بارے میں کسی کو ہرگز نہ بتانا۔ اب لڑکا مادر زاد اندھے اور برص کے مرض والے مریض کو صحت یاب کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے تمام امراض کا علاج کرنا شروع کر دیا۔ بادشاہ کا ایک ساتھی نابینا تھا، جب اس نے مریضوں کے شفایاب ہونے کی خبر سنی تو وہ بھی بہت سی دولت لے کر پہنچا اور کہا: اگر آپ مجھے شفایاب کر دیں تو میں سب اشیاء پیش کر دوں گا۔ لڑکے نے جواب دیا: میں کسی کو شفایاب نہیں کر سکتا، کیونکہ شفا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ ایمان لے آئیں گے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کروں گا تو وہ تمہیں شفایاب کر دے گا۔ یہ جواب سن کر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسے شفایاب کر دیا۔ اب وہ (سابقہ نابینا) بادشاہ کے پاس گیا اور حسب معمول اس کے پاس بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے دریافت کیا: تمہاری بینائی کیسے بحال ہوئی ہے؟ اس نے جواب میں کہا: میرے رب نے میری بینائی بحال کی ہے، بادشاہ نے دریافت کیا: کیا میرے علاوہ بھی کوئی تیرا رب ہے؟ اس نے جواب میں کہا: ہاں! میرا اور تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ بادشاہ نے اسے قید کرا دیا اور اسے مسلسل اذیت دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے لڑکے کے بارے میں بتا دیا۔ یہ صورتحال سامنے آنے پر بادشاہ نے لڑکے کو طلب کیا اور اس سے دریافت کیا: اے بیٹا! تمہارے جادو کی تاثیر اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تم مادر زاد اندھوں کو بینا، برص کے مرض والوں کو شفایاب اور دوسرے امراض سے صحت یاب کر دیتے ہو؟ لڑکے نے جواب میں کہا: میں کسی کو شفا دے سکتا ہوں اور نہ صحت یاب کر سکتا ہوں، ہاں اللہ تعالیٰ شفایاب کرتا ہے اور صحت یاب بھی۔ اس پر بادشاہ نے لڑکے پر عتاب مسلط کر دیا حتیٰ کہ اس نے راہب کا پتہ بتا دیا۔ پھر راہب کو پیش کیا گیا اور اس سے کہا گیا: اے راہب! تم اپنا دین چھوڑ دو! راہب نے انکار کر دیا، اس نے آرا منگوا کر اس کے سر کے

ہو میان میں رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ پھر اپنے مصاحب کو طلب کیا اور اس سے کہا: تم اپنے دین سے پھر جاؤ، اس نے بھی انکار کر دیا، پھر اس کے سر پر بھی آرا رکھ کر اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیے۔ پھر لڑکے کو طلب کیا اور اسے بھی اپنا دین چھوڑنے کا کہا، اس نے بھی دین چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے لڑکے کو چند افراد کے سپرد کرتے ہوئے کہا: تم اس لڑکے کو پہاڑ کی بلندی پر لے جاؤ، اگر یہ لڑکا اپنا دین تبدیل کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دو، وہ لوگ لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور لڑکے نے یوں دعا کی: اے اللہ! تو مجھے ان لوگوں سے بچا لے۔ اسی وقت ایک خطرناک زلزلہ آیا تو وہ لوگ پہاڑ سے گر گئے اور لڑکا بسلامت بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے لڑکے سے دریافت کیا: جو لوگ تمہارے ساتھ گئے تھے، ان کا کیا بنا؟ لڑکے نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے ان سے مجھے بچا لیا۔ بادشاہ نے دوبارہ لڑکے کو اپنے چند افراد کے سپرد کیا اور کہا: تم اس لڑکے کو کشتی میں سوار کرو، جب کشتی سمندر کے وسط میں پہنچ جائے تو اس سے دین تبدیل کرنے کا کہا جائے، اگر یہ اپنا دین تبدیل کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے سمندر میں پھینک دیا جائے۔ حسب حکم وہ لوگ لڑکے کو کشتی میں بٹھا کر روانہ ہوئے تو لڑکے نے یوں دعا کی: اے اللہ! تو مجھے ان سے بچا لے۔ وہ کشتی الٹ گئی، سوار سب غرق ہو گئے' لڑکا بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا: تمہارے ساتھ والے لوگوں کا کیا بنا؟ اس نے جواب میں کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا ہے۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا: آپ مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتے جب تک میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے، بادشاہ نے وہ عمل دریافت کیا تو لڑکے نے کہا: تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے، مجھے ایک درخت پر سولی دینے کے لیے لٹکا دیا جائے پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکال کر تیر کمان کے چلہ میں رکھا جائے، پھر یوں کہا جائے: اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا پروردگار ہے، پھر وہ تیر مجھے مارا جائے۔ اس طرح وہ تیر مجھے ہلاک کر دے گا۔ بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا، لڑکے کو ایک درخت پر لٹکایا، اس کے ترکش سے ایک تیر لے کر کمان کے چلہ میں رکھا پھر کہا: اس رب کے نام سے جو لڑکے کا پروردگار ہے۔ تب وہ تیر لڑکے کی کنپٹی میں پیوست ہو گیا، لڑکے نے تیر کی جگہ کنپٹی پر اپنا ہاتھ رکھا اور مر گیا۔ اس پر تمام لوگوں نے کہا: ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ اس بارے میں بادشاہ کو علم ہوا تو اس سے کہا گیا: کیا تم نے دیکھا کہ جس بارے میں تم ڈرتے تھے، اللہ نے وہی تمہارے ساتھ کیا ہے، سب لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام گلیوں کے دہانوں میں خندقیں کھودی جائیں، چنانچہ خندقیں کھودی گئیں اور حسب حکم ان میں آگ جلا دی گئی اور کہا: جو شخص اپنے دین سے نہ پھرے اسے اس خندق میں ڈال دیا جائے۔ لوگ آگ کی خندقوں میں داخل کر دیے گئے، آخر میں ایک عورت آئی جس کے پاس ایک بچہ تھا، وہ اس میں گرنے سے قدرے جھجکی، اس کے بچے نے کہا: اے والدہ محترمہ! آپ ثابت قدم رہیں، کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ (السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: ۱۱۶۶۱)

سوال: اس روایت میں ہے کہ راہب نے لڑکے سے کہا: جب تمہیں جادوگر سے خوف ہو تو کہہ دینا: مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا، جب گھر والوں سے خوف ہو تو کہہ دینا: مجھے ساحر نے روک لیا تھا، یہ بات صراحتاً جھوٹ بولنے کی ترغیب و تلقین ہے جو حرام ہے؟

جواب: بوقت ضرورت جھوٹ بولنا جائز ہے بالخصوص دین و ایمان کی حفاظت کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ جھوٹ کے جواز پر دلیل یہی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کی مدح میں یہ واقعہ بیان فرمایا اور اسے باقی رکھا اور کذب بیانی کی اصلاح نہیں فرمائی۔

سوال: بادشاہ کی طرف سے جب لڑکے کو اذیت دی گئی تو اس نے راہب کا پتہ بتا دیا تھا جبکہ راہب نے اس سے تاکید کی تھا: خواہ آپ شدید سے شدید مصیبت میں گرفتار ہو جائیں مگر میرا پتہ کسی کو ہرگز نہ بتانا جبکہ لڑکے نے حالت مصیبت میں راہب کا پتہ بتا کر اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس سے وعدہ کی خلاف ورزی کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے حالانکہ روایات سے اس کی حرمت کا ثبوت ملتا ہے؟

جواب: (۱) لڑکا نابالغ ہونے کی وجہ سے غیر مکلف تھا اور اس پر احکام شرعی نافذ نہیں ہو سکتے تھے۔ (۲) حالت مصیبت میں راہب کا پتہ نہ بتانے کی تاکید تو لڑکے کو کی گئی تھی لیکن لڑکے نے اس کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ اس طرح وعدہ کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

سوال: اس روایت میں ہے کہ جب بادشاہ لڑکے کو قتل کرنے پر ناکام ہوا تو اس مقصد کی کامیابی کے لیے لڑکے نے بادشاہ کو طریقہ بتایا، جس پر عمل کرنے کی وجہ سے لڑکا ہلاک ہو گیا۔ اس طرح لڑکے نے اپنی ہلاکت پر بادشاہ کی معاونت کی، جو حرام ہے؟

جواب: بادشاہ کی راہنمائی کے نتیجہ میں خواہ لڑکے نے جام شہادت نوش کیا تھا لیکن اس کے سبب بے شمار لوگ مسلمان ہو گئے اور وہ ثابت قدم بھی رہے۔

رخصت کے مقابلہ میں عزیمت اختیار کرنا:

انبیاء، اولیاء اور صالحین مصیبت کے وقت رخصت پر عمل کرنے کی بجائے راہ عزیمت اختیار کرتے ہیں۔ رخصت کے مقابل عزیمت کی راہ اختیار کرنا، اعلیٰ درجہ کا جہاد اور کمال ایمان کی علامت ہے۔ اس سلسلہ میں چند ایک دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (لقمان: ۱۷)

''اے میرے پیارے بیٹے! تم نماز ادا کرو، نیکی کا حکم دو، برائی سے منع کرو اور مصیبت کے وقت صبر کرو۔ بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۰۱۱)

۳- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروا رہی تھی کہ آپ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیں؟ آپ نے فرمایا:

تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تمہیں نذر آتش کر دیا جائے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ج: ۷، ص: ۲۰۴)

ایمان پر دل مطمئن ہو تو جان کے خطرہ کے وقت کلمہ کفر کہنے کی رخصت ہونا:

جب انسان کو ایسی صورتحال پیش آ جائے کہ جان جانے کا خطرہ ہو تو وہ کلمہ کفر کہہ سکتا ہے بشرطیکہ ایمان پر اس کا دل مطمئن ہو۔ اس مسئلہ کے بارے میں چند ایک دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- ارشاد ربانی ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ (النحل: ۱۰۶)

"جس شخص نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، سوا اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو، ہاں! جو لوگ کھلے دل کے ساتھ کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا، وہ سات لوگ تھے: (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرت ابوبکر صدیق (۳) حضرت بلال (۴) حضرت خباب (۵) حضرت عمار (۶) حضرت سمیہ (۷) حضرت صہیب رضی اللہ عنہم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع آپ کے چچا نے کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دفاع ان کی قوم (خاندان) نے کیا جبکہ باقی پانچوں کو مشرکین مکہ نے گرفتار کر لیا اور انہیں لوہے کی گرم زرہوں سے عذاب دیا گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب نے ان سے موافقت کر لی۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے پاس قوم آئی جو انہیں چڑے پر ڈال کر لے گئی۔ پھر شام کے وقت ابوجہل آیا اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں بکنے لگا، پھر اس نے اس کی اندام نہانی میں نیزہ مارا جو ان کے منہ سے نکل آیا۔ اس طرح تاریخ اسلام میں جام شہادت نوش کرنے والی یہ پہلی خاتون ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے موافقت اختیار کرنے کی بجائے عزیمت پر عمل کرنے کو پسند کیا، مشرکین نے ان کے گلے میں رسی ڈال کر بچوں کو پکڑا دی جو انہیں گلی بازاروں میں گھماتے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ احد احد کا نعرہ بلند کرتے تھے۔ (صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۰۸۳)

۳- حضرت محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا اور انہیں اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا نہ کہا اور ان کے معبودوں کی تعریف نہ کی۔ رہائی ملنے پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دریافت کیا: اے عمار! تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ! مشرکین نے مجھے اس وقت تک نہیں چھوڑا حتی کہ میں نے آپ کو برا بھلا کہا اور ان کے بتوں کی تعریف کی۔ آپ نے دریافت کیا: تم اپنے دل کو کیسا محسوس کرتے ہو؟ عرض

کیا: یارسول اللہ! میرا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ فرمایا: مشرکین اگر تمہیں دوبارہ مجبور کریں تو دوبارہ ایسا کہہ دینا۔ (المستدرک للحاکم، ج:۳، ص:۳۹۲)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کا قصد کیا تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: آپ لوگ میرے پاس سے منتشر ہو جائیں اور تم میں سے جو شخص طاقت رکھتا ہے رات کے آخری پہر تک ٹھہر جائے اور جس میں قوت نہیں ہے وہ رات کے پہلے حصہ میں روانہ ہو جائے اور جب تمہیں اس بات کا علم ہو جائے کہ میں وہاں قیام پذیر ہو گیا ہوں تو تم بھی مجھے وہاں آن ملنا۔ صبح ہونے پر مشرکین نے حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت عمار اور قریش کی کنیز جو دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھی، کو گرفتار کر لیا۔ انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: تم کفر اختیار کرو! انہوں نے انکار کر دیا، انہوں نے آپ کو لوہے کی گرم زرہوں سے اذیتیں دیں، انہیں گھسیٹا گیا جبکہ وہ احد، احد کا نعرہ بلند کرتے رہے۔ دشمنوں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو کانٹوں پر گھسیٹا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جان بچانے کے لیے دشمنوں کے کہنے پر کلمہ کہا اور قریش کی مسلمہ کنیز کے جسم میں ابوجہل نے چار کیلیں پیوست کیں پھر پتھریلی زمین پر گھسیٹا۔ حضرت بلال، حضرت عمار اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: جب تم نے کلمہ کفر زبان سے نکالا تو تمہارے دل کی کیا کیفیت تھی؟ کیا تم نے دل سے کلمہ کفر کہا تھا؟ عرض کیا: یارسول اللہ! نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (الدرالمنثور، ج:۵، ص:۱۷۰)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْغَاشِيَةِ

باب 77: سورۃ غاشیہ سے متعلق روایات

3264 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ (اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کرتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، جب وہ یہ مان لیں گے تو اپنی جانوں اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے البتہ ان کا حق باقی رہے گا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

3264۔ اخرجه احمد (۳/ ۳۰۰)، و مسلم (۱/ ۱۸۰ - ابی): کتاب الایمان: باب: الامر بقتال الناس حتی یقولوا: لا اله الا الله، حدیث (۳۵ - ۲۱)، عن ابی الزبیر عن جابر فذکرہ۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''بے شک تم نصیحت کرنیوالے ہو تم ان پر زبردستی کرنے والے کے طور پر مسلط نہیں ہو۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورۂ غاشیہ مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، چھبیس (۲۶) آیات، بانوے (۹۲) کلمات اور تین سو اکاسی (۳۸۱) حروف پر مشتمل ہے۔

نبی کا کام وعظ و نصیحت کرنا ہوتا ہے نہ کہ مجبور کر کے مسلمان بنانا:

ارشادِ ربانی ہے:

فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ (الغاشیۃ: ۲۱،۲۲)

''پس آپ نصیحت کرتے رہیں، بیشک آپ ہی نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ انہیں جبراً مسلمان بنانے والے نہیں ہیں۔''

نبی چالیس سال کی عمر میں اللہ کے حکم سے اعلان نبوت کرتا ہے، اپنی قوم کو توحید و نبوت کا پیغام دیتا ہے اور اس پیغام کے سلسلہ میں کسی بھی رکاوٹ کو برداشت نہیں کرتا۔ کسی نبی نے رخصت پر عمل نہیں کیا بلکہ تاحیات عزیمت پر عمل پیرا رہا ہے۔ وہ اپنی قوم کی اصلاح و تربیت کے لیے شب و روز کوشاں رہتا تھا اور قوم کو وعظ و نصیحت اس کا اوڑھنا بچھونا ہوتا تھا۔

نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن خداوند چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کیا، اپنی قوم کو جمع کیا اور صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر یوں خطاب کیا:

اے میری قوم! اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر جرار تم پر حملہ آور ہونے والا ہے' تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے بیک زبان کہا: ہم آپ کی تصدیق کریں گے، کیونکہ آپ صادق و امین ہیں۔ آپ نے فرمایا: خبردار! یہ بات یاد رکھو کہ عبادت کے لائق صرف ایک ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے، اس کے علاوہ جس کی بھی تم عبادت کرتے ہو وہ عبادت کے لائق ہرگز نہیں ہے۔ تم بتوں کی عبادت چھوڑ کر محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، کیونکہ وہ ہی معبود حقیقی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور تم مجھ پر ایمان لاؤ فلاح یاب ہو جاؤ گے۔ یہ اعلان سن کر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و عداوت پر اتر آئے، آپ کی نبوت کا انکار کیا اور آپ کی تبلیغی کاوش میں رکاوٹ ڈالنے لگے بلکہ اس سے بڑھ کر آپ کو قتل کرنے کی ناپاک کوشش کرنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ کو توحید و رسالت کی مسلسل دعوت دیتے رہے مگر قوم کی طرف سے مخالفت و عداوت میں اضافہ ہو گیا۔ اہل مکہ سے مایوس ہو کر آپ نے طائف کا رخ کیا، وہاں کے باشندوں کو دعوت توحید و رسالت کا پیغام دیا، ان لوگوں

نے بھی آپ کی مخالفت کی اور اپنے نوجوان لڑکوں کو آمادہ کیا جنہوں نے آپ پر پتھروں کی بارش کی، جسم مبارک زخمی ہو گیا اور جوتوں میں خون بھر گیا۔ آپ نے اہل طائف کے حق میں دعا خیر فرمائی اور واپس مکہ تشریف لے آئے۔ ایسے ماحول میں تیرہ (۱۳) سال گزارنے کے بعد مدینہ طیبہ کی طرف عازم ہجرت ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب و روز اپنی قوم کی تعلیم و تربیت، وعظ و نصیحت اور تبلیغی سلسلہ جاری رکھا جس کے نتیجہ میں لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ آپ کی تبلیغی کاوشوں سے مدینہ طیبہ ایک ننھی منی اسلامی ریاست وجود میں آئی پھر اسلام کو اس قدر غلبہ حاصل ہوا کہ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر اگر آپ چاہتے تو دشمنوں سے انتقام لے سکتے تھے لیکن آپ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَجْرِ

باب 78: سورۃ الفجر سے متعلق روایات

3265 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَّاَبُوْ دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عِصَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فَقَالَ هِيَ الصَّلٰوةُ بَعْضُهَا شَفْعٌ وَّبَعْضُهَا وِتْرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ الْحُدَّانِيُّ عَنْ قَتَادَةَ اَيْضًا

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''شفع'' اور ''وتر'' کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد نماز ہے' کیونکہ بعض نمازیں جفت ہیں اور بعض طاق ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔

ہم اس کو صرف قتادہ سے منقول ہونے کے حوالے سے' جانتے ہیں۔

خالد بن قیس حدانی نے بھی اسے قتادہ کے حوالے سے' کا روایت کیا ہے۔

3265۔ اخرجه احمد (٤/٤٣٧، ٤٣٨، ٤٤٢) عن عمران بن حصين.

شرح

سورہ فجر مکی ہے جو دو (۲) رکوع، تیس (۳۰) آیات، ایک سو سینتیس (۱۳۷) کلمات اور پانچ سو ستانوے (۵۹۷) حروف پر مشتمل ہے۔

طاق اور جفت کا مفہوم:

ارشاد ربانی ہے:

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ٥ (الفجر: ۳)

"جفت اور طاق کی قسم۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ شفع سے مراد جفت اور وتر سے مراد طاق عدد ہے۔ اگر طاق سے مراد یوم عرفہ لیا جائے تو اس کی فضیلت میں کثیر روایات ہیں، جن میں سے چند ایک احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دوزخ سے اتنے لوگوں کو آزاد نہیں کرتا جتنے یوم عرفہ میں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور ان کے سبب فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ پھر فرماتا ہے: ان لوگوں کا کیا ارادہ ہے؟ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۳۴۸)

۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام دنوں سے افضل دن عرفہ کا دن ہے۔ (الاتحاف، ج: ۴، ص: ۲۷۴)

۳- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ سے زیادہ شیطان کو غصہ میں نہیں دیکھا گیا سوائے بدر کے، کیونکہ وہ رحمت باری تعالیٰ کے نزول اور مسلمانوں کے گناہوں کی مغفرت کو دیکھتا ہے۔

(موطا امام مالک، رقم الحدیث: ۹۸۲)

۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یوم عرفہ آتا ہے، تو اللہ تعالیٰ حجاج کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں، یہ دور دراز علاقہ جات سے دعائیں کرتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے ان کی بخشش کر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ سے زیادہ کسی یوم میں لوگ جہنم سے آزاد نہیں کیے جاتے۔ (صحیح ابن خزیمہ، ج: ۴، ص: ۲۶۳)

اگر جفت سے مراد یوم نحر لیا جائے تو اس کی فضیلت میں چند ایک روایات حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا چیز ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں، پھر پوچھا گیا: ان کا ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟ فرمایا: ان کے ہر بال

کے عوض ایک نیکی ہے، دریافت کیا گیا: اون والے جانور کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث: ۷۳۲۷)

۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام التشریق اہل اسلام کے لیے عید کے دن ہیں اور یہ خورد ونوش کے ایام ہیں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۲۴۱۹)

۳- حضرت جبلہ بن سہیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کیا قربانی کرنا واجب ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے۔ انہوں نے پھر سوال کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا تم میں عقل و دانش ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۱۲۴)

۴- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اولاد آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانی کے دن خون گرانے سے بہتر نہیں ہے، بیشک قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں، اپنے بالوں اور اپنے کھروں کے ساتھ آئے گا۔ جانور کے خون کا پہلا قطرہ گرنے سے قبل قربانی اللہ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔ لہٰذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۳۲۶)

۵- حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز دن "یوم النحر" ہے، پھر دوسرا دن ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانچ یا چھ اونٹنیاں پیش کی گئیں، ان میں سے ہر ایک آپ کے قریب آ رہی تھی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے قربانی کی ابتداء کریں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۷۶۵)

شفع سے مراد جفت اور الوتر سے مراد طاق کے علاوہ ان میں چند ایک عقلی احتمالات درج ذیل ہیں:

۱- شفع سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا ہوں' جبکہ الوتر سے ذات باری تعالیٰ مراد ہو۔

۲- شفع سے تمام مخلوق مراد ہو جس طرح ارشاد خداوندی ہے: وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًاo (النباء: ۸) الوتر سے ذات باری تعالیٰ مراد ہو۔ اس سلسلہ میں ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اللہ وتر ہے اور وتر چیز کو وہ پسند فرماتا ہے۔

۳- شفع سے مراد جفت نمازیں ہوں مثلاً نماز فجر، نماز ظہر، نماز عصر اور نماز عشاء، جبکہ الوتر سے مراد طاق نماز ہو مثلاً نماز مغرب۔

۴- شفع اور وتر دونوں سے دنیا کی ہر چیز مراد ہو خواہ وہ جفت ہو یا طاق ہو۔

اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ میں زوج اور فرد کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں۔

۵- الشفع سے مراد بارہ برج ہوں' جبکہ الوتر سے مراد سات سیارے ہوں۔

۶- الشفع سے مراد جنت کے آٹھ دروازے ہوں' جبکہ الوتر سے مراد دوزخ کے سات ہوں۔

۷- الشفع سے مراد دن اور رات دونوں ہوں' جبکہ الوتر سے مراد فقط دن ہو۔

۸-الشفع سے مراد تیس دن کا مہینہ ہو جبکہ الوتر سے مراد انتیس (۲۹) دن کا مہینہ ہو۔

۹-الشفع سے مراد نماز کے دو سجدے ہوں' جبکہ الوتر سے مراد نماز کا رکوع ہو۔

۱۰-الشفع سے مراد دو ہونٹ ہوں' جبکہ الوتر سے مراد زبان ہو۔

۱۱-الشفع سے مراد قوم عاد کے عذاب کے آٹھ ایام ہوں' جبکہ الوتر سے ان کی سات راتیں مراد ہوں۔

بَاب وَمِنْ سُورَةِ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

باب 79: سورۃ الشمس سے متعلق روایات

3266 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَذْكُرُ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَهَا فَقَالَ (إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا) انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِيزٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ النِّسَاءَ فَقَالَ إِلَامَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ قَالَ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ إِلَامَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والے کے بارے میں یہ بات بیان کی، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

"جب انہوں نے اپنے سب سے بدبخت شخص کو بھیجا۔"

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) ان میں سے بدبخت بدباطن اور طاقتور شخص اٹھا جو ابوزمعہ کی مانند تھا۔

پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواتین کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح کیوں مارتا ہے' جس طرح غلاموں کو مارتے ہیں' حالانکہ اسی دن کے آخری حصے میں' اس نے اس عورت کے ساتھ لیٹنا ہوتا ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو ہوا خارج ہونے پر ہنسنے کے بارے میں فرمایا: کوئی شخص ایسی چیز پر کیوں ہنستا ہے؟ جو وہ خود کرتا ہے۔

3266- اخرجه البخاری (۸/۵۷۵) فی کتاب التفسیر: باب: سورة والشمس و ضحاها، حدیث (۴۹۴۲)، ومسلم (۲۱۹۱/۴): کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها: باب: النار یدخلها الجبارون، و الجنة یدخلها الضعفاء، حدیث (۲۸۵۵/۴۹)، و ابن ماجه (۶۳۸/۱): کتاب النکاح: باب: ضرب النساء، حدیث (۱۹۸۳)، و الدارمی (۱۴۷/۲): کتاب النکاح: باب: النهی عن ضرب النساء، و احمد (۱۷/۴)، و الحمیدی (۲۵۸/۱)، حدیث (۵۶۹).

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

سورۃ الشمس مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، پندرہ (۱۵) آیات، چون (۵۴) کلمات اور دو سو چھیالیس (۲۴۶) حروف پر مشتمل ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا قاتل:

ارشاد ربانی ہے:

اِذِ انۡۢبَعَثَ اَشۡقٰىهَا ۝ (الشمس: ۱۲)

"جب (اس قوم کا) سب سے بڑا بدبخت شخص اٹھا۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ جس شخص نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں، اس کا نام قدار بن سالف تھا۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے حدیث باب میں تین امور کا تذکرہ کیا ہے:

(۱) ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ کے دوران ایسے شخص کا تذکرہ کیا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِذِ انۡۢبَعَثَ اَشۡقٰىهَا ۝ پھر آپ نے اس کی تفسیر میں فرمایا: اس اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا شخص بدخو، طاقتور اور اپنے کنبے کا سردار تھا جس طرح ابوزمعہ ہے۔

ابوزمعہ روایت بیان کرنے والے صحابی کا دادا ہے جس کا نام "اسود" تھا، مکہ کا باسی تھا، اسلام کا مذاق اڑاتا تھا اور بحالت کفر مکہ میں ہی مرا تھا۔ اس کے ایک بیٹے کا نام "زمعہ" تھا جو راوی صحابی کا باپ ہے۔ یہ غزوہ بدر کے موقع پر بحالت کفر قتل ہوا۔ راوی کا نام حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ تھا جو جلیل القدر صحابی تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔

(۲) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے تذکرہ کے ضمن میں فرمایا: تم میں سے وہ شخص کیا چاہتا ہے جو اپنی بیوی کو غلام کی طرح پیٹتا ہے؟ ممکن ہے کہ دن کے آخری حصہ میں وہ اس سے بہتر ہو یعنی تم اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہوئے ان کو مت پیٹو (وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں، لہٰذا ان کا احترام کرو!)

(۳) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خروج ریح کے وقت ہنسی مذاق سے نفرت دلاتے ہوئے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص پہلے خود ریح خارج کرتا ہے پھر دوسرے کے ریح خارج کرنے پر کیوں ہنستا ہے؟ (یعنی دوسرے شخص کا مذاق اڑانا احترام انسانیت کے منافی ہے۔ لہٰذا اس سے احتراز از بس ضروری ہے)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

باب 80: سورۂ لیل سے متعلق روایات

3287 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِي الْبَقِيْعِ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ وَمَعَهُ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ مَا مِنْ نَّفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّا قَدْ كُتِبَ مَدْخَلُهَا فَقَالَ الْقَوْمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَاِنَّهٗ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَاِنَّهٗ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ قَالَ بَلِ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَاِنَّهٗ يُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَاِنَّهٗ يُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَاَ (فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم لوگ جنت البقیع میں ایک جنازے میں شریک تھے۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے، ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے، نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، آپ ﷺ اس کے ذریعے زمین کریدنے لگے، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص کا (آخرت میں) مخصوص ٹھکانہ طے کیا جا چکا ہے' تو حاضرین نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اکتفاء نہ کریں جو شخص اہلِ سعادت ہے وہ سعادت جیسا عمل کرے اور جو شخص بدبخت ہے وہ بدبختوں کا سا عمل کرے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلکہ تم لوگ عمل کرو! ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کر دی جاتی ہے' جو اس کا نصیب ہے۔ اہل سعادت کے لیے سعادت والا عمل آسان کر دیا جاتا ہے' اور بدبختوں کے لیے بدبختی والا عمل آسان کر دیا جاتا ہے۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''جو شخص عطا کرے، پرہیزگاری اختیار کرے اور اچھائی کی تصدیق کرے تو ہم اس کے لیے آسانی کو آسان کر دیں گے' اور جو شخص بخل سے کام لے اور بے نیازی اختیار کرے اور اچھائی کی تکذیب کرے' ہم اس کے لیے تنگی کو آسان کر دیں گے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ واللیل مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، اکیس (۲۱) آیات، اکہتر (۷۱) کلمات اور تین سو دس (۳۱۰) حروف پر مشتمل ہے۔

تقدیر کے دونوں پہلوؤں کی وضاحت

ارشاد ربانی ہے:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی ۝ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ۝ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰی ۝ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۝ (واللیل: ۵تا۱۰)

''پس جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا۔ اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا۔ پس عنقریب ہم اس کو آسانی (جنت) مہیا کریں گے۔ جس نے بخل کیا' اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کی۔ پس عنقریب ہم اس کو دشواری (دوزخ) فراہم کریں گے۔''

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ تقدیر کے دو پہلو ہیں اور اس روایت میں دونوں پہلو نہایت جامعیت سے بیان کر دیے گئے ہیں:

(۱) ایک کا تعلق ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہے جو بایں الفاظ بیان کر دیا گیا ہے: ''کوئی بھی زندہ شخص نہیں ہے مگر اس کا ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے۔''

(۲) صحابہ کرام کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! جب ہمارا ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے' جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو پھر ہمیں کام سے دستبردار ہو جانا چاہیے، کیونکہ کوئی کام خواہ نیک ہو یا برا، اس کے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے؟ اس اہم سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر کا دوسرا پہلو بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم اپنے اپنے کام کرتے رہو اور کام کرنا تقدیر کے منافی نہیں ہے۔ نیک آدمی جب اچھا کام کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ وہ کام اس کے لیے آسان کر دیتا ہے۔ اسی طرح برا آدمی جب کوئی برائی کرتا ہے' تو اس کے لیے برا کام آسان کر دیا جاتا ہے۔ اس جواب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ واللیل کی مذکورہ آیات تلاوت فرمائیں۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص احکام خداوندی کو اپناتا ہے اور نافرمانی سے اجتناب کرتا ہے، توحید و رسالت پر ایمان رکھتا ہے اور شرک سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو پورا کرتا ہے اور وعید سے اجتناب کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے احکام شرعیہ پر عمل کرنا آسان کر دیتا ہے اور حقانیت اسلام کے لیے اس کا سینہ کھول دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا مصداق:

پہلی آیت میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے' تو اسے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا مصداق یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ وعشر اور صدقہ فطر ادا کرے، کسی مقروض کا قرض ادا کرنے میں معاونت کرے، کسی

غریب ویتیم کی مالی امداد کرے، غلام آزاد کرے، جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بہت سے غلام آزاد کیے تھے۔
علاوہ ازیں وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے معصیات اور نافرمانیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

حسنیٰ کے کثیر مصداق:

اس آیت میں لفظ "حسنیٰ" استعمال ہوا ہے جس کا معنیٰ ہے: خوبی، عمدگی، سچائی، نیکی اور حسن وغیرہ۔ اس لفظ کے کثیر مصداق ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) حسنیٰ سے مراد ہو کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی تصدیق کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ راہ خدا میں خرچ کرنے کے علاوہ توحید و رسالت کی تائید و تصدیق بھی نہایت ضروری ہے، کیونکہ محض راہ خدا میں خرچ کرنا اور گناہوں سے بچنا، آخرت میں نافع نہیں ہوگا۔

(ii) حسنیٰ سے مراد بدنی عبادات مثلاً نماز و روزہ اور مالی عبادات مثلاً زکوٰۃ اور حج وغیرہ ہوں۔

(iii) حسنیٰ سے مراد یہ ہو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اتنا عنایت کرتا ہے کہ بندے کے گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ اس آیت میں یہ مضمون بیان ہوا ہے: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ (سبا: ۳۹) یعنی تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، اللہ اس کا پورا بدل عطا کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دن جب صبح کے وقت بندے نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو دو فرشتے زمین پر اترتے ہیں، ان میں سے ایک یہ دعا کرتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا کر جبکہ دوسرا یوں دعا کرتا ہے: اے اللہ! بخیل کے مال کو ہلاک کردے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۴۴۲)

(iv) حسنیٰ سے مراد جنت یا اجر و ثواب ہو۔

(v) حسنیٰ سے مراد ہر اچھی اور قابل ستائش خصلت ہو۔

یُسریٰ کے متعدد مصادیق میں اقوال:

لفظ حسنیٰ کی طرح لفظ "یُسریٰ" کے مصداق میں بھی متعدد اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) بعض عبادات مثلاً روزہ اور حج کی ادائیگی میں مسلمان کو دشواری پیش آتی ہے لیکن جب اسے یقین ہو جائے کہ ان کے عوض اسے جنت میسر ہوگی تو اس کے لیے دشواری، آسانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(ii) نیک اعمال کرنے والے کو عمدہ اوصاف سے متصف کر کے سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

(iii) جب کسی شخص کو مال کی اشد ضرورت ہو جبکہ اسے مال رشوت آسانی سے میسر بھی ہو، پھر وہ اس سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دامن کش ہو جاتا ہے تو اسے اتنا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے جتنا اس زنا سے بچنے والے کو عطا کیا جاتا ہے جو قریب الوقوع ہونے کے باوجود محض خوف خداوندی سے اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ وَالضُّحٰی

باب 81: سورۃ الضحیٰ سے متعلق روایات

3268 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ جُنْدَبِ الْبَجَلِیِّ

متنِ حدیث: قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَارٍ فَدَمِیَتْ اُصْبُعُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیتِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَا لَقِیْتِ قَالَ وَاَبْطَاَ عَلَیْهِ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَام فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی (مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِیُّ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَیْسٍ

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غار میں موجود تھا، آپ ﷺ کی انگلی سے خون جاری ہوا تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا:

''تم صرف ایک انگلی ہو جس میں سے خون نکلا ہے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس صورتحال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔''

راوی بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کچھ عرصے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تو مشرکین نے یہ کہا: حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی:

''تمہارے پروردگار نے تمہیں چھوڑا نہیں ہے اور وہ بیزار نہیں ہوا ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ اور ثوری نے اسے اسود بن قیس کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

سورہ ضحیٰ مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، گیارہ (۱۱) آیات، اَسّی (۸۰) کلمات اور ایک سو ستتر (۱۷۷) حروف پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ چھوڑنا

ارشادِ خداوندی ہے:

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ۝ (الضحیٰ: ۳)

3268- اخرجه البخاری (۱۱/۳): كتاب التهجد: باب: ترك القيام للمريض، حديث (۱۱۲۵)، وطرفه فی (۴۹۵۰، ۴۹۵۱، ۴۹۸۳)، و مسلم (۱۴۲۱/۳): كتاب الجهاد و السير: باب: ما لقی النبی صلی الله عليه وسلم من اذی المشركين و المنافقين حديث (۱۷۹۶/۱۱۲)، و احمد (۳۱۲/۴، ۳۱۳)، و الحميدی (۳۴۲/۲)، حديث (۷۷۷).

''آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا اور نہ وہ بیزار ہوا۔''

اس آیت اور حدیث باب میں دو اہم امور بیان کیے گئے ہیں:

۱۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر جرار کے ساتھ حالت سفر میں تھے کہ اچانک لڑکھڑانے کی وجہ سے انگلی مبارک پتھر سے ٹکرائی اور وہ زخمی ہونے کی وجہ سے خون آلود ہوگئی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ شعر جاری ہوگیا:

هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ

نہیں ہے تو مگر ایک ایسی انگلی جو خون آلود ہوگئی ہے، اور راہ خدا میں ہے وہ جس سے تو نے ملاقات کی ہے۔

۲-اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ حضرت جبریل علیہ السلام نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا جو اچانک مشیت الٰہی سے ایک مختصر عرصہ تک منقطع ہوگیا۔ تازہ پیش آنے والی اس صورتحال کے سبب دشمنان دین اور مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دیا ہے اور وہ ان سے بیزار ہوگیا ہے۔ (معاذ اللہ) اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ۝ یعنی اے رسول محترم! آپ کو چھوڑنے اور بیزار ہونے کی خبر تو آپ کے دشمنوں نے پھیلائی ہے، جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جہاں تک میرا آپ سے تعلق ہے، وہ حسب سابق قائم ہے کیونکہ ہم نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوئے ہیں۔ تاخیر وحی یا انقطاع وحی کا واقعہ کئی بار پیش آیا جس میں کئی حکمتیں اور اسرار تھے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ اَلَمْ نَشْرَحْ

باب 82: سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ سے متعلق روایات

3269 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ اَحَدٌ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيْهَا مَاءُ زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرِيْ اِلٰى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَا يَعْنِيْ قَالَ اِلٰى اَسْفَلِ بَطْنِيْ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِيْ فَغُسِلَ قَلْبِيْ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُعِيْدَ مَكَانَهٗ ثُمَّ حُشِيَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً وَّفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ

3269۔ اخرجه البخاری (۳۴۸/۶، ۳۴۹، ۳۵۰): كتاب بدء الخلق: باب: ذكر الملائكة، حديث (۳۲۰۷) و الحديث طرفه فى (۳۳۹۳، ۳۴۳۰، ۳۸۸۷)، و مسلم (۵۲۲/۱ ابی): كتاب الايمان: باب: الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السموات و فرض الصلوٰة، حديث (۲۶۴/۱۶۴)، (۲۶۵/۱۶۴)، و النسائی (۲۱۷/۱): كتاب الصلاة: باب: فرض الصلاة، حديث (۴۴۸)، و احمد (۲۰۷/۴، ۲۰۸، ۲۱۰)، و ابن خزيمة (۱۵۳/۱)، حديث (۳۰۱)، (۱۵۶/۱)، حديث (۳۰۲).

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ' جوان کی قوم کے ایک فرد ہیں، کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میں بیت اللہ کے نزدیک موجود تھا اور اس وقت سونے اور جاگنے کی کیفیت کے درمیان تھا کہ اس دوران میں نے کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا، وہ تین افراد میں سے ایک تھا' پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جس میں آب زم زم تھا پھر میرے سینے کو یہاں تک کھول دیا گیا۔

قتادہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا: اس سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: پیٹ کے نیچے والے حصے تک (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) پھر انہوں نے میرا دل باہر نکالا، میرے دل کو آب زم زم سے دھویا اور پھر اس کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا اور پھر سے ایمان اور حکمت کے ذریعے بھر دیا گیا۔

اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہشام دستوائی اور ہمام نے اسے قتادہ سے نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

سورہ انشراح مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، آٹھ (۸) آیات، اٹھائیس (۲۸) کلمات اور ایک سو تیس (۱۳۰) حروف پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح صدر کا وصف عطا ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ (الم نشرح ۱)

''کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ عمومی حکم بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ''یعنی اللہ تعالیٰ جس سے خیر کا قصد کرتا ہے، اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے۔''

یہ معاملہ تو امتی کا بیان: : اے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ومقام تو یہ ہے: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انشراح صدر فرما دیا تھا جس کے نتیجہ میں آپ نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر آسمانوں، جنت و دوزخ، مشارق ومغارب اور لوگوں کے قلوب واذہان بلکہ قیامت کے دن کے تفصیلی احوال بیان کر دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ومعارف کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ معجزہ شق صدر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں

فتنہ ہے، جو کئی بار پیش آیا۔

سوال: حدیث باب سے سونے کے برتن کا جواز ثابت ہوتا ہے جبکہ اس کی حرمت پر نص قطعی موجود ہے؟

جواب: (i) حدیث باب میں بیان کردہ واقعہ مکہ میں پیش آیا تھا جبکہ سونا کے برتن کی حرمت کا حکم مدینہ طیبہ میں نازل ہوا تھا۔

(ii) بلاشبہ دنیا میں سونے کے برتن کا استعمال حرام ہے، لیکن اس شب پیش آنے والے واقعات کا تعلق آخرت سے ہے اور آخرت میں سونے کے برتنوں کی عام اجازت ہوگی۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر کتنی بار ہوا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر تین بار ہوا:

۱- دو اڑھائی سال کی عمر میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں زیر پرورش تھے۔

۲- اعلان نبوت سے پہلے تقریباً چالیس سال کی عمر میں۔

۳- شب معراج کے موقع پر جس کا تذکرہ حدیث باب میں ہے۔

شرح صدر کا مفہوم:

اس آیت میں لفظ ''نشرح'' استعمال ہوا ہے جس کا لغوی معنیٰ ہے: وسیع کرنا، نرم کرنا اور کھولنا۔ جب کفار و مشرکین کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کی جاتی تو آپ کا سینہ پریشانی کی وجہ سے تنگ ہو جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ وسیع کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سینہ میں نور داخل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے فراخ کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ (الانعام: ۱۲۵)

''پس اللہ تعالیٰ جسے ہدایت عطا کرنے کا قصد کرتا ہے، تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔''

صحابہ کرام کی طرف سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! سینہ کے فراخ ہونے کی کوئی علامت بھی ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں! جب انسان دھوکہ سے نکل کر دائمی راحت کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے اور موت کا وقت آنے سے قبل موت کی تیاری کرتا ہے۔ (کنز العمال، ج: اول، ص: ۷۶)

شرح صدر اور بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہونا:

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی طور پر نبی تھے بلکہ عالم ارواح میں بھی آپ صفت نبوت سے متصف تھے۔ اس بارے میں اور شق صدر کے حوالے سے کثیر احادیث و آثار ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- عتبہ بن عبد السلمی کا بیان ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ کی نبوت کی پہلی

علامت کیا تھی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: میں بنو سعد بن بکر کے ہاں اپنی دایہ کے پاس موجود تھا، ان کا بیٹا اور میں دونوں بکریاں چرانے گئے، ہم نے اپنے ساتھ کھانا نہیں لیا تھا، میں نے کہا: اے بھائی! آپ جائیں اور اپنی ماں کے پاس سے کھانا لے آئیں، میرا بھائی کھانا لینے چلا گیا اور میں بکریوں کو چراتا رہا۔ گدھ کی مثل دو سفید پرندے میرے پاس آئے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: ہاں! پھر وہ دونوں میرے قریب ہوئے، دونوں نے مجھے پکڑ کر پیٹھ کے بل زمین پر لٹا دیا، انہوں نے میرا سینہ چاک کیا، اس سے دو سیاہ ٹکڑے نکالے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: تم برف کا ٹھنڈا پانی لاؤ، انہوں نے اس پانی سے میرے پیٹ کو دھویا، پھر اس نے ٹھنڈا پانی طلب کیا، پھر چھری طلب کی، جس سے ایک ٹکڑا کاٹ کر نکال دیا۔ انہوں نے ٹھنڈا پانی میرے دل پر چھڑکا۔ پھر کہا: ان کے دل کو سیو اور اس پر نبوت کی مہر لگا دو۔ پھر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: ان کو ایک پلڑے میں رکھو اور ان کی امت کو دوسرے پلڑے میں رکھو، پھر میں اپنے اوپر ہزاروں افراد کو دیکھ رہا تھا اور مجھے خوف محسوس ہو رہا تھا کہ ان میں سے بعض مجھ پر گر پڑیں گے۔ ان میں سے کسی ایک نے کہا: اگر ان کا امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو ان کا وزن بھاری نکلے گا۔ پھر میں اپنی رضاعی ماں کے پاس گیا اور یہ تمام واقعہ بیان کیا، انہوں نے مجھ پر کسی اختلاط آنے کا خطرہ محسوس کیا تو انہوں نے کہا: میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں، وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئیں اور مجھے اپنے پیچھے پالان پر سوار کر لیا حتیٰ کہ ہم اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ میری رضاعی ماں نے کہا: کیا میں نے اپنی امانت پیش کر دی اور اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے؟ پھر انہوں نے میرے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کیا، یہ واقعہ سن کر میری والدہ ہرگز خوفزدہ نہ ہوئیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا تھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا تھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(المعجم الکبیر، ج: ۱۷، رقم الحدیث: ۳۲۳)

۲- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور وہ سوال کرنے میں بہت حریص بھی تھے جبکہ وہ سوال بھی ایسے امور کے بارے میں کرتے تھے کہ دوسرے لوگ نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ کی نبوت کا آغاز کب ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے تو سنو! میں دس سال کی عمر میں ایک صحرا سے گزر رہا تھا، میں نے اپنے اوپر دو آدمیوں کی گفتگو سنی، دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا: کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا: ہاں! دونوں نے مجھے پکڑ لیا پھر میرا پیٹ چاک کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام سونے کے طشت میں پانی لانے میں مصروف ہوئے جبکہ حضرت میکائیل علیہ السلام میرے پیٹ کو دھو رہے تھے۔ پھر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا سینہ شق کرو۔ چنانچہ جب میرا سینہ چیرا گیا تو مجھے بالکل تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ (مجمع الزوائد، رقم الحدیث: ۱۳۸۳۳)

پھر ایک نے دوسرے سے میرا دل چیرنے کا کہا، میرا دل چیرا گیا، پھر یوں کہا: اس سے کینہ اور حسد نکال ڈالو، پھر خون کے لوتھڑے جیسی کوئی چیز نکال کر پھینکی گئی۔ پھر کہا: ان کے دل کو شفقت اور رحمت سے پر کر دو، پھر چاندی جیسی کوئی چیز داخل کی، ان کے پاس سفوف تھا جو چھڑکا گیا
میرا انگوٹھا نرمی سے دبایا اور کہا: اب آپ جا سکتے ہیں۔ پھر چھوٹوں کے لیے میرے دل میں

رقت اور بڑوں کے لیے بہت نرمی تھی۔ (دلائل النبوت، رقم الحدیث: ۱۶۶)

۳۔ ایک مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ کو کب نبی ہونے کا یقین ہوا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شق صدر کے مذکورہ واقعہ سے اپنی نبوت پر استدلال کیا، آپ کو بچپن میں نبوت عطا ہوئی لیکن چالیس برس کی عمر میں اعلان نبوت کیا۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا، وہ آپ کے پیچھے محو خواب ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص موجود تھا، پھر آپ نے اپنی پشت کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے عزیز من! تم کب آئے تھے؟ عرض کیا: ایک ساعت کا وقت ہو گیا۔ آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے میرے پاس کوئی شخص دیکھا ہے؟ عرض کیا: ہاں! میں نے ایک شخص کو خدمت اقدس میں موجود پایا تھا۔ آپ نے فرمایا: وہ آدمی حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔ مخلوق میں سے جو شخص حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھے گا وہ نابینا ہو جائے گا، البتہ نبی کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہیں آئے گا مگر تمہیں آخر عمر میں نابینا بنا دیا جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے یوں دعا کی: اے اللہ! انہیں تاویل کا علم عطا کر، دین کی سمجھ عطا کر اور اسے اہل ایمان سے بنا۔

(المستدرک، ج: ۶، رقم الحدیث: ۶۳۸۷)

فائدہ نافعہ:

اس روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اسرار و رموز اور تفسیر و تاویل کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما المعروف تفسیر مقیاس القرآن آپ کا عظیم الشان شاہکار ہے جو چودہ صدیوں سے عوام و خواص کے لیے مفید و نافع اور فیض رساں ثابت ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ دعا نبوت کا نتیجہ تھا۔ پھر آپ زندگی کے آخری حصہ میں نابینا بھی ہو گئے تھے؛ کیونکہ انہوں نے براہ راست حضرت جبریل علیہ السلام کی زیارت کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ زیارت جبریل علیہ السلام نبی علیہ السلام کی نظروں کو متاثر نہیں کر سکتی، گویا یہ نبوت کی قوت ہے یا نبی کا معجزہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی خواہ بشر ہوتا ہے مگر عام بشر نہیں ہوتا بلکہ بے مثل بشر ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر قرار دینا یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا نظریہ ہے۔

بعض انبیاء علیہم السلام کو بچپن میں نبوت و رسالت سے سرفراز کیے جانا:

خواہ اللہ تعالیٰ کا عام دستور یہی ہے کہ اس کے حکم سے نبی چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کرتا ہے، کیونکہ قوم اس کے بچپن اور جوانی کی عادات و اطوار سے واقف ہوتی ہے اور انہیں حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لیے کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چالیس سال سے قبل نبی، نبی نہیں ہوتا بلکہ نبی تو پیدائش سے قبل بھی وصف نبوت سے متصف ہوتا ہے۔ بعض انبیاء علیہم السلام نے اپنے بچپن میں اعلان نبوت کیا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام دو تین سال کی عمر میں وصف نبوت سے متصف تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کو قرآن کریم نے بایں الفاظ واضح کیا ہے:

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ (مریم: ۱۲)

''اے یحییٰ! آپ مضبوطی کے ساتھ کتاب کو پکڑ لیجئے اور ہم نے انہیں بچپن میں نبوت عطا کی۔''

اس آیت میں جہاں یہ عقیدہ واضح ہوتا ہے کہ نبی اپنے بچپن سے وصف نبوت سے موصوف ہوتا ہے، وہاں یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہوتی اور نہ استحقاق کی بناء پر ملتی ہے بلکہ یہ ایک عطائی وصف ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، اسے اس سے نواز دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس آیت میں لفظ ''الحکم'' سے مراد ''نبوت'' ہے اور تین سال کی عمر میں انہیں (حضرت یحییٰ علیہ السلام) نبوت سے نوازا گیا تھا۔ (معالم التنزیل، ج:۳،ص:۲۲۷)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ التِّيْنِ

باب 83: سورۃ التین سے متعلق روایات

3270 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا بَدَوِيًّا اَعْرَابِيًّا يَقُوْلُ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ يَقُوْلُ مَنْ قَرَاَ (وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ) فَقَرَاَ (اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ) فَلْيَقُلْ بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا يُرْوٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ هٰذَا الْاَعْرَابِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَلَا يُسَمّٰى

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جو شخص سورۃ التین کی تلاوت کرے اور یہ آیت پڑھے:

''کیا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے۔''

تو اس شخص کو یہ کہنا چاہیے، ہاں میں بھی اس بات پر گواہ ہوں۔

یہ حدیث اسی دیہاتی کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جس میں اس دیہاتی کا نام مذکور نہیں ہے۔

شرح

سورہ والتین مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، آٹھ (۸) آیات، چونتیس (۳۴) کلمات اور ایک سو پچاس (۱۵۰) حروف پر مشتمل ہے۔

قرآن کی جواب طلب آیات کا جواب دینا:

ارشاد خداوندی ہے:

3270۔ اخرجہ ابوداؤد (۱/ ۲۳٤): کتاب الصلاۃ: باب: مقدار الرکوع و السجود، حدیث (۸۸۷)، و احمد (۲/ ۲٤۹)۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝ (والتین: ۸)

''کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص سورہ والتین تلاوت کرے تو اس کی آخری آیت کے جواب میں یوں کہے: بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ۔ کیوں نہیں میں بھی ان گواہوں میں سے ہوں جو (اللہ کو) احکم الحاکمین تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی بعض آیات جواب طلب ہیں، ان کا جواب دینا مستحب ہے۔ بحالت نماز دل میں جواب دیا جائے گا اور خارج نماز میں زبان سے جواب دیا جاسکتا ہے۔ سورہ رحمٰن میں کثیر تعداد میں جواب طلب آیات ہیں۔ علماء کرام جواب طلب آیات کے جوابات آسانی سے دے سکتے ہیں مگر اقراء و حفاظ جواب دینے سے قاصر ہیں۔

''التین'' اور ''الزیتون'' کا معنیٰ اور طبی فوائد:

۱- التین: التین مشہور پھل ہے اور اسے انجیر کہا جاتا ہے۔ یہ عمدہ و لذیذ ہے جس میں فالتو مادہ نہیں ہوتا۔ اس میں نفیس غذائیت ہوتی ہے، زود ہضم اور نفع بخش دوا ہے۔ یہ طبیعت کو نرم کرتا ہے، بلغم کو سخت کرنے کے بعد خارج کرتا ہے، گردوں کو شفاف کرتا ہے، مثانہ کی پتھری کو توڑتا ہے، جگر اور تلی کے سدوں کو کشادہ کرتا ہے اور جسم انسانی کو قوت بخش اور فربہ کرتا ہے۔

التین (انجیر) ترکی، یونان، جنوبی فرانس اور سپین میں پایا جاتا ہے، وہاں سے دنیا کے مختلف مقامات میں درآمد کیا جاتا ہے۔ یہ قبض کشا ہے، اس کا دودھ بواسیری مسوں کے لیے نافع ہے، بلغم کو پکا کر خارج کرتا ہے، پیشاب آور ہے اور پسینہ کھل کر آتا ہے۔

اس بارے میں ایک مشہور روایت ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انجیر پھل طباق میں رکھ کر پیش کیا گیا، آپ نے تناول فرمایا اور اپنے صحابہ کو تناول کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا: یہ پھل جنت سے نازل ہوا ہے، کیونکہ اس میں گٹھلی نہیں ہے اور جنت کے پھل بغیر گٹھلی کے ہوتے ہیں۔ تم اسے کھاؤ، کیونکہ یہ بواسیر کے لیے قاطع ہے اور گٹھیا کے درد کے لیے مفید ہے۔ (الکشف والبیان، ج: ۱۰، ص: ۲۸۸)

۲- الزیتون: التین کی طرح ''الزیتون'' بھی مشہور پھل ہے جو ساحلی ممالک میں پایا جاتا ہے یعنی فلسطین، یونان اور سپین وغیرہ میں۔ اس کا پھل چکناہٹ دار ہوتا ہے، اس سے تیل برآمد کیا جاتا ہے جسے ''روغن زیتون'' کہا جاتا ہے۔ یہ جوڑوں کے درد کے لیے نافع، پیٹ کے کیڑوں کو خارج کرتا ہے اور پتے کی پتھری کو خارج کرتا ہے۔ زیتون کے درخت کا ذکر قرآن کریم میں بایں الفاظ ہوا ہے:

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ (المومنون: ۲۰)

''اور وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے، جو تیل نکالتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن بھی ہے۔''

زیتون کا تیل سالن کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ طور سینا کے علاقہ اور اس کے گردونواح میں عمدہ و نفیس قسم کا زیتون

پایا جاتا ہے۔

زیتون کے بارے میں بھی حدیث موجود ہے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا: زیتون کی مسواک عمدہ ہے، جو ایک بابرکت درخت کی ہے، منہ کی بدبو کو ختم کرتی ہے اور منہ کو خوشبودار بناتی ہے۔ یہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مسواک ہے۔

''التین'' اور'' الزیتون'' کے مفہوم بارے اقوال مفسرین:

''التین'' اور'' الزیتون'' کے مطالب ومفاہیم میں مفسرین کے کثیر اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: التین سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی مسجد ہے، جو جودی پہاڑ پر تعمیر کی گئی تھی جبکہ زیتون سے مراد مسجد قدس ہے۔

☆ علامہ ابن زید نے کہا: ''التین'' سے مراد مسجد دمشق ہے اور'' الزیتون'' سے مراد مسجد بیت المقدس ہے۔

☆ ضحاک کا قول ہے: ''التین'' سے مراد مسجد حرام اور'' الزیتون'' سے مراد مسجد اقصیٰ ہے۔

☆ محمد بن کعب نے کہا: ''التین'' سے مراد اصحاب الکہف کی مسجد ہے' جبکہ'' الزیتون'' سے مراد مسجد ایلیاء ہے۔

☆ کعب الاحبار نے کہا: ''التین'' سے مراد دمشق ہے' جبکہ'' الزیتون'' سے مراد بیت المقدس ہے۔

☆ فراء نے کہا: ''التین'' سے مراد حلوان ہے ہمذان تک طویل پہاڑی سلسلہ ہے' جبکہ'' الزیتون'' سے مراد ملک شام کے پہاڑ ہیں۔

☆ عکرمہ سے منقول ہے: ''التین'' اور'' الزیتون'' دونوں سے مراد ملک شام کے دو پہاڑ ہیں۔

صحیح ترین قول یہ ہے کہ'' التین'' اور'' الزیتون'' دو درخت ہیں جو پھل آور ہیں۔ ان سے پہاڑ، مسجد یا کوئی ملک مراد لینا مجازی معنی کے اعتبار سے ممکن ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زیتون کھاؤ اور اس کا تیل استعمال میں لاؤ، کیونکہ یہ بابرکت درخت ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن، جز: ۲۰، ص: ۱۰۰)

بَاب وَمِنْ سُورَةِ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

باب 84: سورۃ العلق سے متعلق روایات

3271 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ

3271- اخرجه البخاری (۵۹۵/۸): كتاب التفسير: باب: (كلا لئن لم ينته لنسفعا بالناصية ناصية كاذبة خاطئة)، حديث (۴۹۵۸)، واحمد (۲۴۸/۱، ۲۵۶، ۳۲۹، ۳۶۸).

متن حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ) قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَاَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي لَاَطَاَنَّ عَلٰى عُنُقِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ فَعَلَ لَاَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''اور ہم بھی اپنے مددگاروں (یعنی فرشتوں) کو بلالیں گے''۔

ابوجہل نے یہ کہا تھا، اگر اب میں نے حضرت محمد ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو میں ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے ایسا کیا' تو اسے فرشتے سب کے سامنے پکڑ لیں گے۔

(امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

3272 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَجَاءَ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَبَرَهُ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ اَكْثَرُ مِنِّيْ فَاَنْزَلَ اللهُ (فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللهِ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ لَاَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ اللهِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نماز ادا کررہے تھے، اسی دوران ابوجہل آیا اور بولا: کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے' تو آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا' تو ابوجہل بولا: کیا آپ (ﷺ) جانتے ہیں؟ میری مجلس میں سب سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اسے چاہیے کہ وہ اپنے حامیوں کو بلالے' ہم بھی اپنے مددگاروں (یعنی فرشتوں) کو بلالیں گے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں، اللہ کی قسم! اگر وہ اپنے ساتھیوں کو بلاتا' تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی اسے پکڑ لیتے۔

امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

سورۃ العلق مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، انیس (۱۹) آیات، بہتر (۷۲) کلمات اور ایک سو ستر (۱۷۰) حروف پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سپاہیوں سے مراد ملائکہ ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ (العلق: ۱۷، ۱۸)

''اسے چاہیے کہ وہ اپنے مددگاروں کو بلا لے، ہم بھی عنقریب جہنم پر مقرر کردہ فرشتوں کو بلائیں گے۔''

ان آیات مبارکہ کی تفسیر احادیث باب میں کی گئی ہے۔ آیات کا شان نزول یوں بیان کیا گیا ہے:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝'' کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ مشہور دشمن رسول ابوجہل نے کہا: قسم بخدا! اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیت اللہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کچل دوں گا۔ جب اس بات کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا: اگر وہ ایسا کر پاتا تو ضرور اسے فرشتے علانیہ طور پر پکڑ لیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، اچانک ابوجہل آیا اس نے یوں بکا: کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فراغت پر واپس ہوئے تو اسے خوب ڈانٹا۔ ابوجہل نے آپ سے کہا: آپ کو اس بات کا علم ہے کہ مکہ میں مجھ سے بڑا کوئی سردار نہیں ہے! اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ابوجہل کو چیلنج دیا گیا ہے کہ وہ اپنی محفل کے جلیسوں کو بلا لے اور ہم اپنے سپاہیوں کو لے آئیں گے۔ اگر وہ اپنی محفل کے لوگوں کو لے آتا تو اللہ تعالیٰ کے سپاہی یعنی فرشتے انہیں ضرور پکڑ کر موت کے منہ میں دھکیل دیتے۔

بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْقَدْرِ

باب 85: سورۃ قدر سے متعلق روایات

3273 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَامَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ سَوَّدْتَ وُجُوهَ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ يَا مُسَوِّدَ وُجُوهِ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لَا تُؤَنِّبْنِي رَحِمَكَ اللَّهُ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ بَنِي أُمَيَّةَ عَلَى مِنْبَرِهِ

3273- تفردبه الترمذي انظر التحفة (۳/۶٤)، حديث (۳٤۰۷) من اصحاب الكتب الستة، واخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره (۱۲/۶۵۳)، برقم (۳۷۷۱٤) عن القاسم بن الفضل عن عيسى بن مازن عن الحسن بن علي رضي الله عنهما.

فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) يَا مُحَمَّدُ يَعْنِي نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ) يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُو أُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ الْقَاسِمُ فَعَدَدْنَاهَا فَإِذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ لَا يَزِيدُ يَوْمٌ وَلَا يَنْقُصُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ ابْنِ الْفَضْلِ وَقَدْ قِيلَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَازِنٍ وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ هُوَ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَيُوسُفُ بْنُ سَعْدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَلَى هٰذَا اللَّفْظِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► یوسف بن سعد بیان کرتے ہیں، جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: آپ نے اہلِ ایمان کے چہرے سیاہ کر دیے ہیں۔

(راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ استعمال ہوئے) اے اہلِ ایمان کے چہروں کو سیاہ کرنے والے شخص!

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، تم مجھے الزام نہ دو' کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو خواب میں بنوامیہ کے لوگ منبر پر دکھائی دیے۔ آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں آئی تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''بے شک ہم تم کو نہر عطا کریں گے۔''

یعنی اے حضرت محمد! ہم تمہیں جنت میں نہر عطا کریں گے' اور یہ آیت نازل ہوئی:

''بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا ہے' اور تمہیں کیا معلوم شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔''

(اس سے مراد یہ ہے) اے حضرت محمد! آپ کے بعد بنواُمیہ اس کے مالک ہوں گے۔

قاسم نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے، جب ہم نے ان کا شمار کیا' تو (بنوامیہ کی حکومت کے دن) پورے ایک ہزار دن تھے' جس میں ایک دن بھی کم اور زیادہ نہیں تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ''حدیث غریب'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں' جو قاسم بن فضل سے منقول ہے۔ ایک سند کے مطابق یہ روایت قاسم بن فضل کے حوالے سے' یوسف بن مازن سے منقول ہے۔ قاسم بن فضل حدانی ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ یوسف بن سعد نامی راوی مجہول ہے۔ ہم ان الفاظ میں اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

سورۃ القدر مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، پانچ (۵) آیات، تیس (۳۰) کلمات اور ایک سو اکیس (۱۲۱) حروف پر مشتمل ہے۔

اہل بیت کے فرد سے گستاخی کا جواب:

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰـهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ (القدر: ۱تا۳)

''بیشک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا، آپ کو کیا علم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر تو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منصب اقتدار پر فائز ہوئے، چھ ماہ کے بعد آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ایک شخص حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے زبان طعن دراز کرتے ہوئے کہا: آپ نے بیعت کر کے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: آپ پر اللہ رحم کرے! آپ مجھ پر ملامت نہ کریں، کیونکہ بنو امیہ کے مختلف بادشاہ منبر پر چڑھتے اور اترتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے ہیں، خواہ آج بنو امیہ کی حکومت ہے مگر یہ ہمیشہ نہیں رہے گی بلکہ ان کے بعد بنو ہاشم کی حکومت قائم ہو جائے گی۔

نوٹ: یہ حدیث آیت مذکورہ کی تفسیر ہرگز نہیں ہو سکتی بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں معاندین نے خوب گڑبڑ کی ہے۔ یہ گڑبڑ یوسف بن سعد جیسے لوگوں کی سعی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ کاش! حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی اس روایت کو نقل نہ فرماتے۔

3274 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِيْ لُبَابَةَ وَعَاصِمٍ هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ سَمِعَا زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ وَّزِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ يُكْنٰى اَبَا مَرْيَمَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اَخَاكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ مَنْ يَّقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَلٰكِنَّهٗ اَرَادَ اَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِيْ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ بِاَيِّ شَيْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْاٰيَةِ الَّتِيْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بِالْعَلَامَةِ اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ زر بن حبیش بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کے بھائی حضرت عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں، جو شخص پورا سال رات کے وقت نوافل ادا کرتا رہے وہی شب قدر کو حاصل کر سکتا ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن کی مغفرت کرے۔ وہ یہ بات جانتے تھے کہ یہ رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے اور یہ ستائیسویں رات ہے لیکن وہ یہ چاہتے تھے: لوگ اسی پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں، پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی اور کوئی استثناء نہیں کیا شب قدر سے مراد ستائیسویں رات ہے۔

زر بن حبیش کہتے ہیں، میں نے ان سے کہا: اے ابومنذر! آپ کس بنیاد پر یہ بات کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اس نشانی کی وجہ سے جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں بتائی ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس علامت کی وجہ سے کہ جب اس دن سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

شب قدر کی گردش اور اس کا تعین:

کیا شب قدر سال بھر میں گردش کرتی رہتی ہے یا صرف رمضان تک محدود ہے، پھر رمضان بھر میں گردش کرتی رہتی ہے یا آخری عشرہ میں، پھر کیا آخری عشرہ کی طاق راتوں میں گردش کرتی رہتی ہے یا اس کے لیے ستائیسویں شب متعین ہے؟

اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

۱- شب قدر سال بھر میں گردش کرتی رہتی ہے۔

۲- شب قدر رمضان بھر میں گردش کرتی رہتی ہے، کئی لوگوں نے پہلے اور دوسرے عشرہ میں بھی شب قدر پانے کا دعویٰ کیا ہے۔

۳- رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں شب قدر گردش کرتی ہے۔

۴- رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر گردش کرتی ہے۔

۵- رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔

ان پانچ اقوال میں سے چوتھا قول زیادہ حقیقت کے قریب ہے، کیونکہ اس میں ستائیسویں شب بھی آجاتی ہے اور طاق راتوں میں شب بیداری کی سعادت حاصل کرنے، عبادت کرنے سے نامہ اعمال میں خوب اضافہ ہو جاتا ہے اور خوش قسمت لوگوں کو بخشش و مغفرت کا پروانہ بھی دستیاب ہو جاتا ہے۔

بعض مقامات اور بعض اوقات میں عبادت کا ثواب زیادہ ہونا:

اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات اور بعض اوقات میں خوب برکت رکھی ہے کہ ان میں جو بھی عبادت کی جائے تو اس کا اجر و ثواب بے پناہ دیا جاتا ہے مثلاً مسجد حرام (مکہ) میں ایک نماز کا ثواب لاکھ نماز کے برابر ہے، مسجد نبوی و مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب

پچاس ہزار نماز کے برابر ہے اور مسجد قبا میں دو نوافل کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ علاوہ ازیں مقامی مسجد کی بجائے علاقائی جامع مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔

مقدس مقامات کی طرح محترم اوقات میں عبادت ادا کرنے سے بھی ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً دن کی نسبت رات میں نماز ادا کرنا، رات کے ابتدائی حصہ کی بجائے آخری حصہ میں نماز ادا کرنا، دن کے آخری حصہ کی بجائے پہلے حصہ میں نوافل ادا کرنا، دوسری راتوں کی بجائے پندرہ شعبان کی شب میں عبادت کرنا، دوسرے مہینوں کی بجائے رمضان المبارک میں کوئی بھی عمل خیر کرنا، جمعۃ المبارک کے دن نوافل ادا کرنا، رمضان کے آخری عشرہ بالخصوص طاق راتوں میں بالخصوص ستائیسویں شب یعنی شب قدر میں عبادت کرنے کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔

شب قدر کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہونا:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کی ہر چیز کا علم دیا گیا ہے، کیونکہ یہی آپ کی شایان شان ہے۔ دیگر امور کے علاوہ شب قدر کا بھی آپ کو علم دیا گیا تھا لیکن اس کے بتانے کی آپ کو اجازت نہ تھی۔ اس سلسلہ میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کی خبر دینے کے لیے باہر تشریف لائے، راستہ میں دو شخص باہم تنازع کر رہے تھے آپ ان کا تنازع ختم کرانے کے لیے ان کے پاس ٹھہر گئے پھر صحابہ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں شب قدر کی خبر دینے کے لیے آ رہا تھا تو راستہ میں دو آدمی باہم لڑ رہے تھے جس وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی، ممکن ہے یہ تمہارے حق میں بہتر ہو، پس تم اس کو انیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں شب میں تلاش کرو۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۰۲۳)

۲- حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے جواب دیا: ہم نے رمضان المبارک کے درمیانے عشرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں اعتکاف کیا، آپ رمضان المبارک کے بیسویں دن باہر آئے اور ہمیں خطبہ دیا، آپ نے فرمایا: مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی پھر بھلا دی گئی، اب تم لوگ اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، میں نے خواب دیکھا کہ پانی اور گارا میں سجدہ ریز ہوں۔ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اعتکاف کیا وہ واپس پلٹ جائے، ہم واپس لوٹ گئے، ہمیں آسمان پر کوئی بادل دکھائی نہیں دیتا تھا، پھر اچانک بادل چھا گئے، نزول بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا، مسجد کی چھت ٹپکنے لگی، ان دنوں میں مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی، نماز کے لیے اقامت کہی گئی، میں نے ملاحظہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور مٹی میں سجدہ ریز ہیں حتیٰ کہ میں نے آپ کی پیشانی مبارک پر مٹی کا نشان ملاحظہ کیا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۳۸۲)

ان روایات کے شارحین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ صرف اسی سال دو آدمیوں کے تنازع کی نحوست کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر اٹھالی گئی اور آئندہ سال پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس کا علم دے دیا گیا تھا۔ کثیر امور لوگوں

ے مخفی رکھے گئے ہیں اور ان کے اخفاء میں کئی حکمتیں ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے ولی کو مخفی رکھا گیا ہے تا کہ لوگ ہر معزز شخص کا احترام کریں، جمعہ کے دن کی اس گھڑی کو مخفی رکھا گیا ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے تا کہ لوگ پورا دن عبادت و دعا میں گزاریں، موت کا وقت مخفی رکھا گیا ہے کہ لوگ اس کی تیاری کے لیے اعمال صالحہ سرانجام دیں اور اعمال بد سے اجتناب کریں، قیامت کو مخفی رکھا گیا ہے تا کہ لوگ اس دن کی کامیابی کے لیے شب و روز محنت کریں اور شب قدر کو مخفی رکھا گیا ہے تا کہ لوگ اس کے حصول کے لیے رمضان المبارک کے آخری عشرہ بالخصوص اس کی طاق راتوں میں خوب عبادت و ریاضت کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت و بخشش کا پروانہ حاصل کریں۔

شب قدر کی فضیلت و اہمیت:

مقدس و محترم راتوں میں سے ایک شب قدر ہے، اس کی فضیلت و اہمیت قرآن و سنت میں بیان کی گئی ہے۔ اس کے چند فضائل درج ذیل ہیں:

۱- ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں اور اپنی امت کی عمروں کا جائزہ لیا تو آپ کی امت کی عمریں پہلی امتوں کے مقابلہ میں نہایت کم سامنے آئیں، آپ کچھ رنجیدہ ہوئے کہ میری امت اعمال خیر کے لحاظ سے پیچھے رہ جائے گی، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی پریشانی دور کرنے کے لیے سورہ قدر نازل فرما دی، جس میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ آپ کا امتی شب قدر کو بیداری و عبادت میں گزارے گا تو اس کے لیے یہ رات ہزار رات کی عبادت سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(موطا امام مالک، رقم الحدیث: ۷۲۱)

۲- حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو ایک ہزار سال تک ہتھیاروں سے لیس ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا، اس پر صحابہ کرام نے اظہار تعجب کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

(القدر: ۳-۱)

"بیشک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا، تمہیں کیا علم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔" (تفسیر ابن کثیر، ج: ۴، ص: ۵۹۳)

۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شب قدر میری امت کو عطا کی ہے اور اس سے قبل کسی امت کو یہ عطا نہیں کی گئی۔

۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا، اللہ اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (سنن نسائی، رقم الحدیث: ۲۲۰۶)

۵- ایک روایت میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایسے چار شخصوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے ایک لمحہ

بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی تھی اور اسی (۸۰) سال تک وہ مسلسل عبادت میں مصروف رہے، ان کے نام گنوائے: (۱) حضرت ایوب (۲) حضرت زکریا (۳) حضرت حزقیل (۴) حضرت یوشع بن نون علیہم السلام۔ یہ بات سن کر صحابہ کرام متعجب ہوئے، اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے صحابہ کو بنی اسرائیل کے افراد پر متعجب نہیں ہونا چاہیے کہ انہوں نے اسی (۸۰) سال عبادت میں گزار دیئے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو اس سے بہتر چیز عنایت کی ہے، پھر سورہ القدر کی یہ آیات تلاوت کیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ خوش ہوگئے۔

سوال: کیا شب قدر میں عبادت کر کے انسان ہزار ماہ کی نمازوں (فرائض وواجبات) سے بری الذمہ ہوسکتا ہے؟ اسی طرح کعبہ میں ایک نماز پڑھ کر لاکھ نمازوں اور مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پڑھ کر پچاس ہزار نمازوں سے آزاد ہوسکتا ہے؟

جواب: (۱) شب قدر کی نفلی عبادت ہزار مہینوں کے فرائض وواجبات کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح مسجد حرام میں ایک نماز ادا کر کے لاکھ نمازوں سے اور مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پڑھ کر پچاس ہزار نمازوں سے انسان ہرگز آزاد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ان روایات سے کثرت ثواب، گناہوں کی مغفرت اور بلندی درجات مراد ہے۔ (۲) فضیلت امت مراد ہے۔

شب قدر میں عبادت کا طریقہ کار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من قام ليلة القدر ايماناً و احتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه** "یعنی جس نے شب قدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" یہاں قیام سے مراد خضوع وخشوع کے ساتھ نوافل ادا کرنا ہے اور مغفرت وبخشش کے لیے گڑگڑا کر دعا کرنا ہے۔ علاوہ ازیں تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، درود وسلام، تصنیف وتالیف اور وعظ وتقریر میں مصروف ہونا بھی قیام کی صورتیں ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس شب میں بیس نوافل پڑھے جائیں اور دو، دو رکعت کر کے پڑھیں۔ جو شخص شب قدر میں قیام کی نیت سے دس آیات قرآنی کی تلاوت کرے گا، اسے شب قدر کی برکات سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔ علامہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس شب میں کم از کم نوافل دو، زیادہ سے زیادہ ایک ہزار ہیں اور متوسط درجہ کے ایک سو ہیں۔ ان کی ہر رکعت میں تین بار سورہ القدر اور تین بار سورہ اخلاص کی قرأت کی جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنی ہمت وطاقت کے مطابق نوافل، تلاوت قرآن، ذکر خداوندی اور درود شریف وغیرہ میں مصروف ہونا چاہئیں۔ تارک نماز شخص اس رات میں توبہ کرے اور نوافل وغیرہ کی بجائے اپنی فوت شدہ نمازیں حسب طاقت پڑھے جبکہ باقی ماندہ نمازیں ہر روز نماز پنجگانہ کے ساتھ پڑھتا رہے حتیٰ کہ وہ مکمل ہو جائیں۔

سوال: جس طرح شب قدر میں قیام وعبادت کا ثواب ہزار مہینوں کے برابر ہے، اگر کوئی شخص اس رات میں کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو کیا اسے سزا بھی اسی حساب سے دی جائے گی؟

جواب: جس شخص کو شب قدر کے تعین کا یقینی علم ہو، پھر وہ اس کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے کسی گناہ کا ارتکاب کرے،

اسے دوسری راتوں میں گناہ کرنے سے زیادہ سزا ملے گی۔ ایک سزا گناہ کرنے کی اور دوسری اس کے تقدس کو پامال کرنے کی۔ تاہم جس شخص کو شب قدر کے تعین کا قطعی علم نہ ہو، اگر وہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اسے اس کی نسبت کم سزا دی جائے گی۔

شب قدر کو مخفی رکھنے کی وجوہات:

اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت محمدیہ سے شب قدر مخفی رکھی گئی ہے، اس کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ جس طرح لوگوں کی نظروں سے ''ولی اللہ'' کو پوشیدہ رکھا گیا ہے تاکہ عوام ہر شخص کا احترام کریں، اسی طرح شب قدر کو مخفی رکھا ہے تاکہ مسلمان اس کے حصول کے لیے متعدد رات میں عبادت وریاضت کر کے اپنے اعمال خیر میں اضافہ کر سکیں۔

۲۔ اگر شب قدر کا تعین کر دیا جاتا تو نیک لوگ اس رات میں عبادت کر کے ہزار ماہ کی عبادت کا ثواب حاصل کر لیتے لیکن بدکردار اور گناہوں کے عادی لوگ اس رات میں بھی گناہ کر کے اپنی دنیا وآخرت تباہ کر کے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر لیتے۔

۳۔ شب قدر مخفی ہونے کی وجہ سے مسلمان رمضان المبارک کی ہر رات بالخصوص آخری عشرہ کی طاق راتوں میں عبادت کر کے اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح ان کے اعمال صالحہ میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: اے فرشتو! تم نے اولاد آدم کے بارے میں کہا تھا کہ وہ زمین میں خون ریزیاں کریں گے اور گناہوں کا ارتکاب کریں گے۔ انہوں نے شب قدر کا یقینی علم نہ ہونے کے باوجود بذریعہ عبادت اپنے نامہ اعمال میں اضافہ کر لیا ہے، پھر اگر انہیں اس شب کا علم ہوتا تو ان کی عبادت وریاضت کا تم خود اندازہ لگا سکتے ہو۔

شب قدر میں زمین پر فرشتوں کے نزول کی حکمتیں:

قرآن وسنت کے مطالعہ سے یہ حقیقت مترشح ہو کر سامنے آتی ہے کہ شب قدر کا آغاز ہوتے ہی زمین پر فرشتوں کے نزول کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو شب بھر یعنی طلوع آفتاب تک جاری رہتا ہے، یہ فرشتے عبادت وریاضت اور قیام میں مصروف لوگوں کے حق میں دعا مغفرت کرتے ہیں اور ان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس شب میں زمین پر فرشتوں کے نزول میں کیا حکمتیں ہیں؟ زمین پر فرشتوں کے نزول میں کئی حکمتیں ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ فرشتوں کے نزول کا مقصد امت محمدیہ کی عبادت وریاضت اور ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ کرنا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا تھا کہ اہل جنت کے پاس فرشتوں کا نزول ہوگا، اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے:

يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (الرعد: ۲۳، ۲۴)

''ان کے پاس ملائکہ ہر دروازے سے آئیں گے، وہ یوں کہیں گے: تم پر سلامتی ہو۔''

شب قدر میں اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو نزول کا حکم دے کر ایک طرح اس وعدہ کا ایفاء کرتا ہے اور دوسری طرف اس شب میں عبادت وریاضت کی سعادت حاصل کرنے والے لوگوں کی قدر افزائی بھی فرماتا ہے۔

۳- ایک وقت فرشتوں نے رب العزت سے عرض کیا تھا:

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۚ (مریم: ۶۴)

''اور ہم صرف حکم خداوندی سے (زمین پر) نزول کرتے ہیں۔''

گویا اس شب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو زمین پر نزول کا حکم دیا جاتا ہے، تاکہ قیام میں مصروف لوگوں کی عزت افزائی ہو اور ان کے حق میں فرشتے مغفرت و بخشش کی دعا کریں۔

''روح'' کے مفہوم میں متعدد اقوال:

سورۃ القدر میں فرشتوں کے نزول کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ''روح'' کے نزول کا بھی ذکر ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس مقام پر ''روح'' کا مصداق کیا ہے؟ اس کے کثیر مصادیق ہیں' جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- ایک مخصوص مخلوق ہے، جو فرشتوں کے ساتھ شب قدر میں نزول کرتی ہے اور اس کے سامنے تمام زمین و آسمان ایک لقمہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۲- ایک مخصوص فرشتہ ہے، جسے صرف شب قدر میں فرشتے دیکھتے ہیں۔

۳- ایک معزز و محترم اور بزرگ فرشتہ کا نام ہے۔

۴- رحمت باری تعالیٰ کو کہا جاتا ہے، جس طرح ارشاد خداوندی ہے:

لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ (یوسف: ۸۷)

''تم اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔''

۵- کراماً کاتبین ہیں جو مسلمانوں کے اعمال صالحہ لکھتے ہیں۔

۶- رئیس الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین میں نزول کرتے ہیں، ان کے پاس چار جھنڈے ہوتے ہیں جو مختلف مقامات پر گاڑ دیتے ہیں: (۱) کعبہ کی چھت پر (۲) روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر (۳) بیت المقدس پر (۴) طور سیناء کی مسجد پر۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حکم سے فرشتے زمین میں پھیل جاتے ہیں، جہاں بھی کوئی مسلمان عبادت و ریاضت میں مصروف ہو، وہاں پہنچ جاتے ہیں، جس گھر میں کتا یا خنزیر یا شراب یا تصاویر ہوں یا زنا کاری ہوتی ہو، اس میں داخل نہیں ہوتے۔ زمین پر آنے کے بعد فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، تقدیس و تسبیح، درود کلمہ طیبہ اور امت محمدی کے لیے مغفرت کی دعا میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ فجر کا وقت ہونے پر فرشتے آسمانوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں، پہلے آسمان کے فرشتوں سے ملاقات ہوتی ہے تو وہ دریافت کرتے ہیں: آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم دنیا (زمین) میں گئے تھے، کیونکہ آج امت محمدی کی شب قدر تھی، وہ سوال کرتے ہیں: آج اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجات کے بارے میں کیا کیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کو بخش دیا ہے''۔

بدکاروں کے حق میں شفاعت قبول کر لی ہے۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ لَمْ يَكُنْ

باب 86: سورۃ لم یکن سے متعلق روایات

3275 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ قَالَ ذٰلِكَ اِبْرَاهِيْمُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

"اے مخلوق میں سب سے بہتر"

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے افضل ہونا:

ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝ (البينة: ۷)

"بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے، وہ تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔"

قرآن وسنت کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ومقام سب انبیاء سے افضل وارفع ہے۔ کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا خیر البریة" کے الفاظ سے یاد کیا تو آپ نے فوراً فرمایا: ذالك ابراهيم یعنی اس وصف کے مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

سوال: یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہے، تو پھر آپ نے "خیر البریة" کا مصداق حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو کیوں قرار دیا؟

جواب: (۱) عجز وانکسار کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "خیر البریة" کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قرار دیا

3275۔ اخرجه مسلم (۱۸۳۹/۴): كتاب الفضائل: باب: من فضائل ابراهيم الخليل صلى الله عليه وسلم، حديث (۲۳۶۹/۱۵۰)، و ابوداؤد (۲/۸/۴): كتاب السنة: باب: من التخيير بين الانبياء عليهم الصلاة و السلام، حديث (۴۶۷۲)، و احمد (۱۲۲/۳، ۱۸۱)۔

تھا۔

(۲) آپ نے اس وقت اس وصف کا مصداق جدالانبیاء حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو قرار دیا تھا جب آپ کو اس بات کا علم نہیں تھا میں افضل الانبیاء ہوں۔

اولیاء وصالحین کا فرشتوں سے افضل ہونا:

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء وصالحین فرشتوں سے افضل واعلیٰ ہیں، اس مسئلہ پر مزید دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں جو فرشتوں کا مرتبہ ہے، کیا تم اس سے اظہار تعجب کرتے ہو، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بروز قیامت بندہ مؤمن کا مرتبہ ومقام اللہ کی بارگاہ میں فرشتوں سے عظیم تر ہوگا۔ اس بارے میں تم یہ آیت پڑھ سکتے ہو:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۞ (البینۃ: ۷)

''بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے، وہی لوگ تمام مخلوق سے عظیم تر ہیں۔'' (تفسیر کبیر، ج: ۱۱، ص: ۲۲۸)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام مخلوق سے زیادہ معظم کون ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نے یہ آیت تلاوت نہیں کی؟ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۞ (الدرالمنثور، ج: ۸، ص: ۵۳۸)

۳۔ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، بعض فرشتوں کو انسان کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے، حضرت جبریل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں وحی لاتے ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام انسانوں کو رزق مہیا کرتے ہیں، حضرت عزرائیل علیہ السلام لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں، ملائکہ سیاحین ذاکرین کی رپورٹ اللہ کے حضور پیش کرتے ہیں، بعض ملائکہ ہمہ وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پیش کرنے میں مصروف ہیں، کراماً کاتبین مسلمانوں کے اعمال صالحہ لکھنے پر مامور ہیں، بعض فرشتے ماں کے رحم میں بچے کی تصویر تیار کرتے ہیں، بعض فرشتے میدان جہاد میں مسلمانوں کی معاونت کرتے ہیں، بعض فرشتے سرکش جنات سے مسلمانوں کی حفاظت کرتے ہیں، کثیر تعداد میں فرشتے شب قدر اور دوسری مقدس راتوں مثلاً پندرہ (۱۵) شعبان اور شب عید میں آسمانوں سے نزول کرتے ہیں وہ قیام وعبادت میں مصروف لوگوں کے حق میں دعا مغفرت کرتے ہیں۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا زُلْزِلَتْ

باب 87: سورۂ زلزال سے متعلق روایات

3276 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متن حدیث: قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ (يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا) قَالَ أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا تَقُولُ عَمِلَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا فَهَذِهِ أَخْبَارُهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

"اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ اس کی خبریں بتانے سے کیا مراد ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کی خبریں یہ ہوں گی: وہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں یہ گواہی دے گی اس نے اس زمین کی پشت پر جو عمل کیا تھا وہ زمین یہ کہے گی: اس شخص نے فلاں فلاں دن یہ کام کیا تھا تو یہ اس کا اطلاع دینا ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

سورہ زلزال مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، آٹھ (۸) آیات، ترپن (۵۳) کلمات اور ایک سو انچاس (۱۴۹) حروف پر مشتمل ہے۔

قیامت کے دن زمین کا اس پر ہونے والے واقعات بیان کرنا:

ارشاد ربانی ہے:

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ (زلزال: ۴)

"اس دن زمین اپنی تمام خبریں بیان کرے گی۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین ہر اس واقعہ کو بیان کرے گی جو اس کی پشت پر مرد وزن نے کیا ہوگا خواہ وہ اچھا ہوگا یا قابل نفرت۔

سوال: زمین بے زبان اور بے شعور ہے، پھر یہ قیامت کے دن کیسے ان واقعات کو بیان کرے گی جو اس کی پشت پر ہوئے ہوں گے؟

جواب: (۱) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو زبان و شعور سے نوازے گا اور وہ گفتگو کرے گی۔ (۲) اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے قیامت کے دن زمین کو حیوان ناطق بنا دے گا اور وہ واقعات کو فرفر بیان کر دے گی۔ (۳) زمین سے جو بھی چیز صادر ہو گی وہ گفتگو کے قائم مقام ہوگی۔

فائدہ نافعہ:

زمین کا بولنا ناممکنات میں سے نہیں ہے، اس کے جواز کی مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت کعبہ آپ کے مولد کی طرف جھک گیا تھا، چاند نے آپ کو سلامی پیش کی تھی، چاند آپ کا کھلونا بنا، آپ کے اشارہ سے دو ٹکڑے ہوا، پتھر نے آپ پر درود و سلام پیش کیا، قریب الغروب آفتاب عصر کے وقت پر آیا اور آپ کی مٹھی میں کنکروں نے کلمہ پڑھ کر رسالت محمدی کی گواہی دی تھی۔

قیامت کے دن مؤمن اور کافر پر ظلم نہ ہونا:

قیامت کے دن زمین مسلمان اور کافر کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے گواہی دے گی، مسلمان نے جو نیکی کی ہوگی اس کی جزا پائے گا اور کافر نے جو برائی کی ہوگی اس کی سزا بھگتے گا۔ اس دن کسی انسان پر ظلم و زیادتی ہرگز نہیں ہوگی۔

اس بارے میں چند ایک شواہد درج ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ (النساء: ۴۰)

''بیشک اللہ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔''

۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے، وہ کھانا کھانے سے رک گئے اور کہا: یا رسول اللہ! کیا ہمیں اچھے اور برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: تم جو ناگوار امور دیکھتے ہو، وہ تمہاری معمولی برائی کا بدلہ ہے، ذرہ برابر جو تم نے نیکی کی ہوگی وہ آخرت کے لیے محفوظ کر لی جاتی ہے اور قیامت کے دن تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ (جامع البیان، رقم الحدیث: ۲۹۲۲۲)

۳- محمد بن کعب القرظی کا بیان ہے کہ دنیا میں کافر جو ذرہ برابر نیکی کرتا ہے، اسے مال و دولت اور اہل و اولاد کی صورت میں یہاں ہی بدلہ دے دیا جاتا ہے، جب وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوتی۔ اگر کسی مؤمن نے دنیا میں معمولی برائی کی ہوگی، تو دنیا میں ہی اسے اس کی سزا دی جاتی ہے۔ اسے مال و دولت اور اہل و اولاد میں نقص و کمی سزا دی جاتی ہے حتیٰ کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے، تو اس کے پاس کوئی برائی نہیں ہوتی۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

باب 88: سورۃ التکاثر سے متعلق روایات

3277 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَاُ (اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ اَوْ اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

⊙⊙ مطرف بن عبداللہ نے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے تلاوت کی:

''کثرت تمہیں غفلت کا شکار کردے گی۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آدم کا بیٹا یہ کہتا ہے: یہ میرا مال یہ میرا مال۔ تمہارا مال تو وہ ہے' جسے تم صدقہ کر کے آگے بھیج دو' یا کھا کر ختم کر دو' یا پہن کر پرانا کر دو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ تکاثر مکی ہے، جو ایک (۱) رکوع، آٹھ (۸) آیات، اٹھائیس (۲۸) کلمات اور ایک سو بیس (۱۲۰) حروف پر مشتمل ہے۔

ناجائز طریقہ سے دولت جمع کرنے کی ممانعت:

ارشاد ربانی ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ (التکاثر: ۱) ''دولت کے جمع کرنے نے تمہیں غافل بنا دیا۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ کثرت مال کی طلب اس صورت میں منع ہے کہ اسے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا جائے مثلاً رشوت، چوری اور ڈاکہ زنی وغیرہ۔ یا جائز طریقہ یعنی تجارت اور مزدوری وغیرہ کے ذریعے دولت حاصل کی جائے لیکن اس سے اللہ کا حق یعنی زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کیا جائے بلکہ کنجوسی کرتے ہوئے اسے اس طرح محفوظ کر لیا جائے کہ اس سے نہ خود استفادہ کیا جائے اور نہ دوسرے کو استفادہ کا موقع دیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ یہ آیت قریش کے دو مشہور قبائل بنو عبد مناف اور بنو سہم کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ وہ باہم ایک دوسرے پر اپنی برتری جتاتے ہوئے کہا کرتے تھے: سیادت و شرف ہمارے پاس ہے، کیونکہ ہم کثرت سے ہیں اور ہماری اکثریت ہی ہمارا شرف ہے۔ پھر ان میں سے یکے بعد دیگرے مر کر سب ختم ہو گئے۔

اس بارے میں چند ایک روایات حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ دوسری وادی کی تمنا کرے گا، اس کا منہ صرف مٹی بھر سکتی ہے اور اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۴۸)

۲- حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے سورہ تکاثر تلاوت کی پھر فرمایا: آدم کا بیٹا کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، اے ابن آدم! تیرا مال تو صرف وہ ہے جو تو نے کھا لیا یا اسے پہن کر بوسیدہ کر دیا یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۹۵۸)

3278 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: قَالَ مَا زِلْنَا نَشُكُّ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ حَتَّى نَزَلَتْ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ مَرَّةً عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ هُوَ رَازِيٌّ وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ كُوفِيٌّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم قبر کے عذاب کے بارے میں شک کا شکار رہے، یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی:

''کثرت تمہیں غافل کردے گی۔''

ابوکریب نے ایک مرتبہ یہ روایت عمرو بن ابوقیس کے حوالے سے نقل کی ہے۔ یہ صاحب رازی ہیں' جبکہ عمرو بن قیس ملائی کوفی ہیں۔ انہوں نے ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے 'منہال بن عمرو سے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

سورۃ التکاثر سے عذاب قبر حق ہونے کا ثبوت

ارشادِ ربانی ہے:

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (التکاثر: ۲) ''حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔''

انسان طلب مال میں مصروف ہوکر آخرت سے غافل ہوگیا، وہ نماز جنازہ کی صورت میں قبرستان جاکر بھی حصول دولت اور تجارت کی باتیں کرتا ہے، یہ تفسیر ہرگز درست نہیں ہے۔ اس کی صحیح ترین تفسیر یہ ہے کہ انسان دنیا کی دولت حاصل کرنے میں اتنا حریص ہے کہ مرنے تک اس کے جمع کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

زیارت قبور کا ثبوت احادیث کی روشنی میں:

اس آیت سے جہاں عذاب قبر حق ہونا ثابت ہوتا ہے، وہاں زیارت قبور کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ یہ جواز محض مردوں کے لیے ہے جبکہ عورتوں کے لیے ممانعت برقرار ہے۔ اس بارے میں چند روایات و آثار حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبول کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

3278۔ تفرد به الترمذی انظر التحفة (۳۷۳/۷)، حدیث (۱۰۰۹۵) من اصحاب الکتب الستة، و اخرجه الطبری فی تفسیره (۶۷۹/۱۲)، برقم: (۳۷۸۷۵) عن علی رضی الله عنه

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آپ لوگوں کو زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ عمل آخرت کو یاد دلاتا ہے۔

۳- مشہور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خواہش کے مطابق والدہ محترمہ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کی اجازت دی گئی، اب تم لوگ بھی زیارت کرو، کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے۔

۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت فرمائی، اس موقع پر آپ نے آنسو بہائے، آپ کے پاس موجود صحابہ نے بھی آنسو بہائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے لیے دعا مغفرت کی اجازت طلب کی جو نہیں دی گئی، پھر میں نے ان کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے مل گئی۔ تم زیارت قبور کیا کرو، کیونکہ اس سے موت یاد آتی ہے۔

۵- روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے، جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا، اسے سلام کرے تو وہ اسے پہچان کر اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کرتا ہے۔

۷- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں زیارت قبور کے لیے گیا اور اہل قبور کو سلام کیا اور کہا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں سلام کرتے ہوئے دیکھا۔

۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبور کے پاس گزرے تو اہل قبور کی طرف چہرہ انور کر کے انہیں فرمایا: السلام علیکم!

۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب تم زیارت قبور کر سکتے ہو، کیونکہ یہ تمہیں آخرت یاد دلاتی ہے۔

3279 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ اَبِيْهِ

متن حدیث: قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (ثُمَّ لَتُسْاَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ) قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَىُّ النَّعِيْمِ نُسْاَلُ عَنْهُ وَاِنَّمَا هُمَا الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ قَالَ اَمَا اِنَّهُ سَيَكُوْنُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی:

3279- اخرجه ابن ماجه (۱۳۹۲/۲): كتاب الزهد: باب: معيشة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (٤١٥٨)، و احمد (١٦٤/١)، و الحميدي (٣٣/١)، حديث (٦١).

''پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور دریافت کیا جائے گا''

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! ہم سے کون سی نعمتوں کے بارے میں دریافت کیا جائے گا، ہمارے پاس تو یہی دو سیاہ چیزیں ہیں، کھجور اور پانی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب نعمتیں آ جائیں گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

3280 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (ثُمَّ لَتُسْاَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ) قَالَ النَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ اَيِّ النَّعِيمِ نُسْاَلُ فَاِنَّمَا هُمَا الْاَسْوَدَانِ وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ وَّسُيُوفُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ سَيَكُوْنُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عِنْدِىْ اَصَحُّ مِنْ هٰذَا وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ اَحْفَظُ وَاَصَحُّ حَدِيْثًا مِّنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی:

''پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا''

تو لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کونسی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ ہمارے پاس تو یہی دو سیاہ چیزیں (یعنی پانی اور کھجور) ہیں۔ دشمن ہمارے سر پر موجود ہیں اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رکھی ہوئی ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تمہیں یہ مل جائیں گی۔

ابن عیینہ کی محمد بن عمرو کے حوالے سے نقل کردہ روایت میرے نزدیک زیادہ مستند ہے۔ سفیان بن عیینہ ابوبکر بن عیاش کے مقابلے میں بڑے حافظ الحدیث ہیں اور ان کی روایات زیادہ مستند ہیں۔

3281 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَمٍ الْاَشْعَرِىِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْاَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِى الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ اَنْ يُّقَالَ لَهُ اَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيَكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَالضَّحَّاكُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ وَّيُقَالُ ابْنُ عَرْزَمٍ وَّابْنُ عَرْزَمٍ اَصَحُّ

3280- تفرد به الترمذی انظر التحفة (۲۱/۱۱)، حدیث (۱۵۱۲۱) من اصحاب الکتب الستة، واخرجه ابن جریر فی تفسیره (۶۸۲/۱۲)، برقم (۳۷۸۹۸) عن محمود بن لبید.

3281- تفرد به الترمذی انظر التحفة (۱۱۶/۱۰)، حدیث (۱۳۵۱۱) من اصحاب الکتب الستة، واخرجه ابن جریر فی التفسیر (۶۸۲/۱۲)، برقم: (۳۷۸۹۹)، عن ابی هریرة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: قیامت کے دن انسان سے سب سے پہلے اس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (راوی بیان کرتے ہیں: یعنی بندے سے نعمتوں کے بارے میں دریافت کیا جائے گا)۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس سے یہ کہا جائے گا' کیا ہم نے تمہارے جسم کو صحت عطا نہیں کی تھی؟ کیا ہم نے تمہیں ٹھنڈے پانی کے ذریعے سیراب نہیں کیا تھا؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "حدیث غریب" ہے۔

ضحاک نامی راوی ابن عبدالرحمٰن بن عرزب ہیں اور ایک قول کے مطابق ابن عرزم ہیں۔ ابن عرزم لفظ درست ہے۔

شرح

امت محمدی کو خوشحالی کی بشارت ملنا:

ارشاد ربانی ہے:

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ○ (التکاثر: ۸)

"پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔"

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے، جس کا اختصار یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس قابل ذکر نعمتیں نہیں ہیں سوائے دو معمولی چیزوں کے: (۱) کھجوریں (۲) پانی۔ دشمن سے ہمارا مقابلہ اور ہتھیار ہمارے کندھوں پر ہیں، پھر ہم سے قیامت کے دن کن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن نعمتوں کے بارے میں تم لوگوں سے پوچھا جائے گا، وہ نعمتیں عنقریب تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر ہوں گی۔

سوال: قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں سوال صرف کفار سے ہوگا یا یہ سوال مسلمانوں سے بھی ہوگا؟

جواب: بظاہر آیت کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں سوال غیر مسلموں سے ہوگا، دوزخ میں داخل کرنے کے بعد ان سے دریافت کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں دولت سے نوازا گیا تھا تو تم نے اس کی نعمتوں کا شکر کیوں ادا نہ کیا؟ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سوال محض غیر مسلموں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ مسلمانوں سے بھی کیا جائے گا۔ کفار و مشرکین سے یہ سوال ہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال و دولت کے علاوہ آنکھ، کان اور عقل وغیرہ نعمتوں سے سرفراز فرمایا تو تم نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہ ادا کیا؟ علاوہ ازیں مسلمانوں سے دخول جنت کے بعد یہ سوال ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان، دولت، اولاد اور جنت وغیرہ نعمتوں سے نوازا کیا تم نے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا تھا؟

مسلمانوں سے بھی سوال ہونے کے دلائل:

قیامت کے دن جہاں نعمتوں کے بارے میں غیر مسلموں سے سوال ہوگا، وہاں مسلمانوں سے بھی اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس بارے میں چند ایک دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روٹی کا جو ٹکڑا تمہاری بھوک ختم کر دے، اتنا کپڑا جو تمہاری شرمگاہ کے لیے پردہ بن جائے، غار جو تمہیں گرمی یا سردی سے بچائے، ان کے علاوہ باقی نعمتوں کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۱۹)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے، آپ کی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، آپ نے ان سے دریافت کیا: تم اس وقت گھر سے باہر کیوں نکلے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! بھوک کے سبب، آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں بھی اسی وجہ سے گھر کے باہر آیا ہوں۔ پھر فرمایا: تم میرے ساتھ آؤ، آپ انہیں لے کر ایک انصاری کے گھر پہنچے، اس وقت وہ انصاری صحابی گھر میں موجود نہیں تھے، اس کی بیوی نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے کے لیے گئے ہیں، اس گفتگو کے دوران انصاری بھی گھر آ گئے، انصاری صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے، کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! قبل ازیں میرے گھر میں اتنے معظم و بزرگ مہمان کبھی نہیں آئے۔ پھر انصاری نے پکی کھجوریں اور چھوارے مہمانوں کی خدمت میں پیش کیے اور عرض کیا: آپ یہ تناول فرمائیں۔ پھر وہ اپنی بکری ذبح کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ والی بکری ذبح کرنے سے منع کیا۔ انہوں نے اپنی بکری ذبح کی، اس کا گوشت تیار کیا، کھانا تیار کر کے پیش کیا۔ آپ نے اپنے دونوں جان نثار صحابہ کو ساتھ لے کر کھانا تناول فرمایا، پانی نوش کیا اور خوب سیر ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! قیامت کے دن آج کی ان نعمتوں کے بارے میں تم سے سوال ہوگا، تم لوگ گھروں سے خالی پیٹ نکلے اور گھروں میں داخل ہونے سے پہلے نعمتیں میسر آ گئیں۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۰۳۸)

قیامت کے دن جن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا کا تذکرہ احادیث و آثار کی روشنی میں:

قیامت کے دن انسان سے نعمتوں کے بارے میں یقینی طور پر سوال ہوگا، اس بارے میں کثیر روایات ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو طلب کرے گا، اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا، اس کی عزت کے بارے میں اس سے اس طرح سوال کرے گا، جس طرح اس کی دولت کے بارے میں سوال کرے گا۔ (المعجم الصغیر، رقم الحدیث: ۱۸)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ○ (التکاثر: ۸) صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کس نعمت کے بارے میں ہم سے سوال ہوگا، ہمارے پاس تو معمولی چیزیں ہیں: کھجور اور پانی

جبکہ تلوار ہمارے کندھوں پر ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: بیشک یہ سوال ضرور ہوگا۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۵۷)

۳- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کا ان امور میں حق ہے: (۱) رہائش کے لیے گھر (۲) کپڑا جس سے ستر پوشی ہو سکے (۳) پانی (۴) روٹی کا ٹکڑا۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۴۱)

۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم دو قدم کا فاصلہ بھی نہیں طے کر سکے گا کہ اس سے ان پانچ امور کے بارے میں سوال ہوگا: (۱) اس نے اپنی عمر عزیز کن امور میں بسر کی۔ (۲) اس نے اپنی جوانی کن امور میں گزاری۔ (۳) اس نے اپنی دولت کہاں خرچ کی۔ (۴) اس نے اپنے علم پر کس قدر عمل کیا۔ (۵) اس نے اپنی دولت کیسے جمع کی؟ (معجم الصغیر، رقم الحدیث: ۷۶۰)

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ سے سب سے قبل یہ سوال ہوگا: (۱) کیا ہم نے تجھے صحتمند جسم نہیں عطا کیا تھا؟ (۲) کیا ہم نے تمہیں ٹھنڈا پانی نہیں فراہم کیا تھا؟

(المستدرک للحاکم، ج: ۴، ص: ۱۳۸)

قیامت کے دن انسان سے سوال کے بارے میں صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- مکحول نے کہا: وہ چار امور ہیں: (۱) سیر ہو کر کھانا (۲) پانی پینا (۳) سایہ دار مکان (۴) میٹھی نیند۔

۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کھانے پینے کی جگہ ہے۔

۳- امام مجاہد نے فرمایا: دنیا کی چھوٹی بڑی ہر لذت ہے۔

۴- حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ دو امور ہیں: (۱) صبح کا کھانا (۲) رات کا کھانا۔

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چار امور کے بارے میں قیامت کے دن انسان سے سوال ہوگا: (۱) کان (۲) آنکھ (۳) مال (۴) اولاد۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْكَوْثَرِ

باب 89: سورۃ الکوثر سے متعلق روایات

3282 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ

متنِ حدیث: عَنْ اَنَسٍ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا

3282- اخرجه البخاری (۱۱/۴۷۲): كتاب الرقاق: باب: فی الحوض و قول الله تعالیٰ: (انا اعطيناك الكوثر)، حديث (۶۵۸۱) و الحديث معلقم فی البخاری (ايضا رقم (۴۹۶۴)، و ابوداؤد (۲۳۷/۴)، كتاب السنة: باب: من الحوض، حديث (۴۷۴۸)، واحمد (۲۰۷/۳، ۱۹۱/۳، ۱۶۴، ۲۳۱، ۲۳۲)، و عبد بن حميد ص (۳۵۹)، حديث (۱۱۸۹).

الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللَّهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

⇔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کی"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: یہ جنت میں ایک نہر ہے جس کے دوران کناروں پر موتیوں کے خیمے ہیں۔ میں نے دریافت کیا: جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ تو وہ بولے: یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3283 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذْ عُرِضَ لِي نَهَرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ لِلْمَلَكِ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللَّهُ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى طِينَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَرَأَيْتُ عِنْدَهَا نُورًا عَظِيمًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ

⇔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں جا رہا تھا اسی دوران میرے سامنے ایک نہر آئی جس کے دونوں کناروں کے گرد موتیوں کے خیمے تھے۔ میں نے فرشتے سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔ پھر اس فرشتے نے اس میں ہاتھ مارا اور اس کی مٹی نکالی تو وہ مشک کی تھی۔ پھر اسی دوران میرے سامنے "سدرۃ المنتہیٰ" آ گیا تو میں نے اس کے قریب ایک عظیم نور دیکھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3284 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الْكَوْثَرُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

⇔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کوثر جنت میں ایک نہر

3284- اخرجه ابن ماجه (۱۴۵۰/۲): كتاب الزهد: باب صفة الجنة، حديث (۴۳۳۴)، و الدارمي (۳۳۷/۲، ۳۳۸)، كتاب الرقاق: باب من الكوثر، و احمد (۶۷/۲، ۱۵۸، ۱۱۲)

ہے جس کے دونوں کناروں پر سونے کے خیمے ہیں، اس کا پانی موتیوں اور یاقوت پر بہتا ہے، اس کی مٹی مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حوض کوثر کی کیفیت

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ (الکوثر:۱)

''بیشک ہم نے آپ کو ''حوض کوثر'' عطا کیا۔''

اس آیت کی تفسیر احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن خصوصیات سے نوازا گیا ہے، ان میں سے حوض کوثر کی عنایت بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جنت کی سیر کی تو وہاں ایک ایسی نہر دیکھی جس کے کنارے موتی کے گنبد کے تھے، آپ نے جبریل علیہ السلام سے اس نہر کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے جواب دیا: یہ کوثر ہے جو اللہ کی طرف سے آپ کو عطا کی گئی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس نہر کے کنارے سونے کے ہیں، اس کی مٹی مشک سے زیادہ معطر، اس کا بہاؤ موتی اور یاقوت پر ہے، اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

لفظ ''الکوثر'' کی تفسیر میں اقوال مفسرین:

لفظ ''الکوثر'' کی تفسیر میں مفسرین کے کثیر اقوال ہیں، جن میں چند ایک اقوال حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اچانک آپ کو اونگھ آئی، مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی ہے، آپ نے سورۃ الکوثر تلاوت فرمائی پھر فرمایا: رب کائنات نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اس میں خیر کثیر ہے، یہ ایسا حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت جمع ہوگی، اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں، ان میں سے ایک انسان وہاں سے برآمد ہوگا، میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! یہ شخص میرا امتی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا آپ نہیں جانتے کہ اس نے آپ کے دین میں نیا کام نکالا تھا؟ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۴۰۰)

۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: کوثر سے مراد ہے: خیر کثیر۔ اسلام، قرآن، دنیا و آخرت میں تحسین اور جنت کی سب نعمتیں خیر کثیر ہیں۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۹۶۶)

۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ نے شہداء احد پر نماز

جنازہ پڑھی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں حوض کی طرف تمہارا قائد ہوں گا،تمہارے حق میں گواہ ہوں گا۔ قسم بخدا! اب بھی میں اپنے حوض کوثر کو ملاحظہ کر رہا ہوں، بیشک مجھے تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ بیشک قسم بخدا! مجھے اپنے بعد تمہارے شرک میں ملوث ہونے کا خوف نہیں ہے مگر مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف ہے کہ تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۳۲۲۳)

۴- ہلال بن یساف نے کہا: "الکوثر" سے مراد: (۱) کلمہ طیبہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) (۲) دین کی سوجھ بوجھ (۳) پنجگانہ نمازیں۔

۵- امام ثعلبی نے فرمایا: "الکوثر" سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں، جن سے آپ کی امت راہنمائی حاصل کرتی رہے گی۔

۶- کوثر سے مراد: جذبہ ایثار وقربانی ہے۔

۷- الکوثر سے مراد ہے: (۱) نبوت (۲) کتاب (قرآن کریم)

۸- الکوثر سے مراد ہے: (۱) آپ کے صحابہ کرام (۲) امت محمدی (۳) آپ کے متبعین۔

۹- الکوثر سے مراد ہے: (۱) قرآن کا آسان ہونا (۲) احکام شرعیہ میں آسانی ہونا۔

۱۰- الکوثر سے مراد ہے: ذکر مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت وبلندی۔

۱۱- الکوثر سے مراد ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا نور جس نے آپ کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے الگ کر دیا۔

سورۃ الکوثر کا شان نزول:

سورۃ الکوثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وکمالات پر مشتمل ہے، اس کے کثیر شان نزول ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب کعب بن اشرف کی مدینہ میں آمد ہوئی تو قریش اس کے پاس پہنچے اور یوں کہا: ہمارے ہاتھ میں حرم کا انتظام والصرام ہے اور ہم آب زمزم پلاتے ہیں جبکہ تم اہل مدینہ کے رئیس ہو، آپ لوگ خود فیصلہ کریں کہ ہم بہتر ہیں یا یہ شخص جو ہم سے منقطع ہو چکا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ ہم سے افضل ہے؟ اس موقع پر کعب بن اشرف نے جواب میں کہا: آپ لوگ اس سے افضل ہیں، تو سورۃ الکوثر نازل ہوئی۔

۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "ابتر" کہنے کی جسارت کی تھی، وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔

۳- ابن زید نے یوں کہا: وہ شخص یوں کہا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جڑ کٹ گئی اور ان کی نسل آگے نہیں بڑھ سکے گی۔

۴- عقبہ بن معیط کہا کرتا تھا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسل منقطع ہو گئی اور آپ ابتر ہیں۔ (معاذ اللہ)

۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بالترتیب یوں پیدا ہوئی:

(۱) حضرت قاسم (۲) حضرت زینب (۳) حضرت عبداللہ (۴) حضرت ام کلثوم (۵) حضرت فاطمہ (۶) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہم۔ ہجرت سے قبل مکہ میں سب سے قبل حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس موقع پر عاص بن وائل سہمی نے کہا: ان کی نسل کا خاتمہ ہو گیا اور یہ ابتر ہیں، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور جواب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (الکوثر:۳) (تاریخ دمشق الکبیر، ج:۳، ص:۲۹)

۶- محمد بن علی کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی جب اتنی عمر ہوئی کہ وہ سواری پر سوار ہو سکیں، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا، عاص بن وائل نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج صبح ابتر ہو گئے ہیں، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی۔ ایک روایت کے مطابق ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہنے کی جسارت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں یہ سورت نازل فرمائی۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم، رقم الحدیث:۱۹۵۱۶)

اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرنا:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل رشک مرتبہ و مقام ہے مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کفار و مشرکین کی طرف سے انبیاء علیہم السلام پر وارد کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات وہ خود دے کر اپنا دفاع کرتے رہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔ اس سلسلہ میں چند ایک شواہد حسب ذیل ہیں:

۱- جب کفار مکہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر (مقطوع النسل) کہا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے جواب دیتے ہوئے ''سورۃ الکوثر'' نازل فرمائی، جس میں آپ کا مرتبہ و مقام بھی بیان کیا گیا ہے اور دشمنوں کا منہ توڑ جواب بھی ہے۔

۲- جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر اپنی قوم سے پہلا خطاب فرمایا، جس میں توحید باری تعالیٰ اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کا پیغام دیا، تو آپ کو صادق و امین کہنے والے لوگ آپ کے جانی دشمن بن گئے، وہ عداوت و ایذاء رسانی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، حتیٰ کہ ابولہب نے جسارت کرتے ہوئے کہا: ''تبالك'' تمہارے لیے ہلاکت ہو، آپ نے اس مذموم مقصد کے لیے ہمیں جمع کیا تھا، اس کے جواب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں اللہ تعالیٰ نے ''سورۃ اللہب'' نازل کر دی، جس میں خصوصیت سے ابولہب اور اس کی بیوی دونوں کی خوب مذمت کی گئی ہے۔

۳- جب کفار اور دشمنوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ قرار دیا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے فرمایا:

بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِى الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ (سبا:۸)

''بلکہ آخرت کے منکر لوگ عذاب اور دور کی گمراہی میں (گرفتار) ہیں۔''

۴- مشہور دشمن رسول ولید بن مغیرہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون (دیوانہ) کہا گیا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے

بایں الفاظ مدافعت کی گئی:

مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۝ (القلم ۲)

''(اے محبوب!) آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے مجنون نہیں ہیں۔''

۵- جب کفار مکہ کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا قرار دیا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یوں جواب دیا

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ۝ (الصافات ۳۷)

''بل آپ سچا دین لے کر آئے، جس نے رسولوں کی تصدیق کی ہے۔''

۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو دردناک عذاب کی وعید سناتے ہوئے یوں فرمایا گیا:

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ۝ (الصافات ۳۸)

''بیشک تم دردناک عذاب چکھنے والے ہو۔''

۷- کفار کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا گیا: رسول کو کیا ہوا کہ یہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی خوب گرفت کی گئی اور آپ کا دفاع یوں کیا گیا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ط (الفرقان ۲۰)

''اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے، وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔''

۱- سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقام ومرتبہ:

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو مقام ومرتبہ ہے، اس کی مثال پوری کائنات میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود وسلام پیش کرنے کا حکم دیا گیا' تو اپنے فرشتوں کو ساتھ لے کر خود بھی اس عمل میں شامل ہوا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود پیش کرو اور سلام بھی جس طرح سلام پیش کرنے کا حق ہے۔''

محفل درود بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا عمل ہے، جس کو نہایت اہتمام کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، فرشتوں کو اس میں شامل کیا گیا ہے، مسلمانوں کو ایمان کے لقب سے مخاطب کر کے اس کا حکم دیا گیا ہے بلکہ ذات باری تعالیٰ خود بھی اس میں شامل ہوئی ہے۔

۲- ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر ذات خداوندی ہونا:

اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر، ذکر خداوندی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جعلت تمام الایمان بذکرک معی وقال ایضاً جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرک ذکرنی .

(کتاب الشفا للسیوطی، ج اول، ص ۱۲)

''میں نے کمال ایمان کو اس امر پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب!) میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہو۔ یہ بھی فرمایا: میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے، جو شخص آپ کا ذکر کرے گا، اس نے میرا ہی ذکر کیا۔''

اس روایت میں کائنات کی بلند ترین حقیقت کو ٹھوس اور واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر خداوندی ہونا ہے۔ یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عملی طور پر بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔ چنانچہ رب کائنات نے اس حقیقت کو یوں عملی شکل دی ہے:

کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی رکھا، اذان میں اپنے اسم گرامی کے ساتھ اسم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کیا، اقامت میں اپنے ذکر کے ساتھ ذکر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کیا، نماز میں اپنی حمد و ثناء کے ساتھ ذکر مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو داخل کیا، بیت المعمور پر اپنے نام کے ساتھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو ملایا۔

قرآن کریم میں بھی اس حقیقت کو جلی الفاظ میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ یعنی اے محبوب! ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

۳- اطاعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم، اطاعت خدا ہونا:

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجہ کی محبت ہے، جہاں آپ کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج ''یعنی جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے، پس بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔''

اس آیت میں اطاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت ربانی قرار دیا گیا ہے، بلکہ اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اطاعت خداوندی نہیں ہو سکتی، کیونکہ نمونہ و اسوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو قرار دیا گیا ہے۔ اس مضمون کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جس طرح آپ کی اطاعت، اطاعت خداوندی ہے بالکل اسی طرح آپ کی معصیت و نافرمانی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی قرار پاتی ہے۔ الحاصل آپ کی اطاعت، اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، آپ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، آپ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم اور آپ سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب بجالانے کا حکم دینا:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاں امت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلاح عقائد، پابندی اعمال اور صحت معاملات کا حکم دیا گیا ہے وہاں بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کو بجالانے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ

لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝

''اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند نہ کرو، اور آپ کے پاس چلا کر مت بولو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں جبکہ تم کو اس کا علم بھی نہ ہو۔''

اس آیت میں مسلمانوں کو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کا درس دیا گیا ہے اور اس اہم درس کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی بات عرض کرنا ہو تو آدابِ نبوی کے پیش نظر تمہاری آواز آپ کی آواز سے بلند نہیں ہونی چاہیے بلکہ پست ہونی چاہیے۔ پھر جس طرح آپس میں بے تکلف ماحول میں مزاح و مذاق اور چلا کر گفتگو کرتے ہو ایسی گفتگو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کرنے سے گریز کیا جائے۔ اس سلسلہ میں بے احتیاطی ایمان و اعمال کی تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔

خواہ اس حکم کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے لیکن دائمی کتاب کا یہ حکم بھی دائمی اور تا قیامت آنے والے مسلمانوں کے لیے ہے۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپ کی بارگاہ میں حاضری کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور حاضری کے مبارک لمحات میں آداب کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے ورنہ نا قابل تلافی نقصان ہونے کا امکان ہے۔

۵۔ اعمال میں آئیڈیل شخصیت ہونا:

بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ ہے مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ و مقام کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو پوری امت کے لیے آئیڈیل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ''یعنی بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ تمہارے لیے نمونہ عمل ہے۔'' اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو آپ کا اسوۂ حسنہ اپنانے کا درس دیا گیا ہے اور اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ آپ کی اطاعت میں اصلاحِ عقائد و اعمال اور درستیٔ معاملات پر توجہ دینا چاہیے کیونکہ یہی صورت قابل قبول و قابل صد ستائش ہو سکتی ہے۔ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، معمولات اور معاملات بالکل تر و تازہ ہیں، جن پر عمل انسان کی دارین میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر لوگ اولیاء، صالحین اور اقطاب کے درجات پر فائز ہوئے، ہو رہے ہیں اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔

۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ہونا:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے، جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ہے اور اس کے بغیر ایمان ناقص و نامکمل ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

(۱) لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۝

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اس کے ہاں اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام

لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔"

(ii) دوسری روایت میں مزید اس حقیقت کو بایں الفاظ واضح کیا گیا ہے:

ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان ان یکون الله ورسوله احب الیه مما سواهما وان یحب المرء لا یحبه الا لله وان یکره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یقذف فی النار .

(صحیح بخاری، ج:۲، ص:۷)

"جس شخص میں تین علامات ہوں گی، وہ ایمان کی حلاوت کو پالے گا: (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے ماسوائے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) اسے محض اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت ہو۔ (۳) کفر کی طرف لوٹ جانا، اسے اتنا ناپسند ہو جتنا آگ میں پھینکا جانا اسے ناپسند ہو۔" (ایضاً)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا نام ایمان ہے۔ اس کی علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ہے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ اور سنتوں پر عمل کرنے سے انسان میں للّٰہیت اور خوشنودی باری تعالیٰ کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم فرض عین ہونا:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو امت پر فرض قرار دیا گیا ہے اور آپ کی ادنیٰ توہین و تکذیب کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے:

(i) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (القرآن)

"(اے محبوب!) بیشک ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، تم رسول کریم کی تعظیم و توقیر بجا لاؤ اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔"

(ii) فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (القرآن)

"پس وہ لوگ جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے، آپ کی تعظیم بجا لائے، آپ کی مدد کی اور جو نور آپ پر اتارا گیا، اس کی اتباع کی تو وہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔"

ان آیات میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بجا لانا امت پر فرض عین ہے اور آپ کی توہین کفر ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی امداد و نصرت اور اطاعت و فرمانبرداری بھی واجب و ضروری ہے۔ امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ثابت ہوا جملہ فرائض فروع ہیں ۔۔۔ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائق بخشش ص ۱۰۵)

۸- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر عبادت ہونا

ذکر خداوندی کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی عبادت ہے، یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ، اذان، اقامت اور نماز وغیرہ میں اپنے ذکر کے ساتھ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بھی شامل کیا۔ چنانچہ زبان نبوت سے بایں الفاظ یہ حقیقت بیان کی گئی ہے:

ذکر الانبیاء من العبادة وذکر الصالحین کفارة السیئات ۔ (فتح الکبیر، ج:۲،ص:۲۰)

''انبیاء کا ذکر خیر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کو مٹانے والا ہے۔''

جب عام انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت قرار پاتا ہے، تو ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یقیناً عبادت و ریاضت ہے۔ جب اولیاء و صالحین کے ذکر خیر سے معصیات کا خاتمہ ہوتا ہے' تو افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر یقیناً مغفرت و بخشش کا باعث ہے۔

۹- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمۃ للعالمین ہونا:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کے لیے رحمت بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا گیا۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (القرآن)

''اور (اے محبوب!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

صاحب روح المعانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

میرے نزدیک مختار مسلک یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے ہر ہر فرد کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ فرشتوں، انسانوں اور جنات سب کے لیے رحمت ہیں۔ اس امر میں جن وانس کے مؤمن و کافر کے مابین کوئی فرق نہیں اور رحمت ہر ایک کے حق میں الگ الگ اور متفاوت نوعیت رکھتی ہے۔ (روح المعانی، ج:۱۷،ص:۹۷)

علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام عالموں کے لیے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ممکنات پر ان کی قابلیتوں کے مطابق فیض الٰہی کا واسطہ ہیں اور اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول المخلوقات ہے، کیونکہ حدیث قدسی شریف میں ہے: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے: اللہ تعالیٰ معطی ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کائنات کے ذرہ ذرہ کے لیے سراپا رحمت بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وسیلہ سے مصائب دور ہوتی ہیں، دعائیں قبول کی جاتی ہیں، مسلمانوں کو ہر میدان میں کامرانی حاصل ہوتی، پریشانیوں کا مداوا ہوتا ہے، بیماروں کو شفا ملتی ہے، بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کا شرف حاصل

ہوتا اور ہر مسلمان کی دلی مراد پوری ہوتی ہے۔

۱۰- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات دائمی سے سرفراز کرنا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن انعامات وکمالات کی بارش کی گئی ان میں سے ایک آپ کو حیات ابدی سے سرفراز کرنا بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

(i) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرہ:۱۵۴)

''اور جو اللہ کی راہ میں شہید کیے جائیں، انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔''

(ii) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(آل عمران:۱۶۹،۱۷۰)

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے جائیں تم انہیں مردہ ہرگز گمان نہ کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اللہ کی طرف سے انہیں رزق دیا جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت پر خوش ہوتے ہیں، وہ خوش ہوتے ہیں ان لوگوں کے سبب جو پیچھے رہنے کے سبب ابھی انہیں ملے نہیں ہیں، ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

ان آیات کی تفسیر میں حضرت امام سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بظاہر یہ آیات کریمہ شہداء (غیر انبیاء) کی حیات پر دلالت کرتی ہیں لیکن درحقیقت انبیاء علیہم السلام بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شامل ہیں۔ اس لیے کہ دلائل وواقعات کی روشنی میں یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام شہید ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں شہادت کا درجہ پایا اور ''مَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' کے عموم میں بلاشبہ آپ داخل ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ''یُقْتَلُ'' قتل سے ماخوذ ہے اور قتل کے معنی ہیں ''اماتت'' یعنی مار ڈالنا۔ قتل اور اماتت کے معنی میں ایک باریک فرق ہے جسے ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

امام راغب اصفہانی قتل کے معنی بیان کرتے ہوئے اس فرق کو ظاہر فرماتے ہیں۔ مفردات راغب میں ہے: (قتل) اصل القتل ازالۃ الروح عن الجسد کالموت لکن اذا اعتبر بفعل الموت لذالك يقال قتل واذا اعتبر بفوت الحیات یقال موت یعنی قتل کے اصل معنی جسم سے روح کو زائل کرنے کے ہیں جیسے موت! لیکن جب متولی اور متصرف ازالہ کے فعل کا اعتبار کیا جائے تو قتل کہا جائے گا اور جب فوت حیات کا اعتبار کیا جائے تو موت کہا جائے گا۔

فعل میں چونکہ فاعل کا فعل معتبر ہوتا ہے اور فعل کا اختیار عبد کے لیے بھی حاصل ہے، اس لیے قتل کی اسناد عبد کی طرف صحیح ہے اور عبد کو قاتل کہا جاتا ہے۔ بخلاف اماتت کے کہ اس میں فعل مذکور معتبر نہیں بلکہ فوت حیات کا اعتبار ہے اور

عبد کا اختیار فعل سے متجاوز ہو کر فوت حیات تک نہیں پہنچتا۔ بندہ صرف اتنا کر سکتا ہے کہ اپنی طرف سے کوئی فعل واقع کر دے مثلاً کسی کو تلوار مار دے یا زہر کھلا دے یا کسی کے بدن کے ٹکڑے کر دے مگر اس کے بدن سے حیات کو زائل کرنا بندے کے اختیار میں نہیں، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے منسلک ہے۔ اس لیے بندہ قاتل ہو سکتا ہے ممیت نہیں ہو سکتا۔ حیات کا فوت ہونا قدرت خداوندی سے ہی متعلق ہے۔ اس لیے اماتت کی اسناد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہو سکتی ہے۔ ازالہ حیات صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور ممیت اس کے سوا کوئی نہیں۔''

ان آیات اور تفسیر سے نمایاں طور پر یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ شہداء سے زیادہ مضبوط حیثیت سے انبیاء علیہم السلام بالخصوص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمعۃ المبارک کے دن بکثرت درود شریف پیش کرنے کی ترغیب دی تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ کے وصال کے بعد بھی ہم کثرت درود کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

(ii) شب معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے مقامات سے اٹھے، مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے، ان کی مجلس ہی جس میں ان کے خطابات ہوئے، وہ مقتدی بنے، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم امام بنے اور سب نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

(iii) شب معراج میں قائد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری (براق) پر سفر کا آغاز کرتے ہیں، نہایت سرعت و تیزی سے سواری سفر طے کرتی ہے، آپ کا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مقدس قبر کے پاس سے ہوتا ہے، آپ انہیں ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔

(iv) شب معراج میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ سے فراغت کے بعد آسمان کی طرف سفر کا آغاز فرماتے ہیں، مختلف آسمانوں میں مختلف انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوتی ہے، وہ انبیاء آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں، باہم گفتگو ہوتی ہے، لامکان پر رسائی کے بعد ذات باری تعالیٰ سے بلاحجاب و واسطہ کے ملا- ہوتی ہے۔ رب العٰلمین کی طرف سے امت کو پچاس نمازوں کا تحفہ ملتا ہے، واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے، ان کی مشاورت سے دوبارہ بلکہ بار ہا مرتبہ بارگاہ صمدیت میں حاضری کا اعزاز حاصل ہوتا ہے، نمازوں میں تخفیف کے بارے میں عرض کیا جاتا ہے، ہر حاضری پر پانچ نمازوں کی تخفیف ہوتی ہے، دس حاضریوں کے نتیجہ میں پچاس سے کم ہو کر پانچ نمازیں باقی رہ جاتی ہیں، پھر اعلان ہوتا ہے کہ پانچ نمازیں ادا کرنے کا ثواب پچاس نمازوں کا ملے گا۔

الغرض! ان شذرات، اقتباسات اور نورانی قطعات سے جہاں نبوت و رسالت کی شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے، وہاں ''حیات انبیاء'' کا مسئلہ بھی تیر کی طرح انسانی عقل و دانش میں راسخ ہو جاتا ہے، جس کا انکار کوئی ذی شعور انسان ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس مضمون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام دنیا سے جانے کے بعد بھی قوم کی ایسی معاونت و امداد کر سکتا ہے کہ پوری

قوم سالہا سال کی دعاؤں سے وہ نتائج حاصل نہیں کرسکتی۔

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

۱-حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون یعنی انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں وہ اپنی قبور میں نماز ادا کرتے ہیں۔

۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علیّ نائیًا بلغته ۔

جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے، میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود پڑھتا ہے، وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

۳-حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

لقد رایتنی لیالی الحرة وما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیری وما یاتی وقت الصلٰوة الا وسمعت الاذان من القبر ۔ (دلائل النبوت للنعیم، ص:۴۹۶)

بیشک جنگ حرہ کے زمانہ میں میں نے اپنے آپ کو اس کیفیت میں دیکھا کہ مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی شخص بھی موجود نہیں تھا، انہی ایام میں ہر نماز کے وقت میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان کی آواز سنتا تھا۔

۴-حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایام حرہ کے دوران مسجد نبوی میں نہ اذان ہوتی تھی اور نہ اقامت:

ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لایعرف وقت الصلٰوة الا بھمھمة یسمعھا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۵۳۵)

حضرت سعید بن مسیب مسجد میں ٹھہرے رہے اور وہ ہر نماز کے وقت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان کی آواز سنتے تھے۔

۵-حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انه صلی اللہ علیه وسلم حی فی قبره کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم وان لارواحھم لتعلقاً بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فھم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم باحوال ارباب الکمال ۔

(شرح شفاء، ج:۲، ص:۱۴۲)

بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں اللہ کے ہاں زندہ ہیں، بیشک ان کی ارواح کا تعلق عالم علوی اور عالم سفلی سے اسی طرح قائم ہے جیسا کہ دنیا میں تھا، وہ اس معاملہ میں قلب کے اعتبار سے عرشی، قالب کے لحاظ سے فرشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ارباب کمال کے احوال کو بہتر جانتا

ہے۔

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شعر میں سمو کر فرماتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ — مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ النَّصْرِ

باب 90: سورۃ النصر سے متعلق روایات

3285 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ عُمَرُ يَسْاَلُنِىْ مَعَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَتَسْاَلُهٗ وَلَنَا بَنُوْنَ مِثْلُهٗ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اِنَّهٗ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَاَلَهٗ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ) فَقُلْتُ اِنَّمَا هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهٗ اِيَّاهُ وَقَرَاَ السُّوْرَةَ اِلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَتَسْاَلُهٗ وَلَنَا اَبْنَآءٌ مِثْلُهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے ہمراہ مجھ سے بھی سوال کیا کرتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ان سے کہا: آپ ان سے سوال کرتے ہیں' حالانکہ یہ ہمارے بچوں کی طرح ہیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہوں نے ان سے کہا: اس کا جو مرتبہ ہے آپ کو پتہ چل جائے گا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا:

''جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی''

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا) اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کے وصال کی خبر دینا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا ہے۔ پھر انہوں نے اس پوری سورۃ کو پڑھا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! اس بارے میں مجھے بھی یہی علم ہے جو تم جانتے ہو۔

3285۔ اخرجه البخاری (٦/ ٧٢): كتاب المناقب: باب: علامات النبوة من الاسلام ، حديث (٣٦٢٧)، و اطرافه (٤٢٩٤، ٤٤٣٠، ٤٩٦٩، ٤٩٧٠)، و احمد (٣٣٧/١).

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

محمد بن بشار نے اس روایت کو اسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ اس سے سوال کر رہے ہیں؟ حالانکہ اس کے جتنے ہمارے بچے ہیں۔

شرح

سورۃ النصر مدنی ہے جو ایک (۱) رکوع، تین (۳) آیات، انیس (۱۹) کلمات اور اناسی (۷۹) حروف پر مشتمل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب وصال کی اطلاع ملنا:

ارشاد ربانی ہے:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ○ (النصر:۱)

"جب اللہ کی مدد اور کامیابی آ گئی۔"

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے، جس کا اختصار یہ ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے اس کی تلاوت کی، تلاوت سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، آپ سے رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو جواب دیا: اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کا اشارہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تائید وتصدیق فرما دی۔ حدیث باب کے مطابق سے حضرت فاروق اعظم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس سورت کا یہی مفہوم سمجھا ہے۔

فتح کا محمل ومفہوم:

جمہور مفسرین کا مؤقف ہے کہ اس سورت میں جس فتح کا ذکر ہوا ہے، اس سے مراد "فتح مکہ" ہے، جو کفار مکہ کے خلاف بہت بڑی کامیابی تھی۔ اس مفہوم پر اعتراض یہ ہے کہ یہاں "فتح" سے مراد "فتح مکہ" لینا درست نہیں ہے بلکہ دیگر غزوات میں کامیابی مراد ہو سکتی ہے، کیونکہ یہاں لفظ "اِذَا" استعمال ہوا ہے جو مستقبل کے لیے آتا ہے حالانکہ "فتح مکہ" کا واقعہ ۸ ہجری میں پیش آ چکا تھا جبکہ یہ نازل ہونے والی آخری سورت ہے جو ۱۰ ہجری میں نازل ہوئی؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہاں لفظ "اِذَا" لفظ "اِذْ" کے معنیٰ کے ساتھ ہے جو ماضی کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت "فتح مکہ" کا اعادہ کیا گیا ہے۔

سورت سے حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرنا:

مفسرین کی تصریحات کے مطابق قبل ازیں قلیل تعداد میں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد کثیر تعداد میں اسلام میں داخل ہونے لگے حتیٰ کہ دو سال میں مسلمانوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی، حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مطہرہ ۱۰ ہجری میں صرف حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے والوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔

سورہ نصر سے محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر استدلال کیا گیا ہے، اس سلسلہ میں چند ایک دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب سورہ نصر نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنی امت میں اپنی عمر کے چالیس سال گزارے جبکہ میری عمر کے بیس سال گزر چکے ہیں اور اس سال میں رفیق اعلیٰ کے حضور پہنچ جاؤں گا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن کر رونا شروع کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تشفی دیتے ہوئے فرمایا: آپ پریشان نہ ہوں، کیونکہ ہمارے خاندان سے سب سے قبل آپ مجھے ملیں گی۔ آپ کی اس تسلی پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مسکرانے لگیں۔ (تفسیر علامہ ابن ابی حاتم، رقم الحدیث: ۱۹۵۲۱)

۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے، گویا اس سال میری وفات واقع ہو جائے گی۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۱۱۹۰۷)

☆ جب فوج در فوج لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے' تو پھر حسب سابق شب و روز تبلیغ و ترغیب کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی تھی' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی حیات ظاہری کی تکمیل کا اشارہ پالیا تھا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی حیات ظاہری کی کچھ علامات بیان کر دی گئی تھیں، جن سے آپ نے بھی تکمیل حیات طیبہ کا اندازہ لگالیا تھا۔

حمد و تسبیح اور استغفار کے مطالب و مفاہیم:

۱- حمد: اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور انعامات کے اعتراف میں اس کا ذکر خیر کرنا، اس کی ثناء بیان کرنا، خوبیوں کا تذکرہ کرنا اور اس کا شکر کرنا۔

۲- تسبیح: اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا ان امور سے جو اس کی شایان شان نہیں ہو سکتے یعنی صفات کمالیہ عالیہ کا تذکرہ کرنا۔

۳- استغفار: یہ باب استفعال کا مصدر ہے، جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت و بخشش طلب کرنا۔

سوال: سورہ نصر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے' جبکہ آپ نہ صرف معصوم عن المعصیات ہیں بلکہ امام المعصومین ہیں، پھر آپ کو استغفار کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔

جواب: اس اہم سوال کے متعدد جوابات ہیں:

(i) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے انعامات و نعمتوں کی انتہاء نہیں ہے، جن کا شکر زبان سے ادا کیا جا سکے، خواہ نعمتوں کا کماحقہ شکر ادا کرنا ممکن نہیں ہے پھر بھی کسی حد تک شکر باری تعالیٰ ادا کرنے کے لیے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(ii) یہاں استغفار سے مراد مغفرت معصیات نہیں ہے بلندی درجات ہے۔

(iii) خواہ بظاہر استغفار کرنے کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے مگر حقیقت میں یہ حکم آپ کی امت کو دیا گیا ہے۔

(iv) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اے محبوب! آپ جتنی کثرت سے استغفار کریں گے، ہم اتنے ہی زیادہ آپ کے درجات بلند کریں گے۔

(v) استغفار کا تعلق ان امور سے ہے جو اعلان نبوت سے قبل آپ سے صادر ہوئے تھے۔

(vi) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ مسلسل ترقی پذیر رہے، اگلے درجہ میں ترقی کرنے کے شکریہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بکثرت استغفار کی کیفیت:

تسبیح وتحمید اور استغفار کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شامل تھا، سورہ نصر کے نزول کے بعد ان میں مزید کثرت فرمادی تھی اور ان امور میں مشغول ہونا آپ کو بہت مرغوب تھا۔ اس سلسلہ میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ سورہ نصر کے نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ .

اے ہمارے پروردگار تو پاک ہے، میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، تو میری مغفرت کردے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۹۶۷)

۲- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ سورہ نصر کے نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح واستغفار میں اضافہ کردیا تھا، آپ کھڑے بیٹھے اور آتے جاتے ان کلمات کا ورد کرتے تھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ، پھر آپ سورہ نصر کی تلاوت فرماتے، آپ مجھے بھی یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ (جامع البیان، رقم الحدیث: ۲۹۵۷۸)

۳- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان الفاظ کا ورد کرتے تھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ یہ الفاظ بکثرت کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ بہت جلد میں اپنی امت میں ایک علامت ملاحظہ کروں گا، اس علامت کے دیکھنے پر میں بکثرت یہ پڑھوں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ، پس میں نے وہ علامت دیکھ لی ہے، جو یہ ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ○ (النصر:۱)

۴- حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک میرے دل پر (رحمت باری تعالیٰ کا) حجاب آجاتا ہے اور میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۷۰۲)

۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم بخدا! میں ایک دن میں اللہ تعالیٰ سے ستر (۷۰) بار سے زائد استغفار کرتا ہوں اور توبہ بجالاتا ہوں۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۸۱۵)

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ تَبَّتْ يَدَا

باب 91: سورۃ لہب سے متعلق روایات

3286 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الصَّفَا فَنَادَى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ اِنِّيْ (نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ) اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنِّيْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ مُمَسِّيْكُمْ اَوْ مُصَبِّحُكُمْ اَكُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک دن نبی اکرم ﷺ صفاء پہاڑی پر چڑھے اور آپ ﷺ نے بلند آواز میں پکارا: ''خطرہ ہے''

قریش آپ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ڈرا رہا ہوں کہ زبردست عذاب آنے والا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ دشمن شام کے وقت یا صبح کے وقت تم پر حملہ کرے گا؟ تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ تو ابولہب بولا: کیا آپ (ﷺ) نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ آپ (ﷺ) کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔

(راوی بیان کرتا ہے) تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ لہب مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، پانچ (۵) آیات، تیئس (۲۳) کلمات اور اکہتر (۷۱) حروف پر مشتمل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب:

ارشاد خداوندی ہے:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ (اللھب: ۱)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔''

3286- اخرجه البخاری (۳٦۰/۸): كتاب التفسير: باب: (و انذر عشيرتك الاقربين) حديث (٤٧٧۰)، واطرافه فی (٤٨۰۱)، (٤٩٧١)، و مسلم (۱/٦٢٥ ابی): كتاب الايمان: باب: من قوله تعالىٰ: (وانذر عشيرتك الاقربين) حديث (۲۰۸/۳٥٦)، و احمد (۱/۲۸۱، ۳۰۷).

اس آیت کا شانِ نزول حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا اختصار یہ ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو پیغام اسلام دینے کے لیے "صفا" پہاڑی پر جلوہ افروز ہوئے، آپ نے فرمایا: اے صبح کے وقت آنے والی آفت! آپ کی صدا سن کر لوگ جمع ہو گئے، آپ نے اعلان کیا: اگر میں تمہیں یہ بات کہوں کہ شام کے وقت یا صبح کے وقت ایک عظیم لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے، تو کیا تم لوگ میری تصدیق کرو گے؟ سب نے ہاں میں جواب دیا، کیونکہ آپ صادق وامین ہیں، اگلے ہی لمحہ میں آپ نے اعلان کیا: تم لوگ بتوں کی عبادت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، کیونکہ عبادت کے لائق صرف اسی کی ذات ہے۔ یاد رکھو! میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، تم ایمان لاؤ فلاح پا جاؤ گے۔ آپ کا اعلان سن کر ابولہب لعین نے کہا: آپ کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، آپ ہلاک ہو جائیں، کیا تم نے محض اس مقصد کے لیے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد عالی نازل فرمایا، جس میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے والے ابولہب کو خود جواب دیا: اے ابولہب! تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور تو ہلاک ہو جائے۔

ابولہب کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کی وجہ:

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا، اس کا مطلب شعلہ آتش، حسن و جمال کی وجہ سے اسے ابولہب کنیت سے پکارا جاتا تھا، اس کی شہرت کی بنیاد پر قرآن نے اسے کنیت کے ساتھ یاد کیا ہے، اس کی والدہ کا نام خزاعیہ تھا۔ قرآن کریم میں اس کا نام ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا، جس کا معنیٰ ہے عزیٰ کا بندہ، عزیٰ بت کا نام ہے، جس کی زمانہ جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی، یہ بت تین مشہور بتوں میں سے ایک تھا، عزیٰ کی طرح لات اور منات بتوں کی بھی پرستش کی جاتی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ابولہب کی عداوت کی وجہ درحقیقت وہ واقعہ ہے جو اعلان نبوت سے قبل پیش آیا تھا، وہ واقعہ یہ ہے کہ ابوطالب بن عبدالمطلب اور ابولہب بن عبدالمطلب دونوں کے مابین تنازع ہو گیا، ابولہب ابوطالب کو گرا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اچانک پاس سے گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا، وہ آپ سے یوں مخاطب ہوا: کیا ہم دونوں آپ کے چچا نہیں ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: قسم بخدا! میرے دل میں کبھی تمہاری محبت نہیں رہی ہے، یہ جواب سن کر ابولہب غضبناک ہوا، اپنے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عداوت رکھنے لگا، غزوہ بدر کے موقع پر وہ شامل نہ ہوا بلکہ اپنی جگہ بدیل نامی شخص کو بھیج دیا تھا اور جب اسے جنگ بدر کے نتیجہ میں عبرتناک شکست کی اطلاع ملی تو وہ غم و پریشانی کی وجہ سے واصل جہنم ہو گیا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج: ۶، ص: ۱۳۹)

ابولہب کا عبرتناک انجام:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر جب توحید باری تعالیٰ اور اپنی نبوت کا اعلان کیا، تو ابولہب نے عداوت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آپ کے دونوں ہاتھ ٹوٹ پڑیں، کیا آپ نے اس مقصد کے لیے ہمیں جمع کیا تھا، اس کے جواب میں کلام الٰہی نازل ہوا، جس میں اس کی بے ادبی کا جواب یوں دیا گیا: "اے ابولہب! تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور تو ہلاک ہو جائے۔"

غزوہ بدر کے بعد سات ایام تک ابولہب بقید حیات رہا، پھر وہ چیچک کے مرض میں مبتلا ہو گیا، اس مرض سے نفرت کی وجہ سے اس کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا، اسے ایک خالی گھر میں ڈال دیا گیا، وہ اسی گھر میں مرا، گھن کرتے ہوئے لوگ اس کے پاس نہیں جاتے تھے، تین ایام تک اس کی لاش پڑی رہی، قریش کے ایک نوجوان نے اس کے لڑکوں کو عار دلاتے ہوئے کہا: تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے گھر میں تمہارے باپ کی بدبودار لاش پڑی ہے جبکہ تم اسے دفن کرنے کا نام نہیں لیتے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ لاش کو ہاتھ لگانے سے ہم بھی مرض میں گرفتار نہ ہو جائیں، قریشی نوجوان نے کہا: تم باپ کی لاش کو دفن کرنے کی کوشش کرو میں بھی اس بارے میں تمہاری معاونت کروں گا۔ ابورافع کے مطابق غسل دیئے بغیر ابولہب کی لاش اٹھا کر دیوار کے پاس ایک گڑھے میں پھینکی گئی اور اس کے اوپر پتھر ڈال دیئے گئے۔ (امام ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۳، ص ۶)

عتبہ بن ابی لہب کا عبرت آموز انجام:

ابولہب وہ دشمن رسول تھا کہ اس کی عداوت اپنی ذات تک محدود نہیں تھی بلکہ اس کی بیوی اور اولاد بھی گستاخ رسول تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی طرح اس کی بیوی اور اولاد کو بھی آنے والے لوگوں کے لیے نشان عبرت بنا دیا تھا، ان کے لیے دنیا اور آخرت کی ذلت وخواری مقدر کر دی تھی۔ ابولہب کے دو بیٹے تھے: (۱) عتبہ (۲) عتیبہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ان دونوں کے نکاح میں تھیں، ابولہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کے سبب اپنے بیٹوں کو طلاق دینے کا حکم دیا، جس پر انہوں نے بلا تاخیر عمل کر کے دکھایا۔

ایک مشہور روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا عتیبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم رب العلمین اعلان نبوت کر دیا، دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے برادر عتبہ بن ابی لہب کے عقد میں تھیں، جب ابولہب کے جواب میں رب کائنات نے سورۃ اللھب نازل کی تو ابولہب غضب ناک ہوا، اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو حکم دیا کہ آپ کی صاحبزادیوں کو طلاق دے کر فارغ کر دیں۔ ابولہب کی بیوی اروی بنت حرب نے اس موقع پر یوں کہا: اے میرے بیٹو! تم دونوں اپنی بیویوں کو طلاق دے دو، دونوں بیٹوں نے والدین کے کہنے پر طلاق دے دی، جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق ملی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو عتیبہ نے آپ سے کہا: میں آپ کے دین کا انکار کرتا ہوں، آپ کی بیٹی کو طلاق دیتا ہوں، وہ نہ مجھ سے محبت کرتی ہے نہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پھر وہ گستاخی پر اتر آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہو کر قمیص مبارک پھاڑ دی۔ وہ تجارت کی غرض سے شام کی طرف روانہ ہوا، آپ نے اس سے فرمایا: اے اللہ! میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ تو اس پر کتا مسلط کر دے، وہ قریش کے تاجروں کے ساتھ روانہ ہوا، قافلہ رات کے وقت ایک مقام (الزرقاء) پر ٹھہرا، رات کے وقت ان کے پاس شیر آیا جو ان میں گھومتا رہا، عتیبہ نے اس موقع پر یوں پکارا: ہائے میری ماں کا عذاب! اقسم بخدا! یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا، مجھے چیر کھائے گا جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے بارے میں بددعا کی تھی، پھر شیر لوگوں سے گزرتا ہوا اس کے پاس آیا اور اسے پکڑ کر ہلاک کر دیا۔ (المعجم الکبیر، ج ۲۲، ص ۴۳۶)

مفسر شہیر علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ابولہب کے تین بیٹے تھے: (۱) عتیبہ (۲) عتبہ (۳) معتب۔ عتبہ بن ابی لہب اور معتب بن ابی لہب دونوں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے ایمان کو مخفی رکھا گیا، آپ نے ان کے حق میں دعا بھی کی تھی، دونوں جنگ حنین اور جنگ طائف میں شریک ہوئے تھے۔

(امام آلوسی، روح المعانی، جز:۳۰، ص:۳۷)

ابولہب کی بیوی کی مذمت اور اس کے لیے جہنم کی وعید:

سورت اللھب میں ابولہب کی طرح اس کی بیوی کی بھی مذمت بیان کی گئی ہے، کیونکہ وہ بھی اپنے شوہر کی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت و مخالفت میں پیچھے نہیں تھی، اس کا نام اروی بنت حرب بن اُمیہ تھا، یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی، ایک روایت کے مطابق آنکھوں سے نابینا تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق جب سورۃ اللھب نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی آئی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ راستہ چھوڑ دیں، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے گی، یہ گفتگو سن کر وہ بولی: اے ابوبکر! آپ کے نبی نے میری ہجو کی ہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر خوانی کرتے ہیں، اس نے کہا: اے ابوبکر! آپ ہمیشہ ان کی تائید و تصدیق کرتے ہیں، اس کے واپس جانے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! مجھے ایک فرشتہ نے چھپا رکھا تھا۔

مفسرین بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ابولہب کی بیوی اس حالت میں اٹھائی جائے گی کہ اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا ہوگا اور اس کے گلے میں سخت رسی کا پھندا ہوگا۔ ایک قول کے مطابق ابولہب کی بیوی جہنم میں اس حالت میں ہوگی کہ لکڑیوں کا گٹھا اس کے سر پر جبکہ زنجیروں کا پھندا اس کے گلے میں ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ آتش جہنم کی آگ کی وجہ سے انسان کا گوشت، کھال بلکہ تمام جسم جل جائے گا تو ابولہب کی بیوی کے گٹھے کی لکڑیاں اور اس کی رسی کیسے باقی رہے گی؟ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ جس طرح رب کائنات جسم کے جلے ہوئے گوشت اور کھال کو دوبارہ پیدا کر دے گا، اسی طرح وہ لکڑیوں اور رسی کو بھی دوبارہ وجود بخش دے گا۔

بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْإِخْلَاصِ

باب 92: سورۃ اخلاص سے متعلق روایات

3287 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ هُوَ الصَّغَانِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

3287- اخرجه احمد (۱۳۳/۵) عن ابی العالیۃ عن ابی بن کعب فذکرہ۔

متن حدیث: اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ) وَالصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ لِاَنَّهُ لَيْسَ شَىْءٌ يُوْلَدُ اِلَّا سَيَمُوْتُ وَلَا شَىْءٌ يَمُوْتُ اِلَّا سَيُوْرَثُ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَمُوْتُ وَلَا يُوْرَثُ (وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ) قَالَ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَبِيْهٌ وَلَا عِدْلٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَىْءٌ

حدیث دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ الرَّازِىِّ عَنِ الرَّبِيْعِ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ اٰلِهَتَهُمْ فَقَالُوْا انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ قَالَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ سَعْدٍ

توضیح راوی: وَاَبُوْ سَعْدٍ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسَّرٍ وَاَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِىُّ اسْمُهُ عِيْسٰى وَاَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ وَكَانَ عَبْدًا اَعْتَقَتْهُ امْرَاَةٌ سَائِبَةٌ

◄► حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مشرکین نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: آپ ﷺ ہمارے سامنے اپنے پروردگار کا نسب بیان کریں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''تم یہ فرما دو اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔''

یہاں ''صمد'' سے مراد وہ ذات ہے' جس نے کسی کو جنم نہ دیا ہو' اور اس کو جنم نہ دیا گیا ہو' کیونکہ جس چیز کو جنم دیا گیا ہو وہ مر بھی جاتی ہے اور جو چیز مر جاتی ہے اس کا کوئی وارث بھی ہوتا ہے' اور اللہ تعالیٰ نہ تو مرے گا' اور نہ ہی کوئی اس کا وارث بنے گا۔

''اور اس کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے۔''

راوی بیان کرتے ہیں، یعنی کوئی اس کے مشابہ نہیں ہے، کوئی اس کے برابر نہیں ہے' اور کوئی اس کے مثل نہیں ہے۔

حضرت ابو العالیہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے مشرکین کے باطل معبودوں کا ذکر کیا' تو انہوں نے کہا، آپ ﷺ ہمارے سامنے اپنے پروردگار کا نسب بیان کریں۔

راوی بیان کرتے ہیں، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سورۃ کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے۔

''تم فرما دو! اللہ ایک ہے۔''

اس کے بعد انہوں نے حسب سابق روایت نقل کی ہے' اور اس میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ روایت ابوسعد کی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ابوسعد نامی راوی کا نام محمد بن میسر ہے۔

ابوجعفر نامی راوی کا نام عیسیٰ ہے۔

ابو العالیہ نامی راوی کا نام رفیع ہے۔

یہ ایک غلام تھے، انہیں ایک سابی عورت نے آزاد کیا تھا۔

شرح

سورہ اخلاص مکی ہے جو ایک (۱) رکوع، چار (۴) آیات، پندرہ (۱۵) کلمات اور اڑتالیس (۴۸) حروف پر مشتمل ہے۔

رب کائنات کے اوصاف عالیہ:

ارشاد خداوندی ہے:

اَللّٰهُ الصَّمَدُ٥ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ٥ (الاخلاص: ۲،۳)

"اللہ بے نیاز ہے، اس کی اولاد نہیں ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔"

ان آیات کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مشرکین کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ آپ اپنے رب کا نسب نامہ بیان کریں، ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی، اس میں توحید باری تعالیٰ کی صراحت ہے: اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کی اولاد نہیں ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ جو شخص اولاد جنتا ہے، وہ بڑھاپے میں اولاد کا محتاج ہوتا ہے اور جو جنا جاتا ہے وہ والدین کا محتاج ہوتا ہے۔ الغرض اس سورت میں اللہ تعالیٰ کا تعارف بیان کیا گیا ہے کہ وہ واحد و یکتا اور بے نیاز ہے، وہ والدین و اولاد سے پاک ہے۔ لہٰذا وہ نسب نامہ سے بھی پاک ہے۔

فائدہ نافعہ:

قرآن کریم میں تین نہایت مختصر سورتیں نازل کی گئی ہیں:

(۱) سورۃ اخلاص: اس میں ذات باری تعالیٰ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

(۲) سورۃ الکوثر: اس میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی گئی ہے۔

(۳) سورۃ العصر: اس میں مخلوق خداوندی کی اصلاح کا مضمون بیان کیا گیا۔

گویا سورۃ اخلاص میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تشریح ہے، سورۃ الکوثر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی وضاحت ہے اور سورۃ العصر میں شریعت محمدیہ کا خلاصہ بیان ہوا ہے۔

سورۃ اخلاص کی فضیلت واہمیت:

سورہ اخلاص کی فضیلت میں کثیر احادیث مبارکہ وارد ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لشکر کے ساتھ روانہ کیا جو اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تھا، وہ کسی سورت کو ملانے کے بعد سورہ اخلاص کی اہتمام سے قرأت کرتا تھا، جب لشکر واپس (مدینہ میں) پہنچا تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا: اس شخص سے دریافت کرو کہ وہ ایسا

کیوں کرتا تھا؟ پوچھنے پر اس نے جواب دیا: اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی صفات (توحید) کا تذکرہ ہے، اس لیے میں اسے بکثرت پڑھنا پسند کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اسے بتادو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۷۳۷۵)

۲- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو ہر رات میں تہائی قرآن کی تلاوت کرے؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے کسی میں بھی طاقت نہیں ہے کہ وہ ہر رات تہائی قرآن کی تلاوت کرے، آپ نے فرمایا: سورہ اخلاص کی (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝) کی ایک بار تلاوت کا ثواب تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۸۵۵)

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اولاد آدم نے میری تکذیب کی جو اس کے لیے روا نہیں تھا، اس نے مجھے گالی دی جو اس کے لیے جائز نہیں تھا۔ اولاد آدم کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ اس نے کہا: میں اسے دوبارہ پیدا نہیں کرسکوں گا' جس طرح اسے پہلے پیدا کیا تھا جبکہ پہلی بار اسے پیدا کرنا دوسری بار پیدا کرنے سے میرے لیے آسان نہیں تھا، اس کا مجھے گالی دینا اس کا یوں کہنا ہے: اللہ نے بیٹا بنالیا جبکہ میری شان تو یہ ہے: "اَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ" یعنی میں اکیلا ہوں اور بے نیاز ہوں، حالانکہ میری اولاد ہے نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرا شریک (برابر) ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۹۷۴)

سورہ اخلاص کا امتیاز:

بعض دیگر سورتوں کی طرح سورہ اخلاص کے بھی متعدد امتیازات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) سورہ اخلاص کی تلاوت کا ثواب تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے۔

(ii) اس میں توحید باری کا مضمون بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا گیا ہے، جو اسلامی عقائد کی اساس ہے۔

(iii) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق اگر بالفرض باقی قرآن نہ بھی نازل کیا جاتا تو محض سورہ اخلاص ہی تمام قرآن کے قائمقام ہونے کے لیے کافی ووافی ہوتی۔

بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب 93: معوذتین سے متعلق روایات

3288 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو الْعَقَدِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اسْتَعِيْذِيْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا

3288- احمد (۶/۶۱، ۲۰۶، ۲۳۷، ۲۱۵، ۲۵۲)، و ابن حمید ص (۴۳۹)، حدیث (۱۵۱۷)، عن ابی سلمة عن عائشة.

فَإِنَّ هَذَا هُوَ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے چاند کی طرف دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو! کیونکہ یہی وہ اندھیرا کرنیوالا ہے جب وہ تاریکی کردے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

سورہ فلق: یہ سورہ مدنی ہے جوایک (۱) رکوع، پانچ (۵) آیات، تیئس (۲۳) کلمات اور انہتر (۶۹) حروف پر مشتمل ہے۔

سورۃ الناس: یہ سورہ مدنی ہے جوایک (۱) رکوع، چھ (۶) آیات، بیس (۲۰) کلمات اور اناسی (۷۹) حروف پر مشتمل ہے۔

قمر کے غروب ہونے پر اس کا غاسق ہونا

ارشاد ربانی ہے:

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ (الفلق:۳)

"اور اندھیری شب کے شر سے جب وہ چھا جائے۔"

اس آیت کی تفسیر وتوضیح حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ لفظ "غَاسِقٍ" ثلاثی مجرد از باب ضرب یضرب صحیح کا اسم فاعل ہے، جس کا معنیٰ ہے:

(۱) رات کے وقت جب شفق غائب ہو جائے اور تاریکی میں اضافہ ہو جائے۔

(۲) چاند گہن کی وجہ سے اس (چاند) کی روشنی ماند پڑ جائے اور تاریکی چھا جائے۔

چاندنی رات میں جب سورج غروب ہو جائے تو رات تاریکی میں ڈوب جاتی ہے۔ نیز جن راتوں میں چاند دکھائی نہیں دیتا، ان میں رات بھر تاریکی چھائی رہتی ہے۔

ذات باری تعالیٰ سے طلب پناہ کے لیے وقت صبح کی قید کی وجوہات حسب ذیل ہیں:

(i) یہ وقت نہایت بابرکت ہوتا ہے، جس میں جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۝ (آل عمران:۱۷) یعنی وہ لوگ بوقت سحر استغفار کرتے ہیں۔

(ii) صبح کا وقت استجابت کے لیے موزوں تر ہے، اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝ (بنی اسرائیل:۷۸) بیشک صبح کے وقت تلاوت کرنے سے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور دعا کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو کر "آمین" کہتے ہیں۔

(iii) صبح کے وقت مظلوم، لاچار اور بے سہارا لوگ پناہ کے طالب ہوتے ہیں تاکہ انہیں کشادگی حاصل ہو سکے۔

(۱۷) اس وقت کمزور و ناتواں لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی ناتوانی ختم کرنے کی التجاء کرتے ہیں اور احکم الحاکمین کے سامنے گڑگڑا کر اپنی تمنا پیش کرتے ہیں جو قبول کر لی جاتی ہے۔

قرآنی آیات یا سورتوں سے دم کرنے کا ثبوت:

بلاشبہ کلام الٰہی پڑھ کر امراض کی شفاء کے لیے دم کرنا جائز ہے، اس بارے میں کثیر روایات ہیں: جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام ایک سفر میں تھے، ان کا گزر ایک قبیلہ کے پاس سے ہوا، قبیلہ کے لوگوں سے کہا: آپ لوگ ہماری دعوت کریں، انہوں نے مہمان نوازی سے صاف انکار کر دیا، اچانک قبیلہ کے رئیس کو بچھو نے ڈس لیا، قبیلہ کے لوگوں نے اس کے علاج کی بہت کوشش کی مگر اسے افاقہ نہ ہوا، کسی شخص کے مشورہ سے وہ لوگ صحابہ کرام کے پاس حاضر ہوئے اپنا پریشان کن مسئلہ عرض کیا، صحابہ میں سے ایک شخص نے فرمایا: قسم بخدا! اگر میں دم کروں تو رئیس کو ضرور شفاء حاصل ہو جائے لیکن کروں گا نہیں، کیونکہ آپ لوگوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی، اگر تم اس دم کرنے کا معاوضہ پیش کرو گے تو میں دم کروں گا، انہوں نے بکریوں کا ریوڑ بطور معاوضہ پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۳۹۰۲)

راوی کا بیان ہے کہ وہ صحابی مذکورہ قبیلہ کے رئیس کے پاس گئے، انہوں نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا، جس کے نتیجہ میں وہ صحت یاب ہو گیا، حسب وعدہ اہل قبیلہ نے انہیں بکریوں کا ریوڑ (جو تیس بکریوں پر مشتمل تھا) پیش کر دیا، صحابہ نے بکریوں کو باہم تقسیم کرنے کا مشورہ کیا مگر دم کرنے والے صحابی نے کہا: ہم انہیں تقسیم نہیں کر سکتے، ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صورتحال عرض کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت ملنے پر ہم ایسا کر سکتے ہیں، صحابہ کرام سفر سے واپسی پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دوران سفر پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں عرض کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں دم کے بارے میں کیسے علم ہوا؟ تم لوگوں نے درست کیا ہے، بکریوں کو تقسیم کر لو اور ان میں سے میرا حصہ بھی رکھ لیا جائے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۷۴۹)

۲- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر آرام فرماتے وقت سورہ اخلاص اور معوذتین کی تلاوت کر کے اپنی ہتھیلیوں پر دم کر لیتے تھے، پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرہ انور پر پھیرتے، پھر ہاتھ جسم کے جس حصہ تک پہنچتا پھیرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں دم کر کے اپنی ہتھیلیوں کو آپ کے جسم مبارک پر پھیروں۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۱۹۲)

سوال: ان روایات سے دم کرنے بلکہ اس کا معاوضہ وصول کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے: لیکن بعض احادیث سے اس کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے؟

جواب: ممانعت والی روایات منسوخ ہیں یا ان سے مراد ایسا دم ہے جو شرکیہ کلمات کے ساتھ کیا جائے۔

3289 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنِي

قَیْسٍ وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: قَالَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ اٰيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ وَ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی آیات نازل کی ہیں جن کی مثال کبھی نظر نہ آئی (وہ یہ ہیں:)

''تم یہ فرمادو! میں تمام لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔''

یہ سورۃ آخر تک ہے اور یہ (درج ذیل) سورۃ ہے۔

''تم یہ فرمادو'' یہ سورۃ آخر تک ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورہ الناس کی فضیلت واہمیت

ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ (الناس: ۱)

''آپ کہئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ طلب کرتا ہوں۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ جس طرح سورۃ الفلق میں متعدد شرور یعنی اندھیرے کے شر، جادو کرنے والوں کے شر اور مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی تعلیم تھی، اسی طرح سورۃ الناس میں بھی شیطانی وساوس سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

معوذتین (دونوں سورتیں) ایک ساتھ نازل ہوئیں، جو گیارہ آیات پر مشتمل ہیں، ان کا شان نزول یوں بیان کیا جاتا ہے کہ لبید یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر انگیزی کی ناپاک کوشش کی، آپ کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں، آپ کو شریر انسان کی طرف سے سحر کرنے کا موقع ومحل بھی بتا دیا گیا، تھوڑی سی کوشش سے دیگر اشیاء کے ساتھ ایک تانت برآمد ہوئی جس پر گیارہ گرہیں تھیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے معوذتین کی تلاوت شروع کردی، ہر آیت پر ایک گرہ کھلتی گئی اور گیارہ آیات کی تلاوت مکمل ہونے پر تمام گرہیں کھل گئیں اور تلاوت قرآن کی برکت سے لبید کا سحر غیر مؤثر ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جو انسان پیدا ہوتا ہے اس کے دل میں (شیطانی) وساوس جنم لیتے

ہیں، جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اسے نجات حاصل ہو جاتی ہے، اگر وہ غفلت کا شکار ہو تو وساوس کا دوبارہ تسلط ہو جاتا ہے اور قرآنی الفاظ "الْوَسْوَاسِ o الْخَنَّاسِ o" سے یہی مراد ہے۔ (المستدرک، ج ۲، ص ۵۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھ پر چند آیات ایسی اتاری ہیں جو بے مثل ہیں، وہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی آیات ہیں۔

3290 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ ذُبَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَمَّا خَلَقَ اللهُ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِيْهِ الرُّوْحَ عَطَسَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللهَ بِاِذْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ يَرْحَمُكَ اللهُ يَا اٰدَمُ اذْهَبْ اِلٰى اُولٰٓئِكَ الْمَلَائِكَةِ اِلٰى مَلَاٍ مِّنْهُمْ جُلُوْسٍ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوْا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيْكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ اللهُ لَهٗ وَيَدَاهُ مَقْبُوْضَتَانِ اخْتَرْ اَيَّهُمَا شِئْتَ قَالَ اخْتَرْتُ يَمِيْنَ رَبِّىْ وَكِلْتَا يَدَىْ رَبِّىْ يَمِيْنٌ مُّبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ وَذُرِّيَّتُهٗ فَقَالَ اَىْ رَبِّ مَا هٰؤُلَاءِ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَاِذَا كُلُّ اِنْسَانٍ مَّكْتُوْبٌ عُمُرُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَاِذَا فِيْهِمْ رَجُلٌ اَضْوَؤُهُمْ اَوْ مِنْ اَضْوَئِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا ابْنُكَ دَاوُدُ قَدْ كَتَبْتُ لَهٗ عُمْرَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْهُ فِىْ عُمْرِهٖ قَالَ ذَاكَ الَّذِىْ كُتِبَ لَهٗ قَالَ اَىْ رَبِّ فَاِنِّىْ قَدْ جَعَلْتُ لَهٗ مِنْ عُمْرِىْ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ اُسْكِنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ اُهْبِطَ مِنْهَا فَكَانَ اٰدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهٖ قَالَ فَاَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ قَدْ عَجَّلْتَ قَدْ كُتِبَ لِىْ اَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوُدَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِىَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ قَالَ فَمِنْ يَّوْمَئِذٍ اُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُوْدِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِوَايَةِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو ان میں روح پھونکی تو ان کو چھینک آ گئی، تو انہوں نے الحمدللہ کہا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اذن کے تحت یہ حمد بیان کی تھی۔ ان کے پروردگار نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، تم ان فرشتوں کے پاس جاؤ! یعنی فرشتوں کا جو گروہ بیٹھا ہوا ہے اور (اُن سے) یہ کہو:

"تم لوگوں کو سلام ہو" تو انہوں نے جواب دیا: آپ پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے

3290۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (٤٧١/٩)، حديث (١٢٩٥٥) من اصحاب الكتب الستة، واخرجه الحاكم في المستدرك (٣٢٥/٢)، وقال: صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه، واقره الذهبي۔

پروردگار کے پاس واپس آئے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دونوں مٹھیوں کو بند کر لیا اور فرمایا: ان دونوں میں سے تم جسے چاہو اختیار کر لو' تو انہوں نے عرض کی: میں اپنے پروردگار کے دائیں ہاتھ کو اختیار کرتا ہوں (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) حالانکہ میرے پروردگار کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں اور برکت والے ہیں۔ پھر پروردگار نے اسے کھولا تو اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت موجود تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا: اے میرے پروردگار یہ کون لوگ ہیں؟ تو پروردگار نے فرمایا: تمہاری اولاد ہے' اس میں ہر ایک کی عمر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھی ہے' تو ان لوگوں کے درمیان ایک صاحب تھے' جو انتہائی روشن چہرے کے مالک تھے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جو سب سے زیادہ روشن چہرے کے مالک تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا: اے میرے پروردگار! یہ کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد میں سے ایک شخص "داؤد" ہے، میں نے اس کی عمر چالیس برس مقرر کی ہے' تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! اس کی عمر میں اضافہ کر دے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تو اس کی عمر مقرر کر چکا ہوں' تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: میں اپنی عمر کے ساٹھ سال اسے دیتا ہوں' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری یہ خواہش پوری ہوئی۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جتنے عرصے تک اللہ کو منظور تھا حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ٹھہرے' پھر انہیں وہاں سے نیچے اتار دیا گیا۔ وہ اپنی عمر کا حساب رکھتے رہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: یہاں تک کہ جب موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا' تو حضرت آدم علیہ السلام نے اسے کہا: تم جلدی آ گئے ہو، میرے نصیب میں تو ایک ہزار سال لکھے گئے تھے' تو اس فرشتے نے کہا: جی ہاں! مگر آپ نے اس میں سے اپنی اولاد کو ساٹھ سال دے دیئے تھے' تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس بات کا انکار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد بھی انکار کر دیتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام یہ بات بھول گئے' یہی وجہ ہے: ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس دن سے یہ حکم ہوا (کہ جب کوئی لین دین کیا جائے) تو اسے لکھا جائے اور اس پر گواہ مقرر کیا جائے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

یہی روایت دوسری سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ اسے زید بن اسلم نے ابوصالح کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

شرح

نسیان وبھول موروثی کمزوری ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ ۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (الاعراف: ۱۷۲)

''اور یاد کریں اس وقت کو جب آپ کے پروردگار نے اولاد آدم سے نسل در نسل ان کی اولاد پیدا کی۔''

اس آیت کا مفہوم مطلب حدیث باب میں واضح کیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو چیونٹیوں سے بھی معمولی شکل میں ان کے سامنے ظاہر فرمائی گئی، حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا اے پروردگار! یہ کونسی مخلوق ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا گیا: یہ آپ کی اولاد ہیں اور اولاد آدم کی عمروں کا تعین اسی وقت کر دیا گیا تھا۔ اس موقع پر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی عمر کے ساٹھ سال اپنے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام کو دینے کا اعلان کیا لیکن بعد میں اس معاملہ کو بھول گئے، جس کے نتیجہ میں اولاد آدم بھی بھولتی ہے، گویا نسیان و سہو انسان کی موروثی کمزوری چلی آرہی ہے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام سے خطاء اجتہادی یا سہو نہ ہوتا تو زمین اولاد آدم و انسان کی خوبصورت سے محروم رہتی۔ اب انسانی نسیان و سہو پر قابو پانے اور تنازعات کو ختم کرنے کے لیے معاملات تحریری طور پر طے کرنے کا لوگوں کو حکم دیا گیا ہے۔

3291 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَعَادَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ قَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمِ الْحَدِيدُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيدِ قَالَ نَعَمِ النَّارُ فَقَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمِ الْمَاءُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمِ الرِّيحُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الرِّيحِ قَالَ نَعَمِ ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور انہیں یہ حکم دیا: وہ زمین کو تھامے رکھیں۔ فرشتے پہاڑوں کی طاقت پر بہت حیران ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں پہاڑوں سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں لوہا ہے۔ انہوں نے عرض کی: اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں لوہے سے بھی زیادہ کوئی طاقتور چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں آگ ہے۔ انہوں نے عرض کی: اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں آگ سے بھی طاقتور کوئی چیز ہے؟ پروردگار نے فرمایا: ہاں! پانی ہے۔ انہوں نے عرض کی: اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں پانی سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟ پروردگار نے فرمایا: ہاں! ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی: اے پروردگار! آپ کی مخلوق میں ہوا سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو اس نے فرمایا: ہاں آدم علیہ السلام کا بیٹا جب وہ اس طرح دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو یعنی (اس صدقے کو) بائیں ہاتھ سے بھی پوشیدہ رکھے۔

3291۔ اخرجه احمد (۳/ ۱۲۴)، و عبد بن حمید ص (۳۶۵)، حدیث (۱۲/۵) عن سلیمان بن ابی سلیمان عن انس فذکرہ

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اس روایت کے مرفوع ہونے کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

پہاڑ کے سبب زمین کا توازن برقرار رکھنا:

ارشاد خداوندی ہے:

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ (لقمان:۱۰)

''اور اس (اللہ) نے زمین میں پہاڑ ڈال دیئے تاکہ وہ تمہیں جنبش نہ ہونے دیں۔''

اس آیت کی تفسیر حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ انسان کی تخلیق عناصر اربعہ (مٹی، پانی، آگ اور ہوا) سے ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں زمین جیسا بخل، پانی جیسا پھیلاؤ، آگ جیسا تکبر اور ہوا جیسا تجاوز پایا جاتا ہے۔ جسمانی طور پر خواہ انسان عناصر اربعہ سے کمزور ہے لیکن اخلاقی طور پر اقویٰ ہے۔ اس لیے کہ وہ زمین کو پامال کرتا ہے، پانی پر کنٹرول کر لیتا ہے، آگ کو بجھا دیتا ہے اور ہوا پر قابو پا لیتا ہے۔ اندرونی و داخلی امور پر کنٹرول کرنا انسان کے لیے دشوار ہوتا ہے لیکن خارجی امور پر قابو پانا آسان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی علمی مجلس میں اپنا فی الضمیر پیش کرنے کے لیے بلاتکلف گفتگو شروع کر دیتا ہے۔ غصہ کے وقت باشعور انسان اپنے آپ پر قابو پا کر اپنے طاقتور ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے، کیونکہ کسی کو گرا لینا قوت نہیں ہے۔ انسان اپنی طاقت کا مظاہرہ دائیں ہاتھ سے صدقہ دے کر بھی کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو اس کا علم نہ ہو۔

فائدہ نافعہ:

مؤخر الذکر دو احادیث مبارکہ اپنے موضوع و مقام سے غیر متعلق معلوم ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کا باب و عنوان قائم نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ یہ الحاقی روایات ہوں اور اس مقام کی کسی حد تک مناسبت سے یہاں درج کی گئی ہوں۔

کِتَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

دعاؤں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

دعا کے فضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں:

قرآن وحدیث میں جابجا دعاؤں کا تذکرہ ہوا ہے، دعاؤں کی تعلیم دی گئی ہے، دعاؤں کی تفصیل بیان ہوئی ہے، دعا نہ کرنے والوں سے اظہار ناراضگی ہوئی ہے اور دعا کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ چند ایک فضائل دعا حسب ذیل ہیں:

۱- ارشادِ ربانی ہے:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۝ (البقرہ:۱۸۶)

''اور (اے محبوب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو میں قریب ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کریں، پس انہیں چاہیے کہ وہ مجھ سے دعا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ کامیاب ہو جائیں۔''

۲- ارشادِ خداوندی ہے:

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۝ (البقرہ:۲۰۱)

''اور ان میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں اچھائی عطا کر اور ہمیں آتشِ جہنم سے محفوظ رکھ۔''

۳- ارشادِ رب العالمین ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۝ (غافر:۶۰)

''اور تمہارے رب نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے دعا کرو میں ضرور قبول کروں گا، بیشک جو لوگ میری عبادت سے منہ پھیرتے ہیں وہ عنقریب ذلت وخواری کی حالت میں جہنم میں ڈالے جائیں گے۔''

۴- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدعاء هو العبادة، ثم قرأ: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ○ (غافر: ٦٠) (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۴۷)

''دعا ہی عبادت ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور تمہارے رب نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے دعا کرو میں ضرور قبول کرتا ہوں، بیشک جو لوگ میری عبادت سے منہ پھیرتے ہیں، وہ عنقریب ذلت سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔''

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیس شیء اکرم علی اللہ تعالٰی من الدعاء (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۷۰)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز کوئی چیز نہیں ہے۔''

۶- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر (المستدرک للحاکم، رقم الحدیث: ۱۸۱۴)

''تقدیر کو صرف دعا ہی بدل سکتی ہے اور نیکی کے علاوہ کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کر سکتی۔''

۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا:

قال اللہ: یا ابن آدم، انك ما دعوتنی ورجوتنی غفرت لك علی ما کان فیك ولا ابالی، یا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لك ولا ابالی، یا ابن آدم انك لو اتیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لاتشرك بی شیئاً لأتیتك بقرابها مغفرةً (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۱۲۳۴۶)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! جب تو مجھ سے دعا کرے گا، مجھ سے امید رکھے گا کہ جو کچھ بھی تو کرے میں بخش دوں گا تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک بھی پہنچ جائیں، پھر تو بخشش کا طالب ہو میں بخش دوں گا، مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ زمین کی وسعت کے برابر بھی ہوں تو میرے پاس اس حالت میں آئے کہ کسی کو شریک نہ بنایا ہو، تو میں تیرے یہ کثیر گناہ بھی بخش دوں گا۔''

۸- حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعوة المرء المسلم لاخیه، بظهر الغیب مستجابة، عند راسه ملك موکل، کلما دعا لاخیه بخیر، قال الملك الموکل به، آمین ولك بمثل۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۷۳۳)

''مسلمان کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی جانے والی دعا قبول کی جاتی ہے اس کے سر کے قریب ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جب وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کے جواب میں کہتا ہے: آمین! تجھے بھی ایسا ہی نصیب ہو۔''

۹- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا عبادی! انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرمًا فلا تظالموا، یا عبادی! کلکم

ضال الا من هديته فاستهدونى اهدكم، يا عبادى! كلكم جائع الا من اطعمته، فاستطعمونى اطعمكم، يا عبادى! كلكم عار الا من كسوته فاستكسونى اكسكم، يا عبادى! انكم تخطئون بالليل والنهار، وانا اغفر الذنوب جميعاً، فاستغفرونى اغفر لكم . (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۶۷۷۷)

''اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم حرام قرار دیا ہے، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت عنایت کروں، تو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت عنایت کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں، تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تمہیں کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، اس لیے تم مجھ سے لباس طلب کرو، میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو، میں گناہ بخشتا ہوں، تم مجھ سے گناہوں کی بخشش طلب کرو، میں تمہیں بخشش دوں گا۔''

۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من فتح له منكم باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة، وما سئل الله شيئاً يعطى احب اليه من ان يسال العافية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل، فعليكم عباد الله، بالدعاء . (الترغیب والترہیب، رقم الحدیث: ۲۵۲۶)

''تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھولے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے جو سوال کیا جاتا ہے، اس کے ہاں زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ گناہوں کی معافی طلب کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا اس مصیبت کے لیے مفید ہے جو ختم ہو چکی ہے اور اس مصیبت کے لیے بھی جو ابھی تک باقی ہے۔''

۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انه من لم يسال الله يغضب عليه (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۷۳)

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔''

۱۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا قطيعة رحم الا اعطاه الله بها احدى ثلاث: اما ان تعجل له دعوته، واما ان يدخرها له فى الأخرة، واما ان يصرف عنه من السوء مثلها، قالوا: اذا نكثر، قال: الله اكثر . (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۲۹۱۷)

''جب مسلمان ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عنایت کرتا ہے: (۱) اس کی دعا فوراً قبول کر لی جاتی ہے۔ (۲) یا وہ دعا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ کر لی جاتی ہے۔ (۳) یا اس سے اس کی تکلیف کو دور کر دیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر تو ہم بکثرت

دعائیں کریں گے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بھی زیادہ قبول کرنے والا ہے۔''

۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ، ان العبد لیدعو اللہ تعالیٰ وھو علیہ غضبان، فیعرض عنہ، ثم یدعوہ، فیقول اللہ تعالیٰ لملائکتہ: ابی عبدی ان یدعو غیری یدعونی فاعرض عنہ اشھدکم انی قد استجبت لہ۔ (الترغیب والترہیب، رقم الحدیث: ۲۵۳۵)

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بندہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں پکارتا ہے کہ وہ اس سے ناراض ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرتا ہے۔ وہ بندہ تب بھی اللہ تعالیٰ کو پکارے جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے بندے نے میرے غیر کو پکارنے سے انکار کر دیا ہے، وہ مجھے پکارے جا رہا ہے حالانکہ میں نے اس سے اعراض کر لیا تھا۔ لہٰذا میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کی دعا قبول کر لی ہے۔''

قرآن وحدیث کی دعاؤں کے فضائل کا خلاصہ:

قرآن وسنت میں چار قسم کی دعائیں مذکور ہیں: (۱) وہ دعائیں ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام شب و روز اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہے۔ (۲) وہ دعائیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مانگنے کا خصوصیت سے حکم دیا گیا۔ (۳) وہ دعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازل فرمائیں۔ (۴) وہ دعائیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سکھائیں۔ ان دعاؤں کے فضائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) دعا کرنا حکم خدا پر عمل کرنا ہے۔ (۲) دعا کرنا سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (۳) دعا کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ (۴) دعا کرنا بہترین عبادت ہے۔ (۵) دعا عبادت کا مغز ہے۔ (۶) دعا رحمت کی چابی ہے۔ (۷) دعا کائنات کا نور ہے۔ (۸) دعا دین کا ستون ہے۔ (۹) دعا مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (۱۰) دعا کے سبب مصائب سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ (۱۱) دعا بندے کو بارگاہ الٰہی کا مقبول بناتی ہے۔ (۱۲) دعا حصول برکات کا ذریعہ ہے۔ (۱۳) دعا اللہ تعالیٰ کے حضور معزز ترین چیز ہے۔ (۱۴) دعا آرام وسکون کا ذریعہ ہے۔ (۱۵) دعا سے امراض دور ہوتے ہیں۔ (۱۶) دعا ایک بہترین لشکر ہے۔ (۱۷) دعا حصول عافیت کا ذریعہ ہے۔ (۱۸) دعا کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ (۱۹) دعا سے رحمت خداوندی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (۲۰) دعا دارین میں کامیابی کا سبب ہے۔ (۲۱) دعا کے ذریعے بندہ جنت کا حقدار بنتا ہے۔ (۲۲) دعا کرنے والے کے جواب میں فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (۲۳) دعا کرنے والے کی آواز کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ (۲۴) دعا کرنے والے کو عابد کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ (۲۵) دعا سے بندے کا اللہ پر یقین مستحکم ہوتا ہے۔ (۲۶) دعا بندے کو عجز وانکسار کا مجسمہ بناتی ہے۔ (۲۷) دعا سے اللہ تعالیٰ بندے پر خوش ہوتا ہے۔ (۲۸) دعا قرب خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (۲۹) دعا سے صفت عبدیت کا اظہار ہوتا ہے۔ (۳۰) دعا سے انسان میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ (۳۱) دعا کرنے والے کو حالت عبادت میں لکھا جاتا ہے۔ (۳۲) دعا سے اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔

دعا کرنے کے مخصوص اوقات:

کسی وقت بھی دعا کی جائے قابل قبول ہوتی ہے لیکن کچھ اوقات ایسے ہیں، جن میں دعا جلدی قبول کی جاتی ہے، اس سلسلہ میں چند اوقات کا تذکرہ حسب ذیل ہے:

(۱) فرض نماز سے فراغت پر (۲) قرآن کریم کی تکمیل پر (۳) حالت سجدہ میں (۴) دشمن کے مقابل میدان جہاد میں (۵) باران رحمت کے نزول کے وقت (۶) کعبہ پر نظر پڑتے وقت (۷) علمی وروحانی مجلس میں (۸) دل پر رقت طاری ہوتے وقت (۹) دو تہائی رات گزرنے پر (۱۰) باوضو خشوع وخضوع سے دو رکعت نوافل ادا کرنے کے بعد (۱۱) رمضان میں سحری کے وقت (۱۲) رمضان میں افطاری کے وقت (۱۳) شب قدر میں (۱۴) نو ذی الحجہ کو میدان عرفات کے قیام کے دوران میں (۱۵) ماہ رمضان کے شب و روز میں (۱۶) شب جمعہ و روز جمعہ میں (۱۷) بروز جمعہ بعد نماز عصر تا غروب آفتاب (۱۸) مسجد کی طرف روانہ ہوتے وقت (۱۹) اذان کے اختتام پر (۲۰) اذان واقامت کے درمیان میں (۲۱) امام کے ولا الضالین کہتے وقت (۲۲) حالت رکوع میں (۲۳) تلاوت قرآن کے بعد (۲۴) ختم قرآن کے وقت (۲۵) مرغ کی بانگ سنتے وقت (۲۶) آب زمزم نوش کرتے وقت (۲۷) ذکر وفکر کی مجلس کے دوران (۲۸) مسلمان کی روح نکلتے وقت (۲۹) آفتاب کے زوال پذیر ہوتے وقت (۳۰) سورہ اخلاص کی تلاوت کے بعد (۳۱) شب برات میں (۳۲) رجب کی چاند رات میں (۳۳) رات کو سونے سے قبل (۳۴) عیدالفطر کی رات میں (۳۵) شب عیدالاضحیٰ میں (۳۶) صحیح بخاری کے مطالعہ کے دوران جب اصحاب بدر پہنچے (۳۷) معلم کسی کتاب کا آغاز کراتے وقت (۳۸) کسی کتاب کی تکمیل کے وقت (۳۹) اذان کے اختتام پر (۴۰) کسی وظیفہ یا ذکر کے اختتام پر (۴۱) مزارات پر حاضری کے وقت (۴۲) روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت (۴۳) ریاض الجنۃ میں نوافل کے بعد (۴۴) حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر نوافل کے بعد۔

دعا کی قبولیت کے مقامات

جس طرح کسی بھی وقت میں دعا کی جاسکتی ہے، اسی طرح کسی بھی مقام پر دعا کرنا جائز ہے لیکن بعض مقامات پر کی جانے والی دعا جلدی اور یقینی قبول ہوتی ہے۔ ان میں سے چند ایک مقامات حسب ذیل ہیں:

(۱) مطاف کعبہ میں (۲) حجر اسود، بیت اللہ اور ملتزم کے درمیان میں (۳) خانہ کعبہ کے قریب رکن شامی اور رکن یمانی کے مابین ملتزم کے مقابل مستجار ہیں۔ (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) میزاب رحمت کے نیچے (۶) حجر اسود کے قریب (۷) حطیم کعبہ کے اندر (۸) رکن یمانی کے قریب (۹) مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس (۱۰) آب زمزم کے کنویں کے قریب (۱۱) مقام صفا پر (۱۲) مقام مروہ پر (۱۳) صفا و مروہ کے دوران میلین اخضرین سے گزرتے ہوئے (۱۴) میدان عرفات میں قیام کے دوران (۱۵) مزدلفہ میں بالخصوص مشعر الحرام کے قریب (۱۶) میدان منیٰ میں (۱۷) جمروں کو کنکریاں مارتے وقت تینوں مقامات میں (۱۸) جب کعبہ پر نظر پڑے (۱۹) مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے وقت (۲۰) جہاں ایک دعا قبول ہو، وہاں دوسری دعا کرنا (۲۱) اولیاء وصالحین کی مجلس صحبت میں (۲۲) مواجہہ شریف میں حاضری کے وقت (۲۳) منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب

(۲۴) مسجد نبوی شریف کے ستونوں کے قریب (۲۵) مسجد قبا میں نوافل کے آخر میں (۲۶) مسجد الفتح میں بروز بدھ نماز ظہر اور نماز عصر کے درمیان (۲۷) مدینہ طیبہ کی ہر اس مسجد میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو (۲۸) مدینہ طیبہ کے ہر اس کنویں کے پاس جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو (۲۹) جبل احد کے پاس (۳۰) مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ کے ہر اس مقام پر جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے (۳۱) جنت المعلی کے مزارات کے پاس (۳۲) جنت البقیع کے مزارات کے پاس (۳۳) مزار غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس (۳۴) مزار حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس (۳۵) مزارات اولیاء و صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے پاس (۳۶) مزارات علماء و مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے قریب (۳۷) مرکزی مسجد میں پہنچنے پر (۳۸) مزارات والدین کے پاس (۳۹) مزارات اساتذہ پر حاضری کے وقت۔

وہ لوگ جن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں:

بعض وہ خوش قسمت لوگ ہیں، جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ یقینی طور پر قبول کرتا ہے بلکہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والوں کی دعائیں بھی قبول کی جاتی ہیں، ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(۱) انبیاء و مرسلین علیہم السلام (۲) اولیاء و صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ (۳) والدین کی دعا اپنی اولاد کے حق میں (۴) اولاد کی دعا اپنے والدین کے حق میں (۵) حجاج کرام اور معتمرین کی دعائیں اپنے لیے اور دوسروں کے حق میں حتیٰ کہ وہ گھر واپس آ جائیں۔ (۶) مسلمان کی دعا جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں (۷) بیابان میں اذان و اقامت کے ساتھ تنہا نماز پڑھنے والے کی دعا (۸) مریض کی دعا اپنے اور عیادت کرنے والوں کے حق میں (۹) مجاہد فی سبیل اللہ کی دعا گھر واپس لوٹنے تک (۱۰) سلطان عادل کی دعا اپنی رعایا کے حق میں (۱۱) مظلوم کی دعا ظالم کے حق میں (۱۲) مسافر کی دعا اپنے گھر واپس لوٹنے تک (۱۳) روزہ دار کی دعا اپنے اور دوسروں کے حق میں (۱۴) اللہ تعالیٰ کے خوف سے گناہ ترک کرنے والے کی دعا (۱۵) بکثرت ذکر الٰہی کرنے والے کی دعا (۱۶) دوران جہاد ثابت قدم رہنے والے کی دعا (۱۷) بے سہارا و لاچار شخص کی دعا (۱۸) رات کے آخری حصہ میں قیام کے بعد کی جانے والی دعا (۱۹) مجلس ذکر کے برخواست ہونے سے قبل مانگی جانے والی دعا (۲۰) پریشان حال اور شکستہ دل لوگوں کی دعا (۲۱) والدین کے فرمانبردار کی دعا والدین اور اپنے حق میں (۲۲) نیک و صالح آدمی کی دعا (۲۳) مصیبت میں مبتلا شخص کی دعا (۲۴) باعمل علماء و مشائخ کی دعا اپنے اور مریدین کے حق میں (۲۵) اساتذہ کی دعا اپنے تلامذہ کے حق میں (۲۶) دینی طلباء کی دعا اپنے اور دوسروں کے حق میں (۲۷) مجمع عام کی دعا ملک و ملت کے حق میں (۲۸) رمضان المبارک میں سحری کرنے والوں کی دعا اپنے اور دوسروں کے حق میں (۲۹) افطاری کرنے والوں کی دعا اپنے اور دوسروں کے حق میں (۳۰) تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نفاذ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر سے نکلنے والے قائدین اور کارکنوں کی دعا۔

اوراد و وظائف اور درود شریف کی طرح دعا کے بھی کچھ آداب ہیں، جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے دعا کی جائے تو دعا جلدی اور یقین کی حد تک قبول کی جاتی ہے۔ چند ایک آداب دعا حسب ذیل ہیں:

(۱) جسم کا پاک ہونا (۲) لباس کا پاک ہونا (۳) کھانا، پینا اور لباس حلال کمائی کا ہونا (۴) جائے دعا کا پاک ہونا (۵) دعا سے قبل خفیہ طور پر صدقہ وخیرات کرنا (۶) جن لوگوں کے حقوق واجب الادا ہوں، ان سے معاف کرائے یا انہیں ادا کرے (۷) پوشیدہ طور پر دعا کرنا (۸) دعا سے قبل گزشتہ کی توبہ کرنا (۹) باوضو ہو کر دعا کرنا (۱۰) قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا (۱۱) دو زانو بیٹھ کر عاجزی سے دعا کرنا (۱۲) دعا سے قبل تحمید وتصلیہ پڑھنا (۱۳) دعا سے اول وآخر درود شریف پڑھنا (۱۴) دعا کا آغاز اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے کرنا (۱۵) دعا کا آغاز اپنی ذات سے کرنا پھر اس میں دوسروں کو شامل کرنا (۱۶) دوران دعا انبیاء بالخصوص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لانا (۱۷) دعا میں حضور غوث پاک، حضرت امام ابوحنیفہ اور حضور داتا صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کا وسیلہ لانا (۱۸) دعا کے وقت زندگی میں کی گئی بڑی نیکی کو بطور وسیلہ پیش کرنا (۱۹) دعا کے وقت صفات باری تعالیٰ، آسمانی کتب، انبیاء، ملائکہ، اولیاء، صالحین، سادات کرام اور مشائخ کا ذکر بطور وسیلہ کرنا (۲۰) دونوں ہاتھ کشادہ، بلند اور کپڑے سے باہر رکھنا (۲۱) دعا میں خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا کرنا (۲۲) دوران دعا آخرت پہلے اور دنیا بعد میں مانگنا (۲۳) دعا ایمان ویقین کے ساتھ مانگنا (۲۴) دعا صرف نیکی کی کرنا (۲۵) قرآن وحدیث میں مذکور دعاؤں سے انتخاب کرنا (۲۶) دعا کسی بھی زبان میں مانگی جا سکتی ہے مگر افضل عربی میں ہونا (۲۷) اجتماعی دعا کا جامع اور مختصر ہونا (۲۸) خشیت باری تعالیٰ، حصول جنت، اعمال صالحہ کی قوت اور صحت وتندرستی کی دعا کرنا (۲۹) اطاعت خداوندی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کرنا (۳۰) دعا کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھنا بلکہ ملک وملت کی خوشحالی واستحکام کو بھی شامل کرنا (۳۱) دعا میں اپنے مشائخ، اساتذہ، والدین، اعزاء واقارب اور اہل خانہ کو شامل کرنا۔

اذکار ودعوات

ماقبل سے ربط:

کتاب التفسیر کے بعد کتاب الدعوات لائی گئی ہے، دونوں کے درمیان تقدیم وتاخیر کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح تلاوت قرآن، قرآن فہمی اور احکام قرآن پر عمل کرنا بہترین عبادت ہے، اسی طرح اذکار اور دعوات بھی افضل ترین ریاضت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر ومنزلت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ایک مشہور حدیث قدسی کا مفہوم یوں ہے کہ جو شخص تلاوت قرآن میں مشغولیت کی وجہ سے زیادہ نہیں مانگ سکتا، تو اللہ تعالیٰ اسے مانگنے والوں سے زیادہ عنایت کرتا ہے۔ نیز جس طرح تلاوت قرآن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجابت ونیازمندی کا ذریعہ ہے، اسی طرح اذکار ودعوات بھی اس کے حضور عجز وانکسار کا سبب ہیں بلکہ ایسے لوگوں کو بایں الفاظ قرآن خوشخبری سناتا ہے: وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ○ (الحج: ۳۴) اے محبوب! ہمہ تن تصویر انکسار بننے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔

خواہ عنوان میں محض ''دعوات'' کا لفظ استعمال ہوا ہے مگر اذکار کا لفظ بھی ملحوظ ہے۔ دعوات دعا کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے: حاصل کرنا، طلب کرنا۔ لفظ ''اذکار'' ذکر کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے: یاد کرنا، ورد کرنا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْ

کُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝ (البقرہ ۱۵۲)'' پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، تم میرا شکر ادا کرو اور نافرمانی نہ کرو''۔ علاوہ ازیں جس طرح نماز میں تلاوت قرآن (قرأت) کی جاتی ہے، اسی طرح دوران نماز اذکار اور دعائیں بھی کی جاتی ہیں، کیونکہ اسماء باری تعالیٰ، تسبیح وتہلیل اور دعاؤں کا سلسلہ موجود ہے جو مختلف انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر مانگی تھیں۔

فائدہ نافعہ:

نماز میں تلاوت قرآن (قرأت) کی جاتی ہے لیکن تلاوت نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ خارج نماز بھی تلاوت کی جا سکتی ہے، اسی طرح اذکار اور دعائیں بھی نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ خارج نماز میں بھی مانگی جا سکتی ہیں۔

اذکار ودعوات کی اقسام:

محدثین کرام نے اذکار ودعوات کی دس (۱۰) اقسام بیان کی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱،۲۔ تسبیح وتحمید:

تسبیح سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا، سُبْحَانَ اللہِ کہنا ہے جبکہ تحمید سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کے کمالات اور خوبیوں کو بیان کرنا۔ تسبیح وتحمید دونوں کے مجموعہ سے مراد ہے: سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ کی پاکی اور ثنا بیان کرنا۔ یہ وظیفہ معرفت ربانی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس وظیفہ کی فضیلت زبان نبوت سے یوں بیان کی گئی ہے: یہ دو جملے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور ترازو پر بھاری ہیں یعنی ان کا اللہ تعالیٰ کے حضور اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔

۳۔ تہلیل:

اس سے مراد ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنا، یہ وہ مقدس کلمات ہیں جو انسان کو شرک جلی وخفی سے نجات دیتے ہیں اور جنتی ہونے کا حقدار بنا دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے آخری کلمات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یہاں تہلیل سے مراد پورا کلمہ طیبہ مراد ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔

۴۔ تکبیر:

اس سے مراد ہے: اَللہُ اَکْبَرُ کہنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا۔ اس ذکر کو ذکر اعظم کہا جا سکتا ہے، کیونکہ اس اعلان کی وجہ سے انسان تمام معبودان باطلہ کے خاتمہ کا اظہار کرتا ہے اور اپنے دل سے اقرار کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کو بڑا تصور کرتا ہے۔

۵۔ فوائد طلبی:

ان سے مراد ایسے اذکار ووظائف ہیں جو مسلمان کے لیے روحانی یا جسمانی طور پر نافع مفید ہوں، خواہ وہ فوائد خلقت کے اعتبار سے ہوں یا اعضاء وجوارح کے لحاظ سے ہوں، خواہ جاہ اولاد واموال کے سبب ہوں۔ آنکھوں کا نور، کانوں کی سماعت، دل کی حرکت، زبان کا ذائقہ اور دماغ جیسا کیمرہ وغیرہ سب ذکر الٰہی کے وقت ذات باری کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

۶-اظہار نیاز مندی وفروتنی:

انسان کا بڑا اعزاز یہ ہے کہ عجز و نیاز مندی کی تصویر بن کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دے اور سرنگوں ہو جائے۔ اس بارگاہ میں انسان جتنا اپنے آپ کو جھکاتا ہے، اتنا ہی معزز و محترم بنتا ہے۔ شیطان تکبر و غرور کی وجہ سے راندہ درگاہ اور ذلیل و خوار ہوا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام عجز و نیاز مندی کے سبب مقبول بارگاہ ہوئے۔ زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حقیقت کا یوں اعلان کیا گیا ہے: من تواضع اللہ رفعہ اللہ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے عجز و انکسار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ، مقام بلند کرتا ہے۔ علاوہ ازیں انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت و ریاضت کرنا ہے، چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْإِنْسَ وَالْجِنَّ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ یعنی ہم نے انسان کو محض اپنی ریاضت و عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

۷-توکل وللّٰہیت:

اس ذکر کا مطلب یہ ہے عقائد و افکار، عبادات اور معاملات میں خلوص کا مقصد رضائے خداوندی ہو بلکہ ہر معاملہ میں انسان اللہ تعالیٰ پر اعتماد و یقین کرے۔ جب انسان اپنے امور کے حوالے سے محض اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے تو وحدہٗ لاشریک اس کے تمام کام ایسے پایۂ تکمیل کو پہنچا دیتا ہے کہ اسے محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ایسا ہو جائے گا۔

۸-استغفار:

اس کا مطلب ہے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنا اور توبہ کرنا۔ اپنے گناہوں کا اعتراف، آئندہ نہ کرنے کا عہد اور بخشش طلب کرنا توبہ کے مشہور ارکان ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور اپنے فرشتوں میں اظہار مسرت کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے: اے فرشتو! دیکھو یہی انسان ہے جس کی عدم تخلیق کا تم نے مشورہ دیا تھا، تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی ہے اور اس سے راضی ہو گیا ہوں۔

۹-اللہ تعالیٰ کے اسماء سے حصول برکت:

جس طرح ذات باری تعالیٰ بے مثل و بابرکت ہے، اسی طرح اسماء باری تعالیٰ بھی بے مثل و بابرکت ہیں۔ جب اسماء الٰہی کا ذکر کر کے خداوند تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔

۱۰-درود شریف:

اذکار و دعوات میں ممتاز ترین ایک ذکر یا دعا درود شریف ہے، جس کو اپنانے کے لیے اپنے فرشتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ خود بھی شامل ہوا اور مسلمانوں کو خصوصیت سے اس کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجو جیسا کہ سلام پیش کرنے کا حق ہے۔

یہی وہ درود پاک ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرنے کے لیے فرشتے شب و روز مشغول ہیں اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب تک یہ وظیفہ اعظم نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نماز بھی قبول نہیں کرتا۔

اذکار متعدد ہونے کی وجوہات:

اس مقام پر دریافت طلب یہ بات ہے کہ اذکار متعدد و کثیر کیوں ہیں؟ اس کے کئی جوابات ہیں:

☆ ہر ذکر میں خاص حکمت و راز ہے، محض ایک ذکر کافی نہیں ہے بلکہ مختلف مقاصد اور مواقع کے لیے کثیر اذکار ہونے چاہئیں۔

☆ اگر بالفرض ایک ذکر ہو تو لوگوں کے ہاں اس کی اہمیت نہ ہو اور متعدد اذکار کی وجہ سے اس کی اہمیت کو واضح کرنا بھی مقصود ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الدُّعَاءِ

باب 1: دُعا کی فضیلت

3202 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِیُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِیُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِی الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ لَيْسَ شَیْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الدُّعَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ

توضیحِ راوی: وَعِمْرَانُ الْقَطَّانُ هُوَ ابْنُ دَاوَرَ وَيُكْنٰى اَبَا الْعَوَّامِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے زیادہ عزیز اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اس روایت کے "مرفوع" ہونے کو صرف عمران نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

عمران نامی راوی داؤد کے صاحبزادے ہیں، ان کی کنیت ابوعوام ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عمران سے منقول ہے۔

3202- اخرجه ابن ماجه (۱۲۵۸/۲): كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء رقم (۳۸۲۹).

بَابٌ مِنْهُ

باب 2: بلاعنوان

3293 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي جَعْفَرٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيعَةَ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دُعا عبادت کا مغز ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس حوالے سے ”غریب“ ہے ہم اسے صرف ابْنِ لَهِيعَةَ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

3294 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَاَ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُوْرٌ وَّالْاَعْمَشُ عَنْ ذَرٍّ وَّلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ذَرٍّ

توضیحِ راوی: هُوَ ذَرُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ ثِقَةٌ وَّالِدُ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ

◄► حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دُعا ہی عبادت ہے۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

”تمہارے پروردگار نے یہ فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا' بے شک جو تکبر کرتے ہوئے میری بندگی چھوڑتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔“

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

منصور نے اس روایت کو اعمش کے حوالے سے ذر سے نقل کیا ہے۔ ہم اس روایت کو صرف ذر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ یہ صاحب ذر بن عبداللہ ہمدانی ہیں اور ثقہ ہیں۔ یہ عمر بن ذر کے والد ہیں۔

3294- اخرجه ابوداؤد (١/٤٦٦) كتاب الصلاة: باب: الدعاء رقم (١٤٧٩) ، و ابن ماجه (٢/١٢٥٨): كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء برقم (٣٨٢٨).

بَابُ مِنْهُ

باب 3: بلاعنوان

3295 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ عَنْ اَبِى صَالِحٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ لَمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى وَكِيعٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُو الْمَلِيحِ اسْمُهُ صَبِيحٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُهُ وَقَالَ يُقَالُ لَهُ الْفَارِسِىُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حُمَيْدٍ اَبِى الْمَلِيحِ عَنْ اَبِى صَالِحٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ سے مانگتا نہیں' اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) وکیع نے کئی راویوں کے حوالے سے' ابوالملیح کے حوالے سے' اس روایت کو نقل کیا ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے' جانتے ہیں۔

ابوالملیح نامی راوی کا نام صبیح ہے۔ میں نے امام بخاری کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے انہیں فارسی کہا جاتا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

3296 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَعَامَةَ السَّعْدِىُّ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِىِّ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيْرَةً وَّرَفَعُوْا بِهَا اَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوْسِ رِحَالِكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

3295۔ اخرجه ابن ماجه (١٢٥٨/٢): كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء رقم (٣٨٢٧).

3296۔ اخرجه البخاری (٥٣٧/٧): كتاب المغازی: باب: غزوة خيبر، حديث (٤٢٠٢)، (١٩١/١١): كتاب الدعوات باب: الدعاء اذا علا عقبه، حديث (٦٣٨٤)، و الحديث اطرافه فی (٦٤٠٩، ٦٦١٠، ٧٣٨٦)، و مسلم (٣١/٩ ـ النووی) كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: استحباب خفض الصوت بالذكر، حديث (٤٥ ـ ٤٦ ـ ٢٧٠٤/٤٧)، و ابوداؤد (٤٧٨/١): كتاب الصلاة باب: فی الاستغفار، حديث (١٥٢٦ ـ ١٥٢٧ ـ ١٥٢٨)، و ابن ماجه (١٢٥٦/٢) كتاب الادب: باب: ما جاء فی (لا حول ولا قوة الا بالله)، حديث (٣٨٢٤) و احمد (٣٩٤/٤، ٣٩٩، ٤٠٠، ٤٠٢، ٤٠٣، ٤٠٧، ٤١٧، ٤١٨)، وابن خزيمة (١٤٩/٤) حديث (٢٥٦٣)، وعبد بن حميد ص (١٩١) حديث (٥٤٢)، من طريق ابی عثمان النهدی عن ابی موسى الاشعری، فذكره.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِیُّ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ وَاَبُوْ نَعَامَةَ السَّعْدِیُّ اسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ عِیْسٰی

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم ایک جنگ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ ہم واپس آ رہے تھے اور ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے تکبیر کہنی شروع کی۔ انہوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا پروردگار بہرہ یا غیر موجود نہیں ہے وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سر کے درمیان ہے (یعنی تمہارے، بہت قریب ہے)۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کی تعلیم دوں؟ (وہ یہ ہے) "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مُل ہے۔

ابونعامہ سعدی کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے۔

شرح

فضائل دعا:

ان روایات میں دعا کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان احادیث کی وضاحت بالترتیب سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- پہلی حدیث میں دعا کو محبوب ترین چیز قرار دیا گیا ہے۔ دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب چیز اس لیے ہے کہ اس کا محبوب ترین عبادت نماز کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیونکہ قیام میں قرأت کی شکل میں، تشہد میں درود شریف اور دعوات ماثورہ کی صورت میں نمازی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور محبوب ترین چیز اس لیے بھی ہے کہ اس میں لوگوں کی مشکل کشائی کا سامان موجود ہے پھر عابد اور معبود کے درمیان خاص تعلق بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ o کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے: ھٰذا بینی و بین عبدی و لعبدی ما سال "یعنی یہ الفاظ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہیں اور میرے بندے کے لیے وہ چیز ہے جس کا وہ سوال کرتا ہے۔" گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب ترین عبادت نماز میں فاتحہ وغیرہ کی صورت میں دعاؤں کا وسیع سلسلہ شامل کر کے اس کو بھی محبوب ترین چیز بنا دیا ہے۔

۲- دوسری حدیث میں دعا کو نماز کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ دعا نماز کا مغز اس طرح ہے کہ کمال درجہ کے عجز وانکسار کا نام عبادت ہے اور ہر عبادت عجز و نیاز مندی کا مجموعہ ہوتی ہے، جبکہ دعا میں بھی انتہائی درجہ کی نیاز مندی ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ o وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ o "نیک لوگ رات میں بہت کم سوتے

ہیں اور آخری شب میں استغفار کرتے ہیں۔'' متقی لوگ جہاں ہمہ وقت بالخصوص رات کے وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہتے ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر توبہ واستغفار کرنا بھی ان کے معمولات کا حصہ ہوتا ہے۔

۳- تیسری حدیث میں ''دعا'' کو عین عبادت قرار دیا گیا ہے۔ دعا کو عین عبادت قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ انسان یہ خیال نہ کرے کہ میرا کام محض دعا کرنا ہے اور عبادت کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس روایت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ دعا بھی عبادت ہے۔ لہٰذا کوئی شخص دعا اور عبادت میں امتیاز نہ کرے اور ایک کو دوسری پر فوقیت نہ دے بلکہ دونوں کو اہمیت دے یعنی عبادت بھی بجالائے اور دعا بھی کرے۔ علاوہ ازیں دونوں میں عجز و نیاز مندی کا علاقہ بھی ہے، جو کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔

۴- چوتھی حدیث میں دعا کی فضیلت واہمیت بیان کرتے ہوئے انسان کو اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، جو شخص اس سے نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان بندہ ہونے کے ناطے سے اللہ تعالیٰ کا اس قدر محتاج ہے کہ وہ کسی معاملہ میں بھی اپنے معبود سے مستغنی نہیں ہو سکتا، پھر عابد و معبود کے مابین تعلق کا تقاضا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تاکہ مراسم بندگی میں انقطاع نہ ہو۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے، تو پروردگار اس سے بہت خوش ہوتا ہے اور اپنے فرشتوں میں اظہار مسرت کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ اے ملائکہ! میرے بندے نے مجھ سے سوال کر کے واضح کر دیا کہ کائنات میں میرے سوا کوئی بھی عنایت وسوال کے لائق نہیں ہے، تم گواہ ہو جاؤ! میں اپنے بندے سے خوش ہوں، اسے وہ عنایت کروں گا جو اس نے طلب کیا بلکہ اس کے علاوہ مزید اپنی نعمتوں سے نوازوں گا، کیونکہ اسے خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔

۵- پانچویں روایت میں دو مسائل کو واضح کیا گیا ہے: (۱) ذکر بالجہر اور ذکر بالخفی دونوں جائز ہیں لیکن ذکر خفی افضل ہے، کیونکہ اس میں ریاکاری نہیں ہوتی۔ (۲) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کو جنت کا خزانہ قرار دیا گیا ہے یعنی اس ذکر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذاکر کو جنت اور جنت کی نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ اس ذکر میں ایک طرف ذات باری تعالیٰ کو متصرف حقیقی قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف شیطان کے شر سے تحفظ کی دولت حاصل ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ

باب 4: ذکر کی فضیلت

3297 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

3297- اخرجه ابن ماجه (۱۲٤٦/۲): كتاب الادب: باب: فضل الذكر، حديث (۳۷۹۳) من طريق عمرو بن قيس عن عبد الله بن بسر، فذكره.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اسلام کی تعلیمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں باقاعدگی سے اختیار کرلوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری زبان ہروقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن غریب" ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 5: بلاعنوان

3298 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّالذَّاكِرَاتُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِى فِى سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِى الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ اَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ دَرَّاجٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کن بندوں کا درجہ زیادہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی خواتین کا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص سے بھی زیادہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ (مجاہد) اپنی تلوار کے ساتھ کفار اور مشرکین کو قتل کرتا رہے، یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے' تو بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے درجے کے اعتبار سے اس سے زیادہ فضیلت رکھتے ہوں گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف دراج کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 6: بلاعنوان

3299 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ

3298۔ اخرجه احمد (۷۵/۳) من طريق بن لهيعة عن دراج، عن ابى الهيثم عن ابى سعيد الخدرى، فذكره۔

3299۔ اخرجه ابن ماجه (۱۲٤٥/۲): كتاب الادب: باب: فضل الذكر، حديث (۳۷۹۰) و احمد (۱۹٥/٥) من طريق عبد الله بن سعيد بن ابى هند، عن زياد بن ابى زياد، مولى ابن عياش، عن ابى بحرية، عن ابى الدرداء، فذكره، و اخرجه احمد (۱۹٥/٥)، (٤٤٧/٦) من طريق موسى بن عقبة، عن زياد بن ابى زياد مولى ابن عياش عن ابى الدرداء، فذكره، ليس فيه (ابو بحرية).

...ہند عن زِیَادٍ مَوْلَی ابْنِ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِی بَحْرِیَّۃَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ

متن حدیث: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا شَیْءٌ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَقَدْ رَوٰی بَعْضُھُمْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَعِیْدٍ مِثْلَ ھٰذَا بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَرَوٰی بَعْضُھُمْ عَنْہُ فَاَرْسَلَہٗ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے اور تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات کی بلندی کے لیے سب سے زیادہ بہترین ہے اور تمہارے لیے سونے اور چاندی کو خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور تمہارے لیے دشمن کا سامنا کرنے سے زیادہ بہتر ہے، جب تم انہیں قتل کرو اور وہ تمہیں قتل کریں۔ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کے ذکر کے علاوہ کوئی دوسری چیز نجات نہیں دیتی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) بعض راویوں نے اس روایت کو عبداللہ بن سعید کے حوالے سے اسی کی مانند اسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے جبکہ بعض راویوں نے اس حوالے سے اسے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

فضائل ذکر:

تینوں ابواب میں ایک ایک حدیث منقول ہے، جن میں فضیلت ذکر بیان کی گئی ہے اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱، ۲- ایک صحابی رسول عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس میں ہمہ وقت ورد جان بناؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ "یعنی زبان ہمیشہ ذکر خداوند سے تر رہے۔" اس روایت میں سوالیہ عبارت میں "شرائع الاسلام" سے مراد ہے: نفلی اعمال ہیں، کیونکہ فرائض و واجبات میں تبدیل کا سوال کرنا لایعنی ہے۔ اس لیے کہ ان میں تبدیلی بھی نہیں ہوسکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب میں فرمایا گیا: تم ہمیشہ ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہو۔ نوافل اعمال میں سب سے افضل عمل ذکر الٰہی ہے، اس کے سبب انسان بارگاہ خداوندی میں ایسی قدر ومنزلت اور مقبولیت حاصل کرسکتا ہے کہ اس کے علاوہ حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر الٰہی کی اہمیت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ما من شیء انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ، قالوا: ولا الجھاد فی سبیل اللہ یعنی ذکر الٰہی کے علاوہ

عذاب خداوندی سے کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی حتی کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی۔ گویا ذکر الٰہی کی عظمت وفضیلت جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ میں ریاکاری کا امکان ہوسکتا ہے مگر ذکر الٰہی میں ریاکاری کا امکان ہرگز نہیں ہوسکتا۔

۳- تیسری روایت کے مطابق قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ شخص سب سے معزز ومحترم اور محبوب ہوگا جو بکثرت ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے جو شخص ذکر الٰہی میں ہمہ وقت شاغل رہتا ہے، وہ اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور وہ دنیا میں معصیات سے محفوظ رہتا ہے۔ ایسا انسان جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے ساتھ بکثرت اعمال صالح ہوتے ہیں۔ ایسا شخص اس لازوال دولت کی وجہ سے قیامت کے دن اپنے پروردگار کے ہاں نہایت محترم ومحبوب ہوگا۔ علاوہ ازیں ارشاد خداوندی ہے: فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○ ''پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم میرا شکر کرو اور نافرمانی نہ کرو۔'' جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیے بغیر اسے یاد کرتا ہے تو قیامت کے دن حسب وعدہ اللہ تعالیٰ بھی اسے فراموش نہیں کرے گا اور اسے بہترین صلہ سے نوازے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا لَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ

باب 7: جو لوگ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، اُن کی فضیلت کیا ہے؟

3300 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِي مُسْلِمٍ اَنَّهُ شَهِدَ عَلٰى اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَغَرَّ اَبَا مُسْلِمٍ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى اَبِي سَعِيْدٍ وَاَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے گواہی دے کر نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بیان کی ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب بھی کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، رحمت انہیں

3300- اخرجه مسلم (۲۷/۹ - النووی) كتاب الذكر و الدعاء، والتوبة والاستغفار، باب: فضل الاجتماع على تلاوة القرآن و على الذكر، حديث (۲۷۰۰/۳۹)، و ابن ماجه (۱۲۴۵/۲): كتاب الادب: باب: فضل الذكر، حديث (۳۷۹۱)، و احمد (۳۳/۳، ۴۹، ۹۲، ۹۴)، و عبد بن حميد ص (۲۷۲)، حديث (۸۶۱) من طريق ابی اسحاق عن الاغر ابی مسلم، عن ابی هريرة و ابی سعيد الخدری، فذكره.

دعا پ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس (موجود فرشتوں میں) ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3301 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَعَامَةَ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ اللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ اَمَا اِنِّي لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ لِمَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهِ فَقَالَ اللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا اللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ اَمَا اِنِّي لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ لِتُهْمَةٍ لَكُمْ اِنَّهُ اَتَانِي جِبْرِيلُ فَاَخْبَرَنِي اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسٰى وَاَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد تشریف لائے تو دریافت کیا: آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ لوگوں نے بتایا: ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اللہ کی قسم! کیا آپ لوگ صرف اسی لیے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی مقصد کے لیے یہاں بیٹھے ہیں' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی تہمت کی وجہ سے آپ لوگوں سے قسم نہیں لی۔ ایسا کوئی شخص نہیں ہوگا' جو نبی اکرم ﷺ سے اتنا قریب ہو' جتنا میں قریب تھا اور وہ مجھ سے کم روایت نقل کرتا ہو (لیکن میں تمہیں یہ حدیث سنا رہا ہوں)

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے حلقے کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم لوگ کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے اور اس نے جو ہمیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب کی اور اس کے ذریعے احسان کیا' اس بات پر اس کی حمد بیان کرنے کے لیے بیٹھے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اللہ کی قسم! کیا تم لوگ صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: میں نے کسی الزام کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی۔ ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے

3301- اخرجه مسلم (۲۷/۹ - النووی): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب: فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، حديث (۲۷۰۱/۴۰)، و النسائی (۲۴۹/۸): كتاب آداب القضاة: باب: كيف يستحلف الحاكم، و احمد (۹۲/۴) من طريق ابی سعيد الخدری عن معاوية بن ابی سفيان، فذكره.

مجھے بتایا: اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابونعامہ سعدی کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے اور ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمن بن مل ہے۔

شرح

اجتماعی ذکر کی فضیلت:

اس باب میں دو احادیث مبارکہ منقول ہیں، جن میں اجتماعی ذکر کی عظمت وفضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ یہاں ذکر سے مراد عام ہے: ذکر الٰہی، ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، درس وتدریس کا حلقہ، علمی مذاکرہ، صالحین کی مجلس تربیت، طلباء کا اپنے اسباق کا اعادہ، حلقہ تلاوت قرآن، حلقہ درس قرآن، مجلس درس حدیث اور اہل علم کا تربیتی حلقہ۔ جب انسان آداب کو ملحوظ خاطر رکھتا ہوا ایسی نشست میں شامل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے۔ مجلس میں خلاف آداب حرکت یا چلا کر ذکر کرنا ممنوع ہے۔ ایک مشہور روایت میں ایسے عمل کی ممانعت شدت سے وارد ہے۔ ایک مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چلا کر ذکر الٰہی کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یوں مخاطب ہوئے: **ایھا الناس! اربعوا علی انفسکم انکم لیس تدعون اصم ولا غائباً، انکم تدعون سمیعا قریبا وھو معکم** (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۷۰۴) "اے لوگو! تم نرمی اختیار کرو، تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں سناتے، تم خوب سننے والے حاضر کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔"

جب لوگ ریاکاری سے احتراز کرتے ہوئے محض رضائے الٰہی سے ا ی ذکر کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنے مقرب ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ فخریہ طور پر اپنے فرشتوں میں کرتا ہے۔ اس طرح ذاکرین کا پورا حلقہ بارگاہ خداوندی میں ایک خاص مقام حاصل کر لیتا ہے۔ پھر ان کی یہ شان ہو جاتی ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کا یہ مرتبہ ہے:

یک زمانہ صحبت با اولیاء　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

باب 8: جو لوگ بیٹھے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے

3302 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

3302۔ اخرجه احمد (۴۴۶/۲، ۴۵۳)، و ابوداؤد (۶۸۰/۲): کتاب الادب، باب: کراهية ان يقوم الرجل من مجلسه ولا يذکر الله، حديث (۴۸۵۵)، و البيهقي في شعب الايمان، حديث (۵۴۶)، و النسائي في عمل اليوم والليلة (۱۰۷/۶)، حديث (۱۰۲۳۸/۲)، و اخرجه الحاکم (۴۹۶/۱)، وقال: صحيح الاسناد، ولم يخرجاه، و صالح ليس بالساقط، و تعقبه الذهبي بقوله: صالح ضعيف

متنِ حدیث: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ تِرَةً يَعْنِىْ حَسْرَةً وَّنَدَامَةً وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْعَرَبِيَّةِ التِّرَةُ هُوَ الثَّارُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کچھ لوگ کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور اس کے اور اپنے نبی علیہ السلام پر درود نہیں بھیجتے' تو یہ بات (قیامت کے دن) ان کے لیے نقصان کا باعث ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں عذاب دے گا' اور اگر چاہے گا' تو ان کی مغفرت کر دے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ''ترۃ'' کا مطلب حسرت اور ندامت ہے۔ عربی زبان کے بعض ماہرین نے اس کا مطلب بربادی بیان کیا ہے۔

شرح

ذکر الٰہی سے محروم حلقہ کی وعید و مذمت

ذاکرین کی مجلس کو اللہ تعالیٰ اپنا خاص قرب عنایت کرتا ہے، ان سے خوش ہوتا ہے، اپنے ملائکہ میں ان کا تذکرہ بطور فخر کرتا ہے، ان پر اپنے خصوصی انعامات کی بارش نازل کرتا ہے اور ان کی قدر و منزلت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کے برعکس وہ مجلس جس کے ارکان ذکر الٰہی اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کرنے سے محروم رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر انہیں قابل مؤاخذہ قرار دیتا ہے، ضیاع وقت اور فضول نشست و برخواست کے نتیجہ میں وہ مجرم قرار پاتے ہیں، اللہ تعالیٰ چاہے' تو انہیں معاف کر دے یا انہیں سزا دے۔ ثابت ہوا کہ ہر مجلس کی روح ذکر خداوندی اور ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مگر اس سے محروم مجلس قبرستان کی حیثیت رکھتی ہے جس سے نہ خود کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نہ دوسروں کو۔

انسان غفلت کی نیند سو کر، انجمن غافلاں میں بیٹھ کر، جہلاء و بے عمل لوگوں میں نشست کر کے یا فضول گفتگو میں جو وقت ضائع کرتا ہے آخرت میں وہ باعث حسرت ہوگا۔ علاوہ ازیں ضائع شدہ دولت تو دوبارہ کمائی جا سکتی ہے مگر ضائع شدہ قیمتی وقت کی صورت میں دوبارہ ہاتھ نہیں آ سکتا۔ لہٰذا عقلمندی کا تقاضا ہے کہ باشعور شخص ایک لمحہ بھی ضائع کرنے سے احتراز کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

باب 9: مسلمان کی دُعا مستجاب ہوتی ہے

3303 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْعُو بِدُعَاءٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص جو بھی دعا مانگتا ہے تو یا اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے جو اس نے مانگی ہو یا اس کی مانند اس شخص سے کسی برائی کو (یعنی کسی نقصان کو) روک دیتا ہے۔ جب تک آدمی کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دُعا نہ کرے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

مسلمان کی دعا کا ضرور قبول ہونا:

دعا سے متعلق دو امور کا ذہن نشین ہونا ازبس ضروری ہے۔ پہلی چیز دعا کا قبول ہونا اور دوسری مانگی ہوئی چیز کا مل جانا۔ مطلوبہ چیز میسر آنے پر جہلاء کہتے ہیں کہ دعا قبول ہو گئی ہے اور اس کے میسر نہ آنے پر کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ ان کا یہ نظریہ بالکل غلط ہے، کیونکہ مسلمان جو بھی دعا کرتا ہے وہ رد نہیں کی جاتی بلکہ قبول کی جاتی ہے۔ جہاں تک مطلوبہ چیز کا میسر آنا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت پر مبنی ہوتی ہے، جو معاملہ بندے کے حق میں بہتر ہو اس کے لیے تجویز کیا جاتا ہے۔ مطلوبہ چیز بر محل نہ سہی بوقت ضرورت اسے فراہم کی جاتی ہے یا اس کے عوض ایسی مصیبت کو بندے سے دور کیا جاتا ہے جو اس پر نازل ہونے والی ہوتی ہے یا اس کی کسی مشکل کو دور کر دیا جاتا ہے جو اس پر مسلط ہونے والی ہوتی ہے۔ مسلمان کی ہر دعا قبول کی جاتی ہے، کیونکہ اس کا رد کرنا اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں ہے۔ البتہ معصیت ونافرمانی اور قطع رحمی پر مبنی دعا قابل قبول نہیں ہوتی، پہلی بات یہ ہے کہ مسلمان ایسی دعا کرتا ہی نہیں مگر کر لینے کی صورت میں وہ رد کر دی جاتی ہے۔ بعض اوقات بندے کی دعا قبول کر کے اس کا اجر اس کے نامہ اعمال میں تحریر کر دیا جاتا ہے یا وہ دعا آخرت کے لیے ذخیرہ کر لی جاتی ہے۔ آخرت میں بندے کو اس کا صلہ ملنے پر وہ یوں کہے گا: **یا لیته لم یعجل له شیء من دعائه** (کنز العمال، جلد ثانی، ص: ۵۷) ''کاش اس کی دعا کے سبب جلدی سے اسے کچھ بھی نہ دیا گیا ہوتا۔''

3303۔ اخرجه احمد (۳/ ۳۶۰)، عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد الله فذکره.

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ بلا تشبیہ کسی کا ایک بچہ ہو جو بخار کا شکار ہو، عین دوپہر کے وقت کوئی قلفی فروخت قلفی کی آواز لگاتا ہے، آواز سن کر بچہ قلفی کھانے کا مطالبہ کرتا ہے، باپ فرط محبت سے اس کا مطالبہ رد نہیں کرتا، اپنے رمز شناس نوکر کو قلفی لانے کے لیے بھیجتا ہے، نوکر قلفی لانے کے لیے جاتا ہے لیکن وہ واپس نہیں آتا جبکہ بچہ بھی اپنا مطالبہ بھول جاتا ہے، باپ بچے کو اس وقت تک ٹھنڈی چیز ہرگز نہیں دے گا جب تک ڈاکٹر اس کی اجازت نہیں دے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا تو قبول کر لیتا ہے لیکن مطلوبہ چیز بروقت عنایت نہیں کرتا بلکہ جب اسے اس کی شدید حاجت ہوتی ہے عنایت کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶) ”دعا کرنے والے کی میں دعا قبول کرتا ہوں جب مجھ سے وہ دعا کرتا ہے۔“

3304 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَطِيَّةَ اللَّيْثِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبت میں اس کی دُعا قبول کرے تو وہ راحت کے دوران بھی بکثرت دُعا کیا کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ”حدیث غریب“ ہے۔

شرح

بے غرض تعلق آڑے وقت کام آنا:

مدرس ہو یا مصنف جلسوں میں جانا پسند نہیں کرتا، کیونکہ تدریس اور تصنیف کا سفر کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں ہے، جب سفر پر جانے کی وجہ سے تدریس کا ناغہ ہو جائے تو طلباء کا علمی نقصان ہوتا ہے، ایک ناغہ چالیس روز کی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی طرح تصنیف و تالیف کے لیے چلنے والا قلم سفر کی وجہ سے انتشار کا شکار ہو جاتا ہے، اسے دوبارہ اپنی حالت پر لانے کے لیے کافی وقت ضائع کرنا پڑتا ہے۔ تاہم کچھ لوگوں سے بے غرض تعلق قائم ہوتا ہے، دوست و احباب فون کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں، خیر و عافیت معلوم کرتے ہیں، گاہے بگاہے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے، جلسہ میں شرکت کی دعوت سے انکار ناممکن ہو جاتا ہے، محض اشارے سے بات مان لی جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض اوقات بے غرض تعلق آڑے وقت کام آتا ہے۔

اس روایت میں قبولیت دعا کا ایک خوبصورت نسخہ تجویز کیا گیا ہے۔ جو لوگ محض مشکلات و مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ کے

3304- اخرجه الحاكم (۵۴۴/۱)، و صححه، و وافقه الذهبي، و ذكره المنذري في (الترغيب و الترهيب) (۱۷۳/۲)، و عزاه للترمذي و الحاكم عن ابي هريرة

حضور دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں، ان کا ذات باری کے ساتھ تعلق کمزور ہوتا ہے، اس کے برعکس ان لوگوں کا جو پریشانی کے علاوہ خوشحالی و یسرت کی حالت میں بھی دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھائے رکھتے ہیں، ہمہ وقت دعا کی وجہ سے ان کا رابطہ عبودیت مضبوط ہوتا ہے اور ان کی دعا کی قبولیت فوری و یقینی ہوتی ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ شب و روز، عسرت و یسرت اور سفر و حضر کی حالت میں دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھے تا کہ ان کی قبولیت کے سلسلہ میں بھی انقطاع نہ آئے۔

3305 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ هَذَا الْحَدِيثَ

◄► حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے اور سب سے زیادہ فضیلت والی دعا "الحمدللہ" ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ضعیف ہے ہم اسے صرف موسیٰ بن ابراہیم کے حوالے سے جانتے ہیں۔

علی بن مدینی اور دیگر راویوں نے اسے موسیٰ بن ابراہیم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہونا:

اس روایت کا تعلق جامع الکلم سے ہے، اپنے اندر جامعیت کی شان لیے ہوئے ہے، خیر الکلام کا نمونہ ہے اور علم و حکمت کا سرچشمہ ہے۔ اس حدیث سے شرک جلی اور شرک خفی کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ اس میں کلمہ طیبہ کو افضل الذکر قرار دیا ہے، جس میں توحید و رسالت کے اقرار کا مضمون بیان ہوا ہے، جو اسلامی عقائد و افکار کی اساس ہے، اس کے پڑھنے سے جنت کا ٹکٹ مل جاتا ہے اور اس کے انکار سے انسان جہنمی بن جاتا ہے۔ اس حدیث میں دوسرا مضمون افضل الدعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

(۱) وہ ہے جس سے انسان کا دماغ شان خداوندی سے لبریز ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں کامل نیازمندی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

3305- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲٤۹): كتاب الأدب: باب: فضل الحامدين، حديث (۳۸۰۰)، و اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة (۲۰۸۰٦): باب افضل الذكر و افضل الدعاء، حديث (۱۰٦٦۷) من طريق طلحة بن خراش عن جابر فذكره

(۲) وہ دعا ہے جس کے ذریعے دنیا اور آخرت کی خیر طلب کی جاتی ہے اور ہر قسم کے شر سے حفاظت کی درخواست کی جاتی ہے۔ سورہ فاتحہ ایسی دعا ہے جس میں دونوں خوبیاں موجود ہیں، کیونکہ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کمال مہربانی سے خود سکھائی ہے، یہ ایسی کامل و جامع دعا ہے جو اپنی مثال آپ ہے، اتنی مقبول ہے کہ اسے نماز میں لازم قرار دیا گیا ہے اور درود ابراہیمی کی طرح اسے بھی نماز کا حصہ بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس دعا میں دنیوی فتنوں کی حفاظت اور آخرت کی سعادتوں کا سامان موجود ہے۔ یہ دعا عابد و معبود، خالق و مخلوق اور رازق و مرزوق کے تعلق کو مضبوط تر کرتی ہے۔

3306 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ

توضیحِ راوی: وَالْبَهِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ''حدیث غریب'' ہے ہم اسے صرف یحییٰ بن زکریا کے حوالے سے جانتے ہیں۔

''بہی'' نامی راوی کا نام عبداللہ ہے۔

شرح

ہر حالت میں ذکر اللہ کرنا:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر حالت و کیفیت میں ذکر الٰہی کرنا جائز ہے اور مسنون بھی۔ اس روایت میں دو عموم بیان ہوئے ہیں: (۱) ذکر کی عمومیت ہے، جو تلاوت قرآن کو بھی شامل ہے۔ (۲) احوال کی عمومیت ہے جو حالت جنابت و طہارت، باوضو بے وضو، چلتے پھرتے اور کھڑے بیٹھے سب کو شامل ہے۔ تاہم دوسری روایت کی بنا پر محدثین کرام حالت جماع، حالت جنابت اور حالت استنجاء میں تلاوت قرآن کو مستثنیٰ کرتے ہوئے اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ علی ھذا القیاس ان احوال میں ذکر الٰہی بھی زبان کے ساتھ ممنوع ہے۔

3306۔ اخرجه احمد (۶/۷۰، ۱۵۳)، و مسلم (۱۰/۲۸۲): كتاب الحيض: باب: ذكر الله تعالى فى حالة الجنابة و غيرها، حديث (۳۷۳)، و ابوداؤد (۱/۵): كتاب الطهارة: باب: الرجل يذكره الله عزوجل على غير طهر، حديث (۱۸)، و ابن ماجه (۱/۱۱۰): كتاب الطهارة و سننها: باب: ذكر الله عزوجل على الخلاء، حديث (۳۰۲)، و ابن خزيمة (۱/۱۰۴)، حديث (۲۰۷)، و البغوى (۱/۹۰)، من طريق البهى عن عروة عن عائشة فذكره.

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الدَّاعِيَ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ

باب 10: دُعا مانگنے والا سب سے پہلے اپنے لیے دُعا مانگے

3307 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ قَطَنٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَاَ بِنَفْسِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

وَاَبُوْ قَطَنٍ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب کسی کے لیے دُعا کرنے لگتے' تو پہلے اپنے لیے کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

ابوقطن نامی راوی کا نام عمرو بن ہیثم ہے۔

شرح

دعا کا آغاز اپنے آپ سے کرنا:

اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا کی جائے خواہ انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر اس کا آغاز اپنے آپ سے کرنا چاہیے، کیونکہ یہ مسنون طریقہ ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح دعا کیا کرتے تھے، اپنے آپ کو چھوڑ کر دوسروں کے حق میں دعا کرنے والے کی حیثیت سائل کی نہیں ہوگی بلکہ وکیل کی ہوگی۔ مثلاً یوں دعا کرے: رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ قبرستان جائے تو یوں دعا کی جائے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ ''اے اہل قبور! تم پر سلامتی ہو، اللہ مجھے اور تمہیں بخش دے، تم ہم سے پہلے گئے ہم بھی تمہارے بعد آنے والے ہیں''۔

اپنے آپ کو چھوڑ کر دوسروں کے لیے دعا کرنے کی صورت میں تکبر وغرور بھی پایا جاتا ہے کہ سائل تو بے قصور ہے، اسے اپنی معافی وبخشش کی ضرورت نہیں ہے، یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ دعا کا تقاضا یہ ہے کہ سائل اپنے آپ کو قصوروار اور مجرم کی حیثیت سے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرے، یہ صورت تب ہوگی جب سائل دعا کا آغاز اپنی ذات سے کرے گا۔ اس طرح سائل میں انکساری کا پہلو واضح ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند ہے اور وہ اس کی دعا کو بھی جلدی قبول کرے گا۔

3307- اخرجه ابوداؤد (۴/۳۳): كتاب الحروف والقراءات، حديث (۳۹۸۴)، عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن ابي بن كعب فذكره.

بَابُ مَا جَآءَ فِی رَفْعِ الْاَيْدِیْ عِنْدَ الدُّعَاءِ

باب 11: دُعا کے وقت ہاتھ بلند کرنا

3308 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عِيْسٰى الْجُهَنِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى فِیْ حَدِيْثِهٖ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ عِيْسٰى

توضیحِ راوی: وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهٖ وَهُوَ قَلِيْلُ الْحَدِيْثِ وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ النَّاسُ وَحَنْظَلَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ الْجُمَحِیُّ ثِقَةٌ وَثَّقَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ

◆◆ سالم بن عبداللہ اپنے والد حضرت (عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب دُعا میں ہاتھ اُٹھاتے تھے تو انہیں اس وقت تک نیچے نہیں لاتے تھے جب تک ان دونوں کو اپنے چہرۂ مبارک پر پھیر نہیں لیتے تھے۔

محمد بن مثنیٰ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس وقت تک لوٹاتے نہیں تھے جب تک اپنے چہرۂ مبارک پر پھیر نہیں لیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو صرف حماد بن عیسیٰ کے حوالے سے جانتے ہیں اور وہ اسے نقل کرنے میں منفرد ہیں۔ یہ صاحب قلیل الحدیث ہیں۔ بہت سے لوگوں نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

حنظلہ بن ابوسفیان نامی راوی ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید القطان نے ان کی توثیق کی ہے۔

شرح

بوقت دعا ہاتھوں کو اٹھانا:

احوال کی دو اقسام ہیں: (۱) احوال متواردہ: وہ احوال جو مسلسل پیش آتے ہیں، وہ اذکار و ادعیہ ہیں جن میں ہاتھوں کا اٹھانا مسنون نہیں ہے مثلاً صبح و شام، سونے و جاگنے، دخول دار، زیارت قبور اور دخول مسجد وغیرہ کی دعائیں۔ (۲) احوال خاصہ: اس سے مراد وہ دعائیں ہیں جن میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے مثلاً نماز کے اختتام پر، تلاوت قرآن سے فراغت پر اور طواف بیت اللہ

3308- اخرجه عبد بن حميد ص (٤٤)، حديث (٣٩)، و تفرد به الترمذی من اصحاب الكتاب الستة من طريق سالم بن عبد الله عن ابيه عن عمر، و سنده ضعيف: حماد بن عيسىٰ بن عبيدة الجهنی، قال الحافظ فی التقريب (١٩٧/١): ضعيف.

کے موقع پر کی جانے والی دعاؤں میں۔

اس طرح دعا کی بھی دو اقسام ہیں:

(۱) دعا رغبت: یہ وہ دعا ہے جو دنیا و آخرت کی بھلائی اور خیر کے لیے مانگی جاتی ہے، اس میں سائل اپنے ہاتھ سیدھے پھیلاتا ہے جس طرح گداگر کسی سے کوئی چیز مانگتے وقت پھیلاتا ہے، دعا کے اختتام پر پھیلے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لیتا ہے، دعا رغبت میں ہاتھ پھیلانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انہیں سینے تک بلند کیا جائے، دونوں کو کشادہ رکھا جائے اور اختتام پر دونوں ہاتھوں کے ظاہر کو چہرے پر پھیرا جائے تا کہ رحمت باری تعالیٰ کو سمیٹا جا سکے۔

(۲) دعا رہبت: یہ وہ دعا ہے جس کے ذریعے مستقبل میں پیش آنے والی کسی آفت کو روکا جاتا ہے، اس میں ہاتھوں کو پشت کی طرف بلند کیا جاتا ہے جبکہ ہتھیلیاں نیچے ہوتی ہیں اور اس کے اختتام پر بھی ہاتھ چہرے پر پھیرے جاتے ہیں۔

اس مسئلہ کے جواز کے لیے تیس احادیث مبارکہ مروی ہیں جو تواتر کے درجہ کی ہیں۔ دعا کے اختتام پر ہاتھ چہرے پر اس لیے پھیرے جاتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کو حاصل کیا جا سکے، کیونکہ حدیث قدسی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے کہ مجھ سے مانگنے والے اپنے بندے کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دوں۔

سوال: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء** ''یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء کے علاوہ کسی موقع پر رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔'' اس سے ثابت ہوا کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا خلاف سنت ہے؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح استسقاء میں اپنے ہاتھوں کو چہرے تک بلند کرتے تھے، دعا میں اس طرح بلند نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے سینہ تک اٹھاتے تھے۔

(۲) چونکہ عام روایات میں ہاتھوں کو بلند کرنے کا ذکر ہے، لہٰذا ان روایات کو ترجیح حاصل ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَعْجِلُ فِي دُعَائِهِ

باب 12: جو شخص اپنی دُعا کی (قبولیت میں) جلد بازی کا مظاہرہ کرے

3309 سندِ حدیث: **حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ**

3309۔ اخرجہ مالک فی الموطا (۲۱۳/۱) کتاب القرآن: باب: ما جاء فی الدعاء، حدیث (۲۹)، و احمد (۳۹۶/۲)، و البخاری (۱۴۵/۱۱): کتاب الدعوات: باب: یستجاب للعبد ما لم یعجل، حدیث (۶۳۴۰)، و مسلم (۲۰۹۶/۴) کتاب الذکر و الدعاء والتوبۃ و الاستغفار: باب: بیان انہ یستجاب للداعی ما لم یعجل، حدیث (۹۲ ۔ ۲۷۳۵) و ابوداؤد (۷۸/۲): کتاب الصلاۃ: باب الدعاء، حدیث (۱۴۸۴)، و ابن ماجہ (۱۲۶۶/۲): کتاب الدعاء: باب: یستجاب لاحدکم ما لم یعجل، حدیث (۳۸۵۳)، من طریق ابی عبید عن ابی ہریرۃ بہ۔

متن حدیث: يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو عُبَيْدٍ اسْمُهُ سَعْدٌ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ وَيُقَالُ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَزْهَرَ هُوَ ابْنُ عَمِّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی کی دُعا ضرور مستجاب ہوتی ہے جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ نہ کہے: میں نے دعا مانگی لیکن میری دُعا قبول ہی نہیں ہوئی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوعبید نامی راوی کا نام سعد ہے اور یہ عبدالرحمٰن بن ازہر کے غلام ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

قبولیت دعا میں عجلت پسندی استحقاق کو کھو دیتا ہے:

بندہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے وہ قبول کر لی جاتی ہے، بعض اوقات اس کا فوری طور پر اظہار نہیں ہوتا بلکہ تاخیر سے ہوتا ہے، اس میں بھی قدرت کی طرف سے کوئی مصلحت وحکمت ہوتی ہے جو سائل کے لیے مفید و نافع ہوتی ہے۔ جلد بازی کے سبب دعا کا استحقاق باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا سائل کو چاہیے کہ ہمہ وقت دعا کرنے کی طرف متوجہ رہے مگر اس کے عدم قبول کا تصور ہرگز نہ کرے اور نہ اس کا عقیدہ رکھے، کیونکہ جلدی مچانے سے اس کا استحقاق ختم ہو جاتا ہے۔

ایک مشہور روایت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! جلدی مچانا کیا چیز ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: سائل کا یہ کہنا ہے: میں نے کئی بار دعا کی جو قبول نہیں کی گئی، پھر میں نے تھک ہار کر دعا مانگنا چھوڑ دی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۲۲۲۷)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے ہمہ وقت کھلے رہتے ہیں، اس کی رحمت کی بارش کا ہر وقت نزول ہوتا ہے اور محرومی بالکل نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس صرف شیطان ہوتا ہے، جو دائمی راندۂ درگاہ ہے۔

فوائد:

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے میں جلد بازی سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیے، کیونکہ اس سے انسان استحقاق قبولیت سے محروم ہو جاتا

ہے، ذات باری کے علاوہ کسی سے دعا بھی نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس کا کوئی حقدار ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الدُّعَاءِ اِذَا اَصْبَحَ وَاِذَا اَمْسٰی

باب 13: صبح اور شام کی دُعائیں

3310 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ كُلِّ یَوْمٍ وَّمَسَاءِ كُلِّ لَیْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ یَضُرَّهٗ شَیْءٌ وَّكَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَهٗ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبَانُ مَا تَنْظُرُ اَمَا اِنَّ الْحَدِیْثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰكِنِّیْ لَمْ اَقُلْهُ یَوْمَئِذٍ لِیُمْضِیَ اللّٰهُ عَلَیَّ قَدَرَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

◆◆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص روزانہ صبح اور شام کے وقت تین تین مرتبہ یہ دُعا پڑھ لے اُسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

''اس اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے، جس کے اسم کے ہمراہ کوئی چیز زمین میں اور کوئی چیز آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔''

اس روایت کے راوی ابان کو ایک طرف فالج ہو گیا۔ ایک شخص نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا تو ابان نے اس سے کہا: تم کیا دیکھ رہے ہو؟ وہ واقعی یہی حدیث ہے جو میں نے تمہارے سامنے بیان کی تھی لیکن میں نے ایک دن اس دُعا کو پڑھا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ مجھ پر نافذ کر دیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہنے کا وظیفہ:

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سماوی و ارضی بلیات سے محفوظ رہنے کی ترغیب دیتے ہوئے ایک وظیفہ بتایا جو درج ذیل ہے:

3310۔ اخرجه احمد (۱/۶۲)، و ابوداؤد (۴/۳۲۳): كتاب الادب: باب: ما يقول اذا اصبح، حديث (۵۰۸۸)، و ابن ماجه (۲/۱۲۷۳): كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل اذا اصبح و اذا امسى، حديث (۳۸۶۹) من طريق ابان بن عثمان عن عثمان بن عفان فذكره.

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ جو شخص صبح و شام یہ وظیفہ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے تمام سماوی وارضی آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔

اس روایت کے مؤثر ہونے کے بارے میں حضرت ابان رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد گرامی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ان پر فالج کا حملہ ہوا، اس روایت کے بیان کرنے پر ان کی طرف ایک شخص توجہ سے دیکھنے لگا (کہ انہوں نے اس روایت سے خود استفادہ کیوں نہیں کیا کہ ان پر فالج کا حملہ ہے؟) حضرت ابان رحمہ اللہ تعالیٰ اس سے یوں مخاطب ہوئے: یہ حدیث اسی طرح ہے جس طرح میں نے بیان کی ہے، اس بارے میں نہ میں نے غلط بیانی سے کام لیا اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے، یہ روایت بالکل درست ہے' لیکن میں نے فالج کے حملہ کے دن یہ دعا نہیں پڑھی تھی تا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنا حکم نافذ فرمادے۔

3311 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ سَعْدٍ سَعِیْدِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ حِیْنَ یُمْسِیْ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا كَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّرْضِیَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص شام کے وقت یہ پڑھ لے:

''میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں (یعنی اس پر ایمان رکھتا ہوں)۔''

تو اللہ تعالیٰ پر یہ لازم ہوگا کہ وہ اس شخص کو راضی کرے (یعنی اسے بخش دے)۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

ذاکر کو قیامت کے دن مسرت حاصل ہونا:

اس مستند روایت کے مطابق جو شخص صبح و شام تین تین بار یہ وظیفہ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں ہمہ وقت خوش وخرم رکھتا ہے، قیامت کے دن اسے اپنی رضامندی سے کثیر اجر وثواب سے نوازے گا اور ہر لحاظ سے اسے خوش کرے گا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

3311- اخرجه الترمذی من طریق ثوبان، و اخرجه ابوداؤد (۳۱۸/٤): كتاب الادب: باب: ما يقول اذا اصبح، حديث (۵۰۷۲)، و ابن ماجه (۱۲۷۲/۲): كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل اذا اصبح و اذا امسى، حديث (۳۸۷۰)، من طريق ابی عقيل عن سابق بن ناجية عن ابی سلام خادم النبی صلى الله عليه وسلم فذكره.

رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا یعنی میں اللہ کے پروردگار ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر ایمان لایا۔

اس جامع مگر نہایت مختصر ذکر میں ایمانیات کا سمندر موجزن ہے، اتفاق کی بات ہے کہ یہ ذکر قبر میں کیے جانے والے تینوں سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے سوماؤں سے بھی زیادہ پیار ہے، آپ کی تاحیات یہی خواہش رہی کہ امت کے اعمال خیر بڑھ جائیں، معصیات سے دور رہے، قیامت کے دن اسے رضائے خداوندی حاصل ہو جائے اور آخرت میں کثیر اجر وثواب سے نوازی جائے۔

3312 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسَى قَالَ أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أُرَاهُ قَالَ فِيهَا لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ شام کے وقت یہ پڑھا کرتے تھے:

''ہماری شام ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں بھی شام ہوگئی۔ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔''

راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے، اور حمد بھی اسی کے لیے مخصوص ہے، اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے (اے اللہ) میں تجھ سے اس رات میں موجود بھلائی اور اس کے بعد میں آنے والی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں اس رات میں موجود شر اور اس کے بعد آنے والے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور برے بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت بھی یہی کلمات پڑھا کرتے تھے (تاہم ان میں یہ پڑھا کرتے تھے)

3312- اخرجه احمد (۱/ ٤٤٠)، ومسلم (٤/ ۲۰۸۹): كتاب الذكر و الدعاء والتوبة و الاستغفار: باب: التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم يعمل، حديث (۷٦ - ۲۷۲۳)، و ابوداؤد (٤/ ۳۱۷، ۳۱۸): كتاب الادب: باب: ما يقول اذا اصبح، حديث (٥٠٧١) من طريق عبد الرحمن بن يزيد عن عبد الله بن مسعود فذكره.

''ہماری صبح ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں بھی صبح ہوگئی ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے تاہم اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

صبح وشام کی جامع دعا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام اہتمام سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

امسينا وامسى الملك لله وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحده لاشريك له ۔راوی کے خیال کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ بھی فرمائے:

له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير ۔ اسئلك خير ما في هذه الليلة وخير مابعدها واعوذبك من شر هذه الليلة وشر مابعدها واعوذبك من الكسل وسوء الكبر واعوذبك من عذاب النار وعذاب القبر ۔

اس دعا کے متعدد امتیازات ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے تمام کائنات کی ملکیت کا اقرار ہے، توحید باری تعالیٰ، اس کی حمد وثنا، شب وروز کی برکات کا سوال، ان برائیوں سے احتراز ہے جو دارین کی سعادتوں سے محرومی کا سبب بن سکتی ہیں۔عذاب قبر اور عذاب جہنم سے حفاظت کا بھی سوال ہے۔الغرض یہ ایک ایسی جامع دعا ہے جس میں دنیوی واخروی تمام امور کا تذکرہ موجود ہے۔

فائدہ نافعہ:

اس دعا کا تعلق ان دعاؤں سے ہے جو صبح وشام مانگی جاتی ہیں، یہ مقدس دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شبانہ روز معمولات میں شامل تھی اور اس طرح یہ دعا کرنا مسنون ہے۔صبح وشام کی قید لگانے کی وجہ یہ ہے کہ صبح کا وقت دن بھر کے اوقات میں زیادہ بابرکت ہے، جس میں دعا کر کے بندہ دن بھر کی برکتیں سمیٹتا ہے۔اسی طرح شام کا وقت رات بھر کے اوقات کی اساس اور زیادہ بابرکت ہے، جس میں دعا کر کے سائل رات بھر کی برکات کو سمیٹتا ہے۔

3313 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

3313- اخرجه ابوداؤد (۳۱۷/۴): كتاب الادب: باب: ما يقول اذا اصبح، حديث (۵۰۶۸)، و ابن ماجه (۱۲۷۲/۲): كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل اذا اصبح و اذا امسى، حديث (۳۸۶۸)، من طريق سهيل عن ابيه عن ابي هريرة فذكره.

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ اَصْحَابَهُ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَاِذَا اَمْسَى فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے، آپ ﷺ فرماتے تھے: جب تم صبح کرو تو یہ پڑھو۔

''اے اللہ! تیری مرضی سے ہم نے صبح کی' تیری مرضی سے ہم شام کریں گے' تیری مرضی سے ہم زندہ ہیں' تیری مرضی سے ہی ہم مریں گے اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔''

اور جب شام ہو تو آدمی یہ پڑھے:

''اے اللہ! تیری مرضی سے ہم نے شام کی' تیری مرضی سے ہم صبح کریں گے' تیری مرضی سے ہم زندہ ہیں' تیری مرضی سے ہم مریں گے' اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

صبح وشام کی ایسی دعا جو صحابہ کرام کو سکھائی گئی:

دوسری بے شمار نعمتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے لیے دو اہم نعمتیں یہ بھی ہیں: (۱) رات کے بعد صبح صادق کا طلوع ہونا: اس وقت میں مسلمان بیدار ہو کر اپنے معبود حقیقی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں' پھر حصول رزق کے لیے زمین پر پھیل جاتے ہیں، اس موقع پر بطور شکر یہ دعا پڑھی جاتی ہے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ .

(۲) دن کے اختتام اور رات کے آغاز کا وقت: اس موقع پر مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو کر اس کی نعمت کا شکر بجا لاتے ہیں، انہیں دن کی تھکان سے نجات اور آرام وسکون کی نوید ملتی ہے، کھانے سے فراغت پر نماز ادا کرتے ہیں، اپنی آرام گاہوں میں محو استراحت ہوتے وقت بطور شکر خداوندی یہ دعا کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ لَكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ .

ہر دن صبح وشام یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سکھائی تھیں، وہ نہایت اہتمام کے ساتھ یہ پڑھتے تھے، پھر ان کی وساطت سے ہمیں میسر آئیں اور ہمیں بھی انہیں اپنا کر دارین کی فلاح کا سامان کرنا چاہیے۔

فائدہ نافعہ:
صبح وشام اور لیل ونہار کی آمد ورفت کا سلسلہ لوگوں کو زندگی کے ختم ہونے اور موت کے آنے کا احساس دلاتا ہے، جس کے نتیجہ میں مسلمان کو اعمال صالحہ کی طرف راغب ہونے اور معصیات سے احتراز کرنے کا پیغام ملتا ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 14: بلاعنوان

3314 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الثَّقَفِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِشَيْءٍ اَقُوْلُهُ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ قَالَ قُلْهُ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں صبح وشام پڑھ لیا کروں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ پڑھا کرو۔

"اے اللہ! اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے' آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے' ہر چیز کے پروردگار' اور اس کے مالک' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔ میں اپنی ذات کے شر سے' شیطان کے شر سے اور اس کے شرک (یا اس کے شریک ہونے) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے صبح کے وقت' شام کے وقت اور جب تم سونے لگو اس وقت پڑھ لیا کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سکھائی جانے والی دعا:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حصول علم کا ذوق جنون کی حد تک تھا۔ یہ وصف خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، صحابہ کبار اور عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں درجہ بدرجہ پایا جاتا تھا۔ یہ وصف خلیفہ اول، افضل البشر، امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کمال درجہ کا تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے صبح وشام پڑھی جانے والی دعائیں ارشاد فرمایئے تاکہ میں پڑھ سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس دعا کی تعلیم دی:

3314- اخرجه احمد (1/1 ٤) عن ليث عن مجاهد عن ابى بكر الصديق فذكره.

اَللّٰهُمَّ! عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ! اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شِرْكِهٖ۔

خواہ یہ دعا زبانِ نبوت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سکھائی گئی تھی لیکن اس کا حکم عام ہے، قیامت تک آنے والے تمام مسلمان یہ دعا پڑھ سکتے ہیں اور یہ دعا صبح وشام میں پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ دعا بظاہر ایک دعا ہے مگر حقیقت میں کئی دعاؤں کا مجموعہ ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 15: بلاعنوان

3315 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ لَا يَقُوْلُهَا اَحَدُكُمْ حِيْنَ يُمْسِيْ فَيَاْتِيْ عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَلَا يَقُوْلُهَا حِيْنَ يُصْبِحُ فَيَاْتِيْ عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِيَ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ اَبْزٰى وَبُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ هُوَ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ الزَّاهِدُ

◆◆ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا میں سید الاستغفار کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں (اس کے الفاظ یہ ہیں)

''اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو نے مجھے پیدا کیا ہے' میں تیرا بندہ ہوں' میں تجھ سے کیے ہوئے عہد و پیمان پر قائم ہوں' جہاں تک مجھ سے ہو سکے اور جو کچھ میں کرتا ہوں اس کے اس کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیری جو نعمتیں مجھ پر ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا

3315۔ انفرد به الترمذی بروایة من طریق عثمان بن ربیعة عن شداد بن اوس، و للحدیث طریق آخر من طریق بشیر بن کعب العدوی عن شداد بن اوس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: سید الاستغفار ان یقول: اللهم ــ الحدیث، و من هذا الطریق اخرجه البخاری (۱۰/۱۰۰): کتاب الدعوات: باب: افضل الاستغفار حدیث (۶۳۰۶).

ہوں تو میرے گناہوں کی مغفرت کردے کیونکہ گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کرسکتا ہے۔"

(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا)

اگر کوئی شخص شام کے وقت یہ دُعا پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے انتقال کرجائے' تو اس کے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے' اور اگر کوئی شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے اور شام سے پہلے انتقال کرجائے' تو اس کے لیے بھی جنت واجب ہوجائے گی۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن بزی رضی اللہ عنہ اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول کی ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے' اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

یہی روایت دوسری سند کے حوالے سے' شداد بن اوس سے منقول ہے۔

عبدالعزیز بن ابوحازم نامی راوی ابن ابی حازم زاہد ہیں۔

شرح

سیدالاستغفار (معافی مانگنے کی دعا):

صحابہ کرام میں ادعیہ یاد کرنے اور ان کو شبانہ روز معمولات میں شامل کرنے کا بے حد شوق تھا، وہ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقصد کے لیے سوالات کرتے جبکہ آپ انہیں جوابات سے نوازتے تھے۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کے بغیر ازراہ شفقت دعاؤں کی تعلیم دیتے تھے، ایک دفعہ آپ کی نظر انتخاب حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ پر پڑی، انہیں ازخود سیدالاستغفار کی تعلیم ارشاد فرمائی اور وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوْبِىْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ .

صبح وشام پڑھی جانے والی اس دعا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اہتمام کے ساتھ دعائے سیدالاستغفار پڑھے گا، اس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے اور اسی روز فوت ہوجانے کی صورت میں اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

دعا سیدالاستغفار سے مغفرت ہونے کی وجوہات:

جو شخص صبح وشام دعا سیدالاستغفار اہتمام سے پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے اور مغفرت فرمائے جانے کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- استغفار ایک خوبصورت دعا ہے، جب کوئی عمل خیر کیا جائے رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے، فرشتے بھی

اس کے حق میں دعا کرتے ہیں، اسے مؤمنین کے زمرہ میں شامل کیا جاتا ہے اور اس کی اس طرح مغفرت کی جاتی ہے، جس طرح توبہ کرنے سے نفاق و کفر سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ فرشتوں کی دعاؤں سے انسان فرشتہ صفت بن جاتا ہے، اس میں فرشتوں کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں، فرشتوں کی طرح وہ معصیات سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے گناہوں پر قلم عفو پھیر دیا جاتا ہے۔

۳۔ بکثرت استغفار سے انسان روحانی کمالات کا مظہر بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لطف و مہربانی کا حقدار قرار پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص سے گناہ صادر ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا، عرض گزار ہوا: اے پروردگار! مجھ سے گناہ کا صدور ہوا مجھے معاف کر دے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: ''اے ملائکہ! میرے بندے کو اس بات کا علم ہے کہ کوئی ذات بھی موجود ہے جو ارتکاب معصیات کا مؤاخذہ کر سکتی ہے اور معاف بھی کر سکتی ہے، یاد رکھو! میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اور اس کے گناہ بخش دیئے ہیں۔'' (مشکوٰۃ شریف، رقم الحدیث: ۲۳۳۳)

استغفار کے معانی و مفاہیم:

استغفار کے کثیر معانی و مفاہیم ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) رب کائنات کی توحید و عبودیت کا اقرار کرنا۔

(۲) اپنے گناہوں اور معصیات کا اعتراف کرنا۔

(۳) اپنے آپ کے لیے گناہوں سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا۔

(۴) ہر نعمت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب کرنا۔

(۵) معصیات اور تقصیرات کی نسبت اپنی طرف کرنا۔

(۶) دار آخرت کے لیے مغفرت طلب کرنا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ

باب 16: سوتے وقت کی دُعا

3316 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

متنِ حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهَا إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ

3316۔ اخرجه البخاري (۱۱۲/۱۱): كتاب الدعوات: باب: اذا بات طاهرا، حديث (۶۳۱۱)، و مسلم (۲۰۸۱/۴): كتاب الذكر، و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: ما يقول عند النوم و اخذ المضجع، حديث (۵۶ ـ ۲۷۱۰) من طريق سعد بن عبيدة عن البراء بن عازب بنحوه

فَإِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ وَقَدْ أَصَبْتَ خَيْرًا تَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ نَفْسِي
إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى
مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ
قَالَ فَطَعَنَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَرَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ وَأَنْتَ عَلَى وُضُوءٍ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں؟ جنہیں تم اس وقت پڑھ لیا کرو' جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لیے جاؤ) اگر تم اس رات میں انتقال کر گئے' تو تم دین اسلام پر مروگے' اور اگر تم صبح تک زندہ رہے' تو تمہیں بھلائی نصیب ہوگی' تم یہ کلمات پڑھو۔

''اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا' میں تیری طرف متوجہ ہو گیا' میں نے اپنے معاملات تجھے سونپ دیے۔ تیری طرف رغبت کرتے ہوئے' اور تجھ سے ڈرتے ہوئے' میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا۔ تیرے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے' اور کوئی نجات کی جگہ نہیں ہے' تو نے جو کتاب نازل کی ہے' اور جس نبی کو تو نے بھیجا ہے' میں ان پر ایمان لاتا ہوں۔''

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس دعا کو پڑھتے ہوئے (میں نے کہا:)

''میں تیرے رسول پر ایمان لاتا ہوں جسے تو نے بھیجا ہے'' تو نبی اکرم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: یہ پڑھو۔

''میں تیرے اس نبی پر ایمان لاتا ہوں جسے تو نے بھیجا ہے۔''

یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

اس بارے میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

منصور بن معتمر نے سعد بن عبیدہ کے حوالے سے' حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں۔

''جب تم (سونے کے لیے) اپنے بستر پر جاؤ اور تم باوضو حالت میں ہو' تو یہ کلمات پڑھو۔

شرح

سوتے وقت کے اذکار جو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سکھائے گئے:

نوم کو موت کی بہن کہا جاتا ہے، کیونکہ نائم مردے کی طرح دنیا و مافیہا سے بالکل غافل ہوتا ہے۔ اس طرح نوم (نیند) بیداری اور موت کے مابین ایک حالت ہے، جس طرح مرنے والا کلمہ طیبہ پڑھ کر دنیا سے رخصت ہو تو وہ جنت میں جاتا ہے اور اسی طرح سونے سے قبل اذکار کی تعلیم دی تاکہ نائم کے لیے مفید و نافع ہو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو بھی سوتے وقت کے اذکار کی تعلیم دی اور فرمایا: اگر آپ رات کو سونے سے قبل ذکر پڑھیں گے، پھر اس رات فوت ہو جانے کی صورت میں خاتمہ بالایمان ہوگا اور باعافیت صبح کرنے پر صبح بالخیر ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تعلیم فرمودہ ذکر (دعا) حسب ذیل ہے:

۱- اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِىْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِىْ اِلَيْكَ لَا مَلْجَاً وَلَامَنْجٰى مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَ.

ایک روایت میں ہے کہ جو بستر پر جانے سے قبل وضو کرے، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ کر یہ دعا پڑھے، بعد ازاں سونے سے پہلے اس نے کوئی بات نہ کی ہو، پھر اگر وہ اسی حالت میں وفات پا جائے تو اس کی موت فطرت پر ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہ اس دعا کی تعلیم حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دی تھی مگر اس کا حکم عام ہے یعنی جو شخص بھی یہ دعا پڑھے گا وہ اس کا مصداق بنے گا۔ یہ ذکر بھی ایک نہیں بلکہ کئی دعاؤں کا مجموعہ ہے۔

3317 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اِسْحٰقَ ابْنِ اَخِىْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اضْطَجَعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِىْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِىْ اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجٰى مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اُوْمِنُ بِكِتَابِكَ وَبِرَسُوْلِكَ فَاِنْ مَاتَ مِنْ لَّيْلَتِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص دائیں

3317- اخرجه النسائي في الكبرى (۱۹۲/۶) كتاب عمل اليوم و الليلة: باب: وما يقول من يفزع في منامه، حديث (۱۰۶۰۷-۷) و ذكره المنذري في (الترغيب و الترهيب) (۶۵/۱، ۶۶۶)، حديث (۸۷۴)، و عزاه للترمذي، من طريق يحيى بن اسحاق ابن اخي رافع عن رافع فذكره.

پہلو کے بل لیٹے اور پڑھے

''اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا' میں نے اپنا رُخ تیری طرف کرلیا' میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا' میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کردیا' تیرے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ میں تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا۔''

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اگر وہ شخص اسی رات میں انتقال کرگیا' تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3318 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب سونے لگتے تو آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے:

''ہر طرح کی حمد و ثناء اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے ہمیں کھلایا' جس نے ہمیں پلایا' جس نے ہمیں کفایت نصیب کی' جس نے ہمیں پناہ گاہ نصیب کی' کتنے ہی لوگ ایسے ہیں' جن کے لیے کفایت کرنے والا کوئی نہیں ہے' اور انہیں پناہ دینے والا کوئی نہیں ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 17: بلا عنوان

3319 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْوَصَّافِیِّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3318۔ اخرجه مسلم (۲۰۸۵/۴): کتاب الذکر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: ما یقول عند النوم و اخذ المضجع، حدیث (۶۴ - ۲۷۱۵)، و ابوداؤد (۳۱۲/۴): کتاب الادب: باب ما یقال عند النوم (۵۰۵۳)، و الحدیث لیس فی البخاری کما جزم بذلك الحافظ المزی فی (تحفة الاشراف) (۱۱۷/۱)، من طریق حماد بن سلمة عن ثابت عن انس۔

3319۔ اخرجه احمد (۱۰/۳)، من طریق عبید الله بن الولید الوصافی عن عطیة العوفی عن ابی سعید الخدری به و قال المنذری فی الترغیب و الترهیب بعد ان اورده (۴۷۱/۱)، حدیث (۸۸۴): قال السلمی: عبید الله هذا و اہ، علیه عصام بن قدامة و هو ثقة خرجه البخاری فی تاریخه من طریق بنحوا.

متن حدیث: قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِى إِلَى فِرَاشِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِى لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّوْمَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الْوَصَّافِيِّ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْوَلِيْدِ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص بستر پر لیٹ کر (سوتے وقت) یہ پڑھے:

''میں اس اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں' جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہ حی اور قیوم ہے' اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔''

جو شخص تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں' اگرچہ وہ درختوں کے پتوں جتنے ہوں' اگرچہ وہ ریت کے ذروں جتنے ہوں' اگرچہ وہ دُنیا کے ایام کی تعداد جتنے ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں' جو عبیداللہ بن ولید وصافی سے منقول ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 18: بلا عنوان

3320 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِى عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ قِنِى عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب سونے لگتے تھے' تو آپ ﷺ اپنا دست مبارک اپنے سر کے نیچے رکھتے تھے' پھر یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا' جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دوبارہ زندہ کرے گا۔''

3320- اخرجه احمد (۳۸۲/۵)، و الحمیدی (۲۱۰/۱، ۲۱۱)، حدیث (٤٤٤)، من طریق ربعی بن حراش عن حذیفة بن الیمان فذکرہ۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3321 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ هُوَ السَّلُوْلِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يُوْسُفَ بْنِ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَسَّدُ يَمِيْنَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اختلافِ سند: وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ لَمْ يَذْكُرْ بَيْنَهُمَا اَحَدًا وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ وَرَجُلٌ اٰخَرُ عَنِ الْبَرَاءِ وَرَوٰى اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْبَرَاءِ وَعَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو سوتے وقت سر کے نیچے رکھتے تھے پھر یہ پڑھتے تھے:

"اے میرے پروردگار! تو اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا جب تو اپنے بندوں کو زندہ کرے گا۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابواسحاق کے حوالے سے، حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے ان دونوں کے درمیان کسی فرد کا ذکر نہیں کیا۔

شعبہ نے اسے ابواسحاق کے حوالے سے ابوعبیدہ اور ایک اور شخص کے حوالے سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

اسرائیل نے اسے ابواسحاق کے حوالے سے عبداللہ بن یزید کے حوالے سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور ابواسحاق کے حوالے سے ابوعبیدہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 19: بلاعنوان

3322 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ

3321- اخرجه النسائي في الكبرى (١٨٩/٦): كتاب عمل اليوم والليلة: باب: ما يقول اذا اوى الى فراشه، حديث (١٠٥٩٤) من طريق ابي اسحاق، عن ابي بردة عن البراء بن عازب فذكره، و من طريق عبد الله بن يزيد عن البراء بن عازب اخرجه ابوداؤد (٣١٠/٤، ٣١١) كتاب الادب: باب: ما يقال عند النوم، حديث (٥٠٤٥)، و اخرجه الترمذي في الشمائل ص (٢١٦)، حديث (٢٥٥)، و قال الحافظ في الفتح (١١٩/١١): و سنده صحيح.

3322- اخرجه مسلم (١١٧/٩ - الابي): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة، باب: ما يقول عن النوم و اخذ المضجع، حديث (٢٧١٠/٥٦)، وابو داؤد (٧٣٢/٢): كتاب الادب: باب: ما يقول عند النوم، حديث (٥٠٥١).

سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اِذَا اَخَذَ اَحَدُنَا مَضْجَعَهُ اَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَىْءٍ وَّفَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَىْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَىْءٌ وَّالظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَىْءٌ وَّالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَىْءٌ اقْضِ عَنِّى الدَّيْنَ وَاَغْنِنِىْ مِنَ الْفَقْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے ہم میں سے کوئی شخص جب سونے لگے تو وہ یہ پڑھے:

"اے اللہ! اے آسمانوں کے پروردگار! اور زمین کے پروردگار! ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پروردگار! دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے تورات انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے ہر شر والی چیز کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں تو اسے پیشانی سے پکڑنے تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں تھا تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی نہیں ہوگا تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی نہیں ہے تو ہی باطن ہے تجھ سے نیچے کوئی نہیں ہے میرا قرض ادا کردے اور مجھے فقر سے بے نیاز کردے (یعنی میرا فقر ختم کردے)۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 20: بلاعنوان

3323 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ عَنْ فِرَاشِهِ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ اِزَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِىْ مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ بَعْدُ فَاِذَا اضْطَجَعَ فَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّىْ وَضَعْتُ جَنْبِىْ وَبِكَ اَرْفَعُهُ فَاِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِىْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ فَاِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ فِىْ جَسَدِىْ وَرَدَّ عَلَىَّ رُوْحِىْ وَاَذِنَ لِىْ بِذِكْرِهِ

3323- اخرجه البخارى (۱۳۰/۱۱): كتاب الدعوات، الباب الثالث عشر، حديث (۶۳۲۰)، باب: التوحيد، باب: السؤال باسماء الله تعالىٰ والاستعاذة بها، حديث (۷۳۹۳)، و الادب المفرد ص (۳۵۳)، حديث (۱۲۱۴)، و اخرجه مسلم (۲۰۸۴/۴) (الابى): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب: ما يقول عند النوم و اخذ المضجع، حديث (۲۷۱۴/۶۴)، و ابوداؤد (۷۳۲/۲): كتاب الادب: ما يقول عند النوم، حديث (۵۰۵۰)، وابن ماجه (۱۲۷۵/۲): كتاب الدعاء باب: ما يدعو به اذا اوى الى فراشه حديث (۳۸۷۴).

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلاف روایت: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَقَالَ فَلْيَنْفُضْهُ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جب کوئی شخص اپنے بستر سے اُٹھ کر جائے' تو جب وہ اس بستر پر واپس آئے' تو اپنے تہبند کے پلو سے' اُسے تین مرتبہ جھاڑ لے کیونکہ اسے یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس کے جانے کے بعد وہاں کون سی چیز آئی تھی' پھر جب وہ لیٹ جائے' تو یہ دُعا پڑھے:

''اے میرے پروردگار! میں تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیری ہی وجہ سے اس کو اُٹھاؤں گا' اگر تو میری جان کو روک لے' تو اس پر رحم کرنا اور اگر اسے واپس کر دے' تو اس کی حفاظت کرنا' اسی طرح جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔''

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) آدمی بیدار ہوتے وقت یہ پڑھے:

''ہر طرف کی حمد وثناء' اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے میرے جسم میں مجھے عافیت عطا کی اور میری روح کو واپس کر دیا' اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق دی۔''

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

بعض راویوں نے اس میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: فَلْيَنْفُضْهُ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ

شرح

سوتے وقت کے اذکار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت ومہربانی کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سوتے وقت کچھ عملیات کی تعلیم ارشاد فرمائی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ ذکر منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِىَ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِىْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِىْ اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجٰى مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ وَبِرَسُوْلِكَ ۔ دائیں پہلو لیٹ کر یہ ذکر پڑھا جائے اور اسی رات موت آنے کی صورت میں جنت میں داخل ہوگا۔

۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِىَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِىَ ۔

۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ ذکر مذکور ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔

یہ ذکر سونے سے قبل تین بار پڑھنے کا حکم ہے۔

۴- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مذکور ہے:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ۔

سوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر اقدس کے نیچے اپنا دایاں دست اقدس رکھتے پھر یہ دعا پڑھتے تھے۔

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ ذکر مذکور ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ! وَرَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ! فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی! وَمُنَزِّلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ! اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ، اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ، اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ ۔

اس دعا میں اللہ تعالیٰ کے چند اوصاف بیان کیے گئے ہیں یعنی وہ اول و آخر، ظاہر و باطن، خالق ارض و سماء، منزل کتب سماویہ اور فقر سے نجات دے کر خوشحالی عطا کرنے والا ہے۔

محدثین کرام نے جمیع مصائب و آلام سے نجات اور معاشی خوشحالی کے لیے اس دعا کو مجرب قرار دیا ہے۔

۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ ذکر بھی منقول ہے:

بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُہٗ فَاِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْھَا وَاِنْ اَرْسَلْتَھَا فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ ۔

صبح بیدار ہوتے وقت حسب ذیل دعا پڑھی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ وَرَدَّ رُوْحِیْ وَاَذِنَ لِیْ بِذِکْرِہٖ ۔

۷- طبرانی کے حوالے سے صبح و شام کے اذکار میں سے ایک درج ذیل ہے:

الحمد للہ الذی تواضع کل شیء لعظمتہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الذی ذل کل شیء لعزتہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الذی اخضع کل شیء لملکہ ۔ (الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث: ۳۲۵)

جو شخص صبح و شام یہ دعا پڑھے گا، اس کے نامہ اعمال میں لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں پھر اسی رات یا دن میں فوت ہو جانے کی صورت میں فرشتوں کی معاونت سے (باعزت) جنت میں داخل ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب 21: سوتے وقت قرآن پاک کی تلاوت کرنا

3324 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو آپ ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیاں جمع کر کے ان میں پھونک مارتے تھے۔ آپ ﷺ سورہ اخلاص' سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر دم کرتے تھے' پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ہو سکتا تھا' پھیر لیتے تھے۔ پہلے آپ ﷺ اپنے سر پر' اپنے چہرے پر اور جسم کے آگے والے حصے پر پھیرتے تھے۔ آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

شرح

سوتے وقت سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھنے کی اہمیت

حدیث باب سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن سے ''دم'' کرنا جائز ہے، دوسری روایت سے اس کا معاوضہ لینا بھی ثابت ہوتا ہے۔ تینوں سورتوں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ سورہ اخلاص کی تلاوت تہائی قرآن کے مساوی ہے اور اس میں صرف توحید باری تعالیٰ کا مضمون بیان ہوا ہے جو اسلامی عقائد کی اساس ہے۔ معوذتین کی وجہ یہ ہے کہ ان میں آسیب، رقیہ (منتر) اور سحر کا تحفظ ہے۔ یہ سورتیں چھوٹی ہیں جو عموماً ہر مسلمان کو یاد ہوتی ہیں یا ان کا ذکر کرنا دشوار نہیں ہے۔ ان سورتوں کے ساتھ سورۃ الکافرون کو بھی یاد کر کے ملانا چاہیے، کیونکہ چہار قل کی فضیلت و اہمیت احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے۔

3324۔ اخرجه البخاری (۱۰/۲۱۹، ۲۲۰): کتاب الطب: باب: النفث من الرقية، حديث (۵۸٤۸)، و ابوداؤد (٤/۳۱۳): کتاب الادب: باب: ما يقال عند النوم، حديث (۵۰۵٦)، و ابن ماجه (۲/۱۲۷۵): کتاب الدعاء: باب: ما يدعو به اذا اوى الى فراشه، حديث (۳۸۷۵)، و عبد بن حميد ص (٤۳۱)، حديث (۱٤۸٤).

بَابُ مِنْهُ

باب 22: بلاعنوان

3325 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَوَيْتُ إِلَى فِرَاشِي قَالَ اقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْيَانًا يَقُولُ مَرَّةً وَأَحْيَانًا لَا يَقُولُهَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهَذَا أَصَحُّ وَرَوَى زُهَيْرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهَذَا أَشْبَهُ وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ قَدِ اضْطَرَبَ أَصْحَابُ أَبِي إِسْحَقَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ أَخُو فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ

◆◆ حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں! جسے میں رات سوتے وقت پڑھ لیا کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سورۂ کافرون پڑھا کرو کیونکہ یہ شرک سے برأت کا اظہار ہے۔

شعبہ نامی راوی نے بعض اوقات یہ الفاظ نقل کیے ہیں، میرے استاد نے اس روایت میں بعض اوقات "ایک مرتبہ" کا لفظ نقل کیا ہے اور بعض اوقات نقل نہیں کیا۔

حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

زہیر نے اس حدیث کو ابواسحاق کے حوالے سے فروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے اور شعبہ کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ابواسحاق کے شاگردوں نے اس حدیث کو روایت کرنے میں اضطراب کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

عبدالرحمٰن بن نوفل نے اسے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہ عبدالرحمٰن حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔

3325۔ اخرجه ابوداؤد (۳۱۳/٤): كتاب الادب: باب: ما يقال عن النوم حديث (٥٠٥٥)، و الدرمي (٤٥٩/٢): كتاب فضائل القرآن: باب: فضل (قل يا ايها الكافرون) و احمد (٤٥٦/٥).

شرح

سوتے وقت سورۃ الکافرون پڑھنے کی فضیلت

سورۃ الکافرون، ایک امتیازی شان کی حامل ہے، سورۃ اخلاص کی طرح اس میں اخلاص الاعتقاد و اخلاص العبادت کا تذکرہ ہے اور پہلی حدیث کو اس روایت کے ساتھ ملایا جائے تو چہار قل کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونے سے قبل سورۃ الکافرون پڑھنے کا حکم دیا تھا، چونکہ یہ حکم خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے لہٰذا ہر مسلمان سوتے وقت اس کی تلاوت کی سعادت حاصل کرسکتا ہے۔

3326 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَاَ بِ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ

اسنادِ دیگر: هٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَدْ رَوٰى زُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لَهُ سَمِعْتَهُ مِنْ جَابِرٍ قَالَ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ جَابِرٍ اِنَّمَا سَمِعْتُهُ مِنْ صَفْوَانَ اَوِ ابْنِ صَفْوَانَ وَقَدْ رَوٰى شَبَابَةُ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ حَدِيثِ لَيْثٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۂ تنزیل سجدہ اور سورۂ ملک نہیں پڑھ لیتے تھے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر راویوں نے اس حدیث کو اسی طرح لیث کے حوالے سے ابوزبیر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

زہیر نے اس حدیث کو ابوزبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا: آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زبانی نہیں سنی میں نے یہ صفوان یا ابن صفوان کی زبانی سنی ہے۔

شبابہ نے اس روایت کو مغیرہ بن مسلم کے حوالے سے ابوزبیر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے لیث نے نقل کیا ہے۔

شرح

سورۃ السجدۃ اور سورۃ الملک کی تلاوت کرنا:

دوسری سورتوں کی طرح سونے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک کی بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ان سورتوں کی تخصیص شاید اس لیے ہے کہ سورۃ السجدہ میں عبادت و ریاضت کی اہمیت و فضیلت بیان ہوئی ہے جبکہ سورۃ ملک قبر میں صاحب قبر کی معاون و رفیق ہونے کا اعزاز رکھتی ہے۔

ایک روایت کے مطابق ان دونوں سورتوں کی تلاوت کے صلہ میں ستر نیکیاں عطا کی جاتی ہیں، ستر برائیاں ختم کی جاتی ہیں اور ستر درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سورۃ الم تنزیل اور سورۃ الملک کی تلاوت کرنے سے شب قدر میں عبادت و ریاضت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

3327 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِىْ لُبَابَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَاَ الزُّمَرَ وَبَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَبُوْ لُبَابَةَ هٰذَا اسْمُهٗ مَرْوَانُ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ وَّسَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ سَمِعَ مِنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۂ زمر اور سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں) امام بخاری نے مجھے یہ بتایا ہے، اس روایت کے راوی ابولبابہ کا نام مروان ہے اور یہ عبدالرحمن بن زیاد کے غلام ہیں انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث کا سماع کیا ہے اور حماد بن زید نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

3328 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ بَحِيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بِلَالٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَاَ الْمُسَبِّحَاتِ وَيَقُوْلُ فِيْهَا اٰيَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

3327۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۳۰۳/۱۲)، حدیث (۱۷۶۰۱) من اصحابك الكتب الستة، و اخرجه الحاكم فی المستدرك (۴۳۴/۲)، و قال الشيخ الالبانی فی السلسلة الصحيحة (۲۴۳/۲)، حديث (۶۴۱)، اسناده جيد، سكت عليه الحاكم و الذهبی و رجاله ثقات.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک مسبحات کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ یہ فرماتے تھے: ان میں ایک ایسی آیت بھی ہے جو ایک ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

سورۂ زمر، سورۂ بنی اسرائیل اور مسبحات کی تلاوت کرنا:

چار قل، سورہ زمر اور سورۃ الملک کی طرح سوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورہ بنی اسرائیل کی بھی تلاوت کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ اس موقع پر سورہ مسبحات کی بھی تلاوت کرتے تھے، مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتداء سبح یا سبحان یا یسبح سے ہوتی ہے، وہ سات سورتیں ہیں:

(۱) سورہ بنی اسرائیل (۲) سورہ حدید (۳) سورہ حشر (۴) سورہ صف (۵) سورہ جمعہ (۶) سورہ تغابن اور (۷) سورۃ الاعلیٰ۔

ان سورتوں کی الگ الگ فضیلت و شان اور خصوصیات ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 23: بلا عنوان

3329 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِى الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ حَنْظَلَةَ

متنِ حدیث: قَالَ صَحِبْتُ شَدَّادَ بْنَ اَوْسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فِىْ سَفَرٍ فَقَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا اَنْ نَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِى الْاَمْرِ وَاَسْاَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِيْمًا وَّاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّاْخُذُ مَضْجَعَهُ يَقْرَاُ سُوْرَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهُ شَىْءٌ يُّؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْجُرَيْرِيُّ هُوَ سَعِيْدُ بْنُ اِيَاسٍ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْجُرَيْرِيُّ وَاَبُو الْعَلَاءِ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ

بنو حنظلہ قبیلے کے ایک صاحب کہتے ہیں، میں ایک دن حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک

3329۔ اخرجه احمد (۱۲۵/٤) عن شداد بن اوس فذكره۔

تھا۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں؟ جو نبی اکرم ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے۔ تم یہ پڑھا کرو:

''اے اللہ! میں تجھ سے کام (یعنی معاملات) کی مضبوطی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے کا سوال کرتا ہوں اور اچھی طرح سے عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے سچی زبان' درست (نظریات رکھنے والا) دل مانگتا ہوں۔ میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جو تیرے علم میں ہے' اور میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں' جو تیرے علم میں ہے' اور میں ہر اس چیز سے تیری مغفرت طلب کرتا ہوں جسے تو جانتا ہے۔ بے شک تو غیوب کا علم رکھنے والا ہے۔''

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو مسلمان سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی کتاب کی کوئی ایک سورۃ پڑھے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتے کو مقرر کر دے گا' تو تکلیف دینے والی کوئی بھی چیز اس کے بیدار ہونے تک اس کے پاس نہیں آئے گی' خواہ وہ جب بھی بیدار ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے' جانتے ہیں۔

جریری نامی راوی کا نام سعید بن ایاس ہے' یا وہ ابو مسعود جریری ہیں۔

ابوالعلاء نامی راوی کا نام یزید بن عبداللہ بن شخیر ہے۔

شرح

کسی بھی سورت کی تلاوت نافع ہونا

حدیث باب کے مطابق سونے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَاَسْئَلُكَ عَزِیْمَةَ الرُّشْدِ وَاَسْئَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْئَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِیْمًا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ .

علاوہ ازیں رات کو سونے سے پہلے جو بھی سورت تلاوت کی جائے قاری کے لیے نافع ہو گی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کے لیے ایک فرشتہ تعینات کیا جاتا ہے، جو سونے والے کی نگرانی کرتا ہے کہ کوئی چیز اسے نقصان نہ پہنچا سکے اور اس کے بیدار ہونے تک فرشتہ اپنی خدمات انجام دیتا رہتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی التَّسْبِیْحِ وَالتَّكْبِیْرِ وَالتَّحْمِیْدِ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب 24: سوتے وقت سبحان اللہ' اللہ اکبر اور الحمدللہ پڑھنا

3330 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ زِیَادُ بْنُ یَحْیَی الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

3330- اخرجه عبد الله بن احمد من الزوائد (۱/۱۲۳)، عن عبيدة عن علي به.

متن حدیث: قَالَ شَكَتْ اِلَىَّ فَاطِمَةُ مَجَلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِيْنِ فَقُلْتُ لَوْ اَتَيْتِ اَبَاكِ فَسَاَلْتِهِ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنَ الْخَادِمِ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُوْلَانِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ مِنْ تَحْمِيْدٍ وَّتَسْبِيْحٍ وَّتَكْبِيْرٍ وَّفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَوْنٍ وَّقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے مجھ سے یہ شکایت کی کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں' تو میں نے ان سے کہا: اگر تم اپنے والد محترم سے کوئی خادم مانگ لو تو بہتر ہوگا (وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کسی خادم کے لیے کہا) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں ایک ایسی چیز کے بارے میں بتاتا ہوں' جو تم دونوں (میاں بیوی) کے لیے خادم (مل جانے سے زیادہ) فضیلت رکھتی ہے، تم لوگ سوتے وقت 33 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ' 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور 34 مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث میں پورا واقعہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو ابن عون سے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3331 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

متن حدیث: قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ مَجْلًا بِيَدَيْهَا فَاَمَرَهَا بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کے سامنے چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھ چھل جانے کی شکایت کی' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں سبحان اللہ پڑھنے' اللہ اکبر پڑھنے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنے کا حکم دیا۔

شرح

تسبیحات فاطمہ پڑھنے کی فضیلت:

خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن بھر گھریلو کام کاج کرتیں مثلاً خانہ صفائی، کھانا تیار کرنا، پانی بھرنا، کپڑوں کی دھلائی، چکی سے آٹا پیسنا، مہمان نوازی اور دیگر امور۔ آپ گھریلو امور انجام دینے سے تھک جاتی تھیں اور چکی سے آٹا پیسنے

کے سبب ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے تھے۔ آپ اکثر ان امور کو انجام دینے کی وجہ سے تھکاوٹ بالخصوص چکی پیسنے کی وجہ سے چھالوں کا ذکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرتیں اور وہ خاموش ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ دو غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حسب معمول اپنی تھکاوٹ بالخصوص چکی پیسنے سے ہاتھوں کو پڑنے والے چھالوں کا ذکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا، انہوں نے فرمایا: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس پریشانی کا ذکر کریں، آپ کے پاس غلام موجود ہیں ممکن ہے کہ چکی پیسنے کے لیے کوئی غلام عنایت فرما دیں، آپ دارِ نبوت میں حاضر ہوئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود نہیں تھے، اشارۃً آنے کا مقصد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کر کے واپس آگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے ان کی آمد و رفت کو ملاحظہ کیا، گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی وجہ دریافت کی، انہوں نے تفصیل سے ان کے آنے کی وجہ عرض کر دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آنے کی وجہ دریافت کی، وہ خاموش رہیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقصد تفصیل سے عرض کر دیا، آپ نے غلام دینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: میں یہ غلام نہیں دے سکتا، یہ ان یتیم بچوں کو دوں گا جن کے باپ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ تاہم آپ سونے سے قبل سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار پڑھا کریں تو تھکاوٹ نام کی کوئی چیز آپ کے قریب نہیں آئے گی۔

ان تسبیحات کو تسبیحات فاطمہ کہا جاتا ہے، جو اولیاء و صالحین کے معمولات میں شامل رہی ہیں اور ہیں۔ ان تسبیحات کو تسبیحات فقراء بھی کہا جاتا ہے، نماز سے فراغت پر تاہنوز مسلمان یہ تسبیحات فاطمہ پڑھتے ہیں اور تا قیامت انہیں پڑھتے رہیں گے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 25: بلاعنوان

3332 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَلَا وَهُمَا يَسِيرٌ وَّمَنْ يَّعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ

3332- اخرجه البخاري في الادب المفرد ص (۳۵۵)، حديث (۱۲۲۱)، و ابوداؤد (۸۱/۲): كتاب الصلاة: باب: التسبيح بالحصى، حديث (۱۵۰۲)، و يوجد من ابوداؤد ايضا (۵۰۶۵)، و النسائي (۷۴/۳): كتاب السهو: باب: عد التسبيح بعد التسليم، حديث (۱۳۴۸) و يوجد من النسائي ايضا (۱۳۵۵)، و ابن ماجه (۲۹۹/۱): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما يقال بعد التسليم حديث (۹۲۶)، و احمد (۱۶۰/۲)، (۲۰۴/۲)، و الحميدي (۲۶۵/۱)، حديث (۵۸۳)، و ابن حميد ص (۱۳۹، ۱۴۰)، حديث (۳۵۶).

يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا فَكَيْفَ لَا يُحْصِيْهَا قَالَ يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ لَا يَفْعَلُ وَيَأْتِيْهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتّٰى يَنَامَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَرَوَى الْأَعْمَشُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ مُخْتَصَرًا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: دو خصلتیں (ایسی ہی) جنہیں اگر کوئی مسلمان اختیار کرلے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یہ دونوں آسان بھی ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔

راوی بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا: آپ ﷺ اپنی انگلیوں پر اس کو گن رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زبان سے پڑھنے کے حساب سے (روزانہ) ایک سو پچاس ہوں گے لیکن میزان میں یہ ایک ہزار پانچ سو ہوں گے (کیونکہ نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:) جب تم سونے لگو! تو ایک سو مرتبہ سبحان اللہ اللہ اکبر اور الحمد للہ (یعنی انہیں 33'33 مرتبہ پڑھ لو) تو یہ زبان سے پڑھنے میں ایک سو ہوں گے اور میزان میں ایک ہزار ہوں گے تو تم میں سے کون ایسا شخص ہے؟ جو روزانہ دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہو (لیکن وہ اس عمل کے ذریعے روزانہ دو ہزار پانچ سو نیکیاں حاصل کرے گا) لوگوں نے عرض کی: ہم بھلا کیوں اس کا خیال نہیں رکھیں گے؟ (یعنی اس کو انشاء اللہ باقاعدگی سے کریں گے)۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کسی ایک شخص کے پاس شیطان آتا ہے۔ آدمی اس وقت نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان کہتا ہے: فلاں فلاں چیز یاد کرو! یہاں تک کہ اس آدمی کی توجہ منتشر ہو جاتی ہے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی وہ کام نہ کرے۔ پھر جب آدمی سونے لگتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اسے سلاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ آدمی سو جاتا ہے (اس لیے تم نے اس معاملے میں احتیاط کرنی ہے)۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ اور ثوری نے اسے عطاء بن سائب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اعمش نے اس حدیث کو عطاء بن سائب کے حوالے سے مختصر طور پر نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

3333 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

متنِ حدیث: قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيْحَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ انگلیوں پر گنتے ہوئے سبحان اللہ پڑھ رہے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اعمش سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

3334 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ سَمُرَةَ الْاَحْمَسِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيُكَبِّرُهُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ

اختلافِ روایت: وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَكَمِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَاهُ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحَكَمِ فَرَفَعَهُ

◄► حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (نماز کے بعد چند وظائف) پڑھنے والا شخص محروم نہیں رہتا' وہ ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ پڑھے' 33 مرتبہ الحمدللہ پڑھے اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

عمرو بن قیس ملائی نامی راوی حافظ اور ثقہ ہیں۔

شعبہ نے اس حدیث کو حکم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

منصور بن معتمر نے اسے حکم کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

3335 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

3334- اخرجه مسلم (۲/۵۲۲، ۵۲۳): كتاب المساجد و مواضع الصلاة باب: استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته، حديث (۵۹۶/۱۴۴، ۱۴۵)، و النسائي (۳/۷۵): كتاب السهو: باب: نوع آخر من عدد التسبيح حديث (۱۳۴۹).

متن حدیث: قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نُسَبِّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنَحْمَدَهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنُكَبِّرَهُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ قَالَ فَرَاٰى رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِى الْمَنَامِ فَقَالَ اَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُسَبِّحُوْا فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدُوْا اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرُوْا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوْا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَاجْعَلُوْا التَّهْلِيْلَ مَعَهُنَّ فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ فَقَالَ افْعَلُوْا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کی ہدایت ملی۔ راوی کہتے ہیں: ایک انصاری نے خواب میں دیکھا اور بتایا: (خواب میں فرشتے نے پوچھا) نبی اکرم ﷺ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے: تم 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں (تو وہ فرشتہ بولا:) تم اسے 35 مرتبہ پڑھو اور اس کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی پڑھو۔ اگلے دن وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ ایسا کرو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دو وظائف کی وجہ سے دخول جنت کا پروانہ ملنا:

ان روایات میں دو وظائف کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص اہتمام کے ساتھ انہیں پڑھے گا، وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا اور وہ وظائف حسب ذیل ہیں:

۱- (i) ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ دس بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دس بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ دس بار۔

(ii) ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار۔

(iii) ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار۔

۲- رات کے وقت سونے سے پہلے حسب ذیل وظیفہ پڑھنا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار۔

فائدہ نافعہ:

اکثر لوگ تسبیحات کو شمار کرنے کے لیے تسبیح (مالا) استعمال کرتے ہیں، اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے لیکن انگلیوں کے پوروں پر گننا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ اس میں ریاکاری نہیں ہے۔

3335۔ اخرجه النسائي (۷۶/۳): كتاب السهو: باب: نوع آخر من عدد التسبيح، حديث (۱۳۵۰)، و الدارمي (۳۱۲/۱): كتاب الصلاة: باب التسبيح من دبر الصلاة، و احمد (۱۸٤/۵، ۱۹۰)، و عبد بن حميد ص (۱۰۹)، حديث (۲٤۵)، و ابن خزيمة (۳۷۰/۱) حديث (۷۵۲).

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

باب 26: رات کے وقت بیدار ہونے پر پڑھی جانے والی دُعا

3336 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ اَبِي رِزْمَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ اَبِي اُمَيَّةَ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي اَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَاِنْ عَزَمَ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ صَلّٰى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

3337 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ يُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ سَجْدَةٍ وَيُسَبِّحُ مِائَةَ اَلْفِ تَسْبِيحَةٍ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص رات کے وقت بیدار ہو کر یہ پڑھے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا''

پھر وہ یہ پڑھے:

''اے میرے پروردگار میری مغفرت کر دے''۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) پھر وہ شخص جو دُعا مانگے گا وہ دُعا قبول ہو گی اگر وہ ہمت کر کے وضو کر کے نماز بھی ادا کرے تو اس کی نماز بھی قبول ہو گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

مسلمہ بیان کرتے ہیں، عمیر بن ہانی روزانہ ایک ہزار نوافل ادا کیا کرتے تھے' اور ایک لاکھ مرتبہ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

3336۔ اخرجه البخاری (۴۷/۳، ۴۹): كتاب التهجد: باب: فضل من تعار من الليل فصلى، حديث (۱۱۵۴)، و ابوداؤد (۳۱۴/۴): كتاب الادب: باب: ما يقول الرجل اذا تعار من الليل، حديث (۵۰۶۰)، و ابن ماجه (۱۲۷۶/۲): كتاب الدعاء: باب ما يدعو به اذا انتبه من الليل، حديث (۳۸۷۸)، و الدارمی (۲۹۱/۲): كتاب الاستئذان: باب: ما يقول اذا انتبه من نومه، و احمد (۳۱۳/۵).

بَابُ مِنْهُ

باب 27: بلاعنوان

3338 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَّوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَّاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَعَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالُوْا حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيُّ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَبِيْتُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُعْطِيْهِ وَضُوْئَهٗ فَاَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَاَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم ﷺ کے دروازے کے پاس رات کے وقت موجود رہتا تھا۔ میں آپ ﷺ کو وضو کا پانی دیا کرتا تھا۔ میں رات کے وقت آپ ﷺ کو پست آواز میں "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" پڑھتے ہوئے سنتا تھا اور پست آواز میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" پڑھتے ہوئے سنتا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 28: بلاعنوان

3339 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَا نَفْسِيْ بَعْدَ مَا اَمَاتَهَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

3338- اخرجه البخاري من المفرد ص (٣٥٦)، حديث (٢٢٣)، والنسائي (٢٠٩/٣): كتاب قيام الليل و تطوع النهار، باب: ذكر ما يستفتح به القيام، حديث (١٦١٨)، و ابن ماجه (١٢٧٦/٢): كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به اذا انتبه من الليل، حديث (٣٨٧٩)، و احمد (٥٧/٤).

3339- اخرجه البخاري (١١٧/١١): كتاب الدعوات: باب: ما يقول اذا نام، حديث (٦٣١٢)، طرفه من (٦٣١٤، ٦٣٢٤، ٧٣٩٤) و من الادب المفرد ص (٣٥٢)، حديث (١٢٠٩)، و ابوداؤد (٣١١/٤): كتاب الادب: باب: ما يقال عند النوم، حديث (٥٠٤٩)، و ابن ماجه (١٢٧٧/٢): كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به اذا انتبه من الليل، حديث (٣٨٨٠)، و الدارمي (٢٩١/٢): كتاب الاستيذان: باب: ما يقول اذا انتبه من نومه، و احمد (٣٨٥/٥، ٣٨٧، ٣٩٧، ٣٩٩، ٤٠٧).

◄► حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب سونے لگتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے سوتا ہوں اور اٹھوں گا۔''

جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے مجھے نیند دینے کے بعد بیداری عطا کی اور اسی کی بارگاہ میں دوبارہ اکٹھے ہونا ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سونے کے بعد رات میں اٹھنے کی دعائیں:

رات میں سونے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے یا کم خوابی یا نیم بیداری کی حالت میں کوئی دعا کرتا ہے، تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور باوضو ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول کی جاتی ہے۔ وہ دعائیں درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے:

۲- (i) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، (ii) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۳- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے:

(i) رات کو سوتے وقت کی دعا: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا

(ii) جب بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَا نَفْسِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَهَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ .

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ اِلَى الصَّلٰوةِ

باب 29: آدمی جب رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے لیے (اُٹھے) تو کیا پڑھے؟

3340 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ

رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب نصف رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے لیے اُٹھتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ حمد تیرے لیے مخصوص ہے تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے حمد تیرے لیے مخصوص ہے تو آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے حمد تیرے لیے مخصوص ہے تو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور ان میں موجود ہر چیز کا بھی پروردگار ہے تو حق ہے تیرا کیا ہوا وعدہ حق ہے تیری بارگاہ میں حاضری حق ہے جنت حق ہے جہنم حق ہے قیامت حق ہے اے اللہ! میں نے تیری بارگاہ میں سر کو جھکا دیا تجھ پر ایمان لایا میں نے تجھ پر توکل کیا میں تیرا فرمانبردار ہوا میں تیری مدد سے کسی سے اختلاف کرتا ہوں تجھے ہی حاکم تسلیم کرتا ہوں تو میری مغفرت کر دے ہر اس چیز کی جو میں پہلے کر چکا ہوں آئندہ کروں گا جو چھپ کر کی ہے جو علانیہ طور پر کی ہے تو میرا معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 30: بلاعنوان

3341 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ اَبِي لَيْلٰى حَدَّثَنِي اَبِي

3340- اخرجه مالك (۲۱۵/۱، ۲۱٦): كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعاء حديث (۳٤)، و البخاري (٥/۳): كتاب التهجد: باب: (۱)التهجد بالليل، حديث (۱۱۲۰)، و اطرافه في (٦۳۱۷، ۷۳۸٥، ۷٤٤۲، ۷٤۹۹) ومن الادب المفرد ص (۷۰٤)، حديث (۲۰٤)، و مسلم (۱۰٤/۳، ۱۰٥، ۱۰٦ - الابي): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: الدعاء من صلاة الليل و قيامه حديث (۷٦۹/۱۹۹)، و ابوداؤد (۲۰٥/۱): كتاب الصلاة: باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، حديث (۷۷۱)، (۷۷۲) والنسائي (۲۰۹/۳): كتاب قيام الليل و تطوع النهار: باب: ما يستفتح به القيام، حديث (۱٦۱۹)، و ابن ماجه (٤۳۰/۱): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: ما جاء في الدعاء اذا قام الرجل من الليل، حديث (۱۳٥٥)، و الدارمي (۳٤۸/۱): كتاب الصلاة باب: الدعاء عند التهجد، و احمد (۲۹۸/۱، ۳۰۸، ۳٥۸، ۳٦٦)، و الحميدي (۲۳۱/۱)، حديث (٤۹٥)، و ابن خزيمة (۱٤٤/۲)، حديث (۱۱٥۱)، (۱۱٥۲)، و ابن حميد ص (۲۱۱)، حديث (٦۲۱).

حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَيْلَةً حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي وَتَجْمَعُ بِهَا أَمْرِي وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِي وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِي وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِي وَتُزَكِّي بِهَا عَمَلِي وَتُلْهِمُنِي بِهَا رُشْدِي وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِي وَتَعْصِمُنِي بِهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ اللَّهُمَّ أَعْطِنِي إِيمَانًا وَيَقِينًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ وَرَحْمَةً أَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْعَطَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِي وَإِنْ قَصُرَ رَأْيِي وَضَعُفَ عَمَلِي افْتَقَرْتُ إِلَى رَحْمَتِكَ فَأَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْأُمُورِ وَيَا شَافِيَ الصُّدُورِ كَمَا تُجِيرُ بَيْنَ الْبُحُورِ أَنْ تُجِيرَنِي مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُورِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُورِ اللَّهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْيِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِي مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ خَيْرٍ أَنْتَ مُعْطِيهِ أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ فَإِنِّي أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيهِ وَأَسْأَلُكَهُ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيدِ وَالْأَمْرِ الرَّشِيدِ أَسْأَلُكَ الْأَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيدِ وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُودِ مَعَ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ الرُّكَّعِ السُّجُودِ الْمُوفِينَ بِالْعُهُودِ إِنَّكَ رَحِيمٌ وَدُودٌ وَأَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِيدُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِينَ مُهْتَدِينَ غَيْرَ ضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ سِلْمًا لِأَوْلِيَائِكَ وَعَدُوًّا لِأَعْدَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ أَحَبَّكَ وَنُعَادِي بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ اللَّهُمَّ هَذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْإِجَابَةُ وَهَذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا فِي قَلْبِي وَنُورًا فِي قَبْرِي وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَنُورًا مِنْ خَلْفِي وَنُورًا عَنْ يَمِينِي وَنُورًا عَنْ شِمَالِي وَنُورًا مِنْ فَوْقِي وَنُورًا مِنْ تَحْتِي وَنُورًا فِي سَمْعِي وَنُورًا فِي بَصَرِي وَنُورًا فِي شَعْرِي وَنُورًا فِي بَشَرِي وَنُورًا فِي لَحْمِي وَنُورًا فِي دَمِي وَنُورًا فِي عِظَامِي اللَّهُمَّ أَعْظِمْ لِي نُورًا وَأَعْطِنِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِي الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْهُ بِطُولِهِ

◄◄ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا، آپ ﷺ نے نوافل ادا کرنے کے بعد یہ دعا مانگی۔

3341۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۱۸۴/۵)، حدیث (۶۲۹۲) من اصحابك الكتب الستة، و ذكره المتقی الهندی (۱۷۲/۲)، حديث (۳۶۰۸)، و عزاه للطبرانی و للبيهقی فی الدعوات عن ابن عباس۔

"اے اللہ! میں تجھ سے تیری وہ رحمت مانگتا ہوں جس کے ذریعے تو میرے دل کو ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور میرے معاملات کو سمیٹ دے' میری مشکلات کو آسان کر دے' اس کے ذریعے میرے غائب کی اصلاح کر دے' اس کے ذریعے میرے شاہد کو بلند کر دے' اس کے ذریعے میرے عمل کا تزکیہ کر دے' اس کے ذریعے مجھے ہدایت الہام کر دے' اس کے ذریعے میری الفت لوٹا دے' اس کے ذریعے مجھے ہر برائی سے بچا' اے اللہ! مجھے ایسا ایمان اور یقین عطا کر دے جس کے بعد کفر نہ ہو اور ایسی رحمت عطا کر دے جس کے ذریعے میں دُنیا اور آخرت میں تیری طرف سے عطا کردہ بزرگی کے شرف تک پہنچ جاؤں۔ اے اللہ! میں تجھ سے عطا میں (اور ایک روایت کے مطابق قضاء میں) کامیابی کا سوال کرتا ہوں' شہداء کے مرتبے کا' سعادت مند لوگوں کی طرح زندہ رہنے کا' دُشمن کے خلاف مدد کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ! میں اپنی حاجت تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں' اگرچہ میری عقل کمزور ہے' اور عمل ضعیف ہے' لیکن میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ اے تمام کاموں کو پورا کرنے والے' اے سینوں کو شفا دینے والے' میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جس طرح تو سمندروں کے درمیان نجات نصیب کرتا ہے اسی طرح مجھے جہنم کے عذاب سے' بربادی کی دُعا سے' قبر کی آزمائش سے نجات نصیب کر۔ اے اللہ! جس بھی بھلائی کے بارے میں میری سوچ کمزور ہے' میری نیت اس تک نہیں پہنچی' میرا سوال اس کے بارے میں نہیں ہو سکا اور تو نے اس بھلائی کا اپنی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ بھی وعدہ کیا ہو وہ بھلائی جو تو اپنے بندوں میں سے کسی کو بھی عطا کرے گا میں تیری بارگاہ میں اس کا طلبگار ہوں اور میں وہ بھلائی تیری رحمت کے وسیلے سے مانگتا ہوں۔ اے تمام جہانوں کے پروردگار! اے اللہ! اے زبردست قوت کے مالک! اے درست فیصلہ کرنے والے! میں قیامت کے دن امن کے حصول کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور آخرت میں مقرب فرشتوں کے ہمراہ جنت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' جو رکوع کرنے والے ہیں اور سجدہ کرنے والے ہیں' اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں' بے شک تو رحم کرنے والا اور مہربان ہے' تو جو ارادہ کرتا ہے وہ تو کر لیتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں ہدایت یافتہ اور دوسروں کو ہدایت دینے والا بنا دے' ہمیں گمراہ یا دوسروں کو گمراہ کرنے والا نہ بنا۔ ہمیں اپنے دوستوں کے ساتھ محبت کرنے والا اور اپنے دشمنوں کا دشمن بنا دے۔ ہم تیری محبت کی وجہ سے ہر اس شخص سے محبت رکھیں' جو تجھ سے محبت رکھتا ہے' اور تیری دشمنی کی وجہ سے ہر اس شخص کو دشمن رکھیں جو تیری مخالفت کرتا ہے۔ اے اللہ! یہ میری دُعا ہے' جسے قبول کرنا تیرا کام ہے۔ یہ ایک ادنیٰ سی کوشش ہے' اور بھروسہ تیری ذات پر ہی کیا جا سکتا ہے۔ اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے۔ میری قبر میں نور کر دے۔ میرے آگے نور کر دے۔ میرے پیچھے نور کر دے۔ میرے دائیں طرف نور کر دے۔ میرے بائیں طرف نور کر دے۔ میرے اوپر نور کر دے۔ میرے نیچے نور کر دے۔ میری سماعت کو نور کر دے۔ میری بصارت کو نور کر دے۔ میرے بالوں کو نور کر دے۔ میری چمڑے کو نور کر دے۔ میرے گوشت کو نور کر دے۔ میرے خون کو نور کر دے۔ میری ہڈیوں کو نور کر دے۔ اے اللہ! میرے نور میں اضافہ کر دے۔ مجھے نور عطا کر دے۔ مجھے نور والا بنا دے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے عزت کی چادر کو اوڑھ لیا اور اسے اپنے ساتھ مخصوص کر لیا۔ پاک ہے وہ' جس نے بزرگی کے لباس کو پہن کر اس کے ذریعے اپنی عزت ظاہر کی۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علاوہ کوئی تسبیح کے لائق نہیں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو فضل کرنے والا ہے' جو بزرگی کا مالک ہے' اور کرم والا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو جلال اور اکرام والا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ "حدیث غریب" ہے۔ ہم اسے ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شعبہ اور سفیان ثوری نے اسے سلمہ بن کہیل کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس روایت کا بعض حصہ نقل کیا ہے۔ مکمل روایت ذکر نہیں کی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ

باب 31: رات کے وقت نوافل کے آغاز میں دُعا مانگنا

3342 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں، میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت نوافل ادا کرنے لگتے تھے تو آپ ﷺ نماز کے آغاز میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ جب رات کی نماز ادا کرنے لگتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ! اے جبرائیل علیہ السلام، میکائیل، اسرافیل کے پروردگار! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے! تیرے بندے جس چیز کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں تو بندوں کے درمیان اس چیز کے بارے میں فیصلہ کرے گا تو مجھے اس حق کے بارے میں ہدایت پر ثابت قدم رکھ! جس کے بارے میں تیرے اذن کے ساتھ اختلاف کیا جاتا ہے بے شک تو ہی صراطِ مستقیم پر (چلاسکتا ہے)۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

3342۔ اخرجه مسلم (١٠٨،١٠٧/٢ - الابی): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: الدعاء في صلاة الليل و قيامه، حديث (٧٧٠/٢٠٠)، و ابوداؤد (٢٠٤/١): كتاب الصلاة: باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، حديث (٧٦٧)، و النسائي (٢١٢/٣): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: باي شي تستفتح صلاة الليل، حديث (١٦٢٥)، و ابن ماجه (٤٣١/١): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: ما جاء في الدعاء اذا قام الرجل من الليل، حديث (١٣٥٧)، و احمد (١٥٦/٦)، و ابن خزيمة (١٨٥/٢)، حديث (١١٥٣).

بَابُ مِنْهُ

باب 32: بلاعنوان

3343 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَوةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ آمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرَضِينَ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَكُونُ آخِرَ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو پہلے یہ پڑھتے تھے:

''میں اپنا رُخ اس ذات کی طرف کر رہا ہوں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو ٹھیک پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام گناہوں کو بخش دے بے شک گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے تو مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب فرما اور اچھے اخلاق کی طرف صرف تو ہی رہنمائی کر سکتا ہے تو مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے۔ میں تجھ پر ایمان لایا تیری ذات برکت والی ہے بلند و برتر

ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب نبی اکرم ﷺ رکوع میں جاتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا' میں تجھ پر ایمان لایا' میں نے تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا' میری سماعت' بصارت' مغز' ہڈیاں' پٹھے سب تیری بارگاہ میں جھک گئے۔''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب آپ ﷺ سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے۔ اتنی جتنی آسمانوں اور زمین کو اور ان میں موجود ساری جگہ کو بھر دے اور اتنی جتنی اس چیز کو بھر دے جو تو چاہے۔''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) نبی کریم ﷺ جب سجدے میں جاتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا' تجھ پر ایمان لایا' تیرے لیے خود کو جھکا دیا' میرا چہرہ اس ذات کے لیے سربسجود ہے' جس نے اسے پیدا کیا' اسے شکل و صورت عطا کی' اسے سماعت اور بصیرت نصیب کی' تو اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے' جو سب سے بہترین خالق ہے۔''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس کے بعد نبی اکرم ﷺ تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں نے جو کچھ پہلے کیا جو بعد میں کروں گا' جو چھپ کر کیا یا جو اعلانیہ طور پر کیا ان سب کی مغفرت کر دے۔ اس کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' تو آگے کرنے والا ہے' تو پیچھے کرنے والا ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3344 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ وَيُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنِىْ عَمِّىْ وَقَالَ يُوْسُفُ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ حَدَّثَنِى الْاَعْرَجُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّىْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِىْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِىْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّىْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّىْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِىْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ فَاِذَا رَكَعَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِىْ وَبَصَرِىْ وَعِظَامِىْ وَعَصَبِىْ فَاِذَا رَفَعَ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَآءِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَىْءٍ بَعْدُ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ

سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ فَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ يَقُوْلُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے' تو اس میں یہ دُعا پڑھتے۔

''میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو ٹھیک طور پر پیدا کیا' میں مشرک نہیں ہوں بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی' میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے' اور میں مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں' میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں' تو میرے تمام گناہوں کو بخش دے' تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کی بخشش نہیں کرسکتا تو مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب کر' اچھے اخلاق کی ہدایت صرف تو ہی نصیب کرسکتا ہے' اور تو مجھ سے برے اخلاق کو دُور کر دے' مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کرسکتا ہے۔ میں حاضر ہوں تیرا فرمانبردار ہوں' ہر طرح کی بھلائی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تیری طرف کوئی شر نہیں جاسکتا۔ میں تیری مدد سے (سب کام کرتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں) تیری ذات برکت والی ہے' تو بلند و برتر ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں' میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب نبی اکرم ﷺ رکوع میں جاتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا' تجھ پر ایمان لایا' تیری بارگاہ میں سر تسلیم خم کیا۔ میری سماعت' میری بصارت' میری ہڈیاں' میرے پٹھے تیری بارگاہ میں جھکے ہوئے ہیں۔'' (حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب آپ ﷺ سر اٹھاتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے اتنی جتنی آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان والی جگہ کو بھر دے اور اس کے بعد ہر اس چیز کو بھر دے جسے تو چاہے۔''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا' میں تجھ پر ایمان لایا' تیرے لیے اسلام قبول کیا' میرا چہرہ اس ذات کے لیے سربسجود ہے' جس نے اسے پیدا کیا' اسے شکل و صورت عطا کی' اسے سماعت اور بصارت عطا کی' تو اللہ کی ذات برکت والی ہے' جو سب سے بہترین خالق ہے۔''

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں تشہد کے دوران سلام پھیرنے سے پہلے یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں جو پہلے کر چکا ہوں' جو بعد میں کروں گا' جو چھپ کر کیا' جو کچھ اعلانیہ کیا' ان سب کی مغفرت کر دے اور جو میں نے اپنے معاملے میں اسراف کیا (اسکی بھی مغفرت کر دے) تو اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے' تو آگے کرنے والا ہے' تو پیچھے کرنے والا ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3345 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ ذٰلِكَ اَيْضًا اِذَا قَضٰى قِرَائَتَهُ وَاَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَيَصْنَعُهَا اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ وَهُوَ قَاعِدٌ فَاِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ فَكَبَّرَ وَيَقُوْلُ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ وَلَا مَنْجَا وَلَا مَلْجَاَ اِلَّا اِلَيْكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ثُمَّ يَقْرَاُ فَاِذَا رَكَعَ كَانَ كَلَامُهٗ فِيْ رُكُوْعِهٖ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يُتْبِعُهَا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّيْ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَيَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَبَعْضِ اَصْحَابِنَا وَاَحْمَدُ لَا يَرَاهُ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ يَقُوْلُ هٰذَا فِيْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَلَا يَقُوْلُهٗ فِي الْمَكْتُوْبَةِ

سَمِعْتُ اَبَا اِسْمٰعِیْلَ یَعْنِی التِّرْمِذِیَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ یُوْسُفَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ سُلَیْمَانَ بْنَ دَاوٗدَ الْهَاشِمِیَّ یَقُوْلُ وَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِیْثَ فَقَالَ هٰذَا عِنْدَنَا مِثْلُ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں، جب آپ ﷺ فرض نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے' تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے (یعنی رفع یدین کرتے) پھر جب آپ ﷺ قرأت مکمل کرتے تو ایسا ہی کرتے پھر جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگتے تو ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو ایسا ہی کرتے البتہ نماز کے دوران بیٹھ کر آپ ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ دو سجدے کرنے کے بعد کھڑے ہوتے' تو پھر اسی طرح رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے جب آپ ﷺ نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

"میں نے اپنا رُخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور میں مشرک نہیں ہوں بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی' میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے' اور میں مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو برحق ہے' تو میرا پروردگار ہے' میں تیرا بندہ ہوں' میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے' میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں' تو میرے تمام گناہوں کی مغفرت کر دے' بے شک صرف تو ہی گناہوں کی بخشش کر سکتا ہے۔ مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب کر' اچھے اخلاق کی ہدایت صرف تو ہی نصیب کر سکتا ہے' تو مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے' مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں' میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں' تیری طرف رجوع کرتا ہوں' تیری ذات کے علاوہ اور کوئی جائے نجات اور جائے پناہ نہیں ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

پھر نبی اکرم ﷺ تلاوت کرتے تھے' اور جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تھے' تو رکوع میں آپ ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا' میں تجھ پر ایمان لایا' تیرے لیے اسلام قبول کیا' تو میرا پروردگار ہے' میری سماعت' میری بصارت' میرا مغز' میری ہڈیاں' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکی ہوئی ہیں' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تھے' تو آپ ﷺ "سمع اللہ لمن حمدہ" پڑھتے پڑھتے اور اس کے بعد یہ پڑھتے:

"اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! آسمانوں اور زمین جتنی بھری ہوئی حمد تیرے لیے ہے' اس کے بعد ہر وہ چیز جو تو چاہے اس کی جتنی بھری ہوئی حمد تیرے لیے مخصوص ہے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا' تجھ پر ایمان لایا' میں نے تیرے لیے اسلام قبول کیا' تو میرا پروردگار ہے' میرا چہرہ اس ذات کی بارگاہ میں سر بسجود ہے' جس نے اسے پیدا کیا' جس نے اسے سماعت اور بصارت نصیب کی' اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے' جو سب سے بہترین خالق ہے۔"

نبی اکرم ﷺ جب نماز ختم کرنے لگتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں نے جو پہلے کیا' جو بعد میں کروں گا' جو چھپ کر کیا' جو اعلانیہ طور پر کیا' تو اس کی مغفرت کر دے تو میرا معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام شافعی اور ہمارے اصحاب (یعنی محدثین) کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام احمد بن حنبل اس بات کے قائل نہیں ہیں۔

میں نے امام ابو اسماعیل ترمذی کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا' محمد بن اسماعیل (بخاری) نے یہ بات بیان کی ہے، میں نے سلیمان بن داؤد ہاشمی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا اور بولے: ہمارے نزدیک یہ روایت زہری کی حدیث کی مانند ہے' جسے انہوں نے سالم کے حوالے سے' ان کے والد سے نقل کیا ہے۔

شرح

رات کے وقت نوافل کے وقت کی جانے والی دعائیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آغاز نوافل کے وقت یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ .

۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء نوافل میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝

۳- نماز کے اختتام پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِيْ بِهَا قَلْبِيْ وَتَجْمَعُ بِهَا اَمْرِيْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعْثِيْ وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِيْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِيْ وَتُزَكِّيْ بِهَا عَمَلِيْ وَتُلْهِمُنِيْ بِهَا رُشْدِيْ وَتَرُدُّ بِهَا اُلْفَتِيْ وَتَعْصِمُنِيْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ، اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَّرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْعَطَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْاَعْدَاءِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِيْ وَاِنْ قَصُرَ رَأْيِيْ الخ

۴-(i) نماز کے آغاز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ الخ

(ii) رکوع میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعِظَامِيْ وَعَصَبِيْ .

(iii) رکوع سے سر اٹھاتے وقت یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْاَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ وَمِلْاَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ .

(iv) حالت سجدہ میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ فَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ .

(v) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ .

۵-(i) نماز کے آغاز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَاشَرِيْكَ لَهٗ الخ

(ii) حالت رکوع میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَعِظَامِيْ وَعَصَبِيْ .

(iii) رکوع سے اٹھ کر قومہ میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْاَ السَّمَاءِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمِلْاَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ .

(iv) حالت سجدہ میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ فَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۝

(vi) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ .

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرائض کی ادائیگی میں بھی یہی دعائیں پڑھتے تھے۔

آپ نماز کے آغاز میں، رکوع میں، رکوع سے اٹھ کر قومہ میں، سجدہ میں اور آخری قعدہ میں سلام پھیرنے سے قبل مذکورہ دعائیں پڑھتے تھے۔

(i) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آغاز نماز میں یہ دعا منقول ہے:

وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ الخ

(ii) حالت رکوع میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّیْ خَشَعَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

(iii) رکوع کے بعد حالت قومہ میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمَاءِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ .

(iv) حالت سجدہ میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ فَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۝

(v) نماز سے فراغت پر یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ .

فائدہ نافعہ:

نوافل اور فرائض نماز میں رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت، سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کے ساتھ منسوخ ہے، البتہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا جائز اور مسنون ہے۔

روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول دعاؤں میں استغفار، توبہ اور گناہوں کی معافی سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ ہرگز نہیں ہیں، کیونکہ آپ تو امام المعصومین (انبیاء علیہم السلام) ہیں۔ تاہم ایسی دعاؤں کی متعدد وجوہات ہوسکتی ہیں:

(i) آپ کی امت کے گناہ مراد ہیں۔

(۱۱) امت کو ایسی دعائیں کرنے کی ترغیب دینا مقصود ہو۔

بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

باب 33: سجدہ تلاوت میں کیا پڑھا جائے؟

3346 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي وَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِي جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک درخت کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ رہا ہوں، جب میں سجدے میں گیا تو میرے سجدہ کرنے کے ساتھ درخت بھی سجدے میں چلا گیا، میں نے اسے سنا وہ یہ پڑھ رہا تھا:

''اے اللہ! اس کی وجہ سے میرے لیے اپنی بارگاہ میں اجر لکھ لے اور اس کی وجہ سے میرے بوجھ کو ختم کر دے اور اسے میرے لیے ذخیرے کے طور پر محفوظ کر لے' اسے میری طرف سے اسی طرح قبول کر لے' جیسے تو نے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ السلام سے قبول کیا تھا۔''

ابن جریج نامی راوی بیان کرتے ہیں، تمہارے دادا نے مجھے یہ بتایا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان کیا ہے اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے آیت سجدہ تلاوت کی' پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا، آپ ﷺ نے سجدے میں وہی کلمات پڑھے جو اس شخص نے درخت کے کلمات کے طور پر بیان کیے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ''حدیث غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

3347 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي

الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

⇔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت سجدۂ تلاوت کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

''میرا چہرہ اس ذات کی بارگاہ میں سربسجود ہے، جس نے اسے پیدا کیا جس نے اسے سماعت اور بصارت عطا کی اپنی مدد اور اپنی قوت (کے تحت عطا کی)۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سجدہ تلاوت میں پڑھی جانے والی دعائیں:

قرآن کریم میں آیات سجدہ چودہ (۱۴) ہیں، ان کی تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، یہ سجدہ اوقات مکروہہ کے علاوہ کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے، اس کے لیے شرائط نماز والی ہیں۔ سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر ادائے وجوب کی نیت سے سجدہ میں چلا جائے، اس میں تسبیحات (تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى) مسنون ہیں، اس میں نہ تشہد ہے اور نہ سلام۔ سات اعضاء کا زمین پر رکھنے کا نام سجدہ ہے، وہ سات اعضاء یہ ہیں: دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور چہرہ۔

سجدہ تلاوت میں احادیث باب میں مذکور دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(i) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ.

(ii) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ

فائدہ نافعہ:

نماز ارکان اسلام میں سے ایک ہے، یہ ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہے، اس کا منکر کافر اور اس کا ترک گناہ کبیرہ ہے، تارک صلوٰۃ شیطان سے بھی بڑا مجرم ہے، کیونکہ اس نے ایک سجدہ نہیں کیا تھا مگر یہ روزانہ کئی سجدے نہیں کر رہا اور بے نمازی سے تو وہ درخت افضل ہے کہ غیر مکلف ہونے کے باوجود اپنے پروردگار کے حضور سربسجود ہے یا جھکا ہوا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ

باب 34: جب آدمی گھر سے نکلے تو کیا پڑھے؟

3348 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ يَعْنِي إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ يُقَالُ لَهُ كُفِيتَ وَوُقِيتَ وَتَنَحَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص یہ پڑھے۔
(راوی کہتے ہیں یعنی) جب وہ اپنے گھر سے نکلے۔
''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔''
تو اس شخص سے یہ کہا جاتا ہے، تمہاری کفایت ہوگئی تمہیں بچالیا گیا اور پھر شیطان (اس گھر سے دور رہتا ہے)۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 35: بلاعنوان

3349 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ جب گھر سے تشریف لے جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

3348- اخرجه ابوداؤد (۳۲۵/۴): كتاب الادب: باب: ما جاء فيمن دخل ... ما يقول، حديث (۵۰۹۵).
3349- اخرجه ابوداؤد (۳۲۵/۴): كتاب الادب: باب: ما جاء فيمن دخل بيته ما يقول، حديث (۵۰۹۴)، و النسائي (۲۶۸/۸): كتاب الاستعاذة: باب الاستعاذة من الضلال، حديث (۵۴۸۶)، و ابن ماجه (۱۲۷۸/۲): كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل اذا خرج من بيته، حديث (۳۸۸۴)، و احمد (۳۰۶/۶، ۳۱۸، ۳۲۱)، و الحميدي (۱۴۵/۱) حديث (۳۰۳)، و ابن ماجه ص (۱۴۳): حديث (۱۵۳۶).

''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے (ہم گھر سے نکلتے ہیں) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا۔ اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم پھسل جائیں یا ہم گمراہ ہو جائیں یا ہم زیادتی کریں یا ہم پر زیادتی کی جائے یا ہم جہالت کا مظاہرہ کریں یا ہمارے خلاف جہالت کا مظاہرہ کیا جائے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

گھر سے نکلتے وقت پڑھی جانے والی دعائیں:

احادیث باب میں گھر سے نکلتے وقت دو دعائیں مذکور ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(i) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ! لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .

گھر سے نکلنے والا شخص جب یہ دعا پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے جواب میں کہتے ہیں: كُفِيتَ وَوُقِيتَ (تو کفایت کیا گیا اور بچایا گیا) یعنی اللہ تعالیٰ تیرے کام درست کرے گا اور تیری حفاظت کرے گا۔

(ii) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ! اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا .

جب انسان گھر سے برآمد ہوتے وقت ان دعاؤں میں سے کوئی پڑھتا ہے، وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں پیش کرتا ہے، وہ کسی بھی حادثہ یا نہ کردہ گناہ سے محفوظ رہتا ہے اور اسے کوئی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

گھر میں داخل ہونے کی دعا

گھر سے نکلنے کی طرح گھر میں داخل ہونے کے لیے علماء و مشائخ نے بطور درود شریف پڑھنا تجویز کیا ہے اور بعض نے اپنے گھر کے دروازے پر بایں الفاظ درود شریف لکھایا ہوا ہے:

يَا دَاخِلَ الدَّارِ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہر درود فضیلت والا ہے، گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی بھی درود پڑھا جا سکتا ہے، درود بہترین دعا بھی ہے اور تعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر بھی۔ ہر درود کی فضیلت ہے مگر افضل درود، درود ابراہیمی ہے، اس کی تعلیم زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دی گئی ہے اور اس کا انتخاب نماز کے لیے کیا گیا ہے جو افضل عبادت ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

۱- فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ (النور ۶۱)

''پھر جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) پر سلام کہا کرو (یہ) اللہ کی طرف سے بابرکت و پاکیزہ دعا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو تمہارے لیے واضح کرتا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔''

۲- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ۔ (سنن ابی داود، رقم الحدیث: ۵۰۹۶)

گھر میں داخل ہونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس حدیث میں مذکور دعا کی جائے پھر اہل خانہ کو السلام علیکم کہا جائے، اس کے نتیجہ میں گھر کا ماحول خیر و برکت اور امن و سکون کا گہوارہ بنا رہے گا۔

فائدہ نافعہ:

گھر سے نکلتے وقت محض ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کہنا بھی باری تعالیٰ کی پناہ و حفاظت کے لیے کافی و وافی ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ السُّوْقَ

باب 36: بازار میں داخل ہونے کی دعا

3350 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيَنِىْ اَخِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَحَدَّثَنِىْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَىٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَّرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَّهُوَ قَهْرَمَانُ اٰلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھ لے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی ساری اس کے

3350۔ اخرجه ابن ماجه (۷۵۲/۲): كتاب التجارات: باب: الاسواق و دخولها (۲۲۳۵)، و الدارمي (۲۹۳/۲): كتاب الاستيذان: باب: ما يقول اذا دخل السوق، و احمد (۴۷/۱)، و عبد بن حميد ص (۳۹، ۴۰)، حديث (۲۸).

لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔
بھلائی اس کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجات بلند کر دیتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

اس روایت کو عمرو بن دینار نے جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے خزانچی تھے سالم بن عبداللہ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا گیا ہے۔

3351 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَّالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَّهُوَ قَهْرَمَانُ اٰلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ فِي السُّوقِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَّبَنٰى لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ هٰذَا هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ

اختلافِ سند: وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

◆◆ عمرو بن دینار جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے خزانچی ہیں وہ سالم بن عبداللہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے ان کے دادا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص بازار میں یہ پڑھ لے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے وہ موت دیتا ہے وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا بھلائی اس کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دس لاکھ نیکیاں عطا کرتا ہے اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے راوی عمرو بن دینار بصرہ کے رہنے والے بزرگ ہیں۔ بعض محدثین نے ان کے

3351- اخرجه ابن ماجه (۱۲٤٦/۲): كتاب الادب: باب: فضل لا اله الا الله، حديث (۳۷۹٤)، عبد بن حميد ص (۲۹۳، ۲۹٤) حديث (۹٤۳، ۹٤٤، ۹٤٥).

بارے میں کلام کیا ہے۔

یحیٰ بن سلیم طائفی نے عمران بن مسلم' عبداللہ بن دینار' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حوالہ ذکر نہیں کیا۔

شرح

بازار میں داخل ہونے کی دعا اور اس کی فضیلت

دخول بازار کے وقت پڑھی جانے والی دعا دو صحابہ سے منقول ہے جو درج ذیل ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ .

اس دعا کی فضیلت یہ ہے کہ پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کے دس لاکھ گناہ معاف کیے جائیں گے اور دس لاکھ درجات بلند کیے جائیں گے۔ دوسری روایت کے مطابق اس فضیلت کے ساتھ جنت میں اس کا گھر بھی بنایا جائے گا۔ اتنی فضیلت کسی اور دعا کی بیان نہیں ہوئی۔

احادیث مبارکہ کے مطابق روئے زمین کی افضل ترین جگہیں مساجد ہیں، جن میں عبادت و ریاضت کی جاتی ہے اور بدترین جگہیں بازار ہیں۔ بازار میں شیطان لحہ بہ لحہ اور قدم بقدم حملہ آور ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں کذب بیانی، کم تول، دھوکہ بازی اور ظلم و زیادتی وغیرہ عام ہوتی ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح امت کے لیے یہ دعا تجویز فرمائی، اس کی فضیلت بیان کر کے قوم کو اس کی ترغیب دی ہے۔ جو شخص بازار میں داخل ہونے سے پہلے یا سودا خریدنے سے قبل یا دکان کھولنے سے قبل یہ دعا پڑھے گا، وہ ان روایات کی فضیلت کا مصداق قرار پائے گا۔ اصلاح معاشرہ، حلال روزی کے حصول اور حرام سے اجتناب کے لیے یہ دعا نہایت مجرب ہے۔

فائدہ:

اس دعا کی فضیلت میں جو دس لاکھ نیکیاں لکھنے، دس لاکھ گناہ معاف کرنے اور دس لاکھ درجات بلند کرنے کا تذکرہ ہوا ہے، اس سے مراد تحدید نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ الْعَبْدُ اِذَا مَرِضَ

باب 37: جب کوئی شخص بیمار ہو جائے' تو کیا پڑھے؟

3352 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ

3352- اخرجه عبد بن حميد ص (۴۳، ۴۴)، حديث (۳۸).

عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِیْ مُسْلِمٍ

متن حدیث: قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ قَالَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِيْكَ لِیْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِیَ الْمُلْكُ وَلِیَ الْحَمْدُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِیْ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ بِنَحْوِ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دے کر یہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، جو شخص یہ پڑھ لے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے: میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور میں سب سے بڑا ہوں۔'' جب بندہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف وہی معبود ہے' تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف میں ہی معبود ہوں۔ جب بندہ یہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف میں ہی معبود ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں ہے۔

جب بندہ یہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے' اور حمد بھی اسی کے لیے مخصوص ہے' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' بادشاہی میرے لیے مخصوص ہے' اور حمد بھی میرے لیے مخصوص ہے۔

جب بندہ یہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور میری مدد کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی: جو شخص بیماری کے دوران ان کلمات کو پڑھے اور پھر اس کا انتقال ہو جائے' تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شعبہ نے اسے ابواسحاق کے حوالے سے' اغر ابومسلم کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کی مانند نقل کیا ہے۔ حدیث کا مضمون یہی ہے' تاہم انہوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

یہ بات محمد بن بشار نے اپنی سند کے حوالے سے بیان کی ہے۔

شرح

حالت بیماری میں پڑھی جانے والی دعا اور اس کی فضیلت

حالت مرض میں پڑھی جانے والی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

جب بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ، جب بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِيْ، جب بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ، جب بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ، جب بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

یہ دعا مریض بندے اور اللہ تعالیٰ کے تائیدی وخوبصورت مکالمہ پر مشتمل ہے، جو بندہ اپنے آخری مرض میں یہ دعا پڑھتا ہے تو اس کی برکت سے اسے جہنم کی آگ نہیں جلاتی۔ صحت کی حالت میں بھی یہ دعا پڑھنی چاہیے، بالخصوص مرض کی حالت میں تو بالکل کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ کوئی علم نہیں ہے کہ کون سا آخری مرض ثابت ہو۔

یہ دعا اس لیے بھی خوبصورت اور بروقت قبولیت کے زیادہ لائق ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات مثلاً توحید، مالک الملک، حمد وثنا اور قوت وطاقت کے مالک ہونے پر مشتمل ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى مُبْتَلًى

باب 38: کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا

3353 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ مَوْلَى اٰلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ رَاٰى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اِلَّا عُوْفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ كَائِنًا مَا كَانَ مَا عَاشَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰـذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

توضیح راوی: وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَهْرَمَانُ اٰلِ الزُّبَيْرِ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَّلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ وَقَدْ

3353۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۹/۹ ۰ ٤)، حدیث (۱۲٦۹۰) من اصحابك الكتب الستة، و ذكره الهیثمی فی مجمع الزوائد، و عزاه للبزار و للطبرانی فی الصغیر والاوسط بنحوه، و قال و اسناده حسن عن ابی هریرة.

تَفَرَّدَ بِاَحَادِيْثَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

قولِ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا رَاٰی صَاحِبَ بَلَاءٍ فَتَعَوَّذَ مِنْهُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَا يُسْمِعُ صَاحِبَ الْبَلَاءِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جب کوئی شخص کسی کو آزمائش میں مبتلا دیکھے تو یہ دُعا پڑھ لے:

''ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے مجھے اس چیز سے عافیت عطا کی ہے' جس میں تمہیں مبتلا کیا ہے' اور مجھے (عافیت عطا کرنے کے حوالے سے) بہت سی مخلوق پر فضیلت دی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، تو وہ شخص جب تک زندہ رہے گا' اس وقت تک وہ اس آزمائش میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ''حدیث غریب'' ہے اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

عمرو بن دینار نامی راوی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی آل کے خزانچی ہیں۔ یہ بصرہ کے رہنے والے بزرگ ہیں اور علم حدیث میں مستند تسلیم نہیں کیے گئے۔ انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر کے حوالے سے' بہت سی روایات نقل کی ہیں' جن میں یہ منفرد ہیں۔

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' یہ بات نقل کی گئی ہے، وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی آدمی کسی شخص کو کسی آزمائش میں مبتلا دیکھے تو دل میں یہ دُعا پڑھے، اس کی آواز اس شخص تک نہ پہنچے جو آزمائش میں مبتلا ہے (ورنہ اسے تکلیف ہوگی)۔

3354 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ رَاٰی مُبْتَلًى فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص کسی شخص کو آزمائش میں مبتلا دیکھ کر یہ پڑھ لے:

''ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے مجھے اس چیز سے عافیت عطا کی ہے' جس میں تمہیں مبتلا کیا ہے' اور (اس آزمائش سے بچانے کے حوالے سے) مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا کی ہے۔''

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو وہ آزمائش اس شخص کو لاحق نہیں ہوگی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

مصیبت میں مبتلا شخص کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا اور اس کی فضیلت

جب کوئی شخص کسی مرض میں مبتلا ہو جہاں وہ کسی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جا کر علاج کرانے کا اہتمام کرتا ہے' وہاں روحانی طریقہ علاج اپنانا چاہیے مثلاً فالج' بخار' جذام' برص اور دیگر امراض کا علاج دوائیوں کے ساتھ ساتھ دعاؤں سے بھی کرنا چاہیے۔

احادیث باب میں مذکور دُعا حسب ذیل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا،

اس دعا کی برکت سے مرض مصیبت سے نجات حاصل ہو جائے گی''۔

سوال: کیا یہ دعا مریض پڑھے یا دوسرا شخص بھی پڑھ سکتا ہے؟

جواب: یہ دعا مریض پڑھ سکتا ہے اور دوسرا شخص بھی پڑھ سکتا ہے۔ یہ دعا بلند آواز میں پڑھی جا سکتی ہے اور پست آواز سے بھی۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ

باب 39: محفل سے اُٹھتے وقت کی دُعا

3355 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِى السَّفَرِ الْكُوْفِىُّ وَاسْمُهٗ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِىُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ جَلَسَ فِىْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِىْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ

فى الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص کسی محفل میں بیٹھا ہو جہاں بہت سی لغو باتیں ہوئی ہوں' تو وہ شخص وہاں سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے:

''تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں''۔

3355- اخرجه احمد (٢/٣٦٩، ٤٩٤) عن سهل بن ابى صالح عن ابيه عن ابى هريرة به.

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو اس محفل میں جو غلطی بھی ہوئی ہوگی اس کو بخش دیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کے سہیل سے منقول ہونے کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

3356 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّقُوْمَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ محفل سے اٹھنے سے پہلے سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے۔

''اے میرے پروردگار! تو مجھے بخش دے، تو میری توبہ قبول کرلے، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور مغفرت کرنے والا ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

محفل سے اٹھتے وقت مانگی جانے والی دعائیں اور ان کی فضیلت:

محفل سے اٹھتے وقت مانگی جانے والی دو دعائیں ہیں، جو احادیث باب میں مذکور ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ.

3356۔ اخرجه البخاري في الادب المفرد ص (۱۸۱)، حديث (۶۲۲)، و ابوداؤد (۸۵/۲)، كتاب الصلاة، باب في الاستغفار، حديث (۱۵۱۶)، و ابن ماجه (۱۲۵۳/۲)، كتاب الادب، باب في الاستغفار، حديث (۳۸۱۴)، و احمد (۲۱/۲)، و عبد بن حميد ص (۲۵۱)، حديث (۷۸۶).

مجلس میں انسان عمداً یا سہواً بعض اوقات ایسی گفتگو کر جاتا ہے، جس سے حاضرین کی یا ان میں سے بعض کی دل آزاری ہوتی ہے یا وہ شرعی طور پر قابل مؤاخذہ ہوتی ہے، وہ اگر محفل برخواست ہونے سے قبل ان دعاؤں میں سے کوئی بھی پڑھ لیتا ہے، تو وہ اس کی کوتاہی کا کفارہ بن جاتی ہے اور اس دعا کو دعائے کفارہ بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دعا ایک بار اور دوسری دعا ایک سو بار پڑھنے کا حکم ہے۔ علاوہ ازیں اس دعا کے پڑھنے کے صلہ میں اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

ہماری اس تقریر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی تعلیمات کس قدر اصلاح معاشرہ کے لیے نافع' لوگوں کی عزت و آبرو کی محافظ اور تعمیر اخلاقیات کے لیے مؤثر ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ

باب 40: پریشانی کے وقت پڑھی جانے والی دعا

3357 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْحَكِيمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو بردبار ہے' اور حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو عظیم عرش کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے' اور کریم عرش کا پروردگار ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

3357۔ اخرجه البخاري (۱۱/۱۴۹): كتاب الدعوات: باب: الدعاء عند الكرب، حديث (۶۳۴۵)، و طرفه في (۶۳۴۶، ۷۴۲۶، ۷۴۳۱)، و من الادب المفرد ص (۲۰۶)، حديث (۷۰۷)، و مسلم (۴/۲۰۹۲): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: حديث (۸۳/۲۷۳۰)، و ابن ماجه (۲/۱۲۷۸): كتاب الدعاء: باب: الدعاء عند الكرب، حديث (۳۸۸۳)، و احمد (۱/۲۲۸، ۲۵۴، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۸۰، ۲۸۴، ۳۳۹، ۳۵۶، ۲۶۸)، و ابن حميد ص (۲۲۰، ۲۲۱)، حديث (۶۵۷، ۶۵۸، ۶۶۰).

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3358 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيُّ الْمَدِيْنِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَهَمَّهُ الْاَمْرُ رَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَاِذَا اجْتَهَدَ فِى الدُّعَاءِ قَالَ يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب پریشان ہوتے تھے تو آپ ﷺ اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھا کر یہ دُعا پڑھتے تھے:

"عظیم اللہ تعالیٰ کی ذات (ہر طرح کے عیب سے) پاک ہے۔"

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب نبی اکرم ﷺ دُعا میں زیادہ کوشش کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے حی اے قیوم"

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ "حدیث غریب" ہے۔

شرح

پریشانی کے وقت پڑھی جانے والی دعائیں:

جب کوئی شخص کسی پریشانی یا مشکل میں مبتلا ہو، تو وہ احادیث باب میں موجود دونوں دعاؤں میں سے کوئی بھی دعا پڑھ سکتا ہے، جس کے نتیجہ میں اسے اس سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ وہ دو دعائیں حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

(ii) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُ

ان دعاؤں میں توحید باری تعالیٰ، عرش عظیم کے مالک، زمین و آسمان کے مالک، باری تعالیٰ کے عظیم و برتر اور ازلی و ابدی ہونے کے اوصاف و کمالات بیان کیے گئے ہیں، جن کے ساتھ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور مصیبت سے نجات دیتا ہے۔

3358۔ تفرد به الترمذي انظر التحفة (٩/٤٦٧)، حديث (١٢٩٤١) و ذكر البغوي في شرح السنة (١٢٥/٣)، حديث (١٣٢٦) و قال: وهو حديث غريب عن أبي هريرة

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا

باب 41: پڑاؤ کے وقت پڑھی جانے والی دعا

3359 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ السُّلَمِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

اختلافِ سند: وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ الْأَشَجِّ فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ وَيَقُولُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ خَوْلَةَ قَالَ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَجْلَانَ

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سیدہ خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص کسی جگہ پڑاؤ کرے اور پھر یہ کلمات پڑھ لے:

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا ہے۔''

(نبی اکرم ﷺ) فرماتے ہیں: تو اسے کوئی بھی چیز اس وقت تک نقصان نہیں پہنچائے گی جب تک وہ اس پڑاؤ سے روانہ نہیں ہو جاتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ انہیں یعقوب بن عبداللہ کے حوالے سے' اس روایت کا پتہ چلا ہے انہوں نے اس روایت کی مانند روایت نقل کی ہے۔

اس روایت کو ابن عجلان نے یعقوب بن عبداللہ کے حوالے سے' سعید بن میتب کے حوالے سے' سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

تاہم لیث کی نقل کردہ روایت ابن عجلان کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

3359- اخرجه مالك (٩٧٨/٢): كتاب الاستئذان: باب: ما يومر به من الكلام في السفر، حديث بعيد (٣٤ ٠٠)، و مسلم (٢٠٨٠/٤): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: من سوء القضاء و درك الشقاء وغيره، حديث (٢٧٠٨/٥٤)، و احمد (٣٧٧/٦)، و ابن خزيمة (١٥٠/٤، ١٥١)، حديث (٢٥٦٦، ٢٥٦٧).

شرح

دوران سفر کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے وقت پڑھی جانے والی دعا:

دوران سفر کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے وقت پڑھی جانے والی دعا حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بایں الفاظ منقول ہے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

زمانہ جاہلیت میں دوران سفر جب لوگ کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تھے، تو مقامی جنات کے سردار کی پناہ طلب کرتے اور اس سے مدد حاصل کرتے تھے، جس وجہ سے جنات کا دماغ خراب ہوگیا تھا۔ اس بارے میں قرآن کریم کا تاریخی ارشاد یوں ہے:

وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۝ (الجن: ۶)

''بعض لوگ ایسے تھے، جو جنات سے پناہ حاصل کرتے تھے، جس وجہ سے جنات کا دماغ خراب ہوگیا تھا۔''

حدیث باب کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مذکورہ کی تعلیم دے کر اپنی امت کو متبادل طریقہ اختیار کرنے کا حکم دے کر زمانہ جاہلیت کے طریقہ سے اجتناب کرنے کا درس دیا ہے۔ اس دعا سے تین فوائد حاصل ہوں گے:

(i) مقام نزول میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

(ii) بندے کا کلام الٰہی سے رابطہ مضبوط ہوگا۔

(iii) بندے کا اپنے خالق سے تعلق مضبوط تر ہوگا۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا

باب 42: جب کوئی شخص سفر کے لیے نکلے، تو کیا پڑھے

3360 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ قَالَ بِاِصْبَعِهٖ وَمَدَّ شُعْبَةُ اِصْبَعَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: كُنْتُ لَا اَعْرِفُ هٰذَا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ عَدِيٍّ حَتّٰى حَدَّثَنِيْ بِهٖ سُوَيْدٌ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ

3360۔ اخرجه النسائي (۸/ ۲۷۳): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من كآبة المنقلب، حديث (۵۵۰۱)، و احمد (۲/ ۴۰۱).

شُعْبَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب سفر کے لیے روانہ ہوتے اور سواری پر بیٹھ جاتے تو آپ ﷺ اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے۔

(شعبہ نامی راوی نے اپنی انگلی کو اُٹھا کر دکھایا) پھر آپ ﷺ یہ دُعا پڑھتے۔

''اے اللہ! تو ہی سفر میں میرا ساتھی ہے' اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں کا نگہبان ہے۔ اے اللہ! تو اپنی مہربانی ہمارے شامل حال رکھنا' ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھنا' اے اللہ! ہمارے لیے سفر کو مختصر کر دینا اور اسے آسان کر دینا' اے اللہ! میں سفر کی مشقت' کوئی بھی غم اور نامراد واپس آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

اس روایت کو سوید بن نصر نے عبداللہ بن مبارک کے حوالے سے' شعبہ کے حوالے سے' اسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے' اور اس کا مفہوم بھی یہی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو صرف ابن ابی عدی کی شعبہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

3361 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِيْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِيْ اَهْلِنَا اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّيُرْوٰى الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ اَيْضًا وَّمَعْنٰى قَوْلِهِ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ اَوِ الْكَوْرِ وَكِلَاهُمَا لَهٗ وَجْهٌ يُقَالُ اِنَّمَا هُوَ الرُّجُوْعُ مِنَ الْاِيْمَانِ اِلَى الْكُفْرِ اَوْ مِنَ الطَّاعَةِ اِلَى الْمَعْصِيَةِ اِنَّمَا يَعْنِيْ مِنَ الرُّجُوْعِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْخَيْرِ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ الشَّرِّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب سفر کرتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! سفر میں تو ہی میرا ساتھی ہے' اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں کا رکھوالا ہے۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر میں ہمارے ساتھ رہنا اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا بھی خیال رکھنا' اے اللہ! میں سفر کی

3361۔ اخرجه مسلم (۹۷۹/۲): كتاب الحج: باب: ما يقول اذا ركب الي سفر الحج وغيره، حديث (۱۳۴۳/۴۲۶)، و النسائي (۲۷۲/۸، ۲۷۳): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الحور بعد الكور، حديث (۵۴۹۸، ۵۴۹۹) و يوجد في الحديث (۵۵۰۰)، و ابن ماجه (۱۲۷۹/۲): كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل اذا سافر، حديث (۳۸۸۸)، و الدارمي (۲۸۷/۲): كتاب الاستئذان: باب: الدعاء في السفر، و احمد (۸۲/۵، ۸۳)، و ابن خزيمة (۱۳۸/۴)، حديث (۲۵۳۳)، و عبد بن حميد ص (۱۸۲، ۱۸۳)، حديث (۵۱۰، ۵۱۱).

مشقت' پریشانی' نامراد واپس آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مظلوم کی بددعا اور اپنے اہل خانہ یا مال کے بارے میں کسی بھی برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(امام ترمذی ﷫ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق اس میں یہ الفاظ ہیں: اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ

حدیث کے یہ الفاظ: اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ اَوِ الْكَوْرِ

یہ دونوں الفاظ منقول ہیں اور اس سے مراد یہ ہے: ایمان کو چھوڑ کر کفر کی طرف لوٹ جانا' یا فرمانبرداری کو چھوڑ کر معصیت کی طرف لوٹ جانا' یعنی بھلائی سے برائی کی طرف لوٹنا۔

شرح

سفر پر روانہ ہوتے وقت پڑھی جانے والی دعا:

سفر پر روانہ ہوتے وقت پڑھی جانے والی دو دعائیں ہیں، جو احادیث باب میں مذکور ہیں:

(i) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اَصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ، اَللّٰهُمَّ اَزْوِلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ .

(ii) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِىْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِىْ اَهْلِنَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِى الْاَهْلِ وَالْمَالِ .

مسافران دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا محافظ و نگہبان بنانے کا اعلان کرتا ہے، اپنی ذات اور اہل خانہ کو اسی کی پناہ میں پیش کرتا ہے اور ہر پریشانی سے اسے نجات دہندہ تسلیم کرتا ہے۔ اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ لمحہ بہ لمحہ اور قدم بقدم مسافر کی حفاظت کرتا ہے، مسافر حادثات اور متوقع مصائب سے محفوظ رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے گھر سلامتی وصحت کے ساتھ واپس پلٹ آتا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا قَدِمَ مِنَ السَّفَرِ

باب 43: جب آدمی سفر سے واپس آئے' تو کیا پڑھے؟

3362 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

3362۔ اخرجه احمد (۲۸۱/۴، ۲۸۹، ۲۹۸، ۳۰۰) عن الربيع بن البراء بن عازب عن ابيه.

الرَّبِيعَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَالَ اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِى اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ الْبَرَاءِ وَرِوَايَةُ شُعْبَةَ اَصَحُّ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''ہم لوٹنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے' اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان ثوری نے اس حدیث کو ابواسحاق کے حوالے سے' حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں ربیع بن براء کا ذکر نہیں کیا تاہم شعبہ کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

3363 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰى جُدُرَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ منورہ کی دیواریں ملاحظہ کرتے تو آپ ﷺ اپنی اُونٹنی کی رفتار تیز کر دیتے تھے' اور اگر آپ ﷺ کسی دوسرے جانور پر سوار ہوتے' تو اس کی رفتار کو بھی تیز کر دیتے تھے۔ آپ ﷺ ایسا مدینہ منورہ سے محبت کی وجہ سے کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

سفر سے گھر واپس پہنچنے پر پڑھی جانے والی دعا

سفر سے گھر واپسی پر پڑھی جانے والی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

3363- اخرجه البخاري (۷۲۶/۳): كتاب العمرة: باب: من اسرع ناقته اذا بلغ ناقته، حديث (۱۸۰۲)، طرفه في (۱۸۸۶)، و احمد (۱۵۹/۳).

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۔

پہلی حدیث باب میں منقول دعا کے یہ الفاظ ہیں اور دوسری روایت سے محض وطن کی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک روایت میں وطن سے محبت کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اس مشہور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

حب الوطن من الایمان یعنی وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔

الغرض! مندرجہ بالا دعا کر کے بندہ بسلامتی وصحت گھر پہنچنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اس کے معبود حقیقی ہونے کا اعلان کرتا ہے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا وَدَّعَ اِنْسَانًا

باب 44: کسی شخص کو رخصت کرتے وقت دی جانے والی دعا

3364 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَيْمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِيَدِهٖ فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب کسی شخص کو رخصت کرتے تھے تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ تھام لیتے تھے اور اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ سے نہیں چھڑوا لیتا تھا۔ پھر نبی اکرم ﷺ یہ دعا دیتے تھے:

''میں تمہارے دین تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کا اللہ تعالیٰ کو امین بناتا ہوں''۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے اور یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3365 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ خُثَيْمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ

متنِ حدیث: اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اُدْنُ مِنِّيْ اُوَدِّعْكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ سَالِمِ بْنِ

3364۔ اخرجه ابن ماجه (۹٤۳/۲) كتاب الجهاد: باب: تشييع الغزاة و وداعهم، حديث (۲۸۲٦)۔

3365۔ اخرجه احمد (۷/۲) عن حنظلة عن سالم عن ابن عمر.

عَبْدِ اللّٰهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جس شخص نے سفر پر جانا ہوتا' وہ اس سے یہ فرماتے تھے: تم میرے پاس آؤ! تاکہ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں' جس طرح نبی اکرم ﷺ ہمیں رخصت کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ یہ دعا دیتے تھے:

''میں تمہارے دین' تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو سالم بن عبداللہ سے منقول ہے۔

3366 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِىْ قَالَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى قَالَ زِدْنِىْ قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِىْ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ قَالَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں سفر پر جا رہا ہوں آپ ﷺ مجھے زادِ راہ عنایت کیجئے (یعنی کوئی دعا دیجئے) تو نبی اکرم ﷺ نے دعا دی: اللہ تعالیٰ! تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ عطا کرے۔ اس نے عرض کی: مجھے مزید عطا کیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ تمہاری مغفرت بھی کرے۔ اس نے عرض کی مزید عنایت کیجئے، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کو آسان کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

3367 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِىُّ الْكُوْفِىُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ اَخْبَرَنِىْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِىْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا اَنْ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ اللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں سفر پر جا رہا ہوں، آپ ﷺ

3366۔ اخرجه ابن خزيمة (١٣٨/٤)، حديث (٢٥٣٢) عن ثابت عن انس بن مالك.

3367۔ اخرجه ابن ماجه (٩٢٦/٢): كتاب الجهاد: باب: فضل الحرس و التكبير في سبيل الله، حديث (٢٧٧١)، و احمد (٣٢٥/٢، ٣٣١، ٤٤٣، ٤٧٦)، و ابن خزيمة (١٤٩/٤)، حديث (٢٥٦١).

مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پرہیزگاری لازم اختیار کرو، ہر بلندی پہ چڑھتے ہوئے تکبیر کہنا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) جب وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ ﷺ نے دعا کی:

"اے اللہ! اس شخص کے لیے زمین کی مسافت کو کم کر دینا اور یہ سفر اس کے لیے آسان کر دینا"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

کسی کو رخصت کرتے وقت پڑھی جانے والی دعائیں

کسی شخص کو رخصت کرتے وقت پڑھی جانے والی دعائیں احادیث باب میں مذکور ہیں:

(i) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَاٰخِرَ عَمَلِکَ

(ii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ دعا بھی منقول ہے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ

(iii) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُمَا کُنْتَ

(iv) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اَطْوِلَہُ الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ

ان دعاؤں میں الوداع کہنے والا رخصت ہونے والے کے حق میں دعا کرتے ہوئے اسے، اس کے دین، اس کی امانت اور اس کے خاتمہ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہے۔ نیز اسے تقویٰ بطور زادِ راہ دینے، گناہوں کی مغفرت کرنے اور سفر آسان کرنے کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دعا کو قبول کر کے رخصت ہونے والے کے سفر کو آسان، حادثہ سے محفوظ اور منزل تک رسائی کے لیے اپنے امن میں رکھتا ہے۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَکِبَ النَّاقَةَ

باب 45: سواری پر سوار ہوتے وقت کی دُعا

3368 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَةَ

متنِ حدیث: قَالَ شَهِدْتُ عَلِیًّا اُتِیَ بِدَابَّةٍ لِیَرْکَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِی الرِّکَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا فَلَمَّا

3368۔ اخرجه ابوداؤد (۳/۳٤): کتاب الجهاد: باب: ما یقول الرجل اذا رکب، حدیث (۲٦۰۲)، و احمد (۱/۹٦، ۹۷، ۱۱۵، ۱۲۸)، و عبد بن حمید ص (۵۸، ٦۰)، حدیث (۸۸)، (۸۹).

اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ قُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، ان کے لیے سواری کا جانور لایا گیا تاکہ وہ اس پر سوار ہوں۔ جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو یہ دعا پڑھی:

"پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ہے ورنہ ہم تو اس پر قابو پانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ الحمد للہ کہا اور پھر یہ پڑھا: "تو پاک ہے (اے اللہ) میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو میری مغفرت کردے کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔"

(راوی بیان کرتے ہیں:) تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا دیے۔ میں نے دریافت کیا: اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ کس بات پر مسکرائے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: میں نے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے اب کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ مسکرا دیے تھے تو میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کس بات پر مسکرا دیے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: تمہارا پروردگار اپنے بندے کی اس بات کو بہت پسند کرتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرے گناہوں کو بخش دے تیرے علاوہ گناہوں کو اور کوئی بخش نہیں سکتا۔"

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3369 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَارِقِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ كَبَّرَ ثَلَاثًا وَيَقُولُ (سُبْحَانَ

3369۔ اخرجه مسلم (٩٧٨/٢): كتاب الحج: باب: مايقول اذا ركب الى الحج، وغيره، حديث (١٣٤٢/٤٢٥)، و ابوداؤد (٣٣/٣): كتاب الجهاد: باب: ما يقول الرجل اذا سافر، حديث (٢٥٩٩)، و الدارمي (٢٨٧/٢): كتاب الاستيذان: باب: الدعاء اذا سافر، و الدارمي (٢٩٠/٢): كتاب الاستيذان: باب: ما يقول اذا قفل من السفر، و احمد (١٤٤/٢، ١٥٠)، و ابن خزيمة (١٤١/٤)، حديث (٢٥٤٢)، و ابن حميد ص (٢٦٣)، حديث (٨٣٣).

الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ) ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِیْ سَفَرِیْ هٰذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيْرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَهْلِنَا وَكَانَ يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اٰيِبُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے لگتے اور اپنی سواری پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑھتے:

''پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ہے ورنہ ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں اس سفر کے دوران تجھ سے نیکی اور پرہیزگاری اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ! ہمارے لیے اس سفر کو آسان کر دے اور ہمارے لیے زمین کی مسافت کو سمیٹ دے۔ اے اللہ! اس سفر کے دوران تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا تو ہی نگہبان ہے۔ اے اللہ! اس سفر میں تو ہمارے ساتھ رہنا اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا خیال رکھنا۔''

نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس اپنے گھر تشریف لاتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''اگر اللہ نے چاہا تو ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

سواری پر سوار ہوتے وقت پڑھی جانے والی دعائیں:

جب کوئی شخص سفر کا آغاز کرتے وقت سواری پر سوار ہونے کا ارادہ کرے، تو احادیث باب میں مذکور دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔ وہ دعائیں درج ذیل ہیں:

(i) حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تین بار، پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، بعد ازاں یہ پڑھے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ○ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ○

پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳ بار، پھر یہ دعا پڑھے: سُبْحَانَکَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

( ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳ بار، سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○، اَللّٰھُمَّ اسئلك فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا الْمَسِیْرَ وَاطْوِعَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَھْلِنَا۔

سواری سے مراد ہر وہ چیز ہے جو سفر کے لیے استعمال کی جائے خواہ وہ جانور ہو یا غیر مثلاً اونٹ، گھوڑا، خچر، گدھا، کشتی، بائی سائیکل، موٹر سائیکل، کار، رکشہ، بس، بحری جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ۔

اس دعا میں سواری کو مسخر کرنے، گناہوں کو بخشنے، سفر کو آسان کرنے اور اہل خانہ کے محافظ ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے جبکہ باری تعالیٰ کی کبریائی اور حمد و ثناء کا بھی تذکرہ ہے۔ اس لیے اس دعا کے کرنے والے سے اللہ تعالیٰ اظہار مسرت کرتا ہوا خوش ہوتا ہے۔

بَابُ مَا ذُکِرَ فِیْ دَعْوَۃِ الْمُسَافِرِ

باب 46: مسافر کی دُعا کا تذکرہ

3370 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَۃُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ ھِشَامٍ الدَّسْتُوَائِیِّ عَنْ یَحْیَی ابْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ وَزَادَ فِیْہِ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْھِنَّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِیُّ ھٰذَا الَّذِیْ رَوٰی عَنْہُ یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ یُقَالُ لَہٗ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَہٗ وَقَدْ رَوٰی عَنْہُ یَحْیَی ابْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ غَیْرَ حَدِیْثٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تین طرح کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے حق میں کی جانے والی دعا۔

علی بن حجر نے اسماعیل بن ابراہیم، ہشام دستوائی، یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔ تاہم انہوں نے اس روایت میں یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں۔

''ایسی مستجاب دعائیں جن کی قبولیت کا اثر ظاہر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ابوجعفر رازی نامی وہ راوی جس کے حوالے یحییٰ بن ابوکثیر نے حدیث روایت کی ہے' اس کو ابوجعفر موذن بھی کہا جاتا ہے۔ ہمیں اس کے نام کا علم نہیں۔ یحییٰ بن ابوکثیر نے اس کے حوالے سے دوسری روایات بھی نقل کی ہیں۔

شرح

مسافر کی دعا قبول ہونا:

حدیث باب کے مطابق تین لوگوں کی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے: (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) باپ کی دعا اولاد کے حق میں۔

مظلوم کی دعا کے دو پہلو ہو سکتے ہیں: پہلا یہ کہ وہ ظلم سے بچنے کے لیے ظالم کے بارے میں بددعا کرے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ظالم کی ہدایت کے لیے دعا کرے۔ مسافر کی دعا کی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) وہ سفر کی سہولیات باہم پہنچانے والوں کے حق میں دعائے خیر کرے۔ (۲) حالت سفر میں پیش آنے والی اذیت و تکلیف سے نجات کے لیے دعا کرے۔ اسی طرح باپ کی دعا کی بھی صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) باپ اولاد کی فرمانبرداری، حکم بجا آوری اور خدمات کے اعتراف میں ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا خیر کرے۔ (۲) اولاد کی نافرمانی، اذیت رسانی اور بدگوئی کے نتیجہ میں دعائے کرے۔ بہرکیف دعا کیسی بھی ہو ان تین لوگوں کی دعا اللہ تعالیٰ ضرور قبول کرتا ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ

باب 47: آندھی کے وقت پڑھی جانے والی دعا

3371 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْ عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَاَى الرِّيحَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ جب تیز چلتی ہوئی ہوا کو دیکھتے تھے' تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی' اس میں موجود بھلائی اور جس بھلائی کے ہمراہ اسے بھیجا گیا ہے اس کا سوال

3371- اخرجه مسلم (۶۱۶/۲): كتاب صلاة الاستسقاء: باب: التعوذ عند روية الريح و الغيم و الفرح بالمطر، حديث (۱۵/۸۹۹)،

کرتا ہوں اور تجھ سے اس کے شر' اس میں موجود شر اور جس شر کے ہمراہ اسے بھیجا گیا ہے اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

اس بارے میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ

باب 48: بادل کی گرج سن کر پڑھی جانے والی دُعا

3372 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ اَبِىْ مَطَرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''اے اللہ! تو ہمیں اپنے غضب کے ذریعے ہلاک نہ کرنا تو ہمیں اپنے عذاب کے ذریعے ہلاک نہ کرنا اس سے پہلے ہمیں عافیت عطا کر دینا۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ''حدیث غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

آندھی اور بادل کی گرج کے وقت پڑھی جانے والی دعائیں:

آندھی یا طوفان آنے کے وقت پڑھی جانے والی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ .

بادل کی گرج کے وقت پڑھی جانے والی یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ . (المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث: ۷۷۱۹)

تند و تیز ہوائیں کبھی رحمت خداوندی یا عذاب خداوندی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں، جب تک وہ آ کر تھم نہ جائیں، جلال

3372- اخرجه البخاري في الادب المفرد ص (۲۱۲)، حديث (۷۲۸)، و احمد (۲/ ۱۰۰) عن سالم بن عبد الله بن عمر عن ابيه.

خداوندی کے اظہار سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے کہ کیا علم وہ رحمت خداوندی یا عذاب خداوندی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

روایات میں مذکور ہے کہ جب آندھی آتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سکون سے نہ بیٹھتے تھے، کبھی اندر تشریف لے جاتے، کبھی باہر آتے، کبھی آگے بڑھتے، کبھی پیچھے آتے، کبھی آسمان کی طرف چہرۂ انور اٹھا کر دیکھتے، کبھی نماز میں مصروف ہو جاتے، کبھی محض سجدہ میں سر اقدس رکھتے۔ الغرض آپ سکون سے نہ بیٹھتے، اس پریشانی کے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دریافت کرتیں تو جواب میں فرماتے: اے صدیقہ! آسمان پر بادل دیکھ کر مجھے یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ قوم عاد کی طرح اس سے عذاب خداوندی کا نزول نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر دعا بھی فرمایا کرتے تھے:

اے اللہ! اس ہوا کو ہمارے لیے رحمت بنا، عذاب نہ بنا! اس کو ہمارے لیے ریاح بنا، ریح نہ بنا۔

علاوہ ازیں اس موقع پر پڑھی جانے والی حسب ذیل دعائیں بھی ہیں:

(i) اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ .

(ii) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَ بِهٖ .

(iii) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيًّا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ رَائِثٍ .

(iv) اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰرَامِ وَالْاٰجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ .

(v) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَّلَا تَجْعَلْهَا رِيْحًا .

(vi) اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ!

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

باب 49: پہلی کے چاند کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا

3373 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدِيْنِيُّ حَدَّثَنِيْ بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب پہلی کا چاند دیکھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے

3373۔ اخرجه الدارمي (۲/ ٤): كتاب الصوم: باب ما يقال عند روية الهلال، و احمد (۱/ ۱٦۲)، و عبد بن حميد ص ۱ ٤ ۰ ۱، حديث (۱۰۳).

''اے اللہ! اسے بھلائی' ایمان' سلامتی اور اسلام کے ہمراہ ہم پر طلوع کرنا۔''

(پھر چاند کو مخاطب کر کے یہ فرماتے تھے)

''میرا اور تمہارا پروردگار' اللہ تعالیٰ ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

پہلی رات کے چاند کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا:

جس طرح ایک مہینہ کی عمر انتیس یا تیس دن کی ہوتی ہے اسی طرح چاند کی عمر بھی اتنی ہوتی ہے، چاند کا آغاز مہینہ کے آغاز یعنی پہلی رات سے ہوتا ہے، ہر مہینہ خیر و برکت لیے ہوئے ہوتا ہے، کوئی مہینہ منحوس نہیں ہوتا، کوئی چاند دیوتا یا معبود نہیں ہو سکتا، مہینہ اور چاند سے بہت سے اسلامی احکام متعلق ہوتے ہیں، پہلی رات کے چاند کو اہتمام سے دیکھنا مسنون ہے اور اس کو دیکھتے وقت دعا خیر کرنا بھی مسنون ہے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رؤیت ہلال کی یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّىْ وَ رَبُّكَ اللّٰهُ .

رؤیت ہلال کے وقت یہ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس مہینہ اور چاند کو مخلوق کے لیے امن و سلامتی کا محور و گہوارہ بنا دیتا ہے۔

اس دعا کے علاوہ رؤیت ہلال کی مزید دعائیں منقول ہیں' جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ . اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى، رَبُّنَا وَرَبُّكَ .

(ii) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الشَّهْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْقَدْرِ وَمِنْ سُوْءِ الْحَشْرِ .

(iii) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الشَّهْرِ، فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُوْرَهُ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهُ .

(الطبرانی، رقم الحدیث ۹۰۹)

(iv) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَّرُشْدٍ، وَاٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَكَ فَعَدَلَكَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ .

(۲۰) حضرت عثمان بن ابی عاتکہ رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالسَّكِيْنَةِ الْعَافِيَةِ وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ .

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی، رقم الحدیث ۶۴۵)

(۲۱) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ شَهْرَ بَرَكَةٍ وَنُوْرٍ وَاَجْرٍ وَمُعَافَاتٍ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قَاسِمٌ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْهِ خَيْرًا فَاقْسِمْ لَنَا فِيْهِ مِنْ خَيْرٍ كَمَا قَسَمْتَ فِيْهِ بَيْنَ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ . (مصنف ابن شیبہ، رقم الحدیث: ۹۷۳۳)

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الْغَضَبِ

باب 50: غصے کے وقت کیا پڑھا جائے؟

3374 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِ اَحَدِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ غَضَبُهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ

اختلافِ سند: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ

توضیح راوی: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَاتَ مُعَاذٌ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقُتِلَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى غُلَامٌ ابْنُ سِتِّ سِنِيْنَ هٰكَذَا رَوٰى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَرَآهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى يُكْنٰى اَبَا عِيْسٰى وَاَبُوْ لَيْلٰى اسْمُهُ يَسَارٌ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ اَدْرَكْتُ عِشْرِيْنَ وَمِائَةً مِنَ الْاَنْصَارِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمی لڑ پڑے۔ ان میں سے ایک کے چہرے پر شدید غصے کی کیفیت کا اظہار ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے ایک ایسے کلمے کے بارے میں پتہ ہے اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا یہ غصہ ختم ہو جائے گا۔ وہ کلمہ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" ہے۔

اس بارے میں حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

3374۔ اخرجه ابوداؤد (۲۴۸/۴): كتاب الادب: باب: ما يقال عند الغضب، حديث (۴۷۸۰)، و احمد (۲۴۰/۵، ۲۴۴)، و عبد بن حميد ص (۶۸)، حديث (۱۱۱) عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن معاذ بن جبل.

محمد بن بشار نے اسے عبدالرحمٰن کے حوالے سے سفیان سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

یہ روایت مُرسل ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نامی راوی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا' کیونکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ہوگیا تھا اور جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس وقت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ چھ سال کے بچے تھے۔

شعبہ نے حکم کے حوالے سے' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' احادیث روایت کی ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت بھی کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی کنیت ابوعیسیٰ تھی (جبکہ ان کے والد ابولیلیٰ کا نام) یسار تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ قول منقول ہے، میں نے ایک سو بیس انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔

شرح

غصہ کے وقت پڑھی جانے والی دعا:

غصہ کے سبب انسان نیم جنونی حالت کا شکار ہو جاتا ہے، اپنے آپ پر قابو نہیں رہتا اور قوت عاقلہ کمزور ہو جاتی ہے۔ غصہ پر قابو پانے کے دو طریقے ہیں: (۱) دعا کرنا ہے، جو یہ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔

(۲) حالت تبدیل کرنا مثلاً کھڑا ہے' تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہے' تو لیٹ جائے یا غصہ کے وقت پانی نوش کرلے۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو شخصوں کی باہم سخت کلامی ہوگئی، ایک کی ناک غصہ کی وجہ سے سرخ ہوئی جبکہ دوسرا غضبناک ہوگیا، قریب تھا کہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صورتحال کا جائزہ لیا اور فرمایا: میں ایک کلمہ ایسا جانتا ہوں کہ یہ شخص وہ کلمہ کہہ لے' تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ پھر فرمایا: وہ کلمہ یہ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا يَكْرَهُهَا

باب 51: ناپسندیدہ ڈراؤنا خواب دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا

3375 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ

3375- اخرجه البخاري (۱۲/۳۸۵): كتاب التعبير: باب: الرويا الصادقة، حديث (۶۹۸۵)، طرفه من (۷۰۴۵)، و احمد (۸/۳).

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِمَا رَأَى وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَابْنُ الْهَادِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ الْمَدِينِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ وَالنَّاسُ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، جب کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اسے پسند آئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ اس شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور جسے چاہے اسے وہ خواب سنا دے لیکن جب وہ اس کے برعکس کوئی خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ شیطان کی طرف ہوگا۔ وہ اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اس کا کوئی تذکرہ نہ کرے تو وہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے "حسن غریب صحیح" ہے۔

ابن الہاد نامی راوی کا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد مدنی ہے۔ محدثین کے نزدیک یہ ثقہ ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت سے افراد نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

خطرناک خواب دیکھتے وقت پڑھی جانے والی دعا:

انسان کو ملے جلے خواب آتے ہیں، وہ خواب اچھے ہو سکتے ہیں اور برے بھی، اچھے خواب کو نبوت کا چالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے، اسے بیان کرنے کی اجازت دی گئی ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اسے دوسروں سے بیان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خواب صحابہ کرام کو بیان کرتے تھے، صحابہ کرام بھی اپنے اچھے خواب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کرتے تھے۔ حضرت امام سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف "کتاب الرؤیا" اس موضوع پر پہلی اور آخری کتاب ہے، لہٰذا اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى الْبَاكُورَةَ مِنَ الثَّمَرِ

باب 52: موسم کا پہلا پھل دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا

3376 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ قَالَ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں کا یہ معمول تھا: جب موسم کا پہلا پھل اتارتے تو وہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آتے۔ نبی اکرم ﷺ اسے لے کر یہ دعا پڑھتے تھے:

"اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت نصیب کر اور ہمارے شہر میں برکت نصیب کر ہمارے صاع میں برکت نصیب کر اور ہمارے مُد میں برکت نصیب کر۔ اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے، میں بھی تیرا بندہ تیرا خلیل تیرا نبی ہوں، انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے تجھ سے دعا کی تھی میں وہی دعا مدینہ منورہ کے لیے کرتا ہوں، جو انہوں نے تجھ سے مکہ مکرمہ کے لیے کی تھی (یعنی اس کی مانند عطا کرنے کی دعا کرتا ہوں)۔"

راوی بیان کرتے ہیں: اس کے بعد نبی اکرم ﷺ وہاں موجود سب سے کم سن بچے کو بلاتے اور پھر وہ پھل اسے عطا کر دیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نیا پھل دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا:

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم ترین نعمت پھل ہے، دورِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں جب نیا موسمی پھل تیار

3376۔ اخرجه مالك (۸۸۵/۲): كتاب الجامع: باب: الدعاء للمدينة و اهلها، حديث (۲)، ومسلم (۱۰۰۰/۲): كتاب الحج: باب فضل المدينة و دعاء النبي صلى الله عليه وسلم فيها بالبركة، حديث (۱۳۷۳/۴۷۳)، و البخاري في الادب المفرد ص (۱۱۱) حديث (۳۶۲)، و ابن ماجه (۱۱۰۵/۲): كتاب الاطعمة: باب: اذا اتي باول الثمرة، حديث (۳۳۲۹)، و الدارمي (۱۰۶/۲-۱۰۷): كتاب الاطعمة: باب: الباكورة.

ہوتا، تو صحابہ کرام نہایت عقیدت و محبت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے، آپ اسے قبول کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا .

جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی تھی:

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ (ابراہیم: ۳۷)

''(اے اللہ!) تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما۔''

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پھلوں پر دعا کرتے، چھوٹے بچوں کو طلب فرماتے، وہ پھل ان میں تقسیم فرماتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ حرمین شریفین میں بارہ مہینے بالکل تازہ پھل میسر ہوتا ہے حالانکہ سرزمین حجاز میں کھجور کے علاوہ کوئی پھل پیدا نہیں ہوتا، دنیا کے کسی بھی ملک میں پیدا ہونے والا پھل وہاں دستیاب ہوتا ہے۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا

باب 53: کھانا کھانے کے بعد پڑھی جانے والی دعا

3377 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عُمَرَ وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ حَرْمَلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ عَلٰى مَیْمُوْنَةَ فَجَاءَتْنَا بِاِنَاءٍ فِیْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى یَمِیْنِهٖ وَخَالِدٌ عَلٰى شِمَالِهٖ فَقَالَ لِیَ الشَّرْبَةُ لَكَ فَاِنْ شِئْتَ اٰثَرْتَ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتُ مَا كُنْتُ اُوْثِرُ عَلٰى سُؤْرِكَ اَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ الطَّعَامَ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ یُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَیْرُ اللَّبَنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰى: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ فَقَالَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَمْرُو بْنُ حَرْمَلَةَ وَلَا یَصِحُّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں داخل ہوا، میرے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس دودھ کا برتن لے کر آئیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

3377۔ اخرجه ابوداؤد (۳۳۹/۳): كتاب الاشربة: باب: ما يقول اذا شرب اللبن، حديث (۳۷۳۰)، و احمد (۲۲۰/۱، ۲۲۵، ۲۸۴)، و الحميدی (۲۲۵/۱): حديث (۴۸۲).

میں سے پیا۔ میں نبی اکرم ﷺ کے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پینے کی باری تو تمہاری ہے' لیکن اگر تم چاہو تو خالد کے لیے ایثار کر سکتے ہو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی بچی ہوئی چیز کے بارے میں کسی کے لیے ایثار نہیں کر سکتا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو کوئی چیز کھانے کے لیے عطا کرے' تو اس شخص کو چاہیے وہ یہ دعا پڑھے:

''اے اللہ! میرے لیے اس میں برکت عطا کر اور مجھے اس سے بہتر کھانا نصیب کر۔''

جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو دودھ پینے کے لیے دے تو وہ یہ دعا پڑھے:

''اے اللہ! تو ہمارے لیے اس میں برکت عطا کر اور ہمیں مزید یہ عطا کر۔''

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: ''دودھ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے' جو کھانے اور پینے دونوں کے لیے کافی ہو۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔ بعض راویوں نے اسے علی بن زید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے راوی کا نام عمر بن حرملہ نقل کیا ہے' جبکہ بعض راویوں نے عمرو بن حرملہ نقل کیا ہے' لیکن یہ درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ

باب 54: کھانے سے فارغ ہونے پر پڑھی جانے والی دعا

3378 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے جب دستر خوان اٹھا دیا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے ایسی حمد جو بہت زیادہ ہو' جس میں برکت موجود ہو' اور ہمارا پروردگار اس سے بے نیازی اور استغناء اختیار نہ کرے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3378۔ اخرجه البخاري (۴۹۳/۶): كتاب الاطعمة: باب: ما يقول اذا فرغ من طعامه، حديث (۵۴۵۸، ۵۴۵۹)، و ابوداؤد (۳۶۶/۳): كتاب الاطعمة: باب: ما يقول الرجل اذا طعم، حديث (۳۸۴۹)، و ابن ماجه (۱۰۹۲/۲، ۱۰۹۳): كتاب الاطعمة: باب: ما يقال اذا فرغ من الطعام، حديث (۳۲۸۴)، و الدارمي (۹۵/۲): كتاب الاطعمة: باب: الدعاء بعد الفراغ من الطعام، و احمد (۲۵۲/۵، ۲۵۶).

3379 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَّاَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ رِيَاحِ بْنِ عَبِيْدَةَ قَالَ حَفْصٌ عَنِ ابْنِ اَخِي اَبِي سَعِيْدٍ وقَالَ اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ مَوْلًى لِاَبِي سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَوْ شَرِبَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب کچھ کھاتے یا کچھ پیتے تو یہ پڑھتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے ہمیں کھانے کے لیے دیا اور جس نے ہمیں پینے کے لیے دیا اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا۔''

3380 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي اَيُّوْبَ حَدَّثَنِي اَبُوْ مَرْحُوْمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنِي هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَرْحُوْمٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ مَيْمُوْنٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص کھائے اور یہ پڑھے:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے یہ چیز مجھے کھانے کے لیے دی اور میری کسی قدرت اور طاقت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا ہے۔''

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابومرحوم نامی راوی کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔

3379۔ اخرجه ابوداؤد (۳۶۶/۳): كتاب الاطعمة: باب: ما يقول الرجل اذا طعم، حديث (۳۸۵۰)، و ابن ماجه (۱۰۹۲/۲): كتاب الاطعمة: باب: ما يقال اذا فرغ من الطعام، حديث (۳۲۸۳)، و احمد (۳۲/۳، ۹۸)، و عبد بن حميد ص (۲۸۴)، حديث (۹۰۷).

3380۔ اخرجه ابوداؤد (۴۲/۴): كتاب اللباس: باب: (۲۰۰۰، حديث (۴۰۲۳)، و ابن ماجه (۱۰۹۳/۲): كتاب الاطعمة: باب: ما يقال اذا فرغ من الطعام، حديث (۳۲۸۵)، و الدارمي (۲۹۲/۲): كتاب الاستئذان: باب: ما يقول اذا لبس ثوبا، و احمد (۴۳۹/۳).

شرح

کھانا کھانے کے بعد اور دودھ پینے کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں:

کھانے پینے کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، ہر نعمت کا تقاضا ہے کہ کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے، جب کوئی نعمت استعمال کی جائے اس کے بعد بطور شکر دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں مزید عطا کرتا ہے، جو بھی چیز کھائی جائے اس کے بعد بطور شکر خداوندی یوں دعا کی جائے:

(i) اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ۔

(ii) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

دودھ پینے کے بعد بطور شکر باری تعالیٰ یوں دعا کی جائے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ ۔

علاوہ ازیں کھانا کھانے کے بعد مزید دعائیں بھی پڑھی جاتی ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

(i) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۰۲۳)

یہ دعا پڑھنے والے کو سنت پر عمل کا اجر و ثواب ملے گا اور اس کے سابقہ گناہ بھی معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(ii) حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَطْعَمْتَ وَاَسْقَيْتَ وَاَغْنَيْتَ وَاَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ وَاَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا اَعْطَيْتَ ۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی، رقم الحدیث: ۳۶۵)

(iii) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا ۔ (الصحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۱۴۲)

(iv) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ ۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۰۴۲)

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ نَهِيْقَ الْحِمَارِ

باب 55: گدھے کے رینکنے کی آواز سن کر کیا پڑھے؟

3381 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیَکَةِ فَاسْاَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَاَتْ مَلَکًا وَّاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِیقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِنَّهٗ رَاٰی شَیْطَانًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو' کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر یہ آواز نکالتا ہے' اور جب تم گدھے کی رینکنے کی آواز سنو تو شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ اس (گدھے نے) شیطان کو دیکھا ہوتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مرغوں کی بانگ اور گدھے کے رینکنے کی آواز سن کر پڑھی جانے والی دعا:

رات خواہ بڑی ہو یا چھوٹی مرغ ایک ہی وقت میں بانگ دیتے ہیں، صبح صادق سے قدرے پہلے وہ بانگ دیتے ہیں، بعد ازاں دوبارہ صبح صادق کے بعد، انہیں وقت کا علم فرشتوں کو دیکھ کر ہوتا ہے' تو بانگ شروع کر دیتے ہیں، جس طرح گدھا قبیح جانور تصور کیا جاتا ہے، اسی طرح اس کی آواز کو بھی قبیح قرار دیا جاتا ہے، وہ شیطان کو دیکھ کر رینکتا ہے، اس کی آواز کو دل و دماغ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا، قرآن کریم گدھے کی آواز کو بدترین آواز قرار دیتا ہے، قیام قیامت کے وقت بھی لوگوں کو یہ آواز سنائی دے گی، انسان تو انسان ہیں جانور بھی گدھے اور اس کی آواز سے گھن کرتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّهْلِیْلِ وَالتَّحْمِیْدِ

باب 56: سبحان اللہ پڑھنے' اللہ اکبر پڑھنے' اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کی فضیلت

3382 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ الْکُوْفِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَکْرٍ السَّهْمِیُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِیْ صَغِیْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَا عَلَی الْاَرْضِ اَحَدٌ یَّقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلَّا کُفِّرَتْ

3381۔ اخرجه البخاری (۴۰۳/۶): کتاب بدء الخلق: باب: خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال، حدیث (۳۳۰۳)، و مسلم (۲۰۹۲/۴): کتاب الذکر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: استحباب: الدعاء عند صیاح الدیکة، حدیث (۲۷۲۹/۸۲)، و ابوداؤد (۳۲۷/۴): کتاب الادب: باب: ما جاء فی الدیك و البهائم، حدیث (۵۱۰۲)، و فی الادب المفرد، للبخاری ص (۳۶۰)، حدیث (۱۲۴۱)، و احمد (۳۲۱/۲، ۳۰۶، ۳۶٤) من طریق الاعرج عن ابی هریرة به۔

3382۔ اخرجه احمد (۱۵۸/۲، ۲۱۱، ۲۱۰) عن عبد اللہ بن عمرو۔

عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ بَلْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

توضیح راوی: وَاَبُوْ بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيٰى بْنُ اَبِىْ سُلَيْمٍ وَيُقَالُ ابْنُ سُلَيْمٍ اَيْضًا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِىْ صَغِيْرَةَ عَنْ اَبِىْ بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ بَلْجٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، روئے زمین پر موجود جو بھی شخص یہ کلمہ پڑھ لے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔''

تو اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ شعبہ نے اس روایت کو ابوبلج کے حوالے سے اسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے تاہم انہوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

ابوبلج نامی راوی کا نام یحییٰ بن ابوسلیم ہے اور ایک قول کے مطابق یحییٰ بن سلیم ہے۔

محمد بن بشار نے اسی سند کے ہمراہ ابوبلج کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

محمد بن بشار نے اسی روایت کو ایک اور سند کے ہمراہ نقل کیا ہے جو ابوبلج سے منقول ہے تاہم انہوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

اذکار خمسہ کا تعارف:

روایات کے مطابق اذکار پانچ ہیں، جن کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

(i) تسبیح و تقدیس: اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو عیوب و نقائص سے پاک تسلیم کرتے قرار دیتے ہوئے یوں کہنا: سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ اس جملہ کا تعلق صفات باری تعالیٰ سے ہے۔

(ii) تکبیر: اس سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کو بیان کرتے ہوئے یوں کہنا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ (یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے) اس جملہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ سے ہے۔

(iii) تہلیل: اس سے مراد ہے: توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتے ہوئے یوں کہنا: لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے) یہ جملہ ان تمام حجابات کو رفع کرتا ہے جو توحید باری تعالیٰ کی معرفت کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں۔

(iv) تحمید: اس سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ کو بیان کرتے ہوئے یوں کہنا: اَلْـحَـمْـدُ لِلّٰهِ (تمام خوبیوں کی مالک ذات باری تعالیٰ ہے)

(v) حوقلہ: اس کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ کے لیے قوت وطاقت کو تسلیم کرتے ہوئے یوں کہنا: لَا حَـوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِـاللّٰهِ (طاقت وقوت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے) اس فقرے کے ذریعے انسان غیر اللہ کی حقیقی طاقت کا انکار اور ذات باری تعالیٰ کی قوت وطاقت کا اقرار کرتا ہے۔

تہلیل، تکبیر اور حوقلہ کی فضیلت:

زیر آسمان ایک چوتھائی حصہ زمین ہے جبکہ تین چوتھائی پانی (سمندر) ہے، سمندر کا پانی اتنا جھاگ چھوڑتا ہے کہ انسان اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا، پانی کی کثرت اور سمندر کی وسعت جھاگ کی کثرت پر دلالت کرتی ہے۔ اگر انسان اتنا گناہگار ہو کہ اس کے گناہ روئے زمین کو تا آسمان بھر دیں اور یہ کثرت سمندر کے جھاگ کے برابر ہو جائے، جب وہ کلمہ طیبہ، اَللّٰهُ اَكْبَـــرُ اور لَا حَـوْلَ وَلَا قُـوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھے گا تو اس کے تمام گناہ کافور ہو جائیں گے۔ یہ فضیلت دو چار بار ان اذکار کو پڑھنے سے حاصل نہیں ہوگی بلکہ عجز وانکسار کا مجسمہ بن کر تاحیات ان کو وظیفہ بنانے اور رطب اللسان رہنے سے مسلمان اس روایت کا مصداق بن سکتا ہے۔ یاد رہے ان اذکار ثلاثہ کا بیک وقت پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ سعادت وقفہ وقفہ سے پڑھ کر بھی حاصل کی جا سکتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے آسانی کا راستہ پسند کرتا ہے۔

3383 سندِ حدیث: حَـدَّثَـنَـا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ بَشَّـارٍ حَـدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا اَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: كُـنَّـا مَـعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيرَةً وَّرَفَعُوا بِهَا اَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُسِ رِحَالِكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ وَّاَبُو نَعَامَةَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيسَى

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهِ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُسِ رِحَالِكُمْ اِنَّمَا يَعْنِي عِلْمَهُ وَقُدْرَتَهُ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے، جب ہم واپس آ رہے تھے جب ہم مدینہ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا پروردگار بہرا نہیں ہے یا غیر موجود نہیں ہے۔ وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے پھر آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں، جنت کے خزانے کی تعلیم نہ دوں؟ (وہ یہ کلمہ ہے)

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مُل ہے۔

ابونعامہ نامی راوی کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان (تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے) اس سے مراد ہے: یعنی علم اور قدرت کے حوالے سے، تمہارے اتنے قریب ہے۔

شرح

ذکر کی کیفیت میں میانہ روی اختیار کرنا اور حوقلہ کی فضیلت:

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ کوئی بھی ذکر بلند آواز سے کیا جا سکتا ہے اور پست آواز سے بھی لیکن میانہ روی کی فضیلت زیادہ ہے، کیونکہ فرمایا گیا ہے: **خیر الامور اوسطھا** یعنی میانہ روی بہترین طریقہ ہے۔ بلند آواز سے وظیفہ کرنے سے انسان جلدی تھک جاتا ہے، اس میں ریاکاری کا بھی اندیشہ ہے، پست آواز میں ذکر کرنے سے دوسروں کو پیغام نہیں ملے گا، میانہ روی یا میانہ آواز سے ذکر کرنے سے ذاکرین کا لوگوں کو پیغام ملے گا، ریاکاری سے حفاظت بھی ہوگی۔ لہٰذا کوئی بھی ذکر یا وظیفہ کرنا مقصود ہو تو میانہ روی سے کرنا چاہیے، علماء و مشائخ نے بھی اسی صورت کو ترجیح دی ہے اور خود بھی اسے ہی اپنایا ہے۔

اس حدیث میں دوسرا اہم مسئلہ "حوقلہ" کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ مسلمان دیگر اذکار کی طرح حوقلہ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) کا وظیفہ بھی کر سکتا ہے، کیونکہ دیگر اذکار کی طرح اس کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے، اسے جنت کا خزانہ قرار دیا گیا ہے، یہ اس لیے کہ اس میں اپنی قدرت کی نفی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اثبات و اقرار کیا گیا ہے۔ بعض علماء نے اسے (حوقلہ کو) تکبیر سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

3384 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَقِيتُ اِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِی فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقْرِئْ اُمَّتَكَ مِنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيعَانٌ وَّاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

3384۔ تفرد به الترمذی انظر التحفة (٧٦/٧)، حديث (٩٣٦٥) من اصحابك الكتب الستة، و ذكره المنذری فی الترغيب و الترهيب (٤٠٧/٢، ٤٠٨)، حديث (٢٢٩٤)، و عزاه للترمذی و الطبرانی فی الصغير و الاوسط عن ابن مسعود

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جس رات مجھے معراج کروائی گئی میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا: اے محمد (ﷺ)! آپ اپنی اُمت کو میرا اسلام کہیں اور انہیں بتادیں کہ جنت کی مٹی بہت بہترین ہے۔ اس کا پانی بہت میٹھا ہے۔ جنت ایک ہموار میدان ہے اس میں درخت لگانے کا طریقہ یہ ہے: یہ کلمہ پڑھا جائے:

"سُبْحَانَ اللهِ والحمدلله و لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ"

"اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔"

اس بارے میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے' اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے' جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' منقول ہے۔

شرح

تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کی فضیلت:

شب معراج میں سب انبیاء علیہم السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی، انہوں نے آپ کی امت کے نام سلام ارسال کیا، اپنے پیغام میں کہا: جنت کی مٹی نہایت زرخیز ہے، اس کا پانی شیریں ہے' لیکن وہ چٹیل ہے۔ تسبیح، تحمید اور تکبیر کے اذکار سے اس میں پودے لگائے جا سکتے ہیں۔

جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس پیغام سے متعدد امور سامنے آتے ہیں: (۱) امت محمدی کی عظمت وفضیلت ہے کہ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام "سلام" ارسال کرتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں اس امت کا فرد بنانے کی التجا کرتے ہیں۔ (۲) انبیاء کرام سلطنت خداوندی کے وزیر ہوتے ہیں، جنت کی سیر کرتے ہیں، اس کی خوبیوں سے آگاہ ہوتے ہیں، اسے مزین کرنے اور اپنے نام منتقل کرنے کا طریقہ جانتے ہیں۔ (۳) سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اور اَللهُ اَکْبَرُ کا ذکر کرنے کے نتیجہ میں ذاکر کے لیے جنت میں پودے لگ جاتے ہیں۔

پودے ہمیشہ اپنی زمین میں لگائے جاتے ہیں، جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ ذاکر جنت کا مالک پہلے بنتا ہے اس میں پودے بعد میں لگتے ہیں۔ ان اذکار میں ترتیب ضروری نہیں، کسی کو بھی پہلے پڑھا جاسکتا ہے، نہ ہی ان کا بیک وقت پڑھنا ضروری ہے اور جب بھی وقت میسر ہو اس کی مناسبت سے کوئی بھی ذکر کیا جاسکتا ہے۔ تاہم یہ بات قطعی ہے کہ ان اذکار سے ذاکر جنت کا مالک

بن جاتا ہے، اپنے نام کے جنت میں پودے لگا سکتا ہے لیکن تاحیات ان وظائف میں رطب اللسان رہنے سے مسلمان اس حدیث کا مصداق قرار پا سکتا ہے۔

3385 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجُلَسَائِهِ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَكْسِبَ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهُ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ اَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ تُكْتَبُ لَهُ اَلْفُ حَسَنَةٍ وَتُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ سَيِّئَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ مصعب بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم لوگ ایک ہزار نیکیاں بھی نہیں کما سکتے؟ تو آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے لوگوں میں سے کسی شخص نے دریافت کیا: ہم میں سے کوئی ایک شخص ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک سو مرتبہ ''سبحان اللہ'' پڑھے اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے ایک ہزار گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سُبْحَانَ اللهِ پڑھنے کی فضیلت:

نیکی کے اجر و ثواب کے حوالے سے قرآن کریم میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنی جو شخص ایک نیکی کرتا ہے، اسے دس نیکیوں کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں مذکور ہے نمازی جب گھر سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد کی طرف روانہ ہوتا ہے، تو اسے ہر قدم پر دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ قرآن و سنت کے اس ضابطہ کے مطابق جو شخص ایک دن میں سو بار ''سُبْحَانَ اللهِ'' پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایک ہزار نیکیوں کا ثواب عطا کرتا ہے اور اس کے ایک ہزار گناہ معاف کر دیتا ہے۔ نیز حدیث معراج میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بار بار مشورہ دینے کے نتیجہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتے رہے، نمازوں میں تخفیف ہوتی رہی، پانچ نمازیں باقی رہنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوا: اے محبوب! آپ کا جو امتی یہ پانچ نمازیں پڑھے گا، ہم اسے پچاس نمازوں کا ثواب عطا کریں گے۔

3385- اخرجه مسلم (۲۰۷۳/۴): كتاب الذكر الدعاء و الاستغفار: باب: فضل التهليل و التسبيح والدعاء، حديث (۲۶۹۸/۳۷)، و احمد (۱۷۴/۱، ۱۸۰، ۱۸۵)، و ابن حميد ص (۷۶)، حديث (۱۳۴)، و الحميدى (۴۳/۱)، حديث (۸۰).

3386 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيثِ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، جو شخص یہ کلمہ پڑھے:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ" تو اس شخص کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔ ہم اسے صرف ابوزبیر کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

3387 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، جو شخص یہ کلمہ پڑھے:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ"

تو اس شخص کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ پڑھنے کی فضیلت

احادیث باب کے مطابق جو شخص "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ" کا وظیفہ کرتا ہے اس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگ جاتا ہے، اس درخت کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ درخت اہل عرب کے ہاں محبوب و پسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس ذکر کے نتیجہ میں ذاکر جنت کا مالک پہلے بنتا ہے اور اس میں اس کے نام کا درخت بعد میں لگتا ہے، کیونکہ غیر کی زمین میں درخت نہیں لگایا جا سکتا۔ نیز ان احادیث کا مصداق بننے کے لیے ضروری ہے کہ اس وظیفہ کو تاحیات معمولات میں شامل کیا جائے۔

3386۔ تفرد به الترمذی انظر التحفة (۲۹۲/۲)، حدیث (۲۶۸۰) من اصحابك الكتب الستة، و اخرجه ابن حبان في صحيحه (۱۰۹/۳)، حدیث (۸۲۶)، و النسائي في عمل اليوم و الليلة، (۲۰۷/۶)، حدیث (۱۰۶۶۳ ـ ۱)، و الحاكم (۵۰۱/۱)

3388 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص یہ پڑھے:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ"

جو شخص اسے ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کا روزانہ وظیفہ کرنے کا ثواب:

جو شخص سو بار ایک دن میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کا وظیفہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے خواہ گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں۔ سمندر کے جھاگ کا اندازہ لگانا مشکل ہے، اس سے مراد کثیر گناہ ہیں یعنی کسی شخص کے گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں، یہ وظیفہ ایک دن میں سو بار کرنے سے اس کے گناہ کافور ہو جاتے ہیں، اس وظیفہ کے نتیجہ میں ذاکر کو اس قدر قرب خداوندی حاصل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قرب کے باعث اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ایک دن میں سو بار یہ وظیفہ پڑھنے میں تعمیم ہے، خواہ وہ یکبارگی یہ ذکر مکمل کرے یا وقفہ وقفہ سے۔ اس حدیث کا مصداق بننے کے لیے بھی یہ وظیفہ مسلسل معمولات میں شامل کرنا ضروری ہے۔

3389 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

3388ـ اخرجه مالك (٢٠٩/١): كتاب القرآن: باب: ما جاء من ذكر الله تبارك و تعالى، حديث (٢١)، و البخاري (٢١٠/١١): كتاب الدعوات: باب: فضل التسبيح، حديث (٦٤٠٥)، و مسلم (٢٠٧١/٤): كتاب الذكر الدعاء و التوبة والاستغفار: باب: فضل التهليل والتسبيح والدعاء، حديث (٢٦٩١/٢٨)، و ابن ماجه (١٢٥٣/٢): كتاب الادب: باب: فضل التسبيح، حديث (٣٨١٢)، و احمد (٣٠٢/٢، ٣٧٥، ٥١٥).

3389ـ اخرجه البخاري (٢١٠/١١): كتاب الدعوات: باب: فضل التسبيح، حديث (٦٤٠٦)، و طرفاه في (٦٦٨٢، ٧٥٦٣)، و مسلم (٢٠٧٢/٤): كتاب الذكر و الدعاء والتوبة والاستغفار: باب: فضل التهليل و التسبيح و الدعاء، حديث (٢٦٩٤/٣١)، و ابن ماجه (١٢٥١/٢): كتاب الادب: باب: فضل التسبيح، حديث (٣٨٠٦)، و احمد (٢٣٢/٢).

متنِ حدیث: كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو کلمات زبان سے پڑھنے میں آسان ہیں لیکن میزان میں بہت وزنی ہوں گے۔ رحمٰن کو بہت محبوب ہیں، وہ یہ ہیں:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کی فضیلت

دو جملے ایسے ہیں، جن کا ثواب کثیر ہے، وہ دو جملے یہ ہیں: (۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ (۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ جو جملہ تسبیح و تحمید پر مشتمل ہو، وہ انسان کے لیے معرفت خداوندی کے حصول کا خزینہ ہے، انسانی زندگی کا مقصد بھی معرفت باری تعالیٰ ہے، اس معرفت کے بغیر قرب خداوندی حاصل نہیں ہوسکتا، معرفت قرب خداوندی کا ذریعہ ہے، جب تک یہ قرب حاصل نہ ہوتا کوئی مسلمان کامل نہیں ہوسکتا اور قرب ربانی کے باعث کثیر خوبیاں حاصل ہوتی ہیں۔ جو شخص ان خوبیوں والے جملوں کو اپنا وظیفہ بناتا ہے، وہ بھی قرب خداوندی کے سبب خوبیوں کا جامع ہو جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں ثواب کثیر کا حقدار بن جاتا ہے۔

3390 **سندِ حدیث:** حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ لَهُ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

حدیث دیگر: وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ

3390- اخرجه مالك (۲۰۹/۱): كتاب القرآن: باب: ما جاء في ذكر الله تبارك و تعالىٰ، حديث (۲۰)، و البخاري (۳۹۰/۶): كتاب بدء الخلق: باب: صفة ابليس و جنوده، حديث (۳۲۹۳)، و طرفه في (۶۴۰۳)، و مسلم (۲۰۷۱/۴): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: فضل التهليل و التسبيح و الدعاء، حديث (۲۶۹۱/۲۸)، و ابن ماجه (۱۲۴۸/۲): كتاب الادب: باب: فضل لا اله الا الله، حديث (۳۷۹۸)، و احمد (۳۰۲/۲، ۳۶۰، ۳۷۵).

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص یہ کلمہ روزانہ سو مرتبہ پڑھے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے' حمد اس کے لیے مخصوص ہے' وہی زندگی دیتا ہے وہی مارتا ہے' اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔''

تو یہ عمل اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اس شخص کے لیے ایک سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے ایک سو گناہ مٹا دیے جائیں گے' اور وہ شخص اس دن شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اس دن کسی بھی شخص کا عمل اس کے اس عمل سے زیادہ فضیلت والا نہیں ہوگا' ماسوائے اس کے جس نے اس کلمے کو اس سے زیادہ پڑھا ہوگا۔

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔

جو شخص ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' ایک سو مرتبہ پڑھ لے اس کو بخش دیا جاتا ہے' اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3391 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِىْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت یہ کلمہ سو مرتبہ پڑھے:

''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ''

تو قیامت کے دن کسی بھی شخص کا عمل (اس دن میں) اس شخص کے اس عمل سے زیادہ فضیلت والا نہیں ہوگا' ماسوائے اس شخص کے جس نے اس کی مانند یا اس سے زیادہ اس کلمے کو پڑھا ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

3391۔ اخرجه مسلم (۲۰۷۱/۴): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب: فضل التهليل و التسبيح و الدعاء، حديث (۲۶۹۲/۲۹)، و ابوداؤد (۳۲۴/۴): كتاب الادب : باب: ما يقول اذا اصبح، حديث (۵۰۹۱)۔

شرح

کلمہ توحید کی فضیلت:

کلمہ چہارم بایں الفاظ ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
اس میں توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کا مضمون بیان ہوا ہے اور کلمہ طیبہ میں بھی توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدی کا مضمون ہے۔ سورہ اخلاص میں خواہ توحید باری تعالیٰ کا مضمون بیان ہوا ہے لیکن زبان نبوت سے، بالکل اسی طرح حدیث باب میں توحید باری تعالیٰ بیان ہوئی مگر زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے، تو معلوم ہوا کہ جس طرح اذان، نماز اور اقامت وغیرہ میں رسالت محمدی کو الگ نہیں کیا گیا، یہاں بھی یہی اتصال مقصود ہے خواہ الفاظ مختلف ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کلمہ توحید ورسالت پڑھنے والے کو پانچ انعامات سے نوازتا ہے:

(۱) دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب۔ (۲) اس کے لیے سو نیکیوں کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔ (۳) اس کے ایک سو گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ (۴) اس دن وہ شخص شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۵) قیامت کے دن اسے سب سے زیادہ قرب خداوندی حاصل ہوگا۔

یہ وظیفہ ایک نشست میں کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ مختلف نشستوں میں بھی کیا جا سکتا ہے، اس حدیث کا مصداق بننے کے لیے وظیفہ کو مستقل معمولات میں شامل کرنا ضروری ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی التزام کیا جائے یعنی توحید ورسالت کو الگ الگ نہ سمجھا جائے اور حمد ونعت کو الگ الگ نہ قرار دیا جائے۔

دوسری حدیث باب کا مضمون ماقبل احادیث کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے، لہٰذا یہاں اعادہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

3392 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ذَاتَ يَوْمٍ لِاَصْحَابِهٖ قُوْلُوْا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ مَنْ قَالَهَا مَرَّةً كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَّمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةً وَّمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهٗ اَلْفًا وَّمَنْ زَادَ زَادَهُ اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غَفَرَ لَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک دن نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا، تم یہ سو مرتبہ پڑھا کرو:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ"

3392۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۶/۲۳۱)، حديث (۸۴۴۶) الخطيب البغدادی فی (تاريخ بغداد) (۸/۲۰۱)، ترجمة (۴۳۱۴)، من طريق عطاء عن عبد الله بن عمر۔

جو شخص اسے ایک مرتبہ پڑھتا ہے اسے ایک سو نیکیاں ملتی ہیں اور جو اسے ایک سو مرتبہ پڑھتا ہے اسے ایک ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ جو شخص اسے زیادہ پڑھے گا' تو اللہ تعالیٰ اسے مزید عطا کرے گا' اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے گا' تو وہ اس کی مغفرت کر دے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سو بار پڑھنے کی فضیلت:

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار درود شریف پیش کرنے والے کو دس نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے، دس بار درود شریف پیش کرنے والے کو سو نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور سو بار درود پیش کرنے والے کو ہزار نیکیوں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص ایک بار ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' پڑھتا ہے اسے دس نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے، جو دس بار اس کا وظیفہ کرتا ہے اسے سو نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے اور جو سو بار اس کا ذکر کرتا ہے اسے ہزار نیکیوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ جو شخص سو بار سے زائد یہ ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اسی حساب سے نیکیوں کا ثواب عنایت کرتا ہے اور جو شخص اپنے گناہوں کی مغفرت کا طالب ہوتا ہے' تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے جو شخص اس ذکر کی تعداد میں جتنا اضافہ کرتا جائے گا، اسے اسی اصول کے مطابق ثواب عطا کیا جاتا ہے اور اس کی مانگی ہوئی ہر دعا قبول کی جاتی ہے۔ اس ذکر کی فضیلت اور دعا کی قبولیت کی وجہ ایک ہی جملہ میں تسبیح اور تحمید کا جمع ہونا ہے۔

3393 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ حُمْرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ قَالَ غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ وَّمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِّنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِيْلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَاْتِ فِىْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَحَدٌ بِاَكْثَرَ مِمَّا اَتٰى بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلٰى مَا قَالَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◄► عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص روزانہ سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت ''سبحان اللہ'' پڑھ لے' تو اسے ایک سو مرتبہ حج کرنے کا ثواب ملے گا۔ جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ ''الحمد للہ'' پڑھ لے' تو اسے اتنا ثواب ملے گا' جیسے اس نے اللہ

3393۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۳۱۷/۶)، حديث (۸۷۱۹) من اصحابك الكتب الستة، و اخرجه النسائي في الكبرى (۲۰۵/۶): كتاب عمل اليوم و الليلة: باب: من اوى الى فراشه فلم يذكر الله تعالىٰ، حديث (۱۰۶۵۷) عن عبد الله بن عمرو.

کی راہ میں (جہاد میں شرکت کے لیے) گھوڑے فراہم کیے ہوں، بلکہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس نے ایک سو جنگوں میں شرکت کی ہو۔ جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ" پڑھ لے تو اسے اتنا ثواب ملے گا' جیسے اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک سو غلام آزاد کیے ہوں۔ جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لے' تو اس دن اس شخص کے عمل سے زیادہ فضیلت والا اور کسی کا عمل نہیں ہوگا' ماسوائے اس شخص کے جس نے اتنی ہی مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

3394 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْاَسْوَدِ الْعِجْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ تَسْبِيحَةٌ فِيْ رَمَضَانَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ تَسْبِيحَةٍ فِيْ غَيْرِهٖ

◆◆ زہری بیان کرتے ہیں، رمضان کے مہینے میں ایک تسبیح (یا ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنا) رمضان کے علاوہ میں ایک ہزار تسبیح پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

شرح

روزانہ سو بار تسبیح، تحمید، تہلیل یا تکبیر کا ذکر کرنے کی فضیلت:

پہلی حدیث باب میں روزانہ سو بار تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کا ذکر کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(i) جو شخص صبح و شام سو بار تسبیح یعنی "سُبْحَانَ اللهِ" کا وظیفہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے سو حجوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے' جبکہ ایک بار حج کرنے کی وجہ سے حاجی گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا ابھی وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

(ii) جو شخص صبح و شام سو بار تحمید یعنی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کا وظیفہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اتنا اجر و ثواب عطا کرتا ہے کہ اس نے سو گھوڑے بمع ساز و سامان جہاد کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کیے ہوں۔

(iii) جو شخص صبح و شام سو بار تہلیل یعنی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" کا ذکر کرے تو اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے سو غلام آزاد کرنے کا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے، ایسے ایک غلام کی آزادی یقیناً ایک قبیلہ کی آزادی کے برابر ہوتی ہے۔ اس سے سو غلاموں کی آزادی کے ثواب کا حساب لگایا جا سکتا ہے۔

(iv) جو شخص صبح و شام سو بار تکبیر یعنی "اَللهُ اَكْبَرُ" کا ذکر کرتا ہے، اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنا قرب حاصل ہوگا جو دوسرے کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔ تاہم جس شخص نے اس سے زیادہ یہ ذکر کیا ہوگا، وہ اس سے مستثنیٰ ہوگا۔

یہ اذکار و وظائف بیک وقت بھی کیے جا سکتے ہیں اور وقفہ سے بھی، ان میں ترتیب بھی ضروری نہیں ہے، کسی بھی وظیفہ کو مقدم

یا مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس عظیم الشان روایت کا مصداق بننے کے لیے ان اذکار کا مستقل (مسلسل) معمولات میں شامل کرنا ضروری ہے۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ ماہ رمضان کا آغاز ہونے پر نیک اعمال کے ثواب میں بھی انقلاب آ جاتا ہے، ایک نیکی کا ثواب ستر یا سات سو نیکیوں سے بھی تجاوز کر کے ہزار تک پہنچ جاتا ہے، جو شخص رمضان المبارک میں ایک بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھتا ہے، اسے ہزار نیکیوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ بعض روایات کے مطابق رمضان میں نفلی نماز کا ثواب بڑھا کر فرض نماز کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

3395 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْخَلِيْلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَزْهَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْخَلِيْلُ بْنُ مُرَّةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، جو شخص گیارہ مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

"میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہی ایک معبود ہے وہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے وہ بیوی بچوں سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کے نامۂ اعمال میں چالیس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ "حدیث غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اس روایت کا راوی خلیل بن مرہ محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں یہ شخص "منکر الحدیث" ہے۔

شرح

ایک ذکر کا ثواب چار کروڑ نیکیوں کے برابر ہونا

جو شخص ایک دن میں دس مرتبہ یہ ذکر کرتا ہے: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ" اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے چار کروڑ کے برابر ثواب عطا کیا

3395- اخرجه احمد (۴/۱۰۳) عن الازهر بن عبد الله عن تميم الداری فذكره.

جاتا ہے۔

اس ذکر میں اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی، اس کی توحید، عدم شریک، بے نیاز، والدین واولاد سے پاک ہونے اور ہمسر سے پاک ہونے کی گواہی کا مضمون بیان ہوا ہے، جو فضیلت کے اعتبار سے سورہ اخلاص کے مشابہ ہوگیا، جس کی تین بار تلاوت سے پورے قرآن کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے، اس طرح یہ ذکر دس بار کرنے سے چار کروڑ نیکیوں کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بمطابق حساب: 4,00,00,000 = 1000x40,000)

3396 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

متنِ حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ كُلَّهُ فِي حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَحُرِسَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الشِّرْكَ بِاللهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

◄► حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص فجر کی نماز کے بعد اس طرح بیٹھے جس طرح نماز میں تشہد کے دوران بیٹھا جاتا ہے اور پھر کسی سے بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے:

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں)

تو اس شخص کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ شخص اس دن ہر ناپسندیدہ صورتحال سے محفوظ رہتا ہے۔ شیطان سے بچا رہتا ہے اور اس دن اسے کوئی گناہ ہلاکت کا شکار نہیں کرے گا سوائے اس چیز کے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک قرار دے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

3396۔ اخرجہ احمد (۲۲۷/۴) عن عبد الرحمن بن غنم عن ابی ذر فذکرہ۔

شرح

فجر کی نماز کے بعد چوتھے کلمہ کا دس بار ذکر کرنے کی فضیلت:

فجر کی نماز کے بعد کسی گفتگو سے قبل دو زانو بیٹھ کر حسب ذیل ذکر پڑھا جائے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .

جو شخص دس بار یہ ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے چھ انعامات سے سرفراز فرماتا ہے: (۱) اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (۲) اس کے دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ (۳) اس کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ (۴) وہ پورے دن میں کسی بھی حادثہ سے محفوظ رہتا ہے۔ (۵) وہ اس دن شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۶) اس دن اس سے کسی گناہ کا صدور نہیں ہو سکتا جبکہ شرک اس سے مستثنیٰ ہے۔

اس عظیم فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذکر توحید باری تعالیٰ، کائنات اس کی ملکیت، حمد و ثنا، حیات و ممات کے مالک ہونے اور کائنات کی ہر چیز پر اس کے قادر ہونے کی صفات پر مشتمل ہے۔ جو ذکر ان صفات پر مشتمل ہو، وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہوتا ہے۔ پھر ذاکر کے لیے ثواب بھی اس کی شایان شان ہونا چاہیے تھا اور وہ یہی ہو سکتا ہے جو مذکور ہوا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ جَامِعِ الدَّعَوَاتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 57: نبی اکرم ﷺ سے منقول جامع دعائیں

3397 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ قَالَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى قَالَ زَيْدٌ فَذَكَرْتُهٗ لِزُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِيْنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ زَيْدٌ ثُمَّ ذَكَرْتُهٗ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى شَرِيْكٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَاِنَّمَا اَخَذَهٗ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ

حضرت عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے

3397۔ اخرجه ابوداؤد (۷۹/۲): كتاب الصلاة: باب: الدعاء، حديث (۱۴۹۳، ۱۴۹۴)۔ و ابن ماجه (۱۲۶۷/۲): كتاب الدعاء: باب: اسم الله الاعظم، حديث (۳۸۵۷)، و احمد (۳۴۹/۵، ۳۵۰، ۳۶۰)۔

ہوئے سنا:

''اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں' جو میں نے اس بات کی گواہی دی ہے' تو اللہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو ایک ہے' تو بے نیاز ہے' جس نے کسی کو جنم نہیں دیا' جس کو جنم نہیں دیا گیا' جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔''

راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے وسیلے سے سوال کیا ہے وہ اسم اعظم کہ جس کے وسیلے سے دُعا مانگی جائے' تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے' اور جب اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے' تو اللہ تعالیٰ وہ چیز عطا کر دیتا ہے۔

زید نامی راوی بیان کرتے ہیں' چند برس بعد میں نے اس روایت کا تذکرہ زہیر بن معاویہ سے کیا' تو انہوں نے بتایا: ابواسحاق نے مالک بن مغول کے حوالے سے' روایت مجھے بیان کی ہے۔

زید نامی راوی بیان کرتے ہیں' پھر میں نے اس کا تذکرہ سفیان سے کیا' تو انہوں نے یہ مالک کے حوالے سے' حدیث مجھے سنائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شریک نے اس روایت کو' جو ابواسحاق کے حوالے سے' ابن بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' ان کے والد سے منقول ہے۔

ابواسحاق نے اس روایت کو مالک بن مغول سے نقل کیا ہے۔

شرح

اسم اعظم کے بارے میں سوال اور اس کا جواب:

احادیث مبارکہ میں مذکور تمام دعاؤں کی تین اقسام کی جاسکتی ہیں: (۱) وہ دعائیں ہیں جو نماز سے متعلق ہیں۔ (۲) وہ دعائیں ہیں جو خاص اوقات یا خاص مواقع یا حالات سے متعلق ہیں۔ (۳) وہ دعائیں ہیں' جن کا تعلق نہ نماز سے ہے اور نہ خاص مواقع یا حالات سے ہے بلکہ وہ عمومی نوعیت کی دعائیں ہیں۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ آئندہ احادیث مبارکہ میں تیسری قسم سے متعلق دعائیں بیان کر رہے ہیں' جو ''جامع الدعوات'' ہیں یعنی وہ مختصر ہونے کے باوجود جامع و ہمہ گیر ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اسم اعظم کیا ہے؟ اس بارے میں حدیث باب میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ اسماء گرامی ہیں' جن کے ذریعے جو بھی دعا کی جائے قبول کی جاتی ہے' تجلیات ربانی کے مظہر ہوتے ہیں اور وہ انبیاء علیہم السلام کا وظیفہ اعظم رہے ہیں۔

احادیث مبارکہ میں اسم اعظم کا تعین نہیں کیا گیا' اس مسئلہ کو مبہم رکھا گیا ہے' جس طرح شب قدر اور جمعۃ المبارک کے دن قبولیت دعا کی گھڑی کو مخفی رکھا گیا ہے۔ تاہم احادیث مبارکہ کو پیش نظر رکھ کر اور غور وفکر کے بعد اسم اعظم کا تعین کیا جائے تو وہ تین

ہو سکتے ہیں:

(۱)(الف) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (البقرہ:۱۶۳)

(ب) الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ (آل عمران کی ابتدائی آیات) (حدیث:۱۴۰۰)

(۲) لَكَ الْحَمْدُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

(۳) اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

علاوہ ازیں اسم اعظم کے بارے میں مشہور دس اقوال حسب ذیل ہیں:

۱- مَالِكُ الْمُلْكِ

۲- اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

۳- اَللّٰهُمَّ (حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ)

۴- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ)

۵- اَللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

۶- الٓمّٓ

۷- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

۸- لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (علامہ ابن جزری رحمہ اللہ تعالیٰ)

۹- ذات باری تعالیٰ کو کسی بھی نام کے ساتھ ایسے پکارا جائے کہ اس کے غیر کا تصور ذہن میں نہ آئے۔

۱۰- روایات میں منقول اسماء باری تعالیٰ، تمام اسم اعظم ہیں۔

حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیس اسم اعظم شمار کرائے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

۲- اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّىْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

۳- وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝

۴- يَا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

۵- يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ

۶- اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

۷- اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَدْعُوْكَ اللهَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِىْ وَتَرْحَمَنِىْ

۸- يَا رَبِّ يَا رَبِّ

۹- اَللّٰهُ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

۱۰- اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ

۱۱- کلمہ توحید (لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ)

۱۲- هُوَ

۱۳- اَللّٰهُ

۱۴- يَا رَبَّنَا، پانچ مرتبہ

۱۵- بِسْمِ اللّٰهِ

۱۶- لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

۱۷- يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، تین بار

۱۸- يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

۱۹- يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَا كَاشِفَ السُّوْءِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ يَا اِلٰـهَ الْعٰلَمِيْنَ بِكَ اُنْزِلَ حَاجَتِىْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا فَاقْضِهَا ۔

3398 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِىْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِىْ عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ

متنِ حدیث: قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ وَارْحَمْنِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّىْ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَىَّ ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا الْمُصَلِّىْ ادْعُ تُجَبْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رَوَاهُ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِىْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ

3398ـ تفردبه الترمذى انظر التحفة (۳۵۲/۱۰)، حديث (۱۱۰۳۱) من اصحابك الكتب الستة،واخرجه الحاكم (۴۹۳/۱)، وقال: هذا مستقيم الاسناد تفرد به صالح المرى و هو احد زهاد اهل البصرة، و لم يخرجاه، و قال الذهبى: صالح متروك.

توضیح راوی: وَاَبُوْ هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ ابْنُ هَانِئٍ وَّاَبُوْ عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے، ایک شخص (مسجد کے) اندر آیا اس نے نماز ادا کی پھر دعا کی:

''اے اللہ! میری مغفرت کردے اور مجھ پر رحم کر۔''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نمازی شخص! تم نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے جب تم نماز ادا کرلو تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد بیان کرو پھر مجھ پر درود بھیجو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔

راوی بیان کرتے ہیں، اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز ادا کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نمازی شخص! تم دعا مانگو تمہاری دعا قبول ہوگی۔

حیوۃ بن شریح نے اسے ابوہانی خولانی سے نقل کیا ہے۔

ابوہانی کا نام حمید بن ہانی ہے، ابوعلی جنبی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

3399 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو نماز کے دوران دعا مانگتے ہوئے سنا، اس شخص نے نبی اکرم ﷺ پر درود نہیں بھیجا تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا، پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اس کو یہ فرمایا یا کسی دوسرے شخص کو فرمایا: جب کوئی شخص دعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے پھر نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3400 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ الْقَدَّاحِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ (وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

3499۔ اخرجه ابوداؤد (۲/۷۷): كتاب الصلاة: باب: الدعاء، حديث (۱۴۸۱)، و النسائی (۳/۴۴): كتاب السهو: باب: التمجيد و الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم فی الصلاة، حديث (۱۲۸۴)، احمد (۶/۱۸) و ابن خزيمة (۱/۳۵۱)، حديث (۷۰۹، ۷۱۰)۔

وَاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ) وَفَاتِحَةِ اٰلِ عِمْرَانَ (الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے:

''اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

(اور دوسری) سورہ آل عمران کی ابتدائی یہ آیت

''الم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ حی اور قیوم ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حمد وصلوٰۃ سے دعا کا آغاز کرنا:

احادیث باب کا اختصار یہ ہے کہ نماز کے اختتام پر دعا ضرور مانگنی چاہیے، کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ تاہم دعا کا آغاز تحمید وصلوٰۃ سے کرنا چاہیے۔ عجلت سے نماز پڑھنے والے شخص نے حسب عادت دعا میں بھی عجلت دکھائی اور حمد وصلوٰۃ کے بغیر دعا مانگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آداب دعا کی تعلیم دی اور فرمایا: نماز اطمینان کے ساتھ ادا کرنے کے بعد دوزانو بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجالاؤ، مجھ پر درود پڑھو پھر جو چاہو دعا کرو۔

دوسرا شخص مسجد میں حاضر ہوا، اس نے نہایت اطمینان سے نماز ادا کی، اپنی دعا کا آغاز حمد وصلوٰۃ سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تحسین فرمائی اور فرمایا: اب تم جو چاہو دعا مانگ سکتے ہو۔ بعض روایات و آثار صحابہ میں مذکور ہے کہ جس دعا کا آغاز واختتام صلوٰۃ یعنی درود سے ہو، وہ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔ جس کا کھانا پینا حلال کا ہو، لباس حلال کی کمائی کا ہو، عجز وانکسار کی تصویر بن کر دعا کرے، دعا کا آغاز تحمید تصلیہ سے کرے اور دعا کے اختتام پر درود شریف پڑھے، وہ دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت ضرور حاصل کرتی ہے۔

تیسری حدیث باب پر بحث ماقبل حدیث کی تشریح کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

3401 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ

3401۔ اخرجه ابوداؤد (۲/ ۸۰): كتاب الصلاة: باب الدعاء، حديث (۱٤۹٦)، وابن ماجه (۲/ ۱۲٦۷): كتاب الدعاء: باب: اسم الله الاعظم، حديث (۳۸۵۵)، و الدارمي (۲/ ۵٤۰): كتاب فضائل القرآن: باب: فضل اول سورة البقرة، و احمد (٦/ ٤٦۱)، و عبد بن حميد ص (٤۵٦)، حديث (۱۵۷۸)۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: سَمِعْتُ عَبَّاسًا الْعَنْبَرِیَّ یَقُوْلُ اُكْتُبُوْا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُعَاوِیَةَ الْجُمَحِیِّ فَاِنَّهٗ ثِقَةٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ دُعا ضرور قبول ہوگی۔ یہ بات یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کسی غافل اور لاپرواہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ''حدیث غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میں نے عباس عنبری کو کہتے ہوئے سنا ہے: عبداللہ بن معاویہ جمحی کے حوالے سے احادیث نوٹ کرلیا کرو' کیونکہ وہ ''ثقہ'' ہیں۔

شرح

یقین کی کیفیت اور حضور قلب سے دعا مانگنا:

دعا کی اہمیت کے حوالے سے ارشاد ربانی ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ (البقرہ:۱۸۶)

''اور جب میرے بندے مجھ سے دعا کرتے ہیں تو بیشک میں قریب ہوں، میں ہر دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ پس لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ مجھ سے دعا کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ان کی راہنمائی کی جاسکے۔''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر دعا کو اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور اسے شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ تاہم آداب دعا روایات میں مذکور ہیں کہ اکل وشرب اور لباس حلال کی کمائی کا ہو اور اس کا آغاز تحمید وتصلیہ سے ہو۔ حدیث باب میں مزید آداب دعا بیان کیے گئے ہیں کہ دعا کرتے وقت تردد وتذبذب کی کیفیت نہیں ہونی چاہیے بلکہ یقین کی حد تک ہونی چاہیے، دعا کرتے وقت کاہلی و سستی نہیں ہونی چاہیے بلکہ حضور قلب سے دعا کرنی چاہیے، ایسی ہی دعا قبول کی جاتی ہے اور ایسی دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔

3402 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّیَّاتِ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ جَسَدِیْ وَعَافِنِیْ فِیْ

3402۔ تفرد به الترمذی انظر التحفة (۱۲/۲۳۵)، حدیث (۱۷۳۷۴) من اصحابك الكتب الستة، و اخرجه الحاكم (۱/۵۳۰)، وقال: هذا حدیث صحیح الاسناد ان سلم سماع طیب من عروة ولم یخرجاه، وقال الذهبی: و بكر قال النسائی: لیس بثقة.

بَصَرِیْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

قولِ امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ حَبِیْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ شَیْئًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ یہ دُعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! مجھے جسمانی طور پر عافیت نصیب کر، میری بصارت میں عافیت نصیب کر اور اسے میرا وارث بنا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو بڑا بردبار اور کرم کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے' جو عظیم عرش کا پروردگار ہے ہر طرح کی حمد وثناء اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام بخاری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، حبیب بن ابوثابت نے عروہ بن زبیر سے کوئی بھی حدیث نہیں سنی ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

شرح

جسمانی امراض اور نظر کی حفاظت کی جامع دعا:

جسمانی عافیت اور تحفظ بصارت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ جَسَدِیْ وَعَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

یہ دعا نہایت جامع ہے کیونکہ جسمانی امراض سے عافیت اور بصارت کے تحفظ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی، حلیم وکریم صفات، تسبیح باری تعالیٰ، عرش عظیم کے مالک ہونے، تحمید باری تعالیٰ اور رازق کائنات کے اوصاف پر مشتمل ہے۔ نیز جو شخص جسمانی اعتبار سے روبصحت، آفات وامراض سے محفوظ ہو اور بصارت بھی بحال ہو، تو وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

3403 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: جَاءَتْ فَاطِمَةُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا قُوْلِیْ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ

الفقر

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلاف روایت: وَهٰكَذَا رَوٰى بَعْضُ اَصْحَابِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ ﷺ سے کوئی خادم مانگیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم یہ پڑھو۔

''اے اللہ! اے سات آسمانوں کے پروردگار! اے عظیم عرش کے پروردگار! اے ہمارے پروردگار! اے ہر چیز کے پروردگار! اے تورات' انجیل اور قرآن نازل کرنے والے! اے دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے' میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے' تو سب سے پہلے ہے' تجھ سے پہلے اور کچھ نہیں ہے' تو سب کے بعد ہے تیرے بعد اور کچھ نہیں ہوگا' تو ظاہر ہے تجھ سے زیادہ ظاہر اور کوئی نہیں ہے' تو باطن ہے تجھ سے زیادہ باطن اور کوئی نہیں ہے' تو میرا قرض ادا کر دے اور مجھے غربت سے بے نیاز کر دے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اعمش کے بعض شاگردوں نے اسے اعمش کے حوالے سے' ابوصالح سے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے' انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

قرض سے نجات اور محتاجی سے بے نیازی کی دعا:

ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور امور خانہ داری انجام دینے میں محتاجی سے بے نیازی حاصل کرنے کے لیے حصول غلام کا مطالبہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دعا سکھائی جو خصوصیت سے محتاجی سے بے نیازی اور قرض کی ادائیگی کے لیے نافع و مجرب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے وہ دعا یوں منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَىْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَىْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَىْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَىْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَىْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَىْءٌ اَقْضِ عَنِّى الدَّيْنَ وَاَغْنِنِىْ مِنَ الْفَقْرِ .

یہ مضمون گزشتہ صفحات میں بھی گزر چکا ہے، لہٰذا اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم خواتین کے لیے امور خانہ داری کے

حوالے سے یہ پیغام ضرور ہے کہ وہ اپنا فریضہ اور ذمہ داری تصور کرتے ہوئے گھریلو خدمات خود انجام دیں، ممکن ہو تو یہ دعا بھی پڑھا کریں، دن بھر گھریلو امور انجام دینے کے باوجود انہیں تھکاوٹ نہیں ہوگی، غیر کی محتاجی سے بے نیازی حاصل ہوگی، قرض (بصورت مقروض ہونے کے) سے نجات حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔

3404 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں ایسے دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس میں خشیت نہ ہو ایسی دعا سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جو قبول نہ ہو' اور ایسے نفس سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جو سیر نہ ہو' ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جو نفع نہ دے' میں ان چاروں چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

چار امور سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کی دعا:

زیرِ نظر حدیث میں چار امور کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا درس دیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ

3404۔ تفرد به الترمذي، انظر التحفة (۶/۲۹۰)، حديث (۸۶۲۹) من هذا الطريق و اخرجه مسلم (۲۰۸۸/۴)، حديث (۷۳-۲۷۲۲)، و النسائي (۸/۲۶۰)، حديث (۵۴۵۸)، من طريق زيد بن ارقم.

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ ۔

امور اربعہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جو دل خشیت سے خالی وہ شیطانی تصورات کا محور ہوتا ہے، اور انسان کے لیے نہایت خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ جو دعا سنی نہ جائے، وہ عدم قبول کا شکار ہو کر غیر مفید ثابت ہوتی ہے۔ جو نفس سیر نہ ہوتا ہو، وہ تکبر و غرور کا مرکز ثابت ہوتا ہے، ہمہ وقت انسان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے اکساتا ہے اور آدمی کو رحمت باری سے محروم کرتا ہے۔ وہ علم جو نافع و مفید نہ ہو، وہ شیطانی علم ہے، وہ انسان کے لیے مضر ہوتا ہے اور لوگوں میں تنازع و انتشار کا سبب بنتا ہے۔ اس مضمون کی ترجمانی اس شعر میں کی گئی ہے:

علم دین قرآن است و تفسیر و حدیث ہر کہ بجز ایں خواند گردد خبیث

نیز غیر مفید علم سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب ازبس ضروری ہے۔

3405 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِي يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ اِلٰهًا قَالَ اَبِي سَبْعَةً سِتَّةً فِي الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَآءِ قَالَ فَاَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِي فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِي رُشْدِي وَاَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے میرے والد سے دریافت کیا: اے حصین! تم آج کل کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ تو میرے والد نے جواب دیا: سات کی، ان میں سے چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: تم حقیقی طور پر اُمید اور خوف کس سے رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اس خدا سے جو آسمان میں ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حصین اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں دو ایسے کلمات سکھاؤں گا' جو تمہیں نفع دیں گے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت حصین رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے' تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے وہ دو کلمات سکھائیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم یہ پڑھا کرو:

3405۔ تفردبه الترمذي انظر التحفة (۸/۱۷۵)، حديث (۱۰۷۹۷) من اصحابك الكتب الستة، و اخرجه الحاكم في المستدرك بزيادة فيه من طريق ربعي بن حراش عن عمران بن حصين عن ابيه (۱/۵۱۰)، وقال: صحيح على شرط الشيخين و لم يخرجاه، ووافقه الذهبي.

''اے اللہ! تو مجھے ہدایت نصیب کر اور مجھے میری ذات کے شر سے محفوظ رکھ۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

حصول ہدایت اور شر نفس سے پناہ خواہی کی دعا:

حدیث باب میں نہایت مختصر مگر جامع دعا کی تعلیم ارشاد فرمائی گئی ہے، یہ دعا دو جملوں پر مشتمل ہے: (۱) ہدایت طلبی (۲) شر نفس سے پناہ خواہی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو راہ ہدایت کی معرفت اور شر نفس سے پناہ کی دولت سے نوازتا ہے تو وہ یقیناً دارین میں کامرانی کی منازل حاصل کر لیتا ہے۔ یہ دعا حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ .

3406 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: قَالَ كَثِيْرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے اکثر نبی اکرم ﷺ کو ان کلمات کے ذریعے دعا کرتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! میں شدید غم، پریشانی، عاجز ہو جانے، سستی، کنجوسی، قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے، جو عمرو بن ابو عمرو سے منقول ہے۔

3406- اخرجه البخاری (۱۸۲/۱۱): كتاب الدعوات: باب: الاستعاذة من الجبن و الكسل، كسالى و كسالى و احد، حديث (۶۳۶۹)، و فی الادب المفرد ص (۲۳۸)، حديث (۸۱۰)، ص (۱۹۸)، حديث (۶۷۹)، و ابوداؤد (۹۰/۲): كتاب الصلاة: باب: من الاستعاذة، حديث (۱۵۴۱)، و النسائی (۲۵۷/۸): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الهم، حديث (۵۴۵۰)، (۲۶۵/۸)، كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الهم، حديث (۵۴۵۰)، (۲۶۵/۸)، كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من ضلع الدين، حديث (۵۴۷۶)، (۲۷۴/۸): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من غلبة الرجل، حديث (۵۵۰۳)، و احمد (۱۲۲/۳، ۲۲۰، ۲۲۶، ۲۴۰).

3407 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

"اے اللہ! میں کاہلی، بڑھاپے، بزدلی، کنجوسی، دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مختلف کوتاہیوں اور مصائب سے پناہ حاصل کرنے کی دعا

احادیث باب میں گیارہ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے:

(۱) غم (۲) ملال (۳) قرض (۴) دشمن کا غلبہ (۵) کمزوری (۶) بخل (۷) کاہلی (۸) بزدلی (۹) بڑھاپا (۱۰) فتنۂ دجال (۱۱) عذاب قبر۔

ان میں سے پہلی چار چیزوں کا تعلق دنیوی حیات سے ہے، جو انسان کو دنیوی لذائذ ولطائف سے محروم کر دیتی ہیں، طاقت وصلاحیتوں کو معطل کر دیتی ہیں اور آخرت کی کامیابیوں کے لیے مانع بن جاتی ہیں۔ ان کے بعد والی چار کمزوریوں کے نتیجہ میں انسان اپنی شجاعت و بہادری جیسی صفات سے محروم ہو جاتا ہے، جرأت مندانہ اقدام کرنا طاقت سے باہر ہو جاتا ہے اور دنیوی و اخروی امور میں فلاح یابی بھی نہیں ہوتی۔ ان سے آخر والی تین کمزوریاں سب سے زیادہ پریشانی کا سبب بنتی ہیں، ہمت ہارنے والی اور ناتواں کرنے والی ہیں۔

چونکہ یہ گیارہ کمزوریاں انسان کے لیے آزمائش، مصائب اور پریشانیوں کا سامان بنتی ہیں، اس لیے ان سے پناہ طلب کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

(i) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

(ii) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

3407- اخرجه النسائي (۲۵۷/۸): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الهم، حديث (۵۴۵۱)، (۲۶۰/۸): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الكسل، حديث (۵۴۵۷)، (۲۷۱/۸): كتاب الاستعاذة، باب: الاستعاذة من شر الكبر، حديث (۵۴۹۵)، واحمد (۱۷۹/۳، ۲۰۱، ۲۰۵، ۲۳۵، ۲۶۴)، وابن حميد ص (۴۱۱) حديث (۱۳۹۷).

بَابُ مَا جَآءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ

باب 58: انگلیوں پر تسبیح گننا

3408 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَدِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَرَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ بِطُوْلِهٖ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ يُسَيْرَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ اعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے ہاتھ پر (یعنی انگلیوں پر) تسبیح گنتے ہوئے دیکھا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے جو اعمش کے حوالے سے عطاء سے منقول ہے۔

شعبہ اور ثوری نے اس حدیث کو عطاء بن سائب کے حوالے سے طویل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

اس بارے میں سیدہ یسیرہ بنت یاسر رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے خواتین کے گروہ! پوروں کے ذریعے تسبیح پڑھا کرو کیونکہ (قیامت کے دن) ان سے حساب لیا جائے گا اور انہیں گویائی دی جائے گی۔

شرح

انگلیوں کے پوروں پر تسبیحات شمار کرنا:

انگلیوں کے پوروں پر تسبیحات شمار کرنے کو ''عقد انامل'' کہا جاتا ہے، اس کا جواز حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عمل عقد انامل ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کو اپنائے ہوئے تھے اور خواتین کو بھی اس کا حکم دیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خواتین سے یوں مخاطب ہوئے:

''تم تسبیح، تہلیل اور تقدیس کا التزام کرو، انگلیوں کے پوروں پر ان کو شمار کرو، کیونکہ پوروں کو قوت گویائی حاصل ہوگی

اور اس سلسلہ میں غافل ہو کر رحمت کو مت بھولو۔"

علاوہ ازیں تسبیحات وغیرہ کو گٹھلیوں اور کنکریوں پر شمار کرنا بھی درست ہے۔ اس بارے میں دو احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے پاس گئے، جو گٹھلیوں یا کنکریوں پر تسبیحات پڑھ رہی تھی۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۵۸۹)

(ii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے جبکہ اس وقت ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں تھیں اور وہ ان پر تسبیحات شمار کر رہی تھیں۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۵۷۵)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ تسبیح و تہلیل اور تقدیس وحوقلہ وغیرہ کا انگلیوں کے پوروں، گٹھلیوں اور کنکریوں پر شمار کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں خواتین و حضرات میں رائج تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دور حاضر میں تسبیح، تہلیل، تقدیس اور حوقلہ وغیرہ کا شمار "مالا" پر کیا جاتا ہے، یہ بدعت وحرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔

سوال: کیا حالت نماز میں بھی "عقد انامل" جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں علماء کرام کے دو اقوال ہیں: (i) حالت نماز میں عقد انامل بلا کراہت جائز ہے۔ (ii) معمولی کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

فائدہ نافعہ:

گٹھلیوں اور کنکریوں پر تسبیحات وغیرہ کے شمار کی بجائے "عقد انامل" کی صورت افضل ہے، کیونکہ اس میں ریا کاری کا تصور نہیں ہے اور "انامل" قیامت کے دن "تسبیحات خواندہ" کے حق میں گواہی دیں گی۔

3409 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا قَدْ جُهِدَ حَتَّى صَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهُ أَمَا كُنْتَ تَدْعُو أَمَا كُنْتَ تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ قَالَ كُنْتُ أَقُولُ اللَّهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللهِ إِنَّكَ لَا تُطِيقُهُ أَوْ لَا تَسْتَطِيعُهُ أَفَلَا كُنْتَ تَقُولُ اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3409 اخرجه مسلم (۲۰۶۸/٤، ۲۰۶۹): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار باب: كراهة الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا، حديث (۲۶۸۸/۲۳)، و احمد (۱۰۷/۳، ۲۸۸).

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ ایک شخص کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لے گئے جو بیماری کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ کیا تم اپنے پروردگار سے عافیت نہیں مانگتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: میں تو یہ دعا مانگا کرتا تھا، اے اللہ! تو نے جو عذاب مجھے آخرت میں دینا ہے وہ مجھے دنیا میں ہی دیدے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! تم تو اس کی طاقت نہیں رکھتے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تم نے یہ کیوں نہیں کہا؟ "اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

3410 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ فِيْ قَوْلِهِ (رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً) قَالَ فِی الدُّنْیَا الْعِلْمُ وَالْعِبَادَةُ وَفِی الْاٰخِرَةِ الْجَنَّةُ

◄► حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر" کے بارے میں یہ کہتے ہیں: دنیا کی بھلائی سے مراد علم اور عبادت ہے اور آخرت کی بھلائی سے مراد جنت ہے۔

شرح

دنیا اور آخرت کے لیے طلب خیر اور جہنم سے پناہ حاصل کرنے کی دعا:

کسی بیمار کی عیادت کرنا حق مسلم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم امت اور ایک صحابی کی قسمت جگانے کے لیے اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، مریض آخرت کی بجائے دنیا کی تکلیف سے نجات کی دعا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصلاح کرتے ہوئے ایسی دعا سے احتراز کرنے اور دنیا و آخرت کے لیے رحمت و مغفرت اور آتش جہنم سے تحفظ کی دعا تعلیم ارشاد فرمائی۔

دنیا و آخرت کی بہتری اور جہنم سے پناہ حاصل کرنے کے لیے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

3410۔ تفردبه الترمذی وذکره السیوطی فی الدر المنثور (۱/۴۱۹) فی تفسیر سورة البقرة آیة (۲۰۱)، و عزاه لا بن ابی شیبة و عبد بن حمید و ابن جریر و الذهبی فی فضل العلم و البیهقی فی الشعب عن الحسن۔

اس دعا میں دارین کی بھلائی اور عذاب جہنم سے پناہ طلب کی گئی ہے، یہ مختصر مگر جامع دعا ہے، حالت علالت وصحت میں مانگی جاسکتی ہے، اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسند ہے۔ دنیا میں عذاب دیئے جانے کی دعا ہرگز نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ انسان میں اس کی برداشت نہیں ہے بلکہ مغفرت ورحمت کی دعا کرنا چاہیے، رحمت باری تعالیٰ بندے کے گناہوں کو نہیں دیکھتی، مغفرت اس کے گناہوں پر غالب آجاتی ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو)

3411 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْاَحْوَصِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاکدامنی اور خوشحالی کا سوال کرتا ہوں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

ہدایت وتقویٰ اور عفاف وغنا کے حصول کی دعا:

ہدایت: صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنا۔ التقی: اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچتے ہوئے حرام وممنوعات سے احتراز کرنا۔ عفاف: برے اور ناپسندیدہ قول وفعل سے بچنا۔ غنی: متمول ومالدار ہونا، شریعت کی اصطلاح میں دل کا بے نیاز ہونا۔ دل کا چین روح غنا ہے اور اموال واسباب اس کے منافی نہیں ہے۔ اگر کسی کو قلبی راحت کا سامان بھی میسر اور دولت بھی ہاتھ میں آجائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بشرطیکہ دولت کے مصارف شرعی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہدایت وتقویٰ اور عفاف وغنا کے حصول کی دعا یوں منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى .

یہ دعا نہایت جامع مگر مختصر، مجرب اور نافع ومفید ہے۔ اس کا شمار احادیث جوامع الکلم میں ہوتا ہے، جن کے الفاظ مختصر اور معانی وفوائد کثیر ہیں۔

3411- اخرجه مسلم (٢٠٨٧/٤): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، حديث (٢٧٢١/٧٢)، و البخاري في الادب المفرد ص (١٩٩)، حديث (٦٨١)، و ابن ماجه (١٢٦٠/٢): كتاب الدعاء: باب: دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (٣٨٣٢)، واحمد (٣٨٩/١، ٤١١، ٤١٦، ٤٣٤، ٤٤٣).

فائدہ نافعہ:

حدیث باب میں امور اربعہ کی ترتیب میں ایک علمی نکتہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہدایت کو پہلے رکھا گیا ہے، کیونکہ خیر کا مرکز و اساس یہی ہے۔ دوسرے درجہ میں تقویٰ بیان کیا گیا ہے، کیونکہ یہ ہدایت کے بعد ہی میسر آ سکتا ہے۔ تیسرے درجہ میں "عفاف" کو رکھا گیا ہے، کیونکہ پاک دامنی تقویٰ میں داخل ہے لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو الگ بیان کیا گیا ہے۔ چوتھے درجہ میں "غنیٰ" کو بیان کیا گیا ہے، کیونکہ اس کے حصول کی ترغیب سے نمایاں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی انسانی ضروریات کا کفیل ہوسکتا ہے۔

3412 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ الدِّمَشْقِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَائِذُ اللّٰهِ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ دَاوُدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، حضرت داؤد علیہ السلام یہ دُعا مانگا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس شخص کی محبت کا (سوال کرتا ہوں) جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا (سوال کرتا ہوں) جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے اللہ! اپنی محبت میرے نزدیک میری اپنی ذات میرے گھر والوں اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پسندیدہ کردے۔"

راوی بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے جب ان کے حوالے سے کوئی بات بیان کیا کرتے تھے تو یہ فرمایا کرتے تھے: وہ سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

3412۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۲۲۵/۸)، حدیث (۱۰۹٤۲) من اصحابك الكتب الستة، و اخرجه الحاكم في المستدرك (٤۳۳/۲)، و قال: صحيح الاسناد و لم يخرجاه، و قال الذهبي: بل عبد الله هذا قال احمد: احاديثه موضوعة

شرح

محبت خداوندی کے حصول کی دعا:

اسلامی عقائد وافکار کی اساس ایمان باللہ ہے، اس کا تقاضا ہے کہ انسان اس کی محبت میں اس قدر فولاد ہو جائے کہ ارکان اسلام اس کی رضا کے لیے بجالائے، منہیات وممنوعات سے احتراز میں اس کی خوشنودی کارفرما ہو، اس کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا بلکہ زندہ رہنا اور مرنا سب کچھ اس کی رضامندی کے لیے ہو۔

انسان کی کسی سے دوستی یا دشمنی، کسی بھی معاملہ میں معاونت یا عدم تعاون، کوئی خدمت یا عمل صالحہ میں اسے خوش کرنا مقصود ہو۔ اس کے احکام پر عمل کرنے اور فروغ میں جن بھی مصائب سے دوچار ہونا پڑے، اس سے خوش ہو جائے کہ یہ محبوب کی راہ میں تکلیف پہنچی ہے، اس سلسلہ میں کانٹا لگے یا جان لیوا حادثہ پیش آئے تو بھی اظہار مسرت کرے کہ جان بھی تو اسی کا تحفہ ہے جو اس نے خود ہی قبول فرمالیا ہے، اس میں بھی گھاٹے والی کوئی بات نہیں ہے کہ ناقص زندگی کے بعد کامل زندگی میسر آگئی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے، جو اولوالعزم پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کے حوالے سے ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا ارشاد فرمائی، انبیاء علیہم السلام) دیگر لوگوں سے زیادہ محب الٰہی ہوتے ہیں، وہ تاحیات احکام خداوندی کی اپنی اپنی قوم میں تبلیغ کرتے رہے، اپنے فریضہ کی ادائیگی میں انہیں آرے سے چیرا گیا اور انہیں بے دردی سے شہید کیا گیا لیکن وہ اس کڑے امتحان میں بھی رضاء الٰہی پر خوش رہے۔

3413 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِیِّ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ فِیْ دُعَائِهِ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِیْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّیْ فِيمَا تُحِبُّ اللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّیْ فِيمَا تُحِبُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِیُّ اسْمُهٗ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُمَاشَةَ

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

3413- تفردبه الترمذی انظر التحفة (۷/۱۸۶)، حدیث (۹۶۷۶) من اصحابك الكتب الستة، وذكره المتقی الهندی فی الكنز (۲/...) حدیث (۳۶۳۲)، وعزاه للمصنف عن عبد الله بن یزید

''اے اللہ! مجھے اپنی محبت نصیب کر اور اس شخص کی محبت نصیب کر جس سے محبت رکھنا تیری بارگاہ میں مجھے فائدہ دے۔ اے اللہ! جو تو نے مجھے عطا کیا ہے' تو اسے میرے لیے اس چیز کے بارے میں قوت بنا دے جسے تو پسند کرتا ہے' اور جو تو نے مجھے عطا نہیں کیا ہے' جسے میں پسند کرتا تھا' تو اسے میرے لیے اس چیز کی طرف یکسوئی کا ذریعہ بنا دے' جسے تو پسند کرتا ہے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابو جعفر خطمی کا نام عمیر بن یزید بن خماشہ ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے استعمال کا شایان شان مصرف بنانے کی دعا:

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِيْ حُبُّهُ عِنْدَكَ، اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ، اَللّٰهُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ .

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت کائنات کی ہر چیز سے محبوب ہوتی ہے، قرآن کریم نے اس حقیقت کو بایں الفاظ بیان کیا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (بقرہ:۱۶۵) ''یعنی ایمان والے لوگ محبت باری تعالیٰ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔'' اہل اسلام اپنی جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں، تو پھر ذات باری تعالیٰ کے ساتھ تو ان کی محبت اس سے بھی زیادہ ہے۔

اس دعا سے اس بات پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عنایت کردہ مال کے مصارف بھی شرعی اصولوں کے مطابق ہونے چاہئیں مثلاً زکوٰۃ، صدقہ فطر، عشر ادا کرنا، یتیموں کی کفالت کرنا، دینی طلباء کی معاونت کرنا، اولاد کی پرورش کرنا، ضروریات ازواج کی تکمیل کرنا اور مہمانوں کی تواضع کرنا وغیرہ۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ جس طرح روحانی دولت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، اسی طرح دنیوی دولت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے روحانی مقام سے متاثر ہو کر ایک عقیدت مند دور سے حاضر ہوا، چند روز اس کا قیام آپ کی خانقاہ میں رہا، آپ کی ٹھاٹھ اور ہمہ وقت اجراء لنگر دیکھ کر وہ دلی طور پر وسوسہ کا شکار ہو گیا، اس نے خیال کیا کہ میں تو روحانیت کا مرکز تصور کرتے ہوئے طالب روحانیت بن کر حاضر ہوا تھا لیکن یہاں تو دنیوی دولت کے علاوہ کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ روانگی کے وقت اس نے خانقاہ کے دروازے پر لکھ دیا: نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد یعنی یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے، اس لیے ولی نہیں ہو سکتا۔ موقع ملنے پر خدام نے حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس

واقعہ کے بارے میں عرض کیا، آپ نے خدام سے فرمایا: مہمان کی عبارت کے نیچے یہ لکھ دیں: و گر دارد برائے دوست دارد۔ یعنی اگر دولت اللہ تعالیٰ کے لیے رکھتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور ایسا شخص ولی (بزرگ) ہو سکتا ہے۔

3414 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ اَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ اَبِيْهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ

متنِ حدیث: قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا اَتَعَوَّذُ بِهِ قَالَ فَاَخَذَ بِكَتِفِي فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي يَعْنِي فَرْجَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ سَعْدِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى

◆◆ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے کوئی ایسا تعوذ (کا کلمہ) بتائیں جس کے ذریعے میں (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگا کروں۔ راوی بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما اور ارشاد فرمایا، تم یہ پڑھا کرو:

"اے اللہ! میں اپنی سماعت کے شر سے اپنی بصارت کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اپنے ذہن کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی شرمگاہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو سعد بن اوس نے بلال بن یحییٰ سے نقل کی ہے۔

شرح

کان، آنکھ، زبان، دل اور شرمگاہ کے شر سے پناہ طلب کرنے کی دعا:

جسمانی اعضاء بالخصوص سمع و بصر، لسان و قلب اور شرمگاہ کا شر ان اعضاء کو احکام خداوندی کے خلاف استعمال کرنا ہے مثلاً سمع کا شر کسی کی غیبت اور چغلی وغیرہ سننا، بصر کا شر غیر محرم عورت وغیرہ کی طرف دیکھنا، لسان کا شر کسی کی غیبت کرنا اور چغلی کھانا

3414۔ اخرجه البخاری فی الادب المفرد ص (۱۹۶)، حدیث (۶۶۸)، و ابوداؤد (۹۲/۲): کتاب الصلاۃ: باب: فی الاستعاذۃ، حدیث (۱۵۵۱) و النسائی (۲۵۵/۸): کتاب الاستعاذۃ: باب: الاستعاذۃ من شر السمع و البصر، حدیث (۵۴۴۴)، (۲۵۹/۸): کتاب الاستعاذۃ: باب: الاستعاذۃ من شر السمع و البصر، حدیث (۵۴۵۵)، (۲۶۰/۸): کتاب الاستعاذۃ: باب: الاستعاذۃ من شر البصر، حدیث (۵۴۵۶)، (۲۶۷/۸): کتاب الاستعاذۃ: باب: الاستعاذۃ من شر الذکر، حدیث (۵۴۸۴)، واحمد (۴۲۹/۳).

ہے، قلب کا شر وساوس کا شکار ہو کر دوسروں کو ہمیشہ حقیر وذلیل تصور کرنا۔ ہے اور شرمگاہ کا شر اس کا زنا وغیرہ کے لیے استعمال کرنا ہے۔

یہ اعضاء احکام خداوندی کے مطابق استعمال ہوں تو کامل مؤمن کا مظہر ثابت ہوتے ہیں اور اگر احکام شرعیہ کے خلاف استعمال ہوں تو شیطانی اعمال کا مظہر بن جاتے ہیں، جن کے شر سے بچنے کی دعا کی گئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

ان اعضاء کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، خوف وخشیت اور تحفظ و پناہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حفاظت کے لیے دعا کی ترغیب دی گئی ہے۔

حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ يَعْنِیْ فَرْجَهٗ ۔

3415 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ يَدِیْ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَّهُوَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی' رات کے کسی وقت میں نے آپ ﷺ کو غیر موجود پایا' میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر پڑا' آپ ﷺ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے' اور یہ دُعا مانگ رہے تھے:

''میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں' میں تیری تعریف اس طرح نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3415۔ اخرجہ مالک (۱/۲۱۴): کتاب القرآن: باب: ما جاء فی الدعاء حدیث (۳۱)، و النسائی (۲/۲۲۲): کتاب التطبیق باب: الدعاء فی السجود نوع آخر۔ حدیث (۱۱۳۰)۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

قتیبہ نے یہ روایت اپنی سند کے ہمراہ نقل کی ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ اضافی ہیں۔

''میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیری حقیقی تعریف نہیں کر سکتا۔''

شرح

بندہ سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کا حق ادا نہ ہونا:

جس طرح انسان پر زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی مسلسل بارش برستی رہتی ہے' تو اس کی ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں ہو سکتا، اسی طرح زندگی بھر بندہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے میں مصروف رہے' تو اس کی تعریف کا کروڑواں حصہ بھی بیان نہیں کر سکتا، اس طرح یہ نتیجہ سامنے آیا کہ انسانی جسم کے ہر بال کو کروڑوں منہ لگا دیے جائیں، ہر منہ ہمہ وقت تعریف میں رطب اللسان رہے' تب بھی باری تعالیٰ کے ایک وصف کی بھی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس روایت میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ ذکر بایں الفاظ منقول ہے:

اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ .

یاد رہے یہ دعا بھی تعلیم امت کے لیے ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نورانی زبان سے کماحقہ اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کر سکتے تو امت کو کیسے اس کی ہمت ہو سکتی ہے؟ تاہم اس کی تعریف نہ کرنے سے کرنا بہتر ہے۔ لہٰذا بندہ کو چاہیے کہ کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے اور نشست و برخواست یعنی ہر وقت وصف باری تعالیٰ میں مشغول رہے۔

فائدہ نافعہ:

مستعاذ بہ (وہ ذات جس کی پناہ طلب کی جائے) پر حرف ب لایا جاتا ہے اور مستعاذ منہ (جس ذات سے پناہ طلب کی جائے) پر حرف من لایا جاتا ہے، اردو زبان میں ب کا معنیٰ ''کی'' اور من کا معنیٰ ''سے'' ہے مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔ یہ علمی نکتہ ذہن نشین رہنا چاہیے تاکہ تعوذ کے ترجمہ کرنے میں غلطی سے بچا جا سکے۔

3416 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ الْمَكِّیِّ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ

بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◈ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ انہیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے' جس طرح آپ ﷺ ان لوگوں کو قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

3417 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَاىَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَاَنْقِ قَلْبِىْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا اَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◈ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

3416۔ اخرجه مالك (۲۱۵/۱): كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعاء، حديث (۳۳)، مسلم (۵۱٤/۲ ۔ الابي): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: ما يستعاذ منه في الصلاة، حديث (۵۹۰/۱۳٤)، و ابوداؤد (۹۱،۹۰/۲): كتاب الصلاة: باب: في الاستعاذة، حديث (۱۵٤۲)، و ابوداؤد (۲۵۹/۱): كتاب الصلاة: باب: ما يقول بعد التشهد، حديث (۹۸٤) و النسائي (۱۰٤/٤): كتاب الجنائز: باب: التعوذ من عذاب القبر، حديث (۲۰٦۳)، (۲۷٦۸): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من فتنة الممات حديث (۵۵۲۲)، و احمد (۲٤۲/۱، ۲۵۸، ۲۹۸، ۳۱۱)۔

3417۔ اخرجه البخاري (۱۸۵/۱۱): كتاب الدعوات: باب: الاستعاذة من فتنة الغنى، حديث (٦۳۷٦)، (۱۸۰/۱۱): كتاب الدعوات: باب: التعوذ من المأثم و المغرم، حديث (٦۳٦۸)، و مسلم (۵۱۳/۲ ۔ ابي): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: ما يستعاذ منه في الصلاة، حديث (۵۸۹/۱۲۹)، و ابوداؤد (۹۱/۲): كتاب الصلاة: باب: في الاستعاذة، حديث (۱۵٤۳)، و النسائي (۵۱/۱): كتاب الطهارة: باب: الوضوء على الثلج، حديث (٦۱)، (۱۷٦/۱): كتاب المياه: باب: الوضوء بماء الثلج و البرد، حديث (۳۳۳)، (۲٦۲/۸)، كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من شر فتنة القبر، حديث (۵٤۷۷)، (۲٦٦/۸) كتاب الاستعاذة باب: الاستعاذة من شر فتنة الغنى، حديث (۵٤۷۷)، و ابن ماجه (۱۲٦۲/۲): كتاب الدعاء باب: ما تعوذ منه رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث (۳۸۳۸)، و احمد (۵۷/٦)، (۲۰۷/٦)، و عبد بن حميد ص (٤۳۳)، حديث (۱٤۹۲)۔

''اے اللہ! میں جہنم کی آزمائش سے اور جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے' قبر کی آزمائش سے اور خوشحالی کے شر سے اور غربت کے شر سے اور دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو میری خطاؤں کو اولوں اور برف کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کر دیتا ہے' اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ! میں کاہلی' بڑھاپے' گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

پناہ طلبی کے لیے دو جامع دعائیں:

فتن: کا معنیٰ ہے: سونے کو آگ میں تپا کر کھوٹ کو الگ کرنا۔ قرآن وسنت میں یہ لفظ اور اس کے مشتقات کئی معانی کے لیے استعمال ہوئے ہیں مثلاً آزمائش وامتحان، مصیبت وآفت، فسادات انگریز فی الہند، تکلیف دینے میں تختۂ مشق بنانا، مصیبت کا مسلط ہونا، ایذا اور رسائی اور دکھ میں مبتلا کرنا۔ لفظ **مسیح**: بروزن **فعیل** ہے، اس وزن پر آنے والے الفاظ کبھی اسم فاعل کے معنیٰ میں آتے ہیں اور کبھی اسم مفعول کے معنیٰ میں۔ **مسح الشیء** کا معنیٰ ہے: ہاتھ پھیرنا، صاف کرنا۔ لفظ **المسیح**: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے، اسم فاعل یعنی **الماسح** کے معنیٰ میں ہے، آپ جب کسی مریض پر اپنا دست اقدس پھیرتے تھے تو وہ رو بصحت ہو جاتا تھا، یہ لفظ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لقب کے طور پر استعمال ہوتا ہے' تو بغیر کسی صفت کے آتا ہے۔ لفظ **المسیح**: دجال کا بھی لقب ہے، اس وقت یہ اسم مفعول کے معنیٰ میں استعمال ہوگا یعنی مسح کے مفہوم میں: ہاتھ پھیرا ہوا، صاف کیا ہوا۔ دجال کے لیے یہ لقب مطلق استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ صفت ضرور استعمال ہوتی ہے۔ دونوں میں یوں بھی فرق بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہدایت ہیں اور دجال مسیح ضلالت ہوگا، اس بات کی وضاحت کتب یہود میں بھی کی گئی ہے۔ دجال کے خروج کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے، دجال کا تعاقب کریں گے، کوشش بسیار سے اس پر قابو پا کر اسے قتل کریں گے، اس کے فتنہ سے اہل زمین کو نجات دلائیں گے اور زمین کو امن وسکون کا گہوارہ بنائیں گے۔

فتنوں سے پناہ کے لیے احادیث باب میں دو دعائیں مذکور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَاَنْقِ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا اَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ۔

الفاظ حدیث: ''اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ'' سے مراد دعا کی اہمیت وفضیلت بیان کرنا ہے ورنہ قرآن منزل من اللہ ہے اور دعا کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔

ان دعاؤں میں بارہ اشیاء سے پناہ طلب کی گئی ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱،۲- فتنہ قبر اور عذاب سے پناہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق قبر میں جانے کے بعد بھی انسان کو ایسی آزمائش سے دوچار ہونا پڑے گا' جس طرح زندگی میں فتنہ دجال سے پریشانی لاحق ہوئی ہوگی، تاہم اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کی برکت سے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (ابراہیم:۲۷) ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ثابت قدم اور محفوظ رکھے گا۔'' اس کے برعکس ظالموں کو اور کفار کو اس آزمائش میں یقیناً مبتلا کرے گا۔ قبر میں آزمائش یقینی ہے، جمہور کے نزدیک اس کا منکر کافر ہے اور اسی لیے اس سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

۳،۴- فتنہ جہنم اور عذاب جہنم سے پناہ: فتنہ جہنم انسان کو دنیا میں پیش آتا ہے، جو آدمی کی گمراہی کا سبب بنتا ہے، اس کے نتیجہ میں عذاب جہنم بھگتنا پڑے گا۔ یہ دونوں عذاب ایک نہیں ہیں بلکہ مختلف ہیں، فتنہ جہنم دنیا سے متعلق ہے اور عذاب جہنم آخرت سے متعلق ہے۔

۵،۶،۷،۸- فتنہ دجال، کسل، ہرم اور مغرم سے پناہ کا ذکر گزشتہ احادیث کی توضیحات کے ضمن میں آچکا ہے، لہٰذا اعادہ تحصیل حاصل ہوگا۔

۹،۱۰- فتنہ غنیٰ وفقر سے پناہ: جب کوئی شخص صاحب غنا اور متمول ہو جائے تو دولت کے مصارف شرعی نہ بنائے، وہ دولت اس کے لیے فتنہ سے کم نہیں ہے۔ اس کا اسراف شیطانی اخوت کا مظہر بن جاتا ہے اور خود فضولیات کا شکار ہو کر اللہ تعالیٰ کا باغی قرار پاتا ہے۔

اسی طرح فقر وفاقہ بھی انسان کے لیے فتنہ ثابت ہوتا ہے، فقر کی حالت میں قناعت کا راستہ اختیار کرے تو ولایت کے درجہ میں پہنچ سکتا ہے، اگر نافرمانی کا راستہ اختیار کرے تو انسان کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: كاد الفقر ان يكون كفرا ''یعنی بعض اوقات فقر انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔'' معلوم ہوا غنا اور فقر دونوں انسان کے لیے فتنہ بن سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان سے پناہ مانگنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۱- موت وحیات کے فتنہ سے پناہ: انسان زندگی کے کسی بھی حصہ میں شیطانی تسلط کا شکار ہو کر فتنہ میں مبتلا ہو سکتا ہے، یہ دنیا

خوشحالی و تنگ دستی، جوانی و بڑھاپا، سفر و حضر، صحت و مرض بلکہ آخری وقت میں بھی غلبہ پا سکتی ہے۔ اس لیے اس سے پناہ طلبی کا درس دیا گیا ہے۔

۱۲- گناہ کے فتنہ سے پناہ: بنیادی طور پر انسان خطاؤں، غلطیوں اور نافرمانیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس حرکت سے شیطان خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بندے کی نافرمانی پر ناراض ہوتا ہے، اسے بار بار تنبیہ کرتا ہے تاکہ وہ مجتنب ہو جائے، بغاوت کا راستہ ترک کر دے، صراط مستقیم کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے اور اپنے اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بن جائے۔ چونکہ دیگر فتنوں کی طرح معصیت (گناہ) بھی ایک فتنہ ہے، لہٰذا اس سے بھی پناہ مانگنے کا انسان کو درس دیا گیا ہے۔

3418 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: عِنْدَ وَفَاتِهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے وقت یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! میری مغفرت کر دے، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔''

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

وفات کے وقت مانگی جانے والی دعا

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو امت سے انتہائی درجہ کا پیار ہے، قدم قدم پر اپنی امت کو یاد رکھا، اس کی تربیت و تعلیم کی طرف توجہ فرمائی، قبر میں کیے جانے والے سوالات و جوابات بتائے، قیامت کے دن کیے جانے والے اہم سوالات و جوابات کی تعلیم دی، قرب خداوندی حاصل کرنے کے اصول سکھائے، ممکنہ فتنوں سے محفوظ رہنے کے ضوابط بتائے، صاف ستھری زندگی گزارنے کی تعلیم دی اور زندگی میں لحہ بہ لحہ پڑھی جانے والی دعائیں سکھائیں حتیٰ کہ وفات کے وقت پڑھی جانے والی دعا بھی امت کو سکھا دی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے وفات کے وقت پڑھی جانے والی دعا یوں منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

آدمی کی وفات کے وقت تا حد نگاہ فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اصولوں کے پابند ہیں، حکم خداوندی کے بغیر

3418- اخرجه مالك (۲۳۸/۱): كتاب الجنائز: باب: جامع الجنائز، حديث (٤٦) و البخاري (۷٤٥/۷): كتاب المغازي: باب: مرض النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته، حديث (٤٤٤٠) و طرفه في (٥٦٧٤)، و مسلم (١٨٩٣/٤): كتاب فضائل الصحابة: باب: في فضل عائشة رضي الله عنها، حديث (٢٤٤٤/٨٥)، و احمد (٢٣١/٦).

حرکت نہیں کرتے، ان سے بھول کر بھی نافرمانی نہیں ہو سکتی، ان کو ملأ اعلیٰ کہا جاتا ہے اور اسی مناسبت سے ذات باری تعالیٰ کو رفیق اعلیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ وقت تنگی کا ہوتا ہے، اس لیے موقع کی مناسبت سے نہایت مختصر مگر جامع دعا مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کرنے، رحم فرمانے اور اپنی بارگاہ میں باعزت حاضری کی التجا کی گئی ہے۔

سوال: حدیث باب میں مذکور دعا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کا ذکر ہے، مغفرت ذنوب اور توبہ تو گناہگار شخص کی ہوتی ہے، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور معصوم ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی لغزش سے پاک ہیں تو پھر مغفرت طلب کرنے کا کیا مطلب ہوا؟

جواب: (i) مغفرت سے مراد امت کے گناہوں کی مغفرت و توبہ ہے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ مراد ہیں۔ (ii) آپ نے یہ دعا تعلیم امت کے لیے مانگی تھی نہ کہ اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے۔

3419 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلُ اَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ فَاِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، کوئی شخص یہ نہ کہے:

''اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر دے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر۔''

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) آدمی کو مانگتے ہوئے پورا یقین ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دعا میں عزم بالیقین ہونا:

تذبذب اور بے یقینی کی کیفیت میں دعا نہیں کرنی چاہیے بلکہ عزم بالجزم اور یقینی کیفیت میں دعا کرنی چاہیے، ایسی کیفیت میں دعا کرنا بارگاہ خداوندی کے شایان شان ہے، حالت غیر یقینی یا تذبذب کی کیفیت میں دعا کرنا درست نہیں ہے، ایسی دعا جسم بغیر روح کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ ایسی دعا بارگاہ صمدیت کے لائق نہ ہونے کی وجہ سے رد کر دی جاتی ہے۔ اس دعا کے مسترد ہونے کی وجہ قبولیت کے لائق نہ ہونا ہے، ذات باری تعالیٰ کی عطا میں شک کرنا اس کے معبود حقیقی ہونے کے عقیدہ کے منافی ہے

3419۔ اخرجه مالك (۱/۲۱۳): كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعاء، حديث (۲۸)، و البخاري (۱۱/۱٤٤): كتاب الدعوات: باب: يعزم المسالة فانه لا تكره له ۔ حديث (٦٣٣٩) طرفه في (٧٤٧٧)، و ابوداؤد (۲/۷۷): كتاب الصلاة: باب: الدعاء حديث (۱٤۸۳)، و ابن ماجه (۲/۱۲٦۷): كتاب الدعاء: باب: لا يقول الرجل: اللهم اغفر لي ان شئت، حديث (۳۸٥٤)، و احمد (۲/۲٤۳، ۲٦۳، ۲٦٤، ٤۸٦، ٥۳۰)، و الحميدي (۲/٤۲۷)، حديث (۹٦۳).

اور ایسی فکر کا حامل شخص اس کی رحمت کاملہ سے محروم رہتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول یہ دعا درست نہیں ہے:

اَللّٰھُمَّ اغفرلی ان شئت، اَللّٰھُمَّ ارحمنی ان شئت

3420 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ وَمَنْ يَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرُّ اسْمُهٗ سَلْمَانُ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ وَّجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّرِفَاعَةَ الْجُهَنِیِّ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ وَعُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہمارا پروردگار روزانہ جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اس وقت آسمان دُنیا پر خاص توجہ کرتا ہے پھر یہ فرماتا ہے:

"کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے کچھ مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوعبداللہ اغر کا نام سلمان ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

3421 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِیُّ الْمَرْوَزِیُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ

3420۔ اخرجه مالك (۱/۲۱٤): كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعاء حديث (۳۰)، و البخاری (۳/۳۵، ۳٦): كتاب التهجد: باب: الدعاء و الصلاة من آخر الليل، حديث (۱۱٤۵)، و طرفه في (٦۳۲۱، ۷٤۹٤)، و مسلم (۳/۸٤ ۔ الابي): كتاب صلاة المسافرين (و قصرها: باب: الترغيب في الدعاء و الذكر في آخر الليل و الا جابة منه، حديث (۱٦۸/۷۵۸)، و ابوداؤد (۲/۳٤): كتاب الصلاة: باب: باب: اى الليل افضل، حديث (۱۳۱۵)، (٤/۲۳٤): كتاب السنة: باب: في الرد على الجهمية، حديث (٤۷۳۳)، و ابن ماجه (۱/٤۳۵): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: ما جاء في اى ساعات الليل افضل، حديث (۱۳٦٦)، و الدارمی (۱/۳٤٦، ۳٤۷): كتاب الصلاة: باب: ينزل الله الى السماء و احمد (۲/۲٦٤، ۲٦۷، ٤۸۷، ۵۰٤)، و في الادب المفرد ص (۲۲۳)، حديث (۷٦۰).

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ

متن حدیث: قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَّابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ الدُّعَاءُ فِيهِ اَفْضَلُ اَوْ اَرْجٰى اَوْ نَحْوَ هٰذَا

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، عرض کی گئی، یارسول اللہ ﷺ! کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات کے آخری حصے میں کی جانے والی دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث بھی نقل کی گئی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رات کے آخری حصے میں کی جانے والی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے' (راوی کو شک ہے یا شاید) اس کے قبول ہونے کی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔

یا اسی کی مانند ہے کوئی دوسرا لفظ ہے۔

شرح

دعا کی قبولیت کے دو بہترین اوقات:

جب انسان عزم بالجزم اور یقینی کیفیت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے وہ قبول کی جاتی ہے، کیونکہ بندہ ایسی ذات کے دروازے کا انتخاب کرتا ہے جس سے ناامیدی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم دو اوقات ایسے ہیں' جن میں جو بھی دعا کی جائے وہ قبول کی جاتی ہے:

(۱) رات کے آخری تہائی حصہ میں: اللہ تعالیٰ ہر رات میں اس وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے: ہے کوئی شخص معافی کا طلب گار کہ میں اس کے گناہ معاف کردوں، کوئی ہے رزق کی وسعت کا طالب کہ میں اس کے رزق میں اضافہ کردوں۔ اس وقت رحمت باری تعالیٰ جوش زن ہوتی ہے اور مانگی جانے والی ہر دعا قبول کی جاتی ہے۔ یہ وقت رات کے آخری تہائی حصہ سے شروع ہو کر صبح صادق تک ہے، اولیاء و صالحین اس وقت میں خصوصیت سے عبادت و ریاضت کرتے ہیں' مغفرت و رحمت کے طالب ہوتے ہیں اور ان کی ہر دعا قبول کی جاتی ہے۔

(۲) فرض نمازوں سے فراغت کا وقت: جب بندہ فرض نماز سے فراغت پر دعا کرتا ہے وہ یقینی طور پر قبول کی جاتی ہے'

3421۔ تفرد به الترمذی انظر التحفة (۱۷۳/٤)، حدیث (٤٨٩٢) من اصحاب الكتب الستة، و ذكر المنذری فی الترغیب و الترهیب (٤٨٦/٢)، حدیث (٢٤٥٥)، عن ابی امامة، و عزاه للترمذی، و قال: حدیث حسن.

کیونکہ مزدور کام کرنے کے بعد مزدوری کا حقدار قرار پاتا ہے، دنیا کی کوئی عدالت اس کی مزدوری کو چیلنج نہیں کر سکتی اور نہ مزدوری کو رد کر سکتی ہے۔ لہٰذا فریضہ عبادت ادا کرنے کے بعد بندہ اس چیز کا حقدار بن جاتا ہے کہ وہ جو بھی دعا کرے وہ قبول کر لی جائے، کیونکہ وہ اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ عبادت و ریاضت انجام دینے پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ عابد کو اجر سے نوازا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

3422 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عُمَرَ الْهِلَالِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ دُعَاءَكَ اللَّيْلَةَ فَكَانَ الَّذِي وَصَلَ إِلَيَّ مِنْهُ أَنَّكَ تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي قَالَ فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَيْئًا

توضیحِ راوی: وَأَبُو السَّلِيلِ اسْمُهُ ضُرَيْبُ بْنُ نُفَيْرٍ وَيُقَالُ ابْنُ نُقَيْرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے گزشتہ رات آپ ﷺ کی دعا سنی تھی' مجھ تک اس میں سے جو حصہ پہنچا' وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ یہ پڑھ رہے تھے:

''اے اللہ! میرے ذنب کی مغفرت کر دے اور میرے لیے میرے رزق میں کشادگی کر دے اور جو رزق تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں میرے لیے برکت پیدا کر دے''۔

(راوی بیان کرتے ہیں) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے دیکھا کہ ان میں کوئی چیز باقی رہ گئی ہو۔

ابو سلیل نامی راوی کا نام ضریب بن نفیر ہے۔ ایک قول کے مطابق ضریب بن نقیر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

ایک مختصر مگر جامع دعا جو تمام امور پر مشتمل ہے:

انسان کی بڑی کمزوری یہ ہے کہ اپنا گھر وسیع ہونے کے باوجود اس میں گنجائش نہیں پاتا، گھر میں دل قرار نہیں پکڑتا، کھانا کھا کر کبھی کسی چوک میں کھڑا ہو کر گپ شپ لگاتا ہے، کبھی کسی دکان میں بیٹھتا ہے، کبھی دوست واحباب کی مجلس کا صدر نشین بنتا ہے، جب نیند مسلط ہوتی ہے تو گھر کا رخ کرتا ہے، اہل خانہ انتظار بسیار کے بعد نیند کی آغوش میں جا چکے ہوتے ہیں، جہان بھر کے لوگوں کی غیبت کرنے، چغلی کھانے اور بدگوئی سننے کے بعد گناہوں کی پوٹلی لے کر رات گئے گھر جا کر سوتا ہے، صبح نماز فجر کا وقت ختم ہونے پر بیدار ہوتا ہے، ناشتہ کر کے محنت و مزدوری کے لیے روانہ ہو جاتا ہے اور رات کو گھر واپس آنے کے بعد پھر پہلی رات والا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح مسلسل چوبیس گھنٹے کے معمول میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتا ہے، اس میں نہ دنیوی کوئی کام

کیا اور نہ دینی۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر مالی نقصان ہوتا تو محنت سے کما کر پورا کیا جا سکتا تھا لیکن سونے سے زیادہ قیمتی وقت ضائع ہونے کے بعد ہرگز واپس نہیں آ سکتا، اس سے مستزاد یہ ہے کہ اہل خانہ سے ہم آہنگی بھی باقی نہیں رہتی، گھر افتراق وانتشار کا محور بن جاتا ہے مگر گھر کا سربراہ ہے کہ گھریلو فرائض سے پہلوتہی کرتے ہوئے اپنی انانیت کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہے۔ کاش ہر انسان اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے، اہل خانہ کے حقوق وفرائض پہچانے، اہل خانہ کی خدمت کی اہمیت سے آگاہی حاصل کرے، اہل خانہ سے یکجہتی کے فوائد پر غور کرے، گھر کو انتشار وافتراق کا گہوارہ بننے سے بچائے۔ اس کا حل صرف اور صرف اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مضمر ہے، اس کو اپنانے سے اپنی اصلاح ہو سکتی ہے، اپنا قیمتی وقت بچ سکتا ہے، گھر جنت نظیر بن سکتا ہے، اہل خانہ کے حقوق کی ادائیگی کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹا ہوا رابطہ بحال ہو سکتا ہے، اپنوں اور غیروں کی نظروں کا تارہ بن سکتا ہے اور بے کار شخص کارآمد بلکہ عابد وزاہد بن سکتا ہے۔

حدیث باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ

3423 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ وَّهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْحِمْصِیُّ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ مُّسْلِمِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَّقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ بِاَنَّكَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اللّٰهُ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا اَصَابَ فِیْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِیْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا اَصَابَ فِیْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ مسلم بن زیاد بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص صبح کے وقت یہ دعا مانگے:

''اے اللہ! ہم تجھے گواہ بناتے ہیں، تیرے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں، تیرے تمام فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں، تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتے ہیں، اس بات پر کہ (ہم یہ اعتراف کرتے ہیں) کہ تو اللہ ہے' تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، صرف تو ہی معبود ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے' اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے خاص بندے اور رسول ہیں۔''

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں) تو اس شخص نے اس دن میں جو بھی گناہ کیے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی بخشش کر دے گا' اور اگر وہ شخص شام کے وقت یہ دعا مانگے گا' تو اس شخص نے اس رات میں جو گناہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

3423۔ اخرجه ابوداؤد (۳۲۰/۴): کتاب الادب: باب: ما يقول اذا اصبح، حديث (۵۰۷۸)، و البخاري في الادب المفرد ص (۳۵۱)، حديث (۱۲۰۵) عن مسلم بن زياد عن انس لذكره.

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ "حدیث غریب" ہے۔

شرح

صبح وشام کا ایک ایسا ذکر جس سے پیشگی گناہ معاف ہو جاتے ہیں

صبح وشام کے اذکار میں سے ایک ذکر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ بِاَنَّكَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اللّٰهُ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ .

یہ ذکر صبح کے وقت اسی طرح پڑھا جائے گا لیکن شام کے وقت "اَصْبَحْنَا" کی جگہ لفظ "اَمْسَيْنَا" پڑھا جائے گا۔ اس ذکر میں آدمی ذات باری تعالیٰ، حاملان عرش ملائکہ، دیگر ملائکہ اور تمام مخلوق کو گواہ بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی، اس کے وحدہ لاشریک اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے حق ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اس ذکر کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ ذکر پڑھتا ہے تو دن بھر میں اس سے صادر ہونے والے گناہوں اور رات کے وقت پڑھنے سے شب بھر میں اس سے صادر ہونے والے گناہوں کو اللہ تعالیٰ پیشگی معاف کر دیتا ہے۔

الغرض! اس ذکر کی برکت اور خصوصیت سے اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے پیشگی گناہ معاف کر دیتا ہے۔

سوال: اس خوبصورت ذکر کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایڈوانس دن بھر کے گناہ معاف کر دیتا ہے، ان معاف کیے جانے والوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں یا کبیرہ بھی؟

جواب: اس میں دو قول ہیں:

(i) اس جامع مگر مختصر ذکر کی برکت سے اللہ تعالیٰ صغیرہ گناہ معاف کرتا ہے، جبکہ کبائر کی مغفرت توبہ کرنے سے ہوتی ہے۔

(ii) اس حدیث میں کسی گناہ کی تخصیص نہیں ہے، لہٰذا اس ذکر کی برکت سے صغائر وکبائر دونوں قسم کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم .

3424 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِي عِمْرَانَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِاَصْحَابِهِ اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا

3424- تفردبه الترمذی انظر التحفة (۱۱۶/۱۰)، حدیث (۱۳۵۱۲) من اصحاب الکتب الستة، من طریق ابی السلیل عن ابی هریرة

وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اکثر جب کسی محفل سے اٹھتے تھے تو اپنے ساتھیوں کے لیے دعا کرتے تھے۔

''اے اللہ! ہمارے لیے اپنی وہ خشیت نصیب کردے جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں وہ اطاعت نصیب کردے جس کے ذریعے تو ہمیں جنت تک پہنچا دے اور وہ یقین نصیب کردے جس کے ذریعے تو دنیاوی مصیبتیں ہمارے لیے آسان کردے اور ہمیں سماعت بصارت اور قوت (میں طاقت کے اعتبار سے) اضافہ نصیب کر! جب تک تو ہمیں زندہ رکھتا ہے۔ اور اسے ہمارا وارث بنا دے' ہمیں ان لوگوں پر غلبہ دے' جو ہمارے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں کے خلاف ہماری مدد کر! جو ہم سے دشمنی رکھیں تو ہماری مصیبت کو دین میں نازل نہ کرنا' اور دنیا کو ہماری سب سے بڑی خواہش نہ بنا دینا' اور (اسے) ہمارا مبلغ علم نہ بنا دینا اور ہم پر ایسا شخص مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو خالد بن ابوعمران کے حوالے سے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

شرح

مجلس میں شامل ساتھیوں کے لیے دعا کرنا:

کسی دینی و مذہبی مجلس کے برخواست ہونے سے قبل سب شرکاء کے لیے دعائے خیر و برکت کرنا مسنون ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا .

یہ دعا مثبت و منفی یعنی طلب و عدم طلب کے نو اجزاء پر مشتمل ہے، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) ایسی خشیت عطا کر جو نافرمانی کے لیے مانع ہو۔ (۲) ایسے اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا کر جو دخول جنت کا باعث ہوں۔ (۳) مصائب کو برداشت کرنے پر اتنا ثواب عطا کر کہ ان کا برداشت کرنا آسان ہو۔ (۴) تاحیات سمع وبصر کی حفاظت کر کہ ہم کسی کے محتاج نہ ہوں۔ (۵) ہمیں اتنی قوت عطا کر کہ ہم ظالم کے ظلم کا بدلہ چکا سکیں۔ (۶) ہمیں اتنی قوت عطا کر کہ دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔ (۷) ہمیں ایسے امور کی توفیق عطا نہ کر جو دین کے نقصان کا سبب بنیں۔ (۸) ہماری کوشش کو حصول دنیا تک محدود نہ رکھ کہ ہمارا علم دنیا کی نذر ہو جائے۔ (۹) ہم پر کسی ایسے ظالم و جابر کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کر سکے۔

3425 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الشَّحَّامُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ يَا بُنَيَّ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُهُنَّ قَالَ الْزَمْهُنَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هُنَّ.

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ مسلم بن ابوبکر بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے سنا میں یہ دعا مانگ رہا تھا۔

''اے اللہ! میں شدید غم، سستی، قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

تو انہوں نے فرمایا: میرے بیٹے تم نے یہ دعا کس سے سنی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے تو انہوں نے فرمایا: تم ان کو لازم پکڑ لو! کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو میں نے یہ کلمات پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

شرح

فکر کاہلی اور عذاب قبر سے پناہ کی دعا

حقوق وفرائض میں کوتاہی اور اعمال صالحہ انجام دینے میں سستی ایسا جرم ہے جو عذاب قبر کا سبب بنتا ہے، ان سے اجتناب کرنے کی دعا مانگی گئی ہے۔ حضرت مسلم بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ .

فکر کاہلی عذاب قبر کا سبب بنتی ہے، اس لیے اسے مقدم اور عذاب قبر کو مؤخر کیا گیا ہے۔ ایک مشہور روایت کے مطابق ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبور سے ہوا، آپ ان کے پاس رک گئے، فرمایا: ان قبور والوں کو عذاب ہو رہا، یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ معمولی کوتاہی کی وجہ سے ہو رہا ہے، ان میں سے ایک پیشاب کی چھینٹوں سے اجتناب نہیں کرتا تھا اور

3425۔ تفردبه الترمذي انظر التحفة (٩/٥٧)، حديث (١١٧٠٥) من اصحاب الكتب الستة، و ذكره. المتقي الهندي في الكنز (٢/٢٠٣)، حديث (٣٧٦٣)، و عزاه للترمذي عن ابي بكرة.

دوسرا لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔ آپ نے کھجور کی تازہ چھڑی لے کر اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک ٹکڑا ایک قبر پر رکھ دیا اور دوسرا دوسری قبر پر۔ پھر فرمایا: اب ان کے عذاب میں تخفیف ہو گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ "نبی کو پس دیوار کا علم نہیں ہے" باطل محض ہے، علاوہ ازیں آپ علیہ السلام عذاب کا سبب اور اس کی تخفیف کا علاج بھی جانتے ہیں۔

3426 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ اِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَاِنْ كُنْتَ مَغْفُوْرًا لَّكَ قَالَ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَّاَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِيْهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ فِىْ اٰخِرِهَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ تم اگر انہیں پڑھ لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا۔ اگرچہ تمہاری پہلے ہی مغفرت ہو چکی ہو (پھر بھی تمہیں یہ کلمات ضرور پڑھنے چاہئیں)۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ پڑھو۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ بلند اور عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ بردبار اور کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے"۔

علی بن خشرم بیان کرتے ہیں: علی بن حسین نے اپنے والد کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے اور انہوں نے اس کے آخر میں یہ کلمات اضافی نقل کیے ہیں۔

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو اسحاق نے حارث کے حوالے سے نقل کی ہے۔

3426۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (٧/٣٥٣)، حديث (١٠٠٤٠) من اصحاب الكتب الستة، و ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (١٠/١٨٣)، و عزاه للطبراني من طريق زيد بن ارقم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يا علي الا اعلمك كلمات ــ فذكره، وقال و فيه حبيب بن اخو حمزة الزيات، و هو ضعيف.

شرح

ایک ایسا ذکر جس سے بے گناہ لوگوں کی بخشش ہونا:

جس طرح ایک کمرے میں ایک بلب کی بجائے چند بلب روشن کیے جائیں تو روشنی میں اضافہ ہو جاتا ہے، اسی طرح پانچ نمازوں کی برکت سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک پھر عاشورہ وعرفہ کے روزوں کی برکات وفیوض سے ایمان کی جلا میں اضافہ ہوتا ہے اور اُسے قوت وطاقت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ .

اس ذکر کی برکت سے بخشے ہوئے انسان کی بھی بخشش ہو جاتی ہے یعنی اس کے نامہ اعمال میں اضافہ ہو جاتا ہے، ایمان کو قوت حاصل ہوتی ہے اور درجہ کو بلندی عطا ہوتی ہے۔

3427 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: دَعْوَةُ ذِى النُّوْنِ اِذْ دَعَا وَهُوَ فِىْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِىْ شَىْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ

اختلافِ سند: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ مَرَّةً عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِيْهِ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اَبِيْهِ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ وَهُوَ اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِىُّ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ فَقَالُوْا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ نَحْوَ رِوَايَةِ ابْنِ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ وَكَانَ يُوْنُسُ بْنُ اَبِىْ اِسْحٰقَ رُبَّمَا ذَكَرَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ اَبِيْهِ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْهُ

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں تھے اس وقت انہوں نے جو دعا مانگی تھی جو بھی شخص جس بھی مسئلے میں وہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا۔ (وہ دعا یہ ہے)

"(اے اللہ) تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے میں ظالم ہوں"

محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں محمد بن یوسف نامی راوی نے ایک مرتبہ ابراہیم بن محمد کے حوالے سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے نقل

3427- اخرجه احمد (۱/ ۱۷۰) عن ابراهيم بن محمد بن سعد عن ابيه عن سعد فذكره.

کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں ابراہیم کے والد کا تذکرہ نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کئی راویوں نے اس حدیث کو یونس بن ابواسحاق کے حوالے سے ابراہیم بن محمد کے حوالے سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں ابراہیم بن محمد کے والد سے یہ بات مذکور ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

بعض محدثین نے' جو ابواحمد زبیری ہیں' اسے یونس بن ابواسحاق سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ ابراہیم بن محمد کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ جیسا کہ محمد بن یوسف نے روایت کیا ہے۔

یونس بن ابواسحاق نامی راوی بعض اوقات اس حدیث میں ابراہیم بن محمد کے والد سے منقول ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں اور بعض اوقات ان کا تذکرہ نہیں کرتے۔

شرح

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کا پریشانی میں کامیاب ہونا

مشہور پیغمبر اسلام حضرت یونس علیہ السلام ایک دفعہ سمندر کے کنارے تشریف فرما تھے کہ ایک بڑی مچھلی نے آپ کو زندہ نگل لیا، آپ کئی ایام تک اس کے پیٹ میں معتکف رہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایک دعا سکھائی گئی، وہ دعا جس کے نتیجہ میں آپ کو مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل ہوگئی اور مچھلی نے آپ کو اُگل دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ (الانبیاء: ۸۷)

خواہ یہ دعا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت یونس علیہ السلام کو تعلیم دی گئی تھی، اس کے پڑھنے سے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے لیکن یہ دعا محض آپ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جو بھی شخص کسی پریشانی سے نجات کے لیے یہ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے۔

اس دعا کی فضیلت یوں بیان کی جاتی ہے کہ کسی بھی مصیبت میں فجر کی سنتوں اور فرضوں کے مابین چالیس ایام تک سو بار اس طرح پڑھی جائے کہ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھا جائے، تو مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔

سوال: اس دعا میں جہاں اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی ہونے اور اس کی تقدیس کا مضمون بیان ہوا ہے، وہاں حضرت یونس علیہ السلام کا ظالم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے (معاذ اللہ) جبکہ آپ اولوالعزم پیغمبر اور معصوم ہیں؟۔

جواب: اس آیت میں لفظ ''ظالم'' حد سے بڑھنے کے معنیٰ میں ہے یا معمولی و حقیر کے معنیٰ میں ہے۔ لہٰذا اس سے نبی کا ظالم ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ نبی معصوم عن المعصیات ہوتا ہے۔

3428 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

اسنادِ دیگر: قَالَ يُوسُفُ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے 99 نام ہیں یعنی ایک کم سو جو شخص انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

یوسف نامی راوی نے اس روایت کو عبدالاعلیٰ کے حوالے سے ہشام کے حوالے سے محمد بن سیرین کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

اسمائے خداوندی یاد کرنے کی فضیلت:

جس طرح چالیس احادیث مبارکہ زبانی یاد کرنے والے کو جنتی ہونے کا پروانہ فراہم کیا جاتا ہے، اسی طرح اسماءِ خداوندی یاد کرنے والے کو بھی دخول جنت کا ٹکٹ عطا کیا جاتا ہے۔ اسماء الحسنیٰ کا وظیفہ دخول جنت کا ذریعہ ہے۔ اس کے کثیر اسباب ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- اسماء الحسنیٰ سے ذات باری تعالیٰ کی معرفت کاملہ حاصل ہوتی ہے، یہ صفات باری تعالیٰ کے ترجمان اور مظہر ہونے کا مکمل نصاب ہیں۔

۲- یہ اسماء گرامی بارگاہ ذات باری تعالیٰ کے ترجمان ہونے کی وجہ سے نہایت عظمت کے حامل ہیں، ان کا وظیفہ نامہ اعمال میں اضافہ کا سبب اور نزول رحمت کا ذریعہ ہے۔

3428- تفردبه الترمذي انظر التحفة (۳۹۳/۱۰)، حديث (۱٤٦٧٤) من هذا الطريق و سياتي برقم (۳۵۰۸) من طريق الاعرج عن ابي هريرة بنحوه

۳- یہ اسماء گرامی اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند، ان کا یاد کرنا مقبول اور خصوصی اجر وثواب کا باعث ہیں۔

فائدہ نافعہ:

اسماء الحسنیٰ کی فضیلت کے حوالے سے یہ حدیث متفق علیہ ہے جبکہ اس بارے میں مابعد والی حدیث صحیحین میں موجود نہیں ہے۔

سوال: اِس روایت میں اسماء الحسنیٰ کی تعداد ننانوے بیان کرنے کے بعد دوبارہ ایک کم سو کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: (i) اہل عرب کے ہاں گنتی کا ایک طریقہ کسر کو ترک کرنے کا تھا، خواہ وہ نو (۹) کا عدد ہو تا مثلاً ایک روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ساٹھ سال بیان ہوئی ہے اور اس میں کسر (تین کا عدد = 3) چھوڑا گیا ہے۔ یہاں مجازی طور پر سو نام شمار کر کے ایک کو کم کر دیا گیا تا کہ ننانوے اسماء ثابت ہو جائیں۔ (ii) یہاں یہ جملہ بطور تاکید لایا گیا ہے۔

سوال: احصی الشیء کا لغوی معنیٰ ہے: مقدار معلوم کرنا، شمار کرنا اور اس حدیث میں کونسا معنیٰ مراد ہے؟

جواب: (i) یہاں یاد کرنا مراد ہے، بخاری و مسلم میں اسی روایت میں **حفظها** اور **یحفظها** الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔

(ii) فرفر نہ پڑھنا بلکہ ہر نام الگ الگ کر کے پڑھنا، گویا پڑھنے والا انہیں گن رہا ہو۔

(iii) اسماء کو پہچاننا، ان کے معانی میں غور کرنا اور ان کے حقائق و رموز معلوم کرنا۔

(iv) اسماء الحسنیٰ کو یاد کرنا، ان کے مفاہیم میں تدبر کرنا اور ان کے متقاضی پر عمل پیرا ہونا۔

سوال: حدیث میں "دَخَلَ الْجَنَّةَ" ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے حالانکہ اس کا نتیجہ تو مستقبل میں سامنے آئے گا یعنی قیام قیامت کے بعد دخول جنت ہوگا؟

جواب: اسماء الحسنیٰ کے زبانی یاد کرنے، انہیں اپنے معمولات میں شامل کرنے کا نتیجہ خواہ آخرت میں سامنے آئے گا لیکن یہ اس قدر یقینی ہے کہ تشکیک وشبہات سے بلند و بالا ہے، اس لیے فعل ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

3429 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيظُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ

3429- اخرجه ابن ماجه (۱۲۶۹/۲، ۱۲۷۰): كتاب الدعاء: باب: اسماء الله عزوجل، حديث (۳۸۶۱).

الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ الْمُحْصِی الْمُبْدِیُٔ الْمُعِیْدُ الْمُحْیِی الْمُمِیْتُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیَ الْمُتَعَالِی الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّئُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِی الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِی الْبَدِیْعُ الْبَاقِی الْوَارِثُ الرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

اختلاف سند: حَدَّثَنَا بِهٖ غَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَّلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَّهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ فِیْ كَبِیْرِ شَیْءٍ مِّنَ الرِّوَایَاتِ لَهٗ اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ ذِكْرَ الْاَسْمَاءِ اِلَّا فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ وَقَدْ رَوٰی اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ بِاِسْنَادٍ غَیْرِ هٰذَا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِیْهِ الْاَسْمَاءَ وَلَیْسَ لَهٗ اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ کے 99 نام ہیں جو شخص انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (وہ اسماء یہ ہیں)

وہ اللہ تعالیٰ جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف وہی معبود ہے جو رحمن ہے، رحیم ہے، بادشاہ ہے، برائیوں سے پاک ہے، سلامتی عطا کرنے والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، غالب ہے، زبردست ہے، بڑائی والا ہے، پیدا کرنے والا ہے، بنانے والا ہے، شکل وصورت عطا کرنے والا ہے، بخشش کرنے والا ہے، زبردست ہے، بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے، رزق عطا کرنے والا ہے، راستے کھولنے والا ہے، علم رکھنے والا ہے، تنگی پیدا کرنے والا ہے، کشادگی پیدا کرنے والا ہے، پست کرنے والا ہے، بلند کرنے والا ہے، عزت دینے والا ہے، ذلت دینے والا ہے، سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے، فیصلہ کرنا والا ہے، انصاف کرنے والا ہے، مہربان ہے، باخبر ہے، بردبار ہے، عظمت والا ہے، مغفرت کرنے والا ہے، شکر قبول کرنے والا ہے، بلند ہے، بڑا ہے، حفاظت کرنے والا ہے، قوت دینے والا ہے، کفایت کرنے والا ہے، جلیل ہے، کریم ہے، نگران ہے، دعا قبول کرنے والا ہے، وسعت عطا کرنے والا ہے، حکمت والا ہے، مہربان ہے، بزرگی والا ہے (قیامت کے دن) زندہ کرنے والا ہے، گواہ ہے، حق ہے، کارساز ہے، زبردست ہے، قوت والا ہے، مددگار ہے، لائق حمد ہے، شمار میں رکھنے والا ہے، آغاز میں پیدا کرنے والا ہے، دوبارہ زندگی دینے والا ہے، زندگی دینے والا ہے، موت دینے والا ہے، خود زندہ ہے، بذات خود قائم ہے، اور سب کچھ اس سے قائم ہے، پانے والا ہے، بزرگی والا ہے، ایک ہے، بے نیاز ہے، قدرت والا ہے، اقتدار والا ہے، آگے کرنے والا ہے، پیچھے کرنے والا ہے، اول ہے، آخر ہے، ظاہر ہے، باطن ہے، والی ہے، بلند و برتر ہے، بھلائی کرنے والا ہے، توبہ قبول کرنے والا ہے، انتقام لینے والا ہے، معاف کرنے والا ہے، مہربان ہے، حقیقی بادشاہ ہے، جلال واکرام والا ہے، انصاف کرنے والا ہے، جمع کرنے والا ہے، غنی ہے، غنی کر دینے والا ہے، روکنے والا ہے، ضرر پہنچانے والا ہے، نفع دینے والا ہے، نور ہے،

ہدایت دینے والا ہے، بے مثال ایجاد کرنے والا ہے، باقی ہے، وارث ہے، ہدایت نصیب کرنے والا ہے، برداشت کرنے والا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ کئی راویوں نے اسے صفوان بن صالح کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق یہ صرف صفوان سے منقول ہے اور محدثین کے نزدیک یہ صاحب ثقہ ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ہمارے علم کے مطابق جن روایات میں اللہ تعالیٰ کے اسماء کا تذکرہ ہوا ہے ان میں سے صرف یہی ایک روایت ایسی ہے جس کی سند مستند ہے۔

آدم بن ایاس نے اس روایت کو دیگر حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ اس میں ایسے اسماء کا ذکر کیا ہے جن کی سند مستند نہیں ہے۔

3430 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَيْسَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ ذِكْرُ الْاَسْمَاءِ، وَهُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: رَوَاهُ اَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ الْاَسْمَاءَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے 99 نام ہیں، جو شخص ان ناموں کو یاد کرلے گا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ان اسماء کا تذکرہ نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس روایت کو ابویمان نے شعیب بن ابوحمزہ کے حوالے سے ابوزناد کے حوالے سے نقل کیا ہے تاہم اس میں ان اسماء کا ذکر نہیں ہے۔

شرح

اسماء الحسنیٰ اور ان کے معانی وفضائل:

اسماء الحسنیٰ کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

3430- اخرجه البخاري (٤١٧/٥): كتاب الشروط: باب: ما يجوز من الاشتراط و الثنيا من الاقرار، حديث (٢٧٣٦)، طرفاه في (٦٤١٠، ٧٣٩٢)، و مسلم (٢٠٦٢/٤): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب: من اسماء الله تعالى و فضل من احصاها، حديث (٢٦٧٧/٥)، و احمد (٢٥٨/٢)، و الحميدي (٤٧٩/٢)، حديث (١١٣٠).

(i) ننانوے ہیں، جس طرح حدیث باب سے عیاں ہے۔
(ii) سو سے زائد ہیں، حضرت امام جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دلائل الخیرات میں ایک سو پانچ (۱۰۵) لکھے ہیں۔
(iii) ہزار سے زائد ہیں، جن میں سے ننانوے مشہور ہیں اور باقی غیر مشہور ہیں۔
حدیث باب کے مطابق ننانوے اسماء الحسنیٰ، ان کے معانی ومطالب اور فضائل حسب ذیل ہیں:
اللہ: اسم ذات ہے: الف کو گرادیں تو للہ خدا کے معنیٰ میں ہے، لام کو گرادیں لہ تب بھی خدا کے معنیٰ میں ہے اور دوسرا لام گرادیں ہ، پھر بھی خدا کے معنیٰ میں۔

فائدہ نافعہ:

لفظ ''اللہ'' اسماء الحسنیٰ میں شامل نہیں ہے، کیونکہ یہ باری تعالیٰ کا اسم ذات ہے، جامع ترمذی کے برصغیر (پاک و ہند) کے نسخہ میں اسماء الحسنیٰ میں سے ایک اسم ''اَلْاَحَدُ'' چھوٹ گیا تھا پھر ننانوے کا عدد پورا کرنے کے لیے ان میں لفظ ''اللہ'' کو شامل کیا گیا تھا۔

فضیلت: جو شخص ہزار بار اس کو پڑھے گا صاحب یقین ہو جائے گا اور جو آدمی روزانہ ہر نماز کے بعد سو بار پڑھے گا صاحب کشف بن جائے گا۔

۱-اَلرَّحْمٰنُ: دنیا اور آخرت میں بہت بخشنے والا۔
فضیلت: یہ اسماء الحسنیٰ میں سے پہلا ہے، اس میں علمیت کی شان موجود ہے اور ذات باری تعالیٰ کے غیر پر اس کا اطلاق درست نہیں ہے۔ جو شخص فجر کی نماز کے بعد دو سو اٹھانوے (۲۹۸) مرتبہ پڑھے گا خدا اس پر رحم فرمائے گا، جو روزانہ ہر نماز کے بعد ''اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ'' سو بار وظیفہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا دل نسیان، غفلت اور شقاوت سے پاک کر دے گا پھر اسے نور کی روشنی سے بھر دے گا۔

۲-اَلرَّحِيْمُ: بہت مہربان!
فضیلت: لفظ رحمٰن اور رحیم دونوں کا مادہ ''رحمت'' ہے، رحمٰن میں حروف زیادہ ہیں جبکہ رحیم میں کم ہیں، ضابطہ کثرت الحروف تدل علی کثرت المعانی کے مطابق رحمٰن کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں مسلم وکافر دونوں پر مہربان ہے، رحیم کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ آخرت میں صرف مسلمانوں پر مہربان ہوگا۔ اسی مناسبت سے یہ جملہ کہا جاتا ہے: رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَرَحِيْمُ الْاٰخِرَةِ۔
جو شخص ہر روز اس اسم کو پانچ سو (۵۰۰) بار پڑھنے کا وظیفہ بنائے گا، اللہ کی مخلوق اس پر مہربان ہوگی۔ جو آدمی صبح کی نماز کے بعد اس مبارک اسم کو پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے پیار کرے گی۔

۳-اَلْمَلِكُ: سلطان ظاہر و باطن! یہ لفظ قرآن کریم میں پانچ بار آیا ہے۔
فضیلت: جو شخص ہر روز نوے (۹۰) بار اس مبارک اسم کا وظیفہ پڑھے گا، وہ دولتمند ہو جائے گا۔ جو شخص اس اسم کے ساتھ

سمہ مبارک "اَلْقُدُّوْسُ" کو ملا کر وظیفہ پڑھے گا، اگر وہ صاحب اقتدار ہے تو اس کے اقتدار کو استحکام حاصل ہوگا، اگر وہ صاحب اقتدار نہ ہو تو اس کا دل اطاعت کی طرف مائل رہے گا اور لوگوں میں ہر دلعزیز ہو جائے گا۔

۴- اَلْقُدُّوْسُ: بہت پاک! یہ لفظ قرآن کریم میں دو بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جو شخص ہر روز اس اسم مبارک کا ہزار بار وظیفہ پڑھے گا، وہ مخلوق کا محتاج نہیں رہے گا۔ جو شخص نماز جمعہ کے بعد اس اسم "اَلسُّبُّوْحُ" کو اس اسم کے ساتھ ملا کر روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھائے گا، وہ فرشتہ صفت بن جائے گا اور اس کا دل ہر قسم کی کدورت سے پاک ہو جائے گا۔

۵- اَلسَّلَامُ: سلامت رکھنے والا! یہ لفظ قرآن میں ایک بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص روزانہ صبح کی نماز کے بعد اس اسم مبارک کا ہزار بار وظیفہ پڑھے گا، اس کے علم میں اضافہ ہوگا۔ جو شخص ایک سو اکتیس (۱۳۱) بار پڑھ کر کسی مریض پر دم کرے گا، مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

۶- اَلْمُؤْمِنُ: امن دینے والا! یہ نام قرآن کریم میں صرف ایک بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص ہر روز تین بار اس اسم مبارک کو پڑھے گا، وہ ہر قسم کے خوف سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص اس کا وظیفہ پڑھے گا اور لکھ کر اپنے پاس رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے مال کو شر شیطان سے محفوظ رکھے گا۔

۷- اَلْمُهَيْمِنُ: نگہبان! یہ اسم قرآن مجید میں ایک بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جو شخص اس اسم کو انتیس (۲۹) مرتبہ پڑھے گا، وہ غم سے محفوظ رہے گا۔ جو ہمیشہ اس کا وظیفہ بنائے گا، تمام مصائب سے مامون رہے گا۔ جو شخص غسل کرنے کے بعد اسے ڈیڑھ سو (۱۵۰) بار پڑھے گا، وہ غیوب سے باخبر رہے گا۔

۸- اَلْعَزِيْزُ: غالب و بے مثل! یہ اسم قرآن میں بانوے (۹۲) بار آیا ہے۔

فضیلت: رات کے آخری حصہ میں لوگ جمع ہو کر اس اسم مبارک کو دو ہزار بار پڑھیں، تو بارش نازل ہوگی۔ جو شخص اس کا وظیفہ بنائے، وہ ہر دلعزیز ہوگا اور دشمن پر غالب رہے گا۔ جو شخص نماز عشاء کے بعد دو ہزار یا دو سو بار يَا عَزِيْزُ يَا عَزِيْزُ اَدْعُوْ بِلُطْفِكَ يَا عَزِيْزُ کا وظیفہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر التفات فرماتا ہے۔

۹- اَلْجَبَّارُ: نقصان کو پورا کرنے والا! یہ اسم قرآن میں ایک دفعہ آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص مسبعات عشر کے بعد اکیس (۲۱) مرتبہ اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، وہ ظالموں کے ظلم، غیبت اور چغلی کھانے سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص اپنی انگوٹھی پر نقش بنوا کر استعمال میں لائے گا، وہ لوگوں میں ہر دلعزیز اور باوقار ہو جائے گا۔

۱۰- اَلْمُتَكَبِّرُ: بزرگ و بے مثل! یہ اسم قرآن مجید میں ایک بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص اپنی بیوی سے مباشرت سے قبل دس بار اس اسم مبارک کو پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے نیک و صالح فرزند عطا کرے گا۔ جو شخص اپنے کام کا آغاز کرنے سے پہلے اکیس (۲۱) بار اسے پڑھے گا، اس کے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔

۱۱- اَلْخَالِقُ: پیدا کرنے والا!

فضیلت: جو شخص رات کو سونے سے پہلے اس اسم مبارک کو پڑھے گا، اس کی بخشش کر دی جاتی ہے، اس کا دل روشن ہو جاتا ہے اور تمام مقاصد میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص مستقل طور پر اس کو اپنے شبانہ روز کے معمولات میں شامل کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک ایسا فرشتہ پیدا کرتا ہے جو تا قیامت عبادت کرتا رہے گا، جس کا ثواب صاحب وظیفہ کے نامہ اعمال میں شامل کیا جائے گا۔

۱۲-اَلْبَارِئُ: پیدا کرنے والا!

فضیلت: جو شخص ہفتہ میں اس اسم مبارک کو ایک سو بار پڑھے گا، مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے قبر میں نہیں چھوڑے گا بلکہ ریاض فردوس میں منتقل کر دیتا ہے۔ جو شخص جمعۃ المبارک کے دن دس بار اس کا وظیفہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے نیک فرزند عطا کرے گا۔ جو طبیب مستقبل طور پر اس اسم کا وظیفہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ میں شفا دے دیتا ہے۔

۱۳-اَلْمُصَوِّرُ: صورت بنانے والا!

فضیلت: جب بانجھ خاتون سات دن روزہ رکھے، افطاری کے وقت یہ اسم مبارک اکیس (۲۱) بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے استعمال میں لائے، اللہ تعالیٰ اسے نرینہ اور صالح بیٹا عطا کرے گا۔ جو شخص بکثرت اس اسم کا وظیفہ پڑھے گا، اس کی تمام مشکلات آسان ہوں گی اور مصائب سے نجات حاصل ہوگی۔

۱۴-اَلْغَفَّارُ: گناہ بخشنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں پانچ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جو شخص جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد سو (۱۰۰) بار يَا غَفَّارُ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کر دیتا ہے اور آخرت کی منازل آسان کر دیتا ہے۔ جو شخص يَا غَفَّارُ کا مستقل وظیفہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، نفسانی خواہشات سے دور رکھتا ہے اور اسے ایمان کامل کی دولت میسر آئے گی۔

۱۵-اَلْقَهَّارُ: غالب! یہ اسم قرآن کریم میں چھ بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص بکثرت اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل سے دنیا کی محبت نکال دیتا ہے، اس کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں راسخ ہو جاتی ہے۔ جو شخص دفاع مشکل کے قصد سے سو (۱۰۰) بار اس کو پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل کر دیتا ہے۔ جو شخص فرائض اور سنتوں کے درمیان دشمن کو مقہور کرنے کے ارادہ سے سو (۱۰۰) بار اس اسم کو پڑھے گا، دشمن مغلوب ہوگا۔

۱۶-اَلْوَهَّابُ: بہت دینے والا! یہ اسم قرآن کریم میں تین بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جو شخص فقر و فاقہ سے نجات کے لیے ہمیشہ اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، اسے کشادگی کی ایسی دولت حاصل ہو گی کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا۔ جو شخص نماز چاشت کے بعد آیت سجدہ تلاوت کر کے اپنا سر سجدہ میں رکھ کر "اَلْوَهَّابُ" کا وظیفہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے مخلوق سے بے نیاز کر دے گا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص تنگ دست چاشت کے وقت چار رکعت نماز (نفل) ادا کرے، پھر اپنا سر سجدہ میں رکھ کر ایک سو چار (۱۰۴)

بار "اَلْوَهَّابُ" کا وظیفہ پڑھے یا عدم فرصت کی وجہ سے پچاس (۵۰) بار پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اسے مالدار بنا دے گا۔

۱۷-اَلرَّزَّاقُ: رزق دینے والا!

فضیلت: جو شخص صبح صادق کے وقت روبقبلہ ہو کر اپنے گھر کے چاروں کونوں میں دس دس مرتبہ یا دو دو سو (۲۰۰،۲۰۰) بار یہ اسم مبارک پڑھے اور دائیں کونے سے اس کی ابتداء کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مفلسی دور کر کے اسے خوشحال بنا دے گا۔ جو شخص اپنے گھر میں ہر روز اس کو سو (۱۰۰) بار پڑھے گا، وہ کسی کا محتاج نہیں رہے گا۔ جو شخص فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس (۴۱) ایام تک ساڑھے پانچ سو (۵۵۰) بار ہر روز یہ اسم مبارک پڑھے گا بشرطیکہ کوئی ناغہ نہ کیا جائے اور اول وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھے، وہ مالدار بن جائے گا۔ جو شخص عشاء کی نماز کے بعد ننگا سر کے اکتالیس (۴۱) بار ہر روز یا رزاق ترزق من تشاء یا رزاق اور اول وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اسے رزق میں فراخی عطا کرے گا۔ جو شخص پانچ سو سینتالیس (۵۴۷) بار اس کا وظیفہ پڑھے گا، اس کا رزق کشادہ ہوگا اور کبھی مفلسی نہیں آئے گی۔ جو شخص ہر روز ایک ہزار (۱۰۰۰) بار علیحدگی میں یہ وظیفہ پڑھے گا، اسے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔

۱۸-اَلْفَتَّاحُ: کھولنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں ایک بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص فجر کی نماز کے بعد اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر ستر (۷۰) بار اس اسم مبارک کو پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل سے زنگ کو دور کر دے گا۔ جو شخص مسلسل اس کا وظیفہ پڑھے گا' اس کے دل سے کدورت ختم ہو جائے گی اور دل روشن ہو جائے گا۔

۱۹-اَلْعَلِيْمُ: جاننے والا! یہ اسم قرآن کریم میں ایک سو ستاون (۱۵۷) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص اس اسم کو بکثرت پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا کی معرفت سے نوازتا ہے، جو شخص نماز سے فراغت پر سو (۱۰۰) بار "يَا عَالِمَ الْغَيْبِ" پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے صاحب کشف بنا دیتا ہے، کسی معاملہ میں استخارہ کرنے والا شب جمعہ میں نماز عشاء کے بعد مسجد میں سو (۱۰۰) بار پڑھ کر سو جائے، تو اس پر مطلوبہ صورتحال منکشف ہو جائے گی، جو شخص خفیہ امور کے بارے میں آگاہی چاہتا ہو وہ ستر (۷۰) بار سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ پڑھے پھر يَا عَلِيْمُ عَلِّمْنِيْ يَا خَبِيْرُ أَخْبِرْنِيْ يَا مُبِيْنُ بَيِّنْ لِيْ ایک سو (۱۰۰) بار پڑھے، اول وآخر درود شریف بھی پڑھے، پھر لیٹ جائے، پھر بیدار ہونے پر کسی مجلس میں جائے تو اپنے مقصد کا اشارہ پالے گا۔

۲۰-اَلْقَابِضُ: تنگی کرنے والا!

فضیلت: جو شخص چالیس (۴۰) دن تک چار یا چالیس (۴۰) نوالوں پر یہ اسم مبارک لکھ کر کھائے گا، وہ بھوک اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

۲۱-اَلْبَاسِطُ: کشادگی دینے والا!

فضیلت: جو شخص سحری کے وقت دس بار يَا بَاسِطُ بِحَقِّ يَا جِبْرِئِيْلُ دونوں ہاتھ اٹھا کر پڑھے گا پھر اپنے ہاتھ چہرے پر

پھیرے گا، کسی معاملہ میں وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔ ہر مقصد کے حصول کے لیے یہ اسم ہر نماز کے بعد ایک سو چالیس (۱۴۰) بار پڑھنے کا وظیفہ بنائے۔

۲۲-اَلْخَافِضُ: پست وخوار کرنے والا!

فضیلت: جب کوئی شخص تین روزے رکھے پھر چوتھے دن میں چند افراد ستر ہزار (۷۰,۰۰۰) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ کریں، تو وہ دشمن پر فتح یاب ہوگا۔ جو شخص اس اسم کا پانچ سو (۵۰۰) بار وظیفہ پڑھے، تو وہ دشمن کے حملہ سے محفوظ رہے گا اور حفاظت خداوندی اس کے شامل حال ہوگی۔

۲۳-اَلرَّافِعُ: درجہ بلند کرنے والا!

فضیلت: دو پہر یا آدھی رات کے وقت جو شخص اس اسم مبارک کا وظیفہ سو (۱۰۰) بار پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں میں ہر دلعزیز بنا دیتا ہے، اسے کشادگی عطا کرتا ہے اور لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ جو شخص ہر روز بیس (۲۰) بار یہ وظیفہ پڑھے گا، اپنا مقصد حاصل کرے گا۔

۲۴-اَلْمُعِزُّ: عزت دینے والا!

فضیلت: جو شخص نماز عشاء کے بعد دوشنبہ کی شب یا شب جمعہ ایک سو چالیس (۱۴۰) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، تو سب لوگوں کی نظر میں اس کی عزت وقدر بڑھ جائے گی، وہ باری تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا اور اپنے خالق کے علاوہ کسی سے خوفزدہ نہیں ہوگا۔

۲۵-اَلْمُذِلُّ: ذلیل وخوار کرنے والا!

فضیلت: جس شخص کو کسی کے حسد یا ظلم کا خوف ہو، وہ پچھتر (۷۵) یا اکیس (۲۱) بار "اَلْمُذِلُّ" کا وظیفہ پڑھے، پھر یوں دعا کرے: اے الٰہ العالمین! فلاں شخص کے شر سے محفوظ فرما، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے امن اور حفاظت میں رکھے گا۔ جو شخص سات سو ستر (۷۷۰) بار کسی بھی مقرر وقت میں يَا مُذِلُّ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِكَ کا وظیفہ پڑھے گا، دشمن دفع ہو جائے گا اور اسے روپوش تصور کرنے والا ہلاک ہو جائے گا۔

۲۶-اَلسَّمِيْعُ: سننے والا! یہ اسم قرآن کریم میں پینتالیس (۴۵) بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جو شخص جمعرات کے دن نماز چاشت کے بعد پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ پڑھے گا، ایک قول کے مطابق ایک سو (۱۰۰) بار پڑھے گا اور دوران وظیفہ کسی سے گفتگو بھی نہ کرے پھر دعا کرے، تو اس کی مانگی ہوئی ہر دعا قبول ہوگی۔

۲۷-اَلْبَصِيْرُ: دیکھنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں بیالیس (۴۲) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص حسن اعتقاد کے ساتھ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان ایک سو ایک (۱۰۱) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ نظر رحمت کے ساتھ اس کی طرف ملتفت ہوتا ہے۔ جو شخص ہر روز عصر کے وقت سات سو (۷۰۰) بار اس وظیفہ کو پڑھے گا، وہ ناگہانی (حادثاتی) موت سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص جمعہ کا دن خطبہ شروع ہونے سے پہلے سو (۱۰۰) بار

پڑھے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منظور ہوگا۔

۲۸- اَلْحَکَمُ: فیصلہ کرنے والا!

فضیلت: جو شخص شب جمعہ جبکہ ایک روایت کے مطابق نصف رات کے وقت اس اسم مبارک کا اس قدر وظیفہ پڑھے کہ بے ہوش ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو خزانہ اسرار بنا دے گا۔ جو شخص پنجگانہ نمازوں میں سے ہر نماز کے بعد اسی (۸۰) بار اس کا ذکر کرے گا، وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔

۲۹- اَلْعَدْلُ: انصاف کرنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں بائیس (۲۲) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص ہر شب جمعہ میں روٹی کے ٹکڑے پر "اَلْعَدْلُ" بیس (۲۰) بار لکھ کر کھائے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کا مطیع بنا دے گا۔ جو شخص نماز مغرب کے بعد ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پڑھے گا، وہ آسمانی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

۳۰- اَللَّطِیْفُ: باریک بین!

فضیلت: جو شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہو یا حالت سفر میں بے یار و مددگار ہو یا غمخوار یا علیل ہو جبکہ کوئی معاون میسر نہ ہو یا لڑکی ہو جس سے نکاح کرنے کی کوئی درخواست نہ کرتا ہو، ان صورتوں میں اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے پھر سو (۱۰۰) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے، تو اس کی ہر مشکل حل ہو جائے گی۔ جو شخص لڑکیوں کے نکاح کے مسئلہ میں، امراض سے صحت کی شکل میں اور یا کسی بھی آفت میں مبتلا ہو، ہر روز وضو کے بعد دوگانہ نوافل ادا کرے پھر سو بار اس اسم مبارک کا وظیفہ کرنے سے ہر مقصد حاصل ہوگا۔

۳۱- اَلْخَبِیْرُ: باخبر! یہ اسم قرآن کریم میں پینتالیس (۴۵) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص نفس امارہ کے تسلط میں ہو، وہ ہر روز "اَلْخَبِیْرُ" کا وظیفہ پڑھے تو اسے نجات حاصل ہو جائے گی۔ استخارہ کے لیے تین سو (۳۰۰) یا ایک سو ایک (۱۰۱) بار یا اکیس (۲۱) بار "یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ" کا وظیفہ اکتالیس دن پڑھے، مزید ضرورت پڑنے پر مزید ایام میں تین سو (۳۰۰) بار پڑھ کر سو جائے، نیک یا بد کا اشارہ مل جائے گا۔

۳۲- اَلْحَلِیْمُ: بردباری کرنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں گیارہ (۱۱) بار استعمال کیا گیا ہے۔

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کو کاغذ پر لکھ کر پھر اسے دھو کر اس کا پانی کھیتی میں چھڑکے گا، تو کھیتی ہر آفت سے محفوظ رہے گی، کمال طریقہ سے تیار ہوگی اور اس میں برکت ہوگی۔ جو شخص ہر روز نو (۹) دفعہ ظہر کی نماز کے بعد اس اسم کا وظیفہ پڑھے گا، وہ لوگوں کی نظر میں معزز تصور ہوگا۔ جو شخص اس وظیفہ کو ہر روز اہتمام سے پڑھے گا، وہ ہر مقصد میں کامیاب اور ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔

۳۳- اَلْعَظِیْمُ: بزرگ و برتر! یہ اسم قرآن کریم میں نو (۹) بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جو شخص صدق دل یا زبان سے اس اسم مبارک کا اہتمام سے وظیفہ پڑھے گا، وہ لوگوں کی نظر میں محبوب ہوگا۔ جو شخص سات (۷) بار اس اسم کو پڑھ کر پانی پر دم کرے اور وہ پانی پی لے تو اس کے پیٹ میں درد نہیں ہوگا۔

۳۴-اَلْغَفُوْرُ: بخشنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں اکانوے (۹۱) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص بخار یا دردسر میں مبتلا ہو، مریض یا غمگین ہو، وہ اس اسم مبارک کو کاغذ پر لکھ کر پھر روٹی پر اس کا نقش جذب کر کے کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کو شفا اور نجات دے گا۔ جو شخص بکثرت اس کا وظیفہ پڑھے گا، اس کے دل کی سیاہی ڈھل جائے گی اور صاف وشفاف ہوگا۔ ایک حدیث کے مطابق جو شخص سجدہ کی حالت میں تین (۳) بار ''یَا رَبِّ اغْفِرْلِیْ'' پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ جو شخص دردسر یا غم یا مرض کا شکار ہو، وہ ''یَا غَفُوْرُ'' کی مقطعات تین بار لکھ کر کھائے تو شفایاب ہوگا۔

۳۵-اَلشَّکُوْرُ: شکر قبول کرنے والا!

فضیلت: جو شخص تنگی معاش یا قلبی پریشانی یا آنکھ کی تاریکی میں مبتلا ہو، وہ اکیس (۲۱) بار اس اسم مبارک کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے یا آنکھوں پر ملے تو اسے شفاء حاصل ہوگی۔ جو شخص کشائش رزق کے لیے اس کا وظیفہ پڑھے گا، وہ مالدار ہو جائے گا۔ جو شخص پانچ ہزار (۵۰۰۰) بار ہر روز اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، قیامت کے دن اسے بلند مقام حاصل ہوگا۔

۳۶-اَلْعَلِیُّ: بلند مرتبے والا! یہ اسم قرآن کریم میں آٹھ (۸) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کا مستقل وظیفہ پڑھے گا، اگر وہ حقیر ہوگا تو بزرگ بن جائے گا، اگر غریب ہوگا تو غنی بن جائے گا، وہ سفر کی تنگی میں ہوگا تو بسلامت وطن پہنچ جائے گا اور اگر سوجن میں ہوگا تو صحت یاب ہو جائے گا۔

۳۷-اَلْکَبِیْرُ: سب سے بڑا! یہ اسم قرآن مجید میں چھ (۶) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا وہ حقیر ہوگا تو معزز بن جائے گا، صاحب اقتدار ہوگا تو سلطنت کو استحکام حاصل ہوگا، مہمات میں مشغول ہو تو کامیاب ہوگا۔ بیمار پر نو (۹) بار دم کرنے سے شفا حاصل ہوگی اور سو (۱۰۰) بار پڑھنے سے لوگوں میں ہردلعزیز ہو جائے گا۔

۳۸-اَلْحَفِیْظُ: حفاظت کرنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں تین (۳) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کو لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھے گا، وہ پانی میں ڈوبنے، آگ میں جلنے اور بدنظری سے محفوظ رہے گا۔ جب کسی بیمار پر چالیس (۴۰) ہفتہ تک ستر ستر (۷۰،۷۰) بار ہر روز دم کیا جائے، وہ صحت یاب ہو جائے گا۔ جو شخص دوسرے شہر یا گاؤں میں حصول روزی کے لیے گیا ہو وہ غیب سے رزق کا طالب ہو تو قبلہ رو ہو کر اکتالیس (۴۱) بار مغرب کے بعد یَا حَافِظُ یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ یَا مُجِیْبُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ پڑھے گا تو اسے غیب سے روزی حاصل ہو جائے گی۔

۳۹-اَلْمُقِیْتُ: قوت دینے والا! یہ اسم قرآن کریم میں ایک (۱) بار آیا ہے۔

فضیلت: جب کسی کی آنکھ درد کی وجہ سے سرخ ہو جائے یا بچہ روئے یا لڑکا بدخوئی کرے تو دس بار اس اسم مبارک کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے تو آنکھ درست ہو جائے اور بچے کی اصلاح ہو جائے گی۔ جب حالت روزہ میں کسی شخص کو ہلاکت کا خوف لاحق ہو تو وہ سو (۱۰۰) بار پھول پر پڑھ کر سونگھے تو اس کی قوت روزہ بحال ہو جائے گی۔

۴۰-اَلْحَسِیْبُ: حساب لینے والا! یہ اسم قرآن مجید میں تین (۳) بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جب کوئی شخص کسی حاسد، چور، دشمن، ہمسایہ، چشم زخم اور یا بدنظری سے خوف زدہ ہو، وہ ایک ہفتہ ستر ستر (۷۰، ۷۰) بار حَسْبِیَ اللّٰہُ الْحَسِیْبُ پڑھے اور پنج شنبہ کو اس کا آغاز کرے تو ہفتہ مکمل نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے حفاظت کرے گا۔

۴۱-اَلْجَلِیْلُ: بزرگ وقدرت والا!

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کو لکھ کر اپنے پاس رکھے یا پانی میں دھو کر پئے گا، تمام لوگ اس کی تعظیم کریں گے۔ جو آدمی اسے دس بار پڑھ کر اپنے سامان پر پھونک مارے گا، وہ چوری سے محفوظ رہے گا۔

۴۲-اَلْکَرِیْمُ: بخشش کرنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں تین (۳) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص سونے سے قبل اس اسم مبارک کو پڑھے گا، اس کے بیدار ہونے تک فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کو عزت وبزرگی عطا کر اور معزز بنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ وظیفہ بکثرت پڑھا کرتے تھے اور ثابت ہے کہ اس وظیفہ کے نتیجہ میں آپ کو ''کرم اللہ وجہہ'' کہا جاتا ہے۔

۴۳-اَلرَّقِیْبُ: محافظ ونگہبان! یہ اسم قرآن کریم میں تین (۳) بار آیا ہے۔

فضیلت: جب کوئی شخص اس اسم مبارک کو سات (۷) یا ستر (۷۰) بار پڑھ کر اپنی بیوی، اولاد اور مال پر دم کرے گا، تو وہ دشمن، آفت اور دیو پری کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ جو آدمی کسی پھوڑے پھنسی پر تین دفعہ پڑھ کر دم کرے گا، تو شفاء حاصل ہوگی۔

۴۴-اَلْمُجِیْبُ: دعا قبول کرنے والا! یہ اسم قرآن میں دو (۲) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص اس اسم کو پڑھے گا، اس کی دعا جلدی قبول ہوگی اور مشکل آسان ہو جائے گی۔ جو اسے لکھ کر اپنے پاس رکھے گا، وہ امن وسکون میں رہے گا۔ اس کو تین بار پڑھ کر دردسر والے کو دم کرنے سے دردسر کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۴۵-اَلْوَاسِعُ: وسعت والا! یہ اسم قرآن میں نو (۹) بار آیا ہے۔

فضیلت: بچھو کے ڈسے ہوئے شخص کو ستر (۷۰) بار یہ اسم مبارک پڑھ کر دم کرنے سے زہر غیر مؤثر ہو جائے گا۔ جو شخص مسلسل اس کا وظیفہ بنائے گا، اللہ تعالیٰ اسے قناعت کی دولت سے سرفراز کرے گا۔ جو شخص وسعت رزق کے لیے اس کا وظیفہ پڑھے گا، وہ صاحب دولت ہو جائے گا۔

۴۶-اَلْحَکِیْمُ: استوار کار! یہ اسم قرآن کریم میں بانوے (۹۲) بار آیا ہے۔

فضیلت: جس شخص کو کسی معاملہ میں دشواری پیش آتی ہو، اس اسم مبارک کا مسلسل وظیفہ کرنے سے وہ دشواری ختم ہو جائے گی اور مقصد حاصل ہوگا۔ جو شخص نماز ظہر کے بعد نوے (۹۰) بار یہ وظیفہ پڑھے گا تو مخلوق میں سرخرو قرار پائے گا۔

۴۷-اَلْوَدُوْدُ: بہت محبوب! یہ اسم قرآن کریم میں دو (۲) بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جو مظلوم عورت اس اسم مبارک کا نقش بنا کر اپنے بازو پر باندھے گی، شوہر اس کا مطیع ومحب ہو جائے گا۔ جو

پریشان حال مرد اس کے نقش کو اپنے بازو پر باندھے گا، اس کی بیوی فرمانبردار بن جائے گی۔ اگر زوجین کی محبت عداوت میں تبدیل ہو چکی ہو تو ایک ہزار (۱۰۰۰) بار اس کا وظیفہ طعام پر پڑھ کر جانب ناموافق والے کو کھلا دیا جائے تو دونوں میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ جس شخص کا لڑکا نافرمان ہو ایک ہزار (۱۰۰۰) بار یہ اس کا وظیفہ شیرینی پر پڑھ کر دو رکعت نوافل ادا کرے اور شیرینی اسے کھلا دے تو وہ فرمانبردار بن جائے گا۔

۴۸-اَلْمَجِیْدُ: بزرگ و برتر!

فضیلت: جو شخص آبلہ، جذام، سوزاک یا برص کے مرض میں مبتلا ہو تو وہ ایام بیض کے روزے رکھے اور افطاری کے وقت اس اسم کا وظیفہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے نوش کرے تو شفایاب ہوگا۔ جو شخص اپنے ساتھیوں سے عزت حاصل کرنا چاہے وہ ہر روز صبح کے وقت ننانوے (۹۹) بار اس اسم کا وظیفہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے تو اسے عزت و حرمت حاصل ہوگی۔ جو شخص اس کا وظیفہ اپنے مستقل معمولات میں شامل کرے گا، وہ بزرگ ہوگا اور جو آدمی موسم گرما میں یہ پڑھے گا' اسے پیاس نہیں ستائے گی۔

۴۹-اَلْبَاعِثُ: اٹھانے والا!

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کو سات بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے کسی حاکم وقت کے پاس جائے گا تو وہ مہربان ہوگا۔ جو شخص اپنا مردہ دل زندہ کرنے کا خواہشمند ہو تو وہ سوتے وقت سو بار اس کو پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کا دل زندہ کر دے گا اور اسے روشن کر دے گا۔

۵۰-اَلشَّہِیْدُ: ظاہر و باطن سے واقفیت والا! یہ اسم قرآن میں اٹھارہ (۱۸) بار آیا ہے۔

فضیلت: جس شخص کا لڑکا نافرمان ہو یا لڑکی غیر صالحہ ہو، عین صبح کے وقت اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر آسمان کی طرف چہرہ کر کے اکیس (۲۱) بار "یَا شَہِیْدُ" پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ لڑکے کو صالح کر دے گا۔ جو شخص مسلسل اس کا وظیفہ رکھے گا، وہ معصیات سے احتراز کرنے والا بن جائے گا۔

۵۱-اَلْحَقُّ: صادق و سچا! یہ اسم قرآن کریم میں دس (۱۰) بار آیا ہے۔

فضیلت: جس شخص کا سامان چوری ہو جائے، وہ ایک کاغذ کے چاروں کونوں پر یہ اسم گرامی لکھے، درمیان میں سامان کا نام لکھے، نصف رات کے وقت اسے ہتھیلی پر رکھ کر اپنی نظر آسمان کی طرف کر کے اس کے واسطہ سے دعا کرے تو گمشدہ سامان دستیاب ہو جائے گا یا اس کا کچھ حصہ مل جائے گا۔ جو قیدی نصف رات کے وقت برہنہ سر ایک سو آٹھ (۱۰۸) بار اس وظیفہ کو پڑھے گا، اسے قید سے نجات حاصل ہوگی۔

۵۲-اَلْوَکِیْلُ: کارساز! یہ اسم قرآن کریم میں چودہ (۱۴) بار آیا ہے۔

فضیلت: جب آگ، بجلی، پانی یا طوفانی ہوا کا خوف ہو تو اس اسم مبارک کے وظیفہ سے امان حاصل ہوگا۔ خوف و ہراس اور پریشانی کے موقع پر اس وظیفہ کے نتیجہ میں سکون حاصل ہوگا۔ جو شخص عصر کے وقت ہر روز یہ وظیفہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت ہوگی۔ جو آدمی بکثرت یہ وظیفہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی خواہشات پر نہیں چھوڑے گا بلکہ اس کے تمام

کام درست کر دے گا۔ جو شخص افعال بد سے اجتناب کی غرض سے یہ وظیفہ پڑھے گا اور پانی پر دم کر کے پئے گا تو اسے ان سے چھٹکارہ مل جائے گا۔

۵۳-اَلْقَوِیُّ: قوت والا!

فضیلت: جب دشمن طاقتور ہو، اس کا دفاع دشوار ہو تو کچھ مقدار میں خمیری آٹا لے کر ایک ہزار ایک سو (۱۱۰۰) چنوں کے برابر گولیاں بنائے، ہر گولی پر یَا قَوِیُّ کا وظیفہ پڑھ کر، دشمن کے دفاع کی نیت سے ایک ایک گولی مرغ کے سامنے پھینکے حتیٰ کہ اس طرح سب گولیاں ختم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ دشمن کو مغلوب کر دے گا۔ نسیان کا مریض جمعہ کی دوسری گھڑی میں یہ وظیفہ پڑھے تو اس کا نسیان ختم ہو جائے گا۔

۵۴-اَلْمَتِیْنُ: قوی و مضبوط!

فضیلت: جب کسی شخص کا دشمن قوی ہو اور وہ حملہ آور ہونا چاہتا ہو تو اس اسم مبارک کا وظیفہ کرنے سے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

۵۵-اَلْوَلِیُّ: دوست و مددگار!

فضیلت: جو شخص بکثرت اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، اسے لوگوں کے دلوں پر آگاہی حاصل ہو گی اور وہ خدا تعالیٰ کا ولی بن جائے گا۔ زوجین میں ناچاقی کی صورت ہو تو اس کا بکثرت وظیفہ کرنے سے اللہ تعالیٰ دونوں کے دلوں کو قریب کر دے گا۔

۵۶-اَلْحَمِیْدُ: قابل تعریف!

فضیلت: جو شخص اس اسم کا وظیفہ پڑھے گا، وہ اعمال صالحہ کا عادی بن جائے گا۔ جس آدمی پر بدزبانی اور فحش گوئی غالب ہو، اس اسم کے وظیفہ سے اس کی عادت بد کی اصلاح ہو جائے گی۔

۵۷-اَلْمُحْصِیُ: گھیرنے والا!

فضیلت: جو شخص شب جمعہ میں اس اسم کا وظیفہ ہزار (۱۰۰۰) بار پڑھے گا، وہ عذاب قبر اور عذاب قیامت سے محفوظ رہے گا۔ جو آدمی یہ وظیفہ دس بار پڑھے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

۵۸-اَلْمُبْدِئُ: پیدا کرنے والا!

فضیلت: جس عورت کو اسقاط حمل کا خوف ہو یا تاخیر حمل رہتا ہو، اس کا شوہر سحری کے وقت یہ وظیفہ پڑھ کر اپنی شہادت کی انگلی شکم پر پھیر دے تو اسقاط حمل نہیں ہو گا۔ یہ وظیفہ بکثرت اور مسلسل کرنے سے کوئی چیز ضرر نہیں دے گی اور صدق و صواب کے علاوہ کوئی چیز زبان سے نہیں نکلے گی۔

۵۹-اَلْمُعِیْدُ: دوبارہ پیدا کرنے والا!

فضیلت: جب کوئی شخص کسی غائب آدمی کے احوال سے آگاہی یا اسے واپس لانا چاہے، تو سونے سے قبل گھر کے چاروں کونوں میں اس اسم کو ستر ستر (۷۰، ۷۰) بار پڑھے، پھر یوں دعا کرے: یَا مُعِیْدُ! فلاں آدمی کو میرے پاس واپس پھیر! ایک ہفتہ

نہیں گزرے گا کہ غائب شخص واپس آجائے گا۔

۶۰-اَلْمُحْیِیْ: زندہ کرنے والا!

فضیلت: جس شخص کو درد یا رنج یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا خوف ہو، وہ سات (۷) بار یامُحْیِیْ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے گا۔ جو شخص پورے جسم کے درد میں گرفتار ہو، وہ سات ایام تک سات سات (۷، ۷) بار پڑھ کر دم کرے گا تو صحت یاب ہوگا۔ جو شخص اسے ایک ہزار ایک (۱۰۰۱) بار مسلسل پڑھے گا، اس کا دل زندہ رہے گا اور جسم میں قوت پیدا ہوگی۔

۶۱-اَلْمُمِیْتُ: مارنے والا!

فضیلت: جس شخص کا نفس مطیع نہ ہو تو وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسم "اَلْمُمِیْتُ" پڑھتا ہوا سو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو مطیع بنا دے گا۔ جو آدمی اس اسم کو سات (۷) بار پڑھ کر دم کرے گا، اس پر جادو اثر انداز نہیں ہوگا۔

۶۲-اَلْحَیُّ: ازل سے ابد تک زندہ!

فضیلت: بیمار شخص ایک ہزار (۱۰۰۰) بار اس اسم کا وظیفہ پڑھے گا تو وہ شفایاب ہو جائے گا، کوئی دوسرا آدمی مریض پر پڑھے گا تو وہ رو بصحت ہو جائے گا اور اسے روحانی قوت حاصل ہوگی۔ کسی اہم مقصد کی غرض سے اپنے نام کے اعداد کے مطابق ایک وقت میں یہ وظیفہ پڑھے: یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ، اول و آخر درود شریف بھی شامل کرے تو مقصد کی تکمیل ہو گی۔ کسی دنیوی مشکل سے نجات کے لیے تین روزے رکھے یا روزے رکھے بغیر ایک ہزار (۱۰۰۰) بار سفید کاغذ پر "یَا حَیُّ" لکھے، پھر کاٹ کر ہر اسم کو الگ الگ کرے اور گندم کے آٹے میں گولیاں بنا کر تین ایام تک مچھلیوں کو کھلائے تو مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۶۳-اَلْقَیُّوْمُ: قائم رکھنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں تین (۳) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص سحری کے وقت بلند آواز سے اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہوگی اور یہ ہر دلعزیز بن جائے گا۔ اس کا بکثرت وظیفہ کرنے سے ہر مقصد پورا ہوگا۔ گناہوں کے سبب مردہ دل شخص ہر روز اکتالیس (۴۱) بار یہ وظیفہ: یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا پڑھے گا تو اس کا دل زندہ ہو جائے گا۔

۶۴-اَلْوَاجِدُ: بے نیاز!

فضیلت: جو شخص کھانا کھاتے وقت ہر لقمہ کے ساتھ یہ اسم مبارک پڑھے گا، اس کا کھانا پیٹ میں جاتے ہی نور بن جائے گا اور باطنی مرض سے شفا حاصل ہوگی۔

۶۵-اَلْمَاجِدُ: بزرگی والا! یہ اسم قرآن کریم میں چار (۴) بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: جو شخص تنہائی میں اس اسم مبارک کا اتنی کثرت سے وظیفہ پڑھے کہ وہ بے ہوش ہو جائے، تو اس کا دل انوار الٰہی کا مظہر بن جائے گا۔ بکثرت وظیفہ کرنے والا لوگوں میں ہر دلعزیز بن جائے گا۔ جو شخص دس بار شربت پر پڑھ کر نوش کرے اسے

مرض لاحق نہیں ہوگا۔

۶۶-اَلْوَاحِدُ: یکتا!

فضیلت: جو شخص حراساں یا خوف زدہ ہو، وہ اس اسم مبارک کو ہزار (۱۰۰۰) بار پڑھے گا تو اس کے دل سے خوف ختم ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا مقرب بن جائے گا۔ نرینہ اولاد سے محروم شخص اس اسم کا وظیفہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے صالح فرزند عطا کرے گا۔

۶۷-اَلْاَحَدُ: یکتا!

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کو نو (۹) بار پڑھ کر کسی حاکم کے دربار میں جائے گا، اسے عزت حاصل ہوگی۔ سانپ کے ڈسے ہوئے شخص پر ایک سو ایک (۱۰۱) بار "اَلْوَاحِدُ الْاَحَدُ" پڑھ کر دم کیا جائے تو زہر ختم ہو جائے گا۔ جو شخص تنہائی میں ایک ہزار (۱۰۰۰) بار یہ وظیفہ پڑھے گا، وہ فرشتہ صفت انسان بن جائے گا۔

۶۸-اَلصَّمَدُ: بے نیاز!

فضیلت: جو شخص نصف شب یا سحری کے وقت سجدہ کے بعد ایک سو پندرہ (۱۱۵) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے، تو وہ صادق القال والحال ہو جائے گا اور کسی ظالم کے ہاتھوں گرفتار نہیں ہوگا۔ جو شخص فقر کی حالت میں اس کا وظیفہ پڑھے گا، اس کا فقر دور ہو جائے گا۔ جو شخص باوضو اسے پڑھے گا، وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔ جو آدمی ایک ہزار (۱۰۰۰) بار اس کا وظیفہ پڑھے گا، وہ دشمن پر غالب رہے گا۔

۶۹-اَلْقَادِرُ: قوت والا! یہ اسم قرآن کریم میں بارہ (۱۲) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص دوران وضو ہر عضو دھوتے وقت "اَلْقَادِرُ" کا وظیفہ پڑھے گا، وہ دشمن پر غالب رہے گا اور کسی ظالم کے ہاتھوں گرفتار نہیں ہوگا۔ جسے کوئی مشکل درپیش ہو، اکتالیس (۴۱) بار اس کا وظیفہ کرنے سے وہ آسان ہو جائے گی۔

۷۰-اَلْمُقْتَدِرُ: قدرت ظاہر کرنے والا!

فضیلت: کوئی کاہل و غافل شخص اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے، تو اس کی غفلت ختم ہو جائے گی۔ جو شخص نیند سے بیدار ہوتے وقت بیس (۲۰) بار ہر روز پڑھے گا تو اس کے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہوگی۔ جو شخص اس اسم کو ہر روز بیس (۲۰) بار پڑھے گا، رحمت باری تعالیٰ اس کے شامل حال ہوگی۔

۷۱-اَلْمُقَدِّمُ: آگے کرنے والا!

فضیلت: جو شخص دوران معرکہ اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا تو اسے دشمن کے ہاتھوں زخم نہیں لگیں گے، جو آدمی بکثرت پڑھے گا اس کا نفس تابعدار قرار پائے گا اور جو شخص نو (۹) بار کسی میٹھی چیز پر پڑھ کر کسی کو کھلائے گا تو لوگ اس سے محبت کریں گے۔

۷۲-اَلْمُؤَخِّرُ: پیچھے کرنے والا!

فضیلت: جو شخص ہر نماز کے بعد اس اسم کا سو (۱۰۰) بار وظیفہ پڑھے گا، تو محبت خداوندی اس کے دل میں راسخ ہو جائے گی۔ جو آدمی ہر روز اس کا وظیفہ پڑھے گا، اس کے تمام کام درست انجام پائیں گے۔ جو آدمی یہ وظیفہ اکتالیس (۴۱) بار پڑھے گا، اس کا نفس مطیع ہوگا۔ جو بکثرت اسے پڑھے گا، اس کا دشمن مغلوب رہے گا۔ جو آدمی اڑتالیس (۴۸) بار ہر روز یہ پڑھے گا، تو اس کا ہر مقصد پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

۷۳-اَلْاَوَّلُ: سب سے پہلا!

فضیلت: جو شخص نرینہ اولاد سے محروم ہو، وہ اکتالیس (۴۱) دن تک چالیس (۴۰) بار ہر روز بعد از نماز عشاء اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا تو اسے صالح فرزند عطا ہوگا۔ جب کوئی شخص غنا یا فرزند صالح کے حصول یا غائب کو حاضر کرنے بلکہ کسی بھی مقصد کے لیے چالیس (۴۰) شب جمعہ، ہر شب جمعہ میں بعد نماز عشاء ایک ہزار (۱۰۰۰) بار اس کا وظیفہ پڑھے گا' تو اس کے تمام مقاصد کی تکمیل ہوگی۔ جو شخص ہر روز گیارہ (۱۱) بار اس کا وظیفہ پڑھے گا، لوگ اس سے نرم دلی سے پیش آئیں گے۔ جو آدمی سو بار اس کا وظیفہ پڑھے گا، اس کی بیوی اس سے محبت کا مظاہرہ کرے گی۔

۷۴-اَلْاٰخِرُ: سب سے آخری!

فضیلت: جو شخص کوئی عمل صالح کیے بغیر زندگی کے آخری حصہ میں ہو، اس اسم مبارک کا وظیفہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے گا۔ جو شخص دوران سفر یا کسی کے ہاں بطور مہمان کے یہ وظیفہ پڑھے گا تو وہاں تعظیم وعزت کی دولت میسر آئے گی۔ جو آدمی اسے دفع دشمن کے ارادہ سے پڑھے گا تو مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۷۵-اَلظَّاهِرُ: آشکارا! یہ اسم قرآن کریم میں ایک بار آیا ہے۔

فضیلت: اگر کوئی نابینا نماز اشراق کے بعد پانچ سو (۵۰۰) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں روشن کرے گا۔ اگر کوئی شخص اس کو گھر کی چار دیواری پر تحریر کرے گا، تو دیوار تا دیر سلامت رہے گی۔ جو شخص سرمہ پر گیارہ (۱۱) بار دم کر کے آنکھوں میں استعمال کرے گا، تو لوگوں میں ہر دلعزیز ہو جائے گا۔ جو شخص بروز جمعہ پانچ سو (۵۰۰) بار پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو روشن کرے گا۔

۷۶-اَلْبَاطِنُ: پوشیدہ!

فضیلت: جو شخص تینتیس (۳۳) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، وہ اہل معرفت سے ہوگا۔ جو آدمی ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) بار پڑھے گا، وہ لوگوں میں محبوب تر ہو جائے گا۔ جو شخص دل میں یا زبان سے بعد نماز عشاء یا بعد نماز فجر اس کا وظیفہ تین سو ساٹھ (۳۶۰) بار ہر روز کرے گا، وہ واقف اسرار خداوندی ہوگا۔ جو شخص کسی کے پاس امانت رکھے یا زمین میں کوئی چیز دفن کرے اور اس کے ساتھ لفظ "اَلْبَاطِنُ" بھی لکھ دے، تو کوئی اس میں خیانت نہیں کر سکے گا۔ جو شخص ہر روز نماز کے بعد اس کا اسی (۸۰) بار وظیفہ پڑھے گا، وہ واقف رموز حقیقت ہوگا۔

۷۷-اَلْوَالِيُ: مالک وکارساز! یہ اسم قرآن مجید میں ایک (۱) بار آیا ہے۔

فضیلت: جس شخص کو آفت یا بارش کی وجہ سے اپنے یا غیر کے گھر کے گر جانے کا خوف ہو، وہ ایک کورا پیالہ لے کر اس پر یہ اسم مبارک پڑھے یا لکھے، پھر اس آبخورے میں پانی لے کر گھر کی دیواروں پر چھڑکے تو گھر سالم رہے گا۔ جب کسی کو مطیع کرنا مقصود ہو تو گیارہ (۱۱) بار اس مقصد کی نیت سے یہ وظیفہ پڑھا جائے، وہ مطیع ہو جائے گا۔ جو شخص اپنا یا کسی دوسرے کا گھر کسی بھی آفت سے محفوظ رکھنا چاہتا ہو، وہ تین سو (۳۰۰) بار "اَلْوَالِیُ" کا وظیفہ پڑھے، وہ گھر محفوظ رہے گا۔

۷۸-اَلْمُتَعَالِیُ: بہت بلند!

فضیلت: جو شخص کسی بھی پریشانی سے نجات کے لیے اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، اس کا مقصد پورا ہوگا۔ جو زانیہ عورت ایام حیض میں اس وظیفہ کو پڑھے گی، وہ کار بد سے نجات حاصل کرے گی۔ جو آدمی یکشنبہ کی شب میں غسل کر کے آسمان کی طرف منہ کر کے تین (۳) بار یہ وظیفہ پڑھے گا' اس کی دلی دعا قبول ہوگی۔

۷۹-اَلْبَرُّ: بڑا سلوک کرنے والا! یہ اسم قرآن کریم میں ایک (۱) بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: کسی بھی اہم مقصد کے حصول کے لیے بالخصوص مرض سے شفا کے لیے اس اسم مبارک کا وظیفہ مجرب ہے۔

۸۰-اَلتَّوَّابُ: بہت توبہ قبول کرنے والا!

فضیلت: جو شخص توبۃ النصوح کے ارادہ سے نماز چاشت کے بعد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا' اس کی توبہ قبول ہوگی۔ جو شخص بکثرت اس کا وظیفہ پڑھے گا، اس کے تمام کام اصلاح پذیر قرار پائیں گے۔ جو شخص نماز چاشت کے بعد یہ وظیفہ پڑھے گا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، اس کے گناہ معاف کیے جائیں گے۔ جو آدمی اکتالیس (۴۱) ایام میں آٹھ سو (۸۰۰) بار پڑھے گا' اسے ظاہری و باطنی نعمت میسر آئے گی۔

۸۱-اَلْمُنْتَقِمُ: انتقام لینے والا!

فضیلت: جو شخص دشمن کا مقابلہ نہ کر پائے، وہ تین جمعوں تک اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے تو دشمن مغلوب ہو جائے گا یا دوست بن جائے گا۔ جو شخص نصف رات کے وقت کسی بھی مقصد کے لیے یہ وظیفہ پڑھے گا، اس کے مقصد کی تکمیل ہوگی۔ جو شخص نماز عشاء کے بعد یا صبح کے بعد چالیس (۴۰) ایام تک ہر روز ایک ہزار (۱۰۰۰) بار یہ وظیفہ: "يَا قَهَّارُ يَا مُذِلُّ يَا مُنْتَقِمُ" ظالم کے خلاف پڑھے گا تو ظالم ہلاک ہو جائے گا۔ ایسا شخص جس کی آنکھوں میں درد ہو، اس وظیفہ کو پڑھنے کی وجہ سے درد ختم ہو جائے گا۔

۸۲-اَلْعَفُوُّ: معاف کرنے والا! یہ اسم قرآن مجید میں پانچ (۵) بار استعمال ہوا ہے۔

فضیلت: صاحب کثیر المعصیات اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ جو شخص تین (۳) ہفتے تک اس کا وظیفہ پڑھے گا، لوگوں میں ہر دلعزیز ہوگا اور اس کے تمام دشمن دوست بن جائیں گے۔

۸۳-اَلرَّءُوْفُ: بہت مہربان! یہ اسم قرآن کریم میں دس (۱۰) بار آیا ہے۔

فضیلت: جو شخص کسی مظلوم کو ظالم کے ہاتھوں چھٹکارا دلانا چاہتا ہو، وہ دس (۱۰) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے تو اللہ کی

بارگاہ میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ جو شخص مستقل طور پر اس وظیفہ کو اپنے معمولات میں شامل کرے گا، ظالم اس پر مہربان ہوگا اور لوگ دوست بن جائیں گے۔

۸۴-مَالِكُ الْمُلْكِ: تمام جہان کا بادشاہ!

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کا وظیفہ مستقل بنیادوں پر پڑھے گا، وہ غنی بن جائے گا اور دارین میں فلاح یاب ہوگا۔ کوئی غریب شخص یہ وظیفہ پڑھے گا: يَا مَالِكَ الْمُلْكِ وَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، وہ مالدار بن جائے گا اور صاحب کمال بھی۔

۸۵-ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ: بہت بزرگی اور بخشش والا!

فضیلت: کچھ علماء کرام اس اسم کو "اسم اعظم" قرار دیتے ہیں۔ جو شخص سو (۱۰۰) بار یہ وظیفہ پڑھ کر پانی پر دم کرے گا: يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، پھر وہ پانی کسی مریض کو پلائے گا تو وہ شفایاب ہوگا۔ اگر کسی کے دل میں حزن و ملال ہو، اس وظیفہ کی برکت سے وہ مسرور ہوگا۔

۸۶-اَلْمُقْسِطُ: انصاف کرنے والا!

فضیلت: جو شخص اس اسم مبارک کا وظیفہ سو (۱۰۰) بار کرے گا، وہ شر شیطان اور وسوسہ سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص کسی بھی مقصد کی برآری کے لیے سات سو (۷۰۰) بار پڑھے گا، وہ مقصد پورا ہوگا۔ جو آدمی کسی تکلیف میں ستر (۷۰) بار یہ وظیفہ پڑھے گا، وہ نجات پائے گا۔ جو اسے کاغذ پر لکھ کر کھائے گا، وہ شر شیطان سے مامون و محفوظ رہے گا۔

۸۷-اَلْجَامِعُ: اکٹھا کرنے والا!

فضیلت: جس آدمی کے اعزاء و اقارب، دوست و احباب اور عقیدت مند انتشار کا شکار ہو گئے ہوں، وہ چاشت کے وقت اس اسم مبارک کو آسمان کی طرف منہ کر کے دس (۱۰) بار پڑھے، ہر بار ایک انگلی بند کرتا جائے اور آخر میں اپنا ہاتھ چہرے پر پھیرے تو زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ سب لوگ متحد و متفق ہو جائیں گے۔ جس شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے، وہ یہ وظیفہ پڑھے: يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اَجْمِعْ عَلَيَّ حَاجَتِيْ تو اس کی وہ چیز دستیاب ہو جائے گی۔

۸۸-اَلْغَنِيُّ: بے پرواہ!

فضیلت: جو شخص طمع کی مصیبت میں مبتلا ہو، وہ اپنے تمام اعضاء پر لفظ "اَلْغَنِيُّ" لکھے اور اپنا ہاتھ نیچے کو لائے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور کر دے گا۔ جو شخص ستر (۷۰) بار یہ وظیفہ ہر روز پڑھے گا، اس کے مال میں اتنی برکت ہوگی کہ کبھی محتاج نہیں ہوگا۔ جو آدمی جمعرات کے دن ایک ہزار (۱۰۰۰) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، وہ دولتمند ہو جائے گا۔ جو شخص درد کی حالت میں اس کا ورد کرے گا، اس کا درد جاتا رہے گا۔

۸۹-اَلْمُغْنِيُّ: بے پرواہ کرنے والا!

فضیلت: جو شخص دس جمعوں تک اس طرح اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے کہ ہر جمعہ میں ہزار (۱۰۰۰) بار ورد ہو، وہ مخلوق سے بے پرواہ ہو جائے گا۔ کوئی مفلس شخص فجر کی سنت و فرض کے مابین دو سو (۲۰۰) بار، دو سو (۲۰۰) بار نماز ظہر میں، دو سو (۲۰۰) بار

نمازِ عصر میں، دو سو بار نماز مغرب میں اور تین سو بار نماز عشاء کے بعد پڑھے گا، وہ غنی ہو جائے گا۔ جو شخص ایک سو بار یہ وظیفہ ہر روز پڑھے گا، اسے صفائی قلب حاصل ہوگی۔ جو آدمی وسعت رزق کے لیے ہر روز پڑھے گا، اس کا مقصد (غنی ہو) پورا ہوگا۔ جسم کے کسی حصہ میں درد ہو، اس اسم کا دم کر کے ہاتھ کے ساتھ متاثرہ پر ملے تو درد ختم ہو جائے گا۔

۹۰- اَلْمَانِعُ: بچانے والا!

فضیلت: زوجین میں خفگی و نزاع کی صورت پیدا ہو جائے، بستر پر جانے سے قبل بیس (۲۰) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ کرنے سے، نزاع ختم ہو جائے گا اور زوجین باہم حسب سابق محبت کریں گے۔ غریب آدمی دس جمعوں تک یہ وظیفہ مسلسل پڑھتا رہے تو مالدار ہو جائے گا۔

۹۱- اَلضَّارُّ: ضرر پہنچانے والا!

فضیلت: جس شخص کو ایک حال میسر ہو، وہ جمعہ کی راتوں میں سو (۱۰۰) بار اس اسم کا وظیفہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مقام پر ثابت رکھتے ہوئے ایسے دوسرے مقام پر ترقی سے سرفراز فرمائے گا کہ اس سے آگے ظاہری کمال کا کوئی مرتبہ نہیں ہوگا۔ جو شخص لوگوں کی نظر میں حقیر تصور کیا جاتا ہے، وہ اس کا وظیفہ ایام بیض اور شب جمعہ میں بعد نماز عشاء سو (۱۰۰) بار پڑھے گا تو محترم بن جائے گا۔

۹۲- اَلنَّافِعُ: نفع دینے والا!

فضیلت: کشتی میں بیٹھتے وقت جو شخص اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے گا، اسے کوئی آفت نہیں پہنچے گی۔ جو کسی بھی کام کے آغاز میں یہ وظیفہ اکتالیس (۴۱) بار پڑھے گا، اس کا وہ کام حسب خواہش انجام پائے گا۔ جو شخص ماہ رجب میں یہ وظیفہ پڑھے گا، اس پر اسرار خداوندی منکشف ہوں گے۔ جو شخص چار دن حسب خواہش یہ وظیفہ پڑھے گا، کسی غم میں مبتلا نہیں ہوگا۔ جو شخص سفر حج کے دوران یہ وظیفہ پڑھے گا، وہ بسلامتی گھر واپس آئے گا۔

۹۳- اَلنُّوْرُ: روشنی والا!

فضیلت: جو شخص شب جمعہ میں سات سو (۷۰۰) بار سورۃ النور کی تلاوت کرے گا، پھر ایک ہزار (۱۰۰۰) بار یہ وظیفہ پڑھے گا، اس کا دل روشن ہوگا۔ جو شخص صبح کے وقت یہ وظیفہ مسلسل طور پر کرے گا، اس کے دل میں نور روشن ہوگا۔

۹۴- اَلْهَادِیْ: راہنما!

فضیلت: جو شخص آسمان کی طرف چہرہ کر کے اپنے ہاتھ اٹھا کر اس اسم مبارک کا بکثرت وظیفہ پڑھے، پھر اپنے ہاتھ چہرے اور آنکھوں پر پھیرے تو اسے اہل معرفت کا مقام حاصل ہوگا اور اسرار خداوندی اس پر منکشف ہوں گے۔ جو آدمی نماز عشاء کے بعد گیارہ سو (۱۱۰۰) بار یہ وظیفہ پڑھے گا: "یَا هَادِیْ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" اس کی ہر حاجت پوری ہوگی۔

۹۵- اَلْبَدِیْعُ: پیدا کرنے والا!

فضیلت: جو شخص کسی غم یا مہم میں مبتلا ہو، ستر ہزار (۷۰۰۰۰) بار یہ وظیفہ پڑھے: یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وہ اسے

انجام پائے گا۔ جو شخص عشاء کی نماز کے بعد باوضو اس وظیفہ کو اتنی کثرت سے پڑھے کہ نیند غالب آجائے، اپنا دلی منشاء خواب میں دیکھ لے گا۔ دنیوی و دینی فوائد و کمالات کے حصول کے لیے بارہ سو (۱۲۰۰) بار یہ وظیفہ مجرب ہے: یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ۔ محبت میں عروج مقصود ہو تو مصری منہ میں رکھ کر بعد نماز عشاء مگر وتر سے قبل ایک ہی مقام پر کھڑے ہو کر چھ سو (۶۰۰) بار یہ وظیفہ پڑھے: یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ تو مقصد حاصل ہوگا۔ دشمن کی ہلاکت مقصود ہو تو کوئی تر چیز منہ میں رکھ کر یہ وظیفہ پڑھا جائے: "یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالطَّرَقِ" تو مقصد پورا ہوگا۔

۹۶-اَلْبَاقِیْ: ہمیشہ رہنے والا!

فضیلت: جو شخص بعد نماز عشاء جمعہ کی شب میں سو (۱۰۰) بار اس اسم مبارک کو پڑھے گا، اس کے تمام اعمال قبول ہوں گے اور کسی سے اسے تکلیف نہیں پہنچے گی۔ دشمن کو مغلوب کرنا مقصود ہو تو بعد دوگانہ نفل یا بعد از نماز ظہر سو (۱۰۰) بار اس کا وظیفہ کرنے سے دشمن مغلوب ہوگا یا مطیع۔ جو شخص آفتاب نکلنے سے قبل تا حیات سو (۱۰۰) بار اس وظیفہ کو پڑھے گا، اسے کوئی گزند نہیں پہنچے گی اور آخرت میں اس کی بخشش ہوگی۔

۹۷-اَلْوَارِثُ: مالک!

فضیلت: جو شخص طلوع آفتاب کے وقت اس اسم کا وظیفہ سو (۱۰۰) بار پڑھے گا، اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ جو شخص یہی وظیفہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے گا، اس کے تمام کام بخیر و خوبی انجام پائیں گے اور وہ امن و حفاظت میں رہے گا۔ جو شخص اس وظیفہ کو اپنے معمولاتِ شبانہ روز میں شامل کرے گا، اس کی عمر دراز ہوگی۔

۹۸-اَلرَّشِیْدُ: راہنما!

فضیلت: جس شخص کو اپنے امور کی تدبیر ٹھیک معلوم نہ ہو، وہ نماز عشاء کے بعد یہ وظیفہ ہزار (۱۰۰۰) بار پڑھے گا تو اس کو تدبیر ٹھیک معلوم ہو جائے گی، باطن روشن ہوگا۔ جو شخص مستقل بنیاد پر اس کا وظیفہ پڑھے گا، اس کے تمام مقاصد کی تکمیل ہوگی۔

۹۹-اَلصَّبُوْرُ: بردبار!

فضیلت: جو شخص درد، تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہو، وہ تینتیس (۳۳) بار اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھے تو اسے ان سے نجات حاصل ہوگی اور اطمینان کی دولت میسر آئے گی۔ دشمن سے مغلوب شخص نصف شب میں یا نصف النہار میں یہ وظیفہ پڑھے گا تو دشمن کی زبان بندی، سلطان کی خوشنودی اور غم کے خاتمہ کی دولت حاصل ہوگی۔ جو شخص کسی معاملہ میں فکر یا تردد کا شکار ہو، ہزار (۱۰۰۰) بار اس کا وظیفہ کرنے سے اسے اس سے خلاصی ملے گی۔

سوال: حدیث ترمذی اسماء الحسنیٰ کی تعداد ننانوے (۹۹) بیان کی گئی ہے جبکہ قرآن و حدیث میں ان کے علاوہ بھی اسماء مذکور ہیں مثلاً اَلْمُحِیْطُ، اَلْکَافِیْ، اَلْعَلَّامُ، ذُو الطَّوْلِ، ذُو الْمَعَارِجِ، اَلْمَوْلٰی، اَلنَّصِیْرُ، اَلْحَنَّانُ، اَلْمَنَّانُ، اَلدَّائِمُ وغیرہ؟

جواب: حدیث میں جو اسماء الحسنیٰ کی تعداد ننانوے (۹۹) بیان ہوئی ہے، اس سے حصر مراد نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث باب میں مذکور ننانوے اسماء الحسنیٰ کے علاوہ بھی قرآن و حدیث سے اسماء الحسنیٰ

اخذ کیے ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(۱) اَلرَّبُّ، (۲) اَلْاَکْرَمُ، (۳) اَلْاَعْلٰی، (۴) اَلْحَافِظُ، (۵) اَلْخَلَّاقُ، (۶) اَلسَّاتِرُ، (۷) اَلْاُسْتَاذُ، (۸) اَلشَّاکِرُ، (۹) اَلْعَادِلُ، (۱۰) اَلْعَزَّامُ، (۱۱) اَلْغَالِبُ، (۱۲) اَلنَّاظِرُ، (۱۳) اَلْخَالِقُ، (۱۴) اَلْقَدِیْرُ، (۱۵) اَلْقَرِیْبُ، (۱۶) اَلْقَاهِرُ، (۱۷) اَلْکَفِیْلُ، (۱۸) اَلْکَافِی، (۱۹) اَلْمُنِیْرُ، (۲۰) اَلْمُحِیْطُ، (۲۱) اَلْمَلِکُ، (۲۲) اَلْمَوْلٰی، (۲۳) اَلنَّصِیْرُ، (۲۴) اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ، (۲۵) اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ، (۲۶) اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ، (۲۷) ذُوالْفَضْلِ، (۲۸) ذُوالطَّوْلِ، (۲۹) ذُوالْقُوَّةِ، (۳۰) ذُوالْمَعَارِجِ، (۳۱) ذُوالْعَرْشِ، (۳۲) رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ، (۳۳) قَابِلُ التَّوْبَةِ، (۳۴) فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ، (۳۵) مُخْرِجُ الْحَیِّ مِنَ الْمَیِّتِ، (۳۶) اَلْحَنَّانُ، (۳۷) اَلْمَنَّانُ، (۳۸) اَلْمُغِیْثُ۔

مندرجہ بالا اسماء الحسنیٰ کے معانی ومطالب حسب ذیل ہیں:

(۱) پالنے والا (۲) زیادہ مہربان وبخشنے والا (۳) بلند وبالا (۴) نگہبان (۵) بہت پیدا کرنے والا (۶) چھپانے والا (۷) معلم (۸) شکر قبول کرنے والا (۹) انصاف کرنے والا (۱۰) بلند عزم (۱۱) چھا جانے والا (۱۲) دیکھنے والا (۱۳) پیدا کرنے والا (۱۴) قدرت والا (۱۵) نزدیک (۱۶) غلبہ پانے والا (۱۷) کفالت کرنے والا (۱۸) کارساز (۱۹) روشن کرنے والا (۲۰) احاطہ کرنے والا (۲۱) بادشاہ (۲۲) آقا (۲۳) مدد کرنے والا (۲۴) سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا (۲۵) سب سے زیادہ رحم کرنے والا (۲۶) بہترین پیدا کرنے والا (۲۷) صاحب فضل (۲۸) صاحب طوالت (۲۹) صاحب طاقت (۳۰) صاحب عروج (۳۱) صاحب عرش (۳۲) (۳۳) توبہ قبول کرنے والا (۳۴) اپنے معاملات میں خودمختار (۳۵) مردے سے زندہ نکالنے والا (۳۶) مہربان (۳۷) بہت احسان کرنے والا (۳۸) مددگار۔

سوال: اسماء الحسنیٰ میں سے دو مشہور ترین اسماء ہیں: اَلْخَالِقُ اور اَلْبَارِئُ، دونوں میں معنیٰ کے لحاظ سے کیا فرق ہے؟

جواب: حضرت علامہ محمد الحمو درحمہ اللہ تعالیٰ "اَلْخَالِقُ" کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

هو المبدع للخلق والمخترع له على غير مثال سبق قال سبحانه و تعالى هل من خالق غير الله یعنی الخالق وہ ذات ہے جو مخلوق کو عدم سے وجود میں لانے والی اور ان کو بغیر کسی نمونہ اور مثال کے پیدا کرنے والی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا پیدا کرنے والا ہے۔

البارئ کی تعریف میں علامہ محمد الحمو درحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

خلقهم خلقا مستويا ليس فيه اختلاف ولا تنافر ولا نقص ولا عيب ولا خلل الرياء من ذالك كله یعنی وہ ذات جس نے ہر چیز کو بالکل درست بنایا ہے، اس میں سے کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے، کوئی فرق نہیں ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے۔

ان مفاہیم پر ایک نظر ڈالنے سے دونوں کے مابین فرق عیاں ہو جاتا ہے، جو اہلِ علم پر مخفی نہیں ہے۔

3431 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَنَّ حُمَيْدًا الْمَكِّيَّ مَوْلَى ابْنِ عَلْقَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قُلْتُ وَمَا الرَّتْعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◆◆ عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب تم جنت کے باغات میں سے گزروتو کچھ کھاپی لیا کرو! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! جنت کے باغات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مساجد میں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہاں کچھ کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

3432 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْبُنَانِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قَالُوا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب تم جنت کے باغات میں سے گزروتو کھاپی لیا کرو۔ انہوں نے عرض کی جنت کے باغات سے مراد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر کے حلقے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے جو ثابت کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

مساجد اور مجالس ذکر سے استفادہ کرنا:

بلاشبہ مساجد اور مجالس ذکر جنت کے مرغزار کی حیثیت رکھتے ہیں، ان سے استفادہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ان سے استفادہ کرنا مسلمانوں کا حق بھی ہے۔

3431۔ تفردبه الترمذي انظر التحفة (۱۰/۲۶۰)، حديث (۱۴۱۷۵) من اصحاب الكتب الستة، وذكره المنذري في الترغيب و الترهيب (۴۲۲/۲)، حديث (۲۳۲۳)، و عزاه للترمذي، و قال: قال الحافظ: وهو مع غرائب حسنة الاسناد

3432۔ اخرجه احمد (۱۵۰/۳) عن محمد بن ثابت البناني عن ابيه عن انس۔

مساجد اور مجالس ذکر سے استفادہ کی کئی صورتیں ہیں:

۱- تحیۃ المسجد نوافل ادا کرنا۔

۲- مسجد میں تلاوت قرآن کرنا۔

۳- درس قرآن وحدیث میں شرکت کرنا۔

۴- درس وعظ ونصیحت میں شامل ہونا۔

۵- مجلس حمد ونعت میں شرکت کرنا۔

۶- مجلس فقہ وتصوف میں شامل ہونا۔

۷- سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ پڑھنا۔

فائدہ نافعہ:

مساجد اور مجالس ذکر کی طرح دینی مدارس سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ اسلام کے قلعے ہیں، جہاں سے مذہبی جرنیل اور قائدین پیدا ہوتے ہیں، وہاں سے اسلامی علوم وفنون میں مہارت حاصل کر کے سکالرز، مدرسین اور مفتیان کرام پیدا ہوتے ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 59: بلاعنوان

3433 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمْ مُصِيْبَةٌ فَلْيَقُلْ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِىْ فَاْجُرْنِىْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِىْ مِنْهَا خَيْرًا فَلَمَّا احْتُضِرَ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ فِىْ اَهْلِىْ خَيْرًا مِّنِّىْ فَلَمَّا قُبِضَ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ عِنْدَ اللهِ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِىْ فَاْجُرْنِىْ فِيْهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَرُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ سَلَمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ

◆◆ اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے

3433- اخرجه ابن ماجه (۱/۵۰۹): كتاب الجنائز: باب: ما جاء في الصبر على المصيبة، حديث (۱۵۹۸)، و احمد (۲۷/۴).

یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ یہ پڑھ لے۔

''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! میں اپنی اس مصیبت کا تجھ سے اجر چاہتا ہوں' تو مجھے اس کا اجر نصیب کر اور مجھے اس کے بدلے میں بہتری عطا کر دے۔''

جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی۔

''اے اللہ! میرے بعد میری بیوی کو مجھ سے بہتر شخص عطا کرنا''

راوی بیان کرتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ پڑھا۔

''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اس مصیبت کے اجر کی طلب گار ہوں' تو (اے اللہ!) مجھے اس کا اجر عطا کر۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا۔

شرح

مصیبت و پریشانی کے وقت پڑھی جانے والی دعا:

انسان کی ایک حالت نہیں رہتی بلکہ کبھی حالت مسرت میں ہوتا ہے اور کبھی پریشانی و مصیبت میں، حالت مصیبت میں پڑھنے کی دعا حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ جب صالحین اور صابرین کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے، تو وہ یوں کہتے ہیں:

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (البقرہ:۱۵۶) ''بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

حدیث باب میں اس آیت کے ساتھ اس دعا کی بھی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے:

اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِیْ فَأْجُرْنِیْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِیْ مِنْهَا خَيْرًا ۔

علاوہ ازیں ایسے موقع پر یہ دعا بھی کی جا سکتی ہے:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ''یعنی ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے جو بہترین کارساز ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مصیبت کے وقت یہ پڑھا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کی تلافی کرے گا اور آخرت میں اس کا اچھا صلہ عطا کرے گا۔ اس چیز کے ضائع ہونے کی صورت میں اس سے بہتر عنایت فرمائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب کسی بھی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اسے ایک عرصہ بعد وہ یاد آئے درمیان میں طویل مدت گزر جائے، پھر وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ پڑھے، تب بھی اسے یہی اجر و ثواب ملے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق مسلمان کو جو تکلیف پہنچے خواہ کانٹا لگے، تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے عوض اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (صحیح بخاری، جلد ثانی، ص ۸۴۳)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ کوئی بھی تکلیف پہنچتے وقت یہ خیال کرے کہ اب بھی اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتیں میرے شامل حال ہیں جو ضائع ہونے والی چیز سے بہتر ہیں، ایسی سوچ کے نتیجہ میں بھی مشکلات آسان ہو جائیں گی۔

3434 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَأُعْطِيتَهَا فِي الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے پروردگار سے دنیا و آخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کرو! پھر وہ شخص اگلے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے اسی کی مانند جواب دیا پھر وہ شخص تیسرے دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے یہی جواب دیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں دنیا میں عافیت دیدی جائے اور آخرت میں بھی دے دی جائے تو تم کامیاب ہو گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف سلمہ بن وردان سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دنیا اور آخرت کی عافیت کے لیے دعا کرنا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حصول علم، عملی جذبہ اور دارین میں کامیابی کا ذوق مثالی تھا۔ وہ بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

3434۔ اخرجه ابن ماجه (١٢٦٥/٢) كتاب الدعاء: باب: الدعاء بالعفو و العافية، حديث (٣٨٤٨)، و البخاري في الادب المفرد ص (١٨٥)، حديث (٦٣٩).

خدمت میں حاضر ہو کر دنیا اور آخرت کو بہتر بنانے کے لیے سوالات کرتے تھے، یہ سوالات فضول نوعیت کے نہیں ہوتے تھے جن سے منع کیا گیا ہے بلکہ اپنی اصلاح کے لیے کرتے تھے اور انہیں دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سوال کا جواب ملتا تھا۔ حدیث باب کے مطابق شمع رسالت کا ایک پروانہ تین دن تک حاضر خدمت ہوتا رہا، اس کا ایک ہی سوال تھا کہ بہترین دعا کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں جواب ملتا رہا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی خیر و عافیت کی دعا کرو، کیونکہ اس دعا میں دارین کی فلاح ہے۔ خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے سوالات کے جواب اور اس کے جذبات کے پیش نظر یہ جواب تجویز فرمایا تھا لیکن اس کا حکم مخصوص نہیں ہے بلکہ عام ہے اور تا قیامت آنے والے مسلمانوں کے لیے ایک اہم پیغام اور درس بھی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر عافیت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس روایت میں مذکور الفاظ **عافیة** اور **معافات** باب مفاعلہ کے مصادر ہیں اور ان کا معنیٰ ہے: **عافاه الله عافية و معافاة** یعنی خیریت و عافیت سے رکھنا، امراض و مصائب سے محفوظ رکھنا، عذاب سے حفاظت کرنا اور آخرت کی فلاح ہے۔ اس طرح دنیوی و اخروی تمام امور کے بارے میں یہ ایک جامع دعا قرار پاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: یا رسول اللہ! عافیت کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ جواب دیا گیا: دنیا میں عافیت سے مراد جسمانی صحت، رزق میں وسعت، عیب پوشی اور اطاعت کی قوت کا حصول ہے۔ آخرت میں عافیت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت، جہنم سے حفاظت اور دخول جنت کا پروانہ حاصل ہونا ہے۔

3435 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيهَا قَالَ قُوْلِى اللّٰهُمَّ اِنَّكَ عُفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ فلاں رات "شب قدر" ہے تو آپ ﷺ کا کیا خیال ہے مجھے کیا پڑھنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

"اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے مہربان ہے معافی کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف کر دے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3435۔ اخرجه ابن ماجه (۱۲۶۵/۲): كتاب الدعاء: باب: الدعاء بالعفو و العافية، حديث (۳۸۵۰)، احمد (۱۷۱/۶، ۱۸۲، ۱۸۳، ۲۰۸)

شرح

شب قدر میں مانگی جانے والی مختصر اور جامع دعا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے بہت پیار ہے، آپ شب و روز اس کی اصلاح اور دارین میں کامیابی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ کی طرف سے ممتاز ایام اور امتیازی شان کی حامل راتوں کے لیے دعائیں تجویز فرمائی گئیں تا کہ حصول جنت کی منزل قریب تر ہو جائے۔ شب قدر جسے ہزار راتوں کی عبادت سے افضل قرار دیا گیا ہے، اس مقدس شب میں خصوصی دعا کے بارے میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوال کرتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس رات کے نورانی لمحات میں مانگنے کے لیے یہ دعا تجویز کی جاتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

شب قدر میں یہ دعا کی جائے اور زمین میں نزول کرنے والے فرشتے جواب میں آمین کہہ دیں، تو اس کی قبولیت میں شک باقی نہیں رہتا۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ شب بھر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی قبولیت دعا کا مسلسل اعلان ہوتا رہتا ہے، کوئی بدقسمت ہی ہوگا' جس کی دعا قبول نہ ہوتی ہو۔

اس دعا میں بھی عافیت کا مضمون بیان ہوا ہے، اس میں گناہوں کی معافی، مغفرت و عافیت اور آخرت میں کامیابی کی نوید کا بھی اشارہ موجود ہے۔ اس دعا کے نتیجہ میں گناہوں کی مغفرت، عذاب جہنم سے تحفظ اور دخول جنت کا پروانہ حاصل ہو جاتا ہے کہ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک نزول رحمت باری تعالیٰ کا تسلسل، خالق کائنات کی طرف سے اعلان مغفرت، فرشتوں کی طرف سے مصافحہ اور قیام کرنے والوں کے حق میں خصوصی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس رات میں قیام کے باعث مسلمان گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہو جاتا ہے کہ گویا ابھی وہ پیدا ہوا ہو۔

3436 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَمَكَثْتُ اَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ فَقَالَ لِيْ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَدْ سَمِعَ مِنَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

3436- اخرجه البخاري في الادب المفرد ص (٢١٣)، حديث (٧٢٣)، واحمد (٢٠٩/١)، و الحميدي (٢١٩/١)، حديث (٤٦١).

◄► حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگیں۔ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) کچھ دن بعد میں پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے حضرت عباس! اے اللہ کے رسول کے چچا! آپ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ عبداللہ بن حارث نامی راوی نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے اس کا سماع کیا ہے۔

3437 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَّهُوَ الْمُلَيْكِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُّسْأَلَ الْعَافِيَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيِّ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیزیں مانگی جاتی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اس سے عافیت مانگی جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف ابوعبدالرحمٰن بن ابوبکر ملیکی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دعاءِ عافیت افضل دعا ہونا:

ان روایات میں بھی دعاءِ عافیت کو افضل دعا قرار دیا گیا ہے، اس کی افضلیت و برتری کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں:

۱- صحت وتندرستی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔

۲- اس کی وجہ سے انسان کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

۳- اعمال صالحہ کرنے اور عبادات انجام دینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

3437- تفردبه الترمذي انظر التحفة (٦/٢٤٦)، حديث (٨٥٠٤) من اصحاب الكتب الستة، واخرجه الحاكم (١/٤٩٨)، و قال: حديث صحيح الاسناد و لم يخرجاه، و قال الذهبي: المليكي ضعيف.

۴- انسان ہمہ وقت اپنی ذات کو ریاضت میں مصروف رکھتا ہے۔

۵- انسان بخوشی دوسروں کے کام آتا ہے۔

۶- مسلمان اپنے فرائض کو باآسانی انجام دے کر اللہ کا شکر بجالاتا ہے۔

۷- دارین میں فلاح وکامرانی کی ضمانت ہے۔

3438 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَبِى الْوَزِيْرِ حَدَّثَنَا زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَمْرًا قَالَ اللّٰهُمَّ خِرْ لِىْ وَاخْتَرْ لِىْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَنْفَلٍ

توضیح راوی: وَهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ، يُقَالُ لَهٗ زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَرَفِىُّ وَكَانَ يَسْكُنُ عَرَفَاتٍ وَّتَفَرَّدَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ

◆◆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتے تو یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! میرے لیے خیر کر دے اور (اس کام کو) میرے لیے اختیار کر لے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف زنفل راوی کے حوالے سے جانتے ہیں جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اسے زنفل عرفی کہا جاتا ہے اس نے عرفات میں سکونت اختیار کی تھی۔

یہ اس حدیث کو نقل کرنے میں منفرد ہے اس کی متابعت نقل نہیں کی گئی ہے۔

شرح

استخارہ کی ایک مختصر مگر جامع دعا:

کسی اہم مہم یا مقصد انجام دینے سے قبل اس بارے میں استخارہ کرنا مسنون ہے، اس کی تفصیلی بحث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو رکعت نوافل نماز اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص کی قرأت کرے، باقی نماز حسب معمول پڑھ کر سلام پھیر دے۔ افضل ہے کہ سات بار استخارہ کیا جائے۔ نوافل ادا کرنے کے بعد روبقبلہ بیٹھ کر دعائے استخارہ پڑھی جائے، اس موقع پر درج ذیل دعاؤں میں سے کوئی بھی پڑھی جاسکتی ہے:

۱- اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا

3438- تفرد به الترمذی انظر التحفة (۳۱۵/۵)، حدیث (۶۶۳۸) من اصحاب الکتب الستة، و اخرجه البغوی فی شرح السنة (۵۲۷/۲)، حدیث (۱۰۱۲)، و ذکره کلام الترمذی بعده

اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ،اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ ،اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ،

۲- اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَاخْتَرْلِيْ .

یہ دونوں یا ایک دعا پڑھنے سے قبل اور بعد سورہ فاتحہ اور گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے، پھر سو جائے، خواب میں سبزی یا سفیدی دیکھے تو اس کام کو بہتر ہونے کی طرف اشارہ سمجھے اور سیاہی یا سرخی دیکھنے کی صورت میں اس کام کے برا ہونے کی طرف اشارہ خیال کرے۔ استخارہ خود بھی کر سکتا ہے اور دوسرے آدمی سے بھی کرا سکتا ہے لیکن استخارہ کرنے والے کا متشرع، نمازی اور صاحب تقویٰ ہونا ضروری ہے ورنہ اس کا مثبت نتیجہ سامنے نہیں آئے گا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

فائدہ نافعہ:

انسان کوئی بھی اہم کام کرنا چاہے مثلاً اولاد کی شادی یا کوئی کاروبار تو اس کا اچھا یا برا انجام معلوم کرنے کے لیے مسنون طریقہ ہے کہ استخارہ کیا جائے، اس سلسلہ میں نوافل کے بعد بہتر ہے کہ مذکورہ دعاؤں میں سے پہلی دعا پڑھی جائے جو کئی دعاؤں کا مجموعہ ہے اور حصول مقصد کے لیے اہم بھی ہے۔

استخارہ کی صورت میں بندہ کی فرشتوں سے مشابہت ہو جاتی ہے، جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کے لیے ہمہ تن منتظر رہتے ہیں، اسی طرح بندہ بھی اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کرتا ہے، اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے اور خالق کائنات کی طرف سے اشارہ ملنے پر اسے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔

3439 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا اَبَانُ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى اَنَّ زَيْدَ بْنَ سَلَّامٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْ مَالِكِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اَلْوُضُوْءُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

3439۔ اخرجه مسلم (۲/٤ ابی): كتاب الطهور: باب: فضل الوضوء، حديث (۲۲۳/۱)، و ابن ماجه (۱۰۲/۱): كتاب الطهارة و سننها: باب: الوضوء شطر الايمان، حديث (۲۸۰) والدارمي (۱٦۷/۱): كتاب الصلاة: باب: ما جاء في الطهور ، و احمد (۳٤۲/۵، ۳٤۳، ۳٤٤).

◄► حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ وضو نصف ایمان ہے الحمد للہ پڑھنا میزان کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑھنا زمین و آسمان کے درمیان (جگہ کو نیکیوں یا انوار سے) بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے، صدقہ برہان ہے، صبر ضیاء ہے، قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے۔ ہر آدمی جب نکلتا ہے تو اپنا سودا کرتا ہے یا وہ خود کو آزاد کروالیتا ہے یا خود کو غلام بنالیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

ایک مختصر اور جامع ذکر:

بلاشبہ دعا کی طرح ذکر بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے، جس طرح تسبیح پر مشتمل ذکر اللہ تعالیٰ کی ذات سے عیوب و نقائص کو پاک قرار دیتا ہے بالکل اسی طرح اس کی حمد وثناء پر مشتمل ذکر بھی ایک مثالی اور رضائے خداوندی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، پھر اگر تسبیح و تحمید پر مشتمل ذکر ہو تو وہ یقیناً ایک جامع اور بے مثال ذکر قرار پاتا ہے، اس کے نتیجہ میں ذات باری تعالیٰ کی معرفت اور رضا کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔

حدیث باب آٹھ اہم امور پر مشتمل ہے، جس میں تسبیح و تحمید بھی موجود ہیں اور ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- اَلْوُضُوْءُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ: (وضو نصف ایمان ہے): ایک روایت میں نماز کو جنت کی چابی اور طہارت کو نماز کی چابی قرار دیا گیا ہے۔ نماز کو ارکان اسلام میں دوسرا رکن بھی قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں وضو کی جگہ لفظ ''الطھور'' استعمال ہوا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی ''صفائی نصف ایمان ہے۔'' طہارت کو نماز کی شرط بھی قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں کھانے سے قبل اور بعد میں بھی ہاتھ دھونے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآن کو پکڑ کر تلاوت قرآن کرنے اور طواف بیت اللہ کے لیے بھی طہارت (وضو) ضروری ہے۔ طہارت کا تقاضا ہے انسان ہمہ وقت باوضو رہے، ذکر و ورد میں مصروف عمل رہے اور فضول گفتگو سے مکمل اجتناب کرے۔ ہمہ وقت باوضو رہنے کی وجہ سے انسان میں فرشتوں کا وصف پیدا ہو جاتا ہے اور قرب خداوندی کی دولت حاصل ہو جاتی ہے۔ ہمہ وقت باوضو رہنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان نماز کا اس قدر عادی اور پابند بن جاتا ہے کہ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی۔

۲- وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ: (اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میزان کو بھر دے گی) اس جملہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کی فضیلت و اہمیت بیان ہوئی ہے، یہ ذکر خواہ نہایت مختصر ہے لیکن فضیلت و ثواب کے اعتبار سے بہت اونچا ہے۔ یہ بھی ایک دو بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' پڑھنے کی فضیلت نہیں ہے بلکہ ہمہ وقت اس ذکر کو اپنے معمولات میں شامل کرنے اور رطب اللسان رہنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ طریقہ اختیار کر لیا جائے تو آخرت میں اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب اسے میزان عدل کے پلڑے میں رکھا جائے گا، تو اسے وزنی بنادے گا، انسان کے اعمال صالحہ میں اضافہ کا سبب بنے گا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ثابت ہو

گا۔

۳-سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: (سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا ذکر آسمانوں اور زمین کو بھر دے گا) دونوں اذکار میں سے ہر ایک کی فضیلت بھی بہت زیادہ ہے مگر جب دونوں اذکار کو جمع کیا جائے تو اس کی عظمت وفضیلت میں مزید اضافہ ہوگا۔تسبیح وتحمید کا مجموعی طور پر ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو اتنا اجر و ثواب دیا جاتا ہے کہ تمام آسمان اور زمینیں بھر جائیں۔یاد رہے یہ ثواب ایک دو بار ان کا ذکر کرنے کے نتیجہ میں حاصل نہیں ہوگا بلکہ شب و روز کے اکثر اوقات میں مصروف رہنے کا اجر ہو سکتا ہے، اس عظیم ذکر سے انسان معرفت ذات باری تعالیٰ اور بارگاہ خداوندی میں وہ مقام حاصل کر لیتا ہے کہ جو بھی دعا کرتا ہے قبول کی جاتی ہے۔

۴-وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ: (نماز نور ہے) اس فقرہ میں نماز کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے، نماز ارکان اسلام میں سے دوسرا اہم رکن ہے، اسے دین کا ستون بھی کہا گیا ہے، نماز مؤمن کی معراج ہے اور قرب خداوندی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن کریم کا اعلان ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ یعنی نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے۔نماز کو جنت کے دروازہ کی چابی بھی قرار دیا گیا ہے۔

باقاعدگی سے نماز پنجگانہ ادا کرنے سے مسلمان گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے کہ اس کے ذمہ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔نماز حقوق اللہ کو بجالانے اور انسانی تخلیق کے مقصد کو پورا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے، قیامت کے دن سب سے پہلے انسان سے نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔

۵-اَلصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ: (صدقہ دلیل ہے) اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے لوگ پیدا کیے ہیں: (i) امیر (ii) غریب۔امراء کو اپنے فضل وکرم سے دنیوی دولت سے نوازا اور ان پر زکوٰۃ، عشر اور صدقہ فطر واجب قرار دیا، تاکہ غرباء کی مالی معاونت اور امداد کا سامان پیدا ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دیا جانے والا صدقہ وزکوٰۃ محفوظ ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کا صلہ دیا جائے گا۔ایک روایت میں ہے صدقہ مصیبت کو دور کرتا ہے اور ایک حدیث کے مطابق جو مال بطور صدقہ دیا جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پرورش کرتا رہتا ہے جس طرح تمہارے ہاں گھوڑے کا بچہ پرورش کرتا ہے، پھر قیامت کے دن اس کا اجر وثواب اسے دیا جائے گا۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر خرچ کرتا ہے، ان کی ضروریات پوری کرتا ہے تو قیامت کے دن اس بندے کی ضروریات اللہ تعالیٰ پوری کرے گا۔

۶-وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ: (صبر روشنی ہے) اس جملہ میں مصائب ومشکلات کے وقت صبر کے دامن کو تھامنے کا درس دیا گیا ہے۔انسان کی حالت یکساں نہیں ہوتی بلکہ کبھی خوشحال ہوتا ہے اور کبھی تنگدست ہوتا ہے، کبھی صحت کی حالت میں ہوتا ہے اور کبھی مرض کی حالت میں، جو انسان مشکلات اور مصائب کی حالت میں بے صبری کا مظاہرہ کرنے کی بجائے صبر وتحمل اور بردباری سے کام لیتا ہے، تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا ایسا اجر عظیم، جس پر دوسرے لوگ بھی رشک کریں گے۔قرآن کریم میں صابرین کی فضیلت یوں اجاگر کی گئی ہے: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (البقرہ: ۱۵۳) بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مشائخ وعلماء اور آئمہ وفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں عزیمت کی راہ کو اختیار کیے رکھا اور کبھی صبر کے دامن کو نہیں چھوڑا۔ اس سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور صالحین واولیاء کے بے شمار واقعات ہیں۔

۷- وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ: (قرآن کریم آدمی کی حمایت یا مخالفت میں حجت ہے) قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آخری کتاب ہے، اس کے بعد کوئی کتاب نہ آئے گی، اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا، یہ تغیر وتبدل سے پاک ہے، اس کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، اس کو پڑھنا پڑھانا، اس پر عمل کرنا عبادت ہے۔ اس پر ایمان رکھتے ہوئے اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ عظیم اجر وثواب سے نوازتا ہے۔ تاہم جو شخص قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہوگا، قرآن اس کے بارے میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور شکایت کرے گا، جس کے نتیجہ میں اسے سزا دی جائے گی۔

۸- كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا: لوگ صبح کرتے ہیں، پس ہر انسان اپنے نفس کا سودا کرتا ہے: یا تو وہ اسے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا اس کو ہلاک کرنے والا ہوتا ہے، انسان اہل جنت کے کام کرکے جنت حاصل کر سکتا ہے اور جہنمی لوگوں کے اعمال کرکے جہنم میں بھی جا سکتا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ اہل جنت کے امور اختیار کرکے جنت میں جانے کا سامان کرے اور اعمال بد سے احتراز کرکے جہنم سے بچنے کی کوشش کرے۔

3440 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ اَنْعُمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلتَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا دُوْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلَيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سبحان اللہ پڑھنا نصف میزان ہے اور الحمد للہ پڑھنا اسے بھر دیتا ہے، جبکہ لا الہ الا اللہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے غریب ہے۔ اس کی سند قوی نہیں ہے۔

3441 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ جُرَيٍّ النَّهْدِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ قَالَ

3440- تفرد به الترمذی انظر التحفة من اصحاب الكتب الستة، ينظر تحفة الاشراف (٨٨٦٣)، و ذكره المنذری فی الترغيب و الترهيب (٣٩٧/٢)، حديث (٢٢٦٩)، وعزاه للترمذی و قال: حديث غريب، عن عبد اللّٰه بن عمرو.

3441- تفرد به الترمذی ينظر التحفة الاشراف (١٥٥٤١)من اصحاب الكتب الستة، و ذكره المنذری فی الترغيب و الترهيب (٤١١/٢)، حديث (٢٣٠١)، و عزاه للترمذی، وقال: حسن.

متن حدیث: عَدَّهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِي اَوْ فِي يَدِهِ التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ وَالتَّكْبِيْرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ

◆◆ جری نہدی بنوسلیم قبیلے کے ایک فرد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے ہاتھوں پر یہ الفاظ گنوائے تھے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ تھے) اپنے ہاتھ کے ذریعے گنوائے تھے سبحان اللہ پڑھنا نصیب میزان ہے۔ الحمد للہ پڑھنا اسے بھر دیتا ہے اللہ اکبر پڑھنا آسمان اور زمین کے درمیان جگہ کو بھر دیتا ہے۔ روزہ نصف صبر ہے اور پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

شعبہ اور سفیان ثوری نے اسے ابواسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کے ذکر کی فضیلت:

کوئی صحابی نقل دین میں عمداً خیانت ہرگز نہیں کر سکتا، صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجہ میں اس کی تربیت اس انداز سے ہوتی ہے کہ خلاف دین کوئی عمل کرنا تو دور کی بات ہے وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا، کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل و صادق ہیں۔

احادیث باب میں چھ (۶) امور کی عظمت و فضیلت بیان کی گئی ہے:

(۲،۱) تسبیح سے منفی معرفت کا حصول ہوتا ہے، اس کی فضیلت اپنی جگہ پر درست ہے کہ یہ نصف میزان کو بھر دیتا ہے، تحمید کا ذکر پوری میزان کو بھر دیتا ہے یعنی تسبیح کی نسبت اس کا ثواب دوگنا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے مثبت معرفت کا حصول ہوتا ہے۔ (۳) کلمہ طیبہ کے ذکر سے مثبت و منفی دونوں اعتبار سے معرفت حاصل ہوتی ہے، لہٰذا اس کا ثواب پہلی دونوں اقسام سے زائد ہے، اس کی وجہ سے بندے اور خالق کائنات کے مابین پردہ اٹھ جاتا ہے، انسان جو بھی دعا کرتا ہے وہ براہ راست اس کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے۔ (۴) تکبیر کے ذکر کی فضیت پہلے تینوں اذکار سے زیادہ ہے، یہ ذکر زمین و آسمان کو بھر دیتا ہے یعنی اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ (۵) روزہ کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، کیونکہ حالت روزہ میں کھانے، پینے اور جماع کے مواقع میسر ہونے کے باوجود مسلمان اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھتا ہے اور ان امور سے احتراز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا ہے، چونکہ یہ سارا کام ایمان کا ہے، اسی لیے روزے کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ (۶) صفائی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت پسند ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی عبادت اس کے بغیر کرنے کی اجازت نہیں ہے، نجاست و غلاظت سے احتراز کرنے کا حکم دیا گیا ہے، نظافت کے پسندیدہ ہونے کی وجہ سے مساجد کو زمین کے بہترین مقامات قرار دیے گئے ہیں اور آخری روایت میں طہارت کو

نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔

3442 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ وَكَانَ مِنْ بَنِي أَسَدٍ عَنِ الْأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ

متن حدیث: أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي الْمَوْقِفِ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي نَقُولُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْكَ مَآبِي وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيءُ بِهِ الرِّيحُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

⟪⟫ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ عرفہ کی شام میدان عرفات میں نبی اکرم ﷺ نے اکثر یہی دعا کی۔

''اے اللہ! حمد تیرے لیے ہے جیسے حمد بیان کریں اور وہ حمد جو ہمارے بیان کرنے سے بھی بہتر ہو۔ اے اللہ میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت تیرے لیے ہے۔ میں نے تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ میری میراث تیرے لیے ہے اے اللہ! میں قبر کے عذاب، ذہن کے وسوسے، معاملات کے بکھرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! ہوا جو شر لے کر آتی ہے میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے غریب ہے۔ اس کی سند قوی نہیں ہے۔

شرح

وقوف عرفہ کی جامع دعا:

مشہور روایت کے مطابق انبیاء علیہم السلام کا ترکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ ان کا ترکہ دولت نہیں ہوتی بلکہ علم و حکمت ہوتا ہے، جس سے پوری امت استفادہ کرتی ہے، کیونکہ ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ بھی ہوتا ہے۔

ایام حج میں عرفہ کے موقع پر مسنون دعائیں درج ذیل ہیں جو مسنون ہے، وہ مندرجہ ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي تَقُولُ وَخَيْرًا مِمَّا تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْكَ مَآبِي وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيءُ بِهِ الرِّيحُ.

3442- اخرجه ابن خزيمة (٤/٢٦٤)، حديث (٢٨٤١)، من طريق الاغر بن الصباح، عن خليفة بن حصين، فذكره.

ان دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد نماز، قربانی اور حیات وموت کا مالک اللہ تعالیٰ کو قرار دیا گیا ہے، جائے رجوع بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ عذاب قبر، شیطانی وساوس اور دیگر امور میں اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں طوفانی اندھیری کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ یاد رہے کہ یہ دعا تعلیم امت کے لیے کی گئی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم وحفاظت خداوندی میں تھے اور ان کو امور کا ہرگز خطرہ نہیں تھا۔

3443 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ اُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ

متنِ حدیث: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے بہت سی دعائیں کیں لیکن ہمیں وہ یاد نہیں ہوسکیں تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ نے بہت سی دعائیں کی ہیں لیکن ہم انہیں یاد نہیں رکھ سکے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی اس دعا کی جانب نہ کروں جو ان سب کو شامل ہو؟ تم یہ کہو:

"اے اللہ! ہم تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتے ہیں جو بھلائی تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے مانگی ہے اور ہم ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ بے شک تو ہی حقیقی مددگار ہے۔ (بھلائی کو) پہنچانا تیرے ہی ذمے ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

ایک جامع اور آسان ترین دعا:

کائنات میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے جو ماثورہ دعائیں مانگنے سے قاصر ہیں، بالخصوص اہل عجم کے لیے یہ امر نہایت دشوار ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے ہر معاملہ میں آسانی کی راہیں تلاش کی ہیں، یہاں بھی آپ نے امت کے لیے جامع مگر آسان ترین دعا تجویز فرمائی ہے تاکہ لوگ اسے بآسانی یاد کرسکیں اور مانگ بھی سکیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے مطابق عظیم دعا یہ ہے:

3443- اخرجه البخاري في الادب المفرد (٦٨٦)، من طريق ثابت بن عجلان، عن ابي عبد الرحمن، فذكره.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .

اس دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی دعا کرنے، ہر شر وفساد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے، اسی ذات کو حقیقی مددگار ماننے اور اسے ہی قوت وطاقت کا سرچشمہ تسلیم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ گویا چند فقرات میں سب امور شامل کیے گئے ہیں۔

3444 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْ كَعْبٍ صَاحِبِ الْحَرِيْرِ حَدَّثَنِيْ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ عِنْدَكِ قَالَتْ كَانَ اَكْثَرُ دُعَائِهِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَكْثَرَ دُعَائَكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ اِنَّهُ لَيْسَ اٰدَمِيٌّ اِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ اُصْبُعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ اَقَامَ وَمَنْ شَاءَ اَزَاغَ فَتَلَا مُعَاذٌ (رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا)

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَاَنَسٍ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَنُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◄► شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: اے ام المومنین! نبی اکرم ﷺ جب آپ کے پاس ہوتے تھے تو آپ ﷺ کون سی دعا بکثرت مانگا کرتے تھے؟ تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا نبی اکرم ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

”اے دلوں کو پھیر دینے والی ذات! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا۔“

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اکثر یہ دعا مانگتے ہیں:

”اے دلوں کو پھیرنے والی ذات! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا۔“

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ام سلمہ! ہر شخص کا ذہن اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے وہ جسے چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔

اس کے بعد معاذ نامی راوی نے یہ آیت تلاوت کی:

”اے ہمارے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت نصیب کی ہے تو پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

3444- اخرجه احمد (٢٩٤/٦، ٣٠١، ٣١٥)، و عبد بن حميد (١٤٤٣)، حديث (١٥٣٤)، من طريق شهر به حوشب، فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

دین پر استقامت کی مختصر اور آسان دعا:

کسی بھی دعا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، تاہم دین پر ثابت قدم رہنے کی دعا یقیناً ممتاز ترین ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مطابق اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ!

پھر اس دعا کی اہمیت بھی زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روایت میں بیان کی گئی ہے کہ انسان کا دل جو اعظم الاعضاء اور رئیس الاعضاء کی حیثیت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، وہ جب چاہے اسے سیدھا رکھتا ہے اور جب چاہے اسے ٹیڑھا کر سکتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے قلب و دل کو دین پر ثابت رکھنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے تاکہ تا دم آخر یہ دولت حاصل رہے اور آخرت میں کامرانی حاصل ہو جائے۔

اس دعا سے ملتی جلتی قرآن کریم میں یہ دعا مذکور ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران: ۸)

(اے ہمارے پروردگار! ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر، تو ہمیں اپنی رحمت عطا کر، کیونکہ تو ہی بہت زیادہ دینے والا ہے)

دونوں دعاؤں کا مطلب و مفہوم نہایت قریب ہے، کیونکہ اس آیت میں بھی ہدایت کے بعد اللہ تعالیٰ سے قلوب کے استقامت، رحمت و مہربانی عطا کرنے کی التجا کی گئی ہے، نیز اسے حقیقی عنایات کا سرچشمہ بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

3445 سندِ حدیث: **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ**

متنِ حدیث: **شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْمَخْزُوْمِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْاَرَقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ**

حکمِ حدیث: **قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ**

3445۔ تفردبه الترمذي ينظر تحفة الاشراف (۷۵/۲) من اصحاب الكتب الستة، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۲۹/۱۰)، وعزاه للطبراني في الاوسط وقال: ورجاله رجال الصحيح الا ان عبد الرحمن بن سابط لم يسمع من خالد بن الوليد.

توضیح راوی: وَالْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ قَدْ تَرَكَ حَدِيثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

◄► سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میں خوف کی وجہ سے رات سو نہیں سکتا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو یہ پڑھو۔

''اے اللہ! اے سات آسمانوں اور ہر اس چیز کے پروردگار جس پر ان آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے۔ اے تمام زمینوں اور ہر اس چیز کے پروردگار جو اس پر چلتی ہیں۔ اے تمام شیاطین کے پروردگار اور ان کے پروردگار! جنہیں ان شیاطین نے گمراہ کیا ہے تو میرے لیے اپنی ساری مخلوق کے شر سے (بچنے کی) پناہ بن جا! ان میں سے کوئی بھی مجھ پر زیادتی نہ کر سکے مجھ پر ظلم نہ کر سکے۔ تیری پناہ زبردست ہے' تیری ثناء بزرگ و برتر ہے۔ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ صرف تو ہی معبود ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے حکم بن ظہیر نامی راوی کی روایات کو بعض محدثین نے متروک قرار دیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

شرح

نیند نہ آنے کی جامع دعا:

بعض اوقات مسلمان دنیوی ماحول سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے، رات کے وقت نیند سے بھی محروم ہو جاتا ہے، کوشش بسیار کے باوجود اسے مستقل طور پر یہ نعمت میسر نہیں آتی، پھر وہ خواب آور انگریزی گولیوں کا استعمال شروع کر دیتا ہے، یہ گولیاں اس کا حقیقی علاج نہیں بلکہ مرض کا باعث بنتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا حقیقی علاج اور سکون اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھا گیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مطابق نیند نہ آنے کا علاج یہ دعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ، اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

یہ دعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خواب گاہ میں لیٹنے سے قبل پڑھی جائے، نہایت مجرب ہے۔

3448 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الرُّحَيْلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَخِي زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ قَالَ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو آپ یہ پڑھتے تھے۔

''اے حی! اے قیوم! میں تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد مانگتا ہوں۔''

3447 سند حدیث: وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ أَنَسٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

اسی سند کے ہمراہ یہ بات بھی منقول ہے نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے۔

''یا ذالجلال والاکرام'' (پڑھنے) کو لازم پکڑ لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

یہی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

3448 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ

اسنادِ دیگر: وَإِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا أَصَحُّ وَمُؤَمَّلٌ غَلِطَ فِيْهِ فَقَالَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَلَا يُتَابَعُ فِيْهِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''یا ذالجلال و الاکرام'' پڑھنے کو لازم پکڑ لو''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔ یہ روایت حماد بن سلمہ کے حوالے سے حمید کے حوالے سے حسن بصری کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے اور یہی درست ہے۔

مؤمل نامی راوی نے اس روایت میں غلطی کی ہے۔ انہوں نے یہ بیان کیا ہے یہ حماد کے حوالے سے حمید کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس بارے میں ان کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

3446۔ تفردبه الترمذی ينظر تحفة الاشراف (۳۰۳/۱) من اصحاب الكتب الستة، وذكره المتقي الهندي في الكنز (۶۵۹/۲)، حديث (۵۰۰۲)، و عزاه لابن البخاري، عن انس، و حديث الظوا بياذا الجلال، ذكره المتقي في الكنز حديث (۳۲۱۸) و عزاه للترمذي.

شرح

مشکلات کے وقت صفات باری تعالیٰ پر مشتمل دعا کرنا:

جس طرح والدین ناراض ہوں تو اولاد آداب کے دامن کو تھام کر انکساری سے معافی کی طالب ہو یا معلم ناراض ہو تو تلامذہ عجز وانکسار کی تصویر بن کر معافی طلب کریں یا مرشد کامل ناراض ہوں تو مریدین نافرمانی سے معذرت کرتے ہوئے معافی کے طلب گار ہوں، یقیناً والدین اپنی اولاد سے، معلم اپنے تلامذہ سے اور شیخ طریقت اپنے مریدین سے خوش ہو جائیں گے۔ پھر معافی مانگنے والوں کی طرف سے جائز مطالبہ پیش کیا جائے تو وہ یقیناً تسلیم کر لیا جائے گا اور مطلوبہ سہولیات یا عنایات انہیں فراہم کی جائیں گی۔ بلاتشبیہ اسی طرح مشکلات اور مصائب کے وقت جو دعا اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل ہو، وہ بھی قبول کر لی جاتی ہے۔

احادیث ابواب میں صفات باری تعالیٰ پر مشتمل چند دعاؤں کی ترغیب دی گئی ہے، وہ دعائیں حسب ذیل ہیں:

(الف) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

(ب) يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعا کرتے وقت ان صفات باری تعالیٰ کا التزام کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ دعا کی قبولیت یقینی ہو سکے۔

3449 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄◄ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جو شخص باوضو ہو کر اپنے بستر پر جائے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اسے اونگھ آ جائے تو وہ اس رات کے جس بھی حصے میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جس بھی بھلائی کے بارے میں سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ

3449۔ تفرد به الترمذي ينظر تحفة الأشراف (۱۷۲/٤) من أصحاب الكتب الستة، و ذكره المنذري في الترغيب و الترهيب (٤٦٣/١)، حديث (٨٦٩)، و عزاه للترمذي عن شهر بن حوشب عن أبي أمامة، وقال: حديث حسن.

عطا کر دے گا''۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

یہی روایت شہر بن حوشب کے حوالے سے ابوظبیہ کے حوالے سے عمرو بن عبسہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

باوضو سونے والے کا کروٹ بدلتے وقت پڑھی جانے والی دعا کی فضیلت:

جو شخص سونے کے ارادہ سے وضو کرتا ہے، ذکر الٰہی یا دعائیں کرتا ہوا سو جاتا ہے، اونگھ آنے پر وہ کروٹ بدلتا ہے، پھر بھی وہ دعا ہی مانگتا ہے، تو ایسا آدمی اپنا اوڑھنا بچھونا ہی دعاؤں کو بنالیتا ہے، یہ شخص جو بھی دعا کرتا ہے خواہ دنیوی معاملات کے بارے میں یا اخروی فلاح کے حوالے سے ہو، اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول کرتا ہے۔ اس کی دعا قبول کیے جانے کی وجہ فرشتوں کے ساتھ مشابہت ہے یعنی جس طرح فرشتے ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں، اسی طرح اس نے بھی اپنے آپ کو عبادت و ریاضت کا خوگر بنالیا ہے۔

3450 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي الْوَرْدِ عَنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَّدْعُو يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ قَالَ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا اَرْجُو بِهَا الْخَيْرَ قَالَ فَاِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُولَ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزَ مِنَ النَّارِ وَسَمِعَ رَجُلًا وَّهُوَ يَقُولُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فَسَلْ وَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَّهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الصَّبْرَ فَقَالَ سَاَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ فَسَلْهُ الْعَافِيَةَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری مکمل نعمت کا سوال کرتا ہوں''

تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا مکمل نعمت سے مراد کیا ہے؟ اس شخص نے عرض کی وہ دعا جو میں مانگوں اور میں اس کے ذریعے بھلائی چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مکمل نعمت جنت میں داخل ہو جانا اور جہنم سے بچ جانا۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو ''یا ذالجلال والاکرام'' پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری

3450- اخرجه البخاري في الادب المفرد (۷۳۲)، و احمد (۲۳۱/۵، ۲۳۵)، من طريق سعيد الجريري، عن ابي الورد بن ثمامة، عن اللجلاج، فذكره.

دعا قبول ہوگی تم مانگو۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو یہ کہہ رہا تھا۔

''اے اللہ! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں۔''

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے آزمائش کا سوال کیا ہے تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت احمد بن منیع نے اسماعیل بن ابراہیم کے حوالے سے جریری سے اسی سند کے ہمراہ نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

مصائب پر صبر کی بجائے عافیت کی دعا کرنا:

مسلمان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان دعا کرنی چاہیے۔ مصائب پر صبر کی دعا کرنے میں خواہ حرج نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے مصائب کے خاتمہ اور عافیت کی دعا کرنا افضل و پسندیدہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو مصائب پر قوتِ صبر کی دعا کر رہا تھا، آپ نے اسے ایسی دعا کرنے سے منع کیا اور ساتھ ہی عافیت و جنت کی دعا کرنے کی ترغیب بھی دی۔ مصیبت پر صبر کی بجائے عافیت طلب کرنا نہایت عمدہ ہے، اس نعمت کی وجہ سے انسان کسی کا محتاج نہیں رہتا اور تمام امور و معاملات کو از خود بآسانی انجام دے لیتا ہے۔

3451 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَّلَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

جب کوئی شخص سوتے ہوئے ڈر جائے تو وہ یہ پڑھے۔

3451۔ اخرجه ابوداؤد (١٢/٤): كتاب الطب: باب: اكيف الرقى، حديث (٣٨٩٣)، و احمد (١٨١/٢)، من طريق محمد بن اسحاق، عن عمرو بن شعيب، عن ابيه فذكره۔

''میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے، اس کے عذاب سے، اس کے بندوں کے شر سے، شیطان کے وسوسوں اور اس کے میرے پاس آنے سے، اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔''

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) جب وہ یہ پڑھ لے گا تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی اس اولاد کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے جو بالغ ہو چکی تھی اور جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے ان کے لیے اس دعا کو لکھ کر (تعویذ کے طور پر) ان کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

شرح

خواب میں ڈر جانے کی صورت میں مانگی جانے والی دعا:

شبانہ روز کے تمام امور کے بارے میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دعائیں موجود ہیں، مواقع کے مطابق انسان ان دعاؤں کو پڑھ کر حصول مقصد میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ حالت خواب میں ڈر جانے کی صورت میں آنکھ کھلنے پر حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ .

اس دعا میں اللہ تعالیٰ کے غضب و عذاب اور عباد و شیاطین کے سر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے۔ جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے، اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

3452 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِیْ رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ لَهٗ حَدِّثْنَا مِمَّا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْقٰى اِلَیَّ صَحِيْفَةً فَقَالَ هٰذَا مَا كَتَبَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا اِنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ مَا اَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِیْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

3452- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (١٢٠٨)، و احمد (١٩٦/٢) من طريق محمد بن زياد الالهانی، عن ابی راشد الحبرانی- فذكره.

◆◆ ابوراشد حبرانی بیان کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے ان سے کہا: آپ مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو تو انہوں نے صحیفہ میری طرف بڑھایا اور فرمایا: یہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے لکھوا کر دیا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں۔ میں نے اسے پڑھا تو اس میں یہ تحریر تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے ایسی دعا تعلیم کریں جسے میں صبح کے وقت اور شام کے وقت پڑھ لیا کروں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! تم یہ پڑھا کرو!

''اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تو ہر شے کا پروردگار ہے اور اس کا مالک ہے۔ میں اپنی ذات کے شر سے، شیطان کے شر سے اس کے شریک ہونے سے اپنی ذات کے ساتھ کوئی برائی کرنے سے، یا کسی مسلمان کے ساتھ کوئی برائی کرنے سے، تیری پناہ مانگتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

صبح اور شام کے وقت پڑھی جانے والی ایک جامع دعا:

صبح کے وقت بیدار ہونے پر اور رات کے وقت نیند کی آغوش میں جانے سے قبل مختلف اذکار اور دعائیں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے لیکن ان مواقع پر پڑھی جانے والی ایک جامع دعا ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حسب ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ .

یہ دعا اللہ تعالیٰ کے خالق ارض وسما، عالم الغیب والشہادہ اور تمام اشیاء کے پروردگار ہونے کے علاوہ اپنے نفس کے شر، شر شیطان، شرک کرنے اور کسی برائی کی نسبت کسی مسلمان کی طرف کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ گویا یہ ایک مختصر مگر جامع دعا اور ذکر ہے۔

3453 سندِ حدیث: **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَّقُوْلُ**

متنِ حدیث: **قُلْتُ لَهٗ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهٗ اَنَّهٗ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ**

3453- اخرجه البخاري (۱۵۲/۸): كتاب التفسير : باب: انما حرم ربي الفواحش ـ)، حديث (۴۶۳۷)، و مسلم (۲۱۱۳/۴): كتاب التوبة: باب: غيرة الله تعالىٰ ، و تحريم الفواحش، حديث (۳۲، ۳۳، ۳۴/ ۲۷۶۰)، و احمد (۳۸۱/۱، ۴۲۵، ۴۳۲)، و الدارمي (۱۴۹/۲): كتاب النكاح: باب: الغيرة من طريق شقيق ابي وائل، فذكره.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں میں نے ابووائل کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے (عمرو بن مرہ کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! انہوں نے "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ بات نقل کی ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے)

"اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور اور کوئی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے فحاشی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اور کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے خود اپنی تعریف کی ہے"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ غیور ہونا:

اس روایت میں ذات باری تعالیٰ کا سب سے زیادہ باحیاء اور غیور ہونا بیان کیا گیا ہے، اس کی دو وجوہات بھی بیان کی گئی ہیں: (۱) اس نے فحاشی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی (۲) اسے اپنی تعریف بہت پسند ہے، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی تعریف خود بیان کی ہے۔

اس روایت کا تقاضا ہے کہ بندہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں رطب اللسان رہے، نیز باحیاء ہونے کا مظاہرہ کرے تا کہ اپنے خالق ومالک کو خوش کرے۔

3454 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِىْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِىْ صَلَاتِىْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّهُوَ حَدِيْثُ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ

توضیح راوی: وَاَبُو الْخَيْرِ اسْمُهٗ مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِىُّ

3454- اخرجه البخاری (۳۷۰/۲): کتاب الاذان: باب: الدعاء قبل السلام، حدیث (۸۳٤)، و طرفاه فی: (٦۳۲٦، ۷۳۸۸) و مسلم (۲۰۷۸/٤): کتاب الذکر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: استحباب خفض الصوت بالذکر، حدیث (٤۸/۲۷۰۵)، و ابن ماجه (۱۲٦۱/۲): کتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء، حدیث (۳۸۳۵)، و النسائی (۵۳/۳): کتاب السهو: باب: الدعاء بعد الذکر، حدیث (۱۳۰۲)، و احمد (۳/۱، ۷) و ابن خزیمة (۲۹/۳، ۳۰)، حدیث (۸٤۵، ۸٤٦)، من طریق یزید بن ابی حبیب، عن ابی الخیر، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، فذکره.

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ ﷺ مجھے ایسی دعا تعلیم کریں جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم یہ پڑھا کرو۔

''اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کرسکتا ہے' تو اپنی بارگاہ سے میری مغفرت کردے مجھ پر رحم کردے بے شک تو مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

یہ وہ روایت ہے جو لیث بن سعد سے منقول ہے۔ ابوالخیر نامی راوی کا نام مرثد بن عبداللہ یزنی ہے۔

شرح

قعدہ آخیرہ میں پڑھی جانے والی ایک جامع دعا:

چار رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ واجب اور دوسرا فرض ہے، دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔ آخری قعدہ میں تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے درود ابراہیم اور ادعیہ ماثورہ میں سے کسی کا انتخاب مسنون ہے۔ عموماً درج ذیل دعا پڑھی جاتی ہے:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۝

حدیث باب کے مطابق حسب ذیل دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۝

اس دعا کا مورد خواہ مخصوص ہے' لیکن حکم عام ہے اور تا قیامت آنے والے لوگ اسے پڑھتے رہیں گے۔ یہ دعا زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سکھائی گئی تھی۔ یاد رہے یہ دونوں دعائیں یا دونوں میں سے ایک یا مزید کسی دعا کا انتخاب کرنا اور پڑھنا سب کچھ صحیح ہے۔

3455 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِیْ وَدَاعَةَ قَالَ جَاءَ الْعَبَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَیْئًا فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَیْنِ

3455۔ اخرجه احمد (۱/ ۲۱۰) من طریق المطلب عن و داعة، عن العباس فذکرہ۔

فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَّخَيْرِهِمْ نَسَبًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مطلب بن ابووداعہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یوں ظاہر ہو رہا تھا' جیسے انہوں نے کوئی ناگوار بات سنی تھی۔ آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ لوگوں نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ پر سلامتی نازل ہو' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ''محمد'' ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا' تو مجھے ان میں سے سب سے بہترین حصے میں رکھا پھر اس نے اس کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا' تو مجھے سب سے بہتر گروہ میں رکھا' پھر اس نے اس کے قبائل بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلے میں رکھا پھر اس نے اس قبیلے کے مختلف گھرانے بنائے تو مجھے سب سے بہترین گھرانے اور سب سے بہترین نسب میں رکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

حسب ونسب کے اعتبار سے افضل نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر اعتبار سے بے مثال بنایا ہے، آپ کا حسب ونسب بے مثال، خاندان بے مثال، قبیلہ بے مثال اور گھرانہ بے مثال۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کو مقتدی بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام بنایا۔ کوئی نبی روح اللہ بنا، کوئی کلیم اللہ بنا اور کوئی خلیل اللہ بنا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب اللہ بنایا۔ رسولوں کو کتب عنایت فرمائیں، جو سب کی سب تغیر وتبدل کا شکار ہو گئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب چودہ صدیوں کا طویل ترین عرصہ گزرنے کے باوجود اصل حالت میں آج بھی موجود ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حسب ونسب، قبیلہ و خاندان اور گھرانے کے لحاظ سے بے مثال وافضل ہونے کو برسرِ منبر بیان فرمایا۔

3456 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوْبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

3456- تفرد به الترمذی ينظر تحفة الاشراف (٨٩٤)من اصحاب الكتب الستة، وذكره المتقی الهندی فی الكنز (٤٦٣/١) ، حديث (٢٠١٢) ، و عزاه للترمذی عن انس.

توضیحِ راوی: وَلَا نَعْرِفُ لِلْاَعْمَشِ سَمَاعًا مِنْ اَنَسٍ اِلَّا اَنَّهُ قَدْ رَاٰهُ وَنَظَرَ اِلَيْهِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے خشک ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا عصا مبارک اس پر مارا تو اس کے پتے جھڑنے لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ (پڑھنے سے) بندے کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ اعمش نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہوتا ہم اعمش نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہوئی ہے۔

شرح

اذکار اربعہ کی برکت سے درخت کے پتوں کی طرح گناہ جھڑنا:

اس روایت میں اذکار اربعہ یعنی تحمید و تسبیح اور تہلیل و تکبیر کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان میں سے ہر ایک ذکر کی انفرادی فضیلت اوراق گزشتہ میں بیان کی گئی ہے اور مجموعی فضیلت یقیناً زیادہ ہوگی۔ ان اذکار کو مجموعی طور پر اپنانے کی صورت میں درخت کے پتوں کے گرنے کی طرح انسان کے گناہ گر جاتے ہیں، بعض اوقات درخت پر ایک پتہ بھی باقی نہیں رہتا بالکل اسی طرح ان اذکار کی برکت سے ذاکر کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ یاد رہے یہ اجر وثواب ایک دو بار اذکار اربعہ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان کو اپنے مستقل معمولات میں شامل کرنے کی وجہ سے ممکن ہو سکتا ہے۔

سوال: درخت کے پتوں کی طرح اذکار اربعہ کرنے سے ذاکر کے گناہ گرتے ہیں، ان گناہوں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں یا کبیرہ؟

جواب: یہاں مطلق گناہوں کا ذکر ہے، جن کا اطلاق صغائر اور کبائر دونوں پر ہو سکتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ذاکر کے صغائر و کبائر دونوں قسم کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، کیونکہ رحمتِ حق بہا نامی جوید بہا نمی جوید۔

3457 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْجُلَاحِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ شَبِيبٍ السَّبَاِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلٰى اِثْرِ الْمَغْرِبِ بَعَثَ اللّٰهُ مَسْلَحَةً يَحْفَظُونَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُوجِبَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُوبِقَاتٍ وَكَانَتْ لَهُ بِعَدْلِ عَشْرِ رِقَابٍ مُؤْمِنَاتٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ

3457- اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة كما في التحفة (۴۸۸/۷).

توضیح راوی: وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَارَةَ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► حضرت عمارہ بن شبیب سبائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص یہ کلمہ دس مرتبہ مغرب کی نماز کے بعد پڑھے۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے، حمد اسی کے لیے مخصوص ہے، وہ زندگی دیتا ہے، وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لیے فرشتے کو مقرر کر دیتا ہے جو صبح تک شیطان سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے نامۂ اعمال میں دس ایسی نیکیاں لکھ دیتا ہے جو رحمت کو واجب کر دیتی ہیں اور اس کے دس ایسے گناہ معاف کر دیتا ہے جو ہلاکت کو لازم کر دیتے ہیں اور اس شخص کو دس مؤمن غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف لیث بن سعد سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

شرح

کلمہ توحید کی فضیلت:

اس روایت میں توحید باری تعالیٰ کی عظمت و فضیلت بیان کی گئی ہے، اس کلمہ میں مثبت و منفی دونوں پہلوؤں پر بحث کی جاتی ہے اور دونوں کے ذریعے معرفت باری تعالیٰ کا حصول ہوتا ہے۔ اس کلمہ کی برکت سے آدمی کے نامہ اعمال میں دس ایسی نیکیاں لکھی جاتی ہیں، جن کی وجہ سے جنت واجب ہو جاتی ہے، دس ہلاک کن گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور دس مسلمان غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

بَابُ فِيْ فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ لِعِبَادِهِ

باب 60: توبہ کرنے، استغفار کرنے کی فضیلت، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر رحمت کرنے کا تذکرہ

3458 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِی النَّجُوْدِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ فَقُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ فَقُلْتُ اِنَّهُ حَكَّ فِيْ صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتَ امْرَاً مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كَانَ يَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفْرًا اَوْ مُسَافِرِيْنَ اَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوٰى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٍّ يَا مُحَمَّدُ فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ هَاؤُمُ فَقُلْنَا لَهُ وَيْحَكَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هَذَا فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَغْضُضُ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى ذَكَرَ بَابًا مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا عَرْضُهُ أَوْ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي عَرْضِهِ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ عَامًا قَالَ سُفْيَانُ قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مَفْتُوحًا يَعْنِي لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ زر بن حبیش بیان کرتے ہیں: میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان سے موزوں پر مسح کا مسئلہ دریافت کروں۔ انہوں نے دریافت کیا اے زر! تم کس کام سے آئے ہو؟ میں نے جواب دیا: علم کے حصول کے لیے۔ انہوں نے فرمایا فرشتے اپنے پر علم کے طلب گار کے لیے بچھا دیتے ہیں اس کی طلب سے راضی ہونے کی وجہ سے میں نے کہا میرے ذہن میں موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں کھٹک ہے کہ پاخانہ کرنے اور پیشاب کرنے کے بعد (ایسا کیا جا سکتا ہے؟) آپ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں تو اس لیے میں آپ سے یہ دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو اس حوالے سے کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت صفوان نے جواب دیا جی ہاں نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے جب ہم سفر کی حالت میں ہوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) مسافر ہوں تو ہم تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت کی وجہ سے حکم مختلف ہوگا' پاخانہ کرنے پیشاب کرنے یا سونے کے بعد (انہیں اتارنا ضروری نہیں ہے)

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو خواہش نفس کے بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے ہم آپ ﷺ کے پاس ہی موجود تھے۔ اسی دوران ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کو بلند آواز میں پکارا اے حضرت محمد ﷺ نبی اکرم ﷺ نے اسے اتنی ہی بلند آواز میں جواب دیا ''ادھر آ جاؤ'' تو ہم نے اس دیہاتی سے کہا تمہارا ستیاناس ہو تم اپنی آواز کو پست رکھو تم نبی اکرم ﷺ کے سامنے موجود ہو اور تمہیں اس بات سے منع کیا گیا ہے۔ (کہ تم نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنی آواز بلند کرو) تو وہ دیہاتی بولا: اللہ کی قسم! میں تو اپنی آواز کم نہیں کروں گا پھر اس دیہاتی نے دریافت کیا آدمی بعض اوقات کچھ لوگوں کو پسند کرتا ہے' لیکن ان کے ساتھ شامل نہیں ہو پاتا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی جس سے محبت رکھتا ہے قیامت والے دن اس کے ساتھ ہوگا۔

اس کے بعد وہ ہمیں احادیث سناتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے مغرب کی سمت میں ایک دروازے کا تذکرہ کیا جس کی چوڑائی ستر برس کی مسافت جتنی ہوگی۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کی چوڑائی میں کوئی سوار چالیس برس تک (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ستر برس تک چلتا رہے' تو (دوسرے کنارے تک پہنچے گا)

سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: یہ شام کی سمت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دروازے کو اس دن پیدا کیا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا یہ کھلا ہوا ہے یعنی توبہ کے لیے کھلا ہوا ہے اور یہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہیں ہو جاتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3459 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ فَقَالَ مَا جَآءَ بِكَ قُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ قَالَ بَلَغَنِي اَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ اِنَّهُ حَاكَ اَوْ حَكَّ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِّنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا اِذَا كُنَّا فِي سَفَرٍ اَوْ مُسَافِرِيْنَ اُمِرْنَا اَنْ لَّا نَخْلَعَ خِفَافَنَا ثَلَاثًا اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَّلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ قَالَ فَقُلْتُ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَوٰى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَنَادَاهُ رَجُلٌ كَانَ فِي اٰخِرِ الْقَوْمِ بِصَوْتٍ جَهْوَرِيٍّ اَعْرَابِيٌّ جِلْفٌ جَافٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَهْ اِنَّكَ قَدْ نُهِيتَ عَنْ هٰذَا فَاَجَابَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّنْ صَوْتِهٖ هَاؤُمُ فَقَالَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ قَالَ زِرٌّ فَمَا بَرِحَ يُحَدِّثُنِي حَتّٰى حَدَّثَنِي اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهٗ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهٖ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا) الْاٰيَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► زر بن حبیش بیان کرتے ہیں: میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے دریافت کیا: تم کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا علم کے حصول کے لیے انہوں نے بتایا مجھے اس حدیث کا پتہ چلا ہے کہ فرشتے علم کے طلب گار کے عمل سے راضی ہو کر اپنے پَر اس کے لیے بچھا دیتے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں میں نے کہا موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں میرے ذہن میں کچھ الجھن ہے' تو کیا آپ کو اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں جب ہم سفر میں ہوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب ہم مسافر ہوں' تو آپ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت لاحق ہو جائے تو پھر اتاریں گے لیکن پاخانہ یا پیشاب یا سونے کے بعد (وضو کرتے ہوئے انہیں اتارنے کی ضرورت نہیں ہے)

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا: کیا خواہش نفس کے بارے میں آپ کو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں موجود تھے' ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ کو بلند آواز سے پکارا وہ شخص سب سے پیچھے تھا وہ ایک دیہاتی تھا جو سخت مزاج اور بدتمیز قسم کا شخص تھا۔ اس

نے کہا: اے حضرت محمد ﷺ اے حضرت محمد ﷺ لوگوں نے اس سے کہا چپ کرو! تمہیں اس طرح (بلانے سے) منع کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اتنی ہی اونچی آواز میں کہا "ادھر آ جاؤ" اس شخص نے کہا: کوئی شخص کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان کے ساتھ شامل نہیں ہو پاتا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی جس شخص کے ساتھ محبت کرتا ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا۔

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں اس کے بعد حضرت صفوان ہمارے سامنے احادیث بیان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی: اللہ تعالیٰ نے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر برس کی مسافت جتنی ہے یہ توبہ کے لیے ہے۔ یہ بند نہیں ہوگا۔ اس وقت تک جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔

"جس دن تمہارے پروردگار کی ایک نشانی ظاہر ہوگی۔ اس وقت کسی شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

توبہ واستغفار کی فضیلت:

توبہ اور استغفار کا لغوی واصطلاحی مفہوم: لفظ "توبہ" کا لغوی معنی ہے: رجوع کرنا، لوٹنا، واپس آنا، پہلی حالت کی طرف لوٹنا مثلاً **تاب العبد الی اللہ** یعنی مصائب ومشکلات سے دلبرداشتہ ہو کر بندے نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ **تاب اللہ علی عبدہ** یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کی جانب نظر رحمت کی۔ توبہ کا اصطلاحی مفہوم ہے کہ جب بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے، وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے نادم و پریشان ہو، اپنے کیے ہوئے گناہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم صمیم کرے۔

توبہ کرنے والے دو قسم کے لوگ ہیں: (۱) عام لوگ: عوام اور گناہگار لوگوں کی توبہ کا طریقہ تو یہی ہے جو اصطلاحی معنی کے طور پر بیان ہوا ہے، اس توبہ سے صغائر و کبائر سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ یہ توبہ زبانی جمع وخرچ کی طرح نہ کی گئی ہو بلکہ عمیق قلب سے کی گئی ہو۔ (۲) خاص لوگ: اولیاء وصالحین ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے اپنی لو لگائے ہوتے ہیں لیکن محفوظ وغیر معصوم ہوتے ہیں، دنیا میں رہتے ہوئے بعض اوقات ان کی توجہ ذات باری تعالیٰ سے ہٹ جاتی ہے، یاد آنے یا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پھر وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہی توجہ الی اللہ ہی ان لوگوں کی توبہ ہے، جس پر فرشتے بھی ناز کرتے ہیں۔

لفظ "استغفار" کا لغوی معنی ہے: چھپانا، ڈھانپنا مثلاً کہا جاتا ہے: **غفر الشیب بالخضاب** یعنی فلاں نے خضاب سے بالوں کی سفیدی کو چھپا دیا۔ اس کا اصطلاحی معنی ہے: اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنا، معافی مانگنا مثلاً **استغفر اللہ ذنوبہ** یعنی فلاں شخص نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی۔

توبہ کی طرح استغفار کی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) عوام کی استغفار: گناہگار اور عوام کا استغفار یہ ہے کہ کوئی گناہ صادر ہونے پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شامل حال ہو جائے اور اسے مغفرت و بخشش کا پروانہ مل جائے۔ (۲) خواص کی استغفار: خواص یعنی اولیاء وصالحین خواہ محفوظ ہوتے ہیں لیکن معصوم نہیں ہوتے، دنیا کی نحوست کی وجہ سے ان کی توجہ ذات باری تعالیٰ سے ہٹ جائے یا خلاف مستحب کوئی فعل صادر ہو جائے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں اور اپنا رابطہ مع اللہ بحال کر لیتے ہیں۔

توبہ واستغفار میں فرق: بلاشبہ توبہ واستغفار میں چولی دامن کا تعلق ہے' لیکن ان کے مابین لطیف سا فرق بھی ہے۔ توبہ کو تقدم ذاتی یا زمانی حاصل ہوتا ہے' جبکہ استغفار اس کا نتیجہ ہے۔ مثلاً کسی شخص سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو وہ فوراً توبہ کرتا ہے' تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے: حدیث باب میں چار مضامین بیان ہوئے ہیں: ۱- فضیلت علم: علم ایک لازوال دولت ہے، جو قیامت کے دن بھی نافع ہوگا، اس پر عمل کی وجہ سے بندہ کو قرب الٰہی کی دولت حاصل ہوتی ہے، اس کی تدریس واشاعت عبادت ہے، اس کے طالبین کے پاؤں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں اور صراط مستقیم کی طرف جانے کا راہنما ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ پر بے شمار انعامات فرمائے گئے، ان میں سے ایک موزوں پر مسح ہے، یہ سہولت صرف امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کی گئی ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ باوضو موزے زیب پا کیے گئے ہوں، وضو فاسد ہونے پر دوبارہ وضو کرنا مقصود ہو تو تمام اعضاء وضو دھوئے جائیں گے مگر پاؤں سے اتارے بغیر موزوں پر سر کی طرح مسح کیا جائے گا، اس طرح وضو کامل ہو جائے گا۔ موزوں پر مسح کرنے کی سہولت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن تین رات ہے۔

موزوں پر مسح کرنے میں مذاہب: موزوں پر مسح کرنے کے جواز وعدم جواز کے اعتبار سے تین مذاہب ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلا مذہب: آئمہ اربعہ (حضرت امام اعظم، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت تین دن تین رات ہے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ہے۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة ایام ولیالیهن للمسافر ویوما ولیلة للمقیم** (صحیح لمسلم، ج: اول، ص: ۱۳۵)

۲- **فقال: للمسافر ثلاث وللمقیم یوم** (جامع ترمذی، جلد اول، ص: ۱۴)

۳- کثیر صحابہ سے روایت ہے: **بالمسح علی الخفین ثلاثة ولیالیهن للمسافر ویوم ولیلة للمقیم**

(مسند امام احمد، ج: ۶، ص: ۲۷)

دوسرا مذہب: اہل بدعت اور اہل روافض کے نزدیک مطلقاً مسح علی الخفین ناجائز ہے۔

تیسرا مذہب: بعض مالکیہ کا موقف ہے کہ حالت سفر میں جائز ہے اور حالت اقامت میں ناجائز ہے۔

سوال: کیا موزوں پر مسح کرنا افضل ہے یا پانی سے پاؤں دھونا افضل ہے؟

جواب: اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ پاؤں کو پانی سے دھونا، موزوں پر مسح کرنے سے افضل ہے۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: پاؤں کو دھونا افضل ہے، کیونکہ موزوں پر مسح کرنا رخصت ہے' جبکہ پاؤں دھونا عزیمت ہے۔ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر موزے زیب پانہ کیے ہوں تو پاؤں کا دھونا ضروری ہے اور اگر موزے پہنے ہوں تو مسح کیا جائے۔

۳- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت ایمان ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی محبت کو روح ایمان قرار دیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے، آپ کی بارگاہ کے آداب کے تقاضوں کو پورا کرتے تھے، پست آواز میں آپ سے گفتگو کرتے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو توجہ سے سماعت کرتے تھے۔ آج بھی ہمیں حکم ہے کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سلام و دیگر معروضات پیش کریں۔

۴- انسان کثیر کوتاہیوں اور کمزوریوں کے مجموعہ کا نام ہے، جب کوئی گناہ صادر ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار کرنا چاہیے تاکہ آخرت میں مؤاخذہ نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ہمارے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، یہ دروازہ شب و روز کھلا ہوا ہے۔ اگر نافرمانی پوشیدہ ہوئی ہو تو توبہ بھی پوشیدہ کرنی چاہیے اور معصیت کا صدور اعلانیہ ہوا تو توبہ بھی اعلانیہ ہونا چاہیے۔ انسان کا آخری وقت آنے پر جب سکرات موت کا تسلط ہو جائے تو توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جب آفتاب مشرق کی بجائے مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا، توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

3460 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے' جب تک اس پر نزع کا عالم طاری نہیں ہو جاتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

3460- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱٤۲۰): كتاب الزهد: باب: ذكر التوبة، حديث (٤۲٥۳)، و اخرجه احمد (۲/ ۱۳٦ - ۱٥۳)، و عبد بن حميد ص (۳٦۷) حديث (۸٤۷)، عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان عن ابيه عن مكحول، عن جبير بن نفير عن ابن عمر به.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عبدالرحمن نامی راوی سے منقول ہے۔

شرح

توبہ کی قبولیت کا وقت کب تک؟:

انسان کی لکھی گئی زندگی کا جب آخری لمحہ آتا ہے، تو حلق کی نالی سے عجیب وغریب آواز آنا شروع ہو جاتی ہے، زندگی کی امید ختم ہو جاتی ہے، تاحد نظر فرشتے دکھائی دیتے ہیں، آنکھوں میں خاص قسم کی حرکت شروع ہو جاتی ہے، ایک نیا جہان منکشف ہوتا ہے اور اس وقت کو "نزع" کہا جاتا ہے۔ اس وقت توبہ کرنا اور ایمان لانا معتبر نہیں ہوگا، کیونکہ ایمان بالغیب مطلوب ہے جو معدوم ہے۔

غرغر الروح کا مطلب ہے: نزع کے وقت انسانی حلق سے اٹک اٹک کر نکلنے والی آواز، جو زندگی کے ختم ہونے کا اعلان ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: ایسے لوگوں کی توبہ قابل قبول نہیں ہوتی، جو گناہ کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہوتی ہے یعنی دوسرے جہان کی اشیاء نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں، وہ اس وقت کہتا ہے: اب میں توبہ کرتا ہوں اور ان لوگوں کا ایمان بھی قابل قبول نہیں ہوگا جو حالت کفر میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

3461 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ اَحَدِكُمْ مِنْ اَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهِ اِذَا وَجَدَهَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الزِّنَادِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَكْحُوْلٍ بِاِسْنَادٍ لَهٗ عَنْ اَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گمشدہ سواری کو پالیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے جو ابوزناد سے

3461- اخرجه مسلم (٢١٠٢/٤): كتاب التوبة: باب: في الحض على التوبة و الفرح بها، حديث (٢٦٧٥/٢)، و ابن ماجه (١٤١٩/٤): كتاب الزهد: باب: ذكر التوبة، حديث (٤٢٤٧)، عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة به.

منقول ہے۔

یہی روایت مکحول کے حوالے سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

شرح

بندے کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا بے حد خوش ہونا:

حدیث باب نہایت مختصر ہے مگر تفصیلی حدیث متفق ہے، جو حسب ذیل ہے:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ سے اس مسافر' سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے' جو (دوران سفر) کسی غیر آباد سنسان زمین میں اتر گیا ہو، جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے پر ہو، اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو، اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو، پھر وہ (آرام کرنے کے لیے) اینٹ پر سر رکھ کر لیٹ جائے، پھر اسے نیند آ جائے، پھر جب اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی غائب ہے، پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں پھرے، یہاں تک کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے جاں بلب ہو جائے، اور سوچنے لگے کہ اب میرے لیے یہی بہتر ہے کہ میں اسی جگہ جا کر سو جاؤں، یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔ پھر وہ بازو پر سر رکھ کر مرنے کے ارادے سے لیٹ گیا، مگر جب اس کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کی اونٹنی پورے ساز و سامان کے ساتھ اس کے پاس موجود ہے، اس وقت وہ مسافر جتنا خوش اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم! مؤمن بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے وہ اتنا خوش ہوا کہ اس کی زبان بہک گئی، اور اس نے کہا: **اللهم! انت عبدی، وانا ربك!** اے اللہ عزوجل! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں! (حالانکہ وہ کہنا یہ چاہتا تھا: **اللهم! انت ربی، وانا عبدك الهی!** تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں!) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اخطأ من شده الفرح** فرط مسرت سے اس کی زبان بہک گئی۔

اس روایت میں گنہگاروں کے لیے نوید سحر ہے کہ اگر عمداً یا سہواً گناہوں کا صدور ہو جائے یا بغاوت کا راستہ اختیار کر لیا، تو ناامید نہیں ہونا چاہیے بلکہ توبہ کا راستہ اختیار کرنے میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ نیز گناہوں سے توبہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ کسی دوسرے معاملہ میں اتنا خوش نہیں ہوتا۔

3482 سند حدیث: **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي**

3461۔ اخرجه مسلم (۲۱۰۵/٤): كتاب التوبة: باب: سقوط الذنوب بالاستغفار، توبة، حديث (۹ ـ ۲۷٤۸/۱۰)، و اخرجه احمد (٤١٤/٥)، و عبد بن حميد ص (۱۰۵)، حديث (۲۳۰)، عن ابي صرمة، عن ابي ايوب الانصاري به.

عن محمد بن قیس قاص عمر بن عبد العزیز عن ابی صرمة عن ابی ایوب

متن حدیث: اَنَّهُ قَالَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَدْ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ وَيَغْفِرُ لَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِى الرِّجَالِ عَنْ عُمَرَ مَوْلٰى غُفْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے' جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے تم سے ایک روایت چھپا رکھی تھی میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر تم لوگ گناہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا کر دے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

یہی روایت محمد بن کعب قرظی کے حوالے سے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ انصاری کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ محمد بن کعب کے حوالے سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

شرح

باری تعالیٰ کی شانِ غفاریت کا توبہ کرنے والوں کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہنا:

حدیث باب میں گناہگاروں کے لیے مغفرت ذنوب کی خوشخبری ہے لہٰذا مسلمان خواہ کتنا گناہگار ہو، اسے رحمت باری تعالیٰ سے مایوس ہرگز نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ رحمت باری تعالیٰ سے ناامید ہونا گناہ ہے۔

سوال: اس روایت کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ گناہ کرنا قابل مؤاخذہ عمل نہیں بلکہ گناہ کرنے کی ترغیب بھی ثابت ہوتی ہے جبکہ شرعی نقطہ نظر سے یہ درست نہیں ہے؟

جواب: (۱) تخلیق انسان کا مقصد یوں بیان ہوا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (الذاریات ۵۶) ''اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔'' جب تخلیق انسان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کرنا ٹھہرا تو پھر گناہ کرنا یا اللہ تعالیٰ کے احکام کی بغاوت کرنا بھی درست نہیں ہے۔

(۲) گناہوں کا صدور معیوب چیز ہے، اللہ تعالیٰ معیوب امور کے ارتکاب کرنے والوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ ناراض ہو کر مؤاخذہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

(۳) اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان معصوم نہیں ہے، اگر انسان مکمل طور پر گناہوں سے بچا رہے تو وہ محفوظ کہلائے گا اور اگر اس سے عمداً یا سہواً کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ رحمت باری تعالیٰ کی امید رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے بے حد محبت ہے، اس کی مغفرت وبخشش اور توبہ کے دروازے ہمہ وقت کھلے ہیں۔

(۴) اسی شبہ کی بنا پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو تاحیات بیان نہ کیا کہ لوگ بغاوت اور گناہوں پر جری ہو جائیں گے، آخری عمر میں کتمان علم کی وعید سے بچتے ہوئے یہ روایت بیان فرمادی۔

(۵) اگر اس روایت کا ظاہری مفہوم مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث نہ کیے جاتے، جنہوں نے اپنی امتوں کو گناہوں والی زندگی چھوڑ کر نیکیوں والی زندگی اختیار کرنے کا درس دیا۔ علاوہ ازیں اگر انسان سے شر اور معصیت کا مادہ ہی ختم کر دیا جاتا تو اللہ تعالیٰ کی غفاری اور ستاری کا مظہر ہونا مخلوق کے سامنے نہ آسکتا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کی صفات غفاری، ستاری اور رحمت کے مظہر اتم بننے کے لیے گناہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے مگر گناہوں کے لیے ان صفات کا ہونا ضروری ہے۔

(۷) خالق کے لیے کسی مخلوق کا ہونا ضروری نہیں ہے، لیکن مخلوق کے لیے خالق کا ہونا ضروری ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت سے مخلوق وجود میں آئی ہے۔

فائدہ نافعہ:

یہ روایت عوام کی محفل میں بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہیے لیکن خواص (علماء، فضلاء، مدرسین اور مصنفین ومحققین وغیرہ) کی مجلس میں بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

3463 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْحٰقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ فَائِدٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا أُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً

3463۔ تفردبه الترمذي من اصحاب الكتب الستة، وذكره المنذري في الترغيب و الترهيب (۲/ ۴۶۴)، حديث (۲۴۰۴)، و عزاه للترمذي عن انس بن مالك فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! جب تک تم مجھ سے دعا مانگتے رہو گے جب تک تم مجھ سے امید رکھو گے میں تمہاری مغفرت کرتا رہوں گا۔ خواہ تمہارا عمل جو بھی ہو۔ میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تم مجھ سے مغفرت طلب کرو تو میں تمہیں بخش دوں گا اور میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تم روئے زمین جتنے گناہ لے کر میری بارگاہ میں آؤ اور پھر تم اس حالت میں میری بارگاہ میں آؤ کہ تم کسی کو میرا شریک نہ سمجھتے ہو تو میں اتنی ہی مغفرت کے ہمراہ تم سے ملوں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

عظیم سے عظیم تر گناہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے دشوار نہ ہونا:

یہ حدیث قدسی ہے یعنی اس کا مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسے زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خواہ انسان کپڑوں کی طرح گناہوں میں گھرا ہوا ہو یا اس کے گناہ آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے ہوں یا اس کے گناہ زمین بھر ہوں، تو اللہ تعالیٰ کے لیے ان گناہوں کو بخشنا ہرگز دشوار نہیں ہے۔ جس طرح ذات باری تعالیٰ محدود نہیں ہے، اسی طرح اس کی صفات کاملہ بھی محدود نہیں ہیں۔ اس کی صفات ستاری اور غفاری ہمہ وقت حرکت میں رہتی ہیں۔ جونہی کسی انسان سے معصیت کا صدور ہوا، وہ تائب ہوا اور مغفرت باری تعالیٰ کا طالب ہوا، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں خواہ کتنے ہی کثیر ہوں۔

گناہوں کی معافی کے لیے ایک شرط عائد کی گئی ہے کہ انسان نے شرک کا ارتکاب نہ کیا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ تاہم اس کے علاوہ جو بھی گناہ ہوں گے، وہ معاف فرما دے گا۔

بَاب خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ

باب 61: اللہ تعالیٰ کا ایک سو رحمتیں پیدا کرنا

3464 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ

3464- اخرجه مسلم (۲۱۰۸/۴): كتاب التوبة: باب: في سعة رحمة الله تعالىٰ و انها سبقت غضبه، حديث (۲۷۵۲/۱۸)، و احمد (۳۳۴/۲، ۴۸۴).

خَلْقِهٖ يَتَرَاحَمُوْنَ بِهَا وَعِنْدَ اللّٰهِ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ رَحْمَةً

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ سَلْمَانَ وَجُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ نے 100 رحمتیں پیدا کی ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت اپنی مخلوق کے درمیان رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور 99 رحمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح

رحمت باری تعالیٰ کا بے پایاں ہونا:

ایک فیصد رحمت باری تعالیٰ دنیا میں نازل کی گئی ہے، جس کے نتیجہ میں جنات، انسان، چارپائے، درندے اور کیڑے مکوڑے ایک دوسرے سے مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں جبکہ ننانوے فیصد رحمتیں آخرت میں مسلمانوں کے لیے رکھی گئی ہیں۔ یہ ننانوے فیصد رحمتیں اللہ تعالیٰ نے آخرت میں مسلمانوں کے لیے مخصوص کردی ہیں، جن میں دوسرے لوگوں کا حصہ ہرگز نہیں ہوگا، کیونکہ آخرت میں ذات باری تعالیٰ صرف مسلمانوں پر مہربان ہوگی۔

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ننانوے فیصد یا یک فیصد سے مراد تحدید نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے، کیونکہ رحمت باری تعالیٰ کا سمندر بے کراں ہے، جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

فائدہ نافعہ:

مسلمان خواہ کتنا سیاہ کار ہو، اسے رحمت باری تعالیٰ اور مغفرت سے محروم نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ محروم ہونے کا نظریہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو محدود تصور کرنے کے مترادف ہے، جو مسلمان کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔

3465 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ

3465۔ اخرجه مسلم (٤/٢١٠٩): كتاب التوبة: باب: في سعة رحمة الله تعالىٰ و انها سبقت غضبه، حديث (٢٣/٢٧٥٥)، و احمد (٢/٣٣٤، ٣٩٧، ٤٨٤)۔

فِي الْجَنَّةِ اَحَدٌ وَّلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اگر بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں موجود عذاب کا پتہ چل جائے تو اسے جنت کی امید ہی نہ رہے اور اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی شخص جنت سے ناامید نہ ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے ہم اسے صرف علاء کی ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

عقوبتِ باری تعالیٰ کا بے پایاں ہونا:

رحمت باری تعالیٰ کی طرح عقوبت باری تعالیٰ بھی بے پایاں ہے۔ پہلی حدیث اللہ تعالیٰ کی صفات مغفرت، ستاری اور غفاری کی مظہر اتم ہے جبکہ یہ روایت صفات قہاری، جباری اور کبریائی کی مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات غفاری وقہاری کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ○ (الحجر: ۴۹،۵۰)

''اے محبوب! میرے بندوں میں اس بات کا اعلان کر دیں کہ میں بہت معاف کرنے والا' بہت مہربان ہوں اور بیشک میرا عذاب بھی بہت دردناک ہے۔''

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت غفاری وستاری حق ہیں اور صفت قہاری بھی حق ہے، کوئی مسلمان ان صفات کا ہرگز انکار نہیں کرسکتا۔ دنیا کی بڑی سے بڑی تکلیف عذاب باری تعالیٰ کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتی۔

فائدہ نافعہ:

مسلمان خواہ کتنا ہی عابد وزاہد اور صاحب تقویٰ ہو لیکن صفت قہاری کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب اپنی کوتاہیوں کی فہرست پر ایک نظر ڈالے گا، وہ یقیناً یکدم لرز جائے گا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی صفات قہاری وجباری کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور غفاری وستاری کو بھی، اس سے مومن دنیا میں کثیر معصیات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

3466 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

3466- اخرجه ابن ماجه (٦٧/١): كتاب المقدمة: باب: فيما انكرته الجهمية، حديث (١٨٩)، (١٤٣٥/٢): كتاب الزهد باب: ما يرجى رحمة الله يوم القيامة، حديث (٤٢٩٥)، و احمد (٤٣٣/٢).

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِنَّ اللَّهَ حِينَ خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلَى نَفْسِهِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا' تو اس نے اپنے دستِ قدرت کے ذریعے اپنے اوپر یہ بات لازم کی۔ میری رحمت میرے غضب پر غالب آ جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

رحمتِ باری تعالیٰ کا غضبِ خداوندی پر غالب آنا:

گزشتہ احادیث میں ذات باری تعالیٰ کی صفات غفاری وقہاری کا ذکر ہوا، جن کا کنارہ وانتہاء نہیں ہے۔ اس حدیث میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی صفت قہاری یعنی غضب پر غالب آ جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے جب صفات غفاری وقہاری کا موازنہ ومقابلہ کیا جائے تو صفت غفاری، صفت قہاری پر غالب آ جاتی ہے۔ یہ امر مسلمانوں کے لیے بہت بڑا مژدہ ہے کہ انہیں اپنے گناہوں کے باعث رحمت خداوندی اور مغفرت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اس بارے میں واضح ارشاد خداوندی ہے: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ یعنی "رحمتِ خداوندی سے ناامید نہ ہو جاؤ۔"

جہاں تک رحمتِ خداوندی کا غضبِ باری تعالیٰ پر غالب آنے کا تعلق ہے، اس بارے میں ارشادات خداوندی حسب ذیل ہیں:

۱- عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ (الاعراف:۱۵۶)

"میں اپنا عذاب اس پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام چیزوں کو محیط ہے۔"

۲- وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ؈ (الفاطر:۴۵)

"اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کیے پر پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر میعاد تک انہیں ڈھیل دیتا ہے۔ پھر جب ان کا وعدہ آئے گا، تو بیشک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں۔"

۳- كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ (الانعام:۵۴)

"تمہارے پروردگار نے رحمت کو اپنے ذمہ کرم پر لازم کرلیا ہے۔"

3467 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الثَّلْجِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَغْدَادَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَاحِبُ

3467- تفرد به الترمذي انظر التحفة (۱/۲٤۸)، حديث (۹۳٦) من ثابت عن انس ، و اخرجه احمد (۳/۱۲۰)، و ابن ماجه (۲/۱۲٦۸)، حديث (۳۸۵۸)، من طرق انس بن سيرين عن انس بن مالك فذكره.

أَحْمَدُ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَرْبِيٍّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

متن حدیث: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَرَجُلٌ قَدْ صَلَّى وَهُوَ يَدْعُو وَيَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ بِمَ دَعَا اللَّهَ دَعَا اللَّهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اس وقت ایک شخص وہاں نماز ادا کر رہا تھا وہ دعا مانگ رہا تھا اور دعا میں یہ پڑھ رہا تھا۔

''اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو بڑا احسان کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اے جلال اور اکرام والے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں پتہ ہے اس نے کیا دعا مانگی ہے؟ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے وسیلے سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز عطا کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ثابت کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کے حوالے سے غریب ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

ایک عظیم دعا جو ضرور قبول کی جاتی ہے

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتے ہیں، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں پھر گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں، جس میں صفات باری تعالیٰ کو استعمال کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا سن کر اس صحابی کی تحسین فرماتے ہیں اور مزید بریں یہ فرماتے ہیں کہ ایسی دعا اللہ تعالیٰ فوراً قبول کرتا ہے۔ وہ دعا حسب ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ! لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ! أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

اس دعا میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات باری تعالیٰ کے تین صفات اسماء گرامی استعمال کیے ہیں: (۱) مَنَّانُ (بہت احسان کرنے والا) (۲) بَدِيعُ (پیدا کرنے والا) (۳) ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (کرم واحسان والا)۔ اس روایت کے مطابق ان اسماء گرامی میں ایک اسم گرامی اسم اعظم ہے۔ اس کی تفصیلی بحث ''کتاب الدعوات'' کے آغاز میں گزر چکی ہے۔

بَاب قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ

باب 62: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو''

3468 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَ لَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ اَوْ اَحَدُهُمَا

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَرِبْعِيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ اَخُو اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَّهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ

مذاہبِ فقہاء: وَيُرْوٰى عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ اِذَا صَلَّى الرَّجُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً فِی الْمَجْلِسِ اَجْزَاَ عَنْهُ مَا كَانَ فِیْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے رمضان کا مہینہ آجائے اور پھر وہ پورا گزر بھی جائے لیکن اس شخص کی مغفرت نہ ہو سکے۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ کا بڑھاپا آئے اور وہ دونوں ماں باپ اسے جنت میں داخل نہ کرواسکیں۔ (یعنی وہ ماں باپ کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکے)

عبدالرحمٰن بن اسحاق نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ میرا خیال ہے حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

''ماں باپ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ روایت حسن ہے اور اس سند کے حوالے سے غریب ہے۔

ربعی بن ابراہیم نامی راوی اسماعیل بن ابراہیم کے بھائی ہیں۔ یہ ثقہ ہیں اور یہی ابن علیہ ہیں۔

اہل علم سے یہ بات روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص کسی محفل میں (نبی اکرم ﷺ کا نام لینے پر) ایک مرتبہ درود بھیج دے تو اب وہ اس محفل میں جتنی بار بھی نام لے گا تو ایک مرتبہ درود پڑھنا کافی ہوگا۔

3468۔ اخرجہ احمد (۲/۲۵۴) عن سعید بن ابی سعید عن ابی ھریرۃ فذکرہ۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پیش کرنے کی فضیلت واہمیت:

قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کرنے کا نہایت مؤثر انداز میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب:۵۶)

''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (محترم صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) آپ پر درود بھیجو اور خوب سلام پیش کرو۔''

لفظ ''درود'' فارسی زبان کا لفظ ہے، اس کے لیے عربی زبان میں ''صلوٰۃ'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ ہے: دعا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: نماز۔ نماز میں مسلمان کمال درجہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے، رکوع اور سجدہ نماز کی روح ہیں یعنی نماز میں عجز وانکسار کی خوبصورتی پائی جاتی ہے۔ صلوٰۃ بمعنیٰ درود ہو تو اس کے مفہوم میں بھی کمال درجہ کی معنوی خوبصورتی پائی جاتی ہے۔ گویا جس طرح مؤمن اپنے پروردگار کو خوش کرنے کے لیے نماز ادا کرتا ہے، اسی طرح اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرنے کی جہاں فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود وسلام نہ پڑھنے کی وعید بیان کی گئی ہے۔ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درود وسلام پیش کرنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین قسم کے لوگوں کے حق میں بددعا فرمائی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آمین! کہا، ایسی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں رہتا۔ آپ نے یوں بددعا فرمائی:

(i) اے اللہ! ذلیل وخوار کر اس شخص کو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

(ii) اے اللہ! ذلیل وخوار کر اس آدمی کو جس نے ماہ رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی ہو۔

(iii) اے اللہ! ہلاک کر اس شخص کو جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے کے عالم میں پایا ہو، پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا ہو۔

فائدہ نافعہ:

خواہ درود وسلام کی حیثیت یکساں ہے، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کر کے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فائدہ نہیں پہنچاتے، کیونکہ آپ ہمارے فائدہ کے ہرگز محتاج نہیں ہیں۔ جس طرح نماز پڑھ کر ہم اللہ تعالیٰ کو فائدہ نہیں پہنچاتے، کیونکہ اس میں ہمارا اپنا فائدہ ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا ہی اپنی عبادت کے لیے کیا ہے۔ علاوہ ازیں ہم آپ کی خدمت میں درود وسلام کا ہدیہ خود پیش نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیج۔

درود وسلام پیش کرنے میں حکمتیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کرنے میں کثیر حکمتیں ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- عقیدہ توحید کی حفاظت ہونا: درود وسلام پیش کرنے سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے، کیونکہ اس دعا سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رحمت باری تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

۲- قبولیت دعا کی صلاحیت پیدا ہونا: اللہ تعالیٰ کے حضور جو بھی دعا کرنا مقصود ہو تو اس سے قبل اور بعد میں درود شریف پڑھنے سے، اس میں قبولیت کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۳- قیامت کے دن قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہونا: درود شریف پیش کرنے سے آدمی کو قیامت کے دن قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگا۔

۴- نیکیوں میں اضافہ ہونا: درود شریف پیش کرنے سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

روایات سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا کرتا ہے۔

۵- گناہ معاف ہونا اور درجات بلند ہونا: بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بار درود شریف پیش کرنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور آدمی کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔

درود شریف پڑھنے میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں سب آئمہ کا اتفاق ہے کہ مذکورہ آیت اور حدیث کے مطابق زندگی میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ ایک سے زائد بار درود شریف پڑھنے کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا فرض ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کے آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا مسنون ہے اور اس کے چھوٹ جانے سے نماز ہو جاتی ہے۔ جب کسی مجلس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو، ایک بار درود شریف پڑھنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، ہر بار ذکر سن کر درود شریف پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

امت پر احسانات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر احسانات کا جائزہ لیا جائے تو دل چاہتا ہے کہ تا حیات صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ پر درود وسلام پیش کرتے رہیں، آپ کے چند ایک احسانات حسب ذیل ہیں:

۱- پیدائش کے وقت سر بسجود ہو کر دعا فرمائی: رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ یعنی اے پروردگار میری امت کی بخشش کر دے!

۲- وصال کے وقت بلکہ قبر انور میں بھی آپ امت کی بخشش کی دعا کرتے رہے۔

۳- شب معراج میں بارگاہ خداوندی میں اپنی امت کی بخشش کی درخواست پیش کی۔

۴-امت کی تبلیغ واصلاح کی غرض سے طائف کا سفر اختیار فرمایا، وہاں کے غنڈوں نے آپ پر پتھروں کی بارش کر دی، آپ سراپا لہولہان ہو گئے پھر بھی اصلاح احوال کی دعا فرماتے رہے۔

۵-آپ نے اپنا آبائی وطن مکہ معظمہ ترک کر دیا، ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے پھر تاحیات بلکہ بعد از وصال اسی شہر کو اپنا مسکن بنائے رکھا۔

۶-امت کی خاطر آپ نے مکہ مکرمہ میں اپنے اعزاء واقارب کو چھوڑنے کی قربانی دی۔

۷-غزوۂ احد کے موقع پر امت کے دفاع میں آپ کا دانت مبارک شہید ہوا۔

۸-قیامت کے دن اپنی امت بلکہ جمیع الناس کی شفاعت فرمائیں گے۔

3469 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

عبداللہ بن علی اپنے والد (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر درود شریف نہ پڑھنے والے کا بخیل ہونا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور آپ کے ساتھ عقیدت ومحبت کا تقاضا ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر سنا جائے تو درود وسلام کا ہدیہ پیش کیا جائے۔ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر سن کر درود شریف نہ پڑھے، وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔ حدیث باب میں درود شریف نہ پڑھنے والے کو بخیل قرار دیا گیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی لیکن بخیل شخص اس خوشبو سے بھی محروم رہے گا، بخیل سے مراد وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دولت سے نوازا ہو، پھر وہ اپنی ذات پر کھل کر خرچ کرے اور نہ لوگوں پر۔ تاہم اس مقام پر بخیل سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہو، وہ آپ کے حضور درود وسلام نہ پیش کرے۔ دنیوی بخیل سے درود شریف نہ پڑھنے والا بخیل زیادہ قابل مذمت ہے۔

3469۔ اخرجہ احمد (۱/۲۰۱) عن علی بن حدین بن علی بن ابی طالب عن ابیہ حسین بن علی بن ابی طالب فذکرہ۔

درود شریف نہ پڑھنے کی وعیدیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھنے کے بارے میں کثیر وعیدیں وارد ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- ایسے شخص کے حق میں ذلت وخواری اور ہلاکت کی بددعا کی گئی۔
۲- ایسا آدمی نہایت شقی و بدبخت ہے۔
۳- ایسے شخص کا دین ناقص و نامکمل ہے۔
۴- ایسا آدمی جنت کا راستہ بھول جائے گا۔
۵- قیامت کے دن زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہے گا۔
۶- ایسا شخص بخیل وظالم ہے۔
۷- قیامت کے دن قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہے گا۔

بَابُ فِيْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 63: نبی اکرم ﷺ کی دعا

3470 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میرے دل کو برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ذریعے دھو دے! اے اللہ! میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کر دیتا ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

3470- تفرد به الترمذي انظر التحفة (۲۸٦/٤)، حديث (۵۱۷۵) من اصحاب الكتب الستة، من طريق عطاء بن السائب، و اخرجه احمد (۳۵٤/٤)، و البخاري و مسلم و النسائي، بنحوه من طريق مجزاة بن زاهر عن عبد الله بن ابي اوفى فذكره۔

شرح

دل کے سکون اور گناہوں کے مٹانے کی دعا:

قلب (دل) رئیس الاعضاء ہے، اس پر پورے جسم کی صحت کا دارومدار ہے، اگر یہ صحیح ہوا تو تمام جسم صحیح ہوگا، اگر اسے صحت وسکون حاصل نہ ہوا تو پورا جسم علیل و بے سکون ہوگا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صحت وسکون کے لیے خصوصیت سے دعا تجویز فرمائی تاکہ دیگر اعضاء بلکہ پورا جسم سکون وصحت سے رہے اور انسان اطمینان قلب کے ساتھ درس وتدریس، تصنیف و تالیف، وعظ وتبلیغ اور عبادت وریاضت کی خدمات انجام دیتا رہے۔

دعا صحت قلب حسب ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ! بَرِّدْ قَلْبِیْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ! نَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ .

یہ دعا دو جملوں پر مشتمل ہے، پہلے جملہ میں دل کو پرسکون رکھنے کے لیے اسے ٹھنڈا کرنے کی التجاء کی گئی ہے، جبکہ دوسرے فقرے میں اسے گناہوں اور میل کچیل سے پاک وصاف کرنے کی التجاء کی گئی ہے۔

بَاب

باب 64: بلاعنوان

3471 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ الْمُلَيْكِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَعْنِیْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُسْاَلَ الْعَافِيَةَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ

توضیح راوی: وَهُوَ الْمَكِّيُّ الْمُلَيْكِيُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَقَدْ رَوٰى اِسْرَائِيْلُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حدیث دیگر: مَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ بِهٰذَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جس شخص کے لیے دعا کے دروازے کو کھول دیا گیا اس کے لیے رحمت کے دروازوں کو کھول دیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اس سے عافیت مانگی جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے۔ دعا اس چیز کے بارے میں بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور اس کے بارے میں فائدہ دیتی ہے جو نازل نہ ہوئی ہو اس لیے اے اللہ کے بندو! تم دعا کو لازم پکڑلو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن ابوبکر قرشی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں اور یہ علم حدیث میں ضعیف ہیں۔

بعض اہل علم نے انہیں ان کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔

اسرائیل نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے حوالے سے موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ چیز عافیت ہے''۔

قاسم بن دینار کوفی نے یہ روایت اسحاق بن منصور کے حوالے سے اسرائیل سے نقل کی ہے۔

شرح

دعا کا دروازہ کھلنے سے رحمت کا دروازہ کھلنا:

جو شخص تقویٰ وطہارت، عبادت وریاضت، اذکار ووظائف، وعظ وتبلیغ، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف وغیرہ خدمات انجام دینے کے نتیجہ میں حضور قلب وتوجہ الی اللہ سے دعا کی قبولیت کے وقت کو معلوم کر لیتا ہے، وہ جب اس سہانے وقت میں سراپا عجز وانکسار بن کر دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ اگر مرنے کے بعد بھی معصیت کا جال اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے تو وہ عادی ومشاق ہونے کے سبب اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو کر دعا میں مصروف ہو جاتا ہے، جہاں اس کے لیے دعا کی قبولیت کا دروازہ کھلے گا وہاں رحمت (جنت) کا دروازہ بھی کھل جائے گا۔ حدیث باب میں بھی اسی حقیقت کو مختصر مگر جامع الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ جب دعا کی قبولیت کا دروازہ کھلتا ہے تو ساتھ ہی رحمت باری تعالیٰ کا دروازہ بھی کھل جاتا ہے۔ خواہ یہ دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے فرمائی ہے لیکن حقیقت میں تعلیم امت مقصود ہے۔

دعا میں عافیت طلبی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہونا:

ہر وہ دعا جو اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے مگر عافیت کی دعا کرنے سے زیادہ خوش ہوتا ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ عافیت کی دعا فوراً قبول کی جاتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے خوش اسلوبی سے قبول کرتا ہے۔

عافیت کا مطلب ہے صحت وسلامتی، امراض سے شفاء اور خیر وسکون وغیرہ۔ اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ سے امراض وآفات کے بارے میں پیشگی عافیت کی دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، کیونکہ امراض ومصائب میں مبتلا ہونے کے بعد تو سب لوگ دعا کرتے ہیں۔ پیشگی دعا کرنے سے ذات باری تعالیٰ پر زیادہ ایمان ویقین کا اظہار ہوتا ہے اور ایسی صورت اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔

3472 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ اَبِي اِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ بِلَالٍ

متن حدیث: اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهُ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَاِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ بِلَالٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا يَصِحُّ مِنْ قِبَلِ اِسْنَادِهِ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيلَ يَقُوْلُ مُحَمَّدٌ الْقُرَشِيُّ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الشَّامِيُّ وَهُوَ ابْنُ اَبِي قَيْسٍ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ وَقَدْ تُرِكَ حَدِيْثُهُ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ اَبِي اِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهُ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ اِلٰى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلْاِثْمِ

قَالَ اَبُو عِيْسَى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي اِدْرِيسَ عَنْ بِلَالٍ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تم رات کے وقت نوافل ضرور ادا کیا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور آدمی گناہوں سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ برائیوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور جسمانی بیماریوں کو دور کر دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے ہم اس روایت کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا محمد قرشی نامی راوی محمد بن سعید شامی ہیں جو ابن ابی قیس ہیں اور یہ محمد بن حسان ہیں، جن کی حدیث کو متروک قرار دیا گیا ہے۔

معاویہ بن صالح نے اس روایت کو ربیعہ بن یزید کے حوالے سے ابوادریس خولانی کے حوالے سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

3472- اخرجه الترمذی انظر التحفة (۱۰۶/۲)، حدیث (۲۰۳۶) من اصحاب الکتب الستة، وذکره المنذری فی الترغیب و الترهیب (۱۸۱/۱) عن سلمان الفارسی، حدیث (۹۰۸)، وعزاه للطبرانی فی الکبیر.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم لوگ رات کے وقت نوافل ضرور ادا کیا کرو' کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور یہ تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں قربت کا باعث ہے۔ یہ گناہوں کو ختم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ابوادریس کی حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

نمازِ تہجد کے التزام کی فضیلت:

اعمال وعبادات کے باب میں پہلا درجہ فرائض کا ہے، جو پنجگانہ نماز کی صورت میں ادا کیے جاتے ہیں، دوسرا درجہ سنن مؤکدہ کا ہے، تیسرا درجہ نمازِ تہجد کا ہے اور چوتھا درجہ عام نوافل کا ہے۔ حدیث باب میں نمازِ تہجد کی اہمیت وفضیلت نئے انداز سے بیان کی گئی ہے:

۱- نمازِ تہجد وہ عظیم عبادت ہے، جس پر پہلی امتوں کے اولیاء وصالحین بھی عمل پیرا رہے تھے۔ علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام نے بھی اسے معمول بہ بنائے رکھا تھا۔

۲- فرائض کے بعد سب سے عظیم عبادت نمازِ تہجد ہے، جس کے ذریعے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے معمول بہ بنائے رکھا۔ اولیاء وصالحین اس نماز کی برکت سے منصب ولایت وقطبیت پر فائز ہوئے اور ترقی کی منازل طے کرنے کے بعد مقربانِ بارگاہِ الٰہی بن گئے۔

۳- تہجد کی برکت سے گناہ مٹ جاتے ہیں، کیونکہ اعمالِ صالحہ سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں درجات میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔

۴- نمازِ تہجد انسان کو برائیوں سے روکتی ہے، کیونکہ جو شخص رات کی تاریکی میں بستر سے الگ ہو کر اپنے پروردگار کی خوشنودی کے لیے اپنی گردن جھکا کر پیشانی زمین پر رکھتا ہے' تو اس میں شرم وحیاء پیدا ہوتی ہے، جو اسے اعمالِ صالحہ کرنے کی ترغیب دیتی ہے اور معصیات سے بچاتی ہے۔

کتب حدیث میں نمازِ تہجد کے مزید فضائل بیان ہوئے ہیں:

(i) ابن آدم کی دو رکعت نمازِ تہجد دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج: اول، ص: ۴۳۶)

(ii) نمازِ تہجد پڑھنے والا بلاحساب جنت میں جائے گا۔ (کنز العمال، جلد: ۷، ص: ۷۸۵)

3473 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ

3473- اخرجه ابن ماجه (۱۴۱۵/۲): كتاب الزهد: باب: الامل و الاجل حديث (۴۲۳۶).

بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میری امت کی اوسط عمریں ساٹھ سے لے کر ستر سال تک ہوں گی۔ ان میں سے بہت کم لوگ اسے عبور کریں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور محمد بن عمرو کی ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کرنے کے حوالے سے غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

اُمتِ محمدی کی عمروں کا تعین ہونا:

یہ روایت جہاں امت محمدی کی عمروں کا تعین کرتی ہے وہاں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب کا بھی اعلان کرتی ہے۔ بلاشبہ اُمتِ محمدی کے لوگوں کی عموماً ساٹھ سے ستر سال تک عمریں ہیں اور یہ زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان ہوا ہے۔

سوال: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عمریں طویل ہوئی ہیں مثلاً حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی عمر سو (۱۰۰) سال کی ہوئی ہے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہوئی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اڑھائی سو (۲۵۰) سال یا ساڑھے تین سو (۳۵۰) سال ہوئی ہے؟

جواب: (۱) ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذَالِكَ یعنی ایسے لوگ کم ہیں، جن کی عمریں ستر (۷۰) سال سے متجاوز ہوں گی۔

(۲) اس روایت میں تحدید مراد نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ عموماً امت محمدی کی عمریں ساٹھ سے ستر سال ہوں گی، اس سے زائد یا کم ہونا اس کے منافی نہیں ہے۔

عصر حاضر میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے، جن کی عمریں اتنی ہیں اور زائد عمر والے لوگ قلیل ہیں۔ مشہور مقولہ ہے: اَلْقَلِيْلُ كَالْمَعْدُوْمِ یعنی قلیل تعداد نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

بَابُ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 65: نبی اکرم ﷺ کی دعا

3474 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ طُلَيْقِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو يَقُولُ رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا لَكَ ذَكَّارًا لَكَ رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَأَجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ هَذَا الْحَدِيثَ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے۔

''اے میرے پروردگار تو میری اعانت کر میرے خلاف اعانت نہ کر تو میری مدد کر میرے خلاف مدد نہ کر میرے لیے تدبیر کر میرے خلاف تدبیر نہ کر تو مجھے ہدایت نصیب کر ہدایت کو میرے لیے آسان کردے جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرنا چاہتا ہو اس کے خلاف میری مدد کر اے اللہ! مجھے اپنا انتہائی شکر کرنے والا بندہ بنا دے۔ اپنا انتہائی ذکر کرنے والا اپنے سے ڈرنے والا اپنا فرمانبردار بنا دے۔ اپنے سامنے آہ وزاری کرنے والا بنا دے۔ اپنی طرف رجوع کرنے والا اور لوٹنے والا بنا دے۔ اے میرے پروردگار تو میری توبہ کو قبول کر لے۔ میری برائیوں کو دھو دے میری دعا کو قبول کر لے میری حجت کو ثابت کر دے۔ میری زبان کو روک دے (یعنی اس کی حفاظت کر) میرے دل کو ہدایت نصیب کر میرے سینے سے حسد کو نکال دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محمود بن غیلان نے اسے محمد بن بشر عبدی کے حوالے سے سفیان کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

ایک جامع اور نافع دعا:

اسلامی عقائد وافکار میں ''عقیدہ توحید'' کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، جب انسان اس عقیدہ کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کو مصرف

3474- اخرجه البخاري في الادب المفرد ص (١٩٦)، حديث (٦٦٩)، و ابوداؤد (٢/٨٣، ٧٤) كتاب الصلاة: باب دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم. حديث (٣٨٣٠)، و ابن ماجه (٢/١٢٥٩) كتاب الدعاء باب دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (٣٨٣٠)، و احمد (١/٢٢٧)، و عبد بن حميد ص (٢٣٦) حديث (٧١٧).

حقیقی اور مالک حقیقی تسلیم کر لیتا ہے تو پھر نہ صرف اس کی دعا قبول کی جاتی ہے بلکہ اس کی بارگاہ کا مقبول ترین فرد بن جاتا ہے، اس کی ہر حرکت و سکون خالق کائنات جل شانہ کے تابع ہو جاتی ہے اور اس کی حیات کامیاب قرار پاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق جامع اور نافع ترین دعا حسب ذیل ہے:

رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْلِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ وَاهْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْهُدٰی لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ، رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَکَّارًا لَکَ ذَکَّارًا لَکَ رَهَّابًا لَکَ مِطْوَاعًا لَکَ مُخْبِتًا اِلَیْکَ اَوَّاهًا مُنِیْبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ .

یہ جامع و نافع دعا خواہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق میں مانگی ہے لیکن اس سے امت کی تعلیم مقصود ہے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اور بے شمار کمالات کے مالک و مختار ہیں۔ اس دعا میں کثیر مضامین بیان ہوئے ہیں یعنی ایک ایسی دعا ہے جو متعدد دعاؤں پر مشتمل ہے۔

3475 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدِ انْتَصَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ حَمْزَةَ وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ اَبِیْ حَمْزَةَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَهُوَ مَیْمُوْنٌ الْاَعْوَرُ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِیُّ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص اپنے ساتھ ظلم کرنے والے کو بددعا دیدے اس نے بدلہ لے لیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف ابوحمزہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض محدثین نے ابوحمزہ کے بارے میں کلام کیا ہے۔ یہ صاحب میمون اعور ہیں۔

قتیبہ نے حمید کے حوالے سے ابواسود کے حوالے سے ابوحمزہ کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

ظالم کے خلاف بددعا اس سے انتقام ہونا:

جب مظلوم، ظالم کے خلاف بددعا کرتا ہے تو وہ بددعا ظالم کے خلاف انتقام کی شکل اختیار کر لیتی ہے، قدرت کی طرف سے اس سے بلا تاخیر انتقام لیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ظالموں کے خلاف دعا میں

3475- تفرد به الترمذی انظر التحفة (۱۱/ ۳۷۴)، حدیث (۱۶۰۰۳) من اصحاب الکتب الستة، وذکره السیوطی فی الدر المنثور (۲۳۷/۱) وعزاه للترمذی عن عائشة.

کیں اور ان کے خلاف قنوت نازلہ پڑھی۔ پھر انہوں نے اپنی دعاؤں کا نتیجہ بلا تاخیر دیکھ لیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ اس کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا یعنی یہ بددعا بلا تاخیر درجہ قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

حدیث باب کے خواہ کئی مطالب ومفاہیم ہو سکتے ہیں لیکن آسان ترین اور قریب ترین اس کا مفہوم یہ ہے کہ ظالم کے خلاف مظلوم کی دعا کے نتیجہ میں ظالم کی نیکیوں کا اجر وثواب مظلوم کے نامہ اعمال میں ڈال دیا جاتا ہے اور مظلوم کے گناہ ظالم کے نامہ اعمال میں شامل کر دیئے جاتے ہیں۔

3476 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَانَتْ لَهٗ عِدْلَ اَرْبَعِ رِقَابٍ مِّنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ مَوْقُوْفًا

◆◆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص دس مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے سا ثواب ملے گا۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

یہی روایت حضرت ایوب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے "موقوف" روایت کے طور پر منقول ہے۔

شرح

کلمہ توحید کی فضیلت:

مختلف اذکار ووظائف کے فضائل بیان ہوئے ہیں، حدیث باب میں کلمہ توحید کے وظیفہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جو شخص نماز مغرب کے بعد یہ کلمہ دس بار پڑھتا ہے، اسے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

سوال: کلمہ توحید کے ثواب کے ضمن میں غلاموں کی تخصیص حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جس طرح شرافت وفضیلت کے لحاظ سے حضرت اسماعیل خلیل علیہ السلام انبیاء کرام علیہم السلام میں امتیازی شان

3476- اخرجه البخاري (۱۱/۲۰٤): كتاب الدعوات: باب: فضل التهليل حديث (٦٤٠٤)، ومسلم (٤/٢٠٧١، ٢٠٧٢): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: فضل التهليل و التسبيح و الدعاء، حديث (٢٦٩٣/٣٠) و احمد (٥/٤١٨)، و عبد بن حميد ص (١٠٢)، حديث (٢٢١)

رکھتے ہیں، اسی طرح آپ کی اولاد بھی دوسرے لوگوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اس طرح آپ کی اولاد کے غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر وثواب بھی زیادہ ہے۔

فائدہ نافعہ:

حدیث باب میں مذکور تمام فقرات توحید باری تعالیٰ پر مشتمل ہیں، اس لئے ان کے مجموعہ کو "کلمہ توحید" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ عقیدہ توحید کی اہمیت وفضیلت اس قدر عیاں ہے کہ کوئی مسلمان اس کا انکار ہرگز نہیں کر سکتا، کیونکہ دیگر اسلامی عقائد وافکار کی صحت کا دارومدار اسی عقیدہ پر ہے۔ تاہم عقیدہ توحید کی آڑ میں عقیدہ رسالت کو اس انداز میں بیان کرنا کہ توہین رسالت کی صورت پیدا ہو جائے، ہرگز اسلامی عقیدہ نہیں ہے اور نہ کوئی مسلمان ایسا کر سکتا ہے۔

یاد رہے عقیدہ توحید بھی زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان ہوا ہے، کلمہ طیبہ میں توحید ورسالت دونوں کا ذکر ہے، کلمہ شہادت میں توحید کی شہادت کے ساتھ رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی شہادت ہے اور توحید ورسالت کے مابین منافات نہیں ہے بلکہ بذریعہ رسالت جو توحید بیان ہو، وہی قابل قبول ہوتی ہے۔

3477 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ وَّهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنِي كِنَانَةُ مَوْلَى صَفِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تَقُولُ

متنِ حدیث: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيَّ اَرْبَعَةُ آلافِ نَوَاةٍ اُسَبِّحُ بِهَا فَقَالَ لَقَدْ سَبَّحْتِ بِهَذِهِ اَلا اُعَلِّمُكِ بِاَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ بِهِ فَقُلْتُ بَلَى عَلِّمْنِي فَقَالَ قُولِي سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ صَفِيَّةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ هَاشِمِ بْنِ سَعِيدٍ الْكُوفِيِّ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِمَعْرُوفٍ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے میرے سامنے اس وقت چار ہزار گٹھلیاں تھیں جن پر میں تسبیح پڑھ رہی تھی نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم نے ان سب گٹھلیوں پر تسبیح پڑھی ہے؟ کیا میں تمہیں ایک تسبیح کے بارے میں نہ بتاؤں جس کا ثواب ان سب کو پڑھنے سے زیادہ ہو۔ میں نے عرض کی آپ ﷺ مجھے تعلیم دیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی جتنی تعداد ہے میں اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے ہم اس روایت کے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے ہاشم بن سعید کوفی نے نقل کیا ہے۔ اس کی سند معروف نہیں ہے۔

3477۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۱۱/۳۴۰)، حدیث (۱۵۹۰۴) من اصحاب الکتب الستة، و اخرجه الحاکم فی المستدرک (۱/۵٤۷)، و قال: هذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاه، و وافقه الذهبی۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

مروجہ تسبیح کا بدعت نہ ہونا:

سورتوں کے نام، آیات قرآنی، اسماء الٰہی، اسماء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز تسبیح میں تسبیحات، تکبیرات، تحمیدات، درود و سلام اوراذکار و وظائف مروجہ تسبیح (مالا) پر شمار کرنا ہرگز بدعت نہیں ہے۔ صحابہ کرام، صالحین امت اور اہل تقویٰ کھجور کی گٹھلیوں یا سنگریزوں یا چنوں پر اذکار و وظائف شمار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ حدیث باب سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' تو وہ کھجور کی گٹھلیوں پر تسبیحات پڑھ رہی تھیں، کیونکہ ان کے سامنے چار ہزار کی تعداد میں گٹھلیاں موجود تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا تھا۔

اس بات میں تمام آئمہ وعلماء کا اتفاق ہے کہ خارج نماز میں گٹھلیوں، تسبیح (مالا) اور سنگریزوں وغیرہ پر اذکار و وظائف وغیرہ کا شمار کرنا جائز ہے' لیکن حالت نماز میں اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) جائز ہے (۲) مکروہ ہے۔

حدیث باب میں "عدد خلقہ" کے الفاظ استعمال ہوئے اس سے مراد کثرت ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پانچ امور ہیں: (۱) آسمانی کتب (۲) آسمانی صحائف (۳) اسماء الحسنیٰ (۴) صفات باری تعالیٰ (۵) اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی۔

3478 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ كُرَيْبًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا قَرِيبًا مِّنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا مَا زِلْتِ عَلَى حَالِكِ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَلا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ وَهُوَ شَيْخٌ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ

3478- اخرجه مسلم (۲۰۹۰/۴): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب: التسبيح اول النهار و عند النوم، حديث (۲۷۲۶/۷۹)، و البخاري في الادب المفرد ص (۱۹۲)، حديث (۶۴۹)، و النسائي (۷۷/۳): كتاب السهو: باب: عدد التسبيح بعد التسليم، نوع آخر من عدد التسبيح، حديث (۱۳۵۲)، و ابن ماجه (۱۲۵۱/۲): كتاب الادب: باب: فضل التسبيح، حديث (۳۸۰۸)، واحمد (۳۲۴/۶، ۳۲۹).

الْمَسْعُودِیُّ سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے وہ اس وقت اپنی جائے نماز پر موجود تھیں پھر دوپہر کے وقت نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ان سے دریافت کیا کیا تم اس وقت سے اسی حالت میں ہو؟ تو سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں جنہیں تم پڑھ لیا کرو۔ (تم یہ پڑھا کرو)

''میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جس سے وہ راضی ہو جائے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جس سے وہ راضی ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کے کلمات کی سیاہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کے کلمات کی سیاہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کے کلمات کی سیاہی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن نامی راوی آل طلحہ کے غلام ہیں۔ یہ مدنی بزرگ ہیں اور ثقہ ہیں۔

مسعودی اور سفیان ثوری نے ان سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

شرح

بے حد ثواب والا ذکر:

مختلف اذکار و وظائف کا مختلف اجر و ثواب بیان ہوا ہے' لیکن حدیث باب میں مذکور ذکر کا ثواب اس قدر زیادہ ہے کہ اس کا حساب نہیں لگایا جا سکتا۔ حضرت ام المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے مطابق وہ ذکر حسب ذیل ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضٰى نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضٰى نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضٰى نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

فائدہ نافعہ:

اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ذکر کا ثواب پوشیدہ نہیں ہے۔ اس سے مراد کثرت ثواب بھی ہو سکتا ہے اور

یہ بھی ممکن ہے کہ امت کو ترغیب کی نیت سے اس کا اجر و ثواب نہ بیان کیا گیا ہو۔

3479 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ مَيْمُونٍ صَاحِبُ الْأَنْمَاطِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

''بے شک اللہ تعالیٰ ''حی'' ہے اور کریم ہے وہ اس بات سے حیا کرتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ہاتھ اس کی بارگاہ میں اٹھائے تو وہ ان دونوں ہاتھوں کو خالی اور نامراد واپس کردے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے نقل کیا ہے لیکن ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

درِ خداوندی کے بھکاری کا محروم نہ ہونا:

جب بندہ صحیح اعتقاد و یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اور ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتا ہے، اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا اور اس کی آرزو کے مطابق بلکہ اس سے بھی زیادہ نوازتا ہے۔ ایسی دعا کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! دیکھو میرا بندہ تمام دروازوں کو مسترد کرتے ہوئے میری بارگاہ میں حاضر ہوا ہے، اگر میں بھی اس کی دعا کو قبول نہ کروں تو میرے اور جھوٹے خداؤں کے درمیان کوئی فرق نہیں رہتا، تم گواہ ہو جاؤ! میں نے اپنے بندے کے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور جس سلسلہ میں اس نے دعا کی ہے میں نے وہ چیز عنایت کر دی ہے کیونکہ اسے خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔

فائدہ نافعہ:

مسلمان کو دعا کرتے وقت جہاں عجز و انکسار کی تصویر بنا چاہیے وہاں اپنے دونوں ہاتھ بلند اور دراز بھی کرنا چاہئیں اور یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ حدیث باب سے بھی اس صورت کا اشارہ ملتا ہے۔

3480 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

3479- اخرجه ابوداؤد (٧٨/٢): كتاب الصلاة: باب: الدعاء، حديث (١٤٨٨)، وابن ماجه (١٢٧١/٢): كتاب الدعاء: باب: رفع اليدين في الدعاء، حديث (٣٨٦٥)، و احمد (٤٣٨/٥).

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِاِصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِّدْ اَحِّدْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

قول امام ترمذی: وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اِذَا اَشَارَ الرَّجُلُ بِاِصْبَعَيْهِ فِى الدُّعَاءِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ لَا يُشِيْرُ اِلَّا بِاِصْبَعٍ وَّاحِدَةٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کرکے دعا مانگ رہا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک کے ذریعے' ایک کے ذریعے۔ (اشارہ کرو)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے: جس وقت کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے دعا کے دوران آدمی اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتا ہے۔ اس وقت صرف ایک انگلی کے ذریعے اشارہ کرے۔

شرح

تشہد میں ایک انگلی سے اشارہ کرنا:

بعض فقہاء کے نزدیک حالت نماز میں قعدہ کے دوران تشہد پڑھتے وقت حرف نفی (اَنْ لَّا) پر اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی کو اٹھانا اور (حرف) اثبات (اِلَّا اللّٰہُ) پر گرانا' مسنون ہے۔ یہ مسنون اس شخص کے لیے ہے جسے اس کا طریقہ آتا ہو ورنہ نہیں۔ اہل تصوف بالخصوص امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ مسنون نہیں ہے۔ تاہم دوران نماز تشہد کے موقع پر دو یا زیادہ انگلیوں کا اٹھانا ممنوع ہے' لیکن ایک انگلی (شہادت کی) اٹھائی جاسکتی ہے۔ خارج نماز میں دو یا زیادہ انگلیوں یا پورے ہاتھ کا آسمان کی طرف اٹھانا بھی جائز ہے مثلاً وضو سے فراغت پر کلمہ شہادت پڑھتے وقت۔

سوال: انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرنے سے شبہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ ہر طرف، ہر جگہ ہے اور جہت سے پاک ہے تو پھر اشارہ کا کیا مطلب ہوا؟

جواب: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے' لیکن آسمان کی طرف اشارہ کرنے سے مراد اس کے لیے جہت کا تعین کرنا ہرگز مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی نسبت آسمان زیادہ محترم تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ وحی، برکت، رزق، رحمت اور محبت وغیرہ کا نزول آسمان سے ہوتا ہے۔ تشہد کے دوران اشارہ کرنے سے رحمت، برکت اور رزق وغیرہ کی امید کی جاسکتی ہے۔

3481 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ وَّهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ

3480۔ اخرجه النسائي (۳/۳۸): كتاب السهو: باب: النهي عن الاشارة با صبعيه وباى اصبع يشير، حديث (۱۲۷۳)، و احمد (۲/۴۲۰، ۵۲۰).

3481۔ اخرجه احمد (۱/۳) من طريق معاذ بن رفاعة عن ابيه عن ابي بكر الصديق فذكره.

اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: قَالَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ اسْأَلُوا اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

◆◆ معاذ بن رفاعہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے پھر انہوں نے بتایا: گزشتہ سال نبی اکرم ﷺ اس منبر پر کھڑے ہوئے تھے' پھر آپ ﷺ رو پڑے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگو۔ کسی بھی شخص کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر اور کوئی چیز نہیں دی گئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''حسن غریب'' ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت طلب کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام سے منبر پر تشریف فرمانے کا مقصد اپنی امت کی اصلاح احوال کرنا تھا اور گریہ فرمانے کی وجہ مستقبل میں امت پر آفات ومصائب کا نزول تھا۔ یقین وایمان کے بعد اللہ تعالیٰ سے بہترین دعا وہ ہے جو مغفرت (معافی) اور عافیت پر مشتمل ہو۔ معافی سے انسان گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے اور عافیت سے اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ غیر کی محتاجی ایک عذاب ہے خواہ ایک گھنٹہ کی ہو اور مستقل محتاجی تو بلاشبہ مستقل عذاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ دونوں اشیاء اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے بے حد پیار ومحبت ہے جس کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربان ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شفیق ہیں۔

3482 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ عَنْ مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَوْ فَعَلَهُ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي نُصَيْرَةَ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

3482- اخرجه ابوداؤد (۲/ ۸٤): كتاب الصلاة: باب: من الاستغفار حديث (١٥١٤).

◆◆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

"جو شخص مغفرت طلب کرے اس نے گویا گناہ پر اصرار نہیں کیا اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ ایسا کرے"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے ہم اس روایت کو صرف ابونصیرہ سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اس کی سند قوی نہیں ہے۔

شرح

توبہ سے کثیر گناہ معاف ہونا:

گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد مسلمان جب اس پر اصرار نہیں کرتا، توبہ واستغفار کرتا ہے تو اس کی معصیت کالعدم ہو جاتی ہے۔ گناہ پر اصرار کے نتیجہ میں صغیرہ گناہ، کبیرہ گناہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور کبائر پر اصرار مسلمان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ مسلمان خواہ کتنا ہی گناہگار ہو، ایک دن میں ستر بار بھی ارتکاب معصیت کرے اور ہر بار صمیم قلب سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بھی گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے اور بندے کے گناہ محدود ہیں، رحمت ان پر غالب آ کر ختم کر دیتی ہے۔

توبہ واستغفار کے تین ارکان ہیں: (۱) اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا (۲) نادم و پریشان ہو کر معافی مانگنا (۳) آئندہ نہ کرنے کا صمیم قلب سے عہد و پیمان کرنا۔

حدیث باب میں ستر (۷۰) کا عدد تحدید کے لیے نہیں بلکہ مراد تکثیر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان خواہ ایک دن میں کثیر بار ارتکاب معصیت کر لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ رحمتِ حق بهانمی جوید، بهانه می جوید۔

3483 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْاَصْبَغُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَلَاءِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ

متنِ حدیث: لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ كَسَانِىْ مَا اُوَارِىْ بِهٖ عَوْرَتِىْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِىْ حَيَاتِىْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَى الثَّوْبِ الَّذِىْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ كَسَانِىْ مَا اُوَارِىْ بِهٖ عَوْرَتِىْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِىْ حَيَاتِىْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَى الثَّوْبِ الَّذِىْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ كَانَ فِىْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِىْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِىْ سَتْرِ اللّٰهِ حَيًّا وَّمَيِّتًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

3483۔ اخرجه ابن ماجه (۱۱۷۸/۲): کتاب اللباس: باب: ما یقول الرجل اذا لبس ثوبا جدیداً، حدیث (۳۵۵۷)، و احمد (۴۴/۱)، و ابن حمید ص (۳۵)، حدیث (۱۸)۔

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نئے کپڑے پہنے تو یہ دعا مانگی "ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس نے مجھے پہننے کے لیے یہ کپڑے دیئے ہیں، جن کی مدد سے میں اپنا ستر چھپا لیتا ہوں اور اپنی دنیاوی زندگی میں جس کے ذریعے زینت اختیار کرتا ہوں۔"

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پرانے کپڑے صدقہ کر دیئے اور پھر یہ بات بیان کی میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص نئے کپڑے پہن کر یہ دعا مانگے۔

"ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے مجھے پہننے کے لیے کپڑے دیئے ہیں، جن کے ذریعے میں اپنے ستر کو چھپا لیتا ہوں اور اپنی دنیاوی زندگی میں جن کے ذریعے زینت اختیار کرتا ہوں۔"

پھر وہ شخص اپنے پرانے کپڑوں کو صدقہ کر دے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس کی پناہ اور پردے میں رہے گا۔ زندگی کے دوران بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

یحییٰ بن ایوب نے اسے عبید اللہ کے حوالے سے علی بن یزید کے حوالے سے قاسم کے حوالے سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

شرح

نیا لباس زیب تن کرنے کی دعا اور پرانا لباس صدقہ کرنے کی فضیلت:

اشیاء خورد و نوش کی طرح لباس بھی ضروریات انسان میں سے ہے، اگر کسی کو نیا لباس میسر آئے تو وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہوا حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ كَسَانِىْ مَا اُوَارِىْ بِهٖ عَوْرَتِىْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِىْ حَيَاتِىْ .

اپنا پہنا ہوا پرانا لباس کسی مستحق شخص کو بطور صدقہ پیش کر دے، تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے اپنی حفاظت میں رکھے گا اور اس کی پردہ داری کرے گا۔ اگر یہ لباس کسی صاحب تقویٰ، نمازی یا دیندار یا کسی دینی طالب علم کو پیش کرے گا تو اس کا اجر و ثواب اس سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو شخص کسی حقدار کو بطور تحفہ نیا لباس فراہم کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا اجر و ثواب اس سے بھی زیادہ عطا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

3484 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ التِّرْمِذِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ

3484۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (۹/۸)، حديث (۱۰٤۰۰) من اصحاب الكتب الستة، ورواه البزار كما في الكشف حديث (۳۰۹۲)، و ابن حبان في صحيحه مختصراً، (۱٤۲/۱۱)، حديث (٤۸۱٤)، عن ابي هريرة.

حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ حُمَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا غَنَائِمَ كَثِيْرَةً وَاَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ لَمْ يَخْرُجْ مَا رَاَيْنَا بَعْثًا اَسْرَعَ رَجْعَةً وَلَا اَفْضَلَ غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى قَوْمٍ اَفْضَلَ غَنِيْمَةً وَاَسْرَعَ رَجْعَةً قَوْمٌ شَهِدُوْا صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ حَتّٰى طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ اُولٰٓئِكَ اَسْرَعُ رَجْعَةً وَاَفْضَلُ غَنِيْمَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَحَمَّادُ بْنُ اَبِیْ حُمَيْدٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ حُمَيْدٍ وَهُوَ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَنْصَارِيُّ الْمَدِيْنِيُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نجد کی جانب ایک مہم روانہ کی ان لوگوں کو بہت سا مال غنیمت ملا وہ لوگ جلدی واپس آ گئے ایک ایسا شخص جو اس مہم میں شریک نہیں تھا وہ یہ بولا: میں نے ایسی کوئی مہم نہیں دیکھی جو ان لوگوں سے زیادہ جلدی واپس آئی ہو اور جسے ان سے زیادہ مال غنیمت ملا ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی ان لوگوں کی طرف کروں جنہیں زیادہ غنیمت حاصل ہوتی ہے اور وہ زیادہ جلدی واپس آتے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز باجماعت میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کے بعد سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ جلدی واپس آ جاتے ہیں اور انہیں مال غنیمت بھی زیادہ ملتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حماد بن ابوابراہیم نامی راوی ابوابراہیم انصاری مدنی ہیں۔ یہ محمد بن ابوحمید مدنی ہیں اور یہ علم حدیث میں ''ضعیف'' ہیں۔

شرح

نماز فجر کے بعد نماز اشراق تک مسجد میں ٹھہرنے کی فضیلت:

جو شخص فجر کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے بعد وہاں بطور معتکف ٹھہرا رہے، تلاوت قرآن و اذکار میں مصروف رہے، آفتاب طلوع ہونے کے بعد دو رکعت نماز اشراق ادا کرے، پھر گھر واپس لوٹے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک حج و عمرہ کے برابر اجر وثواب عطا کرتا ہے۔ اس دوران زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ صرف ہوگا مگر اس کا اجر وثواب اس قدر زیادہ ہے کہ انسان کی عقل و دانش میں نہیں آ سکتا۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ آدمی جب مسجد میں جائے خواہ کسی بھی مقصد کے لیے مثلاً نماز ادا کرنے یا تلاوت قرآن کرنے یا مسئلہ دریافت کرنے کے لیے تو اعتکاف مستحب کی نیت کرے، اس کے اجر وثواب سے اسے نوازا جائے گا۔ یہ اعتکاف مستحب ہوگا، جس میں روزہ ضروری نہیں ہے، کیونکہ ایک دو گھنٹہ روزہ کا نہیں ہوتا بلکہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور

جماع سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔

3485 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ

متنِ حدیث: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَقَالَ أَيْ أُخَيَّ أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے میرے بھائی! ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھنا ہمیں بھول نہ جانا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح

دوسرے شخص سے دعا کرنے کا کہنا:

دعا کی اہمیت وفضیلت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اعلیٰ مقاصد کے سفر کے دوران، حج وعمرہ کے مواقع پر، مقدس ومحترم مقامات میں، جمعہ وعیدین کے اجتماعات میں اور میلاد النبی ومعراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس کے مواقع پر کسی سے دعا کرنے کے لیے کہنا جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی امتی کی دعا کی ہرگز ضرورت نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عمرہ کے موقع پر دعا کرنے کا حکم، تعلیم امت پر محمول ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ حج یا عمرہ کی روانگی کے وقت والدین، اساتذہ اور شیخ طریقت سے اجازت لینا باعث برکت وثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی فرمانا، عجز وانکسار پر محمول ہے، کیونکہ آپ مقام محض بھائی کا نہیں ہے بلکہ آپ تو رسول خدا اور رحمۃ للعالمین ہیں۔

اس روایت سے جہاں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان پر شفقت ومہربانی بھی عیاں ہوتی ہے۔ اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان بھی معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر معلم اپنے شاگرد، شیخ طریقت اپنے مرید اور والدین اپنی اولاد سے دعا کرائیں تو اس میں ان کی قدر ومنزلت میں کمی نہیں آتی بلکہ عقیدت ومحبت میں اضافہ کا سبب ہے۔

3486 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ

3485- اخرجه ابوداؤد (٢/ ٨٠): كتاب الصلاة: باب: الدعاء، حديث (١٤٩٨)، و ابن ماجه (٢/ ٩٦٦): كتاب المناسك: باب فضل دعاء الحاج، حديث (٢٨٩٤)، و احمد (٢٩).

3486- اخرجه عبد الله بن احمد في (الزوائد) (١/ ١٥٣).

الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

متن حدیث: اَنَّ مُكَاتَبًا جَائَهُ فَقَالَ اِنِّيْ قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَاَعِنِّيْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيْرٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

ابو وائل بیان کرتے ہیں ایک مکاتب غلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں اپنی کتابت کا معاوضہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ آپ میری مدد کیجئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں جو نبی اکرم ﷺ نے مجھے سکھائے تھے اگر تم پر "ثبیر پہاڑ" جتنا قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ وہ بھی ادا کروا دے گا پھر انہوں نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

"اے اللہ! مجھے حلال رزق عطا کر دے میری ضروریات پوری کر دے اور مجھے حرام سے بچا اور اپنے فضل کے ذریعے مجھے اپنے علاوہ ہر ایک شے سے بے نیاز کر دے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

شرح

قرض اور تنگ دستی سے حصول نجات کی دعا اور اس کی فضیلت:

مکاتب اس غلام کو کہا جاتا ہے کہ جسے آقا کہہ دے کہ تم اتنی رقم مجھے جمع کروا کر آزادی حاصل کر سکتے، مطلوبہ رقم کما کر جمع کرانے پر وہ غلام آزاد ہو جائے گا' ورنہ وہ غلامی میں برقرار رہے گا۔ ایک مکاتب (غلام) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مالی معاونت کی غرض سے حاضر ہوا، آپ کی مالی حالت بہتر نہ ہونے یا تنگدستی کی وجہ سے اس کی مالی امداد تو نہ فرما سکے، تاہم اسے ایسی دعا کی ترغیب دی جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی تھی اور وہ پہاڑ کی مثل قرضہ کی ادائیگی کا سبب بن سکتی ہے۔

وہ دعا حسب ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ .

اس روایت سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی سائل کی مالی امداد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، پھر بھی اسے محروم نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی علمی معاونت ضرور کرنا چاہیے، تاکہ وہ خوشی واپس لوٹے اور مسئول کے حق میں دعائے خیر کرے۔ صیر عرب کے مشہور قبیلہ بنی طئی کے ایک پہاڑ کا نام ہے، مقروض اگر یہ دعا کرے تو خواہ اس پر اس پہاڑ کے برابر قرضہ ہو، اللہ تعالیٰ اس سے نجات کا سبب پیدا کر دیتا ہے، کیونکہ عاجز و تنگدست ہونا بندے کی صفت ہے نہ کہ رب کائنات جل شانہ کی۔ دینی طلباء عموماً نادار و غریب ہوتے ہیں، انہیں چاہیے کہ یہ دعا یاد کر لیں تاکہ انہیں کسی دنیادار شخص کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی نوبت نہ آئے اور مستقبل میں خودداری کے ساتھ معاشرے میں اپنا علمی و ادبی مقام پیدا کر سکیں۔

فائدہ نافعہ:

روایات میں مختلف پہاڑوں کے نام آئے ہیں: (۱) جبل ثبیر (۲) جبل احد (۳) جبل صبر (۴) جبل صیر۔ پہاڑ خواہ کوئی بھی ہو مراد اس سے کثیر قرضہ ہے، اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کا سبب پیدا فرما دیتا ہے۔

بَابُ فِیْ دُعَاءِ الْمَرِیضِ

باب 66: بیمار شخص کی دعا

3487 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَغْنِیْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ قَالَ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَافِهِ اَوِ اشْفِهِ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِیْ بَعْدُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بیمار ہو گیا نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت یہ کہہ رہا تھا۔

"اے اللہ! اگر میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے تو مجھے راحت دیدے (یعنی موت دیدے) اور اگر ابھی آخری وقت میں دیر ہے تو پھر مجھے ٹھیک کر دے اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر نصیب کر"۔

نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا کہا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ کلمات دوبارہ دہرائے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اپنے پاؤں کے ذریعے مارا اور پھر فرمایا: اے اللہ! اسے عافیت نصیب کر۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اسے شفا نصیب کر۔

یہ شک شعبہ نامی راوی کو ہے۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) اس کے بعد مجھے کبھی وہ تکلیف نہیں ہوئی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

3488 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَادَ مَرِيضًا قَالَ اللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ

3487۔ اخرجه احمد (۸۳/۱، ۸۴، ۱۰۷، ۱۲۸)، و (عبد بن حميد) ص (۵۳)، حديث (۷۳)۔

3488۔ اخرجه احمد (۷۶/۱)، و (عبد بن حميد) ص (۵۲)، حديث (۶۶)۔

وَاشْفِ فَاَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب کسی بیمار کی عیادت کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔
''اے تمام لوگوں کے پروردگار اس سے تکلیف کو دور کر دے تو شفا عطا کر دے تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے۔ شفا صرف وہی ہے جو تو عطا کرے ایسی شفا عطا کر دے جو بیماری کو بالکل نہ رہنے دے''۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

بیماری سے شفا کے لیے مانگی جانے والی دعائیں:

بلاشبہ صحت کی طرح مرض بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، کیونکہ مریض کو تکلیف کی وجہ سے گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ حالت مرض میں اللہ تعالیٰ سے اس کی شایانِ شان دعا مانگنی چاہیے، بے صبری پر مبنی دعا سے احتراز کرنا چاہیے۔ بیمار کی عیادت کرنا سنت رسول ہے، مریض کے حق میں دعا شفا کرنا سنت ہے اور دعا کرتے وقت مریض سے اتصال کرنا چاہیے یعنی اس کے جسم کے متاثرہ حصہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کی جائے۔

احادیث باب میں دو نہایت مختصر مگر جامع دعائیں مذکور ہیں جو درج ذیل ہیں:

(i) اَللّٰهُمَّ! عَافِهِ (او) اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ

(ii) اَللّٰهُمَّ! اَذْهِبِ الْبَأْسَ! رَبَّ النَّاسِ! وَاشْفِ، اَنْتَ الشَّافِي، لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً يُغَادِرُ سَقَمًا

عیادت کرنے والا مریض کے حق میں اور مریض عیادت کرنے والے کے حق میں دعا کر سکتا ہے، اس موقع پر رحمت باری تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے اور دعا قبول کی جاتی ہے۔ دعا شفاء و عافیت پر مشتمل ہونی چاہیے، کیونکہ دعا شفاء کسی مرض کو باقی نہیں چھوڑتی۔ مریض تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے اس قدر قرب خداوندی حاصل کر لیتا ہے کہ اس کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

سوال: مرض انسان کے لیے گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات کا ذریعہ ہے، پھر اس کے لیے شفاء و عافیت کی دعا کیوں کی جاتی ہے؟

348۔ اخرجه ابوداؤد (٦٤/٢): كتاب الصلاة: باب: القنوت في الوتر، حديث (١٤٢٧)، و النسائي (٢٤٨/٣): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: الدعاء في الوتر حديث (١٧٤٧)، و ابن ماجه (٣٧٣/١): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: ما جاء في القنوت في الوتر، حديث (١١٧٩)، و احمد (٩٦/١، ١١٨)، و عبد الله بن احمد في (الزوائد) (١٥٠/١)، و (عبد بن حميد) ص (٥٦)، حديث (٨١).

جواب: بلاشبہ مرض انسان کے گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات کا سبب ہے مگر اس کے باوجود دعا اس لیے کی جاتی ہے کہ دعا عبادت ہے اور عبادت مسلمان سے مطلوب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ فِیْ دُعَاءِ الْوِتْرِ

باب 67: وتر کی دعا

3489 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ وِتْرِهِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ عَلِیٍّ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ وتر نماز میں یہ دعا مانگتے تھے۔

''اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری ثناء نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے''۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے اعتبار سے غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو حماد بن سلمہ سے منقول ہے۔

شرح

نماز وتر میں پڑھی جانے والی دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے اس کی ناراضگی اور عذاب سے اس کی پناہ طلب کرنے کے علاوہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ کمال طریقہ سے اس کی حمد وثناء بیان کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

سوال: اس دعا کا محل کیا ہے؟

جواب: اس دعا کے محل کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) نماز وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے قبل پڑھی جائے۔ (۲) نماز وتر سے فراغت پر پڑھی جائے۔ (۳) اپنی قیامگاہ میں پہنچنے پر پڑھی جائے۔

بَابُ فِيْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعَوُّذِهٖ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ

باب 68: نبی اکرم ﷺ کا ہر نماز کے بعد دعا مانگنا اور کلمات تعوذ پڑھنا

3490 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَّعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَا

متنِ حدیث: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكَتِّبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ يَضْطَرِبُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَيَقُوْلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عُمَرَ وَيَقُوْلُ عَنْ غَيْرِهٖ وَيَضْطَرِبُ فِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ مصعب بن سعد اور عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) اپنی اولاد کو یہ کلمات پڑھنے سکھایا کرتے تھے۔ اسی طرح جیسے استاد بچوں کو سبق سکھاتا ہے وہ یہ فرماتے تھے نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگتے تھے:

"اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں سٹھیا جانے والی عمر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

امام دارمی فرماتے ہیں ابواسحاق ہمدانی نامی راوی نے اس حدیث میں اضطراب ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اسے عمرو بن میمون کے حوالے سے عمر (بن سعد) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اور دوسرے راوی کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے اضطراب ظاہر کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن صحیح" ہے۔

3490۔ اخرجه البخاري (٤٣/٦): كتاب الجهاد و السير: باب: ما يتعوذ من الجبن، حديث (٢٨٢٢)، و اطرافه في (٦٣٦٥، ٦٣٧٠، ٦٣٧٤، ٦٣٩٠)، و النسائي (٢٥٦/٨): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الجبن حديث (٥٤٤٥)، (٥٤٤٧)، (٢٧١/٨): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من ارذل العمر، حديث (٥٤٩٦)، و احمد (١٨٣/١، ١٨٦)، و ابن خزيمة (٣٦٧/١)، حديث (٧٤٦).

شرح

نماز کے بعد تعوذ پڑھنا:

نماز کے بعد پڑھی جانے والی ادعیہ ماثورہ کثیر ہیں، ان میں سے ایک حدیث باب میں مذکور ہے۔ ان دعاؤں میں سے جن کا چاہیں انتخاب کر سکتے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ دعا پڑھی جائے گی:

اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

اس دعا میں جنات کے شر، بخل، فضول زندگی، دنیا کے فتنہ اور آخرت کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔

یہ وہ دعا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد کرتے تھے، یہ جامع دعا ہمارے لیے مسنون ہے اور یہ یا کوئی دوسری دعا ماثورہ نماز کے اختتام پر پڑھی جا سکتی ہے۔

دوسری حدیث باب میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ مختصر دعا مذکور ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ.

بعض روایات میں ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا ذکر مذکور ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نماز فرائض کے بعد اہتمام سے آیۃ الکرسی پڑھی جائے، کیونکہ اس وظیفہ کے پڑھنے والے اور جنت کے درمیان موت کے علاوہ کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ فرائض نماز کے بعد فوراً کوئی دعا ماثورہ پڑھنے کے بعد یہ وظائف پڑھے جائیں۔

3491 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ خُزَيْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهَا

متنِ حدیث: اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى امْرَاَةٍ وَّبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى اَوْ قَالَ حَصًى تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَّاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ سَعْدٍ

◆◆ عائشہ بنت سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک خاتون کے ہاں گئے۔ اس

3491- اخرجه ابوداؤد (۸۱/۲): كتاب الصلاة: باب: التسبيح بالحصى - حديث (۱۵۰۰).

خاتون کے سامنے گٹھلیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کنکریاں رکھی ہوئی تھیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس سے زیادہ آسان بھی ہو اور زیادہ فضیلت والی بھی ہو۔ (تم یہ پڑھو)

''میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس مخلوق کی تعداد ہے جسے اس نے آسمانوں میں پیدا کیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس مخلوق کی تعداد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی آسمان اور زمین کے درمیان موجود (چیزوں کی) تعداد ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس مخلوق کی تعداد ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا۔ میں اتنی ہی تعداد میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتی ہوں اور اتنی ہی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے لیے حمد بیان کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور میں یہ کلمہ بھی اتنی ہی مرتبہ پڑھتی ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے غریب ہے۔

3492 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ حَكِيْمٍ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعَبْدُ فِيهِ اِلَّا وَمُنَادٍ يُنَادِي سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسَى: وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: روزانہ جب صبح ہوتی ہے تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے۔

''پاک ہے وہ ذات جو بادشاہ ہے اور ہر عیب سے پاک ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

نماز کے بعد پڑھے جانے والے اذکار:

فرض نماز کے بعد مختلف اذکار و ادعیہ ماثورہ منقول ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق یہ ذکر منقول ہے:

سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللهُ اَكْبَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلَا حَوْلَ

3492- اخرجه ابوحمید بن حمید ص (٦٣)، حدیث (٩٨).

وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ .

یہ ذکر زمین وآسمان اوران دونوں کے مابین مخلوق کے برابر بلکہ جمیع مخلوق کے برابر اللہ تعالیٰ کی پاکی، اس کی کبریائی، حمد وثناء اوراس کی قوت وطاقت پر مشتمل ہے۔

دوسری روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ہر صبح کو بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہے:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ .

یہ ذکر اللہ تعالیٰ کی بادشاہی اور عیوب ونقائص سے پاک ہونے پر مشتمل ہے۔

پہلی روایت سے مروجہ تسبیح (مالا) کے استعمال کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اس پر آیات قرآن، اسماء الحسنٰی، اسماء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، تسبیح وتہلیل، تحمید وتکبیر اور درود شریف وغیرہ شمار کیا جاتا ہے۔

بَابُ فِيْ دُعَاءِ الْحِفْظِ

باب 69: حفظ کی دعا

3493 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ وَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَائَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ تَفَلَّتَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ مِنْ صَدْرِيْ فَمَا اَجِدُنِيْ اَقْدِرُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا الْحَسَنِ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِنَّ وَيَنْفَعُ بِهِنَّ مَنْ عَلَّمْتَهُ وَيُثَبِّتُ مَا تَعَلَّمْتَ فِيْ صَدْرِكَ قَالَ اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلِّمْنِيْ قَالَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَقُوْمَ فِيْ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَاِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُوْدَةٌ وَالدُّعَاءُ فِيْهَا مُسْتَجَابٌ وَقَدْ قَالَ اَخِيْ يَعْقُوْبُ لِبَنِيْهِ (سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ) يَقُوْلُ حَتّٰى تَاْتِيَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِيْ وَسَطِهَا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِيْ اَوَّلِهَا فَصَلِّ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةِ يٰسٓ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحٰمٓ الدُّخَانِ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفَصَّلَ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَاَحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللّٰهِ وَصَلِّ عَلَيَّ وَاَحْسِنْ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِاِخْوَانِكَ الَّذِيْنَ سَبَقُوْكَ بِالْاِيْمَانِ ثُمَّ قُلْ فِيْ اٰخِرِ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ

3493۔ تفردبه الترمذی انظر التحفة (٥/١٤٩)، حدیث (٦١٥٢) من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه الحاكم في المستدرك (٣١٧/١): و قال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين و لم يخرجاه، و قال الذهبي: هذا حديث منكر شاذ اخاف ان يكون موضوعاً و قد حيرني و الله جودة سنده۔

وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ يَا أَبَا الْحَسَنِ تَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا تُجَبْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأَ مُؤْمِنًا قَطُّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللَّهِ مَا لَبِثَ عَلِيٌّ إِلَّا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِثْلِ ذَلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ فِيمَا خَلَا لَا آخُذُ إِلَّا أَرْبَعَ آيَاتٍ أَوْ نَحْوَهُنَّ وَإِذَا قَرَأْتُهُنَّ عَلَى نَفْسِي تَفَلَّتْنَ وَأَنَا أَتَعَلَّمُ الْيَوْمَ أَرْبَعِينَ آيَةً أَوْ نَحْوَهَا وَإِذَا قَرَأْتُهَا عَلَى نَفْسِي فَكَأَنَّمَا كِتَابُ اللَّهِ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ فَإِذَا رَدَّدْتُهُ تَفَلَّتَ وَأَنَا الْيَوْمَ أَسْمَعُ الْأَحَادِيثَ فَإِذَا تَحَدَّثْتُ بِهَا لَمْ أَخْرِمْ مِنْهَا حَرْفًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَا أَبَا الْحَسَنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ اسی دوران حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور بولے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ قرآن میرے سینے سے نکل جاتا ہے۔ مجھ سے یہ یاد نہیں رکھا جاتا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوالحسن! میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو نفع دے گا' جس کو تم یہ کلمات سکھاؤ گے اور تم جو کچھ سیکھو گے اللہ تعالیٰ اسے تمہارے سینے میں محفوظ رکھے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ آپ ﷺ مجھے اس کی تعلیم دیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کی رات آئے تو اگر تم سے ہو سکے تو رات کے آخری تہائی حصے میں نوافل ادا کرو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے۔ جس میں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور جس میں کی گئی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

میرے بھائی (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں سے یہ کہا تھا (جس کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے)

''میں عنقریب تمہارے لیے اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کروں گا۔''

ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب جمعے کی رات آئے گی تو (تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا' پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) اگر تم یہ نہ کر سکتے ہو تو پھر رات کے درمیانی حصے میں نفل ادا کرو اگر یہ بھی نہ کر سکتے ہو تو رات کے ابتدائی حصے میں ادا کرو تم چار رکعات ادا کرو جن میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورۃ یسین پڑھو۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ''حم دخان'' پڑھو تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ''الم تنزیل'' پڑھو چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ''سورہ ملک'' پڑھو جب تم تشہد پڑھ کے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اور اللہ تعالیٰ کی اچھے طریقے سے حمد بیان کرو مجھ پر درود بھیجو اور اچھے طریقے

سے درود بھیجو تمام انبیاء پر بھی درود بھیجو تمام مؤمن مردوں اور خواتین کے لیے مغفرت طلب کرو تمہارے وہ بھائی جو تم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں ان کے لیے دعا کرو پھر آخر میں یہ دعا مانگو۔

''اے اللہ! جب تک تو مجھے زندہ رکھے گا' اس وقت تک مجھ پر یہ رحم کر کہ میں گناہوں کو چھوڑ دوں اور مجھ پر یہ رحم کر کہ میں ہر وہ چیز ترک کر دوں جو میرے لیے لایعنی ہو تو مجھے یہ نعمت عطا کر کہ میں اس چیز کے بارے میں غور وفکر کروں جو تجھے مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے جلال واکرام کے مالک اے اس عزت کے مالک جو حاصل نہیں کی جاسکتی۔ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں اے اللہ! اے رحمٰن تیرے جلال کے وسیلے سے تیری ذات کے نور کے وسیلے سے کہ تو میرے دل کو اپنی کتاب کے حفظ کے قابل کر دے بالکل اسی طرح جیسے تو نے مجھے اس کی تعلیم دی ہے اور تو مجھے یہ نعمت عطا کر کہ میں اس کتاب کو اسی طرح تلاوت کروں جس طریقے سے تلاوت تجھے مجھ سے راضی کر دے اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے جلال و اکرام والے اے اس عزت والے جسے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے رحمٰن تیرے جلال کے وسیلے سے تیری ذات کے نور کے وسیلے سے کہ تو اپنی کتاب کے ذریعے میری بصارت کو منور کر دے تو اپنی کتاب میری زبان پر جاری کر دے اس کے ذریعے میرے دل کو کشادہ کر دے۔ میرے سینے کو کھلا کر دے۔ میرے بدن کو اس پر عمل کی توفیق دے' کیونکہ حق کے بارے میں تیرے علاوہ اور کوئی میری مدد نہیں کرسکتا اور یہ سب کچھ صرف تو ہی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ جو عظیم اور بزرگ و برتر ہے''۔

پھر (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا)

اے ابوالحسن! تم یہ عمل تین ہفتے پانچ ہفتے یا سات ہفتے کرو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہاری دعا قبول ہوگی جس ذات نے مجھے حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے اس کی قسم اسے کرنے والا کوئی بھی مؤمن شخص محروم نہیں رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! پانچ یا شاید سات ہفتے گزرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی طرح ایک محفل میں آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! پہلے یہ حالت ہوتی تھی کہ مجھے صرف چار آیات ہی یاد ہوتی تھیں اور انہیں بھی جب پڑھنے لگتا تھا تو بھول جاتا تھا۔ اب میں چالیس آیات یاد کر لیتا ہوں اور جب انہیں زبانی دہراتا ہوں' تو یوں محسوس ہوتا ہے' جیسے اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ پہلے میں کوئی بات سنتا تھا اور جب اسے دہراتا تھا تو وہ بات بھول جاتی تھی اور اب میری یہ حالت ہے کہ میں کئی باتیں سنتا ہوں اور جب انہیں بیان کرتا ہوں' تو اس میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوٹتا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان سے یہ فرمایا: اے ابوالحسن! رب کعبہ کی قسم! (تم) مؤمن ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف ولید بن مسلم کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

حفظ قرآن کریم کے موقع پر پڑھی جانے والی دعا کی فضیلت.

حدیث باب کا اختصار یہ ہے کہ جس شخص کو قرآنی سورتیں یا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوشش بسیار کے باوجود یاد نہ ہوتی ہوں، وہ تین یا پانچ یا سات جمعوں میں تہائی رات میں یا نصف رات میں یا رات کے ابتدائی حصہ میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یٰسین کی قرأت کرے، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد حٰم الدخان کی قرأت کرے، تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد الٓمٓ تَنْزِیْلُ السَّجْدَۃَ اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الملک کی قرأت کرے۔ پھر درود شریف پڑھ کر جو بھی دعا کرے' اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور یادداشت کے لیے اللہ ذہن کو تیز تر کر دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چند آیات قرآنی یاد کرنے کے باوجود محفوظ نہیں رہتی تھیں اور اسی طرح احادیث نبوی بھی کوشش کے باوجود یاد نہیں ہوتی تھیں۔ انہوں نے چند جمعوں میں نماز حفظ قرآن ادا کی، پھر انہیں طویل ترین قرآنی سورتیں یاد ہو جاتی تھیں اور احادیث نبویہ ذہن میں محفوظ ہو جاتی تھیں۔

سوال: قرآنی ترتیب کے لحاظ سے سورہ الم تنزیل السجدہ پہلے ہے' جبکہ سورہ یٰسین اور سورۃ الدخان بعد میں ہیں، حالانکہ نماز میں قرآنی ترتیب کا اعتبار کیا جاتا ہے' لیکن حدیث باب میں ترتیب بالعکس معلوم ہوتی ہے؟

جواب: ۱) قرآنی ترتیب کا اعتبار فرائض میں کیا جاتا ہے' جبکہ نماز حفظ القرآن نوافل ہیں، جن میں ترتیب قرآن واجب نہیں ہے۔

(۲) نفلی نماز کا ہر شفعہ مستقل نماز ہوتا ہے، ایک شفعہ کی دونوں رکعت میں ترتیب ملحوظ خاطر رکھی جائے گی جبکہ دوسرے شفعہ کو پہلے شفعہ کے ساتھ ملا کر اس کی دونوں رکعت میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

سوال: سورۃ الملک کے ساتھ المفصل کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: ایک تبارک سورہ فرقان کے آغاز میں ہے، یہاں وہ سورہ مراد نہیں ہے، کیونکہ وہ سورہ مئین میں شامل ہے۔ دوسرا تبارک سورۃ الملک کے آغاز میں ہے، چوتھی رکعت میں اس کی قرأت کرنی ہے، یہ مفصلات میں سے ایک سورۃ ہے۔

سوال: حدیث باب میں ہے کہ دعا مذکورہ قعدہ آخیرہ میں پڑھی جائے، اگر کسی کو یہ دعا زبانی یاد نہ ہو تو وہ کیا کرے؟

جواب: جس کو مذکورہ دعا زبانی یاد نہ ہو، وہ نماز سے فراغت پر کتاب سے دیکھ کر پڑھ سکتا ہے۔

سوال: اگر کسی شخص کو حدیث باب میں مذکور چار سورتیں زبانی یاد نہ ہوں تو وہ کیا کرے؟

جواب: وہ شخص قرآن کو حفظ کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ تجوید وقرأت کے ساتھ ناظرہ قرآن پڑھنے پر اکتفاء کرے۔

بَابُ فِىْ انْتِظَارِ الْفَرَجِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

باب 70: فراخی کا انتظار کرنا

3494 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ اِسْرَآئِيلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ اَنْ يُّسْاَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ

اختلاف روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوٰى حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَقَدْ خُوْلِفَ فِىْ رِوَايَتِهٖ وَحَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ هٰذَا هُوَ الصَّفَّارُ لَيْسَ بِالْحَافِظِ وَهُوَ عِنْدَنَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَرَوٰى اَبُوْ نُعَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اِسْرَآئِيلَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَحَدِيْثُ اَبِىْ نُعَيْمٍ اَشْبَهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَصَحَّ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس سے کچھ مانگا جائے اور سب سے بہترین عبادت فراخی کا انتظار کرنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حماد بن واقد نے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے اس کی روایت میں اختلاف کیا گیا ہے حماد بن واقد نامی یہ راوی صفار ہے یہ حافظ نہیں ہے ہمارے نزدیک یہ بصری شیخ ہیں۔

شیخ ابونعیم نے اس حدیث کو اسرائیل کے حوالے سے حکیم بن جبیر کے حوالے سے ایک شخص کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

ابونعیم کی نقل کردہ روایت اس لائق ہے کہ اُسے زیادہ مستند قرار دیا جائے۔

شرح

دعا کرنے کے بعد کشادگی کے لیے منتظر رہنا:

حسن ایمان اور صدق دل سے جو بھی دعا مانگی جاتی ہے، وہ قبول کی جاتی ہے۔ بعض اوقات جلدی سے دعا قبول کی جاتی ہے اور بعض اوقات تاخیر سے۔ کبھی آدمی کو دعا کی قبولیت کا علم ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا جبکہ کبھی آنے والی آفات ومصائب کو دور کر دیا جاتا ہے پھر کبھی اس دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے۔ آدمی کو دعا میں جلد بازی سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ متفق علیہ کی ایک روایت ہے: تمہاری دعائیں اس وقت تک قبول کی جاتی ہیں، جب تک تم جلد بازی نہ کرو۔ جلد بازی یہ ہے کہ آدمی یوں کہنا شروع کر دے: میں نے دعا کی ہے، جو قبول نہیں کی گئی۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۶۳۴۰) ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ

3494- اخرجه الترمذي انظر التحفة (۱۲۸/۷)، حديث (۹۵۱۵) من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه ابن ابي الدنيا في الذكر و ابو نعيم في الحلية (۱۲۷/۱، ۱۲۸).

علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: یارسول اللہ! جلدی مچانا کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: دعا مانگنے کے بعد آدمی یوں کہنا شروع کر دے: میں نے بار بار دعا مانگی ہے، جو قبول نہیں ہوئی، جب میری دعا قبول نہیں ہوتی تو میں نے دعا مانگنا چھوڑ دی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، رقم الحدیث: ۲۲۲۷)

دعا میں جلد بازی سے منع کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل العبادة انتظار الفرج یعنی ''دعا کے بعد کشادگی کا انتظار کرنا بہترین عبادت ہے۔'' اس کا مفہوم یہ ہے: دعا مانگنے کے بعد آدمی کو مایوس نہیں ہونا چاہیے اور نہ عدم قبولیت کی شکایت کرنی چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد و یقین کرتے ہوئے انتظار کرنا چاہیے، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو درجہ قبولیت عطا کر دیتا ہے۔

3495 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْعَجْزِ وَالْبُخْلِ

◆◆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں کاہلی، عاجز ہو جانے اور کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

3496 متنِ حدیث: وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی منقول ہے: آپ ﷺ بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے بھی پناہ مانگا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

کاہلی، بے بسی اور بخیلی سے پناہ کی دعا:

تین امور انسان کے لیے تاحیات خطرناک اور ذلت و رسوائی کا سبب بنتے ہیں:

(۱) کاہلی: کاہلی کی نحوست کے سبب کاہل انسان زندگی کے کسی شعبہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر طلباء اس نحوست کا شکار ہو جائیں تو وہ اپنے مقصد میں ہرگز کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

3495۔ اخرجه مسلم (۲۰۸۸/۴): كتاب الذكر الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب: التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم يعمل، حديث (۲۷۲۲/۷۳)۔

(۲) بے بسی: جو انسان جب کمزوری یا حادثہ یا بڑھاپے کی وجہ سے بے بسی کا شکار ہو جاتا ہے، وہ بھی اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام رہتا ہے۔

(۳) بخیلی: بخیلی ایسی نحوست ہے کہ بخیل آدمی تاحیات کماتا ہے، اپنی کمائی سے نہ خود استفادہ کرتا ہے اور نہ دوسروں کو اس کی اجازت دیتا ہے، اعزاء واقارب اور دوست واحباب اس سے ناراض رہتے ہیں اور وہ ان سے ناشاد رہتا ہے۔ اس طرح وہ معاشرے کا ذلیل ترین فرد بن جاتا ہے اور اسی کیفیت میں زندگی گزار دیتا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے مطابق ان امور ثلاثہ سے نجات کے لیے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَالْعَجْزِ وَالْبُخْلِ

اس دعا میں کاہلی، بے بسی اور بخیلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے، کیونکہ یہ امور ثلاثہ انسان کے لیے نہایت نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

3497 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللّٰهَ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اِذًا نُكْثِرُ قَالَ اللّٰهُ اَكْثَرُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَابْنُ ثَوْبَانَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ الْعَابِدُ الشَّامِيُّ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: روئے زمین پر موجود جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چیز اُسے عطاء کر دیتا ہے یا پھر اس شخص سے (اس سوال) کی مانند کسی بُرائی کو دور کر دیتا ہے جب تک بندہ کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہ مانگے

حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کی: پھر تو ہمیں زیادہ دعا مانگنی چاہیے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عطاء کرنے والا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

ابن ثوبان نامی راوی عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان ہیں' جو زاہد ہیں اور شام کے رہنے والے ہیں۔

3497- اخرجه عبد الله بن احمد في الزوائد (۳۲۹/۵)، عن مكحول عن جبير بن نفير عن عبادة بن الصامت فذكره.

شرح

معصیت کی دعا کے علاوہ ہر دعا قبول ہونا:

معصیت اور قطع رحمی کے علاوہ مسلمان جو بھی دعا کرتا ہے، وہ قبول کی جاتی ہے۔ قطع رحمی اور معصیت پر مبنی دعا قبول نہیں کی جاتی، کیونکہ یہ گناہ ہے اور گناہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ عمل ہے۔ قبولیت دعا کی کئی صورتیں ہیں، کبھی مطلوبہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے، کبھی اضافی امر کے ساتھ مقصد حاصل ہوتا، کبھی آخرت کے لیے دعا ذخیرہ کر لی جاتی ہے اور کبھی آنے والی آفت یا مصیبت کو ٹال دیا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب یہ بات بیان ہوئی کہ مسلمان کی ہر دعا قبول کی جاتی ہے سوائے قطع رحمی اور معصیت کے، تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر تو ہم کثیر دعائیں مانگیں گے، آپ کی طرف سے اعلان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کثیر عنایات والا ہے اور اس کے خزانے محدود نہیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ مسلمان کی دعا کو عبادت کی حیثیت سے ذخیرہ کر لیتا ہے۔

اسلام، سلامتی کا نام ہے، اس کی تعلیمات میں لوگوں کے لیے امن وسکون ہے، مسلمانوں میں محبت پیدا کرتا ہے، قرب و ناطے قائم کرتا ہے، کلمہ گو لوگوں کو بھائی بھائی قرار دیتا ہے، باہمی معاونت و خیر خواہی کا درس دیتا ہے، دوریاں ختم کر کے رشتہ اخوت میں سموتا ہے، باہم پیار و محبت سے رہنے کا سبق دیتا ہے، خوشی و غمی میں شمولیت کی دعوت دیتا ہے۔ قطع رحمی اور معصیت پر مشتمل دعا ہرگز قبول نہیں کی جاتی، کیونکہ ایسی دعا اسلام کے پیغام محبت کے منافی ہے۔

3498 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ

متنِ حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَرَدَدْتُهُنَّ لِأَسْتَذْكِرَهُ فَقُلْتُ آمَنْتُ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَقَالَ قُلْ آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ

حکمِ حدیث: قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا نَعْلَمُ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ ذِكْرَ الْوُضُوءِ إِلَّا فِي هَذَا

3498۔ اخرجه البخاری (۱/۴۲۶): كتاب الوضوء: باب: فضل من بات على وضوء، حديث (۲۴۷) و اطرافه فی (۶۳۱۱، ۶۳۱۳، ۶۳۱۵، ۶۴۸۸)، و مسلم (۴/۲۰۸۱): كتاب الذكر والدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: ما يقول عند النوم و اخذ المضجع، حديث (۵۶/۲۷۱۰)، و ابوداؤد (۴/۳۱۱): كتاب الادب: باب: ما يقال عند النوم، حديث (۵۰۴۶)، (۵۰۴۸)، (۵۰۴۷)، و احمد (۴/۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۶، ۳۰۰)، و ابن خزيمة (۱/۱۰۸)، حديث (۲۱۶).

الْحَدِيْث

◆◆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو پہلے نماز کے وضو کا سا وضو کر لو اور پھر دائیں پہلو کی طرف لیٹو اور یہ پڑھو: اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری بارگاہ میں جھکا دیا' میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا' میں نے تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے اپنی پشت تیری طرف پناہ کے لیے لگا دی' تیرے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور کوئی جائے نجات نہیں ہے' صرف تیری ہی ذات ایسی ہے جس سے پناہ حاصل کی جا سکتی ہے' میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل کیا ہے اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے' اگر تو مجھے اسی رات میں موت دیدے تو مجھے دین اسلام پر موت دینا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے ان کلمات کو دہرایا تا کہ انہیں اچھی طرح یاد کر لوں تو میں نے یہ پڑھ دیا:

''میں تیرے اس رسول پر ایمان لایا جسے تو نے مبعوث کیا ہے''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ کہو:

''میں تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے مبعوث کیا ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ہمارے علم کے مطابق دیگر کسی بھی روایت میں وضو کرنے کا ذکر نہیں ہے' صرف اسی روایت میں ہے۔

شرح

سونے کے وقت پڑھی جانے والی دعا اور اس کی فضیلت:

ماثورہ دعاؤں میں تبدیلی درست نہیں ہے، انہیں اصل حالت میں رکھتے ہوئے پڑھنا چاہیے، تاہم ان میں مستقل بنیاد پر اضافے کی گنجائش موجود ہے۔ سونے سے قبل دعا پڑھنے میں یہ حکمت ہے کہ نیند موت کی بہن ہے بلکہ اسے موت صغریٰ کہا جاتا ہے، سونے والا اپنے ماحول اور دنیا بھر سے بے خبر ہوتا ہے، بعض اوقات حالت نیند میں بھی مر جاتا ہے، دعا میں ایمان باللہ کا ذکر ہے، حالت نیند میں موت آنے سے وہ ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگا۔ سوتے وقت دائیں پہلو پر لیٹنے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ بائیں پہلو میں دل ہوتا ہے، اس کروٹ لیٹنے سے قلب پر بوجھ پڑے گا اور انسان غفلت کی نیند کا شکار ہو جائے گا۔

اس روایت میں وضو (طہارت) کا تذکرہ موجود ہے' جبکہ دیگر روایات میں وضو کا ذکر نہیں ہے، اس اعتبار سے یہ روایت زیادہ اہمیت کی حامل ہے اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ سونے سے قبل وضو کرنا مستحب ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے مطابق سونے سے قبل پڑھی جانے والی یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ! اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ. لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ.

یہ دعا اللہ تعالیٰ پر اسلام لانے، اپنا معاملہ اس کی بارگاہ میں پیش کرنے، توجہ کا مرکز ومحور اسے بنانے، نجات کا سرچشمہ اسے قرار دینے، قرآن کریم پر ایمان لانے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے پر مشتمل ہے۔

3499 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ فُدَيْكٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْبَرَّادِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ وَّظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا قَالَ فَاَدْرَكْتُهُ فَقَالَ قُلْ فَلَمْ اَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ فَلَمْ اَقُلْ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَقُلْتُ مَا اَقُوْلُ قَالَ قُلْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْبَرَّادُ هُوَ اَسِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَسِيْدٍ مَدَنِيٌّ

◆◆ معاذ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ رات کے وقت جب بارش ہو رہی تھی اور تاریکی بہت زیادہ تھی' ہم نبی اکرم ﷺ کو ڈھونڈنے کے لیے نکلے تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھا دیں۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو پایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو! تو میں نے کچھ نہیں پڑھا' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: تم یہ پڑھو! میں نے پھر کچھ نہیں پڑھا' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: تم یہ پڑھو میں نے پھر کچھ نہیں پڑھا' آپ ﷺ نے پھر یہ فرمایا: تم پڑھو' میں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ پڑھو: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھو (یعنی سورۂ اخلاص' سورۂ فلق' سورۂ ناس پڑھا کرو)۔

اس وقت جب شام ہو اور اس وقت جب صبح ہو' یہ تین مرتبہ پڑھو یہ تمہارے لیے ہر چیز سے کافی ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ابوسعید براد نامی راوی اُسید بن ابواُسید مدنی ہیں۔

شرح

صبح وشام سورہ اخلاص اور سورہ معوذتین پڑھنے کی فضیلت:

قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور اس کی

3499- اخرجه ابوداؤد (۳۲۱/۴، ۳۲۲): كتاب الادب: باب: ما يقول اذا اصبح، حديث (۵۰۸۲)، و النسائي (۲۵۰/۸): كتاب الاستعاذة باب: (۱)، حديث (۵۴۲۹)، و عبد الله بن احمد في الزوائد (۳۱۲/۵)، و عبد بن حميد ص (۱۸۷)، حديث (۴۹۴).

حفاظت اپنے ذمہ کرم میں لی۔ اس کی تلاوت، زیارت، گھر میں رکھنا، درس و تدریس، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا سب امور کو عبادت بنایا۔ نیز اس مقدس کتاب کے بعض حصوں کو دیگر حصوں پر اور بعض سورتوں کو دوسری سورتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ حدیث باب میں سورہ اخلاص اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ صبح و شام ان کی تلاوت ہر مقصد کے حصول کے لیے کافی ہیں۔

نیز حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت اس حدیث کی تشریح و توضیح کے لیے پیش کی جاسکتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ایک سفر پر تھے، مقام جحفہ اور ابواء شریف کے درمیان طوفانی آندھی آ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے لگے، آپ نے اس موقع پر فرمایا: اے عقبہ! تم یہ سورتیں تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلبی کرو، کیونکہ یہ بہترین دعا کی حیثیت رکھتی ہیں اور پناہ طلبی میں نہایت نافع ہیں۔

کسی بھی پریشانی کے موقع پر سورہ اخلاص اور معوذتین کی تلاوت نہایت مفید و نافع ہے، کیونکہ ان میں توحید باری تعالیٰ اور پناہ طلبی کا درس دیا گیا ہے۔

بَابُ فِيْ دُعَاءِ الضَّيْفِ

باب 71: مہمان کی دُعا

3500 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُمَيْرٍ الشَّامِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَيْهِ طَعَامًا فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَاْكُلُ وَيُلْقِی النَّوٰى بِاِصْبَعَيْهِ جَمَعَ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى قَالَ شُعْبَةُ وَهُوَ ظَنِّیْ فِيْهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَاَلْقَى النَّوٰى بَيْنَ اُصْبُعَيْنِ ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِیْ عَنْ يَمِيْنِهِ قَالَ فَقَالَ اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ ادْعُ لَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ

◄► ◄► حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے میرے والد کے ہاں پڑاؤ کیا، ہم نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا، آپ ﷺ نے اُسے کھالیا پھر کھجوریں لائی گئیں، آپ ﷺ اُنہیں کھانے لگے اور گٹھلیاں

3500- اخرجه مسلم (۱۶۱۵/۳): كتاب الاشربة: باب: استحباب وضع النوى خارج التمر، و استحباب دعاء الضيف لا هل الطعام، و طلب الدعاء من الضيف الصالح، و اجابته لذلك، حديث (۲۰۴۲/۱۴۶)، و ابوداؤد (۳۳۸/۳): كتاب الاشربة: باب: في النفخ في الشراب و التنفس فيه، حديث (۳۷۲۹)، و اخرجه احمد (۱۸۸/۴ - ۱۹۰)، و عبد بن حميد ص (۱۸۲)، حديث (۵۰۷)، عن شعبة، عن يزيد بن خمير عن عبد الله بن بسر به.

اپنی ان دو انگلیوں میں رکھنے لگے (یہاں راوی نے شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کا ذکر کیا ہے)۔

شعبہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ اپنی انہی دو انگلیوں میں آپ ﷺ نے انہیں رکھا تھا اور مجھے امید ہے کہ یہ خیال ٹھیک ہو گا۔

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر مشروب لایا گیا تو آپ ﷺ نے اُسے پی لیا اور پھر آپ ﷺ نے وہ مشروب پیا اور پھر آپ ﷺ نے وہ مشروب اُس شخص کی طرف بڑھایا جو آپ ﷺ کے دائیں طرف موجود تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: (جب آپ ﷺ روانہ ہونے لگے) تو میرے والد نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام تھام کر عرض کی: آپ ﷺ ہمارے لیے دعا کیجئے۔

(تو نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا کی:) اے اللہ! تو انہیں جو رزق عطاء کرتا ہے اُس میں انہیں برکت نصیب فرما! ان کی مغفرت کر دے اور ان پر رحم کر۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

مہمان کا میزبان کے حق میں دعا کرنا:

ہر شخص ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکتا ہے اور یہ دعا اپنے لیے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے کر سکتا ہے۔ دعا رات میں کریں یا دن میں، سفر میں کریں یا حضر میں اور انفرادی طور پر کریں یا اجتماعی طور پر ہر صورت میں جائز ہے۔

جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے ہاں مہمان بنے تو میزبان کے حق میں دعا کرنا مسنون ہے، اس موقع پر حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ ۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے آپ کی خدمت میں روٹی اور روغن پیش کیا، تناول فرمانے کے بعد آپ نے ان کے حق میں یہ دعا فرمائی:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ

اس روایت سے ثابت ہوا کہ مہمان کا میزبان کے حق میں دعا کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس سے باہم محبت و اخوت میں اضافہ ہوتا ہے اور باہم ملاقات کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ نیز میزبان، مہمان کو الوداع کہنے کے لیے اس کی سواری تک جائے اور دعا کرنے کی درخواست کرے۔

3501 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الشَّنِّيُّ

حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► بلال بن یسار بیان کرتے ہیں: میرے والد نے میرے دادا (حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص یہ پڑھے:

"میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی معبود ہے وہ زندہ ہے اور قیوم ہے میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں"۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) تو اس کی بخشش ہو جائے گی اگرچہ اس نے میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کی ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

ایک جامع استغفار کی فضیلت:

اپنی جان بچانے کے لیے اور دشمن کے خوف سے میدان جنگ میں راہ فرار اختیار کرنا گناہ کبیرہ ہے، استغفار کی برکت سے ایسا سنگین جرم بھی معاف ہو جاتا ہے، مسلمان کو چاہیے کہ وہ بکثرت استغفار کرنے میں رطب اللسان رہے۔ استغفار کی برکت سے صغائر و کبائر سب گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔

حضرت بلال بن یسار رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ استغفار بایں الفاظ منقول ہے:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.

یہاں استغفار کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت، معبود حقیقی، صفات حی و قیوم اور توبہ کا مرکز و چشمہ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ استغفار کا اصل محل قلب ہے مگر زبان سے صرف ذکر کی حیثیت رکھتا ہے۔

3502 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ

متنِ حدیث: أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَنِي قَالَ إِنْ

3501- اخرجه ابوداؤد (٢/٨٥): كتاب الصلاة: باب: الاستغفار حديث (١٥١٧)، عن بلال بن يسار بن زيد مولى النبي صلى الله عليه وسلم عن ابيه عن جده زيد فذكره.

شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِيَ اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي جَعْفَرٍ وَهُوَ الْخَطْمِيُّ

توضیح راوی: وَعُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ هُوَ أَخُو سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

◆◆ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک نابینا صاحب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت نصیب کرے! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر تم چاہو تو تم اس پر صبر کرو' یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا' انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ میرے لیے دعا کر دیں! چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگیں:

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں' اے اللہ! میرے بارے میں اُن کی شفاعت قبول کر لے!''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے' ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو ابوجعفر سے منقول ہے۔

یہ صاحب خطمی ہیں اور اس روایت کے راوی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ' حضرت سہل بن حنیف کے بھائی ہیں۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے دعا کرنا:

لفظ ''توسّل'' باب تفعل کا مصدر ہے، اس کا لغوی معنیٰ ہے: قرب تلاش کرنا، نزدیکی چاہنا، کسی کو واسطہ بنانا۔ لفظ ''وسیلہ'' بھی فعل ثلاثی مجرد کا مصدر ہے، جس کا معنیٰ ہے: قرب، ذریعہ قرب۔ توسل کا اصطلاحی مفہوم ہے کہ اپنے کسی نیک عمل یا کسی معزز شخصیت کی برکت یا واسطہ سے دعا کرنا، یہ جائز ہے۔ اس بارے میں چند ایک دلائل حسب ذیل ہیں:

ا- ارشاد ربانی ہے:

(i) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (المائدہ: ٣٥)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔''

3502- اخرجه ابن ماجه (١/٤٤١): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: ما جاء في صلاة الحاجة، حديث (١٣٨٥)، و احمد (١٣٨/٤)، و عبد بن حميد ص (١٤٧)، حديث (٣٨٩)، و ابن خزيمة (٢٢٥/٢) حديث (١٢١٩).

(۱) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۵۷)

''وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے، اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔''

۲- اذان کے بعد مانگی جانے والی دعا، جو احادیث مبارکہ میں یوں مذکور ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ ۨ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ ۨ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۦ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۦ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

اے اللہ! اس دعوت تامہ اور صلوٰۃ قائمہ کے مالک تو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ، فضیلت اور بلند درجہ عطا کر۔ ان کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرما۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے! (تو ہم پر) رحم فرما!

۳- حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نابینا شخص کو سکھائی جانے والی دعا یوں منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ اَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّىْ فِىْ حَاجَتِىْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِىْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِىَّ ۔

۴- ایک مشہور حدیث میں مذکور ہے کہ تین شخص ایک غار میں پھنس گئے تھے، انہوں نے اپنے اپنے نیک عمل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ان کی دعا قبول کی گئی اور انہیں اس غار سے نجات حاصل ہوگئی۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۹۷۴)

۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے طلب باراں کے لیے یوں دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ! اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۰۱۰)

''اے اللہ! بیشک ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے دعا کیا کرتے تھے، پس تو ہمیں بارش عطا کرتا تھا۔''

۶- حدیث باب کی تشریح میں یوں مذکور ہے:

فَرَجَعَ، وَقَدْ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِهٖ

''پس وہ (نابینا) شخص اس حالت میں (گھر) واپس لوٹا کہ وہ بینا ہو چکا تھا۔''

ان آیات، احادیث اور آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ توسّل جائز ہے۔ اگر قارئین کو مسئلہ کی مزید وضاحت مطلوب ہو، تو

استاذی المکرم شیخ الحدیث، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ (ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) کی تصنیف لطیف ''التوسل'' کا مطالعہ کریں۔

3503 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ مَعْنٌ حَدَّثَنِىْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِىْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَّذْكُرُ اللّٰهَ فِىْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: رات کے آخری حصے میں بندہ اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے' اگر تم اس وقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتے ہو تو ایسا کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اِس حوالے سے ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

قبولیت دعا کا خاص وقت:

جب مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، وہ قبول کی جاتی ہے۔ تاہم قبولیت دعا کا ایک مخصوص وقت ہے، جو حدیث باب میں بیان ہوا ہے، وہ رات کا آخری حصہ یعنی سحری کا وقت ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے، ذاتِ باری تعالیٰ اس وقت آسمانِ دنیا میں جلوہ افروز ہو کر یوں اعلان کرتا ہے: کوئی شخص ہے جو اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہو؟ میں اس کی بخشش کرتا ہوں، کوئی شخص ہے جو وسعت رزق چاہتا ہو؟ میں اس کے رزق میں کشادگی کر دوں، کوئی شخص ہے جو مجھ سے دعا کرے؟ میں اس کی دعا قبول کروں۔ الغرض اس وقت میں جو دعا کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے۔

اولیاء، صالحین، علماء، مشائخ اور اہل تقویٰ رات کے اسی وقت میں اپنے بستر سے الگ ہو کر نماز تہجد ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے حضور گڑگڑا کر توبہ واستغفار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے ناز کرتے ہیں۔ عام لوگوں کو بھی اس وقت بیدار ہو کر نماز ادا کرنا چاہیے، اپنے گناہوں کی توبہ واستغفار کا عادی بننا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے۔

3503۔ اخرجه مسلم (۱۸۲/۳ ابی): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: اسلام عمرو بن عبسة، حديث (۸۳۲/۲۹۴)، و ابوداؤد (۲۵/۲): كتاب الصلاة: باب: من رخص. فيهما اذا كانت الشمس مرتفعة، حديث (۱۲۷۷) و النسائی (۹۱/۱) كتاب الطهارة: باب: ثواب من توضأ لما امر، حديث (۱۴۷)، (۲۷۹/۱). كتاب المواقيت: باب: النهي عن الصلاة بعد العصر، حديث (۵۷۲)، و احمد (۱۱۱/۴، ۱۱۲) و عبد بن حميد ص (۱۲۳)، حديث (۲۹۸)، و ابن خزيمة (۱۸۲/۲) حديث (۱۱۴۷).

3504 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الدِّمَشْقِیُّ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عُفَیْرُ بْنُ مَعْدَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا دَوْسٍ الْیَحْصُبِیَّ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَائِذٍ الْیَحْصُبِیِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

متن حدیث: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اِنَّ عَبْدِیْ كُلَّ عَبْدِیَ الَّذِیْ یَذْكُرُنِیْ وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهٗ یَعْنِیْ عِنْدَ الْقِتَالِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا هٰذَا الْحَدِیْثَ الْوَاحِدَ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰی قَوْلِهٖ وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهٗ اِنَّمَا یَعْنِیْ عِنْدَ الْقِتَالِ یَعْنِیْ اَنْ یَّذْكُرَ اللّٰهَ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ

◆◆ حضرت عمارہ بن زعکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: میرا بندہ وہ ہے جو مجھے اس وقت یاد کرے جب وہ جنگ کرنے لگے۔ (راوی بیان کرتے ہیں:) اس سے مراد قتال ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں اس کی سند قوی نہیں ہے۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت عمارہ بن زعکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے صرف یہی ایک حدیث نقل کی ہے۔

روایت کے یہ الفاظ وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهٗ اس سے مراد یہ ہے کہ جنگ کے وقت یعنی وہ اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

شرح

دعا قبول کیے جانے کا دوسرا خاص وقت:

مختلف روایات میں قبولیت دعا کے مخصوص اوقات بیان کیے گئے ہیں، وہ اوقات کثیر ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(۱) فرض نمازوں کی ادائیگی کے بعد میں (۲) حفظ یا ناظرہ قرآن کی تکمیل کے بعد (۳) اذان و اقامت کے درمیانی وقفہ میں (۴) میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ کے وقت (۵) مسجد حرام میں حاضری کے وقت جب کعبہ معظمہ پر پہلی نظر پڑے (۶) میدان میں جب اکیلا نماز سے فراغت حاصل کرے (۷) جب باران رحمت کا نزول ہو (۸) میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ کے دوران میں بزدل لوگوں کے راہ فرار اختیار کرتے وقت (۹) رات کے آخری تہائی حصہ شروع ہوتے وقت (۱۰) لیلۃ القدر میں (۱۱) ایام حج میں میدان عرفات میں قیام کے وقت (۱۲) شب برأت میں (۱۳) جمعہ کے دن نماز عصر و مغرب کے دوران (۱۴) سفر حج و عمرہ کے دوران میں (۱۵) سفر جہاد کے دوران میں (۱۶) حالت مرض میں (۱۷) حالت سفر میں (۱۸) شوال کی

3504۔ تفرد به الترمذي انظر التحفة (۴/ ۸۷) ، حديث (۱۰۳۸۹) من اصحاب الكتب الستة. و اورده ابن سعد في الطبقات الكبرى (۷/ ۴۰۳) ، ترجمة (۳۷۸۵) ، عمارة بن زعكرة. عن ابن عائذ اليحصبي عن عمارة بن زعكرة فذكره.

پہلی رات (شب عید) میں (۱۹) افطاری کے وقت (۲۰) جمعۃ المبارک کے دو خطبوں کے دوران (ہاتھ اٹھائے بغیر محض دل میں)

بَابُ فِي فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

باب 72: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنے کی فضیلت

3505 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ زَاذَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

متنِ حدیث: أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْدُمُهُ قَالَ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ قیس بن سعد بیان کرتے ہیں: اُن کے والد نے انہیں نبی اکرم ﷺ کے سپرد کیا' تا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت کریں' وہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے' میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کے ذریعے مجھے مارا اور فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی جنت کے ایک دروازے کی طرف نہ کروں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے غریب ہے۔

3506 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ مَا نَهَضَ مَلَكٌ مِنَ الْأَرْضِ حَتَّى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

◆◆ صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں: زمین سے جو بھی فرشتہ اوپر جاتا ہے' وہ یہ پڑھتا ہے:

''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ''۔ (اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا)۔

شرح

حوقلہ (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) کی فضیلت:

کثیر اذکار میں سے ایک ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے، احادیث میں اس کی فضیلت مذکور ہے۔ حدیث باب میں اسے جنت کا دروازہ قرار دیا گیا ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں منقول ہے کہ حوقلہ جنت کا خزانہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حوقلہ کا ذکر کرنے سے انسان جنت کا حقدار بن جاتا ہے یا اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ جنت عطا فرماتا ہے۔

3505۔ اخرجه احمد (۴۲۲/۳) من حديث قيس بن سعد بن عبادة عن ابيه به.

علماء کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص حوقلہ کا ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جتنی بھی عنایات سے نوازے کم ہے۔

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک سفر کے دوران ایک بزرگ نے مجھے بطور وصیت فرمایا: اعمال صالحہ اور اقوال زریں میں سے کوئی: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کے برابر نہیں ہے۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ جو شخص یہ ذکر ایک دن میں سو بار پڑھے گا، اسے فقر لاحق نہیں ہوگا۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ سے مراد ہے کہ ہر نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت پر ہے۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ زمین سے جو بھی فرشتہ آسمان کی طرف روانہ ہوتا ہے، وہ یہ پڑھتا ہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

بَابُ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ

باب 73: تسبیح، تہلیل اور تقدیس کی فضیلت

3507 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ هَانِئَ بْنَ عُثْمَانَ عَنْ أُمِّهِ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ عَنْ جَدَّتِهَا يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ

متن حدیث: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ

اسنادِ دیگر: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ وَقَدْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ

◆◆ سیدہ یسیرہ رضی اللہ عنہا جو مہاجر خواتین میں سے ہیں، وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم خواتین تسبیح، تہلیل اور تقدیس پڑھا کرو تم اپنی انگلیوں کے پوروں پر انہیں گنا کرو، کیونکہ (قیامت کے دن ان تسبیحات سے) سوال کیا جائے گا (کہ تمہیں کس نے پڑھا تھا؟) اور یہ جواب دیں گی (اے خواتین!) تم غافل نہ ہونا، کیونکہ (اس صورت میں) تم رحمت کو بھول جاؤ گی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے، ہم اسے صرف ہانی بن عثمان کے حوالے سے جانتے ہیں، محمد بن ربیعہ نے اسے ہانی بن عثمان سے نقل کیا ہے۔

3507۔ اخرجہ ابوداؤد (۲/۸۱)، کتاب الصلاۃ: باب: التسبیح بالحصی، حدیث (۱۵۰۱)، و احمد (۶/۳۷۰)، و عبد بن حمید ص (۴۵۴)، حدیث (۱۵۷۰).

شرح

تسبیحات شمار کرنا ذکر کے لیے معاون ومدد ہے:

اذکار و وظائف اور تسبیح وتہلیل کا شمار کیے بغیر پڑھنا بہتر ہے جبکہ ان کا عقدانامل اور سنگریزوں پر شمار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ بات مشاہدہ میں آ چکی ہے کہ ذکر کو شمار نہ کیا جائے تو انسان عدم توجہ کا شکار ہو جاتا ہے اور زبان رک جاتی ہے مگر تسبیح (مالا) یا عقدانامل پر اسے شمار کیا جائے تو زبان رکتی نہیں ہے بلکہ مسلسل چلتی رہتی ہے۔ عقدانامل یا تسبیح پر اذکار شمار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ صحابیات اور صحابہ کرام گٹھلیوں، کنکریوں اور عقدانامل پر اذکار شمار کرتے تھے۔ اس کے جواز پر تفصیلی بحث گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔ عقدانامل یا تسبیح یا گٹھلیوں یا سنگریزوں پر اذکار کا شمار کرنا فی نفسہ اصل مقصود نہیں ہے بلکہ انسان سے اذکار و وظائف مسنونہ مطلوب ہیں خواہ وہ شمار کیے جائیں یا نہ کیے جائیں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اذکار کو عقدانامل پر شمار کرنا بہتر ہے، کیونکہ اس طرح زبان بھی حرکت میں رہے گی اور عقدانامل قیامت کے دن ذاکر کے حق میں ذکر کرنے کی گواہی دیں گی۔ تسبیح سے مراد ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھنا، تہلیل سے مراد ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا اور تقدیس سے مراد ہے: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھنا۔ ان اذکار کو عقدانامل یا تسبیح پر شمار کرنا جائز ہے، کیونکہ عقدانامل (انگلیوں کے پورے)، تسبیح کے دانے اور کنکریاں وغیرہ آدمی کے حق میں قیامت کے دن گواہی دیں گی۔ حدیث باب میں اذکار والتزام واہتمام کرنے کا حکم خواتین کو دیا گیا ہے جبکہ ذکور کو ان سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً خواتین میں غفلت وجہالت ہوتی ہے اور انہیں ترغیب وتبلیغ کی اشد ضرورت ہے ورنہ خواتین وحضرات سب سے اذکار مطلوب ہیں۔

بَابُ فِي الدُّعَاءِ إِذَا غَزَا

باب 74: جنگ کے وقت دعا مانگنا

3508 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أُقَاتِلُ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَمَعْنَى قَوْلِهِ عَضُدِي يَعْنِي عَوْنِي

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب جنگ کرتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے:

"اے اللہ! تو ہی میرا سہارا ہے تو ہی میرا مددگار ہے میں تیری مدد سے ہی جنگ میں حصہ لے رہا ہوں۔"

3508۔ اخرجه ابوداؤد (۴۲/۳): كتاب الجهاد: باب: ما يدعى عند اللقاء، حديث (۲۶۳۲)، واحمد (۱۸۴/۳)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ حدیث کے یہ الفاظ: عَضُدِیْ اس سے مراد ''میری مدد'' ہے۔

شرح

دشمن سے جنگ کے وقت کی جانے والی دعا:

زندگی کے تمام شعبوں میں مواقع کے مطابق ماثورہ دعائیں منقول ہیں، ہر دعا اپنے محل میں مؤثر ہے اور ایک سے ایک بڑھ کر اہمیت وفضیلت کی حامل ہے۔ حدیث باب میں میدان کارزار میں دشمن سے پنجہ آزمائی کے وقت پڑھی جانے والی دعا مذکور ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے مطابق دشمن سے مقابلہ کے وقت یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ وَبِكَ اُقَاتِلُ

انسان خواہ کتنا بہادر وجری اور شجاع کیوں نہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی مدد ومعاونت کے بغیر کسی میدان میں بھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے مشکل ترین وقت میں دعا کرتا ہے، معاونت کا طالب ہوتا ہے اور اسے یاد کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ومہربانی اور نصرت ومعاونت اس کے شامل حال ہوتی ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

بَابُ فِیْ دُعَاءِ یَوْمِ عَرَفَةَ

باب 75: عرفہ کے دن کی دعا

3509 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدِیْنِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ حُمَیْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَوْمِ عَرَفَةَ وَخَیْرُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَحَمَّادُ بْنُ اَبِیْ حُمَیْدٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ حُمَیْدٍ وَهُوَ اَبُوْ اِبْرَاهِیْمَ الْاَنْصَارِیُّ الْمَدِیْنِیُّ وَلَیْسَ هُوَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سب سے بہترین دعا عرفہ کے دن مانگی جانے والی دعا ہے اور سب سے بہترین جملہ وہ ہے جو میں نے بھی پڑھا اور مجھ سے پہلے انبیاء نے بھی پڑھا۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد

3509۔ اخرجہ احمد (۲/۲۱۰) من طریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ (عبد اللہ بن عمرو) فذکرہ۔

اس کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

حماد بن ابوحمید نامی راوی محمد بن ابوحمید ہیں اور یہ ابوابراہیم انصاری مدنی ہیں' یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہیں۔

شرح

دعا کو کلمہ توحید سے شروع کرنا:

حج ارکان اسلام میں سے پانچواں رکن ہے، اس کی اہمیت وفضیلت کسی طرح بھی دیگر ارکان سے کم نہیں ہے، صاحب حیثیت لوگوں پر یہ زندگی میں ایک بار فرض ہے، یہ مالی وبدنی عبادت کا مجموعہ ہے، عازمین حج اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں، سفر حج کے دوران لحہ بہ لحہ اور منزل بہ منزل وہ ماثورہ دعاؤں اور اذکار میں مصروف رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے، کثیر اجر وثواب سے نوازتا ہے، ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتے ہیں کہ ان کے ذمہ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔ عازمین حج منزل بہ منزل اور ہر رکن کو ادا کرتے وقت متعلقہ اور ماثورہ دعائیں پڑھتے ہیں، ہر دعا کا آغاز کلمہ توحید سے کرنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ میدان عرفان میں قیام کے دوران کی جانے والی دعا کو افضل قرار دیا گیا ہے اور اس کا آغاز کلمہ توحید سے کیا جائے۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے مطابق کلمہ توحید یوں منقول ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝

کلمہ توحید بابرکت ہے، کیونکہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین علیہم السلام کا یہ بہترین ذکر رہا ہے۔

اسے دعا قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید وحمد اور اقتدار وقدرت مفہوماً دعا کے مضمون پر مشتمل ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی دعا کی ابتداء اسی کلمہ سے فرماتے تھے۔

3510 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنِ الْجَرَّاحِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْكِنْدِيِّ عَنْ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُكَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

متنِ حدیث: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ

3510- تفردبه الترمذي انظر التحفة (٨/٥٣)، حديث (١٠٥١٥) من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه ابونعيم في الحلية (١/٥٣).

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:
''اے اللہ! تو میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر کر دے اور میرے ظاہر کو نیک کر دے اے اللہ! میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو نے لوگوں کو جو مال اہل اور اولاد عطاء کی ہے اُن میں سے صالح مجھے بھی عطاء کر ایسے جو نہ گمراہ ہوں نہ گمراہ کریں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں اس کی سند قوی نہیں ہے۔

شرح

اپنے ظاہر و باطن اور اہل اولاد کی اصلاح کے لیے کی جانے والی دعا:

حدیث باب میں اہل سے مراد بیوی ہے، مطلب یہ ہے کہ اے پروردگار! ایسی بیوی اور اولاد عطا کر جو نیک و صالح ہو جبکہ وہ گمراہ اور گمراہ کن نہ ہوں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مطابق اصلاح احوال کی دعا یوں منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِنْ عَلَانِیَتِیْ، وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَۃً، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ صَالِحِ مَاتِی النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ وَغَیْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ ۔

یہ دعا کئی فقرات پر مشتمل ہے جس میں اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح، مال و دولت اور اہل و عیال کے نیک و صالح ہونے کا سوال کیا گیا ہے۔

نیک اور صالح لوگوں کی ایک دعا قرآن کریم یوں منقول ہے:

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ (الفرقان: ۷۴)

''اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا''

ہر مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت نماز کے آخری حصہ میں اور سلام سے قبل یہ قرآنی دعا پڑھتا ہے:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

''اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے۔ اے ہمارے پروردگار! میری دعا کو قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار! تو میری، میری اولاد اور تا قیامت آنے والے مسلمانوں کی بخشش فرما دے۔''

فائدہ نافعہ:

جب انسان اسلامی اصول پر عمل پیرا ہو کر اپنی ظاہری اصلاح کر لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے باطن کی اصلاح کا انتظام کر دیتا ہے اور باطن کی اصلاح اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کسی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کی صحبت میسر نہ آئے۔

3511 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَعْدَانَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ عاصم بن کلیب جرمی اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے' آپ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں زانو پر رکھا ہوا تھا اور اپنا دایاں ہاتھ دائیں زانو پر رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو بند کیا ہوا تھا اور شہادت کی انگلی کو کھولا ہوا تھا اور یہ پڑھ رہے تھے:

''اے دلوں کو پھیر دینے والی ذات! تو میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ!''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

دل کو دین پر ثابت رکھنے کے لیے پڑھی جانے والی دعا:

جس طرح نماز افضل عبادت ہے، اسی طرح اس میں کی جانے والی دعا بھی افضل دعا ہے، درود ابراہیمی مقبول ترین دعا اور دعا ابراہیمی محبوب ترین دعا ہے۔

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کے دوران رفع سبابہ کے وقت یوں دعا کی تھی:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

3511- تفردبه الترمذی انظر التحفة (١٥٦/٤)، حديث (٤٨٤٨) من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه الحاكم فی المستدرك (٣٢١/٤)، وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ، و البغوی فی (شرح السنة) (١٥٤/١)، حديث (٨٨)، من طريق ابی ادريس الخولانی عن النواس بن سمعان الكلابی فذكره.

دل جسم کا اعظم الاعضاء ہے، اس کا تمام اعضاء پر قبضہ ہے، اس کو قابو میں لانے سے تمام جسم قابو میں رہتا ہے اور اس کے آزاد ہو جانے سے تمام جسم قبضہ سے نکل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دین پر صرف دل مضبوط رکھنے کی دعا کی گئی ہے۔

تشہد کے دوران رفع سبابہ کی کیفیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تشہد پڑھتے وقت اشارہ کرنے کے لیے نفی پر شہادت کی انگلی اٹھائی جائے گی، اثبات پر رکھ دی جائے اور حلقہ ختم کر دیا جائے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اثبات پر انگلی اٹھائی جائے گی اور آخر نماز تک اشارہ باقی رکھا جائے گا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اثبات پر انگلی اشارہ کے لیے اٹھائی جائے گی، آخر نماز تک اشارہ باقی رکھا جائے گا اور انگلی کو دائیں بائیں حرکت دی جائے گی۔

بَابُ فِي الرُّقْيَةِ إِذَا اشْتَكَى

باب 76: بیمار ہونے پر دَم کرنا

3512 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ إِذَا اشْتَكَيْتَ فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِي وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِي هَذَا ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ أَعِدْ ذَلِكَ وِتْرًا فَإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ بِذَلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ هَذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ

◆◆ محمد بن سالم بیان کرتے ہیں: ثابت بنانی نے مجھ سے کہا: اے محمد! جب تم بیمار ہو جاؤ تو اپنا ہاتھ اُس جگہ پر رکھو جہاں تکلیف ہو اور پھر یہ پڑھو:

''اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اُس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اُس چیز کے شر سے جو مجھے یہ تکلیف ہو رہی ہے''۔

پھر انہوں نے فرمایا: تم اپنا ہاتھ اُٹھاؤ اور دوبارہ یہی عمل کرو، ایسا طاق تعداد میں کرو، کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: نبی اکرم ﷺ نے انہیں (یہ عمل کرنے کے لیے) فرمایا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے، محمد بن سالم نامی راوی بصری بزرگ ہیں۔

3512- اخرجه الحاكم في المستدرك (٢١٩/٤): كتاب الطب، و قال: هذا حديث صحيح الاسناد، و لم يخرجاه ، اخرجه من طريق ثابت البناني عن انس فذكره.

شرح

مریض کو دم کرتے وقت پڑھی جانے والی دعا:

جس طرح اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ہے، اسی طرح ان کی صفات اور کلام بھی بابرکت ہے۔ کلام الٰہی یا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مریض کو دم کیا جائے تو کلام مؤثر ہوگا اور مریض کو شفاء حاصل ہوگی۔ تاہم دم کرتے وقت جسم کے تکلیف والے حصہ پر ہاتھ رکھ کر دم کیا جائے گا۔

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کے مطابق مریض کو دم کرتے وقت پڑھی جانے والی دعا یوں منقول ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ! مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَّجْعِيْ هٰذَا ۔

علاوہ ازیں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دم کے وقت پڑھی جانے والی دعائیں مذکور ہیں۔ سورہ اخلاص اور معوذتین سے مریض کو دم کیا جاسکتا ہے۔

بَاب دُعَاءِ اُمِّ سَلَمَةَ

باب 77: سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی دعا

3513 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْاَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْهَا اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متن حدیث: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُوْلِي اللّٰهُمَّ هٰذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاسْتِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ وَحُضُوْرُ صَلَوَاتِكَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَحَفْصَةُ بِنْتُ اَبِيْ كَثِيْرٍ لَا نَعْرِفُهَا وَلَا نَعْرِفُ اَبَاهَا

◆◆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا تعلیم کی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: تم یہ پڑھا کرو:

''اے اللہ! یہ تیری رات آ گئی ہے اور تیرا دن رخصت ہوگیا ہے' یہ تجھے پکارنے والوں کی آواز (سننے) کا وقت ہے اور تیری نماز میں حاضر ہونے کا وقت ہے' میں تجھ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت کردے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے' ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حفصہ بنت ابوکثیر نامی، خاتون سے ہم واقف نہیں ہیں' ان کے والد کے بارے میں ہمیں پتہ نہیں ہے۔

3513۔ اخرجه ابوداؤد (۱۴۶/۱): كتاب الصلاة: باب: ما يقول عند اذان المغرب، حديث (۵۳۰) من طريق ابي كثير مولى ام سلمة عن ام سلمة به.

شرح

غروبِ آفتاب کے وقت پڑھی جانے والی دعا:

مقبولیت دعا کے اوقات میں سے ایک وقت آفتاب غروب کے بعد کا ہے، اس وقت میں دن ختم ہو جاتا ہے اور رات شروع ہو جاتی ہے، یہ رات کے آغاز کا وقت ہوتا ہے، پھر لحہ بہ لحہ رات کے اوقات میں برکات کا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، رات کا آخری حصہ تو خصوصی رحمت کے نزول اور قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے، مقبولان بارگاہ خداوندی اس وقت کو ضائع نہیں کرتے، اپنے بستر سے الگ ہو کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جاتے ہیں، پھر وہ جو بھی دعا کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مطابق غروب آفتاب کے وقت مانگی جانے والی دعایوں منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ! هٰذَا اِسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاسْتِدْبَارُ نِهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَائِكَ، وَحُضُوْرُ صَلَوَاتِكَ، اَسْئَلُكَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ .

وَاَصْوَاتُ دُعَائِكَ سے مراد نماز مغرب کی اذان کی آواز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس اذان کی آواز کی برکت کے سبب ہماری مغفرت و بخشش فرمادے۔ جب اذان برکت والی چیز ہے، سبب مغفرت و بخشش اور باعث قبولیت بن سکتی ہے' تو نماز کے فیوض و برکات اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

3514 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ الصُّدَائِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيْدِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا قَالَ عَبْدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَطُّ مُخْلِصًا اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ حَتّٰى تُفْضِيَ اِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص پورے خلوص کے ساتھ "لا الٰہ الا اللہ" پڑھتا ہے اُس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے (یہ اس وقت ہوتا ہے) جب وہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

3514۔ اخرجه النسائي في الكبرى: كتاب عمل اليوم و الليلة (٢٠٨/٦): باب: افضل الذكر و افضل الدعاء، حديث (١٠٦٦٩/٣)، من طريق يزيد بن كيسان عن ابي هريرة فذكره.

شرح

خلوص دل سے کلمہ طیبہ پڑھنے کی فضیلت:

جب مسلمان کبائر سے احتراز کرے، خلوص دل سے کلمہ طیبہ پڑھے، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اس کی دعا عرش اعظم تک رسائی حاصل کر لیتی ہے اور اس کی دعا اور ذات باری کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔

ایک روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلَيْهِ

یعنی جو شخص خلوص دل کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے، تو اس کے اور ذات باری تعالیٰ کے درمیان حجاب ختم ہو جاتا ہے یعنی اس کی مانگی ہوئی دعا فوراً درجہ قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

پورا کلمہ طیبہ یوں ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ○

یہ کلمہ دو مضامین پر مشتمل ہے: (۱) توحید (۲) رسالت۔ یعنی جب توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدی کا اقرار کیا جائے تو کلمہ طیبہ بنتا ہے۔ اس کی فضیلت ایک دوسری روایت میں یوں مذکور ہے: مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جو شخص خلوص دل سے کلمہ طیبہ (لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) پڑھتا ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

3515 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: وَعَمُّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ هُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ زیاد بن علاقہ اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں ناپسندیدہ اخلاق، اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے، زیاد بن علاقہ کے چچا حضرت قطبہ بن مالک ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔

3515۔ اخرجه الحاكم في المستدرك (۵۳۲/۱): كتاب الدعاء، من طريق مسعر عن زياد بن علاقة عن عمه قطبة بن مالك. و قال: هذا حديث صحيح الاسناد على شرط مسلم، و لم يخرجاه، وذكره المتقي الهندي في الكنز (۱۸۶/۱)، حديث (۳۶۷۱)، و عزاه للترمذي و الطبراني و الحاكم عن عم زياد بن علاقة.

شرح

برے اخلاق واعمال اور خواہشات سے پناہ طلب کرنا:

مسلمان سے جس طرح اچھے اخلاق واعمال اور خواہشات کا صدور ہوتا ہے، اسی طرح برے اخلاق واعمال اور خواہشات کا صدور بھی ہوتا ہے لیکن یہ نہ تو اسلامی تعلیمات ہیں اور نہ ہی اس کی شایان شان ہے۔ لہٰذا ان سے مسلمان کو منع کر دیا گیا ہے۔

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق برے اخلاق واعمال اور خواہشات سے پناہ طلب کرنے کے بارے میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ

منکرات: منکر کی جمع ہے، جس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو شریعت میں ممنوع ہے۔ الاخلاق: خلق کی جمع ہے، جس سے مراد خصلت وعادت ہے۔ یہاں حسد، بخل اور بزدلی وغیرہ امور مراد ہیں۔ الاعمال: عمل کی جمع ہے، اس سے مراد انسان سے صادر ہونے والا عمل ہے۔ الاھواء: ھویٰ کی جمع ہے، اس کے معنیٰ خواہش کے ہیں۔ یہاں خواہش سے مراد عام ہے خواہ اچھی ہو یا بری ہو۔ باب کی دعا میں برے اخلاق واعمال اور خواہشات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔

3516 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِیُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

متنِ حدیث: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْقَائِلُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَحَجَّاجُ بْنُ اَبِیْ عُثْمَانَ هُوَ حَجَّاجُ بْنُ مَيْسَرَةَ الصَّوَّافُ وَيُكْنٰى اَبَا الصَّلْتِ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کر رہے تھے اسی دوران حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ پڑھا:

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے جو بہت زیادہ ہو اور میں اللہ تعالیٰ کیلئے صبح و

3516ـ اخرجه النسائی (۱۲۵/۲): کتاب الافتتاح: باب: القول الذی یفتتح به الصلاۃ، حدیث (۸۸۵، ۸۸۶) عن عمرو بن مرۃ عن عون بن عبد اللہ عن ابن عمر به. وذکرہ المتقی الهندی فی الکنز (۴۳۲/۷)، حدیث (۱۹۶۴۵)، و عزاہ لعبد الرزاق عن ابن عمر.

شام پاکی بیان کرتا ہوں''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کس شخص نے یہ کلمات پڑھے ہیں؟ اُس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ (دعا) پسند آئی۔ اس (دعا) کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی جب سے یہ کلمات سنے ہیں' انہیں پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے غریب ہے۔

حجاج بن ابوعثمان نامی راوی حجاج بن میسرہ صواف ہیں' ان کی کنیت ابوصلت ہے اور یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں

شرح

ایک ایسا بابرکت ذکر جس کی وجہ سے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں:

کوئی بھی دعا اور ذکر غیر مقبول نہیں ہوتا، دعا اور ذکر کا اجر وثواب درجہ کے مطابق ہوتا ہے اور ہر ذکر و دعا کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ بعض اذکار تکبیر، تحمید اور تسبیح پر مشتمل ہوتے ہیں۔ حدیث باب کا ذکر بھی امور ثلاثہ پر مشتمل ہے اور اس کے پڑھنے کے سبب آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق آسمانوں کے دروازے کھولنے والا ذکر یوں منقول ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

یہ ذکر کرنے سے آسمانوں کے دروازے کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ ذکر فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت حاصل کر لیتا ہے اور اس کے ساتھ جو دعا کی جاتی ہے وہ فوراً قبول کی جاتی ہے۔ یہ ذکر تین اذکار کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے نہایت درجہ کی فضیلت کا حامل ہے۔

بَابُ اَىُّ الْكَلَامِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ

باب 78: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا کلام پسندیدہ ہے

3517 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِىُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِىُّ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَسْرِىِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَهُ اَوْ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ عَادَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْكَلَامِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ مَا اصْطَفَاهُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ

3517- اخرجه احمد (۵/۱۴۸، ۱۶۱)، و مسلم (۴/۲۰۹۳): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: فضل سبحان الله و بحمده، حديث (۸۴ - ۲۷۳۱) عن عبد الله بن الصامت عن ابي ذر الغفار فذكره.

سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اُن کی عیادت کرنے کیلئے تشریف لائے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی عیادت کرنے کیلئے آئے اور عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا کلام سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب کیا ہے۔ وہ یہ کلمات ہیں:

''میرا پروردگار پاک ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' میرا پروردگار پاک ہے' حمد اُس کے لیے مخصوص ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ کلام:

جس طرح عام لوگوں سے عام فرشتوں کی فضیلت زیادہ ہے، اسی طرح وہ کلام بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے، جو اس کی طرف سے فرشتوں کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ یہ ذکر اللہ تعالیٰ کی ثبوتی وسلبی معرفت پر مشتمل ہے، اس طرح وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے اور ہر صفت سے متصف ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے پسندیدہ اور فرشتوں کے لیے منتخب ذکر یوں منقول ہے:

سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهٖ! سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهٖ!

سوال: حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین کلام: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ھے' جب کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں پسندیدہ ترین کلام اس ذکر کو قرار دیا گیا ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ نیز ایک حدیث میں افضل کلام اس ذکر کو بتایا گیا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: یہ تمام اذکار دنیا بھر کے لوگوں کے مقابلے میں افضل ہیں، ہر روایت میں یہی مراد ہے، لہٰذا تعارض نہ رہا۔

بَابُ فِي الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ

باب 79: عفو اور عافیت کا بیان

3518 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ الْعَمِّيِّ عَنْ اَبِي اِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

3518- اخرجه احمد (۳/۱۱۹، ۱۵۵)، و ابوداؤد (۱/۱۴۴): كتاب الصلاة: باب: ما جاء في الدعاء بين الاذان، و الاقامة، حديث (۵۲۱)، من طريق معاوية بن قرة عن انس بن مالك فذكره.

وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قَالُوا فَمَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ زَادَ يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ هَذَا الْحَرْفَ قَالُوا فَمَاذَا نَقُولُ قَالَ سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اس وقت کیا دعا مانگیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یحییٰ بن یمان نامی راوی نے اس حدیث میں اس لفظ کا اضافہ کیا ہے: لوگوں نے عرض کی: پھر ہم کیا پڑھیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو۔

3519 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

اسنادِ دیگر: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى أَبُو إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ الْكُوفِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا وَهَذَا أَصَحُّ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابواسحاق ہمدانی نے اس روایت کو اسی طرح بریدہ بن ابومریم کوفی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور یہ روایت مستند ہے۔

شرح

اذان واقامت کے درمیان مانگی ہوئی دعا کا قبول ہونا:

انسان گناہگار ہے، اس سے بار بار گناہوں کا صدور ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا مؤاخذہ نہیں ہوتا، وہ تارک معصیت ہوکر تائب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ بالخصوص اذان اور اقامت کے مابین مانگی جانے والی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے، کیونکہ یہ وقت ان اوقات میں سے ایک ہے جن میں یقینی طور پر

دعا قبول کی جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اذان واقامت کے درمیان دعا مانگنے کی اہتمام کے ساتھ ترغیب دی ہے۔ایک روایت کے مطابق اس وقت میں ضرور دعا کرنا چاہیے، کیونکہ قبولیت کا وعدہ وارد ہے، علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس وقت قبولیت دعا کی وجہ شیطان کا غائب ہونا ہے، کیونکہ وہ اذان کی آواز سن کر گوز مارتا ہوا وہاں تک دوڑ جاتا ہے جہاں اذان کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ایک روایت کے مطابق اذان ہوتے ہی آسمان کے دروازے کھلے جاتے ہیں اور اس وقت مانگی جانے والی دعا قبول کی جاتی ہے۔

3520 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِىْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَيَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مفرد لوگ سبقت لے گئے لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مفرد لوگ کون ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں' یہ ذکر ان کے بوجھ کو ختم کردے گا اور جب وہ قیامت کے دن آئیں گے تو ہلکے پھلکے ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

ذکر کی برکت سے گناہوں کا خاتمہ ہونا:

اللغات: اَلْمُسْتَهْتَرُ، اِسْتَهْتَرَ ثلاثی مزید فیہ باب استفعال سے اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ واحد مذکر ہے، نصیحت و تنقید کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کسی چیز پر فریفتہ ہوجانا مثلاً اِسْتَهْتَرَ بِالشَّرَابِ فلاں شخص نے سر عام شراب نوش کی۔اِسْتَهْتَرَ فُلَانَةً وہ ایک مرد عورت کے عشق میں گرفتار ہوا۔اَلْمُفَرَّدُ: فَرَّدَ ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل سے اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ ہے، لوگوں سے الگ ہونا۔حدیث سے مراد وہ لوگ ہیں جو دوسروں سے الگ تھلگ ہو کر بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، اس ذکر کی برکت سے ان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور وہ قیامت کے دن اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے کہ ان کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

3520۔ الحديث اخرجه احمد (۲/۳۲۳) من طريق ابن يعقوب عن ابي هريرة، و اخرجه احمد (۲/۴۱۱) و مسلم (۴/۲۰۶۲): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: الحث على ذكر الله تعالىٰ. حديث (۴ - ۲۶۷۶) من طريق روح بن القاسم عن العلاء عن ابيه عن ابى هريرة فذكره، و امام من طريق ابى سلمة فلم يخرجه الا الترمذى.

ایک دوسری روایت میں اس حدیث کی تفصیل ہے کہ ایک غزوہ سے فراغت پر اسلامی لشکر مدینہ طیبہ کی طرف واپس آ رہا تھا، جب وہ مدینہ طیبہ کے پاس پہنچا تو کچھ لوگ علیحدہ ہو کر آگے نکل گئے، تاکہ وہ لوگ رات کے وقت اپنے گھروں میں پہنچ سکیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ مقام معرّس پر قیام پذیر ہوتے اور صبح ہونے میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے تھے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا: تم لوگ چلتے رہو، جمدان پہاڑ قریب ہے یعنی مدینہ اب دور نہیں رہا، الگ ہونے والے لوگ آگے جا چکے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! تنہا ہونے والے کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ ۔ (مشکوۃ، رقم الحدیث: ۲۲۶۳)

3521 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میرا یہ پڑھنا میرے نزدیک ہر اس چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے):

''اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

چار کلماتی ذکر کی فضیلت:

ہر ذکر کی فضیلت ہے، کیونکہ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہوتا ہے۔ چار کلماتی ایک ایسا ذکر ہے جسے دنیا و مافیہا سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق وہ چار کلماتی ذکر یوں منقول ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔

یہ ذکر چار امور پر مشتمل ہے: تسبیح، تحمید، توحید اور تکبیر۔ ان میں سے ہر ایک کی انفرادی فضیلت مسلمہ ہے، پھر چار فضیلتیں

3521- اخرجه مسلم (۲۰۷۲/٤): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة والاستغفار: باب: فضل التهليل و التسبيح و الدعاء، حديث (۲۶۹۵/۳۲) عن ابى معاوية، عن الاعمش عن ابى صالح عن ابى هريرة.

یکجا ہو جائیں تو یقیناً اس کا مصداق یہ ہوگا: اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اب اس ذکر کو دنیا و مافیہا سے افضل قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین کلام چار ہیں:

(۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ، (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، (۳) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، (۴) اَللّٰهُ اَكْبَرُ

3522 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعْدَانَ الْقُمِّيِّ عَنْ اَبِیْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مُدِلَّةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثَةٌ لَّا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا اَبْوَابَ السَّمَآءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: وَسَعْدَانُ الْقُمِّيُّ هُوَ سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَاَبُوْ عَاصِمٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ كِبَارِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَاَبُوْ مُجَاهِدٍ هُوَ سَعْدٌ الطَّائِيُّ وَاَبُوْ مُدِلَّةَ هُوَ مَوْلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَآئِشَةَ وَاِنَّمَا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَيُرْوٰى عَنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَتَمَّ مِنْ هٰذَا وَاَطْوَلَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تین طرح کے لوگوں کی دعا مسترد نہیں ہوتی' روزہ دار شخص کی جب تک وہ افطاری نہیں کرتا' عادل حکمران کی اور مظلوم شخص کی دعا۔ اللہ تعالیٰ اُسے بادلوں سے بھی اوپر لے جاتا ہے اور اُس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے' اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تمہاری مدد ضرور کروں گا خواہ کچھ وقت کے بعد کروں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

سعدان قمی' سعدان بن بشر ہیں' ان کے حوالے عیسیٰ بن یونس' ابوعاصم اور دیگر اکابر محدثین نے احادیث نقل کی ہیں۔

ابومجاہد نامی راوی سعد طائی ہیں۔

ابومدلہ نامی راوی اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں' ہم انہیں صرف اس حدیث کے حوالے سے جانتے ہیں' اُن کے حوالے سے یہ روایت زیادہ طویل اور مکمل روایت کے طور پر بھی نقل کی گئی ہے۔

3522۔ اخرجه ابن ماجه (۱/۵۵۷): كتاب الصيام : باب : الصائم لا ترد دعوته، حديث (۱۷۵۲)، و الدارمي (۲/۳۳۲): كتاب الرقائق: باب: في بناء الجنة و اخرجه احمد (۲/۳۰٤، ۳۰۵، ٤٤۳، ٤٤۵، ٤۷۷)، و الحميد (۲/٤۸٦): حديث (۱۱۵۰)، و عبد بن حميد ص (٤۱۵)، حديث (۱٤۲۰)، و ابن خزيمة (۳/۱۹۹): حديث (۱۹۰۱)، عن سعد بن عبيد ابي مجاهد الطائي، عن ابي المدلة (مولي ام المومنين) عن ابي هريرة به، و اخرجه ابن حبان في صحيحه (۸/۲۱۵): كتاب الصوم : باب : فضل الصوم، في ذكر رجاء استجابة دعاء الصائم عند افطاره، وقال ابن حبان: قال ابوحاتم : ابو المدله، اسمه عبيد الله بن عبد الله مدني ثقة.

شرح

تین آدمیوں کی دعا کا ردّ نہ ہونا:

خواہ کسی مسلمان کی کوئی دعا رد نہیں کی جاتی لیکن تین آدمیوں کی دعا فوراً قبول کر لی جاتی ہے:

۱- روزے دار کی دعا جو وہ افطاری کے وقت کرتا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فریضہ کی تکمیل کر لیتا ہے، دعا کی قبولیت اور مزدوری کے حصول کا حقدار بن جاتا ہے۔

۲- مسلمان عادل کی دعا: کائنات کا نظام عدل وانصاف سے چل رہا ہے، اگر انصاف کو ایک لمحہ کے لیے الگ کر لیا جائے تو ظلم وستم کا راج قائم ہو جائے گا، کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ عدل وانصاف کرنے والا سلطان اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت معزز ومحترم ہوتا ہے اور وہ اس کی دعا کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔

۳- مظلوم کی دعا: جس طرح عدل وانصاف اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے، اسی طرح ظلم وزیادتی ناپسند ہے، مظلوم پر ظالم کے ظلم کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہے، پھر ظالم سے انصاف لے کر مظلوم کو فراہم کرنے کا اس نے وعدہ فرما رکھا ہے اور مظلوم جب بھی دعا کرتا ہے، وہ قبول کر لی جاتی ہے۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ:

ان تین آدمیوں کی دعا اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرما لیتا ہے، خواہ وہ دعائے خیر کریں یا دعائے بد، اپنے حق میں کریں یا غیر کے بارے میں، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کی طرف سے وعدہ ہے، جس کا خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔

3523 **سندِ حدیث:** حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا يَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! تو نے مجھے جو تعلیم دی ہے اُس کے ذریعہ مجھے نفع عطاء کر اور مجھے اُس چیز کا علم عطاء کر جو مجھے نفع دے اور

3523- اخرجه ابن ماجه (۹۲/۱) المقدمة: باب: الانتفاع بالعلم و العمل به، حديث (۲۵۱)، و كتاب الادب: باب: فضل الحامدين، حديث (۳۸۰٤) وكتاب الدعاء: باب: دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث (۳۸۳۳)، و عبد بن حميد ص (٤۱۵): حديث (۱٤۱۹) عن موسى بن عبيدة عن محمد بن ثابت عن ابي هريرة به.

میرے علم میں اضافہ کر ہر حال میں ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اور میں اہل جہنم کی حالت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

علم نافع کے لیے اضافہ کی دعا:

علم دو طرح کا ہے: (۱) علم نافع: وہ علم ہے، جس کا خود کو فائدہ ہو اور دوسروں کو بھی، اس کا حصول فرض ہے، اگر کوئی صاحب علم ہو تو اضافہ کی دعا کرنا چاہیے مثلاً قرآن، حدیث، فقہ، اصول تفسیر اور اصول حدیث وغیرہ علوم وفنون۔ (۲) علم غیر نافع: وہ علم ہے جس کا نہ صاحب علم کو فائدہ ہو اور نہ دوسروں کو مثلاً علم سحر اور علم رمل وغیرہ۔ ان کا حصول منع ہے۔

پہلی قسم کے علم کی فضیلت قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہے، اس کے حصول کو واجب قرار دیا گیا ہے، اس کے اضافہ کی دعا کی گئی ہے اور علم غیر مفید سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق علم نافع میں اضافہ کی دعا یوں منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِىْ بِمَا عَلَّمْتَنِىْ، وَعَلِّمْنِىْ مَا يَنْفَعُنِىْ، وَزِدْنِىْ عِلْمًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ .

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فضیلت علم میں یوں رطب اللسان ہیں:

۱-بنی آدم از علم یابد کمال — نہ از حشمت وجاہ و مال و منال
۲-چو شمع از پئے علم باید گداخت — کہ بے علم نتواں خدا را شناخت
۳-خردمند باشد طلبگار علم — کہ گرم ست پیوستہ بازارِ علم
۴-کسے را کہ شدد رازل بختیار — طلب کردنِ علم کرد اختیار
۵-طلب کردنِ علم شدبر تو فرض — دگر واجب ست از پیش قطع ارض
۶-برودامن علم گیر استوار — کہ علمت رساند بدار القرار
۷-میاموز جز علم گر عاقلی — کہ بے علم بودن بود غافلی
۸-ترا علم در دین و دنیا تمام — کہ کارِ تو از علم گیرد نظام

ترجمہ اشعار:

۱-اولاد آدم علم سے بزرگی حاصل کرتی ہے، نہ دبدبہ ومرتبہ اور مال واسباب کی وجہ سے۔

۲-حصول علم کے لیے شمع کی طرح پگھلنا چاہیے، کیونکہ بغیر علم کے خدا کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی۔

۳- عقلمند حصولِ علم میں مشغول رہتا ہے، کیونکہ علم کا بازار ہمیشہ بارونق ہوتا ہے۔

۴- جس شخص کے لیے روزِ ازل سے اچھا نصیب ہو، وہ حصولِ علم کو پسند کرتا ہے۔

۵- حصولِ علم تجھ پر فرض ہے، دوسرا اس کے حصول کے لیے زمین کا سفر کرنا۔

۶- جا! تو علم کا دامن مضبوطی سے تھام لے، کیونکہ علم تجھے جنت میں پہنچادے گا۔

۷- اگر تو صاحبِ عقل ہے، تو حصولِ علم کے بغیر کچھ نہ سیکھ، کیونکہ بغیر علم کے سب غفلت و جہالت ہے۔

۸- دین و دنیا میں علم تیرے لیے کافی ہے، کیونکہ صرف علم سے تیرے مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔

فائدہ نافعہ:

اسلامی و دینی علوم کو اولیت دیتے ہوئے بالطبع جدید و عصری علوم حاصل کیے جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر عصری علوم حاصل کیے جائیں اور دینی علوم کو نظر انداز کر دیا جائے، یہ درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہر علم کہ حق نہ نماید جہالت است۔ علاوہ ازیں:

علم دین قرآن است و تفسیر وحدیث هر که بجز ایں خواند گردد خبیث

بَابُ مَا جَاءَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْاَرْضِ

باب 80: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں گھومتے پھرتے ہیں

3524 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَوْ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ فُضُلًا عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ فَاِذَا وَجَدُوْا اَقْوَامًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى بُغْيَتِكُمْ فَيَجِيْئُوْنَ فَيَحُفُّوْنَ بِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ يَصْنَعُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ وَيَذْكُرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْنِيْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ لَكَانُوْا اَشَدَّ تَحْمِيْدًا وَّاَشَدَّ تَمْجِيْدًا وَّاَشَدَّ لَكَ ذِكْرًا قَالَ فَيَقُوْلُ وَاَيَّ شَيْءٍ يَطْلُبُوْنَ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ يَطْلُبُوْنَ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا لَكَانُوْا اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالُوْا يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا لَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَّاَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا وَّاَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا قَالَ فَيَقُوْلُ

3524- اخرجه البخاري (۲۱۲/۱۱): كتاب الدعوات: باب: فضل ذكر الله عزوجل، حديث (۶۴۰۸)، و مسلم (۲۰۶۹/۴): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار: باب: فضل مجالس الذكر، حديث (۲۶۸۹/۲۵) و اخرجه احمد (۲۵۱/۲، ۲۵۲، ۳۵۸، ۳۸۲، ۳۵۹)، عن ابي صالح ذكوان عن ابي هريرة به.

فَاِنِّىْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُولُوْنَ اِنَّ فِيْهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ اِنَّمَا جَائَهُمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى لَهُمْ جَلِيْسٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر گھومتے پھرتے ہیں' یہ اُن فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں جو لوگوں کے اعمال نوٹ کرتے ہیں' یہ فرشتے جب کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہوئے کہتے ہیں: اپنی منزل کی طرف آ جاؤ' پھر وہ لوگ آتے ہیں اور آسمانِ دنیا تک اُن لوگوں کو اپنے پروں کے ذریعے ڈھانپ لیتے ہیں۔

(پھر وہ فرشتے جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا' وہ کیا کر رہے تھے؟ تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں: جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ تیری حمد بیان کر رہے تھے' تیری بزرگی کا تذکرہ کر رہے تھے' تیرا ذکر کر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ فرماتا ہے: کیا اُن لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہ فرشتے جواب دیتے ہیں: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہ فرشتے جواب دیتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری زیادہ حمد بیان کرتے' زیادہ بہتر طور پر بزرگی بیان کرتے' زیادہ شدت کے ساتھ تیرا ذکر کرتے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ لوگ کیا مانگ رہے تھے؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: فرشتے جواب دیتے ہیں: وہ لوگ جنت مانگ رہے تھے' نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو پھر کیا ہوتا؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: فرشتے جواب دیتے ہیں: اگر وہ اُسے دیکھ لیتے تو وہ زیادہ شدت کے ساتھ اس کے طلبگار ہوتے اور اس کے حصول کے زیادہ خواہش مند ہوتے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: وہ لوگ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے' نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے اُسے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ اُسے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: اگر وہ اُسے دیکھ لیتے تو اُس سے زیادہ دور بھاگتے اور اس سے زیادہ خوفزدہ ہوتے اور اس سے زیادہ پناہ مانگتے۔ نبی اکرم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کی مغفرت کر دی' تو فرشتے عرض کرتے ہیں: ان میں فلاں خطا کار شخص بھی ہے' جو اُن کے ساتھ (دعا) میں شامل ہونے نہیں آیا تھا بلکہ وہ ان کے پاس اپنے کسی کام کے سلسلے میں آیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ وہ لوگ ہیں' جن کے ساتھ بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔

شرح

مجلس ذکر کی فضیلت:

اللغات: بالیقین اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ فضلاً عن: علاوہ۔ کُتّابٌ: کاتب کی جمع ہے یعنی نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے۔ البغية: مقصود، مطلوب، غرض وغایت۔ حف بالشیء: گھیرنا، ڈھانپنا۔ حفت الجنة بالمکارهة: جنت ناگوار امور سے ڈھپی ہوئی ہے۔ ای شیء: یصنعون کا مفعول بہ مقدم ہے۔ قال: یہ لفظ حدیث میں بالتکرار استعمال ہوا ہے، جس کا فاعل ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ الخطاء: بکثرت گناہ کرنے والا۔

لم یرد: ارادہ وقصد کرنا۔ حاجة: ذاتی کام۔ القوم: لوگ، ذاکرین۔ لا یشقی: بدبخت نہ رہنا، بدبختی ختم ہو جانا۔

لهم: جار با مجرور جلیس کے متعلق ہے۔

حدیث باب کا اختصار یہ ہے کہ کراماً کاتبین کے علاوہ کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھیل جاتے ہیں، جب وہ کوئی مجلس ذکر پاتے ہیں تو وہ سب اس میں جمع ہو جاتے ہیں، زمین سے آسمان تک مجلس کو گھیر لیتے ہیں، مجلس کے برخواست ہونے پر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ملائکہ: میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: اے رب العالمین! وہ تیرے ذکر میں رطب اللسان تھے، پھر سوال ہوتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: انہوں نے تجھے دیکھا نہیں ہے، پھر سوال ہوتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیفیت کیا ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: پھر تو وہ مزید تیرے ذکر میں مشغول رہنے کا اہتمام کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے: اے فرشتو! کیا میرے بندے مجھ سے کوئی چیز مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! وہ تجھ سے تیری جنت طلب کرتے تھے، حکم ہوتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں، انہوں نے تیری جنت دیکھی نہیں ہے، حکم ہوتا ہے: اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو؟ وہ عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! تب تو وہ مزید جنت کے طلبگار ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پھر مخاطب ہوتا ہے: اے فرشتو! کیا میرے بندے کس چیز کے بارے میں میری پناہ بھی مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! وہ جہنم سے تیری پناہ مانگتے تھے، حکم ہوتا ہے: کیا انہوں نے جہنم دیکھی ہے؟ عرض کرتے ہیں: انہوں نے جہنم دیکھی نہیں ہے، حکم ہوتا ہے: اگر وہ جہنم کو دیکھ لیتے تو پھر ان کی کیفیت کیا ہوتی؟ عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! تب تو وہ مزید اہتمام سے تیری پناہ کے طلبگار ہوتے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے: اے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ! میں نے اپنے بندوں کو بخش دیا ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! ان لوگوں میں سے ایک شخص اہتمام سے مجلس ذکر میں حاضر نہیں ہوا تھا بلکہ وہ ذاتی کام جاتے ہوئے شامل ہو گیا تھا؟ حکم ہوتا ہے: میں نے اسے بھی بخش دیا کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہ سکتا۔

اس حدیث سے مجلس ذکر کی فضیلت عیاں ہے کہ ذکر کی برکت کے سبب اللہ تعالیٰ ذاکرین کی بخشش کر دیتا ہے بلکہ اگر کوئی راہگیر مجلس میں شامل ہو جائے، اس کے گناہ بھی معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے، پھر اس نے مجلس ذکر کے شرکاء کے بارے میں فرشتوں سے کیوں دریافت کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں سے سوالات کرنے کا مقصد ان پر اولاد آدم کی عظمت وفضیلت ظاہر کرنا تھا۔

سوال: فرشتے مجلس ذکر کو زمین سے آسمان تک کیوں گھیرتے ہیں، اطراف (دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے) سے کیوں نہیں گھیرتے؟

جواب: مجلس ذکر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کا نزول اوپر سے نیچے کی طرف سے ہوتا ہے، فرشتے اسی کیفیت سے انہیں ڈھانپتے ہیں، تاکہ وہ بھی برکات خداوندی سے مستفید ہو سکیں اور وہ نزول رحمت کا مورد قرار پائیں۔

فائدہ نافعہ:

مجلس ذکر کی فضیلت شرکاء کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے، اگر شرکاء عام لوگ ہوں تو اس کی حیثیت عمومی ہوگی اور اگر شرکاء علماء، مشائخ، اہل تقویٰ، عابد و زاہد اور اہل طریقت لوگ ہوں تو ایسی مجلس کی حیثیت خاص ہوگی۔ ایسی مجلس کے شرکاء یقیناً اللہ تعالیٰ کے انعام اور اجر وثواب کے زیادہ حقدار ہوں گے

حدیث باب سے ثابت ہونے والے مسائل:

☆ جنت و دوزخ کی تخلیق ہو چکی ہے اور دونوں موجود ہیں۔

☆ مسلمان ہمہ وقت ذکر خداوندی میں مصروف رہے یا اہل اللہ کی مجلس میں رہے۔

☆ مجلس ذکر کے شرکاء پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

☆ انسان سے اسلامی عقائد وافکار پر غیر مشروط ایمان مطلوب ہے۔

☆ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زمین وآسمان پر وقوع پذیر ہونے والا کوئی معاملہ مخفی نہیں ہے۔

بَاب فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

باب 81: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنے کی فضیلت

3525 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قَالَ مَكْحُوْلٌ فَمَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِيْنَ بَابًا

3525۔ انفرد به الترمذی انظر (تحفة الاشراف (۱۰/۳۷۵)، حدیث (۱۲۲۱٤) من اصحاب الکتب الستة، و اخرجه الحاکم فی المستدرك (۱/۵۱۷)، و قال: صحیح الاسناد و لم یخرجاه هکذا، ووافقه الذهبی۔

مِنَ الضُّرِّ اَدْنَاهُنَّ الْفَقْرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ مَكْحُوْلٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کثرت کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کرو کیونکہ یہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔

مکحول فرماتے ہیں: جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ پڑھتا ہے اس شخص سے پریشانی کے ستر دروازے (اللہ تعالیٰ) دور کر دیتا ہے، جن میں سے سب سے کم تر غربت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے، کیونکہ مکحول نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

شرح

حوقلہ کی فضیلت:

مسلمان جن الفاظ کے ساتھ ذکر باری تعالیٰ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔ تاہم بعض اذکار اور دعاؤں کی عظمت و فضیلت زیادہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق حوقلہ بایں الفاظ منقول ہے:

(i) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

یہ ذکر جنت کا خزانہ قرار دیا گیا ہے یعنی اس ذکر کی بدولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدمی کو جنت سے نوازا جاتا ہے۔ مسلمان اور بندے کے مابین طے پانے والا یہ فیصلہ بہت حوصلہ افزاء ہے کہ مختصر ذکر کے نتیجہ میں جنت عطا کر دی جاتی ہے۔

(ii) حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے حوقلہ کے الفاظ یوں منقول ہیں:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ

کثرت الحروف تدل علی کثرة المعانی کے مطابق اس ذکر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کو ستر (۷۰) پریشانیوں سے نجات عطا کرتا ہے اور ان میں سے ایک فقر و فاقہ کی پریشانی ہے۔ ایک روایت کے مطابق بعض اوقات فقر انسان کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ اس (فقر) کو کم درجہ کی پریشانی قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ باقی پریشانیاں اس سے بڑی ہیں جن سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت علامہ ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص چار کلمات کہے گا وہ چار امور سے محفوظ رہے گا:

۱- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہنے سے آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔

۲- حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھنے سے دھوکہ سے محفوظ رہے گا۔

۳- وَأُفَوِّضُ أَمْرِیْ إِلَى اللهِ إِنَّ اللهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ پڑھنے سے لوگوں کے مکر سے محفوظ رہے گا۔
۴- لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ پڑھنے سے غم سے محفوظ رہے گا۔

3526 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَإِنِّیْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِیْ وَهِیَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللهُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کی ایک مخصوص مستجاب دعا ہوتی ہے اور میں نے اپنی وہ دعا اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے سنبھال کر رکھ لی ہے۔ ان میں سے جو شخص اس حالت میں مرے گا کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو تو انشاء اللہ وہ دُعا اُسے نصیب ہوگی۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی مقبول دعا کو امت کے لیے محفوظ رکھنا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو جہاں نبوت سے سرفراز کیا گیا وہاں انہیں بہت سی مقبول دعاؤں سے نوازا گیا، انہوں نے مختلف مواقع پر دعائیں کیں جو مقبول ہوئیں، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کثیر تعداد میں دعائیں فرمائیں جو قبول کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت سے متعلق ہر نبی کو ایک مقبول دعا عطا کی گئی، اگر امت ایمان لائے تو ان کے لیے دعا کریں جو رحمتوں کی دعا بن جائے، اگر قوم نافرمانی پر اتر آئے تو دعا عذاب بن جائے اور قوم ہلاکت کا شکار ہو جائے۔ مثلاً قوم کے ایمان نہ لانے پر حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا کی جو عذاب بن گئی تو قوم غرقاب ہو گئی، فرعونیوں کی نافرمانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی جو غرق ہو گئی اور قوم کی نافرمانی پر حضرت صالح علیہ السلام نے بددعا کی جو چنگھاڑ کی نذر ہو گئی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد قیامت کے دن سراپا رحمت اور سفارشی بننا تھا، قوم کی نافرمانی اور ایذاء رسانی کے باوجود آپ نے اپنی مقبول دعا نہیں کی بلکہ قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کے لیے محفوظ رکھی، جو مخصوص دن لوگوں کے لیے بطور شفاعت کی جائے گی، گناہگار موحد لوگوں کی بخشش ہو جائے گی۔

بَابُ فِیْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب 82: اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا

3527 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ

هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ بِىْ وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ يَذْكُرُنِىْ فَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِىْ نَفْسِىْ وَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِىْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَىَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّاِنِ اقْتَرَبَ اِلَىَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَّاِنْ اَتَانِىْ يَمْشِىْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَيُرْوٰى عَنِ الْاَعْمَشِ فِىْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّىْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا يَعْنِىْ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ

وَهٰكَذَا فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالُوْا اِنَّمَا مَعْنَاهُ يَقُوْلُ اِذَا تَقَرَّبَ اِلَىَّ الْعَبْدُ بِطَاعَتِىْ وَمَا اَمَرْتُ اُسْرِعُ اِلَيْهِ بِمَغْفِرَتِىْ وَرَحْمَتِىْ وَرُوِىَ

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهٗ قَالَ فِىْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ) قَالَ اذْكُرُوْنِىْ بِطَاعَتِىْ اَذْكُرْكُمْ بِمَغْفِرَتِىْ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى وَعَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ الرَّمْلِىُّ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِهٰذَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: میں اپنے بارے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں' جب وہ مجھے یاد کرتا ہے' تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں' اگر وہ تنہائی میں مجھے یاد کرتا ہے' تو میں محفل کے بغیر اُسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ دوسروں کی موجودگی میں مجھے یاد کرتا ہے' تو میں اس سے بہتر لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کرتا ہوں' اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے' تو میں ایک ذراع (یعنی جو کہنی تک کا فاصلہ ہوتا ہے) اس کے قریب ہوتا ہوں' اگر وہ ذراع مجھ سے قریب ہوتا ہے' تو میں ایک باع اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے' تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اعمش سے اس حدیث کی تشریح منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہاں حدیث کے الفاظ ''جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک ذراع اس کے قریب ہوتا ہوں' اس سے مراد یہ ہے کہ میں مغفرت اور رحمت اس کے قریب کرتا ہوں''۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کی یہی وضاحت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: جب میرا بندہ میری فرمانبرداری اور جس بات کا میں نے حکم دیا ہے (اس کی پیروی) کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے' تو میں اُس

3527۔ اخرجه البخاری (۱۳/۳۹۵): كتاب التوحيد: باب: قول الله تعالى (و يحذركم الله نفسه)، حديث (۷۴۰۵ - ۷۵۰۰)، و حديث (۷۵۳۷)، و مسلم (۴/۲۰۶۱): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب: الحث على ذكر الله تعالى حديث (۲/۲۶۷۵)، و ابن ماجه (۲/۱۲۵۵): كتاب الادب: باب: فضل العمل، حديث (۳۸۲۲)، و اخرجه احمد (۲/۲۵۱ - ۴۱۳ - ۴۸۰ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۲۴ - ۵۳۴)، عن ابى صالح ذكوان عن ابى هريرةؓ به.

سے زیادہ تیزی کے ساتھ اپنی مغفرت اور رحمت اس کی طرف کرتا ہوں۔

سعید بن جبیر اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا''۔

یعنی تم میری فرمانبرداری کے ذریعے میرا ذکر کرو اور میں مغفرت کر کے تمہارا ذکر کروں گا۔

یہ روایت عبد بن حمید نے اپنی سند کے حوالے سے سعید بن جبیر سے نقل کی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں کے ساتھ ان کے گمان کے مطابق معاملہ کرنا:

اگر لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں عذاب میں مبتلا کرنے کا گمان ہوگا' تو ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا، اگر ان کا گمان معافی و بخشش کا ہوگا تو انہیں بخش دیا جائے گا۔ اس حدیث کا مصداق نیک و صالح لوگ ہیں۔ جب وہ قرب خداوندی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھتے ہیں، اس سے مغفرت و معافی کی امید کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔ نیک لوگ اپنے مولا سے مایوس نہیں ہوتے بلکہ اس کی ذات پر مکمل اعتماد کرتے ہیں، رحمت باری تعالیٰ ان کے شامل حال ہوتی ہے، پھر انہیں دارین کی فلاح و کامیابی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو جہنم میں پھینکے جانے کا علم ہوگا، وہ جہنم کی طرف جاتا ہوا عرض گزار ہو گا: اے پروردگار! میں تو تیرے بارے میں اچھا گمان کرتا تھا، حکم خداوندی ہوگا کہ اسے روکا جائے اور میں اس کے ساتھ وہی معاملہ کروں گا' جس کا مجھ سے گمان کرتا ہے۔

☆ یادِ الٰہی میں مصروف شخص اکیلا نہیں ہوتا، ذات باری تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتی ہے۔

☆ بندہ اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے، وہ بھی اپنے دل میں اسے یاد کرتا ہے۔

☆ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کو مجلس میں یاد کرتا ہے، وہ اسے فرشتوں کی محفل میں یاد کرتا ہے۔

☆ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایک بالشت پیش قدمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک گز بڑھتا ہے۔

☆ اگر بندہ ذات باری تعالیٰ کی طرف چل کر آتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب دوڑ کر آتا ہے۔

☆ ذکر خداوندی کے نتیجہ میں بندہ مقبول بارگاہ الٰہی بن جاتا ہے، اس کی ہر دعا قبول کی جاتی ہے اور ہر آرزو کی تکمیل کی جاتی ہے۔

بَابُ فِي الْاِسْتِعَاذَةِ

باب 83: پناہ مانگنا

3528 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

3528۔ اخرجه البخاري في الادب المفرد ص ۱۹۲، حديث (۶۵۰)، عن ابي معاوية عن الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة به

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اسْتَعِيذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاسْتَعِيذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اسْتَعِيذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَاسْتَعِيذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جہنم کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو دجال کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو زندگی اور موت کی آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

دوعذابوں اور دوفتنوں سے پناہ طلب کرنا:

مسلمان سے عمداً یا سہواً معصیات کا صدور ہو جاتا ہے جس کا تدارک نہایت ضروری ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو گناہوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا درس دیا۔ حدیث باب میں دوعذابوں اور دوفتنوں سے پناہ حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- عذاب جہنم سے پناہ: کفار ومشرکین کے لیے دائمی عذاب جہنم ہے، مسلمانوں کو اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس سے بچنے کا اہتمام کر سکیں۔

۲- عذاب قبر سے پناہ: اہل سنت وجماعت کے نزدیک عذاب قبر حق ہے خواہ اس کی کیفیت مختلف ہے، اس لیے مسلمانوں کو پہلی منزل کے عذاب سے پناہ طلبی کا درس دیا گیا ہے۔

۳- فتنۂ مسیح الدجال سے پناہ: قرب قیامت کے زمانہ میں مسیح دجال کا ظہور ہوگا، یہ ایک فتنہ کئی فتنوں کا سبب بنے گا، مسلمانوں کا ایمان ضائع کرے گا، انہیں گمراہ کر کے اللہ تعالیٰ کا نافرمان بنائے گا اور عذاب خداوندی کا حقدار بنائے گا۔ اس لیے مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال: دجال کو مسیح کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: (i) مسیح کا لفظی معنی ہے: مٹا، چونکہ اس کی ایک آنکھ مکمل نہیں ہوگی بلکہ مٹی ہوئی ہوگی۔ (ii) لفظ مسیح کا دوسرا معنی ہے: سیر وسیاحت کرنا، چونکہ دجال بھی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے روئے زمین کا سفر کرے گا، جس وجہ سے اسے اس لفظ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: (i) لفظ مسیح عبرانی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنی ہے: مبارک، بابرکت۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہیں، آپ کا جسم مبارک اس قدر بابرکت ہے کہ آپ اپنا دست اقدس کسی مریض کے جسم پر پھیرتے تو وہ صحت یاب ہو جاتا تھا اور مردے کو لگاتے وہ زندہ ہو جاتا تھا۔ (ii) لفظ مسیح کا معنی ہے: سیر کرنے والا۔ چونکہ آپ کو سیر کرنا بہت مرغوب تھا حتیٰ کہ آپ کی سیر زمین تک محدود نہ رہی بلکہ آسمانوں میں پہنچ گئے۔

۴- فتنہ محیا وممات سے پناہ: فتنہ محیا سے مراد ہے: صبر وتسلیم سے محروم ہو کر گمراہی کے راستہ پر چل نکلنا۔ فتنہ ممات سے مراد ہے: عین موت کے وقت شیطان کا انسان کے پاس پہنچ کر اسے گمراہ کرنا۔ اس فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے بھی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلبی کا درس دیا گیا ہے۔

3529 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ سُهَيْلٌ فَكَانَ أَهْلُنَا تَعَلَّمُوهَا فَكَانُوا يَقُولُونَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص شام کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

''میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں''۔

تو اس رات میں اُسے کوئی زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔

سہیل نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہمارے گھر والوں نے یہ کلمات سیکھ کر انہیں ہر رات پڑھنا شروع کیا۔ ایک مرتبہ ان میں سے ایک بچی کو کسی زہریلی چیز نے کاٹ لیا تھا لیکن اس سے اُسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سہیل بن ابوصالح کے حوالے سے ان کے والد اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔ جبکہ عبیداللہ بن عمر اور دیگر حضرات نے اسے سہیل سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت

3529- اخرجه احمد (۲/ ۲۹۰) من طريق هشام بن حسان عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة فذكره.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی پناہ طلبی کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے بے پناہ محبت ہے، آپ نے اپنی امت کو مختلف اذکار کی ترغیب، شیطانی حملوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا درس دیا۔ چنانچہ حدیث باب میں مذکور کلمات تین بار رات کے وقت پڑھنے کے سبب رات بھر موذی جانور کے ڈسنے سے محفوظ رہے گا اور اگر ڈس لیا تو اس کا زہر ضرر رساں نہیں ہوگا بلکہ غیر مؤثر ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق وہ کلمہ یوں منقول ہے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

بَاب مِنْ اَدْعِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 84: نبی اکرم ﷺ کی بعض دعائیں

3530 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ فَضَالَةَ الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَدَعُهُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ اُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نَصِيْحَتَكَ وَاَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ دعا یاد کی ہے' میں اسے پڑھنا نہیں چھوڑوں گا۔

''اے اللہ! مجھے ایسا کر دے کہ میں تیرا زیادہ شکر کروں اور تیرا بکثرت ذکر کروں' تیرے فرمان کی پیروی کروں اور تیرے حکم پر عملدرآمد کروں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک پسندیدہ دعا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پسند تھی لیکن بعض دعاؤں کو ترجیح حاصل تھی، جس وجہ سے وہ ان

3530۔ اخرجه احمد (۲/۳۱۱)، (۲/۴۷۷) من طریق ابوفضالة الفرج بن فضالة عن ابی سعید المقبری عن ابی هریرة فذكره.

کے ہاں زیادہ پسند تھیں۔ دیگر صحابہ کی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی کثیر دعائیں یاد تھیں مگر آپ کے نزدیک ایک دعا سب سے افضل تھی، جس کے بارے میں آپ نے فرمایا: میں اس دعا کو تاحیات اپناؤں گا۔ وہ عظیم دعا آپ کے حوالے سے ان الفاظ منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَتَّبِعُ نَصِيحَتَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ

اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں کے عطا کرنے کی التجا کی گئی ہے:

(۱) کثرت شکر (۲) کثرت ذکر (۳) نصیحت کی پیروی (۴) وصیت کی حفاظت۔

یہ امور اربعہ مسلمان کا متاع حیات ہیں، اہل تقویٰ لوگوں کا اوڑھنا بچھونا ہیں اور اولیاء وصالحین کا عملی دستور ہے۔ اس طرح اس دعا کی اہمیت کے پیش نظر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا کہ میں اسے تاحیات ترک نہیں کروں گا۔

بَاب اسْتِجَابَةِ الدُّعَاءِ فِي غَيْرِ قَطِيعَةِ رَحِمٍ

باب 85: دعا کا مستجاب ہونا' جبکہ وہ قطع رحمی کے بارے میں نہ ہو

3531 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ هُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِمَّا أَنْ يُعَجَّلَ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوبِهِ بِقَدْرِ مَا دَعَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْ يَسْتَعْجِلْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَسْتَعْجِلُ قَالَ يَقُولُ دَعَوْتُ رَبِّي فَمَا اسْتَجَابَ لِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے' اس کا صلہ یا تو انسان کو دنیا میں مل جاتا ہے یا پھر آدمی کے لیے' آخرت کے لیے اسے سنبھال کر رکھ لیا جاتا ہے۔ یا پھر اس کے بدلے میں آدمی کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ اسی حساب کے ساتھ جو اس نے دعا کی ہو۔ بشرطیکہ انسان نے کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہ مانگی ہو' یا (دعا کی قبولیت کا اثر ظاہر ہونے کے حوالے سے) وہ جلدی کا طلب گار نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! جلدی کا طلب گار ہونے سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ یہ کہے' میں نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی لیکن اس نے میری دعا قبول ہی نہیں کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

3532 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

3531۔ تفردبه الترمذی ينظر (التحفة)(٩/٤٥٤)، حديث (١٢٩٠٦) و ذكره المتقي في الكنز (٢/٦٤)، حديث (٣١٢٩) و عزاه للترمذی، عن ابی هريرة.

هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: مَا مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ اِبْطُهُ يَسْاَلُ اللّٰهَ مَسْاَلَةً اِلَّا اٰتَاهَا اِيَّاهُ مَا لَمْ يَعْجَلْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ عَجَلَتُهُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ سَاَلْتُ وَسَاَلْتُ وَلَمْ اُعْطَ شَيْئًا

اختلاف روایت: وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى ابْنِ اَزْهَرَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِىْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کرے یہاں تک کہ اس کی بغلیں نظر آنے لگیں' وہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطا کردے گا' بشرطیکہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کا جلد بازی کرنا کیسے ہوگا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ یہ کہے: میں نے مانگا' پھر مانگا لیکن مجھے تو کچھ نہیں ملا۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے ان الفاظ میں منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انسان کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے' جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ نہ کہے: میں نے دعا مانگی لیکن وہ قبول ہی نہیں ہوئی"۔

شرح

قبولیتِ دعا میں جلدی مچانے کی ممانعت:

گناہ اور قطع رحمی کے علاوہ مسلمان جو دعا کرتا ہے، وہ قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ اس میں جلدی مچانے اور جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔ جلدی مچانے اور جلد بازی کا مطلب یہ ہے کہ دعا مانگنے والا یہ خیال کرے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی پھر وہ دعا کرنا چھوڑ دے۔

قبولیت دعا کی کئی صورتیں:

۱- دعا فوری قبول کی جاتی ہے اور اس کا نتیجہ سامنے آجاتا ہے۔
۲- دعا فوراً قبول نہیں کی جاتی بلکہ قدرے تاخیر سے قبول کی جاتی ہے۔
۳- دعا کے عوض اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔
۴- آئندہ زمانہ میں پیش آنے والی آفت یا مصیبت اور یا مرض سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔
۵- دعا آخرت کے لیے ذخیرہ کرلی جاتی ہے اور وہ آخرت میں نافع ہوگی۔

3532۔ ذكره المتقي في الكنز (۸۲/۲)، حديث (۳۲۴۱) بلفظ و عزاه للترمذي عن ابي هريرة.

فائدہ نافعہ:

مسلمان اپنی دعا میں جلدی مچائے، یا جلد بازی سے کام لے، یہ اس کی شایان ہرگز نہیں، کیونکہ بندہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرتا ہے نہ کہ آرڈر۔ اس کے کئی نقصان ہیں:

(i) تارک دعا بن کر عبادت سے محروم ہو جائے گا۔

(ii) ذات باری تعالیٰ سے اعتقاد میں نقص پیدا ہوگا۔

(iii) دعا مانگنے کے اجر وثواب سے محروم رہے گا۔

3533 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسَى اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ سُمَيْرِ بْنِ نَهَارٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا' اللہ تعالیٰ کی اچھے طریقے سے عبادت کرنے کا حصہ ہے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن عبادت ہونا:

جس طرح جو غلام اپنے آقا کی خوشنودی کے لیے کوئی کام کرتا ہے، وہ خوش اسلوبی سے خدمات انجام دیتا ہے اور جو غلام آقا سے بدظن ہو کر کام کرتا ہے، وہ بددل ہو کر کام کرے گا۔ اسی طرح جو مسلمان اس گمان سے عبادت کرے کہ شاید میری عبادت قبول ہوگی یا نہیں؟ وہ ٹوٹے ہوئے دل سے عبادت کرے گا اور جسے اس بات کا یقین ہو کہ میری عبادت قابل قبول ہے، وہ نہایت خلوص سے عبادت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے حسن ظن عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نیت اور نظریہ سے جو عبادت کی جاتی ہے خواہ ناقص ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول ہوتی ہے، پروردگار کی طرف سے اس کا اجر وثواب زیادہ ہے۔ تمام عقائد، عبادات اور معاملات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے، تاکہ ذات باری تعالیٰ کی طرف سے بندے کو کمال درجہ کا ثواب عنایت کیا جائے۔

3533- اخرجه ابوداؤد (٤/٢٩٨): كتاب الادب: باب: من حسن الظن، حديث (٤٩٩٣)، و احمد (٢/٣٥٩)، و الحاكم (٤/٢٤١) و ابن حبان في صحيحه (٢/٣٩٩): باب: حسن الظن بالله- حديث (٦٣١) وذكر المنذري في الترغيب (٤/٦٤) حديث (٤٩٥٧).

3534 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِي يَتَمَنَّى فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◄► عمر بن ابوسلمہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ کیا آرزو کر رہا ہے؟ کیونکہ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ اُس کی کونسی آرزو اس کے نصیب میں لکھ دی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

لمبی چوڑی آرزوؤں کے باندھنے کی ممانعت:

دنیوی واُخروی معاملات کے بارے میں لمبی چوڑی آرزوئیں باندھنے سے احتراز کرنا چاہیے، کیونکہ ان کے عدم تکمیل کی صورت میں انسان کو پریشانی لاحق ہوگی۔ تاہم ذات باری پر تمام معاملات چھوڑ دینے چاہئیں، ان کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہیے ورنہ مقدر کا کرشمہ قرار دینا چاہیے۔ مسلمان جب ذات باری تعالیٰ پر حسن ظن کرتا ہوا اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے، اس کی یہ فکر عبادت کا درجہ اختیار کر لیتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حضور قبول کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں انسان کے تمام معاملات کے نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاں تحریر ہیں، جن میں کسی تبدیلی کا امکان ہرگز نہیں ہے۔

3535 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ نُوحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فَيَقُولُ اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ يَظْلِمُنِي وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میری سماعت اور بصارت سلامت رکھ اور ان دونوں کو میرا وارث بنا دے اور جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری مدد کر اور اس سے میرا بدلہ لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن غریب" ہے۔

3534۔ تفرد به الترمذی انظر تحفة (۱۳/ ۴۳۲)، حديث (۱۹۵۷۷) عن ابوسلمة بن عبد الرحمن و هو مرسل.

3535۔ اخرجه البخاری فی الادب المفرد (۶۵۲) من طريقه.

شرح

استحکام حواس اور ظالم سے بدلہ لینے کی بددعا:

جسم اور اعضاء جسم کی صحت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے اور انسان کو تاحیات اس عظیم نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ بالخصوص حواس خمسہ کی صحت، استحکام اور بقاء کے سلسلہ میں ذات باری تعالیٰ کا ضرور شکر بجالانا چاہیے۔ ایک عضو بالخصوص آنکھ یا دل کی قیمت دنیا بھر نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ان کی بقاء اور ظالم کے حملہ سے تحفظ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق اس سلسلہ میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ يَظْلِمُنِيْ وَخُذْ مِنْهُ بِثَارِيْ

چونکہ کان اور آنکھیں اعظم الاعضاء ہیں، اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا گیا یا گناہ کے لیے عموماً معاون یہی اعضاء ہوتے ہیں۔ اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ظالم کے بارے میں دعائے بد کرنا جائز ہے، کیونکہ ظلم اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور مظلوم کی بددعا اور ذات باری تعالیٰ کے درمیان پردہ نہیں ہے۔

بَابُ لِيَسْاَلِ الْحَاجَةَ مَهْمَا صَغُرَتْ

باب 86: آدمی کو اپنی ضرورت (اللہ تعالیٰ سے) مانگنی چاہیے، خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو

3536 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْاَشْعَثِ السِّجْزِيُّ حَدَّثَنَا قَطَنٌ الْبَصْرِيُّ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِيَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْاَلَ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اَنَسٍ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر شخص کو اپنی ہر حاجت اپنے پروردگار سے مانگنی چاہیے یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے (تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے)۔

3536- ذکرہ ابن حبان فی صحیحہ (۱۴۸/۳)، حدیث (۸۶۶) وقال اخرجہ الطبرانی فی الدعاء (۲۵)، و ابونعیم فی (تاریخ اصبہان) (۲۸۹/۲) و البزار فی مسندہ رقم (۳۱۳۵)، و کذا ذکرہ الہیثمی فی (المجمع) (۱۵۳/۱۰): وقال و رجالہ رجال الصحیح غیر سیار بن حاتم وھو ثقۃ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ کئی راویوں نے اسے جعفر بن سلیمان اور ثابت بنانی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

3537 سند حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لِيَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتّٰى يَسْاَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْاَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ اِذَا انْقَطَعَ

حکم حدیث: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ قَطَنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ

◆◆ ثابت بنانی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر شخص کو اپنی ہر حاجت اپنے پروردگار سے مانگنی چاہیے یہاں تک کہ اسی سے نمک مانگنا چاہیے اور اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے (تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے)۔

یہ روایت قطن کی جعفر بن سلیمان سے نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

ذات باری تعالیٰ سے اپنی ضرورت طلب کرنا:

اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے، وہ اپنی مخلوق پر بہت مہربان ہے، بندہ اپنی بڑی یا چھوٹی ضرورت کے بارے میں اس سے درخواست کرتا ہے، وہ دعا یا درخواست قبول کی جاتی ہے اور معمولی سے معمولی چیز کے سلسلہ میں اس ذات کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

استعانت کی دو اقسام ہیں:

۱- استعانتِ حقیقی: اس کا مطلب ہے کہ کسی کو مختار تصور کرتے ہوئے اس سے مدد طلب کرنا، ہر معاملے میں استعانت حقیقی اللہ تعالیٰ سے حاصل کی جاسکتی ہے، غیر اللہ سے اس کا حصول منع ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی واضح ہے: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ (الفاتحہ:۴)

حدیث باب میں بھی غیر اللہ سے سوال و استعانت سے حقیقی استعانت مراد ہے، جو محض اللہ تعالیٰ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲- استعانت مجازی: مؤثر حقیقی ذات باری تعالیٰ کو سمجھتے ہوئے بطور نائب کسی مقبول بندے سے استعانت حاصل کرنا ہے، اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے اور اس بارے میں یہ صریح حدیث موجود ہے:

ان الله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه

حدیث باب میں نمک اور جوتے کا تسمہ تک غیر اللہ تعالیٰ سے طلب کرنے کی جو ممانعت کی گئی ہے، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی شفقت و مہربانی بیان کرنا ہے۔ اگر اس حدیث کا وہی مطلب لیا جائے جو جہلاء بیان کرتے ہیں کہ غیر اللہ سے کسی معاملہ میں

استعانت حرام وشرک ہے،اس سے بے شمار خرابیاں لازم آئیں گی مثلاً ڈاکٹر سے علاج کرانا، گاڑی کا استعمال کرنا اور کسی کی مالی معاونت کرنا وغیرہ۔

جوتے کا تسمہ بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح عظیم سے عظیم تر چیز کا سوال اللہ تعالیٰ سے کیا جاتا ہے، اسی طرح معمولی چیز کا سوال بھی اگر اس سے کیا جائے تو یہ اس کی شان کے خلاف نہیں ہے۔ بے دینوں اور جہلاء نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے سوال کرنا حرام ہے لیکن اس کے نتیجہ پر انہوں نے غور نہیں کیا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

مناقب کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 1: نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کا بیان

3538 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ اَسْلَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ اَبِي عَمَّارٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وَّلَدِ اِبْرَاهِيمَ اِسْمٰعِيلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَّاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَّاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔ حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو منتخب کیا بنو کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا۔ قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

فضائل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مبداء کائنات، فخر آدم و بنی آدم، امام الانبیاء، محبوب کبریا، خاتم الانبیاء والمرسلین، حامل القرآن، کونین کے دولہا، مالک و سیاح جنت، صاحب المعراج، جامع المعجزات، اعظم الانبیاء، قائد الانبیاء والمرسلین، شافع الحشر، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کا احاطہ کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا:

3538۔ اخرجہ مسلم (۱۷۸۲/۴): کتاب الفضائل: باب: فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث (۲۲۷۶/۱)، و احمد (۱۰۷/۴) عن ابی عمار عن واثلة بن الاسقع فذکرہ۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(آپ حسن حضرت یوسف، حضرت عیسیٰ کی پھونک اور حضرت موسیٰ کے روشن ہاتھ کی خوبیوں کے مالک ہیں اور جو کمالات سب انبیاء کو دیئے گئے، وہ آپ میں جمع کر دیئے گئے ہیں)

شاعر دربار رسالت، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یوں اظہار عقیدت کرتے ہیں:

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(یا رسول اللہ! میری آنکھ نے آپ جیسا حسین نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت شخص عورتوں نے پیدا نہیں کیا۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے، گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے آپ کو پیدا کیا گیا)

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں اظہار کمال کرتے ہیں:

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ

(یا رسول اللہ!) آپ اپنے کمالات کے سبب بلندی کو پہنچے، اپنے حسن سے تاریکیوں کو ختم کر دیا۔ آپ کی تمام عادات خوبصورت ہیں (اے لوگو!) تم آپ اور آپ کی اولاد پر درود شریف کا ہدیہ پیش کرو)

عاشق صادق، فنا فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ اظہار حقیقت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ، وَسَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرُ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(اے انسانوں کے آقا! حسن و جمال کے پیکر، آپ کے چہرہ انور سے چاند کو روشنی ملی۔ کمال طریقہ سے آپ کی نعت وثنا بیان کرنا ممکن نہیں ہے، مختصر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد (اس کائنات میں) آپ کا مقام ہے)

امام العشاق، حضرت امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

يَا رَبِّ! صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(اے میرے پروردگار! تو ہمیشہ درود و سلام نازل کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق سے افضل ہیں)

عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب پاک اور عظیم خاندان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک اس قدر پاک و طاہر، معزز و محترم، شجاع و بہادر، فیاض و جواد اور ذکاوت و ذہانت وغیرہ اوصاف کے باعث پورے عرب میں بے مثال تھا، کیونکہ ہر نبی علیہ السلام افضل خانوادہ میں مبعوث ہوا ہے۔

محدثین کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب پاک یوں بیان کرتے ہیں:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہاں تک نسب عالیہ میں تمام مؤرخین کا اتفاق ہے اور اس سے اوپر والے نسب نامہ میں قدرے اختلاف ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کا تعارف:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تک متفق ہے اور اس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک نسب نامہ میں مختلف اقوال و آراء ہیں، جن میں غلط بیانی سے بھی کام لیا گیا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ (۱۲) صاحبزادے تھے، ان میں سے ایک کا نام ''قیدار'' تھا، جن کی اولاد حجاز مقدس میں خوب پھیلی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تک چالیس پشتیں بنتی ہیں۔ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک نسب پاک کی اہم شخصیات کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

۱-عدنان: یہ لفظ ''عدن'' سے بنا ہے، جس کا معنیٰ ہے: قیام کرنا یعنی قیام کرنے والا۔ یہ نام ان کے عابد و زاہد اور صاحب تقویٰ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کا زمانہ چھٹی صدی قبل تھا اور بخت نصر (جس کی روئے زمین پر حکومت تھی) کے ہمعصر تھے۔ آپ نے سب سے قبل کعبہ معظمہ کو چمڑے کا غلاف پہنایا تھا۔

۲-معد: اس لفظ کا معنیٰ ہے: شجاع و بہادر اور صاحب قوت۔ بخت نصر کے زمانہ میں آپ کی عمر بارہ (۱۲) سال تھی۔ بخت نصر نے حجاز مقدس پر حملہ کیا، اس دوران اس نے آپ کو شہید کرنے کا قصد کیا اور ایک نبی جو اس کے لشکر میں شامل تھا، نے بخت نصر کو مشورہ دیا کہ انہیں قتل کرنے سے گریز کیا جائے، کیونکہ ان کی نسل سے نبوت کا سلسلہ جاری ہوگا۔

۳-نزار: لفظ ''نزار'' کا معنیٰ ہے: یگانہ روزگار، یکتائے روزگار۔ ان کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ ان کی پیدائش کے وقت معد نے ان کی آنکھوں میں نبوت کی روشنی ملاحظہ کی تھی، جس وجہ سے ان کے لیے یہ نام تجویز کیا گیا تھا۔

۴-مضر: لفظ ''مضر'' مضیرہ سے ماخوذ ہے، جس کا معنیٰ ہے: دودھ کی مثل سفید۔ چونکہ ان کا رنگ سفید تھا، جس وجہ سے ان کا یہ نام تجویز ہوا۔ آپ کا حسن و جمال بے مثل تھا اور لوگ آپ کے حسن میں رطب اللسان دکھائی دیتے تھے۔

۵-الیاس: اس کا معنیٰ ہے: شجاع و بہادر۔ آپ دور اندیش اور صاحب دانش تھے، اہل عرب آپ کی دانائی کو ضرب المثل قرار دیتے تھے۔ آپ نے اولاد اسماعیل کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے طریقہ پر دوبارہ گامزن کیا تھا۔

۶-مدرکہ: لفظ ''مدرکہ'' اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنیٰ ہے: پانے والا۔ آپ کے اس نام کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ آپ نے جنگلی خرگوش سے خوفزدہ ہو کر بھاگنے والے اونٹوں کو پالیا تھا۔ آپ کا اصل نام ''عمرو'' تھا۔

۷-خزیمہ: لفظ ''خزیمہ'' لفظ خزمہ کی تصغیر ہے، اس سے مراد کھجور کی مثل ایک درخت ہے جس کی شاخوں سے ٹوکریاں تیار کی جاتی ہیں۔ آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے، ملت ابراہیمی پر قید حیات رہے اور ملت ابراہیم پر وصال فرمایا۔

۸-کنانہ: لفظ ''کنانہ'' کا معنیٰ ہے: ترکش، کنانہ اپنے خانوادہ کے لیے ایک پردہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کا شمار اپنے

زمانہ کی معزز شخصیات میں ہوتا تھا۔ آپ اپنے علم وفضل کے سبب وحید العصر تھے اور اہل عرب اپنے مسائل حل کروانے کے لیے آپ سے رجوع کرتے تھے۔

۹-نضر: لفظ''نضر'' کا معنی ہے: سرسبز، شاداب۔ حسن وجمال مثالی ہونے کے سبب آپ کا یہ نام تجویز ہوا۔ ایک قول کے مطابق آپ کا لقب قریش تھا۔

۱۰-مالک: آپ کی کنیت ابوحارث تھی اور والدہ کا نام''عاتکہ'' تھا۔ حکمت پر مبنی آپ کا یہ مشہور قول ہے: عموماً خوبصورت چہرے عیوب ونقائص کو چھپالیتے ہیں اور جب عیوب نمایاں ہوجائیں تو وہ بدصورت ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا شکل وصورت پر نہ جاؤ۔

۱۱-فہر: اس کا معنی ہے: ہتھیلی کے برابر پتھر کا ٹکڑا۔ ایک قول کے مطابق آپ کا لقب قریش تھا۔ ایک قول کے مطابق آپ کا لقب''قریش'' تھا اور کنیت ابوغالب تھی۔ بعض مؤرخین کے مطابق آپ کا نام قریش تھا اور فہر لقب تھا۔

۱۲-غالب: لفظ''غالب'' ثلاثی مجرد سے اسم فاعل واحد مذکر کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: غلبہ حاصل کرنے والا، تسلط جمانے والا۔ اپنے لخت جگر تیم الادرم کی نسبت آپ کی کنیت ابوتیم تھی۔ صاحبزادہ''تیم'' کا جبڑا ناقص ہونے کی وجہ سے اسے تیم الادرم کہا جاتا تھا۔ غالب کہانت میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔

۱۳-لؤی: ایک قول کے مطابق آپ کا نام لأی (کاہل) سے اور دوسرے قول کے مطابق لواء (جھنڈا) سے ماخوذ ہے۔ آپ کثیر صفات کے مالک تھے بالخصوص تحمل وبردباری کی صفت نہایت درجہ کی آپ میں پائی جاتی تھی۔ آپ کے اقوال حکیمانہ میں سے ایک قول یہ ہے:

مسلسل نیکی کرنے والے کی نیکی کبھی ختم نہیں ہوگی اور اس کا تذکرہ رہے گا۔

۱۴-کعب: لفظ''کعب'' کا معنی ہے:''ٹخنہ''، عزت وبزرگی۔ آپ کی کنیت ابوہصیص تھی۔ آپ معزز وبزرگ تصور کیے جاتے تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ نے''یوم العروبہ'' کو''یوم الجمعۃ'' میں تبدیل کیا۔ آپ کی وفات سے سالوں کے تعین وشمار کا سلسلہ شروع ہوا، جو عام الفیل تک جاری رہا۔ آپ کا زمانہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پانچ سو ساٹھ (۵۶۰) سال قبل کا تھا۔ خطبہ میں لفظ''اما'' کا استعمال آپ نے شروع کیا۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے جد امجد تھے۔

۱۵-مرہ: لفظ''مرۃ'' کا معنی ہے: قوی، طاقت۔ آپ کی کنیت ابویقظہ تھی۔ آپ کے لخت جگر یقظہ کی نسل سے قبیلہ بنو مخزوم تھا۔

۱۶-کلاب: آپ بہادر وطاقتور تھے اور شکار کے بہت شوقین تھے۔ آپ شکاری کتوں کے ساتھ زمین کے جس حصہ سے گزرتے تو لوگ آپ کی شان وشوکت دیکھ کر کہتے: ھذہ کلاب بن مرہ یعنی یہ ابن مرہ کے کتے ہیں۔ اس طرح شہرت کی بنا پر آپ کا اسم گرامی''کلاب'' پڑ گیا۔ ایک قول کے مطابق لفظ''کلاب'' ثلاثی مزید فیہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: باہم دشمنی کرنا۔ آپ کی کنیت''ابوزہرہ'' تھی۔ آپ نے سب سے پہلے سونے سے آراستہ تلواریں کعبہ معظمہ میں رکھی تھیں۔

۱۷-قصی: آپ کا اصل اسم گرامی ''زید'' تھا۔ والد گرامی (کلاب) آپ کے زمانہ شیر خوارگی میں انتقال کر گئے تھے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت سعد تھا، جنہوں نے ربیعہ بن حرام خزاعی سے نکاح کر لیا اور وہ انہیں اپنے ہمراہ ملک شام لے گئے۔ آپ بھی اپنی والدہ کے ساتھ شام پہنچے اور اس طرح وطن سے دوری کی وجہ سے آپ ''قصی'' کہلائے جو لفظ ''قصی'' کی تصغیر ہے۔ بڑے ہوئے تو ایک دفعہ آل ربیعہ سے تنازع کی نوبت آئی، اہل ربیعہ نے انہیں غریب الدیار ہونے کا طعنہ دیا، یہ طعنہ سن کر آپ نے اپنے والد گرامی کے بارے میں والدہ محترمہ سے معلومات حاصل کیں پھر والدہ محترمہ کی اجازت سے مکہ معظمہ واپس آ گئے۔ کعبہ کی تولیت آپ کے ہاتھ آئی، آپ نے مکہ میں دار الندوہ کی بنیاد رکھی جہاں قریش جلسہ منعقد کرتے تھے یا جنگی مشقیں کی جاتی تھیں۔ مختلف قافلوں کی روانگی بھی اسی مقام سے ہوا کرتی تھی۔ علاوہ ازیں سقایہ اور رفادہ (یعنی حجاج کرام کو پانی پلانے اور کھانا کھلانے) کی خدمات بھی آپ کے سپرد ہوئیں۔ آپ نے حجاج کرام کے لیے چمڑے کے حوض تیار کیے، جن میں باہر سے پانی لا کر ذخیرہ کیا جاتا تھا، پھر ان میں کھجور کا شیرہ اور انگور نچوڑ کو خوش ذائقہ بنایا جاتا تھا۔ آپ کی کوشش سے ایام حج میں مشعر حرام پر چراغ جلائے جاتے تھے۔ حکومت ملنے پر آپ نے اطراف واکناف سے قریش کو بلا کر مکہ میں آباد کیا۔ کعبہ اور مکانات کے درمیانی حصہ کا نام ''المفروش'' رکھا گیا اور بعد میں اسی مقام کو حرم یا مطاف کا نام دیا گیا۔ آپ کا زمانہ ۴۳۱ء تا ۴۷۳ء تھا۔ آپ نے اپنی وفات کے وقت سقایہ اور رفادہ کے مناصب اپنے لخت جگر عبد الدار کے سپرد کر دیے تھے۔

۱۸-عبد مناف: آپ کا اصل نام مغیرہ اور لقب عبد مناۃ تھا۔ بعد ازاں عبد مناۃ بن کنانہ سے مشابہت کے سبب لقب تبدیل ہو کر عبد مناف ہو گیا۔ لفظ مناف کا معنیٰ ہے: معزز، محترم، بزرگ، عالی۔ زمانہ جاہلیت میں یہ ایک بت کا نام تھا، جس کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ آپ کی کنیت ابوشمس تھی۔ قصی کے بعد قریش کی ریاست آپ کے ہاتھ آئی اور قصی کی عمارات کی تکمیل کی۔ آپ کے بھائی عبد العزیٰ کے ایک بیٹے کا نام اسد تھا جن کی پوتی کا اسم گرامی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھا اور اسی خاتون نے سب سے قبل حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کا اعزاز حاصل کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد ان کے بطن اطہر سے تولد ہوئی۔

۱۹-ہاشم: عبد مناف کی اولاد سے آپ سب سے زیادہ خوبصورت، معاملہ فہم اور ہر دلعزیز تھے۔ آپ نے اپنے بھائیوں کی معاونت سے عبد الدار سے سقایہ اور رفادہ مناصب واپس لیے تھے۔ آپ کا اصل نام عمرو العلا، کنیت ابونضلہ اور لقب ہاشم تھا۔ خط وکتابت کے ذریعے آپ کی کوشش کے نتیجہ میں قیصر روم کی طرف سے یہ حکم نامہ جاری ہوا تھا کہ قریش کے مال تجارت سے محصول وضع نہ کیا جائے۔ آپ کی کوششوں سے نجاشی حبش کی جانب سے بھی ایسا فرمان جاری ہوا تھا۔ جب قریشی تاجر انقرہ (نام ریاست) جاتے تو قیصر روم عزت سے پیش آتا تھا۔ ایک دفعہ ہاشم تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے، راستہ میں یثرب کے سالانہ میلے میں ایک سلمیٰ نامی عورت پر ان کی نظر پڑ گئی جس کا تعلق بنو نجار سے تھا اور وہ حسن وجمال کا پیکر تھی۔ پھر آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور انہیں ملک شام لے گئے، وہاں قیام پذیر رہے، وہاں ہی انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ سلمیٰ کے بطن سے آپ کا بیٹا شیبہ پیدا ہوا۔

٢٠- عبد المطلب: ہاشم کے لخت جگر شیبہ کی پرورش ان کے چچا مطلب نے کی تھی، اسی مناسبت سے آپ عبد المطلب (مطلب کا خدمت گزار) کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ کا تاریخی کارنامہ چاہ زمزم کی دریافت ہے، جو ریت سے اٹ کر مکمل طور پر گم ہو گیا تھا، آپ کی کوششوں سے کھدوائی کرا کر نئے سرے سے اسے جاری کیا گیا۔ آپ نے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں دس بیٹے عطا کرے گا، انہیں اپنے سامنے جوان دیکھنے پر ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی یہ آرزو پوری کر دی گئی، آپ اپنے بیٹوں کو لے کر کعبہ کے پاس آئے اور ایک عابد کو قرعہ ڈالنے کا حکم دیا اور قرعہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نام پر نکل آیا۔ یہ صورتحال سامنے آنے پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی بہنیں رونے لگیں اور ان کی طرف سے کہا گیا کہ حضرت عبد اللہ کو قربان کرنے کے بجائے دس اونٹ ذبح کر دیے جائیں۔ اس سلسلہ میں دوبارہ قرعہ اندازی کی گئی مگر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نام پر قرعہ نکلا۔ حضرت عبد المطلب کی طرف سے دس اونٹوں کے بجائے دس اونٹ ملا کر بیس اونٹ کر دیے گئے۔ حضرت عبد اللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کا سلسلہ جاری رہا، ہر بار حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلنے پر دس، دس اونٹ شامل کیے گئے، جب اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی تو اونٹوں کے نام پر قرعہ نکل آیا۔ اس طرح حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو باقی رکھتے ہوئے حضرت عبد المطلب کی طرف سے سو اونٹ ذبح کر دیے گئے۔

حضرت عبد المطلب کی کنیت ابو حارث اور ابو البطحا تھی۔ آپ حسن و جمال کا پیکر، طویل القامت اور فصیح و بلیغ تھے۔ ملت ابراہیمی کے مطابق عبادت و ریاضت کرتے تھے اور رمضان المبارک کا مہینہ جبل حراء میں بطور اعتکاف گزارتے تھے۔ حجاج کرام اور غرباء و مساکین بلکہ جانوروں کے خورد و نوش کا اہتمام کرتے تھے۔ آپ کو شراب نوشی، محرم عورتوں سے نکاح، زنا کاری، بتوں کی عبادت اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے سخت نفرت تھی۔ حطیم کعبہ میں آپ کے لیے ہمہ وقت غالیچہ بچھا رہتا تھا جس پر کوئی غیر شخص بیٹھنے کی ہرگز ہمت نہیں کرتا تھا۔ آپ کا وصال ۵۷۸ یا ۵۷۹ء میں ہوا۔

٢١- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ: اونٹوں اور آپ کے درمیان قرعہ اندازی کے سلسلہ میں جب اونٹوں کے نام قرعہ نکلا تو سو اونٹ قربان کر دیے گئے، اس طرح حضرت عبد المطلب کی نذر پوری ہونے پر آپ ذبح ہونے سے بچ گئے۔ آپ حسن و جمال کی تصویر تھے، حسن و جمال دیکھ کر کئی عورتوں نے آپ سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر آپ اپنے والد گرامی کی اجازت کے بغیر کچھ بھی کرنے کے لیے راضی نہیں تھے۔ حضرت عبد المطلب نے اپنے لخت جگر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح قبیلہ زہرہ کے رئیس وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ علاوہ ازیں حضرت عبد المطلب نے خود بھی وہب بن عبد مناف کی دوسری صاحبزادی ''ہالہ بنت وہب'' سے شادی کر لی، جن کے بطن سے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ یوں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور خالہ زاد بھائی بھی قرار پاتے ہیں۔ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک سترہ (١٧) سال کے قریب تھی۔ آپ والد گرامی کے حکم کے مطابق کھجوریں لانے کے لیے یثرب (مدینہ طیبہ) گئے، وہاں ایک ماہ تک علیل رہنے کے بعد وصال فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد ١٢ ربیع الاول، بروز پیر، ٢٢ اپریل ۵۷۱ء میں خاتم الانبیاء صلی

اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

3539 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمْعِيلَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي وَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمْعِيلَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَى هَاشِمًا مِنْ قُرَيْشٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ (کی اولاد) میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' صحیح ہے۔

3540 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمْعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوا فَتَذَاكَرُوا أَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوا مَثَلَكَ مَثَلَ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِهِمْ مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ قَبِيلَةٍ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْبُيُوتَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ هُوَ ابْنُ نَوْفَلٍ

◆◆ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول ﷺ قریش بیٹھے۔ انہوں نے اپنے نسب کا تذکرہ کیا' تو انہوں نے آپ ﷺ کی مثال کھجور کے ایک ایسے درخت کے ساتھ دی جو کسی ٹیلے پر ہو' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا' تو مجھے ان میں سب سے بہترین گروہ میں پیدا کیا جو دونوں گروہوں میں سے بہتر ہوتا' پھر اس نے قبائل کو بہتر قرار دیا۔ ان میں سے مجھے بہترین قبیلے میں رکھا پھر ان گھرانوں کو بہتر قرار دیا تو مجھے ان میں سے بہترین گھرانوں میں رکھا۔ میں شخصیت کے اعتبار سے ان میں سب سے بہتر ہوں اور گھرانوں کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔

3540۔ اخرجه احمد فی مسند (۱/۲۱۰) (۱۷۸۸) عن عبد الله بن الحارث عن العباس بن عبد المطلب فذکرہ۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

عبداللہ بن حارث نامی راوی سے یہ ابن نوفل ہے۔

3541 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِىْ وَدَاعَةَ قَالَ

متنِ حدیث: جَاءَ الْعَبَّاسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَّخَيْرِهِمْ نَفْسًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَرُوِىَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ نَحْوَ حَدِيْثِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

◆◆ حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گویا وہ کوئی بات سن کر آئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ آپ ﷺ پر سلامتی نازل ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں' جو عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا' تو مجھے ان میں سے بہترین رکھا پھر اس نے انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا' تو مجھے ان میں بہتر حصے میں رکھا' پھر انہیں قبائل میں تقسیم کیا' تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر اس نے ان کے بہترین گھرانے بنائے تو مجھے ان میں سب سے بہترین گھرانے میں رکھا اور سب سے بہترین شخصیت پیدا کیا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

سفیان ثوری کے حوالے سے' یزید بن ابی زیاد کے حوالے سے' اسی طرح کی روایت منقول ہے' جو اسماعیل بن ابی خالد نے یزید بن ابی زیاد کے حوالے سے' عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

شرح

قریش کا آغاز و فضیلت:

قریش ایک محترم و معظم اور ہر دلعزیز قبیلہ ہے، جسے تمام قبائل پر فضیلت حاصل تھی۔ اس کا آغاز نضر بن کنانہ سے ہوا۔ کنانہ کی کنیت ابوالنضر تھی۔ کنانہ کے چھ بیٹے تھے: (۱) نضر (۲) مالک (۳) عبد مناۃ (۴) عمر (۵) احابیش (۶) عامر۔ قریش صرف نضر کی اولاد کو کہا جاتا ہے اور ان کے کسی دوسرے بھائی کی اولاد کو نہیں کہا جاتا۔ نضر بن کنانہ کی اولاد مختلف خطوں اور شہروں میں

پھیل گئی پھر مکہ معظمہ میں جمع ہوگئی، قریش کے معنیٰ بھی جمع ہونے کے ہیں اور ان لوگوں سے قریش کا آغاز ہوا۔

قریش کی وجہ تسمیہ کے حوالے سے علماء لغت کے مختلف اقوال ہیں:

(i) لفظ ''قریش'' لفظ ''تقریش'' سے ماخوذ ہے، جس کا معنیٰ ہے: جستجو کرنا، تلاش کرنا۔ فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ حاجتمندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے انہیں تلاش کیا کرتے تھے۔

(ii) لفظ ''قریش'' لفظ ''قرش'' سے بنا ہے، جس کا معنیٰ ہے: جمع کرنا، کمانا۔

(iii) لفظ ''قریش'' کا معنیٰ ہے: قیادت کرنا، پیشوائی کرنا، راہنمائی کرنا۔ چونکہ قریش بن بدر بن مخلد بن نضر اپنے تجارتی قافلوں کی قیادت کیا کرتے تھے، اس لیے اس قبیلہ کا نام ''قریش'' مشہور ہوگیا۔

(iv) لفظ ''قریش'' لفظ ''قرش'' سے اسم تصغیر ہے، جس کا معنیٰ ہے: سمندر کی وہ بڑی مچھلی جو چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہے۔ چونکہ قبیلہ قریش ہر دور میں عرب کے تمام قبائل پر غالب رہا ہے، اس لیے اسے ''قریش'' کہا جاتا ہے۔

فائدہ نافعہ:

نضر بن کنانہ کی جملہ شاخوں کو قریش قرار دیا جاتا ہے اور اس طرح خلفاء راشدین بھی قریشی قرار پاتے ہیں، کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنوتمیم، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنوعدی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنوامیہ سے تھا' جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنو ہاشم سے ہے۔ یہ تمام قبائل قبیلہ قریش کی شاخیں اور اس میں شامل ہیں۔

ہاشم: آپ کا اصل نام عمرو تھا اور آپ تین بھائی تھے: (۱) مطلب (۲) نوفل (۳) عبد شمس۔ آپ کے والد گرامی کا نام عبد مناف تھا، والد گرامی کے وصال کے بعد اپنی قوم کے رئیس قرار پائے تھے۔

آپ کو ''ہاشم'' کہنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ آپ بغرض تجارت ملک شام گئے، وہاں یہ اطلاع موصول ہوئی کہ مکہ مکرمہ میں آٹا نایاب ہوگیا ہے، آپ اپنے اونٹوں پر آٹا اور روٹیاں لدوا کر مکہ معظمہ پہنچے اور لوگوں کی دعوت عام کی۔ اس موقع پر آپ کی طرف سے گوشت کے شوربے میں روٹیوں کے ٹکڑے ڈال کر یعنی ثرید بنا کر عوام وخواص کی خوب خدمت کی گئی۔ لفظ ''ہاشم'' ثلاثی مجرد سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنیٰ ہے: روٹیوں کے ٹکڑے کرنے والا۔ آپ ہر سال حج کے موقع پر حجاج کرام اور عام ایام میں مہمانوں کی طعام ومشروبات سے خدمت کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

3542 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هَمَّامٍ الْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيْدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

3542- لم يخرجه سوى الترمذي من اصحاب الكتب الستة، ينظر التحفة (۱۱/۷٤)، حديث (۱۵۳۹۷)، و اخرجه الحاكم في المستدرك (۲/۶۰۹)، و سكت عنه و روى قبله حديثا نحوه عن ميسرة الفجر قال: قلت لرسول الله صلى الله عليه وسلم: و متى كنت نبيا؟ قال: و آدم بين الروح و الجسد، و صححه الحاكم و وافقه الذهبي.

متن حدیث: قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یارسول ﷺ اللہ آپ کو نبوت کب ملی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اس بارے میں میسرہ الفجر سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعطاء نبوت کا وقت و زمانہ:

قرآن وسنت کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت سے عالم ارواح سے نوازا تھا، پھر انبیاء علیہم السلام سے وعدہ بھی لیا تھا کہ اگر آپ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مبعوث ہوئے تو آپ پر ایمان لانا ہوگا اور آپ کی معاونت فی الدین بھی کرنا ہوگی۔ اس عہد کا اقرار و اعتراف تمام انبیاء نے عالم ارواح میں کیا تھا۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خواہ بعثت میں آخری ہیں لیکن اعطاء نبوت اور تخلیق میں اول ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے ہیں: یارسول اللہ! آپ کو نبوت کب سے عطا ہوئی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا کہ آدم (علیہ السلام) پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے پہلی چیز کی تخلیق کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے جواب میں فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

اس حقیقت کا اظہار حسب ذیل آیات میں کیا گیا ہے:

(i) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

(ii) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

(iii) هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(iv) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

(v) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

ان آیات و روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تخلیق کائنات کی ہر چیز سے قبل فرمائی تھی۔

3543 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ لَيْثٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَيِسُوْا لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِىْ وَاَنَا اَكْرَمُ وَلَدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّىْ وَلَا فَخْرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سب سے پہلے (قیامت کے دن زمین سے) نکلوں گا جب لوگوں کو مبعوث کیا جائے گا۔ میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ وفد کی شکل میں آئیں گے۔ میں ان کو خوشخبری دوں گا جب وہ مایوس ہو چکے ہوں گے اور اس دن لواء حمد میرے ہاتھ میں ہو گا میں اپنے رب کی بارگاہ میں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

3544 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيْدَ اَبِىْ خَالِدٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِىْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے میرے لیے زمین کو شق کیا جائے گا پھر مجھے جنت کا ایک حلہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا۔ مخلوق میں میرے علاوہ کوئی بھی وہاں کھڑا نہیں ہو سکتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

3544۔ لم يخرجه الا الترمذى من اصحاب الكتب الستة، ينظر التحفة (١٠/١٣٣) حديث (١٣٥٥٦) وذكره صاحب المشكاة (١٠/٣٧ - مرقاة المفاتيح)، حديث (٥٧٦٦) فى كتاب الفضائل، من طريق عبد الله بن الحارث عن ابى هريرة، و عزاه للترمذى.

شرح

روز قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند امتیازی کمالات:

احادیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات خصوصی امتیازات کا ذکر ہوا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) روزِ محشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے قبل قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے۔

(۲) قیامت کے دن سب سے پہلے آپ کو جنتی لباس زیب تن کرایا جائے گا۔

(۳) جب لوگ میدان محشر میں جمع ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے گفتگو فرمائیں گے۔

(۴) جب اہل محشر مایوس ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ڈھارس بندھائیں گے۔

(۵) روزِ محشر سب سے قبل آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجالائیں گے، پھر دوسرے لوگ حمد و ثناء کریں گے۔

(۶) میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہوگی۔

(۷) روزِ محشر عرش الٰہی کی دائیں طرف صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ ملے گی۔

3545 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ وَّهُوَ ابْنُ اَبِىْ سُلَيْمٍ حَدَّثَنِىْ كَعْبٌ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: سَلُوا اللّٰهَ لِىَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِى الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِىِّ

توضیح راوی: وَكَعْبٌ لَيْسَ هُوَ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوٰى عَنْهُ غَيْرَ لَيْثِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمٍ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کی دعا مانگو۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ وسیلے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں موجود ایک درجہ ہے' جس تک کوئی ایک ہی شخص پہنچے گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ اس کی سند قوی نہیں ہے۔

کعب نامی راوی معروف نہیں ہے۔

ہم کسی ایسے شخص سے واقف نہیں ہیں' جنہوں نے ان کے حوالے سے' روایت نقل کی ہو۔ صرف لیث بن ابوسلیم نے نقل کی ہے۔

3545- اخرجه احمد في مسنده (۲/۲٦۵)، (۲/۳٦۵) عن كعب عن ابي هريرة فذكره.

شرح

جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امتیازی مقام حاصل ہونا

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے ذاتی اور صفاتی کمالات کے سبب خالق و معبود ہونے میں بے مثل ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہونے کی حیثیت سے اپنی صفات و کمالات کے باعث لاثانی ہیں۔ ان کمالات میں سے ایک کمال حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ جنت میں آپ کو ایسا امتیازی مقام میسر ہوگا جو کسی دوسرے نبی یا رسول کو نہیں مل سکے گا۔ جس طرح دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین، امام الانبیاء والمرسلین، جامع المعجزات اور رحمۃ للعلمین وغیرہ امتیازات کے مالک و مختار ہیں۔ اسی طرح بروز قیامت اور جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امتیازات حاصل ہوں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ خداوندی میں مقام محبوبیت حاصل ہے، لہٰذا جنت میں بھی یہ امتیاز باقی رکھا جائے گا اور آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا۔ اس لیے کہ محبوب وہ ہوتا ہے، جس کی رضا محب چاہتا ہے۔ امام احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کا انکشاف یوں کرتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد

3546 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِيْ فِي النَّبِيِّيْنَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَحْسَنَهَا وَاَكْمَلَهَا وَاَجْمَلَهَا وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَاَنَا فِي النَّبِيِّيْنَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرُ فَخْرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ طفیل بن ابی بن کعب اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دیگر انبیاء کرام کے درمیان میری مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص ایک گھر بنائے اسے آراستہ کرے مکمل کرے اور خوبصورت کرے اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ ایک دن لوگ اس کے گھر کا چکر لگائیں اس کی خوبصورتی پر حیران ہوں اور یہ کہیں: اس اینٹ کی جگہ کو بھی اگر مکمل کر لیا جاتا تو (مناسب ہوتا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:) انبیاء کے درمیان میں اس اینٹ کی جگہ کی مانند ہوں۔

3546۔ اخرجه ابن ماجه (۱۴۴۳/۲): كتاب الزهد: باب: ذكر الشفاعة، حديث (۴۳۱۴)، و عبد بن حميد ص ۹۰، حديث (۱۷۱، ۱۷۲)، و اخرجه احمد في (مسنده) (۱۲۶/۵، ۱۳۷) و عبد بن احمد في الزوائد عن المسند (۱۳۸/۵).

اس سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے: جب قیامت کا دن ہوگا' تو میں تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا' اور ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ میں یہ بات فخر (تکبر) کے طور پر نہیں کہتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصر نبوت کی آخری اینٹ ہونا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازات کثیر ہیں، ان میں سے ایک خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ہے، جو اس روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ منبع کائنات اور تخلیق نور نبوت کے لحاظ سے آپ اول ہیں جبکہ بعثت کے اعتبار سے آخری ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا اور آخری نبی ہونا آپ کا امتیاز ہے۔ آپ کی شریعت آخری شریعت، آپ کی کتاب آخری کتاب، آپ کی امت آخری امت اور آپ کی نبوت آخری نبوت ہے۔ آپ کے بعد جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے، وہ کذاب، دجال اور جہنمی ہے۔ مسیلمہ کذاب کی طرح مرزا قادیانی بھی لعین وشیطان اور دجال وکذاب تھا۔ جو شخص کسی بھی اعتبار سے اسے مسلمان یا نبی یا مصلح تصور کرے، وہ بھی کذاب اور کافر ہے۔

حدیث باب میں ایک مثال کے ذریعے مسئلہ ختم نبوت سمجھایا گیا ہے۔ اس روایت میں محل بنانے والے سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے، محل سے مراد دین ہے، اینٹوں سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور آخری اینٹ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ دوسری روایات میں بھی اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے: انا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنی میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

قرآن کریم میں اس مسئلہ کو بایں الفاظ واضح کیا گیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔''

اس آیت میں خاتم النبیین الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جن کا مطلب ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ مسئلہ بنیادی عقیدہ اور ایمان کی روح ہے۔ اس کا منکر ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ مرتد' واجب القتل اور یقینی جہنمی ہے۔

3547 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ أَخْبَرَنَا

3547۔ اخرجه مسلم (ابی) (۲/۲۴۲، ۲۴۳): كتاب الصلاة: استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسال الله له الوسيلة، حديث (۱۱/۳۸۴)، و ابوداؤد (۱/۱۹۹): كتاب الصلاة: باب: ما يقول اذا سمع المؤذن، حديث (۵۲۳) والنسائي (۲/۲۵): كتاب الاذان: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد الاذان، حديث (۶۷۸)، عبد بن حميد ص (۱۳۹)، حديث (۳۵۴)، و ابن خزيمة (۱/۲۱۸، ۲۱۹): كتاب: جماع ابواب الاذان و الاقامة

كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوْا لِيَ الْوَسِيلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ وَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: قَالَ مُحَمَّدٌ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ هٰذَا قُرَشِيٌّ مِصْرِيٌّ مَدَنِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ شَامِيٌّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو! تو تم وہی کہو جو وہ کہتا ہے' پھر تم مجھ پر درود بھیجو' کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کو دس رحمتیں نازل کرے گا' پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے ''وسیلہ'' مانگو' کیونکہ یہ جنت میں موجود ایک درجہ ہے' جس تک اللہ تعالیٰ کا صرف ایک ہی بندہ پہنچ سکے گا' اور مجھے امید ہے' وہ میں ہوں گا' جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگے گا' اس کے لیے شفاعت حلال ہوگی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری بیان کرتے ہیں: عبدالرحمن بن جبیر نامی راوی قریشی مصری مدنی ہیں۔

جبکہ عبدالرحمن بن نفیر شام کے رہنے والے ہیں۔

شرح

اذان کا جواب، درود، دعا وسیلہ اور ان کی فضیلت:

حدیث باب میں چار مضامین بیان ہوئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- اذان کا جواب: نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ کے لیے پڑھی جانے والی اذان کا جواب دینا مستحب ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ مؤذن کے ساتھ اذان کے الفاظ کا اعادہ کیا جائے۔ پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور دوسری بار سن کر قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ پڑھا جائے۔ ایسا کہنے والے کو شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی اور آنکھوں کی روشنی کم نہیں ہوگی۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہا جائے۔ فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ کہا جائے۔ اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دینا مستحب ہے، اس میں: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

کے جواب میں: اَقَامَهَا اللهُ وَاَدَامَهَا کہا جائے۔

۲- اذان کے اختتام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود شریف پیش کیا جائے۔ کوئی بھی درود شریف پیش کیا جا سکتا ہے، تاہم درود ابراہیمی افضل ہے اور فضیلت کے سبب اس کا انتخاب نماز (میں پڑھنے) کے لیے کیا گیا ہے۔ جو شخص ایک بار درود شریف پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق ایک بار درود شریف پڑھنے پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل کرتا ہے، دس گناہ معاف کرتا ہے اور دس درجات بلند کرتا ہے۔

۳- درود شریف پڑھنے کے بعد دعا وسیلہ پڑھی جائے جو حسب ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ○

اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں ''مقام محمود'' پر فائز کرنے کی التجاء کی گئی ہے اور یہ مقام صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا۔

۴- درود شریف کے بعد جو دعا اللہ تعالیٰ کے حضور کی جاتی ہے، وہ قبول کی جاتی ہے اور اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر مانگی جانے والی دعا اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرماتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو شخص یہ دعا کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی شفاعت کریں گے۔

3548 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِىْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ يَّوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِىْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا' اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ہر ایک نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا' اور میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں گا' جس کے لیے زمین کو شق کیا جائے گا' اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3548- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۴۴۰): كتاب الزهد: باب: ذكر الشفاعة حديث (۴۳۰۸)، و احمد في مسنده (۲/۳).

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید چند امتیازات

اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کثیر امتیازات سے نوازے گا، ان میں سے چند ایک اس روایت میں بیان کیے گئے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱- قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولاد آدم کے رئیس و سردار ہوں گے، اولاد آدم میں سب انبیاء و مرسلین شامل ہیں اور آپ سب کے سردار قرار پائیں گے۔

۲- قیامت کے دن لواء الحمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہوگا، از اول تا آخر سب انبیاء و اولاد آدم اس پرچم کے نیچے جمع ہوں گے۔

۳- قیامت کے دن سب سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی تربت شق ہوگی، آپ باہر تشریف لائیں گے اور آپ کو جنتی حلہ زیب تن کیا جائے گا۔

فائدہ نافعہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات باری تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ خصوصی تعلق وعلاقہ رہا ہے گا اور ہے، کیونکہ اسم گرامی احمد، محمد، مقام محمود اور لواء الحمد سب "حمد" سے ماخوذ ہیں۔

3549 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَهُ قَالَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَجَبًا اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيْلًا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مَاذَا بِاَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيْ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ

3549- اخرجه الدارمي (۲٦/۱): باب: ما اعطى النبي صلى الله عليه وسلم من الفضل عن عكرمة عن ابن عباس فذكره.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے چند صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے' اور آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ ان کے قریب ہوئے' تو آپ ﷺ نے انہیں سنا کہ وہ آپس میں یہ گفتگو کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سنی' تو ان میں سے ایک نے یہ کہا: کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص کو خلیل بنایا ہے۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ دوسرا شخص بولا: اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلیم اور اس کی روح ہیں۔ ایک اور شخص بولا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو منتخب کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہاری بات سنی اور حیران ہونا بھی سنا کہ حضرت ابراہیم' اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی روح اور کلیم ہیں۔ وہ ایسے ہی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اور وہ ایسے ہیں' یاد رکھنا! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ قیامت کے دن میں نے ''لواء حمد'' کو اٹھایا ہوگا' اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا' اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا اور سب سے پہلے میں جنت کی کنڈی کو کھٹکھٹاؤں گا' اور اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھولے گا' اور مجھے اس میں داخل کرے گا' اور میرے ساتھ غریب مسلمان ہوں گے۔ اور میں یہ بات فخر کے ساتھ نہیں کہتا میں سب سے پہلے والوں اور سب بعد والوں میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

انبیاء کرام صاحب کمال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبِ کمالات ہونا:

یہ روایت انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت وفضیلت کا عظیم الشان گلدستہ ہے۔ صحابہ کرام قرآن کریم کی ہر آیت پر گہری نظر رکھتے تھے، انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ درجہ کی عقیدت رکھتے تھے، ان کے ذکر خیر کو عبادت تصور کرتے تھے اور ان کے کمالات بیان کرنے میں نہایت دلچسپی کا مظاہرہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے، عظمت انبیاء علیہم السلام کے بارے میں طویل گفتگو کا سلسلہ چل نکلا، ایک صحابی نے کہا: یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص اپنا دوست بنایا: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○ (النساء: ۱۲۵) (اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا) اللہ تعالیٰ کا دوست ہونا بڑے کمال کی بات ہے۔ دوسرے صحابی نے فرمایا: اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا: وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○ (النساء: ۱۶۴) (اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خوب گفتگو کی)

اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونا بہت بڑا کمال ہے۔ تیسرے صحابی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلمہ اور روح قرار دیا ہے: وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز (النساء:۱۷۱) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ایک کلمہ ہیں، جنہیں حضرت مریم رضی اللہ عنہا تک پہنچایا یعنی آپ کی پیدائش لفظ کن سے ہوئی ہے درمیان میں باپ کا واسطہ نہیں ہے اور آپ کی طرف سے ایک جان ہیں۔ چوتھے صحابی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ (آل عمران:۳۳) بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا یعنی انہیں بغیر والدین کے پیدا فرمایا اور یہ معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بڑے کمال کا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے میں کھڑے ہو کر سماعت فرمائی، پھر آپ ان کے سامنے جلوہ گر ہوئے اور فرمایا: میں نے آپ لوگوں کی گفتگو سنی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔

اب آپ لوگ میری بات سنو!

۱- یاد رکھو! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں، اس پر مجھے فخر نہیں ہے (بلکہ یہ اظہار حقیقت ہے)

۲- قیامت کے دن لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا، اس پر مجھے فخر نہیں ہے۔ گویا قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بجالائیں گے اور دوسرے لوگ آپ کو دیکھ کر حمد وثناء کریں گے۔

۳- قیامت کے دن پہلا شافع اور پہلا مشفوع میں ہوں گا، اس پر مجھے فخر نہیں ہے، گویا آپ لوگوں کی شفاعت کبریٰ فرمائیں گے۔

۴- سب سے قبل میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازے کھولے گا، ذات باری تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے گا جبکہ غریب لوگ میرے ساتھ ہوں گے، مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت داخل ہوگی۔

۵- اگلوں اور پچھلے سب لوگوں سے زیادہ میں معزز ہوں گا، اس پر مجھے فخر نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء سابقین علیہم السلام سے کسی بھی اعتبار سے موازنہ کیا جائے تو بطور نتیجہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہر نبی صاحب کمال ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کمالات ہیں۔

اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان، لوح وقلم، عرش وکرسی، جنات وانس، جنت ودوزخ، انبیاء و رسل، ملائکہ وغلمان الغرض کائنات کی کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے سردار ہیں، پھر قیامت کے دن کی قید کیوں لگائی ہے؟

جواب: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے سردار ہیں مگر قیامت کی قید کا مقصد تمام

لوگوں کے سامنے آپ کی سرداری ظاہر کرنا ہے، کیونکہ وہاں از اول تا آخر تمام لوگوں کی حاضری یقینی ہے۔

سوال: اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضائل وامتیازات کیوں بیان فرمائے ہیں جبکہ دوسری روایت میں اس کی ممانعت وارد ہے؟

جواب: (۱) فضائل وکمالات اور امتیازات بیان کرنا ضروری تھا، تاکہ امت آپ کے مقام ومرتبہ سے آگاہ ہو کر آپ کی تعظیم وتوقیر بجالائے۔

(۲) تحدیث نعمت کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضائل بیان فرمائے ہیں، چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ٥ (الضحیٰ:۱۱) اور آپ اپنے پروردگار کی نعمت کو بیان کریں۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے کی وجوہات بیان کریں؟

جواب: خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے کی وجوہات کثیر ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ نے تا قیامت آنے والے لوگوں کے لیے نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔

۲- اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ انبیاء کے علوم واوصاف کا مرکز ومحور بنایا۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام مذاہب وادیان کے لیے ناسخ قرار پایا۔

۴- اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنے اسم گرامی کے ساتھ شامل کیا مثلاً کلمہ طیبہ، اذان، اقامت اور تشہد وغیرہ میں۔

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے منصب پر فائز ہوئے۔

۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔

۷- مقام محمود پر فائز کیے جانے کی خوشخبری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان ہوئی ہے۔

۸- اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کی مغفرت کا دنیا میں اعلان ووعدہ فرمایا۔

۹- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے جنت میں جلوہ فرما ہوں گے۔

سوال: حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین فرق واضح کریں؟

جواب: حضرت خلیل اللہ اور حضرت حبیب اللہ علیہما السلام کے درمیان کئی اعتبار سے فرق بیان کیا جا سکتا ہے، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یوں مغفرت طلب کی:

وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ٥ (شعراء:۸۲)

اور اس (اللہ) سے میں نے امید باندھی کہ وہ قیامت کے دن میرے گناہوں کو معاف کردے گا۔

حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کا اعلان ذات باری تعالیٰ نے خود یوں کیا:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح:۲)

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کردے۔

۲-حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نادم ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ مجھے قیامت کے دن شرمندہ نہ کیا جائے۔
اللہ تعالیٰ نے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی درخواست کے بغیر فرمایا:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (التحریم:۸)

جس دن اللہ تعالیٰ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایمان والوں کو جو ان کے ساتھ ہیں، کو ذلیل نہیں کرے گا۔

۳-ایک امتحان کے موقع پر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے یوں فرمایا: حَسْبِيَ اللّٰهُ (مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے)
اللہ تعالیٰ نے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود یوں فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ (الانفال:۶۴)

''اے نبی! اللہ آپ کے لیے کافی ہے۔''

۴-حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے خود یوں دعا کی:

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ (الشعراء:۸۴)

''اور اے اللہ! میرا ذکر بعد میں آنے والے لوگوں میں باقی رکھ۔''

اللہ تعالیٰ نے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (الانشراح:۴)

اور اے محبوب! ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

۵-حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں:

وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ (ابراہیم:۳۵)

''اور تو مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا کرنے سے محفوظ کر۔''

اللہ تعالیٰ نے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یوں فرمایا:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ (الاحزاب:۳۳)

بیشک اللہ چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! گندگی کو تم سے دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

فائدہ نافعہ:

خلیل ایسے دوست کو کہا جاتا ہے جس سے دوستی کسی مقصد کے لیے ہو اور حبیب اس دوست کو کہا جاتا ہے جس سے دوستی کسی مقصد کے بغیر ہو۔ علاوہ ازیں خلیل مطلقاً (عام) دوست کو کہا جاتا ہے اور حبیب ایسے دوست کو کہا جاتا ہے جو محبوبیت کے درجہ پر فائز ہو۔

سوال: حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین فرق واضح کریں؟
جواب: حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فرق حسب ذیل ہے:
۱- حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں:
رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ (طٰہٰ: ۲۵)
اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے لیے کھول دے!
اللہ تعالیٰ نے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمایا:
اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (انشراح: ۱)
کیا ہم نے آپ کا سینہ آپ کے لیے نہیں کھول دیا؟
۲- حضرت کلیم اللہ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہیں:
رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ (الاعراف: ۱۴۳)
اے پروردگار! تو مجھے اپنا آپ دکھا، میں تجھے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ سکوں۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمایا:
اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ (فرقان: ۴۵)
اے حبیب! کیا آپ نے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا؟
۳- اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے اصرار بر رؤیت کے جواب میں فرمایا:
لَنْ تَرٰىنِیْ (اعراف: ۱۴۳)
اے موسیٰ! آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے!
اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمایا:
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ (النجم: ۱۷)
نہ تو نظر بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔
۴- حضرت کلیم اللہ پروردگار سے یوں درخواست کرتے ہیں:
وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ (اعراف: ۱۵۶)
(اے پروردگار!) تو ہمارے لیے دنیا میں بہتری لکھ دے اور آخرت میں بھی!
اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمایا:
فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ز (الاعراف: ۱۵۶، ۱۵۷)

''پس عنقریب میں رحمت ضرور لکھوں گا ان لوگوں کے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ رسول نبی اُمی کی پیروی کرتے ہیں جس کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔''

3550 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنِي أَبُو مَوْدُودٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ الضَّحَّاكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ

متن حدیث: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَّصِفَةُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ

فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ وَّقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ هٰكَذَا قَالَ عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ وَالْمَعْرُوفُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْمَدَنِيُّ

◆◆ محمد بن یوسف اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا بیان نقل کرتے ہیں: تورات میں یہ بات لکھی ہوئی ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ابومودود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس گھر میں (جہاں نبی اکرم ﷺ دفن ہیں) ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

راوی نے اسی طرح عثمان بن ضحاک نام ذکر کیا ہے لیکن معروف نام ضحاک بن عثمان مدنی ہے۔

شرح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونا

خاتم المرسلین والانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات قرآن تک محدود نہیں ہیں بلکہ تمام آسمانی کتب یعنی تورات، زبور اور انجیل وغیرہ میں موجود ہیں۔ اس طرح ہر آسمانی کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن واوصاف، کمالات وفضائل اور نعتوں پر مشتمل ہے۔

حدیث باب درحقیقت حدیث نہیں ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جوانہوں نے تورات کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اسی چیز کو بنیاد بنا کر بعض علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تدفین کا انکار کرتے ہیں۔ تاہم تورات شریف میں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وفضائل بیان ہوئے، وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ

3550- لم يخرجه الا الترمذي من اصحاب الكتب الستة، ينظر التحفة (۳۵۶/۴)، حديث (۵۳۳۶)، و ذكره صاحب مشكاة المصابيح (۱۰/۲ - مرقاة)، حديث (۵۷۷۲)، و عزاه للترمذي عن عبد الله بن سلام.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

البتہ اگر یہ روایت حقیقت پر مبنی ہو تو اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض شخصیات کسی بزرگ ہستی کے پہلو میں دفن ہونے کی خواہش کرتی ہیں اور ان کی خواہش پوری بھی ہوتی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی جو پوری ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول آسمان کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہوں، آخری وقت میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پہلو میں تدفین کی خواہش کریں، جو من جانب اللہ قبول ہو، آپ کی تدفین وہاں ہو جائے تو یہ خارج از امکان نہیں ہے۔ ایک صحیح روایت میں مذکور ہے: ہر نبی کی روح وہاں قبض کی جاتی ہے، جہاں اسے دفن ہونا پسند ہوتا ہے۔ اس طرح اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی تمنا کریں گے تو یہ فضیلت کی بات ہے۔

3551 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَيْدِيَ وَاِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب وہ دن تھا جس میں نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو اس دن ہر ایک چیز روشن ہو گئی تھی اور جب وہ دن آیا جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس دن ہر چیز تاریک ہو گئی تھی۔ ہم نے آپ کو دفن کرنے کے بعد ابھی اپنے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی لیکن ہمیں اپنے دلوں کی کیفیت بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

شرح

آپ آئے تو چمن میں بہار آئی اور آپ گئے تو پھول مرجھا گئے:

بزرگ اور نیک ہستی کا سایہ بڑی چیز ہے، ان کی سرپرستی سے گلشن زندگی میں بہار آ جاتی ہے، ہر طرف مسرت و خوشی کھیلتی دکھائی دیتی ہے، دل و نظر کی کلیاں مسکراتی نظر آتی ہیں، دکھ اور پریشانی نام کی کوئی چیز قریب نہیں پھٹکتی۔ تاہم اس کے جانے سے زمانہ تاریکی میں ڈوب جاتا ہے، آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ جاتا ہے، گلشن حیات اجڑ جاتا ہے، ہر طرف مایوسی اور حسرت چھا جاتی ہے، ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں، غم و حزن رقص کرنے لگتا ہے، پھر زخموں پر مرہم رکھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

3551۔ اخرجہ ابن ماجہ (۵۲۲/۱): کتاب الجنائز: باب: ذکر وفاتہ و دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث (۱۶۳۱)، و عبد بن حمید ص (۳۸۶، ۳۸۸)، حدیث (۱۲۸۹)، و احمد (۲۲۱/۳، ۲۴۰)۔

سرزمین مدینہ طیبہ میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور وصال سے بھی مسلمانوں کی یہی کیفیت ہوئی۔ ہجرت کی شکل میں آپ کی مدینہ طیبہ میں تشریف آوری سے اہل مدینہ کے دل جگمگا اٹھے، اس مبارک بستی میں موسم بہار جیسی رونقیں امڈ آئیں، ہر چیز چمک اٹھی، درودیوار مچلنے لگے، شب و روز کا امتیاز ختم ہو گیا، ہر انسان بلکہ جانور بھی خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے، پورا شہر محبت وشفقت کا گہوارہ بن گیا، اخوت و بھائی چارے کے فضاء میں نغمے گونجنے لگے، مظلوم لوگوں کو عدل و انصاف میسر آیا۔ آپ کے وصال سے ہر دل غمگین، ہر آنکھ پرنم، ہر انسان بلکہ جانور بھی غم سے نڈھال اور نیم روز بھی تاریکی میں ڈوبا ہوا دکھائی دینے لگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مِیْلَادِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب 2: نبی اکرم ﷺ کے میلاد کا بیان

3552 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِیُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ یُحَدِّثُ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: قَالَ وُلِدْتُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِیْلِ وَسَاَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ اَشْیَمَ اَخَا بَنِیْ یَعْمَرَ بْنِ لَیْثٍ آاَنْتَ اَكْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكْبَرُ مِنِّیْ وَاَنَا اَقْدَمُ مِنْهُ فِی الْمِیْلَادِ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِیْلِ وَرَفَعَتْ بِیْ اُمِّیْ عَلَی الْمَوْضِعِ قَالَ وَرَاَیْتُ خَذْقَ الطَّیْرِ اَخْضَرَ مُحِیْلًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ

◆◆ مطلب بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اور نبی اکرم ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان بن غنی نے قباث بن شیم جو بنویعمر بن لیث سے تعلق رکھتا تھا اس سے دریافت کیا: آپ بڑے ہیں یا اللہ کے رسول بڑے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول مجھ سے بڑے ہیں۔ ویسے میری پیدائش پہلے ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔ (اُس سال) میری والدہ مجھے گود میں اٹھا کر کہیں لے گئی تھیں تو میں نے ان سب پرندوں کی بیٹ دیکھی ہے۔ (جنہوں نے ابرہہ کے لشکر پر حملہ کیا تھا) اس کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن اسحاق نامی راوی کے نام سے جانتے ہیں۔

3552- اخرجه احمد في مسنده (٤/٢١٥) عن المطلب بن عبد الله بن قيس بن مخرمة عن ابيه عن جده فذكره.

شرح

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد لوگ اخلاقی تربیت واصلاح سے محروم ہو گئے، قتل وغارت کا بازار گرم ہو گیا، زنا کاری عام ہو چکی تھی، شراب نوشی کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا، بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا عام رواج تھا، ظلم وستم کو روکنے والا کوئی موجود نہیں تھا، خواتین وحضرات کے اختلاط پر فخر کیا جاتا تھا اور ظالم وستمگر کو روکنے والا کوئی نہیں تھا۔ ایسے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی، ان تمام امراض کو ختم کرنے کا فیصلہ ہوا، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا، آپ کی ولادت باسعادت ہوتے ہی روئے زمین پر انقلاب برپا ہو گیا۔ آپ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول، ۲۲/اپریل ۵۷۱ء، بروز پیر، صبح صادق کے وقت (۴:۲۰) مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہے، بت اوندھے منہ گر گئے، ظلم وستم کے دروازے بند ہو گئے، زنا کاری کو معیوب سمجھا جانے لگا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے روک دیا گیا اور والدین کا احترام ہونے لگا۔ آپ کی ولادت پیر کے دن ہوئی، ہجرت پیر کے دن کی، مدینہ طیبہ میں تشریف آوری پیر کے دن ہوئی اور وصال بھی پیر کے دن ہوا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي بَدْءِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 3: نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا آغاز

3553 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ اَبُو الْعَبَّاسِ الْاَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ اَبُوْ نُوحٍ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ابْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: قَالَ خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَشْيَاخٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا يَخْرُجُ اِلَيْهِمْ وَلَا يَلْتَفِتُ قَالَ فَهُمْ يَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰى جَآءَ فَاَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِيْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَّلَا يَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِيٍّ وَّاِنِّيْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِيْ رِعْيَةِ الْاِبِلِ قَالَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ قَالَ

3553- لم يخرجه الا الترمذي من اصحاب الكتب الستة ينظر (تحفة الاشراف) (٤٧٠/٦) حديث (٩١٤١)، و اخرجه البيهقي في دلائل النبوة (٢٤/٢ - ٢٥).

فَبَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يُنَاشِدُهُمْ اَنْ لَا يَذْهَبُوْا بِهِ اِلَى الرُّوْمِ فَاِنَّ الرُّوْمَ اِذَا رَاَوْهُ عَرَفُوْهُ بِالصِّفَةِ فَيَقْتُلُوْنَهُ فَالْتَفَتَ فَاِذَا بِسَبْعَةٍ قَدْ اَقْبَلُوْا مِنَ الرُّوْمِ فَاسْتَقْبَلَهُمْ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكُمْ قَالُوْا جِئْنَا اِنَّ هٰذَا النَّبِيَّ خَارِجٌ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ فَلَمْ يَبْقَ طَرِيْقٌ اِلَّا بُعِثَ اِلَيْهِ بِاُنَاسٍ وَّاِنَّا قَدْ اُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بُعِثْنَا اِلٰى طَرِيْقِكَ هٰذَا فَقَالَ هَلْ خَلْفَكُمْ اَحَدٌ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ قَالُوْا اِنَّمَا اُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بِطَرِيْقِكَ هٰذَا قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ اَمْرًا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّقْضِيَهُ هَلْ يَسْتَطِيْعُ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ رَدَّهُ قَالُوْا لَا قَالَ فَبَايَعُوْهُ وَاَقَامُوْا مَعَهُ قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَيُّكُمْ وَلِيُّهُ قَالُوْا اَبُوْ طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ اَبُوْ طَالِبٍ وَّبَعَثَ مَعَهُ اَبُوْ بَكْرٍ بِلَالًا وَّزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں: جناب ابوطالب شام تشریف لے گئے' تو وہاں قریش کے عمر رسیدہ افراد کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے' جب یہ افراد ایک راہب کے پاس پہنچے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا۔ ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پالان کھول دیئے۔ راہب نکل کر ان کے پاس آیا۔ یہ حضرات پہلے بھی وہاں سے گزرا کرتے تھے لیکن وہ کبھی نکل کر ان کے پاس نہیں آیا تھا اور نہ پہلے کبھی ان پر توجہ دی تھی۔ یہ لوگ جب اپنے پالان کھول رہے تھے وہ ان کے درمیان میں سے گزرتا ہوا آیا اور نبی اکرم ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر بولا: یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے پروردگار کے رسول ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کرے گا۔ قریش کے عمر رسیدہ افراد سے ان سے دریافت کیا: تمہیں کیسے پتا چلا ہے؟ اس نے کہا: جب تم لوگ ٹیلے سے نیچے اتر رہے تھے' تو ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں چلا گیا تھا۔ یہ دونوں صرف کسی نبی ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں اور میں نے مہر نبوت کی وجہ سے انہیں پہچان لیا ہے' جوان کے شانے کی اوپر والی ہڈی پر سیب کی طرح لگی ہوئی ہے۔ پھر وہ واپس گیا اس نے ان حضرات کے لیے کھانا تیار کیا جب وہ کھانا لے کر آیا' تو نبی اکرم ﷺ اس وقت اونٹ چرانے کے لیے گئے ہوئے تھے اس راہب نے کہا: انہیں بلا کر لاؤ! جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ پر ایک بادل نے سایہ کیا ہوا تھا جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے انہیں پایا کہ وہ پہلے ہی ایک درخت کے سائے میں جا چکے تھے' جب نبی ﷺ تشریف فرما ہوئے' تو اس درخت کا سایہ نبی اکرم ﷺ پر ہو گیا' تو راہب بولا: اس درخت کے سائے کی طرف دیکھو! یہ ان پر آ گیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: وہ راہب ان کے پاس رہا اور انہیں یہ قسم دیتا رہا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو ساتھ لے کر روم میں نہ جائیں' کیونکہ رومیوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو آپ ﷺ کو پہچان لیں گے' اور آپ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کریں گے۔ پھر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی موجود تھے' جو روم سے آئے تھے۔ راہب نے ان لوگوں کا سامنا کیا اور دریافت کیا: تم لوگ کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم لوگ اس وجہ سے آئے ہیں کہ اس مہینے میں ایک نبی ﷺ نے تشریف لانا تھا' تو ہر راستے پر کچھ لوگوں کو مقرر کیا گیا ہے۔ ہمیں ان کے بارے میں بتایا گیا ہے' اور ہمیں تمہارے راستے کی طرف بھیجا گیا ہے۔ راہب نے دریافت کیا: کیا تم لوگوں کے پیچھے کوئی ایسا شخص ہے' جو تم لوگوں سے بہتر ہو۔ انہوں نے جواب دیا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تمہارے راستے میں بھی ہو سکتے

ہیں، تو راہب بولا تمہارا کیا خیال ہے، جس معاملے کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہتا ہو تو کیا لوگوں میں سے کوئی ایک شخص اس کو روک سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! تو راہب بولا: تم ان کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور ان کے ساتھ رہو! پھر اس راہب نے (قریش کے بوڑھوں کو مخاطب کر کے کہا) میں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آپ میں سے ان کا سرپرست کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: ابوطالب ہیں، پھر راہب ابوطالب کو واسطے دیتا رہا، یہاں تک کہ حضرت ابوطالب نے نبی اکرم ﷺ کو واپس کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ہمراہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ راہب نے زادِ راہ کے طور پر آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ روٹیاں اور زیتون کا تیل بھی پیش کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں آثار نبوت کا اظہار ہونا:

یہ روایت صرف امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کی ہے، باقی پانچ آئمہ صحاح نے نقل نہیں کی۔ اس روایت میں رطب و یابس جمع ہو گئے ہیں مثلاً راہب کے کہنے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی معیت میں واپس کر دیا تھا، یہ غلط ہے۔ یہ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سفر بارہ (۱۲) سال کی عمر میں کیا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے اڑھائی سال چھوٹے تھے، ان کی عمر تقریباً ساڑھے نو (½9) سال ہو گی جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تو پیدا بھی نہیں ہوئے ہوں گے۔ اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی اس سفر میں شریک نہیں تھے۔ پھر اگر راہب کا مشورہ کہ آگے شام جانے کی صورت میں یہودی آپ کو عناد کی وجہ سے شہید کر سکتے ہیں، لہٰذا آپ کو واپس لے جایا جائے۔ اگر یہ مشورہ حقیقت پر مبنی ہو تو سوال یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچیس (۲۵) سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان لے کر بغرض تجارت کیوں تشریف لے گئے؟

البتہ اس روایت میں کچھ امور حقیقت پر مبنی ہیں، جو آپ کی نبوت کو ظاہر کرتے ہیں:

۱- پتھروں اور درختوں کا آپ کے سامنے سجدہ ریز ہونا۔

۲- راہب کا آپ کو رسول خدا، رحمت للعالمین اور تمام جہانوں کا سردار قرار دینا۔

۳- راہب کا اظہار عقیدت کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کی دعوت کرنا۔

۴- بادلوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنا۔

۵- بحیرا راہب کا عقیدت و محبت کی بنا پر آپ کو زادِ راہ پیش کرنا۔

بَابُ فِي مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ كَمْ كَانَ حِيْنَ بُعِثَ

باب 4: نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا بیان اور آپ ﷺ کو کتنی عمر میں مبعوث کیا گیا؟

3554 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ اُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِيْنَ فَاَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَّتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی۔ آپ ﷺ نے تیرہ برس مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور مدینہ منورہ میں دس برس قیام کیا جب آپ کا وصال ہوا تھا' تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3555 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰكَذَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَرَوٰى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ مِثْلَ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا' تو آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن بشار نے اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے' اور امام محمد بن اسماعیل بخاری نے محمد بن بشار کے حوالے سے' اسی طرح نقل کیا ہے۔

3556 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ ح وحَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ

متنِ حدیث: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَلَا

3554۔ اخرجه البخاری (۱۹۹/۷): کتاب مناقب الانصار: باب: مبعث النبی صلی الله علیه وسلم، حدیث (۳۸۵۱)، و احمد (۲۲۸/۱) (۲۰۱۷)، (۲۳۶/۱) (۲۱۱۰)، (۲۴۹/۱) (۲۲۴۲)، (۳۷۱/۱) (۳۵۱۷)، (۳۷۰/۱) (۳۵۰۳).

3556۔ اخرجه مالك فی (الموطا) (۹۱۹/۲): کتاب صفة النبی صلی الله علیه وسلم: باب: ما جاء فی صفة النبی صلی الله علیه وسلم، حدیث (۱)، و البخاری (۶۵۲/۶): کتاب المناقب: باب: صفة النبی صلی الله علیه وسلم: حدیث (۳۵۴۷)، (۳۵۴۸)، و من طریق ابراهیم بن یوسف عن ابیه عن ابی اسحاق قال: سمعت البراء یقول۔، حدیث (۳۵۴۹)، و اخرجه مسلم (۱۸۲۴/۴): کتاب الفضائل: باب: فی صفة النبی صلی الله علیه وسلم و مبعثه و سنه، حدیث (۲۳۴۷/۱۱۳) و اخرجه احمد (۱۳۰/۳، ۱۴۸، ۱۸۵، ۲۴۰).

بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ ربیعہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ انتہائی لمبے نہیں تھے اور چھوٹے بھی نہیں تھے نہ ہی پھیکے سفید تھے اور نہ ہی بالکل گندمی تھے۔ آپ ﷺ کے بال بالکل گھنگھریالے بھی نہیں تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چالیس برس کی عمر میں مبعوث کیا۔ آپ ﷺ نے دس برس مکہ میں قیام کیا اور دس برس مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی۔ اس وقت آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان نبوت اور آپ کی عمر کا تعین ہونا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں، بارہ (۱۲) ربیع الاول، ۲۲ اپریل ۵۷۱ء، بروز پیر، صبح صادق (۴:۲۰) کے وقت مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ اللہ کے حکم سے چالیس (۴۰) سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا، اعلان نبوت کے بعد تیرہ (۱۳) سال مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے، ہجرت کے بعد دس (۱۰) سال تک مدینہ طیبہ میں اقامت پذیر رہے اور تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں بروز پیر وصال فرمایا۔

سوال: پہلی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال بنتی ہے، دوسری روایت کے مطابق عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) سال ہے اور تیسری روایت کے مطابق ساٹھ (۶۰) سال ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلی روایت درست ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ دوسری روایت کے مطابق عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) سال ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سن ولادت اور سن وصال کے نامکمل سال کو مکمل سال تصور کرتے ہوئے کل عمر مبارک پینسٹھ سال قرار دی گئی۔ تیسری روایت کے مطابق ساٹھ سال عمر مبارک کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کسر کو شمار نہیں کرتے، یہاں بھی کسر کو چھوڑنے سے عمر مبارک ساٹھ سال ہوگئی۔ لہٰذا اس طرح روایات میں تعارض نہ رہا۔

فائدہ نافعہ:

ذات باری تعالیٰ کا عام دستور یہی رہا ہے کہ نبی چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کرے، تاکہ قوم اس کے بچپن و جوانی کے احوال و کردار سے آگاہ ہو چکی ہو، مزید اسے سمجھنے اور اس پر ایمان لانے میں کوئی دقت حائل نہ ہو۔ اسی دستور کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی باذن خداوندی چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ پر غار حراء

میں سب سے پہلی وحی یہ لے کر حاضر ہوئے تھے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ (العلق:١)

اے محبوب! اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے!

یہ پہلی وحی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، آپ غار حراء سے نکل کر گھر تشریف لائے، بعد ازاں نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی نبوت کا اعلان قوم کے سامنے کیا۔

بَابُ فِیْ اٰیَاتِ اِثْبَاتِ نُبُوَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ

باب 5: نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی نشانیاں (معجزات) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خصوصیات عطا کی ہیں

3557 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ قَالَا اَنْبَاَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّبِّیُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًا كَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ لَیَالِیَ بُعِثْتُ اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے ان راتوں میں سلام کیا کرتا تھا جب مجھے مبعوث کیا گیا اور میں اسے اس وقت بھی جانتا ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

معجزاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہونا

اعلان نبوت کے بعد نبی سے جو خلاف عادت واقعہ ظاہر ہو، اسے معجزہ کہا جاتا ہے، اس کا معنیٰ ہے: عاجز کرنے والا واقعہ۔ معجزہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے، کیونکہ غیر نبی قوم کے سامنے معجزہ پیش کرنے سے عاجز رہتا ہے۔ نبی کے لیے قوم کے سامنے بطور دلیل نبوت معجزہ پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر ولی سے خلاف عادت واقعہ ظاہر، اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامت ولایت کی دلیل ہوتی ہے لیکن ولی کے لیے ظہور کرامت شرط نہیں ہے۔

۱- پتھر کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کرنا

مشیت خداوندی سے کائنات کی ہر چیز گفتگو کر سکتی ہے، اس پر دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

3557- اخرجه مسلم (١٧٨٢/٤): كتاب الفضائل: باب: فضل نسب النبي صلى الله عليه وسلم ، و تسليم الحجر عليه قبل النبوة، حديث (٢٢٧٧/٢)، و الدارمي (١٢/١): باب: ما كان عليه الناس قبل مبعث النبي صلى الله عليه وسلم ، من الجهل و الضلالة، و احمد في مسنده (٨٩/٥، ٩٥، ١٠٥).

وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ط (بنی اسرائیل:۴۴)

''اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ وہ اللہ کی پاکی کے ساتھ اس کی حمد بیان نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔''

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہر چیز میں قوت گویائی موجود ہے، پھر پتھر کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنا خلاف عقل وقیاس ہرگز نہیں ہے۔ نیز پتھروں کا سلام پیش کرنا، آپ کا معجزہ ہے اور معجزہ ہوتا ہی وہ ہے جو عقل میں نہ آ سکے۔

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوا، قریب الغروب آفتاب عصر کے وقت پر واپس آیا اور درخت آقا کا حکم سن کر حاضر ہو جاتے تھے۔ اسی طرح پتھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت کرتا ہوا بایں الفاظ سلام پیش کرتا تھا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نماز میں پڑھا جانے والا سلام: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کا مفہوم بھی اسی سلام کا بنتا ہے۔ جس طرح کثیر تعداد میں درود شریف ہیں جو درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جائے درست ہے، اسی طرح سلام بھی کثیر ہیں اور جن الفاظ سے بھی سلام پیش کیا جائے جائز ہے۔

فائدہ نافعہ:

اسی طرح ایک روایت میں مدینہ طیبہ کے اُحد پہاڑ کے بارے میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُحد پہاڑ وہ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ابوجہل اپنی مٹھی میں سنگریزے چھپائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: آپ بتائیں کہ میری مٹھی میں کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: میں بتاؤں کہ مٹھی میں کیا چیز ہے یا وہ چیز خود بتائے؟ اس نے کہا: ہاں! مٹھی کی چیز خود بتا دے تو بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مٹھی کے سنگریزوں نے پڑھنا شروع کر دیا:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

3558 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ فِيْ قَصْعَةٍ مِّنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَمَا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هَاهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى السَّمَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

3558- اخرجه الدارمي في مقدمة (۱/۳۰): باب: ما اكرم النبي صلى الله عليه وسلم بنزول الطعام من السماء، و اخرجه احمد (۵/۱۲، ۱۸).

توضیح راوی: وَاَبُو الْعَلَاءِ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک پیالے میں کھانا شروع کیا۔ صبح سے کھانا شروع کیا اور کھاتے ہوئے شام ہوگئی۔ لوگ باری باری دس آدمی اٹھتے تھے۔ دس آدمی بیٹھ جاتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے دریافت کیا: اس میں اضافہ کیسے ہوا؟ تو سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کس بات پر حیران ہو رہے ہو؟ اس میں اضافہ وہاں سے ہو رہا تھا' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے بتایا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوعلاء نامی راوی کا یزید بن عبداللہ الشخیر ہے۔

شرح

۲۔قلیل کھانا کثیر لوگوں کے لیے کافی ہونا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک پیالہ دودھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے پاس موجود صحابہ کو پلانے کا حکم دیا، چنانچہ حسب حکم کیے بعد دیگرے ستر (۷۰) افراد کو پیٹ بھر کر دودھ پلایا گیا مگر پھر بھی دودھ باقی بچا رہا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع چند صحابہ کی دعوت کرتے ہیں، کثیر تعداد میں آپ کے ساتھ صحابہ دعوت میں شامل ہو جاتے ہیں، چند افراد کا کھانا سینکڑوں افراد کھا لیتے ہیں مگر کھانا بچ جاتا ہے۔

حدیث باب کے مطابق ایک پیالہ کھانا صبح سے شام تک یعنی دن بھر دس دس افراد کھاتے رہے، قلیل کھانا ختم نہ ہوا، غور کیا جائے تو کھانے والوں کی تعداد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے، اس طرح ایک دو افراد کا کھانا ہزاروں افراد کے لیے کافی ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے۔

3559 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ اَبِي ثَوْرٍ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ اَبِي يَزِيدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَّقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ اَبِي ثَوْرٍ وَّقَالُوا عَنْ عَبَّادٍ اَبِي يَزِيدَ مِنْهُمْ فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مکہ میں ایک مرتبہ ہم کسی گلی میں نکلے' تو جو بھی پہاڑ اور جو بھی درخت آپ کے راستے میں آ رہا تھا یہی کہہ رہا تھا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلام ہو۔

3559- اخرجه الدارمی (۱۲/۱): باب: كيف كان اول شان النبی صلی الله عليه وسلم عن عباد بن ابی يزيد عن علی بن ابی طالب فذكره.

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔ کئی راویوں نے اس روایت کو ولید بن ابی ثور سے نقل کیا ہے۔ وہ حضرات یہ بات بیان کرتے ہیں: عباد بن ابی زید کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے ان راویوں میں سے ایک فروہ بن ابومغراء ہے۔

شرح

۳- پہاڑوں اور درختوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کرنا:

انبیاء سابقین میں سے ہر ایک کوئی ایک علاقہ یا خطہ یا قوم کا نبی تھا مگر مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کی ہر چیز کا نبی بنایا۔ آپ جنات وانس، حور وغلمان، حجر وشجر، اہل زمین واہل آسمان، اہل بحر وبر، چرند وپرند اور ہر زمان ومکان الغرض تمام مخلوق کے نبی بن کر تشریف لائے۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝

"(اے محبوب!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

حدیث باب میں بھی اسی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے کسی بھی حصہ میں باہر تشریف لے جاتے، حجر وشجر آپ کی نبوت کی گواہی دیتے اور آپ کے حضور درود وسلام کا ہدیہ پیش کرتے۔

بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ بایں الفاظ سلام پیش کرتے تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ!

یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ آج کوئی امتی اظہار عقیدت ومحبت کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ درود وسلام پیش کرتا ہے، دوسرا امتی فوراً اس پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگا دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا نبی کا کلمہ پڑھنے والوں کے مابین متنازع ذات فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات رہ گئی ہے؟

فائدہ نافعہ:

اس روایت اور دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی امتی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود وسلام کا گلدستہ پیش کرتا ہے، یہ اس کی سعادت ہے اور اس میں قباحت نہیں ہے بلکہ خوبی وثواب ہے۔

حجر وشجر کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کرنا، آپ کا معجزہ ہے۔

3560 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ

3560- اخرجه ابن ماجه (۱/ ٤٥٤): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها : باب: ما جاء في بدء شان المنبر، حديث (١٤١٥)، و اخرجه الدارمي (١/ ١٩): باب ما اكرم النبي صلى الله عليه وسلم بحنين المنبر، و عبد بن حميد ص (٣٩٦، ٣٩٧)حديث (١٣٣٦)، و احمد (١/ ٢٤٩، ٢٦٧، ٢٦٦، ٣٦٣).

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ اِلٰى لِزْقِ جِذْعٍ وَّاتَّخَذُوْا لَهٗ مِنْبَرًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِيْنَ النَّاقَةِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَّهٗ فَسَكَنَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اُبَیٍّ وَّجَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے منبر بنا دیا۔ آپ ﷺ اس پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے۔ وہ "تنا" یوں رونے لگا جیسے اونٹنی روتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نیچے اترے آپ ﷺ نے اسے دست مبارک لگایا تو اسے سکون آیا۔

اس بارے میں حضرت ابی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے' جو اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

۴- کھجور کے تنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا:

ہجرت کے ابتدائی سالوں اور تعمیر مسجد نبوی کے ابتدائی دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے دوران کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔ وقت آنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے منبر تیار کروایا، پھر آپ کھڑے ہونے کی بجائے منبر پر تشریف فرما کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے۔ کھجور کا ستون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق اور اپنی محرومی پر رونے لگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے رونے کی آواز اپنے کانوں سے سنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست شفقت پھیرا اور اسے دخول جنت کی بشارت دی تو وہ خاموش ہو گیا۔

اس روایت سے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت ہوتا ہے، وہاں اس حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ کائنات کی ہر چیز کے رسول ہیں۔ ہر چیز آپ کی عقیدت میں فریفتہ ہے۔ کاش انسان بھی اپنے نبی کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کر کے معصیات سے احتراز کرے اور اعمال صالحہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لے۔

3561 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ اَبِیْ ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

3561- اخرجه الدارمی (۱۳/۱) : باب : ما اكرم الله نبيه من ايمان الشجرة، و اخرجه احمد (۲۲۳/۱)، عن ابی ظبيان عن ابن عباس فذكره.

متن حدیث: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَ اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: مجھے کیسے پتا چلے گا کہ آپ نبی ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میں کھجور کے اس درخت کی شاخ کو کو بلاؤں اور وہ گواہی دے کہ میں (اللہ کا رسول) ہوں' تو کیا تم مان لوگے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا تو وہ اپنے درخت سے ٹوٹ کر آیا اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے آکر گر گیا پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: واپس چلے جاؤ! تو وہ واپس چلا گیا' تو وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' صحیح ہے۔

شرح

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر کھجور کے گچھے کا پاس آنا پھر واپس چلے جانا:

ہر نبی اللہ تعالیٰ کا نائب ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کے نائب اعظم ہیں، کائنات میں آپ کی حکومت ہے، جس چیز کو چاہیں فرض قرار دیں، جسے چاہیں ختم کر دیں، آپ کے حکم کی تعمیل ہر چیز پر لازم ہے، شمس وقمر بھی آپ کے حکم کے تابع ہیں اور آپ کے حکم کی اتباع کے لیے ہر چیز سراپا منتظر ہے۔

حدیث باب کے مطابق اعرابی مسلمان ہونے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ کا مطالبہ کرتا ہے، آپ اس وقت کھجور کے درخت کے نیچے جلوہ افروز تھے، کسی بھی آدمی کے مطالبہ پر نبی پر معجزہ دکھانا ضروری ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکتے ہوئے کھجوروں کے گچھے کو طلب کیا، وہ تعمیل حکم کرتا ہوا حاضر خدمت ہو گیا، آپ کے حکم کی پیروی میں وہ دوبارہ اپنی شاخ کے ساتھ جا کر وابستہ ہو گیا۔ یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو جاتا ہے۔ یہ اپنی قسمت کی بات ہے کہ ابوجہل جیسے کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی معجزے دیکھے مگر وہ ایمان نہ لائے۔

3562 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا عِلْبَاءُ بْنُ اَحْمَرَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدِ بْنُ اَخْطَبَ قَالَ

متن حدیث: مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِيْ وَدَعَا لِيْ قَالَ عَزْرَةُ اِنَّهُ عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهِ اِلَّا شَعَرَاتٌ بِيْضٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

3562- اخرجه احمد (۷۷/۵، ۳٤۱) عن علباء بن احمر عن ابی زید بن اخطب فذكره.

وَاَبُوْ زَيْدٍ اسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ اَخْطَبَ

◆◆ حضرت ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا اور میرے لیے دعا کی۔

عزرہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: وہ صحابی ایک سو بیس سال کی عمر تک زندہ رہے اور اس وقت بھی ان کے سر میں صرف چند بال سفید تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ نامی راوی کا نام عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ ہے۔

شرح

۶-آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں ایک صحابی کا ایک سو بیس سال تک بوڑھے نہ ہونا:

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد اندھوں کی آنکھوں پر اپنا دست اقدس پھیرتے وہ بینا ہو جاتے تھے، برص کے مرض والوں کے جسم پر ہاتھ پھیرتے وہ صحت یاب ہو جاتے تھے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کمال کے معجزات عطا فرمائے تھے، آپ کے مس کرنے سے لکڑی میں قوت گویائی پیدا ہوگئی، درخت حسب حکم حاضر خدمت ہوئے، لاعلاج مریضوں کو شفاء کاملہ حاصل ہوگئی اور آپ کے دست اقدس پھیرنے سے امراض کا خاتمہ ہوا۔

حدیث باب کے مطابق مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوزید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس پھیرا اور خوبصورتی کی دعا فرمائی، جس کے نتیجہ میں ایک سو بیس (۱۲۰) سال عمر ہونے کے باوجود وہ بوڑھے نہ ہوئے اور ان کے سر کے بالوں میں سے چند ایک بال سفید ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس اور دعا بھی معجزہ تھی۔

3563 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ عَرَضْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ

3563- اخرجه مالك في (الموطا) (۹۲۷/۲، ۹۲۸): كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم: باب: ما جاء في الطعام و الشراب، حديث (۱۹)، و اخرجه البخاري (۴۳۷/۹): كتاب الاطعمة: باب: من اكل حتى شبع، حديث (۵۳۸۱)، و اخرجه مسلم (۱۷۸۴/۴): كتاب الفضائل: باب: في معجزات النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (۲۲۸۰/۸)، بطريق معقل عن ابي الزبير عن جابر ان ام مالك به. (۱۶۱۲/۳): كتاب الاشربة: باب: جواز استتباعه غيره الى دار من يثق برضاه بذلك، حديث (۲۰۴۰/۱۴۲)

الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ فِي يَدِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ قَالَ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا قَالَ فَانْطَلَقُوا فَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْهُ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِعُكَّةٍ لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے جس سے مجھے بھوک کا اندازہ ہوا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر انہوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکالیں پھر اپنی چادر نکالی۔ اس میں کچھ حصے میں روٹیاں لپیٹ کر میری بغل میں دے دی اور کچھ حصہ مجھے اوڑھا دیا اور پھر مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ میں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو مسجد میں تشریف فرما پایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان لوگوں کے پاس آ کر کھڑا ہوا نبی نے دریافت کیا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کھانے کے سلسلے میں؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اٹھو۔ راوی بیان کرتے ہیں: وہ سب افراد کھڑے ہوئے میں ان لوگوں کے آگے آگے آیا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں بتایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ لوگوں سمیت تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کچھ نہیں ہے کہ ہم انہیں کھلا سکیں۔ حضرت سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں) پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے آ کر ملے اور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے لے آؤ۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لے آئیں نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ان روٹیوں کے ٹکڑے کیے گئے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے پاس موجود کپی میں سے گھی نچوڑ کر اس کا سالن بنا لیا اور نبی اکرم ﷺ نے ان پر جو اللہ کو منظور تھا وہ پڑھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: دس آدمیوں کو اندر بھیج دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دس

آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہا۔ انہوں نے کھانا کھالیا جب وہ سیر ہو گئے تو وہ چلے گئے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہو وہ آئے جب انہوں نے بھی کھالیا تو وہ بھی چلے گئے پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا دس آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہو۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اندر آنے کو کہا جب انہوں نے کھانا کھالیا اور سیر ہو گئے تو وہ بھی چلے گئے۔ تمام لوگوں نے کھانا کھالیا اور وہ سیر ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

۷- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کھانے میں برکت ہونا:

روایات سے ثابت ہے کہ مؤمن کی دعا رد نہیں کی جاتی، وہ پرندوں کی طرح نہایت تیزی سے درجہ قبولیت حاصل کر لیتی ہے، پھر نبی علیہ السلام کی دعا زیادہ قابل قبول ہوتی ہے۔ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم دعا تو دولہن بن کر اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش ہوتی ہے اور فوراً قبول کی جاتی ہے۔ گویا دوسرے معجزات کی طرح آپ کی دعا کو بھی معجزہ بنایا گیا ہے۔

حدیث باب کے مطابق حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے گھر کا تیار شدہ کھانا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مسجد نبوی میں اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے لیے بھیج دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے، انہیں معلوم ہونے پر آپ کے استقبال کے لیے گھر سے باہر آئے، نہایت عقیدت ومحبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کو اپنے گھر لے گئے، گھر میں قلیل مقدار میں کھانا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے کھانے کو کپڑے میں چھپا دیا، اس کھانے پر دعائے خیر کی اور دس، دس افراد کو اندر بلا کر کھلانے کا حکم دیا، اس قلیل مقدار کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) صحابہ نے کھایا، پھر اہل خانہ نے کھایا، ہمسائیوں کے گھر بھیجا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا مگر کھانا پھر بھی بچ گیا۔

سوال: حدیث باب میں کھانا کھانے والوں کی تعداد شک کے ساتھ ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) بیان ہوئی ہے، دوسری روایت میں تعداد اسی (۸۰) بیان ہوئی ہے اور تیسری روایت میں اسی (۸۰) سے زائد کا بھی ذکر ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: چونکہ روایات مختلف ہیں، جس طرح کسی راوی نے بیان کیا اسے آگے بیان کر دیا گیا یا اسی (۸۰) سے زائد تعداد تھی اور اہل عرب کے طریقہ کے مطابق کسر کو ترک کر دیا گیا۔

3564 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ

فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي ذٰلِكَ الْاِنَاءِ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَتَوَضَّئُوْا مِنْهُ قَالَ فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهِ فَتَوَضَّا النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّزِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا لوگ وضو کے لیے پانی تلاش کر رہے تھے لیکن وہ انہیں نہیں ملا۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پانی لایا گیا' تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن پر رکھا اور لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اس میں سے وضو کرنا شروع کریں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا: پانی آپ ﷺ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا۔ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہاں موجود آخری شخص نے بھی وضو کرلیا۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

۸- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا اور اس سے کثیر صحابہ کا وضو کرنا:

کنویں کا پانی قابل استعمال ہوتا ہے، بارش کا پانی طاہر و مطہر ہوتا ہے اور آب زمزم بھی بابرکت ہے، کیونکہ اس کی نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں سے ہے۔ تاہم اس بات میں علماء کا اتفاق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے بہنے والا پانی سب پانیوں سے افضل، کیونکہ اس کی نسبت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

سرزمین حجاز پتھریلی اور موسم نہایت گرم ہے' جبکہ دور رسالت میں غزوات کے لیے بار بار سفر کرنا پڑتا تھا۔ اگر دست رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے خروج پانی کا معجزہ رونما نہ ہوتا تو نہ صرف مجاہدین کی نمازیں رہ جاتیں بلکہ وہ پیاس سے نڈھال ہو

3564- اخرجه مالك فی الموطا (۳۲/۱): كتاب الطهارة: باب: جامع الوضوء، حديث (۳۲)، و البخاری (۳۲۵/۱): كتاب الوضوء: باب: التماس الوضوء اذا حانت الصلاة، حديث (۱۶۹)، (۶۷۳/۶): كتاب المناقب: باب: علامات النبوة فی الاسلام حديث (۳۵۷۳)، و بطريق سعيد عن قتادة عن انس حديث (۳۵۷۲) به، و بطريق حزم قال سمعت الحسن قال: حدثنا انس بن مالك به حديث (۳۵۷٤)، و اخرجه مسلم (۱۷۸۳/٤): كتاب الفضائل: باب: فی معجزات النبی صلی الله عليه وسلم، حديث (۲۲۷۹/۵)، و من طريق معاذ بن هشام حدثنی ابی عن قتادة حدثنا انس بن مالك حديث (۲۲۷۹/۶)، و اخرجه النسائی (۶۰/۱): كتاب الطهارة: باب: الوضوء من الاناء: حديث (۷۶)، و اخرجه احمد (۱۳۲/۳) عن اسحاق بن عبد الله بن ابی طلحة عن انس بن مالك فذكره.

کر دشمن کا مقابلہ کیے بغیر شہید ہو جاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، نماز کا وقت آنے پر وضو کے لیے پانی ناپید تھا، آپ کی خدمت میں پانی کے عدم دستیاب ہونے کی شکایت کی گئی، آپ نے برتن میں ہاتھ رکھ کر اعلان کر دیا کہ سب لوگ وضو کریں، اس وقت آپ کے دست اقدس کی انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری تھے اور سب لوگوں نے اس پانی سے وضو کر کے نماز ادا کی۔ ایسا معجزہ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار رونما ہوا۔

3565 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا

متنِ حدیث: قَالَتْ اَوَّلُ مَا ابْتُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النُّبُوَّةِ حِيْنَ اَرَادَ اللّٰهُ كَرَامَتَهٗ وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهٖ اَنْ لَّا يَرٰى شَيْئًا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَمَكَثَ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّمْكُثَ وَحُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلْوَةُ فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَّخْلُوَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبوت کے آغاز میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کی کرامت اور اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے اظہار کا ارادہ کیا تو نبی اکرم ﷺ جو بھی چیز (خواب میں) دیکھتے تھے وہ روز روشن کی طرح پوری ہو جاتی تھی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا ایسا ہی رہا پھر آپ کو خلوت نشینی پسند آگئی اس وقت آپ ﷺ کے نزدیک خلوت سے زیادہ پسندیدہ چیز کوئی نہیں تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

۹- خوابوں سے علامات نبوت کا ظاہر ہونا:

بلاشبہ نزولِ وحی اور قرآن کریم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے، خوابوں سے اس کا آغاز بھی معجزہ سے کم نہیں ہے، کیونکہ اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیئے گئے ہیں۔ چونکہ خواب عالم مثال اور عالم شہادت کے درمیان مضبوط رابطہ کا کام دیتے ہیں، اس لیے نزول وحی سے قبل انبیاء علیہم السلام کو اچھے خواب آتے ہیں اور دن کے وقت اس کا نتیجہ صبح صادق کی طرح دیکھتے ہیں۔

3565- اخرجه البخاري (۵۹۴/۸): كتاب التفسير: باب: قوله (خلق الانسان من علق) (العلق: ۲)، حديث (۴۹۵۵)، باب: قوله: (اقرا و ربك الاكرم) (العلق: ۳)، حديث (۴۹۵۶)، و (۳۶۸/۱۲): كتاب التعبير: باب: اول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصالحة، حديث (۶۹۸۲)، و اخرجه مسلم (ابى) (۴۵۵/۱، ۴۵۶، ۴۵۹، ۴۸۹): كتاب الايمان: باب: بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (۱۶۰/۲۵۲، ۱۶۰/۲۵۳، ۱۶۰/۲۵۴)، و احمد (۱۵۳/۶، ۲۲۳، ۲۳۲).

نزولِ وحی سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل خواب ملاحظہ کرتے رہے، جو بیداری میں حقیقت بن کر سامنے آتے رہے، اس زمانہ میں آپ طبعی طور پر علیحدگی پسند ہو گئے، گھر میں رہنے کی بجائے غارِ حراء میں قیام کرنے کو ترجیح دیتے، اس غار میں کئی کئی راتوں تک عبادت خداوندی میں مصروف رہتے، کھانا وغیرہ ختم ہونے پر گھر تشریف لاتے اور اشیاء ضرورت لے کر پھر وہاں پہنچ جاتے، یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا حتیٰ کہ اسی غار میں نزولِ وحی کا آغاز ہوا۔ آپ پر سب سے پہلی وحی یہ نازل ہوئی:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۝ (العلق:۱)

''آپ اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ پڑھیے، جس نے پیدا کیا۔''

قرآن کریم کی ہر ایک آیت بلکہ ہر حرف مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے، کیونکہ اس کو دیکھنا، اس کی تلاوت کرنا، اسے سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اس کی تدریس و تبلیغ کرنا عبادت ہے۔ نیز پہلی تمام کتب سماویہ تحریف کا شکار ہو گئیں لیکن قرآن کریم اصل حالت میں موجود ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گا، کیونکہ اس کی حفاظت رب کائنات نے اپنے ذمۂ کرم میں لی ہے۔

3566 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِیُّ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّكُمْ تَعُدُّوْنَ الْاٰيَاتِ عَذَابًا وَّاِنَّا كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةً لَقَدْ كُنَّا نَاْكُلُ الطَّعَامَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ قَالَ وَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَّ عَلَى الْوَضُوْءِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ السَّمَاءِ حَتّٰى تَوَضَّاْنَا كُلُّنَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تم لوگ ظاہر ہونے والے نشانیوں کو عذاب (کی علامت) سمجھتے ہو جبکہ ہم نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں اسے برکت سمجھا کرتے تھے۔ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے، تو ہم کھانے کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا تو آپ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹنے لگا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: برکت والے پانی سے وضو کی طرف

3566۔ اخرجه البخاری (۶۷۹/۲): کتاب المناقب: باب: علامات النبوة في الاسلام، حديث (۳۵۷۹)، و النسائي (۶۰/۱): كتاب الطهارة: باب: الوضوء من الاناء حديث (۷۷)، و اخرجه الدارمي (۱۵/۱): باب: ما اكرم الله النبي من تفجير الماء من بين اصابعه. و ابن خزيمة (۱۰۲/۱) في جماع ابواب المسح على الخفين، باب: الرخصة في وضوء الجماعة من الاناء الواحد، حديث (۲۰۴)، و اخرجه احمد [۳۹۶/۱ (۳۷۶۲)، ۴۰۱/۱ (۳۸۰۷)، ۴۶۰/۱ (۴۳۹۳)] عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله بن مسعود

آؤ! جو آسمان کی طرف سے ہے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: یہاں تک کہ ہم سب لوگوں نے وضو کر لیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

۱۰-صحابہ کرام کا کھانے کی تسبیح سماعت کرنا:

بلاشبہ معجزہ اثبات نبوت کی دلیل ہوتا ہے، یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے زیادہ معجزات سے سرفراز کیا گیا۔ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معجزات بیان ہوئے ہیں:

۱-کھانے کا تسبیح بیان کرنا: آج کا افسر اپنے ملازم کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانے سے احتراز کرتا ہے، امیر کسی غریب کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے سے پرہیز کرتا ہے مگر درویش آدمی، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تصور کرتے ہوئے کھانا کھانے میں کئی غریبوں کو شامل کر لیتا ہے۔ حضرت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھاتے وقت اپنے صحابہ کرام کو ساتھ بٹھاتے تھے، ان سے شفقت و محبت کرتے ہوئے گفتگو فرماتے تھے۔ ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی معیت میں کھانا تناول کر رہے تھے، اسی دوران انہوں نے کھانے سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھنے کی آواز سنی اور یہ معجزہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۲-آپ کی انگلیوں سے پانی برآمد ہونا: اس روایت میں دوسرا معجزہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کو وضو کرنے کے لیے پانی دستیاب نہیں ہو رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں اپنا دست اقدس رکھا اور آپ کی انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔

سوال: برتن میں موجود پانی میں برکت ہوئی تھی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی انگلیوں سے بکثرت پانی برآمد ہوا تھا؟

جواب: (۱) برتن میں دست اقدس رکھنے سے قلیل پانی برکت سے کثیر پانی بن گیا تھا۔

(۲) برتن میں کثیر پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے برآمد ہوا تھا۔

سوال: آسمان سے نازل ہونے والا یا زمین سے برآمد ہونے والا پانی، ان میں سے افضل کون سا ہے؟

جواب: نہ آسمان سے نازل ہونے والا اور نہ زمین سے برآمد ہونے والا بلکہ افضل پانی وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی انگلیوں سے بطور معجزہ برآمد ہوا تھا۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: (۱) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایک ہزار (۱۰۰۰) ہیں، علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق معجزات کی تعداد ایک ہزار دو سو (۱۲۰۰) ہے اور بعض علماء کے مطابق معجزات کی تعداد تین ہزار (۳۰۰۰) ہے۔

(۴) علماء کرام نے یہ مشہور معجزات کی تعداد بیان کی ہے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الْوَحْيُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 6: نبی اکرم ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوتی تھی؟

3567 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِيْ فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ ذِي الْبَرْدِ الشَّدِيْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت حارث بن ہشام نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بعض اوقات وہ فرشتہ میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح وحی لے کر آتا ہے اور یہ میرے لیے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ بعض اوقات وہ میرے سامنے انسانی شکل میں آجاتا ہے اور میرے ساتھ بات چیت کرتا ہے اور وہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ شدید سردی کا دن تھا۔ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ نکلا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کئی صورتیں تھیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

3567۔ اخرجه به (الموطا) الامام مالك (۲۰۲/۱، ۲۰۳): كتاب القرآن: باب: ما جاء في القرآن: حديث (۷). و اخرجه البخاري (۲۵/۱، ۲۶): كتاب بدء الوحي: باب: حدثنا عبد الله بن يوسف، و اخرجه مسلم (۱۸۱۶/٤، ۱۸۱۷): كتاب الفضائل: باب: عرق النبي صلى الله عليه وسلم في البرد، و حين ياتيه الوحي. حديث (۲۳۳۳/۸۷) و النسائي (۱٤٦/۲ - ۱۵۰) كتاب الافتتاح: باب: جامع ما جاء في القرآن، حديث (۹۳۳). و الحميدي في مسنده (۱۲٤/۱، ۱۲۵) في احاديث ام المومنين عائشة رضي الله عنها، و عبد بن حميد ص (٤۳۳)، حديث (۱٤۹۰)، و احمد (۵۸/٦، ۲۰۲، ۱۵۸، ۱٦۳، ۲۵٦، ۲۵۷).

۱-فرشتہ اصل صورت میں: حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی اصل صورت میں وحی لے کر حاضر خدمت ہوتے، اس موقع پہ بطور علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھنٹی کی آواز سماعت فرماتے، یہ صورت آپ پر شاق گزرتی تھی، کیونکہ فرشتے کا نزول براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ہوتا تھا، اس کیفیت میں حاضر ہونے پر فرشتہ صرف آپ کو نظر آتا تھا لیکن صحابہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

۲-فرشتہ انسانی صورت میں: بعض اوقات حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں وحی لے کر حاضر ہوتے، عموماً مشہور صحابی رسول حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حاضر ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صحابہ بھی انہیں دیکھتے تھے لیکن ان کی گفتگو صرف آپ سے ہوتی تھی۔

۳-خواب کی صورت میں: وحی کی ایک صورت یہ ہے کہ بعض اوقات حالت خواب میں نبی پر وحی کا نزول ہوتا ہے، اس لیے کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے اور بیدار ہونے کے بعد اس کا تذکرہ اپنے صحابہ سے بیان کرتا ہے۔

۴-براہِ راست گفتگو: نزول وحی کی ایک صورت یہ ہے کہ نبی بعض اوقات براہ راست ذات باری تعالیٰ سے گفتگو کرتا ہے، درمیان سے فرشتے کا واسطہ ختم ہو جاتا ہے، جس طرح شب معراج میں مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لامکان پر اللہ تعالیٰ سے گفتگو کی، وحی کی اس قسم کے اشارات قرآن وسنت میں موجود ہیں۔

سوال: نزول وحی کی ایک قسم کو صلصلۃ الجرس (گھنٹی کی آواز) کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱-نزول وحی سے قبل متوجہ کرنے کے لیے یہ آواز تھی۔

۲-سرعت کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے سے پیدا ہونے والی آواز تھی۔

۳-حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ مزید آنے والے فرشتوں کے پروں کی آواز تھی۔

۴-یہ فرشتے کے آنے کی اصل آواز تھی۔

سوال: نزول وحی کی مزید صورتیں ہیں مثلاً قرآن کہتا ہے: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ یعنی یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے گفتگو کرے، اسے کیوں نہیں بیان کیا گیا؟

جواب: یہاں نزول وحی کی تمام صورتیں بیان نہیں کی گئیں بلکہ بعض بیان ہوئی ہیں۔

سوال: حدیث باب میں صلصلۃ الجرس کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے اور دوسری روایت میں دوی نحل (شہد کی مکھیوں کی آواز) سے تشبیہ ہے جبکہ تیسری روایت میں **سلسلة على صفوان** (پتھر پر کھینچی جانے والی زنجیر کی آواز) بیان ہوا ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: تینوں روایات کے الفاظ پر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے نزول وحی کے وقت آپ کو جو آواز سنائی دیتی تھی وہ صلصلۃ الجرس سے ملتی جلتی تھی، پاس بیٹھنے والے صحابہ کو دوی نحل محسوس ہوتی تھی اور ملائکہ اسے **سلسلة على صفوان** تصور

کرتے تھے۔ الغرض الگ الگ لوگوں کو الگ آواز محسوس ہوتی تھی۔

سوال: حدیث باب میں نزول وحی کی دو صورتوں پر اکتفاء کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: ان کے مشہور اور کثرت کی بنا پر دو پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

سوال: حدیث کے الفاظ: كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی کو نزول وحی کے بارے میں شک تھا، جو ان کی شایانِ شان نہیں تھا؟

جواب: راوی کو نزول وحی کے بارے میں کوئی شک نہیں تھا بلکہ وہ نزول وحی کی کیفیت کی تفصیل معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس کی نظیر قرآن کریم میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں سوال کیا تھا حالانکہ آپ کو اس بات کا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کرسکتا ہے مگر آپ سوال کر کے زندہ کرنے کی کیفیت معلوم کرنا چاہتے تھے۔

سوال: حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید پسینہ آتا تھا لیکن دوسری روایت میں ہے کہ آپ فرماتے تھے: زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ، ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ سردی محسوس کرتے تھے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) نزول وحی کے وقت آپ کے مسام مبارک کھل جانے سے شدید پسینہ آتا تھا لیکن وحی ختم ہونے پر مسام مبارک اپنی حالت پر آجاتے تھے تو آپ سردی محسوس کرتے تھے۔

(۲) نزول وحی کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم سردی محسوس کرتے تھے اور گرمی بھی، لہٰذا دونوں اوصاف کو بیان کیا گیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 7: نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک

3568 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ

متنِ حدیث: قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ

3568۔ اخرجه البخاری (٦/٦٥٢): كتاب المناقب: باب: صفة النبی صلی الله علیه وسلم، حدیث (٣٥٥١)، (١٠/٣١٨): كتاب اللباس: باب: الثوب الاحمر، حدیث (٥٨٤٨)، (١٠/٣٦٨): كتاب اللباس: باب: الجعد، حدیث (٥٩٠١)، و اخرجه مسلم (٤/١٨١٨، ١٨١٩): كتاب الفضائل: باب: فی صفة النبی صلی الله علیه وسلم، و انه كان احسن الناس وجها، حدیث (٢٣٣٧/٩١، ٢٣٣٧/٩٢، ٢٣٣٧/٩٣)، و اخرجه ابوداؤد (٢/٤٥١): كتاب اللباس: باب: فی الرخصة فی ذلك، حدیث (٤٠٧٢)، و (٢/٤٨٠): كتاب الترجل: باب: ما جاء فی الشعر، حدیث (٤١٨٤)، (٤١٨٣)، و النسائی (٨/١٨٣): كتاب الزينة: باب: اتخاذ الجمة، حدیث (٥٢٣٢، ٥٢٣٣)، (٨/١٣٣): كتاب الزينة: باب: اتخاذ الشعر، حدیث (٥٠٦٠)، (٨/٢٠٣): كتاب الزينة: باب: لبس الحلل، حدیث (٥٣١٤)، واخرجه ابن ماجه (٢/١١٩٠): كتاب اللباس: باب: لبس الاحمر للرجال، حدیث (٣٥٩٩)، و احمد (٤/٢٨١، ٤/٢٩٠، ٣٠٠، ٢٩٥، ٣٠٣).

شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالطَّوِيْلِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرخ حلے میں لمبے بالوں والا کوئی شخص نبی اکرم ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے بال کندھوں تک آتے تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا (یعنی سینہ کشادہ تھا) آپ ﷺ بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے بالکل لمبے بھی نہیں تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کا کندھوں تک دراز ہونا:

اللغات: اَللِّمَّةُ: سر کے وہ بال ہیں جو دراز ہو کر کان کی لو سے متجاوز کر جائیں۔ اَلْوَفْرَةُ: سر کے وہ بال ہیں جو دراز ہو کر کان کی لو تک پہنچ جائیں۔ اَلْجُمَّةُ: سر کے وہ بال ہیں جو دراز ہو کر کندھوں تک پہنچ جائیں۔ حلة: لباس۔ من ذی لمة فی حلة حمراء: رأیت کا مفعول اول اور احسن مفعول ثانی ہے۔ ضرب: یہ لفظ بیس (۲۰) سے زائد معانی میں استعمال ہوتا ہے جبکہ طلباء اسے ایک معنیٰ "مارنا" تک محدود رکھتے ہیں، جو درست نہیں ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے مثل بنایا، حسن یوسف آپ کے حسن کی زکوٰۃ تھا، امام الانبیاء کا منصب آپ کو عطا ہوا، از اول تا ہنوز بلکہ تا قیامت آپ جیسا حسین کوئی نہ پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا۔ راوی اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ حسین کوئی شخص نہیں دیکھا۔ خوبصورت کپڑے اور زلفیں حسن کے اضافہ کا باعث بنتی ہیں لیکن آپ کا حسن ان امور کا محتاج نہیں تھا، کیونکہ آپ محبوب خداوندی کے منصب پر فائز تھے۔

اسی مضمون کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں:

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ ۔۔۔ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ ۔۔۔ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

۱- یارسول اللہ! آپ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت عورتوں نے پیدا نہیں کیا۔

۲- آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں، گویا جیسا آپ نے چاہا ویسے پیدا کیے گئے۔

کشادہ سینہ ہونا، حسن و جمال میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے اور شجاع و بہادر ہونے کی علامت ہوتا ہے۔ آپ حسین و جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ شجاع و بہادر بھی تھے۔ بت پرستوں، شراب خوروں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے منکروں میں کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید باری تعالیٰ اور اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ نیز اپنے چچا ابوطالب کو ان کے وصال کے موقع پر ابوجہل وغیرہ

دشمنوں کی موجودگی میں کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہونے کی دعوت دی۔

راوی آپ کا حسن و جمال اور حلیہ بیان کرتے ہوئے لباس، زلفوں اور سینہ اقدس کی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ان امور کی موزونیت بھی قابل صد ستائش تھی۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کی کیفیت کے ضمن میں لُمَّة، وفرة اور جُمَّة سے تعارض معلوم ہوتا ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بالوں کی ایک حالت نہیں ہوتی تھی، جب کانوں کی لوتک کٹواتے تو وہ وفرہ ہوتے، جب وہ دراز ہو کر نصف گردن تک پہنچ جاتے تو لمہ بن جاتے اور مزید دراز ہو کر کندھوں تک پہنچ جاتے تو جمہ کہلاتے تھے۔

3569 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ

متنِ حدیث: قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ اَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا مِثْلَ الْقَمَرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ ابواسحاق بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ چاند کی مانند تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند سا روشن چہرہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار کمالات سے نوازا، ان میں سے ایک آپ کے چہرہ انور کو چاند سے بھی زیادہ حسین بنانا ہے۔ آپ کا حسن نرالا اور بے مثل تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رخِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو حسین نہیں دیکھا تھا اور آپ کے چہرہ انور کو دیکھتے ہی معلوم ہوتا تھا:

كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ (حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین للنبہانی، ص:۶۷۹)

"گویا آفتاب آپ کے چہرہ انور پر چل رہا ہے۔" بقول شاعر:

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب
اور ہلال عید ابروئے حبیب

حضرت ہمدان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگوں نے مجھے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دو؟ میں نے ان کے جواب میں کہا:

3569۔ اخرجه البخاری (۶۵۳/۶): كتاب المناقب: باب: صفة النبی صلی الله عليه وسلم، حديث (۳۵۵۲)، والدارمی (۳۲/۱): باب: فی حسن النبی صلی الله عليه وسلم و احمد (۲۸۱/۴).

كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ (حجۃ اللہ علی العلمین للنبہانی ص: ۶۷۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چودھویں کے چاند سا تھا، میں نے آپ جیسا نہ پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چودھویں رات کا چاند خوب چمک رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا دھاری دار جبہ زیب تن کیا ہوا تھا، میں نے آسمانی چاند اور مدنی چاند کے درمیان موازنہ کرنے کی کوشش کی تو مجھے یوں کہنا پڑا:

فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ .

"مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ مدنی چاند آسمانی چاند سے زیادہ حسین ہے۔"

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اعضاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے عاجز آجاتے تو آپ کو کسی چیز سے ہرگز تشبیہ نہ دیتے تھے، اس لیے کہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
اس کے منہ پر چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

آپ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یوں کہا کرتے تھے:

لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے آپ جیسا نہ پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ کیونکہ:

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
[illegible] ہوا اپنا جواب

سوال: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال کے اعتبار سے بے مثل ہیں، پھر حدیث باب میں آپ کو چاند کے ساتھ تشبیہ کیوں دی گئی؟

جواب: چاند کو حسن و جمال کا پیکر قرار دیا جاتا ہے، اس لیے اس سے تشبیہ دی گئی ہے یا تفہیم کلام کی بنیاد پر تشبیہ دی گئی ہے۔

3570 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَسْعُوْدِیُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عَلِيٍّ

متنِ حدیث: قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ ضَخْمَ الرَّاْسِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰى تَكَفَّاَ تَكَفُّؤًا كَاَنَّمَا انْحَطَّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

3570- اخرجه احمد (۹۶/۱) (۷۴۴)، (۹۶/۱) (۷۴٦)، [illegible] (۹٤٤)، (۹٤٦)، (۱۳۳/۱) (۱۱۲۲) عن نافع بن جبير ابن مطعم عن علي فذكره.

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

◆◆ نافع بن جبیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی طویل نہیں تھے اور بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے۔ آپ کی دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں پُر گوشت تھے۔ آپ کا سر بڑا تھا۔ آپ کے جوڑ بڑے تھے۔ آپ کے سینہ مبارک سے ناف تک باریک بال تھے جب آپ چلتے تھے تو جھک کر چلتے تھے۔ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی آپ جیسا شخص نہیں دیکھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

سفیان بن وکیع نے اس حدیث کو اپنے والد کے حوالے سے مسعودی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

پہلوں اور بعد والوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ حسین ہونا:

حسب سابق اس روایت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد خوبیاں بیان کر کے آپ کے حسن و جمال کو نمایاں کیا گیا ہے:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ طویل قد تھے نہ پست قد بلکہ قد مبارک میانہ تھا، کیونکہ طویل قد یا پست قد ہونا عیب ہے جبکہ آپ ہر عیب سے پاک ہیں۔

۲- آپ کی ہتھیلیاں اور قدمین شریفین پُر گوشت تھے، ایسے اعضاء اہل عرب کے ہاں قابل وصف ہوتے ہیں۔ ہاتھوں کے پُر گوشت ہونے کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ آپ شجاعت وسخاوت کی صفات کے جامع تھے۔

۳- آپ کا سر مبارک فربہ ہونے کا مطلب ہے کہ آپ ذہانت و فطانت اور علم وحکمت کے اعتبار سے لاثانی تھے۔ گویا ہر لحاظ سے آپ بے مثل تھے۔

۴- آپ کے سینہ بے کینہ پر بال نہیں تھے لیکن گردن مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی باریک سی دھاری تھی، جو دیکھنے سے ایک خوبصورت شاخ معلوم ہوتی تھی اور یہ خوبصورتی کی علامت تھی۔

۵- آپ کی چال میں تین صفات نمایاں تھیں:

(۱) قدرے تیز رفتاری سے چلنا

(۲) عجز وانکسار کی وجہ سے آگے کو جھک کر چلنا

(۳) قدموں کو اٹھا کر چلنا۔ ان صفات کی وجہ سے آپ کی چال میں بھی خوبصورتی تھی۔

۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا قریب سے دیکھا، کسی دوسرے نے نہیں دیکھا، کیونکہ آپ کی عمر ہی دارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور آپ کی زیر شفقت گزری تھی، زندگی میں حسین ترین لوگوں کو دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا تھا لیکن

فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں: میں نے آپ جیسا حسین نہ پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد میں۔

3571 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ اَبِیْ حَلِيْمَةَ مِنْ قَصْرِ الْاَحْنَفِ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَعَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنٰی وَاحِدٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰی غُفْرَةَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ وَلَدِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا وَصَفَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَّغِطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِی الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ كَفًّا وَاَشْرَحُهُمْ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهُ وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً اَحَبَّهُ يَقُوْلُ نَاعِتُهُ لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ سَمِعْتُ الْاَصْمَعِیَّ يَقُوْلُ فِیْ تَفْسِيْرِهِ صِفَةَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُمَّغِطُ الذَّاهِبُ طُوْلًا وَسَمِعْتُ اَعْرَابِيًّا يَقُوْلُ تَمَغَّطَ فِیْ نُشَّابَةٍ اَیْ مَدَّهَا مَدًّا شَدِيْدًا وَاَمَّا الْمُتَرَدِّدُ فَالدَّاخِلُ بَعْضُهُ فِیْ بَعْضٍ قِصَرًا وَاَمَّا الْقَطَطُ فَالشَّدِيْدُ الْجُعُوْدَةِ وَالرَّجِلُ الَّذِیْ فِیْ شَعْرِهٖ حُجُوْنَةٌ اَیْ يَنْحَنِیْ قَلِيْلًا وَاَمَّا الْمُطَهَّمُ فَالْبَادِنُ الْكَثِيْرُ اللَّحْمِ وَاَمَّا الْمُكَلْثَمُ فَالْمُدَوَّرُ الْوَجْهِ وَاَمَّا الْمُشْرَبُ فَهُوَ الَّذِیْ فِیْ نَاصِيَتِهٖ حُمْرَةٌ وَالْاَدْعَجُ الشَّدِيْدُ سَوَادِ الْعَيْنِ وَالْاَهْدَبُ الطَّوِيْلُ الْاَشْفَارِ وَالْكَتَدُ مُجْتَمَعُ الْكَتِفَيْنِ وَهُوَ الْكَاهِلُ وَالْمَسْرُبَةُ هُوَ الشَّعْرُ الدَّقِيْقُ الَّذِیْ هُوَ كَاَنَّهُ قَضِيْبٌ مِنَ الصَّدْرِ اِلَى السُّرَّةِ وَالشَّثْنُ الْغَلِيْظُ الْاَصَابِعِ مِنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَالتَّقَلُّعُ اَنْ يَمْشِیَ بِقُوَّةٍ وَالصَّبَبُ الْحُدُوْرُ يَقُوْلُ انْحَدَرْنَا فِیْ صَبُوْبٍ وَصَبَبٍ وَقَوْلُهُ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ يُرِيْدُ رُؤُوْسَ الْمَنَاكِبِ وَالْعِشْرَةُ الصُّحْبَةُ وَالْعَشِيْرُ الصَّاحِبُ وَالْبَدِيْهَةُ الْمُفَاجَاةُ يُقَالُ بَدَهْتُهُ بِاَمْرٍ اَیْ فَجَاْتُهُ

◆◆ ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں' بیان کرتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا حلیہ بیان کرتے تھے' تو یہ بھی بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ انتہائی طویل بھی نہیں تھے۔ بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے۔ آپ درمیانے قد کے مالک تھے۔ آپ ﷺ کے بال بالکل گھنگھریالے بھی نہیں تھے' اور بالکل سیدھے بھی نہیں تھے' بلکہ ہلکے گھنگھریالے اور ہلکے سے سیدھے تھے۔ آپ انتہائی موٹے بھی نہیں تھے' اور آپ کا چہرہ بالکل گول بھی نہیں تھا تاہم آپ کے

3571- اخرجه الترمذی لفظ ينظر التحفة (۳۴۷/۷)، حديث (۱۰۰۲۴)، و اخرجه الترمذی فی الشمائل ص (۳۲)، حديث (۷)، (۱۹ - ۱۲۴)، و اخرجه البيهقی فی دلائل النبوة (۲۶۹/۱).

چہرے پر گولائی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ آپ سرخ وسفید رنگت کے مالک تھے۔ آپ کی آنکھیں انتہائی سیاہ تھیں۔ پلکیں لمبی تھیں جوڑ بڑے تھے۔ شانہ چوڑا تھا اور دونوں شانوں کے درمیان گوشت موجود تھا۔ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر بال نہیں تھے۔ صرف سینہ پر ناف تک بال تھے۔ آپ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ جب آپ چلتے تھے تو زمین پر قدم جما کر چلتے تھے' یوں جیسے بلندی سے نیچے کی طرف جا رہے ہوں' جب آپ ﷺ کسی کی طرف متوجہ ہوتے' تو مکمل طور پر متوجہ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔ عطا کرنے کے اعتبار سے آپ سب سے زیادہ سخی تھے۔ گفتگو کے اعتبار سے سب سے سچے تھے۔ لہجے کے اعتبار سے سب سے زیادہ نرم تھے' اور سب سے بہترین سلوک کرتے تھے' جو شخص اچانک آپ ﷺ کو دیکھتا تھا' تو مرعوب ہو جاتا جو شخص جاننے کے بعد گھل مل جاتا تھا وہ آپ کو پسند کرنا شروع کر دیتا تھا۔ آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا شخص کہہ سکتا ہے: میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔

امام ابو جعفر فرماتے ہیں: میں نے اصمعی کو اس حدیث کی درج ذیل توضیح کرتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں۔

لفظ ''ممغط'' لمبے قد والا میں نے ایک دیہاتی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ اس نے اپنے الفاظ میں لفظ استعمال کیے ''تمغط فی نشابته'' یعنی اس نے اپنے تیر کو بہت زیادہ کھینچ لیا۔

لفظ ''متردد'' کا مطلب یہ ہے: جس کا کچھ حصہ دوسرے حصے میں داخل ہو' یعنی جو چھوٹے قد کا مالک ہو۔

لفظ ''قطط'' کا مطلب ہے بہت گھنگھریالے ہونا ہے۔

لفظ ''رجل'' کا مطلب یہ ہے: اس کے بالوں میں کچھ گھنگھریالہ پن پایا جاتا ہو۔

''مطھم'' کا مطلب ہے بہت زیادہ گوشت والا بھاری بھرکم آدمی۔

''مکلثم'' کا مطلب یہ ہے' جس کی سفیدی میں سرخی ملی ہو۔

لفظ ''ادعج'' کا مطلب یہ ہے' جس کی آنکھیں انتہائی سیاہ ہوں۔

لفظ ''اھدب'' کا مطلب ہے' جس کی پلکیں سب سے زیادہ لمبی ہوں۔

لفظ ''کتد'' کا مطلب ہے دونوں شانوں کے ملنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اور اسے کاہل بھی کہا جاتا ہے۔

لفظ ''مسربة'' سے مراد وہ باریک بال ہیں' جو ایک لکیر کی طرح سینے سے لے کر ناف تک آتے ہیں۔

لفظ ''الششن'' کا مطلب ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا بھاری ہونا ہے۔

لفظ ''تقلع'' کا مطلب پاؤں جما کر چلنا ہے۔

لفظ ''الصبب'' بلندی سے اترنے کو کہتے ہیں اگر تم یہ کہو گے:

انحدرنا فی صبوب وصبب ''ہم بلندی سے نیچے کی طرف آئے)

لفظ ''جلیل المشاش'' کا مطلب یہ ہے: کندھوں کے جوڑ بڑے تھے۔

لفظ ''عشرة'' کا مطلب تعلق اور ساتھ ہے۔

لفظ ''عشیر'' کا مطلب ساتھی ہے۔

لفظ ''بدیھہ'' کا مطلب ''اچانک'' ہے' جیسے یہ کہا جاتا ہے یعنی میں فوراً اس کے پاس آ گیا۔

شرح

اوصاف ومحاسن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا گلدستہ:

باب العلم، خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر، حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے والد گرامی، مسلمانوں کے خلیفہ چہارم، تربیت یافتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم داماد نبی صلی اللہ علیہ وسلم، یکے از عشرہ مبشرہ، فاتح خیبر، مسلمانوں کے عظیم پیشوا، نائب رسول، سرچشمۂ ولایت، مبداء خانوادہ نبوت، حضرت علی رضی اللہ عنہ محاسن و اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان کیا کرتے ہیں:

۱- آپ زیادہ طویل نہیں تھے، کیونکہ زیادہ طویل ہونا حسن کے منافی ہے۔

۲- زیادہ پست قد نہیں تھے، کیونکہ زیادہ پست قد ہونا بھی حسن کے خلاف ہے۔

۳- آپ کے بال مبارک زیادہ گھنگھریالے نہیں تھے بلکہ کم درجہ کے گھنگھریالے تھے، جو حسن کا مظہر ہوتے ہیں۔ بالکل سیدھے بھی نہیں تھے، کیونکہ ایسا ہونا بھی حسن کے منافی ہے۔

۴- آپ کا جسم مبارک نہ کمزور تھا اور نہ فربہ تھا، کیونکہ دونوں صورتیں حسن کے منافی ہیں بلکہ میانہ تھا جو حسن و جمال کا مظہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جسم مبارک نہ کمزور تھا اور نہ موٹا بلکہ ان کی درمیانی حالت کا تھا۔

۵- آپ کا چہرہ انور قدرے گولائی میں تھا یعنی چہرہ انور نہ بالکل گول تھا اور نہ طویل تھا بلکہ دونوں حالتوں کے درمیان میں تھا۔

۶- آپ کا رنگ مبارک نہ بالکل سرخ اور نہ بالکل چونے کی طرح سفید تھا بلکہ سفیدی مائل سرخ تھا۔

۷- آپ کی آنکھیں سیاہ تھیں اور سیاہی کا عنصر غالب تھا جو حسن کا مظہر ہوتا ہے۔

۸- آپ کی پلکیں مبارک طویل، ان کے بال زیادہ، قدرے لمبے اور باریک تھے۔

۹- جسم مبارک کے جوڑوں کی ہڈیاں اور کندھے مبارک بڑے اور مضبوط تھے، جو شجاع و بہادر ہونے کی علامت ہیں۔

۱۰- آپ کے قدمین شریفین قدرے موٹے اور پُر گوشت تھے، جو حسن کا مظہر ہوتے ہیں۔

۱۱- کسی سے بات کرتے وقت آپ اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہوتے تھے، کیونکہ بے رخی متکبرین کا طریقہ ہے جو آپ

کی شایانِ شان نہیں تھا۔

۱۲- آپ کے کندھوں کے درمیان قدرتی و پیدائش طور پر مہر نبوت موجود تھی۔ مہر نبوت کے اثبات کے حوالے سے معنوی حدتک روایات تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ بقول شاعر:

میان پر دوشانہ پشت پر مہر نبوت تھی ۔۔۔ کبوتر کے جوانڈے کی طرح سرخ رنگت تھی

۱۳- آپ سب لوگوں سے زیادہ فیاض و جواد تھے، فیاضی میں اپنی مثل آپ تھے۔

۱۴- آپ بطور مزاح بھی گفتگو فرماتے تو حقیقت پر مبنی ہوتی تھی اور آپ مذاق کا لہجہ کبھی اختیار نہ فرماتے تھے۔

۱۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت درجہ کے نرم مزاج تھے۔ نیز تحمل و بردباری آپ کے امتیازی اوصاف تھے۔

۱۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم میل جول کے اعتبار سے لوگوں میں باعزت اور نہایت درجہ کے بزرگ تھے۔

۱۷- جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھ لیتا تو وہ مرعوب ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔

بَابُ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 8: نبی اکرم ﷺ کا کلام (کرنے کا طریقہ)

3572 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنِهِ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ اِلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ وَقَدْ رَوَاهُ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

◆◆ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ تم لوگوں کی طرح تیزی کے ساتھ گفتگو نہیں کرتے تھے، بلکہ آپ اس طرح گفتگو کرتے تھے کہ آپ وقفے کے ذریعے اس بات کو واضح کر دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا شخص اس بات کو یاد رکھ سکتا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف زہری کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس کو یونس بن یزید نے زہری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

3572۔ اخرجه البخاری (٦/٦٥٥): كتاب المناقب: باب: صفة النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (٣٥٦٧)، (٣٥٦٨)، و اخرجه مسلم (٤/١٩٤٠): كتاب فضائل الصحابة: باب: فضائل ابی هريرة الدوسی رضی الله عنه، حديث (٢٤٩٣/١٦٠)، و اخرجه ابوداؤد (٢/٣٤٤، ٣٤٥): كتاب العلم: باب: فی سرد الحديث، حديث (٣٦٥٤، ٣٦٥٥)، (٢/٦٧٦): كتاب الادب باب: الهدی فی الكلام، حديث (٤٧٣٩)، و اخرجه الحميدی (١/١٢٠) فی احاديث ام المومنين عائشة رضی الله عنها، حديث (٢٤٧)، و احمد (٦/١١٨، ١٣٨، ١٥٧، ٢٥٧).

3573 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اپنی بات کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ وہ سمجھ میں آجائے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن مثنیٰ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوبِ گفتگو:

لوگوں کے ذہن تین قسم کے ہوسکتے ہیں:

۱-اعلیٰ ذہن کے مالک کہ ایک بار مسئلہ بیان کرنے سے انہیں ذہن نشین ہوجاتا ہے۔

۲-متوسط ذہن کے مالک کہ انہیں دو بار مسئلہ بیان کیا جائے تو ذہن نشین ہوجاتا ہے۔

۳-غبی ذہن کے مالک کہ انہیں تین بار مسئلہ بیان کیا جائے تو ذہن نشین ہوجاتا ہے۔

احادیث باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوبِ گفتگو بیان کیا گیا ہے کہ آپ کسی اہم بات کا تین بار اعادہ فرماتے تھے تاکہ حاضرین وسامعین کو اصل مسئلہ بآسانی ذہن نشین ہوجائے اور لوگ اس پر عمل پیرا ہوجائیں۔ یہ اسلوب بھی آپ کی طرف سے امت کے ساتھ شفقت کا ایک انداز ہے، جو قابل تقلید وقابل تحسین ہے۔ یادر ہے کہ آپ عام امور کا تین بار اعادہ نہیں فرماتے تھے، کیونکہ اس میں وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سامع آپ کے الفاظ شمار کرسکتا تھا۔

فائدہ نافعہ:

دورانِ تدریس اگر کسی طالب علم کو معلم کی تقریر ضبط نہ ہو یا کوئی وضاحت طلب مقام میں تشنگی رہ گئی ہو تو طالب علم اعادہ تقریر کا مطالبہ کرسکتا ہے اور معلم کا فرض ہے کہ ناراضگی کا اظہار کیے بغیر مزید ایک بار یا دو بار تقریر کا اعادہ کرے تاکہ مکمل طور پر طلباء کو سبق ذہن نشین ہوجائے۔

بَابُ فِی بَشَاشَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

باب 9: نبی اکرم ﷺ کی بشاشت

3574 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِیعَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِیرَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ

متنِ حدیث: قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

3575 وَقَدْ رُوِیَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ مِثْلُ هٰذَا حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اِسْحٰقَ السَّیْلَحَانِیُّ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ

متنِ حدیث: قَالَ مَا كَانَ ضَحِكُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا تَبَسُّمًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ لَیْثِ بْنِ سَعْدٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ یہ روایت یزید بن ابوحبیب کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن حارث کے حوالے سے منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ہنسی صرف مسکراہٹ ہوتی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

ہم اس کو صرف لیث بن سعد کے حوالے سے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم و مسکراہٹ فرمانا:

آدمی ہنستا ہے' تو اس کے سامنے دو مقاصد ہوتے ہیں:

۱- کسی سے مذاق کیا اور مزید اسے پریشان کرنے کے لیے ہنسنا۔

3574- اخرجه احمد (۴/۱۹۰، ۱۹۱) عن عبد الله بن المغيرة عن عبد الله بن الحارث بن حزم فذكره۔

۲- کوئی خوش کن خبر کو سن کر خوب کھل کھلا کر با آواز ہنسنا۔

یہ دونوں صورتیں خلاف سنت ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضحک (با آواز ہنسنا) نہ فرماتے تھے بلکہ مسکراتے تھے، جس میں آواز نہیں ہوتی تھی۔

احادیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک نہیں فرماتے تھے بلکہ مسکراتے تھے۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ مسکراہٹ یا ضحک کی وجہ سے آپ کی داڑھیں کسی نے نہیں دیکھی تھیں۔ آپ کے اکثر صحابہ، اولیاء اور صالحین نے ان روایات کو معمول بہ بنایا ہوا تھا۔ ایک حدیث میں یہ مضمون بیان ہے کہ آپ نے فرمایا: جو کچھ میں جانتا ہوں اس کا علم تمہیں ہو جائے تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔

فائدہ نافعہ:

بات بات پر ہنسنا اور کسی کا مذاق اڑانا، کم عقلی کی علامت ہے۔ صاحب عقل اور اہل علم کبھی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ ایسی حرکت نہ صرف قابل مذمت ہے بلکہ بعض اوقات عداوت و دشمنی کا باعث بن سکتی ہے۔

سوال: احادیث باب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ ثابت ہوتی ہے اور دوسری روایت سے آپ کا مسلسل غمگین رہنا معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) آپ لوگوں میں تشریف فرما ہوتے تو ان کی تالیف قلوب کے لیے مسکراتے۔

(۲) آپ کا ضحک کم ہوتا تھا جبکہ مسکراہٹ زیادہ ہوتی تھی' عام لوگوں کا ضحک زیادہ اور مسکراہٹ کم ہوتی تھی۔

بَابُ فِيْ خَاتِمِ النُّبُوَّةِ

باب 10: مہر نبوت کا بیان

3576 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ

متنِ حدیث: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ بِرَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ

قَالَ أَبُوْ عِيسٰى: الزِّرُّ يُقَالُ بَيْضٌ لَهَا

3576ـ اخرجه البخاري (۱/۳٥٤، ۳٥٥): كتاب الوضوء: باب: حدثنا عبد الرحمن بن يونس، حديث (۱۹۰)، (٦/٦٤٨، ٦٤٩): كتاب المناقب: باب: خاتم النبوة، حديث (۳٥٤۱)، و (۱۰/۱۳۲): كتاب المرضى: باب: من ذهب بالصبي المريض ليدعى له، حديث (٥٦۷۰)، (۱۱/۱٥٥): كتاب الدعوات: باب: الدعاء للصبيان بالبركة و مسح رؤوسهم، حديث (٦۳٥۲)، و مسلم (٤/۱۸۲۳): كتاب الفضائل: باب اثبات خاتم النبوة، و صفته، و محله من جسده صلى الله عليه وسلم (۱۱۱/۲۳٤٥).

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَقُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأَبِي رِمْثَةَ وَبُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ وَعَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ وَأَبِي سَعِيدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری خالہ مجھے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا' تو میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا' پھر میں آپ کی پشت کی طرف آ کر کھڑا ہو گیا' تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ جو مسہری کے بٹن کی طرح تھی۔

اس بارے میں حضرت سلمان (فارسی)' حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ' جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ' حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ مذکورہ بالا حدیث ''حسن صحیح'' ہیں۔ اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

3577 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی وہ مہر جو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی۔ وہ ایک سرخ غدود تھی' جو کبوتری کے انڈے کی مانند تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا ثبوت:

احادیث باب سے متعدد مسائل ثابت ہوتے ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(i) مریض کے متاثرہ حصہ پر ہاتھ رکھ کر دم کرنا جائز ہے۔

(ii) کوئی مرض لاحق ہونے کی صورت میں کسی بزرگ (شیخ طریقت یا عالم دین) سے دعا کرانا جائز ہے۔

3577- اخرجه مسلم (۱۸۲۳/٤): كتاب الفضائل: باب: اثبات خاتم النبوة و صفته و محله من جسده صلى الله عليه وسلم' حديث (۱۱۰/۲۳٤٤)، و النسائي (۱۵۰/۸): كتاب الزينة: باب: الدهن، حديث (٥١١٤)، و احمد (۱۰٤/٥)، (۹۰/٥، ۹٥، ۱۰۲، ۱۰۷، ۸٦، ۸۸، ۱۰۰) عبد الله بن احمد (۹۸/٥).

(iii) کسی معزز شخصیت کے وضو کا بچا ہوا پانی نوش کرنا باعث برکت وشفا ہے۔

(iv) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت حق ہے، جو پیدائشی طور پر موجود تھی۔

(v) مہر نبوت آپ کے دوشانوں کے درمیان ابھرا ہوا گوشت تھا جو کبوتر کے انڈے کی شکل میں تھی۔

معجزات کی طرح مہر نبوت بھی نبوت کی دلیل ہوتی ہے، مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان انڈے کی طرح ابھرا ہوا گوشت تھا، وصال کے وقت قدرتی طور پر غائب ہوگئی تھی، صحابہ کرام نے اس کی زیارت کی تھی اور اس کی رنگت کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

سوال: مہر نبوت کی مقدار اور رنگت میں مختلف روایات ہیں، جن میں تعارض معلوم ہوتا ہے؟

جواب: مہر نبوت کی مقدار اور رنگ میں تبدیلی آتی رہتی تھی، جس حالت میں کسی نے اس کی زیارت کی، اسے آگے بیان کر دیا۔ اس طرح روایات کا مختلف ہونا یقینی تھا۔ لہٰذا تعارض باقی نہ رہا۔

سوال: مہر نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان کیوں تھی، اس جگہ کے تعین کی وجہ کیا ہے؟

جواب: انسانی جسم میں شیطان کے داخل ہونے کا مقام یہی ہے، شیطان پیچھے سے آکر انسان میں وساوس ڈالتا ہے، آپ کے اس مقام پر مہر نبوت رکھ کر شیطان کی مداخلت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

سوال: کیا مہر نبوت پر کچھ عبارت تحریر تھی یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) مہر نبوت پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عبارت تحریر تھی۔ (۲) مہر نبوت پر کوئی عبارت تحریر نہیں تھی۔

بَابُ فِیْ صِفَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

باب 11: نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک

3578 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ اَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَةٌ وَّكَانَ لَا یَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَّكُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَیْنَیْنِ وَلَیْسَ بِاَكْحَلَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی پنڈلیوں کا گوشت کم تھا۔ آپ ﷺ ہنستے ہوئے صرف مسکراتے تھے۔ میں جب بھی آپ کی طرف دیکھتا تو سوچتا تھا کہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔

3578۔ اخرجه احمد (۱۰۵/۵) عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة فذكره

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا سرگین ہونا:

حدیث باب میں چند امور بیان ہوئے ہیں:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں قدرے باریک تھیں، پنڈلیوں کی یہ کیفیت رفتار میں میانہ روی اور خوبصورتی کا سبب تھی۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک فرمانے سے پرہیز کرتے بلکہ تبسم فرماتے تھے، جس وجہ سے آپ کے دانت مبارک عیاں ہوتے تھے لیکن آواز پیدا نہیں ہوتی تھی۔

۳- آپ کی آنکھیں مبارکہ سیاہ اور سرگیں تھیں، جن سے نہایت درجہ کی خوبصورتی نمایاں ہوتی تھی۔ دیکھنے والا محسوس کرتا کہ آپ نے سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا بلکہ قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں اور سلامتی کا نزول ہوتا تھا۔ اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ بعض اوقات آپ آنکھوں میں سرمہ استعمال کرتے تھے۔

3579 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ قَطَنٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوسَ الْعَقِبِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کا دہن مبارک کشادہ تھا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور آپ کی پنڈلیوں پر گوشت کم تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

3580 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوسَ الْعَقِبِ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيعُ الْفَمِ قَالَ وَاسِعُ الْفَمِ قُلْتُ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قَالَ قُلْتُ مَا مَنْهُوْسُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيْلُ اللَّحْمِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کا دہن مبارک کشادہ تھا۔ آنکھیں بڑی' بڑی تھیں

آپ ﷺ کی پنڈلیوں پر گوشت کم تھا۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے سماک نامی راوی سے دریافت کیا: ''ضلیع الفم'' کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا: منہ کا کشادہ ہونا۔ میں نے دریافت کیا: ''اشکل العینین'' کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا: آنکھوں کا بڑا ہونا۔ میں نے دریافت کیا: منہوش العقب کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا (پنڈلی پر) گوشت تھوڑا ہونا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک، آنکھوں اور ایڑیوں کی کیفیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار کمالات سے نوازا تھا، جہاں آپ میانہ قد تھے وہاں آپ کا ہر عضو متوازن اور خوبصورت تھا۔ محدثین کرام نے اعضاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بالتفصیل خوبیاں بیان کی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں مبارکہ کی خوبصورتی اور کیفیت گزشتہ حدیث کے ضمن میں مذکور ہو چکی ہے۔ تاہم باقی دو امور حسب ذیل ہیں:

۱۔ ضلیع الفم: (کشادہ دہن ہونا) اس کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(i) اہل عرب کے ہاں یہ فقرہ بطور تعریف استعمال کیا جاتا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک کشادہ اور خوبصورت تھا۔

(ii) اس جملہ سے اہل عرب کے ہاں فصاحت و بلاغت مراد لی جاتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو میں فصاحت و بلاغت کا عنصر غالب تھا اور لوگ پسند کرتے تھے کہ آپ تادیر اپنے ارشادات سے نوازتے رہیں۔

۲۔ منہوس العقب: (دانتوں سے گوشت کو نوچنا) اس سے مراد ہے کہ آپ کے مسوڑھوں میں گوشت بہت کم تھا جس سے دانتوں کی خوبصورتی ظاہر ہوتی تھی۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ اس جملہ سے مراد ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کے تلوے گہرے تھے جبکہ ایڑیاں قدرے بلند تھیں اور زمین میں پورا قدم نہیں لگتا تھا۔ یہ کیفیت ایڑیوں کی خوبصورتی کو واضح کرتی ہے۔

3581 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِي يُونُسَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مِشْيَتِهٖ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

3581۔ اخرجه احمد (۲/ ۳۵۰، ۳۸۰) عن ابی یونس عن ابی هریرة فذكره.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک میں سورج چلتا تھا اور میں نے آپ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا زمین آپ کے لیے لپیٹ دی جاتی تھی۔ ہم کوشش کر کے آپ ﷺ کے ساتھ چلتے تھے اور آپ ﷺ کسی تکلف کے بغیر چلا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیز رفتاری:

حدیث باب میں دو مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- آپ کا بے مثل حسن و جمال: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل حسن و جمال سے نوازا، آپ کی مثل کوئی حسین پیدا نہیں کیا، نہ ہی تا قیامت کوئی پیدا ہوگا۔ راوی نے آپ کے حسن کو آفتاب کے ساتھ تشبیہ دی ہے، یہ تشبیہ روشنی کی وجہ سے دی گئی ہے۔ اس کی وضاحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ایسا روشن تھا گویا روشنی چہرہ انور سے برآمد ہو رہی ہو۔ بقول شاعر:

وہ روئے پاک جیسے تیرتا ہو آفتاب اس میں　　　جمالِ حق کا مظہر آئینہ ام الکتاب اس میں

۲- آپ کی بے مثل تیز رفتاری: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ آہستہ چلنے کے باوجود آپ تیز رفتار معلوم ہوتے تھے، ساتھ چلنے والے صحابہ پیچھے رہ جاتے تھے اور آپ آگے نکل جاتے حالانکہ آپ کی رفتار معمولی ہوتی تھی، دیکھنے والا محسوس کرتا کہ زمین آپ کے لیے لپیٹی جا رہی ہے۔ آپ کی یہ بلا تکلف تیز رفتاری ساتھ چلنے والوں کو تھکا دیتی تھی اور آپ آگے نکل جاتے تھے۔

3582 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ النَّاسِ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرَائِيْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ هُوَ ابْنُ خَلِيْفَةَ الْكَلْبِيُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے انبیاء کرام کو پیش کیا گیا تو

3582- اخرجه مسلم (ابی) (۱/ ۵۳۰، ۵۳۱): كتاب الايمان: باب: الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السماوات و فرض الصلوات، حديث (۱۶۷/۲۷۱)، و عبد بن حميد ص (۳۱۹)، حديث (۱۰۴۵)، و احمد في مسنده (۳/ ۳۳۴) عن ابي الزبير عن جابر.

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس طرح سے تھے جیسے ان کا تعلق شنوءۃ قبیلہ کے ساتھ ہو۔ میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان لوگوں میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہہ عروہ بن مسعود تھے۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا ان میں سب سے زیادہ تمہارے آقا ان سے مشابہہ تھے۔ یعنی نبی اکرم ﷺ 'میں نے حضرت جبرئیل کو دیکھا تو لوگوں میں سب سے زیادہ ''دحیہ'' ان کے مشابہہ ہیں۔ راوی کہتے ہیں: یہ دحیہ بن خلیفہ کلبی ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہونا:

حدیث باب میں انبیاء علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا تذکرہ ہے، جس کا اختصار یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہلکے پھلکے جسم والے تھے جس طرح قبیلہ شنوءۃ کے لوگ ہوتے ہیں، قبیلہ شنوءہ یمن کا باسی ہے جس کے لوگ بالکل ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکل و شباہت میں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابیِ رسول ہیں، جنہوں نے اذان دیتے ہوئے دشمنوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا تھا، جب ان کی شہادت کی اطلاع نبی کریم رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے فرمایا تھا: **عروة مثل صاحب يسين دعا قومه الى الله فقتلوه** ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے، حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی صحابی رسول اور خوبصورت نوجوان تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، نبی کریم رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے، یہ مشابہت جسامت اور خصائل کے لحاظ سے تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال مشہور ہے، لیکن ان کا حسن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی زکوٰۃ تھا۔

بَابُ فِي سِنِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ كَمْ كَانَ حِينَ مَاتَ

باب 12: نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک کا بیان اور کتنی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا

3583 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ حَدَّثَنِي عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ

متنِ حدیث: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ

◄◄ خالد حذاء بیان کرتے ہیں: عمار نے مجھے بات بتائی ہے: انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

3583۔ اخرجه مسلم (١٨٢٧/٤): كتاب الفضائل: باب: كم اقام النبي صلى الله عليه وسلم ، بمكة و المدينة، حديث (١٢١/ ٢٣٥٣)، (٢٣٥٣/١٢٢)، (٢٣٥٣/١٢٣)، و اخرجه احمد (٢٦٦/١) (٢٣٩٩)، (٢٩٤/١)، (٢٦٨٠)، (٢٧٩/١)، (٢٥٠٢)، (٣١٢/١) (٢٨٤٧)، (٢٩٠/١)، (٢٦٤٠)، (٢٢٣/١)، (١٩٤٥)، (٣٥٩/١)، (٣٣٨٠).

3584 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنُ الْاِسْنَادِ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث سند کے اعتبار سے "حسن" ہے اور "صحیح" ہے۔

3585 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يَعْنِي يُوْحٰى اِلَيْهِ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَنَسٍ وَّدَغْفَلِ بْنِ حَنْظَلَةَ وَلَا يَصِحُّ لِدَغْفَلٍ سَمَاعٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا رُؤْيَةٌ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تیرہ برس قیام کیا۔ یعنی (اس دوران) آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی اور جب آپ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دغفل بن حنظلہ سے احادیث منقول ہیں۔

تاہم حضرت دغفل کا نبی اکرم ﷺ سے حدیث سماع ثابت نہیں ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول یہ حدیث "حسن غریب" ہے' جو عمرو بن دینار کے حوالے سے منقول ہے۔

3586 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَخْطُبُ يَقُوْلُ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ

3585- اخرجه البخاري (۲۶۷/۷، ۲۶۸): كتاب مناقب الانصار: باب: هجرة النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه الى المدينة حديث (۳۹۰۳)، و اخرجه مسلم (۱۸۲۶/٤): كتاب الفضائل: باب: كم اقام النبي صلى الله عليه وسلم، بمكة والمدينة حديث (۲۳۵۱/۱۱۷)، و احمد (۳۷۱/۱) (۳۰۱٦).

3586- اخرجه مسلم (۱۸۲۷/٤): كتاب الفضائل: باب: كم اقام النبي صلى الله عليه وسلم بمكة و المدينة، حديث (۲۳۵۲/۱۲۰)، و عبد بن حميد في مسنده ص (۱۵۸)، حديث (٤۲۱) و احمد في مسنده (۹٦/٤، ۹۷، ۱۰۰).

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو خطبے کے دوران یہ بیان کرتے ہوئے سنا: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی (تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال ہوا) میری عمر بھی اس وقت تریسٹھ سال ہو چکی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

3587 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِیُّ وَالْحُسَیْنُ بْنُ مَهْدِیٍّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اُخْبِرْتُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ مَهْدِیٍّ فِیْ حَدِیْثِهٖ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ اَخِی الزُّهْرِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ هٰذَا

◄► حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کا جب وصال ہوا اس وقت آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس روایت کو زہری کے بھتیجے نے زہری کے حوالے سے' عروہ کے حوالے سے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

شرح

وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا تعین:

ان احادیث مبارکہ کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے بارے میں تین قسم کی روایات سامنے آتی ہیں:

۱۔ تریسٹھ سال: جن روایات سے تریسٹھ سال عمر مبارک ثابت ہوتی ہے، ان کا مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر مبارک میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا، اعلان نبوت کے بعد تیرہ (۱۳) سال تک مکہ مکرمہ میں تشریف فرما رہے، ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں دس (۱۰) سال تک اقامت پذیر رہے اور اس طرح تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وصال مبارک ہوا۔ جن روایات میں تریسٹھ (۶۳) سال عمر مبارک کا تذکرہ ہے، وہ صحیح ترین ہیں۔ جمہور اور اکثر مؤرخین نے اسے اختیار کیا ہے۔

3587۔ اخرجه البخاری (۶/۶۴۶): کتاب المناقب، باب: وفاة النبی صلی الله علیه وسلم، حدیث (۳۵۳۶)، و الحدیث طرفه فی (۴۴۶۶)، و مسلم (۴/۱۸۲۵): کتاب الفضائل: باب: کم سن النبی صلی الله علیه وسلم یوم قبض، حدیث (۲۳۴۹/۱۱۵)، و احمد (۶/۹۳)۔

۲- پینسٹھ سال: بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وصال مبارک کے وقت عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) سال تھی، ان کے رواۃ نے سال ولادت اور سال وصال کو نامکمل (ناقص) کو کامل قرار دیتے ہوئے دو سالوں کا اضافہ کیا، اس طرح ان کے نزدیک وصال مبارک کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) سال ہوئی۔

۳- ساٹھ سال: بعض روایات سے وصال کے وقت عمر مبارک ساٹھ (۶۰) سال ثابت ہوتی ہے، ان روایات کے رواۃ نے اہل عرب کے طریقہ کے مطابق کسر کو ترک کر دیا، جس وجہ سے عمر مبارک ساٹھ (۶۰) سال ہوگئی۔

فائدہ:

روایات کے اس مفہوم سے ان کے مابین پائے جانے والے تعارض کا بھی ارتفاع ہو جاتا ہے، محققین نے پہلی صورت کو اختیار کیا اور آخری دونوں قسم کی روایات کی تاویل کی ہے اور کتب سیر اس پر گواہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی عمریں تریسٹھ سال:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل وابستگی کے نتیجہ میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا وصال مبارک بھی تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم رضی اللہ عنہ سے دو سال چار ماہ چھوٹے تھے، آپ کا دور خلافت دو سال چار ماہ تھا، پھر آپ کا وصال ہوا۔ اس طرح آپ کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال ہوئی۔ صحیح قول کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوا، آپ کا دور خلافت دس سال چھ ماہ تھا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولؤلؤ نے خنجر سے آپ پر حملہ آور ہو کر شدید زخمی کیا اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چند ایام بعد آپ نے مدینہ منورہ میں جام شہادت نوش کیا اور اپنی خواہش کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ایک نظر میں:

☆ ولادت باسعادت: ۱۲ ربیع الاول 22 اپریل 571ء بوقت (۴:۲۰) صبح صادق بروز پیر، مکہ معظمہ میں ہوئی۔

☆ والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال: (آپ چھ سال کے تھے) 47 سال قبل ہجرت 577ء میں ہوا۔

☆ دادا جان حضرت عبدالمطلب کا وصال: (آپ آٹھ سال کے تھے) 44 سال قبل ہجرت 579ء میں ہوا۔

☆ ملک شام کی طرف پہلا تجارتی سفر: (بارہ سال کی عمر میں) 40 سال قبل ہجرت 583ء میں کیا۔

☆ جنگ فجار میں شرکت: 37 سال قبل ہجرت 586ء میں کی۔

☆ حلف الفضول میں شرکت: 37 سال قبل ہجرت 586ء میں کی۔

☆ ملک شام کی طرف دوسرا تجارتی سفر: 38 سال قبل ہجرت 595ء میں کیا۔

☆ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے نکاح: 37 سال قبل ہجرت 595ء میں کیا۔

☆ صاحبزادہ حضرت قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت: 25 سال قبل ہجرت 598ء میں ہوئی۔

☆ حضرت زینب بنت محمد رضی اللہ عنہا کی ولادت: 32 سال قبل ہجرت 600ء میں ہوئی۔

☆ حضرت رقیہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کی ولادت: 20 سال قبل ہجرت 603ء میں ہوئی۔

☆ حضرت ام کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا کی ولادت: 19 سال قبل ہجرت 604ء میں ہوئی۔

☆ تعمیر کعبہ میں حصہ اور حجر اسود کے نصب کرنے کا فیصلہ: 18 سال قبل ہجرت 605ء میں کیا۔

☆ خاتون جنت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کی ولادت: 18 سال قبل ہجرت 605ء میں ہوئی۔

☆ اعلان نبوت اور دعوت اسلام کا آغاز: 11 سال قبل ہجرت 611ء میں مکہ مکرمہ سے کیا۔

☆ آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام: 6 نبوی (616ء) میں کیا۔

☆ شعب ابی طالب میں محصوری: 7 نبوی میں پیش آئی۔

☆ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال: 10 نبوی (620ء) میں ہوا۔

☆ آپ کے چچا حضرت ابو طالب کا انتقال: 10 نبوی (620ء) میں ہوا۔

☆ دعوت اسلام کی غرض سے سفر طائف: 10 نبوی (620ء) میں کیا۔

☆ حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے نکاح: 10 نبوی (620ء) میں کیا۔

☆ معجزہ معراج: ۲۷ رجب المرجب شب معراج میں۔

☆ فرضیت نماز پنجگانہ: ۲۷ رجب المرجب شب معراج میں۔

☆ بیعت عقبہ اولیٰ: 12 نبوی (621ء) میں ہوئی۔

☆ بیعت عقبہ ثانیہ: 13 نبوی (622ء) میں ہوئی۔

☆ ہجرت مدینہ (مکہ سے غار ثور): ۲۷ صفر 13 نبوی (10 ستمبر 622ء) میں کی۔

☆ ہجرت مدینہ (از غار ثور تا مدینہ طیبہ) یکم ربیع الاول ۱۳ نبوی (13 ستمبر 622ء) میں کیا۔

☆ قبا میں آمد: ۱۱ ربیع الاول ۱۳ نبوی (20 ستمبر 622ء میں ہوئی)

☆ تعمیر مسجد قبا: ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی (23 ستمبر 622ء) میں کی۔

☆ پہلی نماز جمعہ: ۱۲ ربیع الاول ۱ھ (24 ستمبر 622ء) میں ادا کی۔

☆ مسجد نبوی شریف کی تعمیر: ربیع الاول ۱ ہجری (یکم اکتوبر 622ء) میں ہوئی۔

☆ اذان کی ابتداء: ربیع الاول ۱ ہجری ھ (یکم اکتوبر 622ء) میں ہوئی۔

☆ مہاجرین وانصار کے مابین رشتہ اخوت: ۱ ہجری (622ء) میں قائم کیا۔

☆ میثاق مدینہ: (آپ کی کوششوں سے مدینہ کے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان) ۱ ہجری میں ہوا۔

☆ اجازتِ جہاد: ۱۲رصفر ۲ ہجری (15 اگست 623ء) میں حکم نازل ہوا۔

☆ واقعہ تحویل قبلہ: شعبان المعظم ۲ ہجری (فروری 624ء) میں پیش آیا۔

☆ فرضیت صیام: شعبان ۲ ہجری (فروری 624ء) میں حکم نازل ہوا۔

☆ غزوہ ابواء: صفر المظفر ۲ ہجری (اگست 623ء) پیش آیا۔

☆ غزوہ بدر: ۱۷ر رمضان المبارک ۲ ہجری (624ء) میں پیش آیا۔

☆ فرضیت زکوۃ: شوال ۲ ہجری (اپریل 624ء) میں نازل ہوئی۔

☆ پہلی نماز عید: یکم شوال ۲ ہجری (اپریل 624ء) میں ادا کی گئی۔

☆ پہلی نماز عید الاضحیٰ: ذوالحجہ ۲ ہجری (جون 624ء) میں پڑھی گئی۔

☆ غزوۂ احد: شوال ۳ ہجری (مارچ 625ء) میں پیش آیا۔

☆ حرمت شراب کا حکم: ربیع الاول ۴ ہجری (ستمبر 625ء) میں نازل ہوا۔

☆ غزوہ احزاب: شوال ۵ ہجری (مارچ 627ء) میں پیش آیا۔

☆ صلح حدیبیہ: ذوالقعدہ ۶ ہجری یا محرم ۷ ہجری (مئی 628ء) میں ہوئی۔

☆ غزوۂ خیبر: محرم الحرام ۷ ہجری (مئی 628ء) میں پیش آیا۔

☆ فتح مکہ: رمضان المبارک ۸ ہجری (جنوری 630ء) میں ہوا۔

☆ غزوۂ حنین: شوال ۸ ہجری (جنوری 630ء) میں پیش آیا۔

☆ فرضیت حج: ذوالقعدہ ۸ ہجری (مارچ 631ء) میں ہوئی۔

☆ آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا: ذوالقعدہ ۹ ہجری (مارچ 631ء)

☆ حرمت سود کا حکم: ذی الحجہ ۹ ہجری (مارچ 631ء) میں نازل ہوا۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حج کے لیے روانگی: ۲۵ر ذی القعدہ ۱۰ ہجری (22 فروری 632ء) میں ہوئی۔

☆ عرفات کے لیے روانگی: ۹ ذی الحجہ ۱۰ ہجری (6 مارچ 632ء) میں ہوئی۔

☆ منیٰ سے واپسی: ۱۳ر ذی الحجہ ۱۰ ہجری (مارچ 632ء) میں ہوئی۔

☆ مرض الوفات کا آغاز: ۲۹ر صفر المظفر ۱۱ ہجری (۲۵ مئی 632ء) میں ہوا۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم: ۱۱ر ربیع الاول ۱۱ ہجری (7 جون 632ء) میں دیا۔

☆ وصال نبوی رضی اللہ عنہ: ۱۲ر ربیع الاول ۱۱ ہجری (7 جون 632ء) میں بروز پیر ہوا۔

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

(ماخوذ از روضۃ الاحوذی، ج: ۳، ص: ۲۵۳ تا ۲۶۱، اسلامی تقریبات از علامہ محمود احمد رضوی، ص: ۵۵)

فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

صحابی کی تعریف اور اس کی فضیلت بیان کرنے کی وجوہات:

ایمان کی حالت میں جو شخص کسی نبی کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور ایمان کی دولت کے ساتھ وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اسے صحابی کہا جاتا ہے، بعض لوگ اس تعریف میں نبی کو دیکھنے کی قید لگاتے ہیں، یہ درست نہیں ہے، کیونکہ اس قید سے نابینا لوگ صحابی نہیں رہیں حالانکہ وہ صحابی ہیں۔ جس طرح امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم عظمت وفضیلت میں تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے صحابہ سے افضل واعلیٰ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان کرنے کی متعدد وجوہات ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کی ایسی قلبی کیفیت سے مطلع ہوں جو دخول جنت کا سبب بن سکتی ہو مثلاً آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: آپ کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوتا جو تکبر کی بنا پر اپنا تہبند زمین پر گھسیٹتے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۴۳۶۹)

نیز آپ نے فرمایا: (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کمالات اور خصائل کی تکمیل کر لی ہے، جس وجہ سے ان کے لیے سب دروازے کھل جائیں گے۔ فرمایا: مجھے اس بات کا یقین ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں، جن کو جنت کے سب دروازوں سے اندر داخل ہونے کی دعوت دی جائے گی۔ (ایضاً: ۱۸۹۰)

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت خواب میں ملاحظہ کریں یا آپ کے قلب اطہر میں یہ بات ڈال دی جائے کہ فلاں شخص دین میں راسخ القدم ہے۔ اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

(i) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت خواب میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا محل ملاحظہ کیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۶۰۲۸)

(ii) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آگے چل رہے ہیں۔

(iii) خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ پیش کیے گئے جن کے کرتے مختلف تھے، بعض کے کرتے چھاتی

تک تھے، بعض کے ان سے نیچے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حالت میں پیش کیے گئے کہ ان کا کرتا سب سے طویل تھا جو زمین کو چھو رہا تھا۔ اس خواب کی تعبیر دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا: اس سے مراد دین ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۶۰۲۹)

(iv) حالت خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا، آپ نے خوب سیر ہو کر نوش کیا، پھر بچا ہوا دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ اس خواب کی تعبیر دریافت کرنے پر آپ نے جواب میں فرمایا: اس کی تعبیر "علم" ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۶۰۳۰)

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے اظہار محبت کریں یا تکریم بجالائیں یا ہمدردی کریں یا اسلام کی طرف سبقت دیکھیں، یہ تمام امور اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ اس کا دل دولت ایمان سے لبریز ہے۔ اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

(i) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی پنڈلی سے کپڑا اٹھا ہوا تھا، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے حاضر خدمت ہوئے تو آپ اپنی حالت پر تشریف فرما رہے، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے پہلے اپنی پنڈلی پر کپڑا ڈالا پھر انہیں آنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۶۰۶۰)

(ii) غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوئے، آپ کی طرف سے ان کی خبر گیری کے لیے ان کا خیمہ مسجد نبوی کے قریب لگوا دیا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب کئی اعتبار سے بیان کیے جا سکتے ہیں، جن میں سے چند ایک پہلو حسب ذیل ہیں:

۱- خیر القرون کے اعتبار سے فضائل:

قدرت کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ خیر القرون سے متعلق تھے اور اس حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں:

(i) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خير امتي قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، فلا ادري اذكر بعد قرنة قرنين او ثلاثًا .
(الصحیح للبخاری، رقم الحدیث: ۳۶۵۰)

میری امت کے لیے سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر جو اس سے ملا ہوا ہے اور پھر جو اس سے ملا ہوا ہے۔ راوی (حضرت حصین رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہ رہا کہ آپ نے اپنے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین زمانوں کا۔

(ii) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خير امتي قرن الذين يلوني ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث: ۲۵۳۳)

میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس زمانہ سے متعلق ہیں جو میرے ساتھ ملا ہوا ہے، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں اور پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں۔

(iii) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

سال رجل النبی صلی الله علیه وسلم: ای الناس خیر؟ قال: القرن الذی انا فیه، ثم الثانی، ثم الثالث. (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:٢٥٣٦)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: بہترین لوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں میں ہوں، پھر دوسرے زمانے کے، پھر تیسرے زمانے کے۔

(iv) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر امتی قرن الذین بعثت فیهم، ثم الذین یلونهم، والله اعلم أذکر الثالث ام لا؟ قال ثم یخلف قوم یحبون السمانة، یشهدون قبل ان یستشهدوا. (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:٢٥٣٤)

میری امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں، میں مبعوث کیا گیا، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے زمانہ کا ذکر کیا یا نہیں کیا۔ فرمایا: پھر ایسے لوگ آئیں گے جو فربہ پن کو پسند کریں گے اور شہادت طلب کیے بغیر شہادت دیں گے۔

(v) حضرت عبداللہ بن مولی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بین انا اسیر بالاهواز اذا برجل یسیر بین یدی علی بغل او بغلة وهو یقول: قد ذهب قرنی من هذه الامة فالحقنی بهم فقلت: وانا ادخل فی دعوتك قال: وصاحبی هذا ان اراد ذلك قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خیر امتی قرنی منهم، ثم الذین یلونهم. فلا ادری اذکر الثالث ام لا؟ ثم یخلف قوم یظهر فیهم السمن، یهریقون الشهادة ولا یسالونها، واذا هو بریدة الاسلمی. (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث:٢٣٠١٠)

جب میں اہواز میں چل رہا تھا تو میں نے اپنے سامنے ایک شخص کو دیکھا جو خچر پر سوار تھا، وہ کہہ رہا تھا: اے پروردگار! اس امت سے متعلق میرے زمانے کے لوگ جا چکے ہیں، اے اللہ! مجھے ان کے ساتھ ملا دے، میں نے دعا میں شامل ہونے کی خواہش کی، اس نے کہا: اور یہ میرا دوست بھی اگر اس کا قصد رکھتا ہے۔ پھر اس نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے لیے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا زمانہ ہے جو میرے زمانہ کے ساتھ ملا ہوا ہے، پھر ان لوگوں کا زمانہ ہے جو ان کے زمانہ سے ملا ہوا ہے۔ راوی کا کہنا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا یا نہیں۔ ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن میں موٹا پا پن عام ہوگا، وہ کہے بغیر شہادت پیش کرنے کے متمنی ہوں گے۔ پھر اچانک میں نے دیکھا تو وہ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔

(vi) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر امتی قرن الذین بعثت فیھم، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم (المعجم الصغیر للطبرانی، ج اول ص ۱۰۰)

میری امت کا بہترین زمانہ وہ ہے جس میں میں ان کی طرف مبعوث کیا گیا، پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں، پھر ان لوگوں کا جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔

(vii) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر قرن القرن الذی انا فیہ، ثم الثانی، ثم الثالث، ثم الرابع، فلا یعباء اللہ بھم شیئا (المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث ۹۲)

بہترین زمانہ وہ ہے جس میں میں ہوں، پھر دوسرا، پھر تیسرا، پھر چوتھا۔ پس باری تعالیٰ کو ذرہ برابر ان کی پرواہ نہیں ہے۔

۲- زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے فضائل:

زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کی لازوال دولت ہے، اس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے، کیونکہ اس نعمت کا نعم البدل کوئی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے فضائل صحابہ پر مشتمل چند روایات حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتمس النار مسلماً رانی او رای من رانی (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۸۵۸)

اس مسلمان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(ii) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طوبیٰ لمن رانی وآمن بی وطوبیٰ ثم طوبیٰ لمن آمن بی ولم یرنی (الصحیح لابن حبان، رقم الحدیث: ۳۸۵۸)

جس شخص نے مجھے حالت ایمان میں دیکھا اور وہ مجھ پر ایمان لایا، اس کے لیے خوشخبری ہے۔ اس شخص کے لیے دوگنی خوشخبری ہے جو دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لایا۔

(iii) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتزالون بخیر مادام فیکم من رانی وصاحبنی، واللہ! لاتزالون بخیر مادام فیکم من رای من رانی وصاحب من صاحبنی . (المصنف لابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: ۳۲۳۱۷)

قسم بخدا! تم اس وقت تک خیر میں رہو گے جب تک تم میں وہ شخص باقی ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس نے میری صحبت اختیار کی۔ قسم بخدا! تم اس وقت تک سلامتی پر رہو گے جب تک تم میں وہ شخص موجود ہے جس نے اسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا اور اس کی صحبت اختیار کی جس نے میری صحبت اختیار کی۔

(iv) حضرت ابوعبدالرحمٰن الجہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بینا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم طلع راكبان فلما راٰهما قال: كنديان مذحجيان حتى اتياه فاذا رجال من مذحج قال: فدنا اليه صلى الله عليه وسلم احدهما ليبايعه، فلما احذ بيده قال: يا رسول الله! ارأيت من راٰك واٰمن بك واتبعك وصدقك ماذا له قال: طوبىٰ له، قال: فمسح على يده فانصرف، ثم اقبل الاخر حتىٰ اخذ بيده ليبايعه فقال: يا رسول الله! ارأيت من اٰمن بك، وتبعك، وصدقك، ولم يرك، ماذاله قال: طوبىٰ له، ثم طوبىٰ له قال: فمسح على يده فانصرف۔ (المسند لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۲۲۳۱۷)

ایک دفعہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ دو گھڑ سوار ظاہر ہوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا: دو کندی مذحجی ہیں، یہاں تک وہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ واقعی مذحج سے آئے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تا کہ آپ سے بیعت کی سعادت حاصل کرے۔ جب آپ نے اس کا ہاتھ اپنے دست اقدس میں لیا تو اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس نے آپ کو دیکھا، وہ آپ پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اس کے لیے خوشخبری ہو۔ راوی نے کہا: پھر آپ نے اس کے ہاتھ پر اپنا دست اقدس پھیرا اور وہ واپس ہو گیا۔ پھر دوسرا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا، آپ نے بیعت کی غرض سے اس کا ہاتھ پکڑا، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے آپ کی پیروی کی اور تصدیق کی ہو؟ آپ نے جواب دیا: اس کے لیے دو بار خوشخبری ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور وہ شخص روانہ ہو گیا۔

(۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ اغفر للصحابة ولمن راٰى من راٰني قال: قلت: وما قوله ولمن راٰى قال: من راٰى من راٰهم۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۵۸۷۴)

اے میرے پروردگار! میرے صحابہ کی بخشش کر دے، اسے بھی بخش دے جس نے انہیں دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ولمن راٰني سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے اس کا جواب دیا: اس سے وہ لوگ مراد ہیں، جنہوں نے صحابہ کو دیکھا۔

۳- امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے امن وسلامت کا ذریعہ ہونے کے سبب فضائل

بلاشبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے امن وسلامتی کا ذریعہ ہیں، اس سلسلے میں چند احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

صلينا المغرب مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم قلنا: لو جلسنا حتى نصلي معه العشاء، قال: فجلسنا فخرج علينا فقال: مازلتم ههنا؟ قلنا: يا رسول الله! صلينا معك المغرب، ثم قلنا: نجلس حتى نصلي معك العشاء قال: احسنتم او اصبتم قال: فرفع رأسه الى السماء وكان كثيراً مما يرفع رأسه الى السماء، فقال: النجوم امنة للسماء فاذا ذهبت النجوم اتى السماء ماتوعد، وانا امنة لاصحابي فاذا ذهبت انا اتا اصحابي مايوعدون، واصحابي امنة لامتي، فاذا ذهب اصحابي اتى امتي مايوعدون . (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:۲۵۳۱)

ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ادا کی، ہم نے خیال کیا کہ ہم یہاں (مسجد میں) نماز عشاء تک بیٹھے رہیں، پھر ہم نے ایسا ہی کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے باہر) ہمارے پاس تشریف لائے، آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم لوگ گئے نہیں؟ ہم نے جواب میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے نماز مغرب ادا کی، پھر ہم نے خیال کیا ہمارے لیے بہتر ہے کہ نماز عشاء تک یہاں بیٹھے رہیں۔ آپ نے اپنا سر اقدس (چہرہ انور) آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا: ستارے آسمان کے محافظ ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز آجائے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ میں اپنے صحابہ کا نگہبان ہوں اور جب میں رخصت ہو جاؤں گا تو میرے صحابہ پر ایسا وقت آجائے گا' جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ میرے صحابہ میری امت کے محافظ ہیں اور جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا' جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(ii) حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن احد من اصحابي يموت بارض الا بعث قائدًا ونور الهم يوم القيامة .

(جامع ترمذی، رقم الحدیث:۳۸۶۵)

میرے صحابہ میں سے جو کسی زمین پر انتقال کرے گا، قیامت کے دن وہ اہل علاقہ کے لیے نور اور قائد بن کر اٹھے گا۔

(iii) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتقوم الساعة حتى يلتمس رجل من اصحابي كما تلتمس او تبتغى الضالة فلا توجد .

(المسند لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث:۶۷۵)

اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میرے صحابہ میں سے کسی کو اس طرح ڈھونڈا جائے گا' جس طرح گمشدہ چیز تلاش کی جاتی ہے مگر وہ دستیاب نہیں ہوتی۔

(iv) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اصحابی امنة لامتی فاذا ذهب اصحابی اتی امتی مایوعدون ۔ (مصنف لابن شیبہ، رقم الحدیث ۳۲۴۰۶)
میرے صحابہ میری مت کے لیے حفاظت کا سبب ہیں، جب میرے صحابہ روانہ ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا' جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(v) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثل اصحابی مثل النجوم يهتدى بها فايهم اخذتم بقوله اهتديتم ۔ (المسند لعبد بن حمید، رقم الحدیث: ۷۸۳)
میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں' جن سے راستے معلوم کیے جاتے ہیں، پس تم میرے صحابہ میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔

(vi) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سالت ربی فيما اختلف فيه اصحابی من بعدی، فاوحى الى: يا محمد! ان اصحابك عندى بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اضوء من بعض فمن بعض، فمن اخذ بشیء مماهم عليه من اختلافهم فهو عندى على هدى ۔ (المسند فردوس للدیلمی، رقم الحدیث: ۳۴۰۰)
میں نے اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں دریافت کیا، تو مجھ پر یہ وحی نازل کی گئی: اے محمد! تمہارے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کی مانند ہیں، قوت کے اعتبار سے بعض بعض سے فضیلت رکھتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کو روشنی حاصل ہے۔ پس جس شخص نے ان کے اختلاف میں سے کچھ لے لیا، وہ میرے ہاں ہدایت پر ہے۔

۴-صحابہ کی حفاظت کا حکم دینے کے حوالے سے فضائل:

جتنی اہم اور قیمتی چیز ہوتی ہے، اتنا ہی زیادہ اس کی حفاظت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام امت محمدیہ کے وہ نفوس قدسیہ ہیں' جن پر پورے دین کا مدار ہے، اسی لیے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اس سلسلے میں چند ایک روایات حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

خطبنا عمر بن الخطاب بالجابية فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فينا مثل مقامی فيكم، فقال: احفظونی فی اصحابی ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم يفشو الكذب، حتى يشهد الرجل وما يستشهدو يحلف وما يستحلف ۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۳۶۳)
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں "مقام جابیہ" میں خطبہ دیا، آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے جس طرح میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے صحابہ اوران کے بعد والے لوگوں کی حفاظت کرو اوران کے بعد والے لوگوں کی بھی۔ بعدازاں جھوٹ عام ہو جائے

گا حتیٰ کہ ایک شخص بلائے بغیر گواہی دے گا اور قسم کھائے گا جبکہ اس سے قسم کھانے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

(ii) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

انتم فی الناس کالملح فی الطعام، قال: ثم قال الحسن، ولا یطیب الطعام الا بالملح، ثم یقول الحسن، کیف بقوم ذهب ملحهم . (المصنف لابن ابی شیبة، رقم الحدیث: ۳۲۴۰۵)

تمہاری حیثیت لوگوں میں ایسی ہے جو کھانے میں نمک کی ہے، راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: نمک استعمال کیے بغیر کھانا مزیدار نہیں ہوتا۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس قوم کا کیا حال ہوگا' جس کا نمک ہی موجود نہ رہے۔

(iii) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں آپ نے فرمایا تھا:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیوم فقال: الا احسنوا الی اصحابی ثم الذین یلونهم .

(الصحیح لابن حبان، رقم الحدیث: ۷۲۵۴)

آج کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: خبردار! تم میرے صحابہ اور ان کے بعد والے لوگوں سے حسن سلوک کرو۔

(iv) حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے "مقام جابیہ" پر ہمیں خطبہ دیا، تو آپ نے فرمایا:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فینا ثم قال: ایها الناس اتقوا اللہ فی اصحابی، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم، ثم اتقوا الکذب وشهادات الزور . (المصنف لابن ابی شیبة، رقم الحدیث: ۳۲۳۱۲)

بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم اللہ سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو، پھر ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے بعد ہیں، پھر ان لوگوں سے جو ان کے بعد ہیں۔ پھر تم جھوٹ اور جھوٹی شہادت سے بچو۔

(v) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا، واذا ذکرت النجوم فامسکوا، واذا ذکر القدر فامسکوا .

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۴۲۷)

جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو تم خاموشی اختیار کرو، جب ستاروں کا تذکرہ کیا جائے تو تم خاموشی اختیار کرو اور جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو خاموشی اختیار کرو۔

(vi) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا:

سئل ابن عمر هل كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يضحكون؟ قال: نعم والايمان في قلوبهم اعظم من الجبال . (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، رقم الحدیث: ۱۳۲۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: صحابہ ہنستے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، مگر ان کے دلوں میں ایمان پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔

۵-صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے توسل سے حصول فتح ہونا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ نفوس قدسیہ ہیں' جن کے فیوض و برکات اور توسل سے فتح حاصل ہو جاتی تھی، اس بارے میں چند ایک روایات حسب ذیل ہیں:

i-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ياتي على الناس زمان فيغز وفئام من الناس فيقال: هل فيكم من صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم ياتي على الناس زمان فيغزو فئام من الناس فيقال: هل فيكم من صاحب اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم ياتي على الناس زمان فيغز وفئام من الناس فيقال: هل فيكم من صاحب من صاحب اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم . (الصحیح للبخاری، رقم الحدیث: ۳۳۲۹)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی، ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو؟ پس وہ کہیں گے: ہاں، تو انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ ان لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی کہ ان سے دریافت کیا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے صحابہ رسول کی صحبت اختیار کی ہو؟ وہ جواب میں کہیں گے: ہاں، پھر انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم میں ایسا شخص موجود ہے جس نے اصحاب رسول کی صحبت پانے والوں میں سے کسی کی صحبت اختیار کی ہو؟ وہ جواب میں کہیں گے: ہاں، تو انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔

(ii) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ياتي على الناس زمان يغزون فيقال: هل فيكم من صحب الرسول صلى الله عليه وسلم؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم ثم يغزون فيقال لهم: هل فيكم من صحب من صحب الرسول فيقولون: نعم، فيفتح لهم . (الصحیح للبخاری، رقم الحدیث: ۳۳۹۹)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ جہاد کریں گے، ان سے دریافت کیا جائے گا: کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہاں، تو انہیں فتح حاصل ہو

جائے گی۔ وہ پھر جہاد کریں گے تو ان سے دریافت کیا جائے گا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے: جس نے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہاں، تو انہیں جہاد میں فتح حاصل ہو جائے گی۔

(iii) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یاتی علی الناس زمان یبعث منهم البعث فیقولون: انظروا هل تجدون فیکم احدًا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فیوجد الرجل فیفتح لهم به، ثم یبعث البعث الثانی فیقولون: هل فیکم من رای اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم؟ فیفتح لهم به، ثم یبعث البعث الثالث، فیقال: انظروا هل ترون فیهم من رای اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ثم یکون البعث الرابع فیقال: انظروا هل ترون فیهم احدا رای من رای احدا رای اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فیوجد الرجل فیفتح له به۔ (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث: ۲۵۳۲)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا' جس میں جہاد کے لیے ایک لشکر روانہ کیا جائے گا، لوگ دریافت کریں گے کہ کیا ان میں کوئی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے؟ ایک شخص دستیاب ہو جائے گا' جس کی برکت سے انہیں (جہاد میں) فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر جہاد کے لیے دوسرا لشکر روانہ کیا جائے گا تو لوگ کہیں گے کہ کیا ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو دیکھا ہو؟ اس کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر جہاد کی غرض سے تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا اور یہ بات کہی جائے گی کہ کیا ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو؟ پھر چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا، کہا جائے گا کہ کیا ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو؟ وہ دستیاب ہو جائے گا اور اس کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔

(iv) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثم لیاتین علی الناس زمان یخرج الجلیس من جیوشهم فیقال: هل احد صحب محمدا فتستنصرون به فتنتصروا؟ ثم یقال من صحب محمدا؟ فیقال: لا، فمن صحب اصحابه؟ فیقال: لا، فیقال من رای من صحب اصحابه؟ فلوا سمعوا به من وراء البحر لاتوه۔

(المسند لابی یعلیٰ، رقم الحدیث: ۲۱۷۲)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ لشکروں میں سے ایک لشکر جنگ کے لیے روانہ کیا جائے گا، تو انہیں کہا جائے گا کہ کیا کوئی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے؟ جس کی برکت سے تم فتح حاصل کر سکو؟ پھر کہا جائے گا: صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے؟ جواب میں کہا جائے گا: کوئی نہیں ہے۔ پھر دریافت کیا جائے گا: کوئی تابعی موجود ہے؟ جواب دیا جائے گا: نہیں۔ پھر دریافت کیا جائے گا: کوئی تبع تابعی موجود ہے؟ جواب دیا جائے گا: نہیں۔ اگر وہ

سمندر کے دوسرے کنارے سے اس بارے سنتے تو وہ ضرور اس کے پاس پہنچ جاتے۔

۲۔ صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے کی ممانعت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ نفوس قدسیہ ہیں، جن کی موجودگی میں قرآن نازل ہوا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں قرآن کو مرتب کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کو محفوظ کر کے امت کی طرف منتقل کیا اور اس طرح پورے دین کا مدار انہیں پر ہے۔ لہٰذا ان کا احترام امت پر واجب ہے اور ان کو برے الفاظ سے یاد کرنا منع ہے۔ اس سلسلہ میں چند ایک روایات حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تسبوا اصحابی، فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ۔

(الصحیح للبخاری، رقم الحدیث: ۳۶۷۳)

تم میرے صحابہ کو برا مت کہو، پس تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک سیر (اناج) یا اس سے نصف کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

(ii) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تسبوا اصحابی، لاتسبوا اصحابی، فوالذی نفسی بیدہ لو ان احدکم انفق مثل اُحد ذھبا ما ادرک مد احدھم ولا نصیفہ۔ (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث: ۲۵۴۰)

تم میرے صحابہ کو برا نہ کہو، تم میرے صحابہ کو برا مت کہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرڈالے تو تب بھی ان میں سے کسی کے ایک سیر (اناج) یا اس کے نصف کے برابر نہیں ہوسکتا۔

(iii) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ اللہ فی اصحابی، لاتتخذوھم غرضا بعدی، فمن احبھم فحبی احبھم، ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم، ومن اٰذاھم فقد اذانی، ومن اٰذانی فقد اذی اللہ، ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۸۶۲)

تم میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد تم انہیں اپنی گفتگو کا نشانہ نہ بناؤ، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے میرے بغض کی وجہ سے بغض رکھا۔ جس شخص نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اسے عنقریب (عذاب میں) اللہ تعالیٰ گرفتار کرے گا۔

(iv) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اذا رایتم الذین یسبون اصحابی، فقولوا! لعنة الله علی شرکم . (جامع الترمذی، رقم الحدیث:۳۸۶۶)
جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالی بکتے ہیں، تو تم یوں کہو: تمہارے شر کی وجہ سے تم پر اللہ کی لعنت ہو۔
(v) حضرت نسیر بن ذعلوق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:
لاتسبوا اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم فلمقام احدهم ساعة خیر من عمل احدهم عمره . (سنن ابن ماجۃ، رقم الحدیث:۱۶۲)
تم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برا مت کہو، پس ان کی زندگی کا ایک لمحہ تمہارے زندگی بھر کے اعمال سے افضل ہے۔
(vi) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ان الناس یکثرون، وان اصحابی یقلون، فلا تسبوهم، فمن سبهم فعلیه لعنة الله . (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:۱۲۰۳)
میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا: بیشک لوگ کثیر ہیں میرے صحابہ قلیل ہیں، پس تم میرے صحابہ کو برا مت کہو اور جس نے ان کو برا کہا، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
(vii) حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
من حفظنی فی اصحابی کنت له یوم القیامة حافظاً ومن سب اصحابی فعلیه لعنة الله .
(المسند لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث:۱۰)
جس شخص نے میری وجہ سے میرے صحابہ کی حفاظت کی اور ان کی تعظیم بجالایا، میں قیامت کے دن اس کا محافظ ہوں گا اور جس نے میرے صحابہ کو گالی بکی اس پر خدا کی لعنت ہو۔
(viii) حضرت ابن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ان الله اختارنی واختارلی اصحاباً فجعل لی منهم وزراء واصهارًا وانصاراً فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین، لایقبل الله منهم یوم القیامة صرفاً ولا عدلا .
(المستدرک للحاکم، رقم الحدیث:۶۶۵۶)
بیشک اللہ نے مجھے منتخب کیا اور میرے لیے میرے صحابہ کا انتخاب کیا۔ اللہ نے ان میں سے میرے لیے وزراء، قریبی رشتہ دار اور معاون بنائے۔ پس جس شخص نے انہیں گالی بکی تو اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے فرائض ونوافل قبول نہیں کرے گا۔
(ix) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتذكروا مساوى اصحابى فتختلف قلوبكم عليهم، واذكروا محاسن اصحابى حتى تاتلف عليهم قلوبكم . (مسند الفردوس للدیلمی، رقم الحدیث: ۷۲۶۳)

تم میرے صحابہ کی خامیاں مت بیان کرو کہ تمہارے دلوں میں ان کے خلاف نفرت پیدا ہو اور تم میرے صحابہ کے اوصاف بیان کرو تا کہ تمہارے دلوں میں ان کی محبت پیدا ہو۔

۷۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جامع تذکرہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کمالات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہراتم ہیں، لہٰذا ان کے اوصاف وکمالات بیان کرنا امت پر واجب ہے۔اس حوالے سے چند ایک احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان على حراء هو وابوبكر و عمر و عثمان و على و طلحة والزبير فتحركت الصخرة، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: اهدأ، فما عليك الا نبى او صديق او شهيد . (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث: ۲۴۱۷)

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حراء پہاڑ پر تھے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ پس پہاڑ لرزنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو رک جا! تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی نہیں ہے۔

(ii) حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

قلت لعائشة: اى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قالت: ابوبكر، قلت: ثم من؟ قالت: عمر، قلت: ثم من؟ قالت: ثم ابو عبيدة بن الجراح، قلت: ثم من؟ قال: فسكتت . (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۶۵۷)

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے زیادہ محبوب کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، میں نے دریافت کیا: پھر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ، میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، میں نے پھر دریافت کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خاموشی اختیار کی۔

(iii) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان الله نظر فى قلوب العباد، فوجد قلب محمد صلى الله عليه وسلم خير قلوب العباد، فاصطفاه لنفسه، فابعثه الله برسالته، ثم نظر فى قلوب العباد بعد قلب محمد، فوجد قلوب اصحابه خير قلوب العباد، فجعلهم وزراء نبيه، يقاتلون على دينه . (المسند لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۳۶۰۰)

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کا انتخاب کیا اور انہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کا انتخاب کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، تو انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنادیا جو فروغ دین کے لیے جہاد کرتے ہیں۔

(iv) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مهما اوتيتم من كتاب الله فالعمل به لاعذر لاحد فى تركه فان لم يكن فى كتاب الله فسنة منى ماضية فان لم يكن سنتى فما قال اصحابى ان اصحابى بمنزلة النجوم فى السماء فأيما اخذتم به اهتديتم واختلاف اصحابى لكم رحمة . (السنن الكبرىٰ للبیہقی، رقم الحدیث:۱۵۲)

جب تمہیں کتاب اللہ کا حکم دیا جائے تو اس پر عمل کرنے کا التزام کرو، اس پر عدم عمل کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ اگر وہ حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنت میں تلاش کرو اور اگر میری سنت میں دستیاب نہ ہو تو میرے صحابہ کے اقوال میں تلاش کرو، کیونکہ میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں اور ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔

(v) حضرت نسیر بن ذعلوق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

لاتسبوا اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فلمقام احدهم ساعة، خير من عمل احدكم عمره . (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۱۶۲)

تم صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برا نہ کہو، کیونکہ ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزرا ہوا ایک لمحہ تمہاری زندگی بھر (کے اعمال) سے افضل ہے۔

(vi) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

بينما نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بيت فى نفر من المهاجرين: فيهم ابوبكر و عمر و عثمان و على و طلحة والزبير وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابى وقاص، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهض كل رجل الى كفئه، ونهض النبى صلى الله عليه وسلم الى عثمان، فاعتنقه قال: انت ولى فى الدنيا وانت ولى فى الآخرة . (المستدرک للحاکم، رقم الحدیث:۴۵۳۶)

ایک مرتبہ ہم ایک گھر میں مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھے، اس جماعت میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے کفو کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے گلے لگا کر فرمایا: اے

عثمان! آپ دنیا اور آخرت میں میرے دوست ہیں۔

۸-صحابیات رضی اللہ عنہن کے فضائل وکمالات اور خدمات:

اشاعت دین کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن کی خدمات بھی تاریخ کا سنہرا باب ہے۔ صحابہ کرام کی طرح صحابیات کے فضائل وکمالات احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں چند ایک احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا:

كان النبي صلى الله عليه وسلم لايدخل على احد من النساء الا على ازواجه الا ام سليم فانه كان يدخل عليها، فقيل له فى ذالك فقال: انى ارحمها قتل اخوها معى .

(الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:۲۶۸۹)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہن کے علاوہ کسی عورت کے گھر نہیں جاتے تھے، آپ سے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں جانے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے اس پر رحم آتا ہے کہ اس کا بھائی میرے ساتھ جہاد کرتا ہوا شہید ہوا تھا۔

(ii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اريت الجنة فرايت امراة ابى طلحة ثم سمعت خشخشة امامى فاذا بلال . (الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:۳۴۷۶)

مجھے جنت دکھائی گئی، جہاں میں نے ابوطلحہ کی بیوی کو دیکھا، پھر میں نے اپنے آگے چلنے کی آہٹ سنی تو وہ بلال تھے۔

(iii) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى وهو حامل امامة بنت زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولابى العاص بن الربيع فاذا قام حملها واذا سجد وضعها .

(الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:۴۹۴)

بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں امامہ بنت زینب بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوالعاص بن ربیع یعنی اپنی نواسی کو اٹھائے ہوئے تھے، آپ حالت قیام میں اسے اٹھالیتے تھے اور سجدہ کرتے وقت اسے اتار دیتے تھے۔

(iv) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

جاءت هند بنت عتبة قالت: يا رسول الله! ماكان على ظهر الارض من اهل خباء احب الى ان يذلوا من اهل خبائك ثم ما اصبح اليوم على ظهر الارض اهل خباء احب الى ان يعزوا من اهل

خبائك . (الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:۳۶۱۳)

حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! قسم بخدا! مجھے پوری روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی کے گھر کی ذلت وخواری پسند نہیں تھی اور اب میرے نزدیک روئے زمین پر آپ کے اہل خانہ سے زیادہ کوئی گھرانا معزز نہیں ہے۔

(v) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

صنعت سفرة رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيت ابى بكر حين اراد ان يهاجر الى المدينة قال: فلم نجد لسفرته ولا لسقائه مانربطهما به فقلت لابى بكر: والله ما اجد شيئا اربط به الا نطاقى قال: فشقيه باثنين فاربطيه بواحد السقاء وبالاخر السفرة ففعلت فلذالك سميت ذات النطاقين . (الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:۲۸۱۷)

میں نے ہجرت مدینہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا مگر توشہ اور پانی کو باندھنے کے لیے کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی، میں نے (اپنے والد گرامی) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا: قسم بخدا! اپنے کمر بند کے علاوہ اسے باندھنے کے لیے میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم اپنے کمر بند کے دو حصے کرلو، ایک کے ساتھ توشہ باندھ لو جبکہ دوسرے کے ساتھ مشکیزہ باندھ لو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، اسی لیے میرا نام دو کمر بند والی مشہور ہو گیا۔

(vi) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

قال ابوبكر رضى الله عنه بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمر: انطلق الى ام ايمن نزورها كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها، فلما انتهينا اليها بكت فقالا لها: ما يبكيك؟ ما عند الله خير لرسوله صلى الله عليه وسلم ولكن ابكى ان الوحى قد انقطع من السماء فهيجتهما على البكاء فجعلا يبكيان معها . (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:۲۴۵۴)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کرنے جاتے ہیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے، چنانچہ جب ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ رونے لگیں، دونوں نے فرمایا: آپ کیوں روتی ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ بہت ہے، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میں اس لیے آنسو نہیں بہاتی کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اچھا ثواب ہے مگر میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ آسمان سے نزول وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے، یہ بات سن کر ان دونوں پر بھی گریہ طاری ہو گیا اور انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔

(vii) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت: من هذا؟ قالوا: هذه الغميصاء بنت ملحان، ام انس بن مالك رضى الله عنها . (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:۲۴۵۶)

میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس کی، میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ اہل جنت کی طرف سے جواب دیا گیا: یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت غمیصا بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہیں۔

(viii) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

كان النبى صلى الله عليه وسلم يدخل بيت ام سليم رضى الله عنها فينام على فراشها، وليست فيه، قال: فجاء ذات يوم فنام على فراشها، فأتيت فقيل لها: هذا النبى صلى الله عليه وسلم نام فى بيتك، على فراشك، قال: فجاء ت وقد عرق واستنقع عرقه على قطعة أديم، على الفراش، ففتحت عتيدتها فجعلت تنشف ذلك العرق فتعصره فى قواريرها، ففزع النبى صلى الله عليه وسلم فقال: ما تصنعين يا ام سليم؟ فقالت: يا رسول الله! نرجو بركته لصبياننا قال: اصبت . (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:۲۳۳۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو ان کے بستر پر محواستراحت ہو جاتے جب وہ گھر میں نہ ہوتی تھیں۔ ایک دن آپ ان کے ہاں گئے اور ان کے بستر پر سو گئے، ان کے واپس آنے پر لوگوں نے بتایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر میں تمہارے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ گھر میں داخل ہوئیں تو دیکھا کہ آپ پسینہ سے شرابور ہیں بلکہ آپ کا پسینہ مبارک چمڑے کے بستر پر جمع ہو گیا ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بوتل لے کر پسینہ مبارک اس میں جمع کرنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک بیدار ہوئے تو فرمایا: اے ام سلیم! تم کیا کر رہی ہو؟ وہ عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! ہم آپ کے پسینہ مبارک سے اپنی اولاد کے لیے برکت حاصل کریں گے، آپ نے فرمایا: تم نے درست کیا ہے۔

(ix) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغزو بام سليم ونسوة من الانصار معه اذا غزا فليسقين الماء يداوين الجرحى . (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:۱۸۱۰)

حضور اقدس رضی اللہ عنہ جب جہاد کرتے تو آپ کے ساتھ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں، جو پانی پلانے اور زخمیوں کو دوائی فراہم کرنے کی خدمات انجام دیتی تھیں۔

(x) حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع غزوات اخلفهم في رحالهم فاصنع لهم الطعام واداوى الجرحى، واقوم على المرضى ۔ (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:۱۸۱۲)

میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شامل ہوئی، میں لشکر کے خیموں کے عقب میں رہا کرتی تھی۔ میں مجاہدین کے لیے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کو دوائی فراہم کرتی اور بیماروں کی عیادت کرتی تھی۔

(xi) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

خطب ابو طلحة ام سليم فقالت: والله، مامثلك يا ابا طلحة، يردولكنك رجل كافرو انا امراة مسلمة ولايحل لى ان اتزوجك فان تسلم فذاك مهرى وما اسئلك غيره فاسلم فكان ذلك مهرها، قال ثابت: فما سمعت بامراة قط كانت اكرم مهرا من ام سليم الاسلام فدخل بها فولدت له ۔ (السنن للنسائی، رقم الحدیث:۳۳۴۱)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح ارسال کیا تو انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! اے ابوطلحہ! تمہارے جیسے شخص کے لیے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر تم ایک کافر شخص ہو جبکہ میں مسلمان عورت ہوں، میرے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کرسکوں۔ تاہم اگر آپ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو آپ کا یہ عمل میرا حق مہر ہو سکتا ہے اور مزید میں آپ سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کروں گی۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور قبول اسلام ہی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا حق مہر قرار پایا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی عورت کے حق مہر کے بارے میں ایسا نہیں سنا جس طرح حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حق مہر کے بارے میں سنا، کیونکہ ان کا حق مہر قبول اسلام ٹھہرا تھا۔ چنانچہ (قبول اسلام کے بعد) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور ان کے بطن سے اولاد پیدا ہوئی۔

(xii) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

لما ماتت فاطمة بنت اسد بن هاشم ام على بن ابى طالب دخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم ووقف عند رأسها فقال: رحمك الله يا امى، كنت امى بعد امى و تشبعينى وتعرين وتكسينى وتمنعين نفسك طيبا و تطعمينى تريدين بذلك وجه الله والدار الاخرة ثم امران تغسل ثلاثاً فلما بلغ الماء الذى فيه الكافور سكبه رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده ثم خلع رسول الله صلى الله عليه وسلم قميصه فالبسها اياه وكفنها ببرد فوقه ثم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم اسامة بن زيد وابا ايوب الانصارى و عمر بن الخطاب و غلاماً اسود يحضرون فحضروا قبرها فلما بلغوا اللحد حضره رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده واخرج ترابه بيده فلما فرغ دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فاضطجع فيه ثم قال: الله الذى يحيى ويميت وهو حى

لايموت اغفر لامی فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين من قبلی فانك ارحم الراحمين وكبر عليها اربعاً وادخلوها اللحد هو والعباس وابوبكر الصديق . (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۸۷۱)

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے اور ان کے سر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، اے میری ماں! آپ میری ماں کے بعد دوسری میری ماں تھیں، آپ مجھے سیر کرتی تھیں، مجھے کپڑے زیب تن کرتی تھیں، میری وجہ سے خود استعمال شدہ کپڑے زیب تن کر لیتی تھیں، خود کو لذیذ و طیب اشیاء سے محروم رکھتے ہوئے مجھے کھلاتی تھیں اور ان تمام اعمال کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تین بار غسل دینے کا حکم دیا، جب کافور ملا پانی لایا گیا تو آپ نے اپنے دست اقدس سے ان پر انڈیلا، پھر اپنا کرتا مبارک اتار کر انہیں پہنایا، اپنی زیر استعمال چادر کا کفن پہنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت عمر اور ایک حبشی غلام رضی اللہ عنہم کو قبر تیار کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ قبر کھودتے ہوئے لحد تک پہنچے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اسے کھودا اور اس کی مٹی نکالی۔ جب لحد مکمل ہو گئی تو آپ لحد میں لیٹ گئے اور یوں کہا: اللہ تعالیٰ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، جبکہ وہ خود ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے یہ دعا کی: اے پروردگار! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی بخشش فرما دے، اسے حجت کی تلقین فرما، اس کی قبر میرے اور مجھ سے پہلے انبیاء کے توسل سے کشادہ فرما۔ پس تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر پڑھی جانے والی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی معاونت سے انہیں قبر میں اتارا۔

سوال: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد و یقین کا اعتقاد رکھنا ضروری کیوں ہے؟

جواب: وہ نفوس قدسیہ جنہوں نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل دین حاصل کیا پھر جزیرۃ العرب تک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس لازوال دولت کو پہنچایا، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ اب مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جو قال الله تعالىٰ وقال الرسول صلى الله عليه وسلم کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، یہ ان ہستیوں کے فیضان کا نتیجہ ہے۔ صحابہ کرام پر اعتماد و اعتقاد دین پر اعتماد و اعتقاد ہے، ان نفوس قدسیہ پر شک و شبہات دین پر شک و شبہات کے مترادف ہے۔

سوال: حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی افضلیت دیگر صحابہ پر کیوں ہے؟

جواب: حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرب حاصل تھا، کسی دوسرے کو ہرگز حاصل نہیں تھا۔ ان بزرگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین سیکھ کر دوسرے لوگوں تک پہنچایا، وہ ان کا حصہ تھا اور تبلیغ دین میں یہ اپنی مثال آپ تھے۔ لہٰذا ان کی افضلیت اور برتری بھی دوسروں پر ہونا، ان کا مذہبی و اخلاقی حق ہے۔

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تعارف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

ولادت وخاندان:

اسم گرامی: عبداللہ، کنیت: ابوبکر، والد گرامی کا نام: ابوقحافہ عثمان، القاب: صدیق وعتیق، قبیلہ کی نسبت: تیمی وقرشی، آپ کا پورا نام یوں ہے: ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان تیمی قرشی رضی اللہ عنہ۔ رؤساء قریش میں آپ کو امتیازی مقام حاصل تھا، زمانہ جاہلیت میں آپ کو اہل قریش سے سیادت حاصل تھی، دیات وغرامات وغیرہ امور کا فیصلہ آپ کے سپرد تھا۔ آپ کا شجرہ نسب ''مرۃ'' پر جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا اسم گرامی: سلمٰی اور کنیت: اُم الخیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دو سال چند ماہ بعد آپ پیدا ہوئے۔ آپ متمول صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ قریش کے نامی گرامی اور باعزت تاجر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عتیق وصدیق القاب عطا کیے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''عتیق من النار'' کہہ کر مخاطب کیا یعنی حضرت ابوبکر صدیق آتش جہنم سے آزاد ہیں، اس دن سے آپ عتیق لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپ کا ایک لقب ''صدیق'' ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ معراج سے سرفراز کیا گیا تو ابوجہل وغیرہ کفار آپ کے پاس آئے، انہوں نے کہا: آپ کے ساتھی جن کو آپ نبی تسلیم کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رات کے قلیل حصہ میں مجھے تمام آسمانوں بلکہ لامکان کی سیر کروائی گئی ہے، کیا آپ اس بات کو تسلیم کریں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اگر یہ اعلان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تو میں اس کی مکمل طور پر تصدیق کرتا ہوں، وہ لوگ اپنا سا منہ لے کر واپس لوٹ گئے۔ اس بارے میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ کی طرف سے انہیں ''صدیق'' کے لقب سے نوازا گیا اور ''صدیق'' کا مطلب ہے: وہ شخصیت جس کی زبان سے بھول کر بھی جھوٹ نہ نکلے۔

قبول اسلام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں، جنہوں نے سب سے قبل اسلام قبول کیا تھا۔ دوسرے لوگوں نے کوئی معجزہ دیکھ کر یا معجزے کا مطالبہ کر کے اسلام قبول کیا تھا لیکن آپ نے کوئی معجزہ دیکھے بغیر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی تھی، پھر آپ کی تبلیغ وترغیب سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا جن میں سے حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

رفیق غار ومزار:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر کے رفیق تھے۔ غزوہ بدر، غزوہ احد اور غزوہ حنین وغیرہ میں آپ نے نہ صرف شرکت کی بلکہ اہم کردار ادا کیا۔ ہجرت کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت آپ کے حصہ میں آئی، غار ثور میں کئی ایام تک قیام کرنے کے بعد عازم ہجرت ہو کر مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ آپ کی رفاقت ہجرت وغزوات اور غار ثور

تک محدود نہیں تھی بلکہ بعد از وصال مزار میں بھی قائم رہی۔

ایثار و قربانی:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جس طرح بہت بڑے مالدار تھے، اسی طرح بہت بڑے جواد و فیاض تھے۔ قبول اسلام کے بعد آپ نے ہر موقع پر جانی ایثار کے ساتھ مالی ایثار کا مظاہرہ کیا۔ قبول اسلام کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم موجود تھے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے جتنا نفع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا اتنا کسی اور کے مال نے نہیں دیا، یہ بات سن کر روتے ہوئے آپ نے عرض کیا:

هل انا ومالی الا لک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک

یا رسول اللہ! میں اور میرا مال صرف آپ کے لیے ہے۔

آپ نے کثیر غلاموں کو آزاد کیا، مسلمان قیدیوں کو چھڑایا، مسلمانوں کی مالی معاونت فرمائی اور یتیموں و بیوگان کی امداد فرمائی۔

افضل البشر بعد الانبیاء:

اس بات میں تمام امت محمدی کا اجماع ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل ہیں، پھر بالترتیب دیگر خلفاء راشدین کی فضیلت ہے، بعد ازاں عشرہ مبشرہ کی فضیلت ہے، ایام مرض الوصال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو امامت کرانے کا حکم دیا گیا اور حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ نے سترہ (۱۷) نمازیں پڑھانے کا اعزاز حاصل کیا۔

علم و فضل:

آپ علم قرأت، علم انساب، علم تعبیر خواب اور علم احکام الٰہی کے بارے میں تمام صحابہ سے اعلم تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت تیار کی جنہوں نے جمع قرآن اور مصاحف تیار کرنے کی خدمات انجام دیں۔ آپ حافظ قرآن، ناشر قرآن اور جامع قرآن تھے۔

نبوی کمالات کے مظہر اتم:

آپ زہد و عبادت، تقویٰ و طہارت، صداقت و امانت اور علم و فضل وغیرہ امور میں تمام صحابہ سے ممتاز و منفرد تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو چیز میرے سینے میں ودیعت رکھی تھی، وہ میں نے ابو قحافہ کے بیٹے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قلب میں ڈال دی ہے۔ آپ کمالات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر اتم، علوم و معارف کا خزینہ اور تصوف و معرفت کا سمندر بے پایاں تھے۔

امور محرمہ سے احتراز:

زمانہ جاہلیت میں بت پرستی، شراب خوری، رشوت ستانی، سود خوری، زنا کاری اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے کو معیوب تصور

نہیں کیا جاتا تھا۔ یارِ غار نبوی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت اور قبول اسلام کے بعد بھی ان امور قبیحہ کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ ہر دور میں آپ کی حیات طیبہ آئینہ کی طرح شفاف تھی اور غیر شرعی امور کا مرتکب ہونا تو کجا آپ نے اس بارے میں کبھی سوچا تک نہ تھا۔

خاندانی اعزاز:

آپ کے والدین، اہل وعیال اور احفاد وفروع یعنی چار نسلوں تک افراد کو صحابی رسول ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ نے جان، مال، اولاد اور وطن سب کچھ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نثار کردیا۔ اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رحمۃ للعلمین کے عقد میں پیش کردیا تھا۔

امیر حج کی حیثیت سے:

8ھ میں حج جیسی عبادت فرض ہوئی، 9 ہجری میں مسلمانوں نے پہلی بار حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو امیر حج مقرر کیا گیا اور اس طرح مسلمانوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہلا حج ادا کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

خلافت وفرائض:

وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متفقہ طور پر آپ خلیفہ رسول منتخب ہوئے، آپ کا ابتدائی دور نہایت صبر آزما تھا، ایک طرف منکرین زکوۃ نے سر اٹھایا اور دوسری طرف منکر ختم نبوت مسیلمہ کذاب نے اعلان کیا، آپ نے ہر محاذ میں دشمن کا مقابلہ کیا، تائید ایزدی آپ کے شامل حال ہوئی اور کامیابی نے قدم چومے۔ ایک طرف آپ کی کوششوں سے منکرین زکوۃ کی سرکوبی کی گئی اور دوسری طرف مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو منطقی انجام تک پہنچایا گیا۔

علالت وانتقال:

آپ نے دو سال اور چند ماہ نہایت امانت ودیانت، صداقت وشرافت اور منہاج النبوت کے اصولوں کے مطابق مثالی حکومت کی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں آپ نحیف وکمزور ہوتے گئے، ۷ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری میں غسل فرمایا، موسم سرد ہونے کی وجہ سے علیل ہوگئے، صحابہ کرام عیادت کے لیے آنے لگے، صحابہ کرام کی ایک جماعت کی مشاورت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا۔ تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں آپ نے وصال فرمایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

فضائل وکمالات:

جان نثار نبوی، رفیق غار ومزار، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے کثیر کمالات وفضائل سے نوازا، کثیر آیات قرآن آپ کی فضیلت میں نازل ہوئیں اور کثیر روایات آپ کی عظمت میں وارد ہوئی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی

قبل میں آپ نے سفر ہجرت کی رفاقت اختیار کی، غار ثور میں کئی ایام تک قیام کیا، دشمن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرتے ہوئے غار تک پہنچ گئے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی آمد پر خوف زدہ ہوئے اور عرض کیا: دشمن اپنے قدموں کے پاس سے غار میں دیکھیں تو ہم انہیں نظر آسکتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ''یعنی'' اے صدیق! آپ پریشان مت ہوں، کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' یہ واقعہ قرآن کریم میں بایں الفاظ بیان ہوا ہے:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

''غار میں دونوں میں سے دوسرے، جب آپ اپنے ساتھی سے فرمارہے تھے کہ آپ غمگین مت ہوں، کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت ثابت ہوتی ہے، اس طرح آپ کی صحابیت نص قطعی سے ثابت ہے اور آپ کی صحابیت کا انکار قرآن کا انکار ہے اور قرآن کا انکار کفر ہے۔

محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

ہر مسلمان کی عقیدت ومحبت کا مرکز ومحور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے، آپ سے عقیدت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا اور آپ کے ساتھ جس قدر کسی کو عقیدت ہوگی اتنا ہی اس کا ایمان مضبوط ہوگا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عقیدت ومحبت تھی، اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ مدینہ طیبہ سے کچھ فاصلے پر تھے، وصال مبارک کی اطلاع پاتے ہی حاضر خدمت ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے کپڑا اٹھا کر بوسہ دیتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والدین آپ کے قدموں پر نثار ہوں۔

اوّلیات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کثیر اولیات ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(۱) سب سے قبل اسلام قبول کیا۔ (۲) سب سے قبل قرآن کریم کو جمع کیا۔ (۳) سب سے پہلے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔ (۴) اپنے والد گرامی کی موجودگی میں خلیفہ بنے۔ (۵) آپ پہلے خلیفہ ہیں' جن کے لیے قوم کی طرف سے وظیفہ مقرر ہوا۔ (۶) آپ پہلے امیر ہیں' جنہوں نے مانعین زکوٰۃ کا تعاقب کیا۔ (۷) آپ نے سب سے قبل منکرین ختم نبوت اور متنبّی کا تعاقب کیا اور انہیں منطقی انجام تک پہنچایا۔ (۸) آپ پہلے امیر حج تعینات ہوئے۔ (۹) نبی علیہ السلام کے حکم سے آپ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔

آپ کے فضائل:

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بکثرت فضائل وکمالات اور اوصاف ومحاسن بیان ہوئے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں روایات حسب ذیل ہیں:

بَاب مَنَاقِبِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب 13: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

3588 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِیُّ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَبْرَاُ اِلٰى كُلِّ خَلِيْلٍ مِّنْ خِلِّهٖ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِيْلًا وَّاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

◄► حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں ہر دوست کی دوستی سے بری ذمہ ہوں اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کو دوست بناتا لیکن تمہارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کے لائق صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہونا:

حل لغات: جس طرح خل اور خلیل مترادف الفاظ ہیں، اسی طرح خل اور خلۃ مترادف ہیں۔ ان کا معنیٰ ہے: قلبی دوست، گہرا دوست، جانی دوست۔

انسان بڑے غور وفکر کے بعد کسی کو اپنا دوست بنانے کی ہمت کرتا ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں اعتماد و یقین شرط اول ہے۔ بعض اوقات ایک دوست دوسرے دوست کا بعض امور میں محتاج ہوتا ہے اور دوست اس کی محتاجی کو ختم کرنے کی ہر ممکن سعی کرتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتے تو اس کے لائق صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

3588۔ اخرجه مسلم (۱۸۵۵/٤، ۱۸۵٦): كتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم: باب: من فضائل ابی بكر الصديق رضی الله عنه ، حديث (۲۳۸۳/۳)، (۲۳۸۳/٤)، (۲۳۸۳/٤)، (۲۳۸۳/٦)، (۲۳۸۳/۷)، و ابن ماجه (۳٦/۱) فی المقدمة: باب: فی فضائل اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ، حديث (۹۳)، و الحميدی (٦۲/۱) فی احاديث عبد الله بن مسعود، حديث (۱۱۳) و اخرجه احمد (۳۷۷/۱)، (۳۵۸۰)، (۳۸۹/۱)، (۳٦۸۹)، (٤۳۳/۱)، (٤۱۲۱)، (٤۰۸/۱)، (۳۸۸۰)، (۳۸۷۸)، (٤۱۲/۱)، (۳۹۰۹)، (٤۳٤/۱)، (٤۱۳٦)، (٤۳۷/۱)، (٤۱٦۱) (٤۵۵/۱)، (٤۳۵٤)، (۱۰۹/۷)، (٤۳۹/۱)، (٤۱۸۲)، (٤٦۲/۱) (٤٤۱۳).

کی شخصیت ہوسکتی تھی، کیونکہ انہوں نے قبول اسلام کے بعد اپنی جان، مال، اولاد اور وطن سب کچھ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار کر دیا تھا، یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت ہے۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر سے احتیاج کو پورا کرنا پسند نہ کیا، اس سلسلہ میں ایسی ذات کا انتخاب فرمایا جو کائنات کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے اور وہ ہے ذات باری تعالیٰ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں اعلان فرمایا: وان صاحبکم لخلیل اللہ یعنی تمہارا نبی یقیناً اللہ تعالیٰ کا خلیل (گہرا دوست) ہے۔

جس طرح کلیم اللہ ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خاص وصف نہیں ہے، کیونکہ شب معراج میں رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ذات باری تعالیٰ سے شرف ہم کلامی کیا تھا۔ اسی طرح خلیل اللہ ہونا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصف خاص نہیں ہے، کیونکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خلیل اللہ ہونے کا اعلان کیا ہے۔

3589 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

آثارِ صحابہ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

◄► حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' یہ بات نقل کرتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں۔ وہ ہم میں سب سے بہتر ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "صحیح غریب" ہے۔

3590 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ عُمَرُ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ فَسَكَتَتْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄► عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: سب صحابہ کرام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے دریافت کیا: پھر اس کے بعد کون

3589- اخرجه البخاری (۲٤/۷): كتاب فضائل الصحابة: باب: قول النبی صلی الله عليه وسلم لو كنت متخذاً خليلاً، حديث (۳٦٦۸).

3590- اخرجه ابن ماجه (۳۸/۱): المقدمة: باب: فی فضائل اصحاب رسول الله صلی الله عليه وسلم. فی فضل عمر بن الخطاب رضی الله عنه، حديث (۱۰۲) و احمد (۲۱۸/٦).

تھا؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نے دریافت کیا: پھر اس کے بعد کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے پوچھا: پھر کون تھا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے محبوب اور صحابہ سے افضل ہونا:

اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ جس طرح خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں، اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں محبوب ترین اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے سب سے زیادہ افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر باقی خلفاء راشدین یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا مقام ہے۔ ان کے بعد عشرہ مبشرہ اور باقی صحابہ کا مرتبہ ہے۔

احادیث باب میں افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے، آپ کے افضل امت ہونے کی متعدد وجوہات ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(۱) آپ نے سب سے قبل اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

(۲) قبول اسلام کے بعد آپ نے اپنی جان، مال، اولاد اور وطن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار کر دیا۔

(۳) ہجرت کے موقع پر آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کرنے کا شرف حاصل کیا۔

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ نے صحابہ کرام کو سترہ (۱۷) نمازیں پڑھانے کا اعزاز پایا۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو پہلا امیر حج مقرر کیا گیا۔

3591 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي حَفْصَةَ وَالْاَعْمَشِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صُهْبَانَ وَابْنِ اَبِي لَيْلٰى وَكَثِيرِ النَّوَّاءِ كُلِّهِمْ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمْ وَاَنْعَمَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ

3591- اخرجه ابوداؤد (۲/ ٤٣٠): كتاب الحروف و القراءات، حديث (٣٩٨٧) و الحميدي في (مسنده) في احاديث ابي سعيد الخدري رضي الله عنه، حديث (٧٥٥)، و ابن ماجه (١/ ٣٧): في المقدمة: باب: في فضائل اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في فضل ابي بكر الصديق رضي الله عنه، حديث (٩٦) و عبد بن حميد ص (٢٨٠)، حديث (٨٨٧)، و احمد (٣/ ٢٧، ٥٠، ٦١، ٧٢، ٩٣، ٩٨).

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلند درجات کے مالک لوگوں کو (جنت میں) نچلے درجے والے لوگ اس طرح دیکھیں گے، جس طرح تم آسمان کے افق میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی (بلند درجات والوں میں شامل ہوں گے) اور یہ دونوں کتنے اچھے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

یہ روایت دیگر سند کے ہمراہ عطیہ کے حوالے سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا جنت میں بلند درجہ والوں سے افضل ہونا:

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صحابہ کو جنت میں داخل فرمائے گا، جن میں سے بعض بلند درجات میں ہوں گے، جنہیں کم درجہ والے ایسے دیکھیں گے جس طرح زمین میں رہنے والے لوگ آسمان پر چمکنے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں اور ان بلند درجہ والے لوگوں سے زیادہ افضل حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ زیادہ بلند ہوگا، کیونکہ آپ افضل البشر بعد الانبیاء کے منصب پر فائز ہیں۔

3592 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِی الْمُعَلّٰى عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ اَنْ يَّعِيْشَ فِی الدُّنْيَا مَا شَاءَ اَنْ يَّعِيْشَ وَيَاْكُلَ فِی الدُّنْيَا مَا شَاءَ اَنْ يَّاْكُلَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ قَالَ فَبَكٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ اِذْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا صَالِحًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ قَالَ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَلْ نَفْدِيْكَ بِاٰبَائِنَا وَاَمْوَالِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ اِلَيْنَا فِیْ صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِيْلًا وَّلٰكِنْ وُدٌّ وَّاِخَاءُ اِيْمَانٍ وُدٌّ وَّاِخَاءُ اِيْمَانٍ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَّاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِیْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِاِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهِ اَمَنَّ اِلَيْنَا يَعْنِیْ اَمَنَّ عَلَيْنَا

3592- اخرجه احمد (۴۷۸/۳، ۲۱۱/۴) عن عبد الملك بن عمير عن ابن ابی المعلی عن ابيه فذكره.

◆◆ ابن ابی معلی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ اعلان فرمایا: ایک شخص کو اس کے پروردگار نے اس بارے میں اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں رہے، جب تک کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے اور دنیا میں کھائے پئے، جو وہ کھانا چاہتا ہے اور اس بات کے درمیان (اختیار دیا) کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے، تو اس بندے نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے تو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا۔ آپ اس بزرگ پر حیران نہیں ہو رہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ایک نیک آدمی کا ذکر کیا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا یا اپنی بارگاہ میں کسی ایک بات کا حاضری میں سے اختیار دیا تو اس نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کر لیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ ہم آپ ﷺ کے بدلے اپنے والدین دے دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ حسنِ سلوک کے اعتبار سے کسی شخص نے ابن ابی قحافہ سے زیادہ اچھا سلوک سے نہیں کیا اور اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی بھائی چارگی اور محبت تو باقی ہیں، آپ ﷺ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمائی: تمہارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

یہی روایت ابوعوانہ کے حوالے سے، عبدالملک بن عمیر کے حوالے سے، دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

حدیث کے الفاظ "امن الینا" کا مطلب امن علینا ہے۔

3593 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِى النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِى سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَدَيْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا قَالَ فَعَجِبْنَا فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ اَعْلَمَنَا بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ اَبُوْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةُ اَبِىْ بَكْرٍ

3593۔ اخرجه البخاری (۲۶۸/۷): كتاب مناقب الانصار: باب: هجرة النبی صلی الله عليه وسلم و اصحابه الی المدينة، حديث (۳۹۰۴)، (۱۵/۷)، كتاب فضائل الصحابة، باب: قول النبی صلی الله عليه وسلم سدوا الابواب الا باب: ابی بكر، حديث (۳۶۵۴)، و اخرجه مسلم (۱۸۵۴/۴): كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل ابی بكر الصديق رضی الله عنه، حديث (۲۳۸۲/۲)، و احمد (۱۸/۳)، (۱۲۶/۱)، عن عبيد بن حنين، عن ابی سعيد الخدری فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اسے دنیا کی آرائش و زیبائش عطا کر دے جتنی وہ چاہے یا اپنا قرب عطا کرے' تو اس نے اللہ تعالیٰ کے قرب کو اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ پر ہم اپنے والدین کو قربان کر دیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہمیں اس بات پر حیرانگی ہوئی لوگوں نے کہا اس بزرگ کی طرف دیکھو! نبی اکرم ﷺ ایک بندے کے بارے میں بتا رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام آرائش و زیبائش دی جتنی وہ چاہے اور اپنے قرب کے درمیان اختیار دیا ہے' اور یہ صاحب یہ کہہ رہے ہیں: ہم اپنے والدین کو آپ پر قربان کر دیں گے' تو درحقیقت نبی اکرم ﷺ وہ بندے تھے جن کو یہ اختیار دیا گیا تھا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بارے میں ہم میں سب سے بہتر جانتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: ساتھ اور مال کے حساب سے' میرے ساتھ سب سے اچھا سلوک ابوبکر نے کیا ہے' اور اگر میں نے کسی کو بھی خلیل بنانا ہوتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا' تاہم اسلام کی بھائی چارگی باقی ہے' اور مسجد میں ابوبکر کے مخصوص دروازے کے علاوہ ہر ایک دروازے کو بلند کر دیا جائے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ جانی و مالی ایثار کرنا

احادیث باب سے کئی اعتبار سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اور افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ ان میں سے چند امور حسب ذیل ہیں:

۱- آپ راز دان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، نہایت لطیف و باریک بات کو بھی سمجھ لیتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی حقیقت کو سمجھ کر رونے لگے، صحابہ آپ کے رونے پر تعجب کرنے لگے لیکن آپ نے سمجھ لیا تھا کہ نیک بندہ سے مراد ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: زمانہ رسالت میں لوگوں کو کون فتویٰ جاری کرتا تھا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں فتویٰ جاری کرتے تھے اور ان کے غیر کو میں نہیں جانتا۔

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ پر اپنی امہات و آباء اور جان و دولت نثار کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ حق دوستی ادا کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے مال نے جتنا مجھے فائدہ دیا کسی دوسرے کے مال نے نہیں دیا اور ان کے ایثار و قربانی کا بدلہ صرف ذات باری تعالیٰ دے گی۔

۳- مسجد نبوی شریف سے متصل مکانوں میں ہر مکان سے ایک کھڑکی تھی جو مسجد کی طرف کھلتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام مکانوں کی کھڑکیاں بند کردی جائیں اور کسی کی کھڑکی سوئی کے ناکے کی مقدار بھی کھلی ہوئی نہ ہو مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کو نہ چھیڑا جائے۔ اس ارشاد میں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ بلافصل ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ کھڑکی کے ذریعے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے خلافت کی خدمات انجام دینے کے لیے بآسانی مسجد میں آمدورفت کا سلسلہ جاری رکھ سکیں گے، وہاں آپ کا تمام صحابہ سے ممتاز و افضل ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

3594 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُحْرِزٍ الْقَوَارِيرِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الْأَوْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے ساتھ جس شخص نے اچھا سلوک کیا ہم نے اس کو بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے۔ اس نے ہمارے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا' اور کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں دیا' جتنا ابوبکر نے دیا ہے' اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابوبکر کو خلیل بنالیتا لیکن تمہارے آقا' اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ نہ چکایا جانا:

یہ روایت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات کا عظیم الشان گلدستہ ہے، جس کی روحانی خوشبو نے ایک جہاں کو معطر کر دیا ہے اور خواص و عوام سب آپ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتے اور یہ کمالات آپ کی ذات کو تمام صحابہ سے ممتاز کرنے کے لیے کافی ہیں۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱- جس شخص نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان کیا، آپ کی طرف سے اس کا بدلہ چکا دیا گیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اتنے کثیر احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ چکانا ممکن نہیں تھا، قیامت کے دن ذات باری تعالیٰ ان

3594- لم يخرجه الا الترمذي من اصحاب الكتب الستة ينظر التحفة (١٠/٤٢٤)، حديث (١٤٨٤٩) وذكره المتقي الهندي في الكنز (١١/٥٤٧)، حديث (٣٢٥٦٥)، و عزاه للترمذي.

احسانات کا بدلہ عنایت فرمائے گی۔

۲۔موقع ومحل کے مطابق تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حسب طاقت ایثار وقربانی پیش کرنے کا مظاہرہ کرتے تھے لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اموال و دولت نے جتنا ہمیں فائدہ دیا، کسی دوسرے کی دولت نے اتنا فائدہ ہرگز نہیں دیا۔

۳۔صحابہ کرام وہ نفوس قدسیہ ہیں، جن کے خلوص وللہیت میں بال برابر شک نہیں کیا جا سکتا، تاہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلوص مثالی تھا، اس سلسلہ میں زبان رسالت سے اعلان ہوا کہ آپ نے دوستی کا حق ادا کر دیا ہے، اگر میں صحابہ میں سے کسی کو اپنا خلیل (گہرا دوست) بناتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن میں اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوں۔

بَابُ فِیْ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كِلَيْهِمَا

باب 14: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں کے مناقب کا بیان

3595 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَّهُوَ ابْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ سند: وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِیٍّ عَنْ رِبْعِیٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ نَحْوَهٗ وَكَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُدَلِّسُ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرُبَّمَا ذَكَرَهٗ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ وَّرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ زَائِدَةَ وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ هِلَالٍ مَوْلٰى رِبْعِیٍّ عَنْ رِبْعِیٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ اَيْضًا عَنْ رِبْعِیٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ سَالِمٌ الْاَنْعُمِیُّ كُوْفِیٌّ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ

◄◄ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد دو آدمیوں کی پیروی کرنا۔ ابوبکر اور عمر کی۔

3595۔ اخرجه ابن ماجه (۳۷/۱) فی المقدمة : باب : فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ، حدیث (۹۷)، و الحمیدی (۲۱۴/۱) فی احادیث حذیفة بن الیمان، حدیث (٤٤٩) و احمد (۳۸۵/۵، ۴۰۲، ۳۹۹).

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

سفیان ثوری نے اس روایت کو عبدالملک بن عمیر کے حوالے سے ربعی کے آزاد کردہ غلام کے حوالے سے ربعی کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے: نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

دیگر راویوں نے اس روایت کو صنعت سے نقل کیا ہے۔

سفیان بن عیینہ نامی راوی نے تدلیس کی ہے بعض اوقات وہ اس روایت کو زائدہ کے حوالے سے عبدالملک کے حوالے سے نقل کرتے ہیں اور بعض اوقات وہ اس میں زائدہ کا حوالہ ذکر نہیں کرتے ہیں۔

ابراہیم بن سعد نے اس روایت کو سفیان ثوری' عبدالملک بن عمیر' ہلال سے نقل کیا ہے' جو ربعی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان کے ربعی کے حوالے سے' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ ربعی کے حوالے سے' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

3596 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْعَلَاءِ الْمُرَادِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

◆◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم تم لوگوں کے درمیان میں اور کتنا عرصہ رہوں گا؟ میرے بعد ان دو لوگوں کی پیروی کرنا' نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے یہ بات فرمائی۔

شرح

پہلا خلیفہ رسول رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرا خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہونا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم تعمیل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کی موجودگی اور ایام علالت میں صحابہ کرام کو سترہ (۱۷) نمازیں پڑھائیں۔ نیز آپ نے ۹ھ میں امارت حج کی خدمات انجام دیں۔ ان حقائق میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے اور افضل البشر بعد الانبیاء ہونے کا بین ثبوت ہے۔ آپ کے خلیفہ بنتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ جب ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے دینی امور میں عملی طور پر خلیفہ تسلیم کر لیا تھا تو پھر دنیوی امور میں آپ کو خلیفہ تسلیم کرنے

میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ احادیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ تاہم ان میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تذکرہ ہے اور تاریخ نے اسے عملی طور پر درست ثابت کر دیا۔ بلاشبہ مسلمانوں کے خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر، خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم، خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی اور خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ خلافت کی یہ ترتیب مسلمانوں کا اجتماعی مسئلہ ہے، جس میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل وکمالات اپنی جگہ درست ہیں۔

3597 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِاَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمایا تھا: دونوں انبیاء اور مرسلین کے علاوہ اہلِ جنت کے پہلے والے اور بعد والے تمام عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں۔ اے علی! تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

3598 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوَقَّرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ طَلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ يَا عَلِيُّ لَا تُخْبِرْهُمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَالْوَلِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوَقَّرِيُّ يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَسْمَعْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ وَّقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَلِيٍّ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

3597۔ لم یخرجه الا الترمذی من اصحاب الکتب الستة ینظر: (التحفة) (۱/۳٤۰)، حدیث (۱۳۱۳) وذکره المتقی الهندی فی الکنز (۱۱/٥٦۱)، حدیث (۳۲٦٥۲) و عزاه للترمذی.

3598۔ لم یخرجه الا الترمذی من اصحاب الکتب الستة ینظر: (التحفة) (۷/٤۳٥)، حدیث (۱۰۲٤٦)، و ذکره المتقی الهندی فی الکنز (۱۳/٥): حدیث (۳٦۰۹۰)، و عزاه للترمذی ثم قال: و قد رواه خیثمة و ابن شاهین فی السنن من طریق الحارث عن علی ورواه ابن ابی عاص، فی السنن من طریق خطاب لو ابی خطاب.

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نظر آگئے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ تمام انبیاء، اور مرسلین کے علاوہ سب پہلے والے اور سب بعد والے' جنت کے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں۔ اے علی! تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

اس کے راوی ولید بن محمد موقری کو ضعیف قرار دیا گیا ہے' اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' بھی احادیث منقول ہیں۔

3599 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ذَكَرَ دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا خَلَا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ابوبکر اور عمر انبیاء اور مرسلین کے علاوہ' تمام پہلے والے اور بعد والے' بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں۔ اے علی! تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

شرح

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر اہل جنت کے سردار ہونا:

بلاخوف تردید اس حقیقت کا اظہار کیا جا سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں، تا قیامت اولیاء، اغیاث، اقطاب اور ابدال وغیرہ صالحین آتے رہیں گے لیکن ان میں سے کوئی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ عنہ کا مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرام نہ صرف جنتی ہیں بلکہ ان میں سے بعض اہل جنت کے سردار ہوں گے۔ صحابہ کی عظمت وشان میں آیات واحادیث وارد ہیں، مساجد ومدارس میں تا قیامت **قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم** کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی اور ان نفوس قدسیہ کے کمالات وفضائل اور جنتی ہونے کا ذکر خیر ہوتا رہے گا۔ جنت میں امت کے سردار اولیاء وصالحین ہوں گے، اولیاء وصالحین کے سردار صحابہ ہوں گے اور صحابہ کے سردار خلفاء راشدین بالخصوص حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہوں گے۔

سوال: حدیث باب کے مطابق اہل جنت میں سے ادھیڑ عمر کے سردار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے جبکہ دوسری روایت میں بیان ہوا ہے کہ تمام اہل جنت نوجوان ہوں گے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: اس روایت میں ادھیڑ عمر سے مراد ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت جو لوگ ادھیڑ عمر ہوں گے تو حضرت صدیق

اکبراور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ان کے سردار ہوں گے۔ حدیث شریف: ان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ سے مراد بھی مجازی معنی ہے یعنی جو دنیا سے رخصت ہوتے وقت نوجوان ہوں گے۔

سوال: جنت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیاء کرام ہوں گے، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ان کے بھی سردار ہوں گے جبکہ غیر نبی، نبی کا سردار ہرگز نہیں ہوسکتا؟

جواب: اس کا جواب اسی روایت میں موجود ہے کہ حضرت صدیق اکبراور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اہل جنت میں سے ادھیڑ عمر کے سردار ہوں گے مگر انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام مستثنیٰ ہوں گے۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راوی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت صیغہ راز میں رکھنے اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو بتانے سے منع کیوں کیا تھا؟

جواب: اس فضیلت سے شیخین رضی اللہ عنہما کو بتانے سے منع کرنے میں یہ حکمت تھی کہ بتانے کی صورت میں ان کا خود فریبی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا جبکہ اعمال صالحہ میں ترقی کرنا ان سے مطلوب تھا۔

3600 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ

آثارِ صحابہ: قَالَ اَبُو بَكْرٍ اَلَسْتُ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ اَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں اس بارے میں لوگوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا کیا میں نے سب سے پہلے اسلام قبول نہیں کیا۔ کیا میری یہ خصوصیت نہیں۔ کیا میری وہ خصوصیت نہیں ہے۔

اس حدیث کو بعض راویوں نے شعبہ کے حوالے سے' جریری کے حوالے سے' ابونضرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ سند زیادہ درست ہے۔

محمد بن بشار نے یہ روایت عبدالرحمٰن کے حوالے سے' شعبہ سے جریری کے حوالے سے' ابونضرہ سے نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بعد انہوں نے حدیث نقل کی ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا تاہم یہ والی روایت زیادہ مستند ہے۔

3600- لم یخرجه الا الترمذی من اصحاب الکتب الستة، ینظر (التحفة) (۲۹۳/۵)، حدیث (۶۵۹۶) عن ابی بکر موقوفاً۔

شرح

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلافت کا زیادہ حقدار ہونا:

اسلام کی ترقی وخدمات اور کمالات وامتیازات کے سبب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے خلافت کے زیادہ حقدار تھے، صحابہ کرام نے بھی آپ کو متفقہ طور پر اپنا خلیفہ منتخب کر لیا اور یہ منصب آپ کے ہی لائق تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود اپنی خدمات کے حوالے سے اس منصب کا سب سے زیادہ حقدار ہونے کا اعلان کیا، کیونکہ آپ اول الاسلام اور دیگر خدمات کے سبب تمام صحابہ سے زیادہ ممتاز تھے۔

فائدہ نافعہ:

تاریخی اعتبار سے یہ روایت حقائق کے منافی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ جان واولاد اور مال ووطن سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ایثار کرنے والے کی بات بعید از قیاس وعقل ہے کہ وہ کسی منصب کا طالب ہو۔ آپ کی ذات عجز وانکسار اور تواضع کا پیکر تھی، لہٰذا آپ کا یہ مطالبہ کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں جب ثقیفہ بنی ساعدہ میں انتخاب خلیفہ کے بارے میں بحث ومشاورت ہو رہی تھی تو آپ نے خلافت کے لیے اپنا نام ہرگز پیش نہیں کیا تھا۔ تاہم وہاں حضرت فاروق اعظم اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کی طرف سے خلافت کے لیے آپ کا نام پیش کیا گیا تھا۔

3601 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَلَا يَرْفَعُ اِلَيْهِ اَحَدٌ مِّنْهُمْ بَصَرَهٗ اِلَّا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ اِلَيْهِ وَيَنْظُرُ اِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمَانِ اِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ اِلَيْهِمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَكَمِ بْنِ عَطِيَّةَ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِى الْحَكَمِ بْنِ عَطِيَّةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنے مہاجرین اور انصار ساتھیوں کے پاس تشریف لاتے تھے تو ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوتے تھے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اپنی نگاہ اٹھا کر آپ کی طرف نہیں دیکھتا تھا۔ صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا کیا کرتے تھے' کیونکہ وہ آپ ﷺ کی زیارت کرتے تھے' اور آپ ﷺ بھی صرف ان دونوں کی طرف دیکھا کرتے تھے۔ یہ دونوں حضرات آپ ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ آپ ﷺ بھی ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اس کو صرف حکم بن عطیہ نامی راوی کے حوالے سے جانتے

3601- اخرجه عبد بن حميد ص (٣٨٨) حديث (١٢٩٨)، و اخرجه احمد (١٥٠/٣) عن ثابت عن انس فذكره.

ہیں اور بعض محدثین نے حکم بن عطیہ کے بارے میں کلام کیا ہے۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی نہایت درجہ عقیدت ومحبت ہونا

محبوب سے نہایت درجہ کی محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کا تصور ذہن سے محو نہیں ہوتا، جب اس کے چہرے پر نظر پڑے تو ہونٹوں پر مسکراہٹ نمایاں ہو جائے۔ جب ہم صحابہ کرام میں اس علامت کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ صفت کمال طریقہ سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما میں پائی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر کمال شفقت سے مسکرا دیتے تھے، شیخین آپ کو دیکھ کر زیر لب مسکرا دیا کرتے تھے اور صحابہ کرام یہ تمام منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لطف اندوز ہوتے تھے۔ ان حضرات کی آپس میں بہت زیادہ ہم آہنگی تھی جس وجہ سے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیتے تھے۔

3602 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ بْنِ مُجَالِدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا وَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَسَعِيْدُ بْنُ مَسْلَمَةَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْقَوِيِّ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَيْضًا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک دن مسجد میں تشریف لائے تو آپ کے ایک جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کا ہاتھ تھام رکھا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں قیامت کے دن اسی طرح مبعوث کیا جائے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ سعید بن مسلمہ محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔
یہی روایت بعض دیگر سندوں کے ہمراہ بھی نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

شرح

قیامت کے دن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مبعوث ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ آپ کی

3602- اخرجه ابن ماجه (۳۸/۱) المقدمة حديث (۹۹) عن نافع عن ابن عمر فذكره.

دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق اور بائیں جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے اور آپ دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، آپ نے اعلان فرمایا: قیامت کے دن ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ شیخین کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت دنیا تک محدود نہیں ہے بلکہ قیامت کے دن بھی یہ برقرار رہے گی۔

سوال: اگر یہ روایت درست ہے تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تدفین کے لیے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت کیوں طلب کی تھی؟ آپ نے جواب میں فرمایا تھا: یہ جگہ میں نے اپنے لیے رکھی ہوئی تھی لیکن آج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دیتی ہوں؟

جواب: حدیث باب میں دونوں مزارات ایک ساتھ ہونے کی طرف اشارہ ہے لیکن تصریح نہیں ہے، یہ ممکن ہے کہ مزارات فاصلے پر ہوں بیک وقت مبعوث ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر رفاقت کی سعادت حاصل کرلیں۔

3603 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنِي كَثِيرٌ أَبُو إِسْمَعِيلَ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم غار میں بھی میرے ساتھ تھے' اور حوض پر بھی میرے ساتھ ہو گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قیامت کے دن حوض کوثر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل ہونا:

تمام صحابہ میں سے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر و حضر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، آپ ہجرت و غار بلکہ مزار کے رفیق، آپ کے تعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا تھا کہ میدان حشر میں رفاقت کی سعادت حاصل ہو۔ چنانچہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاسی امت کو حوض کوثر سے جام پلا رہے ہوں گے، وہاں آپ کی رفاقت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوں گے۔ دنیا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خطرناک تکالیف

3603ـ لم يخرجه الا الترمذي من اصحاب الكتب الستة، ينظر (التحفة) (٣٢٨/٥)، حديث (٦٦٧٦)، و ذكره المتقي في الكنز (٥٤٥/١١)، حديث (٣٢٥٥٩)، و عزاه للترمذي عن ابن عمر فذكره.

اور مصائب میں شامل رہے، تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ انہیں حوض کوثر پر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے نوازے گا۔

قرآن کریم میں اس گہری رفاقت کا تذکرہ بایں الفاظ ہوا ہے:

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبۃ: ۴۰)

"جب دونوں غار میں تھے، تو آپ نے اپنے ساتھی سے فرمایا: تم غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

فائدہ نافعہ:

سفر وحضر، خطرناک مصائب ومشکلات اور غار ومزار والی رفاقت قیامت کے دن بھی برقرار رہے گی۔ لوگ اپنے سر کی آنکھوں سے یہ رفاقت حوض کوثر پر ملاحظہ کریں گے۔

3604 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَنْطَبٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن حطب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا یہ سمع اور بصر ہے۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "مرسل" ہے۔

حضرت عبداللہ بن حطب نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس نہیں پایا ہے۔

شرح

حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان اور آنکھ ہونا:

انسانی اعضاء میں دل کی طرح کان اور آنکھ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، ان دونوں یا ایک سے محروم شخص سے ان کی اہمیت دریافت کی جا سکتی ہے۔ ایسا شخص کامل انسان نہیں کہلا سکتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل کا تسمہ ہونا بڑی فضیلت کی بات ہے، رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا کان اور آنکھ قرار دے کر انہیں زمین سے اٹھا

3604۔ لم يخرجه الا الترمذي من اصحاب الكتب الستة، ينظر (التحفة) (۴/۳۱۴)، حديث (۵۲۴۶)، و اخرجه الحاكم في المستدرك (۳/۶۹)، و قال: صحيح الاسناد و لم يخرجاه، و قال الذهبي: حسن و ذكره الشيخ الالباني في (الصحيحة) (۲/۴۷۲)، حديث (۸۱۴)، وقال: رجاله ثقات عن عبد العزيز بن المطلب عن ابيه عن جده عبد الله بن حنطب.

کر دوش ثریا سے بلند کر دیا۔

محدثین کرام نے اس حدیث کے متعدد مطالب و مفاہیم بیان کیے ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- جس طرح انسانی اعضاء میں کان اور آنکھ ممتاز ہیں اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ میں امتیاز حاصل ہے۔

۲- حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بمنزل کان اور آنکھ کے ہیں یعنی حق سننے اور حق دیکھنے کے اعتبار سے امتیازی مقام رکھتے ہیں۔

۳- شیخین رضی اللہ عنہما کی ارتقاء اسلام کے حوالے سے خدمات مسلمہ ہیں اور شان امتیازی ہے۔

۴- دونوں حضرات رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بمنزل وزیر و مشیر کے ہیں۔

فائدہ نافعہ:

یہ مرتبہ و مقام شیخین رضی اللہ عنہما کا ہے، جس ہستی کے ساتھ تعلق کی وجہ سے انہیں یہ مقام میسر آیا وہ رحمت کائنات اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے۔ یہ وہی ذات مقدس ہے جس کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان، جنات وانس، شمس وقمر، حجر وشجر اور جنت ودوزخ بلکہ کائنات کی کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔

3605 سند حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَاْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَاْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَآئِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا

3605۔ اخرجه مالك في (الموطا) (۱/۱۷۰، ۱۷۱): كتاب قصر الصلاة في السفر: باب جامع الصلاة، حديث (۸۳)، و اخرجه البخاري (۲/۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۵). كتاب الاذان: باب: اهل العلم و الفضل احق بالامامة، حديث (۶۷۸) من طريق ابي بردة عن ابي موسى، (۶۷۹)، حديث (۶۸۲) من طريق ابن شهاب عن حمزة بن عبد لله، باب: من قام الى جنب الامام لعلة، حديث (۶۸۳)، و اخرجه مسلم (ابي) (۲/۲۱۱): كتاب الصلاة: باب: استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض و سفر و غير هما من يصلي بالناس، حديث (۱۰۱/۴۲۰) من طريق عبد الملك بن عمير عن ابي بردة عن ابي موسى، (۲/۳۰۷، ۳۰۸)، باب، النهي عن مبادرة الامام بالكتكبير وغيره، حديث (۹۴/۴۱۸، ۹۵/۴۱۸)، و ابن ماجه (۱/۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها، باب: ما جاء في صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه، حديث (۱۲۳۲)، من طريق ابراهيم عن الاسود عن عائشة، حديث (۱۲۳۳)، حديث (۱۲۳۴) منب طريق نبيط بن شريط عن سالم بن عبيد، حديث (۱۲۳۵) من طريق الارقم بن شرحبيل عن ابن عباس و اخرجه احمد (۱/۹۶)، (۶/۲۵۹، ۲۳۱، ۲۷۰)، عن عائشة به.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّسَالِمِ بْنِ عُبَیْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ

◆◆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابوبکر سے کہو! لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کریں کہ وہ نماز پڑھا دیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کو کہو کہ نماز پڑھا دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ ﷺ سے کہو! جب ابوبکر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کریں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم عورتیں بھی یوسف علیہ السلام کے زمانے کی خواتین کی طرح ہو! ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو! وہ نماز پڑھائے تو سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تمہاری وجہ سے مجھے کبھی کوئی بھلائی نہیں ملی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت صغریٰ سونپ کر امامت کبریٰ کی طرف اشارہ کرنا:

ماہ صفر المظفر ۱۱ھ کے آخری ایام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے، یہ علالت مرض وصال ثابت ہوئی، مرض وصال کی کل مدت چودہ (۱۴) دن ہے، آپ حالت مرض میں نمازیں پڑھاتے رہے، علالت میں اضافہ ہوا تو نقاہت وکمزوری لاحق ہوگئی، مسجد میں آمد ورفت میں تکلیف محسوس ہونے لگی، غسل و وضو کے وقت بار بار غشی طاری ہونے لگی، انہی ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مروا ابابکر فلیصل بالناس یعنی تم ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں، بہتر یہ ہے کہ امامت بالصلوٰۃ کی خدمت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کی جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: تم حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی عورتوں کی طرح کرتی ہو، فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اسی زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سترہ (۱۷)

نمازیں پڑھائیں۔ اس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت صغریٰ کے لیے تعینات فرما کر امامت کبریٰ کے حقدار ہونے کی طرف اشارہ فرما دیا۔ انتخاب خلیفہ کے موقع پر اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا تھا: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمارا دینی امام تعینات فرما دیا تھا تو دنیوی امور میں آپ کو خلیفہ تسلیم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بطور مشورہ امامت صغریٰ کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں ڈانٹ کیوں پڑی تھی؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے امامت صغریٰ کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کرنے پر ڈانٹ نہیں پڑی تھی بلکہ اصلاح ہوئی تھی، کیونکہ دلی طور پر وہ بھی اپنے والد گرامی کی امامت پر خوش تھیں لیکن بطور مشورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اگر امامت صدیقی کے دوران خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو جاتا ہے تو لوگ اس امامت کو منحوس قرار دے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منصب امامت سے برطرف کر دیں گے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دلی طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کو پسند کرتے تھے۔ پھر یہ اصلاحی ڈانٹ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی پڑی تھی، کیونکہ انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسا مشورہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ فانکن لانتن صواحب یوسف: عزیز مصر نے خواتین کو دعوت کی شکل میں جمع کیا، اس کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت کرانا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر عورتیں آپ پر فریفتہ ہو گئیں، انہوں نے زبانی کلامی حضرت یوسف علیہ السلام کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی مالکن کی بات مان لیں لیکن سب کے دل میں کوئی اور ہی بات تھی۔

محدثین کرام نے اس جملہ کے دو مطالب بیان کیے ہیں:

۱- لفظ "فانکن" سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جبکہ "صواحب" سے مراد حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا ہیں، ان کو بطور جمع کا صیغہ لانے میں تعظیم مقصود ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے نامناسب بات کی حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوت دی تھی، اسی طرح تم بھی مجھے نامناسب بات کا مشورہ دیتی ہو۔

۲- جس طرح حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے دعوت کا اہتمام کیا تھا جبکہ اصل مقصود حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی نمائش تھی، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی اصل مقصد یہ تھا کہ اگر امامت صدیقی کے ایام میں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جاتا ہے تو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کو منحوس تصور کریں گے اور ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔

3606 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عِيسَى بْنِ مَيْمُونٍ

3606- لم يخرجه الا الترمذى من اصحاب الكتب الستة، ينظر (التحفة) (٢٨٤/١٢)، حديث (١٧٥٤٨)، و ذكره المتقى الهندى فى الكنز (٥٤٧/١١)، حديث (٣٢٥٦٧)، وعزاه للترمذى.

الْاَنْصَارِیِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

◆◆ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جن لوگوں کے درمیان ابوبکر موجود ہو۔ ان لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر کی امامت ناپسند ہونا:

امامت کا زیادہ حقدار وہ شخص ہے جو سب سے افضل ہو، بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق انبیاء علیہم السلام سب لوگوں سے افضل ہیں، آپ کے بارے میں ملت اسلامیہ کا عقیدہ ہے: افضل البشر بعد الانبیاء هو ابوبکر رضی الله عنه۔ اس افضلیت و قدرومنزلت کے اعتبار سے آپ امامت کے زیادہ حقدار قرار پاتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان النبی صلی الله علیه وسلم بعثه علی جیش ذات السلاسل، فاتیته، فقلت: ای الناس احب الیك؟ قال: عائشة، فقلت: من الرجال؟ فقال: ابوها، قلت: ثم من؟ قال: عمر بن الخطاب فعد رجالا. (الصحیح للبخاری، رقم الحدیث: ۳۶۶۲)

رسول کریم رضی اللہ عنہ نے مجھے غزوہ ذات سلاسل کے موقع پر امیر بنا کر روانہ کیا، جب میں واپس آیا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا: آپ کے ہاں عورتوں میں سے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ، میں نے عرض کیا: مردوں میں سے کون ہے؟ آپ نے جواب دیا: ان کے باپ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عمر بن خطاب۔ پھر آپ نے مزید چند نام لیے۔

۲- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

قال: ابوبکر سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم. (المستدرک للحاکم، رقم الحدیث: ۴۴۲۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار، ہم سب سے افضل اور رسول کریم رضی اللہ عنہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

كنا نجلس مع النبي صلى الله عليه وسلم كانما على رؤسنا الطير، مايتكلم احد الا ابوبكر وعمر . (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:۷۷۸۲)

جب ہم مجلس نبوی رضی اللہ عنہ میں بیٹھتے تو ہماری حالت یہ ہوتی گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے سوا ہم میں سے کوئی بھی گفتگو نہیں کرتا تھا۔

3607 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا' تو جنت میں سے یہ آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ زیادہ بہتر ہے' جو شخص نمازی ہوگا' اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا' اور جو شخص جہاد کرنے والا ہوگا' اسے جہاد کرنے والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ صدقہ وخیرات کرنے والے کو صدقہ دینے والے دروازے سے بلایا جائے گا' اور جو شخص روزہ دار ہوگا' اسے باب الریان سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ لازمی سی بات ہے' ان میں سے جس بھی دروازے سے بلایا جائے گا' اسے کوئی حرج نہیں ہوگا' لیکن کیا کوئی ایسا بھی شخص ہوگا جو ان تمام دروازں سے بلایا جائے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ایک ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جانا:

مختلف روایات سے ثابت ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن سے مخصوص لوگوں کو داخل ہونے کے لیے پکارا جائے گا۔ ان دروازوں اور ان سے داخل ہونے والوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

3607- اخرجه النسائي (۶/۲۲، ۲۳): كتاب الجهاد: باب: فضل من انفق زوجين في سبيل الله عزوجل، حديث (۳۱۳۵).

۱-باب الایمان: اس سے اہل ایمان اور مسلمانوں کو داخل ہونے کے لیے پکارا جائے گا۔
۲-باب الصلوٰۃ: اس سے عابد و زاہد، تہجد گزار اور پنجگانہ نماز ادا کرنے والوں کو پکارا جائے گا۔
۳-باب الریان: اس سے باقاعدگی سے ماہ رمضان کے روزے رکھنے والوں کو پکارا جائے گا۔
۴-باب الجهاد: اس سے جذبہ جہاد سے سرشار اور مجاہدین کو داخل ہونے کی دعوت دی جائے گی۔
۵-باب الصدقة: اس دروازہ سے صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ دینے والوں کو پکارا جائے گا۔
۶-باب الحج: اس سے حج وعمرہ اور زیارت حرمین شریفین سے مستفید ہونے والے لوگوں کو پکارا جائے گا۔
۷-باب الذکر: اس سے اوراد ووظائف اور بکثرت ذکر وفکر میں مشغول رہنے والے لوگوں کو پکارا جائے گا۔
۸-باب الکاظمین: اس سے غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والوں کو پکارا جائے گا۔

سوال: کیا کوئی ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو جنت کے تمام دروازوں سے داخل ہونے کی دعوت دی جائے گی؟

جواب: ہاں، ایسے لوگ بھی ہوں گے، جنہیں تمام دروازوں سے داخل ہونے کی دعوت دی جائے گی، وہ حسب ذیل لوگ ہوں گے:

(۱) وہ لوگ جو بہترین وضو کر کے بروقت نماز ادا کرتے ہوں گے۔
(۲) جو لوگ عدل وانصاف پر مبنی شہادت پیش کرنے والے ہوں گے۔
(۳) وہ خواتین جو صلوٰۃ وصوم کی پابند اور اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہوں گی۔
(۴) افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام دروازوں سے داخل ہونے کے لیے پکارا جائے گا۔

فائدہ نافعہ:

دوزخ کے سات دروازے ہیں اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ دوزخ کی نسبت جنت کا ایک دروازہ زائد ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور وسعت رحمت کی طرف اشارہ ہے۔

من انفق زوجين في سبيل الله: محدثین کرام نے اس فقرہ کے متعدد مطالب بیان کیے ہیں، جن میں دو حسب ذیل ہیں:

۱-اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر چیز دو عدد پیش کرے مثلاً دو گائیں اور دو بکریاں وغیرہ۔
۲-ہر چیز کا جوڑا اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرے مثلاً گائے وبیل اور بکری وبکرا وغیرہ۔

3608 سندِ حدیث: **حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ**

3608- اخرجه ابوداؤد (۵۲۶/۱): كتاب الزكاة: باب: الرخصة في ذلك، حديث (۱۶۷۸)، و الدارمي (۳۹۱/۱، ۳۹۲) كتاب الزكاة: باب: الرجل يتصدق بجميع ما عنده، و عبد بن حميد ص (۳۳) مسند عمر بن الخطاب، حديث (۱۴).

متن حدیث: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِىْ مَالًا فَقُلْتُ الْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَا بَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ قُلْتُ مِثْلَهُ وَاَتٰى اَبُوْ بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ قَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَسْبِقُهُ اِلٰى شَىْءٍ اَبَدًا

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت دی کہ ہم صدقہ کریں۔ اس وقت میرے پاس کچھ مال موجود تھا۔ میں نے یہ سوچا کہ آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا' اور آج ہی میں سبقت لے جا سکتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنا مال نصف مال لے کر آیا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی اتنا ہی چھوڑا ہے' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود سارا سامان لے آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے ابوبکر! تم اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: میں ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے یہ سوچا کہ میں کبھی بھی کسی معاملے میں ان سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

خیر کے کام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سبقت نہ کرنا:

غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمان نہایت عسرت کی زندگی گزار رہے تھے، جہاد کی تیاری کے لیے سازو سامان کی شدید ضرورت تھی، نبی کریم ﷺ کی طرف سے ایثار کا اعلان کیا گیا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس اچانک دولت زیادہ تھی جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اتنی دولت نہیں تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ ہر خیر و ایثار کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بازی لے جاتے ہیں لیکن اس موقع پر میں ان سے بڑھ جاؤں گا، آپ نے اپنے گھر کے تمام سامان کے دو حصے لیے، ایک حصہ اہل خانہ کے لیے چھوڑ دیا دوسرا حصہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے عمر! اہل خانہ کے لیے کتنا سامان چھوڑا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے تمام سامان کے دو حصے کیے، ایک حصہ اہل خانہ کے لیے چھوڑ آیا ہوں، دوسرا حصہ آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا ہے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر کا تمام سامان اٹھائے ہوئے حاضر خدمت ہو گئے، آپ ﷺ نے دریافت کیا: اے ابوبکر! کتنا سامان لائے ہیں اور کتنا اہل خانہ کے لیے چھوڑا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! سامان تو تمام کا تمام خدمت اقدس میں پیش کر دیا ہے' جبکہ اہل خانہ کے لیے اللہ و رسول ﷺ کی محبت چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ وہ ایثار و خیر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جانے

سے قاصر ہیں۔

اس بات کا امکان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مال کے مقابلہ میں نصف ہو لیکن پھر بھی وہ ایثار میں سبقت لے گئے، کیونکہ ان کے تمام سامان کے سامنے ایثار کی اہمیت زیادہ ہے۔

اس کی وضاحت ایک مثال کے ذریعے کی جاسکتی ہے مثلاً ایک شخص کے پاس کل دولت ہزار روپے ہوں، وہ نصف یعنی پانچ سو ایثار کرتا ہے' جبکہ دوسرے شخص کے پاس کل رقم ایک سو روپے ہے اور وہ سو روپے ایثار کر دیتا ہے، شرعی نقطہ نظر سے سو روپے ایثار کرنے والے کا اجر وثواب زیادہ ہے، کیونکہ اس نے تمام رقم بطور ایثار پیش کی ہے۔

ابقیت لھم اللہ ورسولہ: میں اہل خانہ کے لیے اللہ رسول ﷺ چھوڑ آیا ہوں۔ اس جملہ کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

۱- تمام ساز وسامان خدمت اقدس میں لے آیا ہوں اور اہل خانہ کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی خوشنودی چھوڑ آیا ہوں جو کہ لازوال وقیمتی سرمایہ ہے۔

۲- سامان تو تمام پیش کر دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور رسول کریم ﷺ کی نظر عنایت اہل خانہ کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔

لا اسبقہ الی شیء ابدًا: میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی سبقت نہیں کر سکتا۔ اس جملہ کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں:

(i) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سبقت کی نیت سے اپنے گھر کا نصف سامان لے کر بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوئے لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جذبہ ایثار دیکھ کر یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو گئے کہ میں کبھی سبقت نہیں کر سکتا۔

(ii) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا کہ جو شخص تنگدستی کی حالت میں میرے لیے سبقت سے مانع ہے، وہ کشادگی کی حالت میں مجھے کیسے بڑھنے دے گا؟

فائدہ نافعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے: میری زندگی بھر کی نیکیوں کے عوض "غار ثور" والی اپنی ایک نیکی مجھے دے دیں لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہیں ہوتے تھے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیوں اور خدمات سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی زیادہ قیمتی ہے۔

3609 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ

متنِ حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ وَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ

3609- اخرجه البخاری (۲۱۸/۱۳، ۲۱۹): کتاب الاحکام: باب: الاستخلاف، حدیث (۷۲۲۰)، (۲۲/۷): کتاب فضائل الصحابة: باب: فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیه وسلم، حدیث (۳۶۵۹)، (۳۴۲/۷): کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة: باب: الحجة علی من قال ان احکام النبی صلی اللہ علیه وسلم کانت ظاهرة، حدیث (۷۳۶۰) واخرجه مسلم (۱۸۵۶/۴، ۱۸۵۷): کتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل ابی بکر، حدیث (۲۳۸۶/۱۰)، و اخرجه احمد (۸۲/۴، ۸۳).

اَرَاَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ اَجِدْكَ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدِيْنِیْ فَأْتِیْ اَبَا بَكْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► محمد بن جبیر بیان کرتے ہیں: ان کے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' ایک خاتون حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں گفتگو کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی ہدایت کی' وہ کہنے لگی: یارسول اللہ ﷺ آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر میں آپ ﷺ کو نہ پاؤں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آجانا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "صحیح غریب" ہے۔

شرح

نبی کریم ﷺ کے نائب وخلیفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہونا:

روئے زمین کے تمام اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نائب وخلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اس کی تائید حدیث باب سے ہوتی ہے کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے، وہ آپ سے مالی معاونت کا سوال کرتی ہے، آپ اس سے دوبارہ آنے پر معاونت کرنے کا وعدہ فرماتے ہیں، عورت دریافت کرتی ہے کہ آپ کے وصال کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکے تو وہ کیا کرے؟ آپ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ ایسی صورت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ کے حکم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنایا گیا، رفیق ہجرت و یار غار ومزار بنایا گیا اور آپ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کو سترہ (۱۷) نمازیں پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ وہ ناقابل تردید حقائق ہیں جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیابت وخلافت پر دلالت کرتے ہیں۔

3610 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ بَقَرَةً اِذْ قَالَتْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِذٰلِكَ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَمَا هُمَا فِی الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

3610- اخرجه البخاری (۱۱/۵): كتاب الحرث و المزارعة: باب: استعمال البقر للحراثة، حديث (۲۳۲٤)، و للحديث اطراف فی (۳٤۷۱)، (۳٦٦۳)، (۳٦۹۰)، و الادب المفرد (۹۰۲)، و الحميدی (۲/٤٥٤، ٤٥٥)، حديث (۱۰٥٤) و احمد (۲/٢٤٥، ۳۸۲، ٥۰۲).

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مرتبہ ایک شخص گائے پر سوار ہوا' تو وہ گائے بولی مجھے اس مقصد کے لیے پیدا نہیں کیا گیا مجھے کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (یہ بیان کرنے کے بعد) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں میں بھی ابوبکر اور عمر بھی۔

راوی بیان کرتے ہیں: یہ دونوں حضرات اس وقت حاضرین میں موجود نہیں تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے' بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نبی کریم ﷺ کا قوتِ ایمانی میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ ملانا:

اس حدیث میں دو اہم مسائل بیان ہوئے ہیں:

(۱) معجزہ نبوی ﷺ: جس طرح کرامت ولایت ولی کی دلیل ہوتی ہے، اسی طرح معجزہ نبوت نبی کی دلیل ہوتا ہے۔ گائے کا اپنے سوار سے گفتگو کرنا معجزہ نبوی ﷺ ہے، کیونکہ پتھروں کا سلام کرنا، کلمہ طیبہ پڑھنا، جانوروں کا حاضر خدمت ہو کر اپنے اپنے مالک کی شکایت کرنا اور درختوں کا حسب حکم حاضر خدمت ہونے کے کثیر واقعات کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ یہ تمام معجزات آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہیں۔

(۲) شیخین: بلاشبہ تمام صحابہ میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام ہے۔ حدیث باب میں آپ ﷺ کی طرف سے ان دونوں کو قوت ایمانی کے اعتبار سے قوی تر قرار دیتے ہوئے اپنے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اس طرح یہ دونوں شخصیات صحابیت اور نیابت وخلافت کی طرح قوت ایمانی میں بھی سب سے افضل اور نبوت کے قریب تر ہیں۔ دونوں کی ترتیب پر غور کرنے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ سب سے بلند ہے۔

3611 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

◆◆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مخصوص دروازے کے علاوہ

3611- لم يخرجه الا الترمذي من اصحاب الكتب الستة، ينظر (التحفة) (۲۸/۲)، حديث (۱٦٤١٠).

(مسجد نبوی کے) تمام دروازوں کو بند کرنے کی ہدایت دی تھی۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے تمام دریچوں کو بند کرنے کا حکم ہونا:

نگاہ نبوت سے ماضی، حال اور استقبال کا کوئی زمانہ مخفی نہیں ہوتا اور نہ کوئی مکان و مقام پوشیدہ رہ سکتا ہے۔ آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب وخلیفہ کی حیثیت سے ملاحظہ فرمار ہے تھے، اسی لیے اعلان کر دیا تھا کہ مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے دریچوں میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام دریچے بند کر دیئے جائیں، آپ کے دریچہ کو باقی رکھنا مرتبہ و مقام کی وجہ سے تھا، آپ کی خصوصیت و امتیاز تھا اور آپ کی نیابت وخلافت کی وجہ سے تھا، تاکہ خدمات خلافت انجام دینے کے لیے آمدورفت میں آسانی ہو۔

سوال: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح دوسری روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دریچہ کو بھی باقی رکھنا ثابت ہوتا ہے، پھر یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تو نہ رہی؟ علاوہ ازیں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: مسجد نبوی شریف کی طرف کھلنے والے دروازے دوبار بند کروائے گئے تھے، پہلی بار دروازے بند کروائے گئے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا، کیونکہ ان کا دروازہ دوسری جانب کھولنا ممکن نہیں تھا اور حسب حکم سب لوگوں نے مسجد نبوی کی طرف سے دروازے بند کر کے دوسری جانب نکال لیے لیکن مسجد میں آنے کے لیے دریچے بنوا لیے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے وصال سے چند ماہ قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام دریچے بھی بند کروا دیئے تھے۔ تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ بدستور باقی رکھا گیا، کیونکہ ان کو باقی رکھنا مجبوری کی وجہ سے تھا۔

3612 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ اِسْحٰقَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ سند: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مَعْنٍ وَّقَالَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ

3612۔ لم یخرجه الا الترمذی من بین اصحاب الکتب الستة، ینظر (التحفة) (۱۱/۳٤۹)، حدیث (۱۵۹۲۱)، و اخرجه الحاکم (۳/۳۷٦)، و الطبرانی فی المعجم الکبیر، رقم (۹).

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد کیے ہوئے ہو۔ اسی دن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق پڑ گیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو معن نامی راوی سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ موسیٰ بن طلحہ کے حوالے سے حضرت سیدہ عائشہ سے منقول ہے۔

شرح

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے جہنم سے آزادی کا اعلان ہونا:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل میں سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے انہیں جہنم سے آزاد قرار دینے کا اعلان کیا گیا۔ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے انہیں دیکھتے ہی یہ اعلان فرمایا:

انت عتیق اللہ من النار یعنی اے صدیق اکبر! آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم سے آزاد ہیں۔

عتیق اور صدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشہور القاب ہیں، جو رحمتِ کائنات ﷺ کی طرف سے آپ کو دیے گئے۔ صدیق لقب عطا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معجزہ معراج سے سرفراز کیے جانے پر چند رؤساء مشرکین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے کہا: اے ابوبکر! اب آپ کے دوست نے یہ اعلان کیا ہے کہ رات کے قلیل ترین حصہ میں مجھے مکہ سے مسجد اقصیٰ تک، وہاں سے تمام آسمانوں کی لامکان تک معراج کروائی گئی، پھر مجھے واپس مکہ میں لایا گیا اور یہ اعلان ہماری عقل سے بلند ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اگر یہ اعلان حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، آپ کا یہ جواب سن کر مخالفین مایوسی کے عالم میں واپس پلٹ گئے۔ جب اس بارے میں نبی کریم ﷺ کو علم ہوا تو آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' کے لقب سے نوازا۔

3613 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا تَلِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِى الْجَحَّافِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِى سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا لَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَاىَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَاىَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهٗ دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ عَوْفٍ وَّيُرْوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَحَّافِ

3613۔ لم يخرجه الا الترمذى من بين اصحاب الكتب الستة، ينظر (التحفة) (۴۱۶/۳)، حديث (۴۱۹۶)، و ذكره المتقى الهندى فى الكنز (۵۶۰/۱۱)، حديث (۳۲۶۴۷)، و عزاه للترمذى من طريق ابى سعيد

وَكَانَ مَرْضِيًّا وَتَلِيْدُ ابْنُ سُلَيْمَانَ يُكْنٰى اَبَا اِدْرِيْسَ وَهُوَ شِيْعِيٌّ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نبی کے دو وزیر آسمان سے تعلق رکھتے ہیں اور دو وزیر' جو زمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے آسمان سے تعلق رکھنے والے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین سے تعلق رکھنے والے میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

اس حدیث کے راوی ابو جحاف کا نام داؤد بن ابی عوف ہے۔

سفیان ثوری سے یہ بات روایت کی گئی ہے وہ یہ بات بیان کرتے ہیں: ابو جحاف نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے' اور وہ ایک پسندیدہ شخصیت ہیں۔ تلید بن عثمان نامی راوی کی کنیت ابوادریس ہے اور وہ شیعہ ہیں۔

شرح

حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما دونوں کا نبی کریم ﷺ کے وزیر ہونا:

لفظ "وزیر" کی جمع وزراء ہے، اس کا اطلاق ایسے شخص پر ہوتا ہے جو کسی سربراہ سلطنت کے لیے مشیر و معاون ہوتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ سلطنت خداوندی کے سربراہ اور وزیر اعظم ہیں، سلطنت کے دو صوبے ہیں: (۱) عالم علیا: وہاں کے لیے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام آپ ﷺ کے وزیر ہیں۔ (۲) عالم سفلی: اس کے لیے نبی کریم ﷺ کے دو وزیر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ دنیا بھر کا دستور ہے کہ وزراء محض مخلص، با اعتماد اور باکردار لوگوں کو بنایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیخین رضی اللہ عنہما اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک نہایت مخلص، با اعتماد اور باکردار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زبانِ نبوت سے ان کی وزارت کا اعلان کیا گیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

ثانی اثنین فی الغار، رفیق ہجرت و مزار، خلیفہ بلافصل، افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کثیر فضائل و کمالات کتب احادیث میں مذکور ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ان امن الناس علی فی ماله وصحبته ابوبکر . (صحیح للبخاری، ج اول، رقم الحدیث: ۴۵۴)

مال و ہم نشینی کے اعتبار سے ابوبکر کا سب سے زیادہ مجھ پر احسان ہے۔

۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے برسر منبر فرمایا:

لا یبقین فی المسجد خوخة الاخوخة ابی بکر . (الصحیح للبخاری، ج اول، رقم الحدیث: ۴۵۴)

مسجد کی طرف ہرگز کسی کا دریچہ باقی نہ رکھا جائے سوائے ابوبکر صدیق کے دریچہ کے۔

۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

من جرثوبه خيلاء، لم ينظر الله اليه يوم القيامة، فقال ابوبكر: ان احد شقي ثوبي يسترخي، الا ان تعاهد ذالك منه؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لست تصنع ذالك خيلاء .

(الصحيح للبخاری، رقم الحدیث: ۳۶۶۵)

جس نے تکبر کے سبب اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! بے احتیاطی کی بنا پر میرے کپڑے کا ایک کونہ زمین پر لٹک جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: تم تکبر کے سبب ایسا نہیں کرتے۔

۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

رحم الله ابابكر، زوجني ابنته وحملني الى دار الهجرة واعتق بلالاً من ماله . (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۱۴)

اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم کرے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کیا، وہ مجھے اٹھا کر دار الہجرت (مدینہ منورہ) لے گئے اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کیا۔

۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

قال عمر لابي بكر الصديق رضي الله عنه يا خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم .

(جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۶۸۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے رسول کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر شخص۔

۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

ما لاحد عند نايد الا وقد كافيناه، ما خلا ابابكر، فان له عندنا يدًا يكافئه الله بها يوم القيامة .

(جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۶۶۱)

ہم نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پس ان کے ہم پر اتنے احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں عطا کرے گا۔

۷- حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوبكر، ابوبكر! ان روح القدس جبريل عليه السلام اخبرني آنفا ان خير امتك بعدك ابوبكر الصديق . (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث: ۶۴۴۸)

میں نے نبی کریم ﷺ کو دوران خطبہ یوں فرماتے ہوئے سنا: (آپ نے توجہ فرمائی تو (حاضرین میں) ابوبکر رضی اللہ عنہ نظر نہ آنے پر آپ نے یوں پکارا:) ابوبکر، ابوبکر! حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ میرے بعد میری امت

میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ فی السماء یکرہ ان یخطأ ابوبکر فی الارض ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ج:۲۰، رقم الحدیث:۱۲۴)

اللہ تعالیٰ آسمان میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ زمین پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی غلطی کا ارتکاب کریں۔

۹- حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

جاء عیینة بن حصن والاقرع بن حابس الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقالوا: یا خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (المستدرک للحاکم ۳، رقم الحدیث:۴۴۷۳)

حضرت عیینہ بن حصن اور حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے یوں کہا: یا خلیفۃ رسول اللہ ﷺ!

۱۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

خیر ھذہ الامة بعد نبیھا ابوبکر رضی اللہ عنہ ۔ (المسند لاحمد بن حنبل، ج:۱، رقم الحدیث:۸۷۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں بہترین شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

۱۱- حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا:

انا نری ابابکر احق الناس بھا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انہ لصاحب الغار، وثانی اثنین، وانا لنعلم بشرفہ وکبرہ، ولقد امرہ رسول اللہ بالصلوٰة بالناس وھو حی ۔

(المستدرک للحاکم ۳، رقم الحدیث:۴۴۲۲)

بیشک ہمارے خیال کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں، کیونکہ آپ ثانی اثنین ہیں۔ ہم آپ کے شرف اور بزرگ ہونے کو خوب جانتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ظاہری زندگی میں انہیں نماز کی امامت کرانے کا حکم دیا تھا۔

۱۲- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

حب ابی بکر وشکرہ واجب علی امتی ۔ (مسند الفردوس للدیلمی، ج:۲، رقم الحدیث:۲۷۴۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا اور ان کا شکریہ بجالانا میری اُمت پر واجب ہے۔

۱۳- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

رآنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا امشی امام ابی بکر فقال: لم تمشی امام من ھو خیر منک؟ ان ابابکر خیر ممن طلعت علیہ الشمس او غربت ۔ (مسند الفردوس للدیلمی، ج:۵، ص:۳۵۱)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حالت میں دیکھا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے آگے چل رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: تم اس شخص کے آگے کیوں چلتے ہو جو تم سے بہتر ین ہے؟ بیشک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر اس آدمی سے بہتر ہیں جس پر آفتاب طلوع وغروب ہوتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ ایک نظر میں

ولادت باسعادت: نبی کریم ﷺ کی ولادت سے تقریباً اڑھائی سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب اور القاب: نام: عبداللہ، القاب: صدیق وعتیق، اسم والد گرامی: ابوقحافہ، خاندان: بنوتمیم۔

عالی سلسلہ نسب: سلسلہ نسب چھٹی پشت میں نبی کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔

اول الاسلام: بالغ آزاد مردوں میں سے آپ نے سب سے قبل قبول اسلام کا اعزاز حاصل کیا۔

دعوت وتبلیغ: آپ کی دعوت وتبلیغ کے نتیجہ میں حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد اور حضرت طلحہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

رفاقت نبوی: تاحیات نبی کریم ﷺ کے حضر وسفر میں رفیق رہے۔

رشتہ مواخات: بعد از ہجرت نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ مواخات قائم کیا، آپ کی مواخات حضرت خارجہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

غزوات میں شرکت: آپ نے تمام غزوات میں عملی طور پر شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی اور کردار ادا کیا۔

امارت حج: حسب حکم نبوی ﷺ ۹ھ امیر حج کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

حضور کی موجودگی میں خدمت امامت: نبی کریم ﷺ کے ایام مرض میں آپ ﷺ کے حسب حکم صحابہ کو سترہ (۱۷) نمازیں پڑھائیں۔

اہم خدمات وکارنامے: (۱) مانعین زکوۃ سے قتال، (۲) مرتدین کی سرکوبی، (۳) جھوٹی نبوت کے دعویداروں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور طلیحہ کا خاتمہ، (۴) جمع قرآن، (۵) کئی ایک علاقہ جات کی فتوحات۔

اوصاف وامتیازات: (۱) عبادت وریاضت، (۲) تقویٰ وطہارت، (۳) عجز وانکسار، (۴) انفاق فی سبیل اللہ ومہمان نوازی، (۵) خدمت خلق، (۶) تبلیغ واشاعت اسلام، (۷) ایثار وقربانی وغیرہ۔

وصال: ۱۳ھ میں تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔

نماز جنازہ وتدفین: تجہیز وتکفین اور غسل کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں مصطفیٰ کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

مدت خلافت: کل مدت خلافت دو (۲) سال، تین (۳) ماہ اور دس (۱۰) دن ہے۔

بَابُ فِيْ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب 15: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

3614 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ وَكَانَ اَحَبَّهُمَا اِلَيْهِ عُمَرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ان دو آدمیوں میں سے اپنی بارگاہ میں زیادہ محبوب شخص کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔ ابوجہل یا عمر بن خطاب

راوی بیان کرتے ہیں: ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ (جنہوں نے اسلام قبول کیا)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے' جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' منقول ہے۔

شرح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف

ولادت و نسب نامہ:

خلیفہ ثانی، امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے تیرہ سال بعد ہوئی، قبیلہ قریش کے چشم و چراغ تھے اور نسب نامہ یوں بیان کیا جاتا ہے:

عمر بن خطاب بن عبد العزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ آپ کا نسب نامہ آٹھویں پشت میں خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ سے جاملتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی مترجم، ص: ۱۸۲)

قبول اسلام:

زمانہ جاہلیت میں آپ کا شمار رؤساء قریش میں ہوتا تھا، سفارت قریش آپ کے سپرد تھی، قریش کی اندرونی یا بیرونی سطح پر کسی سے جنگ ہوتی تھی تو آپ کا فیصلہ تسلیم کیا جاتا تھا، اظہار نسب یا تفاخر نسب کا مسئلہ پیش آتا تو اس کو سلجھانے کے لیے آپ کو روانہ کیا جاتا۔ ۶ نبوی میں ستائیس (۲۷) سال کی عمر میں قبول اسلام کیا۔ قبول اسلام سے قبل آپ اسلام کے سخت مخالف تھے اور

3614۔ اخرجه عبد بن حميد ص (۲٤٥) حديث (۷۵۹) عن نافع عن ابن عمر فذكره

قبول اسلام کے بعد سب سے زیادہ معاون اسلام ثابت ہوئے۔ قبول اسلام سے اسلام کو خوب تقویت حاصل ہوئی، رسول کریم ﷺ بلکہ تمام مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی۔ آپ کے قبول اسلام کے بعد مسلمانوں نے کعبہ معظمہ میں پہلی بار باجماعت نماز ادا کی۔

قبول اسلام کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ عداوت اسلام اور مخالفت نبوی ﷺ کے سلسلہ میں آپ پیش پیش تھے۔ ایک دن برہنہ تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے مذموم قصد سے دار ارقم کی طرف جا رہے تھے، کسی نے دریافت کیا: اے عمر! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ جواب دیا: نئے نبی (ﷺ) کا کام تمام کرنے جا رہا ہوں، کہا گیا: تم اپنے گھر کی خبر لو، تمہاری ہمشیرہ اور بہنوئی نے اسلام قبول کر لیا ہے، آپ بہت غصہ میں آئے، آگے بڑھنے کی بجائے اپنی بہن کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے، ہمشیرہ کے گھر پہنچ کر دروازہ سے کان لگا کر اندرونی حالات سے باخبر ہونے کی کوشش کی، اندر سے کچھ پڑھنے کی آواز سنائی دی، دروازہ کھٹکھٹایا، آپ کی آمد کی اطلاع پاتے ہی قرآنی اجزاء چھپا دیئے گئے، بہن اور بہنوئی سے دریافت کیا: معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ بھی بے دین ہو گئے ہیں، آپ لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم باہم گفتگو کر رہے تھے، کہا: نہیں تم اپنے نبی پر نازل ہونے والا کلام پڑھ رہے تھے، دونوں کو خوب پیٹا اور زخمی کر دیا۔ پھر اعلان کیا: تم لوگ اسلام کو چھوڑ دو ورنہ قتل کر دوں گا؟ دونوں نے اسلام چھوڑنے کا انکار کر دیا، ان کے جواب سے آپ بہت متاثر ہوئے، کہا: وہ کلام مجھے دکھاؤ میں بھی تو پڑھوں؟ جواب دیا گیا: اے عمر! تم نجس ہو، پہلے غسل کرو پھر اسے پڑھ سکتے ہو، غسل کیا تو اجزاء قرآن تھما دیئے گئے، چند آیات کی تلاوت نے دل موم کر دیا، دل کی عداوت و کدورت کو حرف غلط کی طرح ختم کر دیا، کہا: مجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لے چلو، کیونکہ میں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ آپ کو دار ارقم میں لے جایا گیا، آپ ﷺ کی خدمت میں موجود صحابہ نے ہاتھ میں تلوار لیے عمر کے آنے کی اطلاع دی، آپ نے فرمایا: آپ لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اگر عمر اچھے ارادہ سے آ رہا ہے تو اسے باعزت بٹھائیں گے ورنہ اس کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیں گے، حاضر خدمت ہونے پر آپ ﷺ نے عمر کے دامن کو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا: اے عمر! کیا تمہارے قبول اسلام کا ابھی وقت نہیں آیا؟ عرض کیا: میں قبول اسلام کی غرض سے حاضر ہوا ہوں، کلمہ طیبہ پڑھ کر قبول اسلام کر لیا۔ آپ کے قبول اسلام سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ (ایضا)

لقب فاروق کی وجہ:

قبول اسلام سے قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ اسلام، بانی اسلام ﷺ اور مسلمانوں کے دشمن تھے۔ قبول اسلام کے بعد اسی طرح اسلام، نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے خیر خواہ و معاون ثابت ہوئے، آپ کے قبول اسلام کے بعد مسلمانوں کو خوب تقویت حاصل ہوئی، قبول اسلام سے کفر و اسلام اور حق و باطل کے درمیان فرق خوب واضح ہو گیا۔ آپ کو لقب فاروق نبی کریم ﷺ کی طرف سے عطا کیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لقب فاروق کس نے دیا تھا؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: یہ لقب نبی کریم ﷺ نے انہیں عطا فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کیا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اہل آسمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اسی دن سے آپ فاروق کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص:۱۸۸)

امتیازی شان سے عازم ہجرت ہونا:

جب کفار مکہ نے مسلمانوں کا مکہ مکرمہ میں رہنا دشوار کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ہجرت کی اجازت دی گئی، مسلمان مدینہ طیبہ کی طرف عازم ہجرت ہونے لگے۔ مسلمانوں کی ہجرت کا انداز مختلف تھا، کچھ مسلمان جماعت کی شکل میں، کچھ رات کی تاریکی میں اور کچھ کفار کی نظروں سے چھپ کر عازم ہجرت ہو رہے تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سر عام اور کفار کے سامنے اس شان سے ہجرت کی کہ اعلان کر دیا: جو شخص اپنی اولاد کو یتیم کرنا چاہتا ہے یا اپنے والدین کو رلانا چاہتا ہے یا اپنے بہن بھائیوں کو غمگین کرنا چاہتا ہے، وہ میرے مقابلہ میں آئے۔ یہ اعلان سن کر کسی دشمن اسلام کو آپ کے سامنے آنے کی ہرگز جرأت نہ ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی مترجم، ص:۱۹۰)

آپ سے احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام:

کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں، ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت عثمان غنی (۲) حضرت علی (۳) حضرت سعد (۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود (۶) حضرت ابوذر غفاری (۷) حضرت عمرو بن عبسہ (۸) حضرت عبداللہ بن عمر (۹) حضرت عبداللہ بن عباس (۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیر (۱۱) حضرت انس (۱۲) حضرت ابوہریرہ (۱۳) حضرت عمرو بن العاص (۱۴) حضرت ابوموسیٰ الاشعری (۱۵) حضرت براء بن عازب (۱۶) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

موافقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

کثیر مواقع پر آپ کی رائے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنی نازل فرمائیں، ان میں سے چند ایک موافقات حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ مصطفوی ﷺ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں چاہیے کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط

۲- جب امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ سے نان ونفقہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور مشورہ عرض کیا: عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ اس پر انہی الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کر دی۔

۳- نبی کریم ﷺ نے اسیران بدر کے بارے میں صحابہ سے مشاورت فرمائی، اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی۔

۴- آپ نے نبی کریم ﷺ سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردہ کرانے کے بارے میں بطور مشورہ عرض کیا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی رائے کے مطابق حکم پردہ پر مشتمل آیت نازل کر دی۔

۵- آپ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حرمت شراب کا مشورہ پیش کیا، اس پر حرمت شراب کی آیت نازل ہوگئی۔

۶- جب یہ آیت نازل ہوئی: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝، تو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بے ساختہ یہ آیت جاری ہوگئی: فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ تو اللہ تعالیٰ نے ان ہی الفاظ میں آیت نازل کر دی۔

۷- رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی مرا تو اس کے لواحقین نے نبی کریم ﷺ سے نماز جنازہ پڑھانے کے لیے عرض کیا، آپ نماز جنازہ پڑھانے کے لیے تیار ہوگئے، اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! عبداللہ بن ابی تو آپ کا دشمن ہے، اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھانی چاہیے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ الخ۔

۸- یہ آیت بھی آپ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ الخ

۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حالت نشہ میں نماز نہ پڑھنے کا مشورہ عرض کیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى

۱۰- نبی کریم ﷺ ایک قوم کے حق میں دعاء مغفرت کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ، تب یہ آیت نازل ہوئی: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ الخ

۱۱- غزوہ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے باہر نکل کر لڑنے کے بارے میں مشاورت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں باہر نکل کر دشمن سے لڑنا چاہیے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ الخ

۱۲- جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ واقعہ نامرضیہ پیش آیا تو آپ ﷺ کچھ رنجیدہ ہوئے، اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا، آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا یہ نکاح کس نے کیا تھا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے، عرض کیا: پھر اللہ تعالیٰ خود اس سلسلہ میں بہتر فیصلہ کرے گا۔ اس موقع پر آپ کے کہنے کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی: سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝

۱۳- آغاز اسلام میں ماہ رمضان کی راتوں میں بیوی سے جماع کرنے کی ممانعت تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواز جماع کے بارے میں بطور مشورہ آپ ﷺ سے عرض کیا، اس کے مطابق یہ آیت نازل ہوگئی: اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ الخ

۱۴- حضرت عبدالرحمن بن ابی یعلیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک یہودی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، اس نے آپ سے کہا: مشہور فرشتہ (حضرت) جبریل (علیہ السلام) کا تذکرہ تمہارے نبی (ﷺ) کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے، یہ بات سن کر آپ نے جواب میں فرمایا: مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ پھر باایں الفاظ آیت نازل ہوگئی۔

۱۵-حضرت ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ دو شخصوں کا کسی معاملہ میں تنازع ہوگیا، دونوں فیصلہ کرانے کے لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، فریقین کے دلائل سن کر آپ نے ایک شخص کے حق میں فیصلہ کر دیا، دوسرا شخص کہنے لگا: یہ فیصلہ آپ نے عجلت میں کر دیا ہے جو ہمارے لیے قابل قبول نہیں، لہٰذا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں، چنانچہ وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے، جب انہوں نے اپنا تنازع عدالت فاروقی میں پیش کیا، تو خدمت میں نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے بارے میں بھی عرض کر دیا گیا، آپ نے فرمایا: آپ لوگ رکیں میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں، اپنے گھر سے برہنہ تلوار لہراتے ہوئے تشریف لائے اور آتے ہی اس شخص کی گردن اڑادی جس نے آپ ﷺ کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ جسے رسول کریم ﷺ کا فیصلہ منظور نہیں ہے پھر عمر کے پاس فیصلہ یہ ہے۔ اس واقعہ کی اطلاع آپ ﷺ کو پہنچی، آپ نے فرمایا: مجھے امید نہیں تھی کہ عمر کسی مسلمان کو قتل کرے گا، اس موقع پر آپ کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ

۱۶-ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محو استراحت تھے کہ اچانک ایک غلام اندر داخل ہوگیا، آپ بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی: اے اللہ العالمین! تو ایسا حکم نازل کر دے کہ بغیر اجازت کے کوئی شخص کسی گھر میں داخل نہ ہو، اس موقع پر یہ حکم نازل ہوا: ''کسی کے گھر میں بلا اجازت داخلہ ممنوع ہے۔''

۱۷-ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قوم یہود پر بے لاگ تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ ایک حیران و سرگردان قوم ہے۔'' آپ کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کر دی تھی۔

۱۸-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں یہ آیت نازل ہوئی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ ۝

۱۹-مشہور منسوخ الحکم اور منسوخ التلاوت آیت: ''الشیخ والشیخۃ اذا زنیا'' کی تنسیخ بھی آپ کی رائے سے ہوئی تھی۔

۲۰-ایک دن کعب بن احبار نے کہا: ''سلطان آسمان، سلطان زمین پر افسوس کرتا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر فرمایا: ''مگر اس سلطان پر افسوس نہیں کرتا جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا۔'' کعب بن احبار نے آپ کی یہ بات سن کر کہا: ''قسم بخدا! تورات میں یہی الفاظ ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر سجدہ میں گر گئے (گویا آپ سجدہ شکر بجالائے)۔

۲۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے کہ اذان کے ابتدائی زمانہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے وقت: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی کہا کریں، یہ بات سن کر آپ ﷺ نے بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''عمر جیسا کہتے ہیں ویسا کہا کرو۔'' (تاریخ الخلفاء، ص: ۱۹۷)

مقام عمر رضی اللہ عنہ اقوال اسلاف کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امتیازی مقام و مرتبہ عطا کیا گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ اسلاف و اخلاف سب

آپ کی عظمت وفضیلت میں رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند ایک اقوال حسب ذیل ہیں:

۱- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی۔

۲- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمام روئے زمین پر میرے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے۔

۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلہ میں اور تمام دنیا کا علم دوسرے پلہ میں رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پلہ ہی بھاری رہے گا، کیونکہ علم کے دس حصوں میں سے نو (۹) حصے علم آپ کو دیا گیا ہے۔

۴- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شخص سے واقف نہیں جس نے جرأت کے ساتھ خدا کی راہ میں ملامت سنی ہو۔

۵- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت زود فہم، تیز طبع اور معاملہ فہم آدمی ہیں۔

۶- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس نہ دنیا آئی اور نہ انہوں نے اس کی خواہش اور آرزو فرمائی۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دنیا آئی مگر انہوں نے اس کو دھتکار دیا اور میں نے دنیا کو بالکل ہی اپنے پیٹ میں بھر لیا ہے۔

۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: مجھے رسول کریم ﷺ کے اقوال کے بعد اس چادر اوڑھنے والے شخص کے اقوال سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

۸- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب صالحین کا ذکر خیر کیا جائے تو ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ضرور کرنا چاہیے، کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ قرآن کریم اور اسلامی احکام کے جاننے والے ہیں۔

۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال اس پرندے کی ہے جس کو دیکھ کر دیکھنے والے میں یہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ میں کسی نہ کسی طرح اس کو اپنے دامن میں لے لوں۔

۱۰- حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جس نے یہ خیال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے، تو اس نے صرف حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہی کو نہیں بلکہ تمام مہاجرین وانصار کو خطا کار ٹھہرایا۔

۱۱- حضرت شریک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص میں ذرا سی بھی نیکی ہے وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ زیادہ مستحق خلافت تھے۔

۱۲- حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! تم کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کون تھے؟ وہ دونوں حضرات اسلام کے لیے بمنزل والدین کے تھے۔

۱۳- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھلائی کے ساتھ یاد نہ کرے تو میں ایسے

شخص سے بالکل بیزار اور الگ ہوں۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی مترجم ص: ۱۹۴ تا ۱۹۶)

کرامات حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

نبی علیہ السلام علمی و روحانی فیضان ذات باری تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے اور صحابی علمی و روحانی فیضان اپنے نبی علیہ السلام سے براہ راست حاصل کرتا ہے۔ ہر صحابی منصب ولایت پر فائز ہوتا ہے اور کرامت ولایت کی دلیل ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد پوری امت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ آپ کی کرامات کثیر ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- دور سے راہنمائی کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ نے درمیان میں خطبہ ترک کر کے تین بار یہ فرمایا: ''اے ساریہ پہاڑ کی طرف جا۔'' اور اس کے بعد پھر خطبہ شروع کر دیا۔ حاضرین میں سے بعض لوگوں نے کہا: آپ کو جنون لاحق ہو گیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قدرے بے تکلف تھے انہوں نے کہا: آج آپ نے ایسا کام کیا ہے کہ لوگ آپ پر زبان طعن دراز کر رہے ہیں، آپ تو خطبہ دے رہے تھے کہ یکا یک آپ اونچی اونچی بولنے لگے: ''یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ'' آخر یہ کیا قصہ تھا؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا میں نے دیکھا کہ مسلمان پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن ان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے، یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہہ دیا: ''ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا'' اس واقعہ کے بعد ساریہ کا خط لے کر ایک قاصد آیا اس خط میں لکھا تھا کہ جمعہ کے روز ہم دشمن سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ ہم شکست پا جائیں کہ عین نماز جمعہ کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی: ''ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا'' چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف ہٹ گئے اور ہم کو دشمنوں پر فتح حاصل ہو گئی اور انہیں ہم نے تہ تیغ کر ڈالا۔

۲- جمرہ کا گھر جلنا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: جمرہ (چنگاری) آپ نے اس کے باپ کا نام دریافت کیا؟ اس نے کہا: شہاب (شعلہ) آپ نے اس کے قبیلے کا نام دریافت کیا؟ اس نے حرقہ (آگ) بتایا، آپ نے اس کا وطن دریافت کیا؟ اس نے بتایا: حرہ (گرمی)' آپ نے فرمایا: حرہ کہاں واقع ہے؟ اس نے کہا: لظی (شعلہ) میں، یہ سن کر آپ نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کی جلد خبر لو وہ تو جل مرے، وہ شخص اپنے گھر گیا تو واقعی اس کے گھر کو آگ لگ چکی تھی اور سب کے سب افراد خانہ جل مرے تھے۔

۳- دریائے نیل کے نام خط:

جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو ایک مقررہ دن پر جو اہل عجم کا معمول تھا، بہت سے لوگ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ہماری کھیتی باڑی کا دارومدار دریائے نیل پر ہے' جب دریائے نیل خشک ہو جاتا ہے تو ایک قدیم طریقے کے بغیر اس میں پانی نہیں بڑھتا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ وہ قدیم طریقہ کیا ہے؟

انہوں نے کہا: جب چاند کی گیارہ تاریخ آتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے والدین کی رضامندی سے اسے اعلیٰ درجہ کے زیورات اور کپڑے پہناتے ہیں اور پھر اس کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں (پس اس مرتبہ بھی دریا میں پانی نہیں ہے ہمیں بھینٹ چڑھانے کی اجازت دی جائے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تمام لغو اور بے سروپا باتیں ہیں اسلام تو ان تمام باطل باتوں اور واہموں کو مٹانے آیا ہے، چنانچہ آپ نے اجازت نہ دی اور دریائے نیل بالکل خشک ہو گیا اور بہت سے لوگ ترک وطن پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تمام واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ خط پڑھا تو آپ نے ان کو جواب میں لکھا کہ تم نے مصریوں کو بہت اچھا جواب دیا، اسلام ان تمام لغو باتوں کو مٹانے آیا ہے، میں اس خط کے ہمراہ ایک رقعہ ملفوف کر رہا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اس رقعہ کو پڑھا اس میں لکھا تھا:

بندہ الٰہی عمر امیر المؤمنین کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو، اور اگر تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحد وقہار ہی سے استدعا کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دے۔ فقط

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس رقعہ کو صلیب ستارہ کے طلوع ہونے سے پہلے دریائے نیل میں ڈال دیا، جب اہل مصر صبح کو خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح جاری کر دیا ہے کہ معمول سے سولہ گز پانی زیادہ چڑھ گیا ہے اور اسی دن سے اہل مصر کی یہ مذموم اور جاہلانہ رسم بھی ختم ہوگئی۔

۴۔ جھوٹ معلوم کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور آپ سے کوئی جھوٹی بات کہی، آپ نے اس سے فرمایا: چپ رہ! اس نے پھر وہی بات دہرائی، آپ نے پھر فرمایا: چپ رہ! تب اس شخص نے کہا کہ میں آپ سے جو بات کہتا ہوں وہ سچ ہوتی ہے مگر آپ نے مجھے جس بات پر چپ رہنے کا حکم دیا وہ فی الواقع جھوٹ تھی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جھوٹ کو پہچان لیا کرتے تھے اور یہ بات آپ کے لیے مخصوص تھی۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ اہل عراق نے آپ کے مقرر کردہ والی کو سنگسار کر کے ہلاک کر دیا ہے۔ اس خبر سے آپ کو سخت غصہ آیا اور آپ طیش کی حالت میں گھر سے باہر تشریف لائے نماز پڑھی اور یہ دعا کی:

"الٰہی! اگر ان لوگوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے تو ان کو اپنے وبال میں گرفتار فرما اور ان پر قبیلہ بنی ثقیف کا ایک چھوکرا مسلط فرما دے جو ان پر ایسی حکومت کرے جیسی عہد جاہلیت میں کی جاتی تھی اور الٰہی نہ ان کے نیک عمل کو قبول فرما اور نہ عمل بد سے درگزر فرما۔"

میرا خیال ہے کہ اس کمسن ظالم وحاکم سے آپ کی مراد حجاج بن یوسف ثقفی تھا۔ چنانچہ وہ دعا کا مصداق بنا اور اہل عراق پر ظالم حکمران کی حیثیت سے مسلط کیا گیا۔ اس کا قتل وغارت اور ظلم وستم تاریخ کا حصہ اور ضرب المثل بن چکا ہے۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی مترجم ص: ۲۰۱ تا ۲۰۳)

تاریخی خدمات وکارنامے:

خلیفہ ثانی، امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تاریخ کا سنہرا باب اور عظیم کارناموں پر مشتمل تھا۔ آپ کے عظیم کارناموں کی فہرست طویل ہے، لیکن ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- آپ نے سب سے قبل تاریخ وسال ہجری کا اجراء کیا۔

۲- ملت اسلامیہ کی فلاح وبہبود کے لیے "بیت المال" قائم کیا۔

۳- رمضان المبارک میں باقاعدہ باجماعت نماز تراویح کا اجراء کیا۔

۴- عوام کے احوال سے معلومات حاصل کرنے کے لیے رات کے وقت گشت کا آغاز کیا۔

۵- ہجو اور مذمت کے ذریعے کسی کی عزت مجروح کرنے پر حد کا اجراء کیا۔

۶- شراب نوشی کرنے پر اسی (۸۰) کوڑے لگوانے کا اجراء کیا۔

۷- حرمت متعہ کے قانون کو متعارف کروایا اور کسی کے لیے بھی جائز نہ رکھا گیا۔

۸- لونڈیوں کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد کی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا۔

۹- مسلمان میت کی نماز جنازہ کے لیے چار تکبیروں کا حکم دیا۔

۱۰- عوام کو عدل وانصاف فراہم کرنے کے لیے دفاتر اور وزراء قائم کیے۔

۱۱- وسیع وعریض علاقہ جات کی فتوحات فرمائیں۔

۱۲- مصر سے بحرایلہ کے راستہ سے مدینہ طیبہ میں غلہ رسانی کا انتظام کیا۔

۱۳- اسلامی امور میں صدقہ وزکوٰۃ کا مال خرچ کرنے سے منع کیا۔

۱۴- وراثت وترکہ کے مقرر حصص کی تقسیم کاری کو نافذ کیا۔

۱۵- گھوڑوں کی زکوٰۃ وصول کرنے کا ضابطہ تیار اور جاری کیا۔

۱۶- آپ نے سب سے قبل درہ ایجاد کیا اور اس کا استعمال بھی۔ درۂ عمر ضرب المثل بن گیا۔

۱۷- عدل وانصاف پر مبنی نظام کو یقینی بنانے کے لیے آپ نے شہروں میں قضاۃ تعینات کیے۔

۱۸- آپ کی کوششوں سے شام، مصر، کوفہ، جزیرہ، بصرہ اور موصل وغیرہ شہر آباد کیے۔

۱۹- آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یوں دعا فرمائی: اطال اللہ بقاءک، ایدک اللہ۔

۲۰- آپ نے مساجد میں قندیلیں روشن کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔

۲۱- مفلوک الحال اور محتاجوں کے لیے بیت المال سے وظیفہ جاری کیا۔

۲۲- کھیتوں کو پانی فراہم کرنے کے لیے آپ نے نہریں کھدوائیں۔

۲۳- مفتوحہ علاقہ جات کو صوبوں میں تقسیم کیا، تاکہ باشندوں کو ممکنہ سہولیات فراہم کی جائیں۔

۲۴-اسلامی سلطنت میں امن وامان قائم کرنے کے لیے پولیس کا نظام جاری کیا۔
۲۵-ملکی دفاع اور فتوحات کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے محکمہ فوجداری قائم کیا۔
۲۶-معمر، جلیل القدر اور کمزور صحابہ کرام کے لیے بیت المال سے وظائف جاری کیے۔
۲۷-چار ماہ کے بعد سپاہی کو رخصت پر جانے کا قانون تیار کیا اور نافذ کیا تاکہ وہ اپنے اہل وعیال سے مل سکے۔
۲۸-آپ نے اپنے تعین کردہ عمال کے نام ایک نصیحت نامہ تحریر فرمایا تھا جو تا قیامت آنے والے سلاطین اور ارکان حکومت کے لیے راہنما اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے لکھا: کوئی امیر جیش یا امیر سریہ کسی شخص کو اس وقت تک کوڑوں کی سزا نہ دے جب تک اسلامی لشکر اپنی حدود میں نہ آجائے، ممکن ہے کہ مضروب شخص کو پھر شیطان بہکا کر حلقہ کافرین میں داخل کردے۔
۲۹-آپ نے اپنے عمال کے نام اپنے اثاثہ جات جمع کرانے کا حکم نامہ جاری کیا جس میں انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اپنے اثاثوں کی ایک فہرست بنا کر مرکز میں ارسال کریں۔ حسب حکم حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے اثاثوں کی فہرست تیار کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے مال کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ بیت المال میں جمع کر دیا اور دوسرا حصہ ان کے لیے چھوڑ دیا۔
۳۰-آپ کی طرف سے عمال کے لیے ایک شرائط نامہ جاری کیا گیا، جس پر عمل کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا اور اس سلسلہ میں سستی کرنے والے کی معافی نہیں تھی۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا: (۱) وہ گھوڑے پر سفر نہیں کرے گا۔ (۲) امتیازی حیثیت کی غذا نہیں کھائے گا۔ (۳) باریک لباس زیب تن نہیں کرے گا۔ (۴) اہل حاجات کے لیے اپنے دروازے بند نہیں کرے گا، ورنہ وہ سزا کا حقدار قرار پائے گا۔

دورِ خلافت ایک سنہرا دور:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسند آراء خلافت ہوئے۔ عدل و انصاف، امن وسلامتی اور فتوحات کے حوالے سے آپ کا دور خلافت تاریخ کا ایک سنہرا باب ثابت ہوا۔ دس سالہ دور خلافت میں ایک مختصر اسلامی ریاست وسیع وعریض سلطنت میں تبدیل ہوگئی۔ مفتوحہ علاقہ جات میں ایک ہزار تین سو ساٹھ (۱۳۶۰) شہر آباد کیے، جن میں چار ہزار (۴۰۰۰) مساجد تعمیر کروائی گئیں جبکہ نوسو (۹۰۰) جامع مساجد تعمیر کروائیں۔ سلاطین عالم سلطنت کی شان و شوکت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پھر ان مساجد میں آئمہ وخطباء تعینات فرمائے، ہمہ وقت قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور اسلام کی قوت وسطوت کے سامنے زیر وحقیر معلوم ہونے لگے۔

دور فاروقی کی فتوحات کا مختصر جائزہ حسب ذیل ہے:

۱۴ھ میں بعلبک، حمص، دمشق، ابلہ اور بصرہ فتح ہوئے۔ اسی سال آپ کی کوشش سے ماہ رمضان میں باجماعت نماز تراویح کا اجراء ہوا۔

۱۵ھ میں شرق اردن فتح ہوا۔ اسی سال جنگ قادسیہ اور جنگ یرموک کے عظیم الشان معرکے ہوئے۔

۱۶ھ میں اہواز اور مدائن فتح ہو کر اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔ اسی سال بلا جنگ بیت المقدس فتح ہوا۔ اسی سال تاریخ و سال ہجرت لکھنے کا آغاز ہوا۔

۱۷ھ میں حجاز مقدس میں قحط پڑا، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی دعائے خیر اور ان کے توسل سے نجات حاصل ہوئی۔ جواز وسیلہ کا ثبوت قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ "اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو"

۱۸ھ میں نیشاپور، علوان، رھی، حران، نصیبین، الجزیرہ اور موصل فتح ہوئے۔

۱۹ھ میں قیساریہ، ۲۰ھ میں مصر و تستر، ۲۱ھ میں نہاوند، اسکندریہ اور برقہ وغیرہ فتح ہوئے۔

۲۲ھ میں آذربائیجان، ہمدان، طرابلس المغرب، دینور، سبدان، قوس اور شہر رے وغیرہ فتح ہوئے۔

۲۳ھ میں مکران، کرمان، بجستان اور اصفہان وغیرہ فتح ہوئے۔

فضائل و کمالات:

اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو خصوصی کمالات و اوصاف سے نوازتا ہے، ان نوازشات کے زیادہ حقدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور ان میں سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ مقربین ہیں۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات قرآن و سنت میں مذکور ہیں، ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الساعة، فقال: متی الساعة؟ قال: وما ذا اعددت لها؟ قال: لاشیء الا انی أُحب اللہ ورسوله، فقال: انت مع من احببت . قال انس: فما فرحنا بشیء فرحنا بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: انت مع من احببت . قال انس: فانا احب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر و عمر، و ارجوان اکون معهم بحبی ایاهم، وان لم اعمل لمثل اعمالهم . (الترغیب والترہیب للمنذری، رقم الحدیث: ۴۵۹۴)

بیشک ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس اس کے علاوہ کوئی عمل نہیں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں آخرت میں اس کی رفاقت عطا ہوگی جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد کہ تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو، سے اتنی خوشی ہوئی کہ اتنی خوشی کسی معاملہ میں نہیں ہوئی۔ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول کریم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں، لہٰذا مجھے اس بات کی امید ہے کہ ان کی محبت کی وجہ سے (قیامت کے دن)

مجھے ان کی رفاقت حاصل ہوگی۔

۲-حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم، وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب . (صحیح للبخاری، رقم الحدیث:۳۶۹۱)

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔

۳-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

قال عمر لابي بكر: يا خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ابوبكر: اما انك ان قلت ذاك فلقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر . (المستدرک للحاکم، رقم الحدیث:۴۵۰۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے: اے وہ ذات جو نبی کریم ﷺ کے بعد سب لوگوں سے بہتر ہے! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! اگر آپ نے یہ کہا ہے تو میں نے بھی نبی کریم ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے: عمر سے بہتر کسی شخص پر آج تک آفتاب طلوع نہیں ہوا۔

۴-حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

انه استاذن النبي صلى الله عليه وسلم في العمرة فقال: اى اخى! اشر كنا في دعائك ولا تنسنا .

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۲۸۹۴)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بھائی! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھنا اور ہمیں مت بھلانا۔''

۱-جنت میں محل اور علم وفضل:

۱-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز فرمایا: میں نے خواب میں جنت کا مشاہدہ کیا اور دیکھا کہ اس میں ایک عورت جنت کے قصر کی جانب بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے، میں نے دریافت کیا یہ قصر کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: یہ قصر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے، آپ نے حضرت عمر سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے عمر! میں نے تمہاری غیرت کے پیش نظر اس قصر میں قدم نہیں رکھا اور واپس آ گیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رونے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں اور آپ سے غیرت کروں!

۲-ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں نے دودھ پیا ہے، دودھ کی تازگی اور خوشبو میرے ناخنوں تک سرایت کر گئی ہے، پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا ہے، صحابہ کرام نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: علم!

۳-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک سنا: میں نے خواب دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے، انہوں نے جو قمیصیں پہن رکھی ہیں وہ بعض کی سینوں تک ہیں اور بعض کی اس سے کچھ زیادہ

نچی ہیں، جب عمر پیش کیے گئے تو ان کی قمیص زمین پر گھسٹتی جا رہی تھی۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا: ''یا رسول اللہ! وہ قمیص کیا تھی؟'' آپ نے فرمایا: ''دین۔''

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جس راستے سے تم گزرو گے اس راستے سے شیطان نہیں گزرے گا بلکہ وہ دوسرے راستے سے جائے گا۔

۲۔ امت محمدی کے محدث:

۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی صاحب الہام گزرے رہے ہیں اگر میری امت میں کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمر ہیں۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور قلب پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کر دیا ہے۔

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: لوگوں کے قول کے مطابق حکم نازل نہیں ہوا مگر قرآن شریف اکثر عمر کے قول کے مطابق نازل ہوا ہے۔

۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہی ہوتے۔

۳۔ حضرت عمر کے سائے سے شیطان کا بھاگنا:

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنات و انس اور شیاطین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

۲۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جس سے خداوند عزوجل سب سے اول مصافحہ فرمائے گا، سلام بھیجے گا اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا، وہ عمر ہیں۔

۳۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر وضع کر دیا ہے کہ وہ ہمیشہ حق ہی بولتے ہیں۔

۴۔ جبرائیل علیہ السلام کا سلام عمر کے نام:

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! حضرت عمر سے سلام کے بعد فرما دیجئے کہ ان کا غضب عزیز اور پسند ہے اور ان کی رضا کے مطابق ہی حکم ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) سے شیطان خوف کے

باعث بھاگتا ہے۔

۳۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تم سے شیطان ڈر کر بھاگتا ہے۔

۴۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم آسمانی مخلوق میں ایسا کوئی نہیں جو عمر کی عزت و توقیر نہ کرتا ہو اور زمین پر شیطان ان سے ڈر کر بھاگتا ہے۔

۵۔عہد فاروقی میں فروغ اسلام:

۱۔حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا جس پر ڈول پڑا ہوا تھا چنانچہ میں نے کنوئیں سے کئی ڈول کھینچے، پھر بھرا ہوا ایک یا دو ڈول ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کھینچے لیکن اس کام میں انہوں نے کچھ ضعف محسوس کیا (اللہ ان پر اپنا کرم فرمائے) پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کئی ڈول کھینچے اور اس طرح کھینچے کہ کسی جوان مرد کو میں نے اس طرح ڈول کھینچتے نہیں دیکھا۔ پھر چاروں طرف سے پیاسے لوگ آئے اور خوب سیراب ہوئے۔ علماء کرام کے خیال میں اس حدیث کا اشارہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرف ہے اور اس امر کا اظہار ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بکثرت فتوحات ہوں گی اور اسلام بہت زیادہ پھیلے گا۔

۲۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جبرائیل کہتے تھے کہ اسلام عمر کی موت پر روئے گا۔

۶۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت وعداوت کا ثمر:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمر پر خصوصاً فخر ومباہات کی ہے، جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں ہر ایک کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے، اگر میری امت کا کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔ صحابہ کرام نے یہ بات سن کر عرض کیا: یا رسول اللہ! محدث کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی زبان سے ملائکہ گفتگو کریں۔

عہد فاروقی میں رحلت فرمانے والے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم:

خلیفہ ثانی، امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تقریباً دس سال پر محیط ہے، اس دور میں رحلت فرمانے والے صحابہ کی تعداد کثیر ہے، جن میں سے چند ایک کبار صحابہ کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت عتبہ بن غزوان (۲) حضرت علاء بن حضرمی (۳) حضرت قیس بن سکین (۴) حضرت ابو قحافہ (۵) حضرت سعد بن عبادہ (۶) حضرت سہیل بن عمرو (۷) حضرت ابن ام کلثوم (۸) حضرت عیاش بن ابو ربیعہ (۹) حضرت عبد الرحمٰن بن عوام (۱۰) حضرت قیس بن صعصعہ (۱۱) حضرت نوفل بن حارث بن عبد المطلب (۱۲) حضرت ابو سفیان (۱۳) ام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ (۱۴) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح (۱۵) حضرت معاذ بن جبل (۱۶) حضرت یزید بن ابو سفیان (۱۷) حضرت

شرجیل بن حسنہ (۱۸) حضرت فضل بن عباس (۱۹) حضرت ابو جندل بن سہل (۲۰) حضرت ابو مالک الاشعری (۲۱) حضرت سفیان بن معطل (۲۲) حضرت ابی بن کعب (۲۳) حضرت بلال (مؤذن رسول ﷺ) (۲۴) حضرت اسید بن حضیر (۲۵) حضرت براء بن مالک (۲۶) حضرت ام المومنین زینب بنت جحش (۲۷) حضرت عیاض بن غنم (۲۸) حضرت ابوالہیثم بن تیہان (۲۹) حضرت خالد بن ولید (۳۰) حضرت جارود (۳۱) حضرت نعمان بن مقرن (۳۲) حضرت قتادہ بن نعمان (۳۳) حضرت اقرع بن حابس (۳۴) حضرت سودۃ بنت زمعہ (۳۵) حضرت عویم بن ساعدہ (۳۶) حضرت غیلان ثقفی (۳۷) حضرت ابو محجن ثقفی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

مثالی عجز وانکسار:

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں جتنی قدر ومنزلت تھی، اتنی ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں عاجزی وانکساری تھی۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین سے تنکا اٹھا کر فرمایا: کاش! میں اس تنکا کی مثل ہوتا، کاش! میں پیدا نہ ہوتا۔ ایک روایت کے مطابق آپ اپنی پشت پر پانی کی مشک اٹھائے تشریف لا رہے تھے، کسی نے عرض کیا: یا خلیفۃ المسلمین! یہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: میرے نفس میں غرور پیدا ہو گیا تھا، اس کے تکبر کو ختم کرنے کی میں کوشش کر رہا ہوں۔

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زمانہ خلافت میں شاہانہ یا امیرانہ لباس زیب تن کرنے کی بجائے صاف اور سادہ لباس استعمال میں لاتے تھے بلکہ پیوند لگے کپڑے استعمال کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شانہ کے پاس قمیص کو چار پیوند لگے ہوئے میں نے شمار کیے۔ آپ رات میں اپنے درہ کو چھپا کر اپنے پاس رکھتے اور گشت میں مصروف ہو جاتے، لوگوں کے احوال سے واقف ہو کر ان کے مصائب کو دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

ایک دفعہ قیصر روم کا قاصد مدینہ طیبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے کے لیے آیا، آپ کو تلاش کرنے لگا لیکن ملاقات نہ ہو سکی، لوگوں سے آپ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو یہ جواب دیا گیا: امیر المؤمنین مسجد میں آرام فرما ہیں، وہ مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے لباس کو پیوند لگے ہوئے ہیں اور اینٹ پر اپنا سر اقدس رکھ کر سوئے ہیں۔ قاصد یہ صورتحال دیکھ کر حیران رہ گیا، اتنی وسیع وعریض سلطنت کے حکمران ہیں لیکن عجز وانکسار میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، اے عمر! آپ نے اپنے وطن میں عدل وانصاف قائم کیا، اس لیے سکون سے محو استراحت ہیں۔

انتقال پُر ملال:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دس سال تک نہایت شان وشوکت سے حکومت کی، اسلامی سلطنت کو عدل وانصاف اور امن وسلامتی کا گہوارہ بنا دیا۔ آپ حسب معمول نماز فجر پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لائے، تکبیر تحریمہ کہہ کر ابھی زیر ناف ہاتھ باندھے ہی تھے تو ابولؤلؤ نامی شخص نے تیز دھار خنجر سے آپ پر حملہ کر دیا، اس حملہ کے نتیجہ میں تین کاری زخم آئے، آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، ہوش آنے پر

فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ کسی کافر کے ہاتھوں میری شہادت واقع ہوئی ہے، پھر آپ دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، حسب خواہش حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوئے، جس طرح ظاہری زندگی میں آپ کو قربِ مصطفےٰ ﷺ حاصل تھا اسی طرح بعداز وصال بھی یہ قرب باقی رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

خلیفہ ثانی، امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا باعث تلاوت قرآن بنا، بہن اور بہنوئی کے مسلمان ہونے پر ان کے گھر پہنچے، انہیں مارنے پیٹنے کے بعد کہا: آپ لوگ جو کلام پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی پڑھائیں، غسل کرنے کے بعد چند قرآنی آیات کا مطالعہ کیا، دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہوگیا، اعلان کیا: مجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لے چلو، میں بھی اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، پھر دارارقم جو مسلمانوں کا مرکز تھا، وہاں حاضر ہوکر نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر قبول اسلام کیا۔

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تھی: اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِأَبِیْ جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، آپ ﷺ کی یہ دعا تیر بہدف ثابت ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی اور وہ دولت ایمان سے سرفراز ہوئے۔ ان کے قبول اسلام سے اسلام اور مسلمانوں کو عزت حاصل ہوئی اور انہوں نے چھپ کر عبادت خداوندی کرنے کی بجائے سرعام بلکہ کعبہ معظمہ میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنا شروع کر دیا۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی مراد ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے حوالے سے چند ایک احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

۱-حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

لما اسلم عمر نزل جبریل فقال: یا محمد! لقد استبشر اهل السماء باء سلام عمر .

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۰۳)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد! بیشک اہلِ آسمان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر خوشی منائی ہے۔

۲-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

لما اسلم عمر رضی الله عنه قال المشرکون: الیوم قد انتصف القوم منا . (المستدرک للحاکم، رقم الحدیث: ۴۴۹۴)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کیا تو مشرکین نے کہا: آج کے دن ہماری قوم دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔

۳-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب بیده حین اسلم ثلاث مرات، وهو یقول: اللهم! اخرج مافی صدره من غل وابدله ایمانا، یقول ذالك ثلاثًا .

(المستدرک للحاکم، رقم الحدیث: ۴۴۹۳)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے سینے پر تین بار اپنا ہاتھ مبارک مارا اور یوں کہا: اے اللہ! عمر کے دل سے عداوت کا اثر ختم کر دے اور اس کی جگہ ایمان ڈال دے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار کہی تھی۔

۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان کان اسلام عمر لفتحنا، وامارته لرحمة الله وما استطعنا ان نصلی بالبیت حتی اسلم عمر، فلما اسم قابلهم حتی دعونا فصلینا۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۸۸۲۰)

بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ایک فتح تھی اور ان کی امارت رحمت باری تعالیٰ سے کم نہیں تھی، قسم بخدا! ہم بیت اللہ میں نماز ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا، آپ نے مشرکین مکہ سے خوب مقابلہ کیا حتیٰ کہ ہم نے خانہ کعبہ میں نماز ادا کی۔

3615 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ اَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوْا فِيْهِ وَقَالَ فِيْهِ عُمَرُ اَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيْهِ شَكَّ خَارِجَةُ اِلَّا نَزَلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ عَلٰى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ وَاَبِیْ ذَرٍّ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَخَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّهُوَ ثِقَةٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب بھی لوگوں کو کوئی معاملہ درپیش ہوا اور لوگوں نے اس کے بارے میں کوئی رائے دی' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کوئی الگ رائے دی (یہاں پر راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں: حضرت ابن خطاب نے اس بارے میں کوئی رائے دی' تو قرآن اس کے مطابق نازل ہوا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

اس بارے میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

خارجہ نامی راوی' خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت انصاری ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔

3615- اخرجه عبد بن حميد ص (٢٤٥)، حديث (٧٥٨)، و احمد (٢/٥٣)(٥١٤٥)، (٢/٩٥)، (٥٦٩٧) عن ابن عمر۔

شرح

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قلب ولسان پر حق کا اجراء ہونا:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات اور خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے قلب وزبان پر حق جاری ہوتا تھا، اس کے مطابق آیات قرآنی کا نزول ہوتا یا پھر ارشاد نبوی ﷺ بیان ہوتا تھا۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سے زائد آپ کی موافقات بیان کی ہیں مثلاً اسیران بدر کے بارے میں آپ کی رائے، مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانا، ازواج مطہرات کے بارے میں پردہ کا حکم، نشہ کی حالت میں نماز سے اجتناب، حرمت شراب اور رمضان المبارک کی راتوں میں جواز جماع کا حکم وغیرہ امور۔

3616 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ النَّضْرِ اَبِىْ عُمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِىْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ قَالَ فَاَصْبَحَ فَغَدَا عُمَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِى النَّضْرِ اَبِىْ عُمَرَ وَهُوَ يَرْوِىْ مَنَاكِيْرَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا کر۔ راوی بیان کرتے ہیں: اگلے دن صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

اس حدیث کے ایک راوی ابوعمر نضر کے بارے میں محدثین کلام کیا ہے' کیونکہ یہ شخص ''منکر'' روایات نقل کرتا ہے۔

شرح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے نبوی ﷺ قبول ہونا:

رسول اعظم ﷺ کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے جس معاملہ میں بھی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جامہ قبولیت عطا کیا۔ آپ نے ایک دعا یہ فرمائی تھی:

3616۔ لم يخرجه الا الترمذى من اصحاب الكتب الستة، ينظر (التحفة) (١٦٩/٥)، حديث (٦٢٢٣)، و ذكره المتقى الهندى فى الكنز (٥٨٢/١١)، حديث (٣٢٧٧١)، و عزاه للترمذى و الطبرانى فى الكبير و ابن عساكر عن ابن عباس

اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ .

آپ نے یہ دعا ایک دن شام کے وقت کی تھی اور دوسرے دن صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ دعائے رسول ﷺ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ بلا تاخیر قبول کی گئی ہے۔ تاہم آپ ﷺ نے اپنی امت کے حق میں دعاء شفاء قیامت کے لیے ذخیرہ کررکھی ہے۔ قیامت کے روز جہاں آپ کی یہ دعا قبول کی جائے گی وہاں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام امتوں کے سامنے آپ کی عظمت وفضیلت کا اظہار بھی کیا جائے گا۔

3617 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ الْوَاسِطِیُّ اَبُوْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَخِیْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَكْرٍ يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَا اِنَّكَ اِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِذَاكَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے بہتر فرد تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ تو یہ کہہ رہے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سورج ایسے کسی شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو۔ (یعنی عمر سے زیادہ بہتر اور کوئی شخص نہیں ہے)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اس کی سند بھی مستند نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بہتر شخص پر طلوع آفتاب نہ ہونا:

اس روایت میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت بیان کی گئی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ سے بہتر شخص پر آفتاب طلوع وغروب نہیں ہوا۔

سوال: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے حالانکہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے؟

3617۔ لم یخرجه الا الترمذی من اصحاب الکتب الستة، ینظر (التحفة) (۲۹۰/۵)، حدیث (۶۵۸۹)، و ذکره المتقی الهندی فی الکنز (۵۷۷/۱۱)، حدیث (۳۲۷۳۹)، و عزاه للترمذی و الحاکم عن ابی بکر.

جواب: (۱) یہ روایت ضعیف ہے، جبکہ اس کے مقابل دیگر روایات نہایت قوی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پوری امت میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ نیز دوسری روایات کی تائید اجماع امت سے بھی ہوتی ہے، لہٰذا روایات میں تعارض نہ رہا۔ تاہم یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد پوری امت سے زیادہ فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

(۲) عند البعض اس روایت میں "بعد ابی بکر" کے الفاظ محذوف ہیں۔

(۳) عدالت و سیاست کی بنیاد پر آپ ﷺ نے ایسا فرمایا ہو۔

3618 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ مَا اَظُنُّ رَجُلًا يَنْتَقِصُ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ محمد بن سیرین کہتے ہیں: میرے خیال میں کوئی بھی ایسا شخص جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرتا ہو تو وہ نبی اکرم ﷺ سے محبت نہیں کرتا ہوگا۔

یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص ممنوع ہونا:

اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ساتھ ساتھ آداب کی تعلیم بھی دیتا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام نہایت محترم ہیں جس وجہ سے ان کا اکرام و آداب بجالانا امت پر فرض ہے، ان کے بعد ان سے براہ راست فیض یافتہ نفوس قدسیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا اکرام و آداب بھی مسلمانوں پر واجب ہے کیونکہ امت پر ان کے اتنے حقوق ہیں کہ وہ ادا نہیں ہو سکتے، ان کی وساطت سے امت تک قرآن و حدیث یعنی دین اسلام پہنچا ہے، ان کے بارے میں شک وشبہ کا شکار ہونا ہلاکت سے کم نہیں ہے اس لیے کہ یہ شک وشبہ دین اسلام پر ہوگا۔ لہٰذا واجب ہے کہ ان ہستیوں کا ذکر ادب و احترام سے کیا جائے۔

عظمت و فضیلت کے اعتبار سے صحابہ کرام کے درجات ہیں، عام صحابہ پر عشرہ مبشرہ کو، عشرہ مبشرہ پر خلفاء راشدین کو اور خلفاء راشدین میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضلیت حاصل ہے۔ ان کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا درجہ ہے۔ ان نفوس قدسیہ کا ذکر خیر کرتے وقت بھی آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا امت پر ضروری ہے۔ ان سے محبت رسول کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے ہے اور ان کی تنقیص امت پر حرام ہے۔ بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص رسول کریم ﷺ سے محبت کے منافی ہے۔ تاہم ان سے کمال درجہ کی عقیدت و محبت، رسول کریم ﷺ سے عقیدت و محبت کا مظہر ہے۔

3618- لم يخرجه الا الترمذي من اصحاب الكتب الستة، ينظر (التحفة) (۳۵۷/۱۳)، حديث (۱۹۳۰۲).

3619 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اسے صرف مشرح بن ہاعان نامی راوی کے حوالے سے' جانتے ہیں۔

شرح

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اوصاف و کمالات نبوت کا مظہر ہونا:

اس روایت میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت بیان کی گئی ہے کہ اگر خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے لیکن آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے، نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے سے پیدا ہو چکے ہیں جو زمانہ قرب قیامت میں آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے۔ تاہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اوصاف و کمالات نبوت کے مظہر ہیں۔

سوال: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اوصاف و کمالات نبوت کے مظہر ہونے کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں جبکہ انہیں افضل البشر بعد الانبیاء قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: یہ قاعدہ ہے کہ مفضول کے کمالات افضل میں بطور کمال پائے جاتے ہیں، لہٰذا جس طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات کمالات و اوصاف نبوت کی مظہر ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات بھی مظہر ہے۔ اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مفضول ہیں جبکہ دونوں اوصاف و کمالات نبوت کے مظہر ہیں۔

فائدہ نافعہ:

جس طرح انبیاء علیہم السلام کمالات ذات باری تعالیٰ کے مظہر جبکہ امام الانبیاء ﷺ مظہر اتم ہیں، اسی طرح صحابہ کرام ذات مصطفےٰ ﷺ کے مظہر ہیں لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مظہر اتم ہیں۔ اسی طرح اولیاء و صالحین ذات نبوی ﷺ کے مظہر ہیں مگر امام الاولیاء حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مظہر اتم ہیں۔

3619- لم يخرجه الا الترمذي. ينظر (التحفة) (٣٢٦/٧)، حديث (٩٩٦٦) . من اصحاب الكتب الستة، و اخرجه الحاكم في المستدرك (٨٥/٣)، و قال: صحيح الاسناد و لم يخرجاه.

3620 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: رَاَيْتُ كَاَنِّىْ اُتِيْتُ بِقَدَحٍ مِّنْ لَّبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَاَعْطَيْتُ فَضْلِىْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا میں نے اس میں سے پی لیا' پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دیا۔ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ آپ ﷺ نے کیا تعبیر بیان کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علم۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

دربارِ نبوی ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم عطا ہونا:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انبیاء کرام تلامذۂ خداوندی ہوتے ہیں، وہ علمی و روحانی فیضان ذات باری تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں اور انہیں دنیوی معلم کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام وہ جلیل القدر نفوسِ قدسیہ ہیں، جو براہ راست نبی علیہ السلام سے علمی فیضان حاصل کرتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ذات مصطفیٰ ﷺ سے خاص تعلق تھا بلکہ مرادِ رسول ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے حالت خواب میں اپنے دست اقدس سے دودھ کا پیالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا، اس کی تعبیر دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے جواب دیا: اس کی تعبیر علم ہے۔ نبی کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے، کیونکہ پیغمبر کا خواب حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔

عالم مثال میں علم کی تعبیر دودھ سے بیان کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص خواب دیکھتا ہے کہ وہ دودھ نوش کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ بتائی جاتی ہے کہ اسے علم کی دولت حاصل ہوگی۔ دودھ کی تعبیر علم سے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کے درمیان خصوصی مشابہت ہے مثلاً جس طرح دودھ ابتداءً انسانی جسم کی غذا ہے اور اسے طاقت پہنچاتا ہے، اسی طرح علم انسان کی روحانی غذا ہے اور اس کی روح کو طاقت فراہم کرتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دربارِ نبوی ﷺ سے علم کی دولت عطا ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے علمی فیضان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں تمام لوگوں کا علم ڈال دیا جائے تو آپ کا پلڑا بھاری رہے گا۔

3620- اخرجه البخاري (١٢/ ٤١٠): كتاب التعبير: باب: اللبن، حديث (٧٠٠٦)، (٧٠٠٧)، (٧٠٢٧)، (٧٠٣٢)، و الدارمي (٢/ ١٢٨): كتاب الرؤيا: باب: في القمص و البئر و اللبن وغيره ذلك في النوم، و اخرجه احمد (٢/ ٨٣)، (٥٥٤)، و (٢/ ١٥٤)، (٦٤٢٩)، (٢/ ١٠٨)، (٥٨٦٨)، (٢/ ١٣٠)، (٦١٤٢)، (٢/ ١٤٧)، (٦٣٤٤).

فائدہ نافعہ:

صحابہ میں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان علم وفضل ہے جو دربار نبوت سے آپ کو عطا ہوا، آپ کی رائے کے مطابق بکثرت آیات قرآنی نازل ہوئیں، سابقہ آسمانی کتب میں آپ کی رائے کے مطابق احکام ومسائل موجود تھے اور امام الانبیاء ﷺ بھی آپ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔

3621 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِشَابٍّ مِّنْ قُرَیْشٍ فَظَنَنْتُ اَنِّیْ اَنَا هُوَ فَقُلْتُ وَمَنْ هُوَ فَقَالُوْا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جنت میں داخل ہوا میں نے سونے سے بنا ہوا ایک محل دیکھا اور دریافت کیا: یہ کس کا محل ہے۔ لوگوں نے بتایا قریش کے ایک آدمی کا ہے۔ میں نے یہ گمان کیا کہ شاید میں ہی وہ آدمی ہوں' تو میں نے دریافت کیا: وہ کون شخص ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا: وہ عمر بن خطاب ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں سونے کا محل ہونا:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کثیر کمالات وامتیازات اور فضائل کے جامع تھے۔ ان میں سے ایک فضیلت یا کمال حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حالت خواب میں جنت کی سیر کی، وہاں ایک خوبصورت محل ملاحظہ کیا، فرشتوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کس کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک قریشی نوجوان کا ہے، آپ ﷺ نے اپنی ذات کے بارے میں خیال کیا مگر فرشتوں نے عرض کیا: یہ چاندی کا مکان حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، آپ کا مکان جنت میں تیار کیا گیا ہے، مکان بھی آپ کے شایانِ شان ہے جو سونے کا بنا ہوا ہے۔

سوال: مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی یا برتن یا گھڑی چین وغیرہ استعمال کرنا حرام ہے، تو پھر آپ کے لیے سونے کا گھر کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

جواب: یہ ممانعت والے شرعی احکام ومسائل دنیوی زندگی تک محدود ہیں لیکن آخرت میں سونے کے استعمال کی ممانعت نہیں ہوگی اور اس واقعہ کا تعلق حیات اخروی کے ساتھ ہے۔

3621- اخرجہ احمد (۳/۱۰۷، ۳/۱۷۹، ۳/۲۶۳) عن حمید عن انس بن مالک فذکرہ.

3622 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَبُوْ عَمَّارٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي اَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي بُرَيْدَةَ قَالَ

متنِ حدیث: اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي اِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِي فَاَتَيْتُ عَلٰى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ فَقُلْتُ اَنَا عَرَبِيٌّ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قُلْتُ اَنَا قُرَشِيٌّ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِرَجُلٍ مِّنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ قُلْتُ اَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا اَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّاْتُ عِنْدَهَا وَرَاَيْتُ اَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمَا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّمُعَاذٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ يَعْنِي رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ هٰكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيْثِ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ رُؤْيَا الْاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ صبح کے وقت نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ تم کس وجہ سے جنت میں مجھ سے آگے تھے۔ میں جنت میں داخل ہوا' تو میں نے تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے محسوس کی' پھر میں ایک چوکور بلند سونے کے بنے ہوئے محل کے پاس آیا۔ میں نے دریافت کیا: یہ محل کس کا ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا: یہ عرب سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے۔ میں نے کہا: میں بھی ایک عربی ہوں۔ یہ محل کس کا ہے۔ فرشتوں نے بتایا: یہ محل قریش سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے۔ میں نے کہا: میں بھی ایک قریشی ہوں۔ یہ محل کس کا ہے؟ پھر فرشتوں نے بتایا: یہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے۔ میں نے کہا میں محمد ﷺ ہوں۔ یہ محل کس کا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ میں جس وقت بھی اذان دیتا ہوں' تو دو رکعت پڑھ لیتا ہوں اور جب بھی بے وضو ہوتا ہوں' تو اسی وقت وضو کر لیتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت ادا کرنی چاہیے۔ نبی ﷺ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا شاید ان دونوں کی وجہ سے ہی ایسا ہوا ہوگا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول

3622- اخرجه ابن خزيمة (٢/٢١٣، ٢١٤): جماع ابواب التطوع غيرها، تقدم : باب: استحباب الصلاة عن الذنب، حديث (١٢٠٩) واخرجه احمد (٥/٣٥٤)، بزيادة مطلوبة هي (ــ لمن هذا القصر؟ قالوا العمر بن الخطاب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم، لو لا غيرتك يا عمر لدخلت القصر فقال: يارسول الله صلى الله عليه وسلم ما كنت لا غار عليك و قال لبلال بم سبقتني الى الجنة؟ قال: ما احدثت الا توضات و صليت ركعتين ــ)، و (٥/٣٦٠).

ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت میں سونے سے بنا ہوا ایک محل دیکھا۔ میں نے دریافت کیا: یہ محل کس کا ہے؟ تو بتایا گیا: عمر بن خطاب کا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں گزشتہ رات میں جنت میں داخل ہوا۔ اس سے مراد یہ ہے میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا میں جنت میں ہوں۔ اسی طرح بعض روایات میں نقل کیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔

شرح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں نبی کریم ﷺ جیسا محل ہونا:

خلفاء راشدین بالخصوص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جو قرب مصطفی ﷺ حاصل تھا وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، اس قرب کا نتیجہ ہے کہ بحالت خواب رسول کریم ﷺ نے اپنے محل سے متصل اپنے جیسا محل دیکھا، آپ نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ یہ خوبصورت محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ ایک عربی نوجوان کا ہے، پھر پوچھا تو جواب ملا: حضرت محمد ﷺ کے امتی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ نبی کا خواب وحی خداوندی ہوتا ہے، لہٰذا آپ ﷺ کا خواب یقیناً وحی ہوا۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور جنت میں نبی کریم ﷺ کے محل سے متصل آپ کے محل سے مشابہ جنت میں محل موجود ہے۔ یہ آپ کی عظمت وفضیلت ہے۔

جنت میں نبی کریم ﷺ نے اپنے آگے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز سنی، آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اس عمل کے بارے میں دریافت کیا جس کے باعث اپنے آگے ان کے چلنے کی آواز سنی تھی؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب میرا وضو فاسد ہوتا ہے تو میں فوراً وضو کر لیتا ہوں اور جب اذان پڑھتا ہوں تو دو نوافل تحیۃ المسجد پڑھتا ہوں، یعنی زہد وطہارت کے نتیجہ میں جنت میں آواز سنی گئی ہے۔

سوال: اس روایت کا مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں پہلے داخل ہوئے (یا قیامت کے بعد داخل ہوں گے) اور رسول کریم ﷺ بعد میں داخل ہوئے، یہ مقام رسول ﷺ کے منافی ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ دخول جنت کے وقت اپنی سواری (اونٹنی) پر سوار تھے، (یا بعد از قیامت سوار ہوں گے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خادم کی حیثیت سے اس کی مہار پکڑی ہوگی، وہ خادم کی حیثیت سے جنت میں پہلے داخل ہوں گے اور آپ ﷺ مخدوم کی حیثیت سے بعد میں قدم رنجہ ہوں گے۔ اس طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا پہلے داخل ہونا، آپ ﷺ کی شان کے ہرگز منافی نہیں ہے۔

3623 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ

اللّٰہِ بْنُ بُرَیْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ بُرَیْدَةَ یَقُوْلُ

متن حدیث: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْہِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَآءَتْ جَارِیَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّکَ اللّٰہُ سَالِمًا اَنْ اَضْرِبَ بَیْنَ یَدَیْکَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰی فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِیْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْکَ یَا عُمَرُ اِنِّیْ کُنْتُ جَالِسًا وَّهِیَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ یَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ حَدِیْثِ بُرَیْدَةَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَّعَآئِشَةَ

◆◆ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام کنیز آئی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسلامت واپس لے آیا' تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے یہ نذر مانی تھی تو دف بجالو! ورنہ رہنے دو' تو اس نے دف بجانی شروع کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے' تو وہ دف بجا رہی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر آئے' تو بھی وہ دف بجا رہی تھی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے تو تب بھی وہ دف بجاتی رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے' تو اس نے دف اپنی پیٹھ کے نیچے رکھ لی اور اوپر بیٹھ گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! شیطان تم سے ڈر جاتا ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ دف بجاتی رہی۔ ابوبکر اندر آئے یہ بجاتی رہی پھر علی اندر آئے پھر بھی یہ بجاتی رہی پھر عثمان اندر آئے پھر بھی یہ بجاتی رہی اور پھر تم اندر آئے اے عمر! تو اس نے دف رکھ دی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے' جو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت منقول ہے۔

3624 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَّصَوْتَ صِبْیَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبَشِیَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْیَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ یَا عَآئِشَةُ تَعَالَیْ فَانْظُرِیْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ

3623۔ اخرجه احمد (۵/۳۵۳، ۳۵۶) عن عبد الاله بن بريدة عن بريدة فذكره.

3624۔ انفرد به الترمذي ۔ ينظر التحفة (۱۲/۲۳۰)، حديث (۱۷۳۵۵) من اصحاب الكتب الستة، و ذكره المتقي الهندي في الكنز (۱۰/۵۷۴)، حديث (۳۲۷۲۱)، و عزاه لابن عدي عن عائشة.

لَحْيَىَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ اِلٰى رَاْسِهٖ فَقَالَ لِيْ اَمَا شَبِعْتِ اَمَا شَبِعْتِ قَالَتْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَا لِاَنْظُرَ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهٗ اِذْ طَلَعَ عُمَرُ قَالَتْ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ ہم نے شور وغل کی آواز سنی اور کچھ بچوں کی آواز سنی۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' تو وہاں ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی جس کے اردگرد بچے موجود تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! آؤ تم بھی دیکھ لو۔ میں آئی میں نے اپنی تھوڑی نبی اکرم ﷺ کے کندھے پر رکھ دی اور آپ ﷺ کے کندھے اور سر کے درمیان سر رکھ کر اس عورت کو دیکھنے لگی۔ نبی اکرم ﷺ (تھوڑی دیر بعد) مجھ سے دریافت کرنے لگے کیا تمہارا جی نہیں بھرا۔ کیا تمہارا دل نہیں بھرا۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں ''نہیں'' کہتی رہی میں آپ کی بارگاہ میں اپنی قدر ومنزلت کا جائزہ لینا چاہتی تھی۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سب لوگ اس عورت کے پاس سے دور چلے گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جنوں اور انسانوں سے تعلق رکھنے والے شیاطین کو دیکھ رہا تھا کہ وہ عمر کو دیکھ کر بھاگ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: تو میں بھی واپس آ گئی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیاطین الانس والجن کا بھاگنا:

ان روایات میں دو مسائل بیان ہوئے ہیں:

۱- دف بجانے کا مسئلہ:

حضور اقدس ﷺ کے ایک غزوہ سے واپس تشریف لانے پر ایک کنیز حاضر خدمت ہوتی ہے، عرض کرتی ہے کہ یارسول اللہ! میں نے منت مانی تھی کہ اگر بسلامت تشریف لائیں گے تو میں دف کے ساتھ اشعار پڑھوں گی، چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے واپس تشریف لے آئے ہیں، آپ اشعار کے ساتھ دف بجانے کی اجازت عنایت فرمائیں، آپ کی طرف سے اجازت ملنے پر اس نے دف کے ساتھ یہ اشعار پڑھے:

طلع البدر علینا من ثنیة الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داعی

کنیز کے اس عمل کے دوران حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما تشریف لائے مگر وہ اشعار کے ساتھ مسلسل دف بجاتی رہی،

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے پر اس نے اپنا شیطانی حربہ روک کر اسے چھپالیا۔ آپ ﷺ نے کنیز کا دل رکھنے کے لیے اظہار ناپسندیدگی کے ساتھ اسے اجازت دی تھی، کیونکہ امر مباح میں منت روا نہیں ہے۔ تاہم اعلان کی غرض سے نکاح کے موقع پر دف بجانے کی اجازت ہے، لیکن ضروری نہیں ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا رعب و دبدبہ ہی اتنا تھا کہ آپ کی موجودگی میں شیطانی حربہ نہیں چل سکتا۔

۲-شیاطین جن وشیاطین انس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگنا:

جس طرح اذان واقامت کہتے وقت ان کی اہمیت کے پیش نظر شیاطین جن بھاگ جاتے ہیں، اسی طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت واہمیت کی وجہ سے شیاطین انس بھاگ جاتے ہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی طرف سے لڑکی کو اشعار کے ساتھ دف بجانے کی اجازت دی گئی، آپ اس کے کرتب کو دیکھتے بھی رہے اور بعد میں اس کے عمل کو آپ نے شیطانی عمل کیوں قرار دیا؟

جواب: (۱) شادی وغیرہ کے موقع پر بطور اعلان دف بجانا روا ہے، لیکن استحباب کی حد تک اجازت دی گئی تھی، کنیز انہماک کے ساتھ اپنے فن کا مظاہرہ کرنے لگی جو حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے کراہت کے درجہ میں پہنچ گئی تھی۔

(۲) بقول ملاعلی قاری علیہ رحمۃ الباری حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایسے عمل سے بھی احتراز کرتے تھے جو کسی برائی کے مشابہ ہوتا، اشعار کا دف کے ساتھ پڑھنا خواہ جائز تھا لیکن حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے ناجائز قرار پایا۔

(۳) آپ ﷺ کی طرف سے کنیز کو استحباب کی حد تک جازت تھی، اس نے کراہت کا ارتکاب کیا جس وجہ سے اس کے عمل کو شیطانی عمل قرار دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اے عمر! شیطان تم سے خوفزدہ ہے اور تمہارے سائے سے بھاگ جاتا ہے۔

حضرت سدیدہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الشيطان لم يلق عمر منذ اسلم الاخر لوجهه .

(مسند الفردوس للدیلمی، رقم الحدیث: ۳۶۹۳)

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک جب سے عمر مسلمان ہوئے شیطان ان کے سامنے سے گزرتا ہے تو اپنا سر جھکا لیتا ہے۔''

فائدہ نافعہ:

نظر نبوی ﷺ از مشرق تا مغرب، از جنوب تا شمال اور از تحت الثریٰ تا آسمان ہفتم بلکہ لامکان تک کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ آپ ہر چیز کو ملاحظہ کر رہے ہیں حتیٰ کہ شیاطین جن اور شیاطین انس کی نقل وحرکت بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

3625 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ بِالْحَافِظِ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے پہلے میرے لیے زمین کو شق کیا جائے گا' اور پھر ابوبکر کے لیے پھر عمر کے لیے پھر جنت بقیع میں دفن لوگ آئیں گے' اور ان کا حشر میرے ساتھ کیا جائے گا' پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا' یہاں تک کہ مجھے دونوں حرمین کے درمیان اٹھایا جائے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

عامر بن عمر نامی راوی محدثین کے نزدیک حافظ نہیں ہیں۔

شرح

قیامت کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبر سے اٹھنے کا تیسرا نمبر ہونا:

قرب قیامت میں صور پھونکے جانے کے سبب سب لوگ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، قیامت برپا ہو جائے گی، ذات باری تعالیٰ کے علاوہ زمین پر کوئی زندہ نہیں رہے گا، اللہ تعالیٰ اعلان کرے گا: آج کس کی حکومت ہے، کون بادشاہ ہے؟ پھر خود فرمائے گا: حکومت میری ہے اور سلطان بھی میں ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اہل قبور کا قبور سے اٹھنے کا سلسلہ شروع ہوگا، سب سے قبل امام المرسلین ﷺ اپنی تربت اقدس سے اٹھیں گے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھیں گے، تیسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھیں گے، پھر خفتگان جنت البقیع اٹھیں گے، پھر خفتگان جنت المعلیٰ اٹھیں گے، اہل حرمین شریفین اپنی قبور سے اٹھیں گے، پھر زمین کے ہر خطہ کے لوگ اپنی قبور سے نکل کر میدان محشر (سرزمین شام) میں آپ ﷺ کی قیادت میں جمع ہوں گے۔

مخلوق خدا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مرتبہ و مقام انبیاء علیہم السلام کا ہے جن کے سردار خاتم الانبیاء ﷺ ہیں، پھر صحابہ کرام کا مقام ہے جن سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد پوری امت سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام ہے، پھر درجہ بدرجہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اولیاء اور صالحین ہیں۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام ہے، لہٰذا ان کے بعد قیامت کے دن تیسرے نمبر پر آپ اپنی تربت مبارک سے اٹھیں گے۔

فائدہ نافعہ:

دنیا کی طرح آخرت میں بھی امام الانبیاء ﷺ کی قیادت میں لوگ میدان محشر میں جمع ہوں گے، آپ کی شفاعت سے

3625۔ انفردبه الترمذي، ينظر: التحفة: (٥/٤٥٧)، حديث (٧٢٠٠)، و اخرجه الحاكم في المستدرك (٢/٤٦٥): و قال صحيح الاسناد و لم يخرجاه، و تعقبه الذهبي بقوله، عبد الله ضعيف.

حساب وکتاب کا سلسلہ شروع ہوگا، آپ ﷺ کی سفارش سے قیامت کے دن پریشانی سے نجات ملے گی، اہل محشر کا فیصلہ ہوگا اور جنت میں داخل ہوں گے۔

3626 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مُحَدَّثُونَ يَعْنِي مُفَهَّمُونَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پہلی امتوں میں سے ''محدث'' ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوگا' تو عمر بن خطاب ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابن عیینہ کے بعض شاگردوں نے سفیان بن عیینہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ''محدث'' سے مراد وہ لوگ ہیں' جنہیں دین کی سمجھ بوجھ عطا کی گئی ہو۔

شرح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محدثِ امت ہونا:

اس روایت میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ آپ امت محمدی ﷺ کے محدث ہیں۔ لفظ ''محدث'' باب تفعیل ثلاثی مزید فیہ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، جس کا لغوی معنیٰ ہے: گفتگو کرنا، بات کرنا، خبر دینا۔ محدث سے مراد وہ شخص ہے جس کو عالم ملکوت کے بعض علمی خزانوں کا علم دیا گیا یا وہ شخص ہے جسے نزول وحی سے قبل شرعی احکام ومسائل کا علم حاصل ہو پھر اس کے مطابق وحی نازل ہو جائے یا رسول کریم ﷺ اس کی وضاحت فرما دیں یا اس سے مراد وہ آدمی ہے جس کے قلب میں بطور الہام شرعی علوم وفنون ڈال دیے جائیں اور وہ عوام کی اصلاح وتبلیغ میں مصروف ہو جائے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل وخصوصیات میں ایک یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ امت محمدی ﷺ کے محدث یعنی صاحب الہام ہیں، آپ کی رائے اور مشاورت کے مطابق کثیر آیات قرآنی نازل ہوئیں اور کثیر مواقع پر رسول کریم ﷺ نے ان کی رائے کو درست قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی رائے اور فتویٰ کا احترام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کرتے تھے۔

سوال: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل اور خصوصیات میں سے ایک صاحب الہام ہونا بیان کیا گیا ہے حالانکہ الہام کا

3626۔ اخرجه مسلم (۱۸٦٤/٤): كتاب فضائل الصحابة: باب: في فضائل عمر، حديث (۲۳۹۸/۲۳)، و الحميدي (۱۲۳/۱) حديث (۲۵۳)، و احمد (٥٥/٦).

سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا مثلاً امام الاولیاء حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب الہام تسلیم کیا گیا ہے، تفسیر روح البیان کو الہامی تفسیر اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کو الہامی قرار دیا جاتا ہے۔ اس طرح صاحب الہام ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت نہ رہا؟

جواب: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ القائے الہام کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا' لیکن اس میں درجات کا لحاظ ہو گا۔ مفسرین میں سے صاحب روح البیان، اہل مکتوبات میں سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ممتاز اولیاء و صالحین میں سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ممتاز صاحب الہام ہیں جبکہ درجہ صحابہ میں سے یہ امتیازی وصف حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔

سوال: جب القائے الہام کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا تو پھر قادیانیوں کا یہ کہنا درست ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی محدث یا صاحب الہام تھا؟

جواب: بلاشبہ القائے الہام کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا' لیکن اس کے لیے مسلمان ہونا شرط اول ہے، چونکہ مرزا صاحب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا، جس وجہ سے وہ مسلمان نہ رہا بلکہ مرتد ہو کر واجب القتل قرار پا گیا تھا۔ لہٰذا وہ ہرگز ہرگز صاحب الہام نہیں ہو سکتا۔

فائدہ نافعہ:

شیطان کو تا قیامت عمر دی گئی، جس طرح وہ تا قیامت لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈال کر لوگوں کو گمراہ کرتا رہے گا' اسی طرح القائے الہام کی صورت میں نزول رحمت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور لوگوں کے قلوب و اذہان کو شیطانی وساوس کی نجاست سے پاک کرتا رہے گا۔

3627 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سامنے آ گئے' پھر حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے آ گئے۔

3627۔ انفردبه الا الترمذی ینظر (تحفة الاشراف) (۹۳/۷) حدیث (۹۴۰۶)، من اصحاب الکتب الستة، و اخرجه الحاکم فی المستدرک (۷۳/۳)، وقال: صحیح علی شرط مسلم، ولم یخرجاه، من طریق عبیدة السلمانی عن عبد اللّٰه بن مسعود فذکره.

اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا جنتی ہونا:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، متعدد روایات میں آپ کو جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے، جن میں سے ایک روایت زیر بحث حدیث ہے، اس سلسلہ میں چند ایک احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ قال: بينا انا قائم رأيتني في الجنة، فاذا امرأة تتوضأ الى جانب قصر، فقلت: لمن هذا القصر؟ قالوا: لعمر، فذكرت غيرته، فوليت مدبرا، فبكى عمر وقال: أليك اغار يا رسول الله؟ (الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:۳۴۷۷)

ہم رسول کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ آپ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، وہاں ایک محل دیکھا جس کے ایک کونے میں ایک خاتون وضو کر رہی تھی، میں نے دریافت کیا: یہ محل کس کا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا: یہ محل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے، پس مجھے اس کی غیرت یاد آئی تو میں واپس پلٹ آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کرسکتا ہوں؟

۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: دخلت الجنة فرأيت فيها دارا او قصراً فقلت: لمن هذا؟ فقالوا: لعمر بن الخطاب فأردت ان ادخل فذكرت غيرتك فبكى عمر وقال: اى رسول الله، او عليك يغار؟ (الصحیح للمسلم، رقم الحدیث:۲۳۹۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا، وہاں ایک محل دیکھا، میں نے دریافت کیا: یہ محل کس کا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا: یہ محل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے، میں نے اس میں داخل ہونے کا قصد کیا تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنسو بہاتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کرسکتا ہوں۔

۳- حضرت عبدالرحمٰن بن حمید رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

ان سعيد بن زيد حدثه في نفران رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: عشرة في الجنة ابوبكر في الجنة و عمر في الجنة و عثمان و علي. (السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث:۸۱۹۵)

سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں یہ حدیث بیان کی کہ بیشک رسول کریم ﷺ نے فرمایا: دس شخص جنتی ہیں: ابوبکر صدیق جنتی ہیں، حضرت عمر جنتی ہیں، حضرت عثمان جنتی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔

۴-حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

اشهد على التسعة انهم في الجنة، ولو شهدت على العاشر لم اثم، قيل وكيف ذالك؟ قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بحراء فقال: اثبت حراء، فانه ليس عليك الا نبي او صديق او شهيد، قيل ومن هم؟ قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابوبكر و عمر و عثمان و علي و طلحة والزبير و سعد و عبدالرحمن بن عوف قيل فمن العاشر؟ قال: انا .

(المستدرک للحاکم، رقم الحدیث ۵۸۹۸)

میں نوشخصوں کے جنتی ہونے کے بارے میں گواہی دیتا ہوں اور اگر دسویں کے بارے میں بھی گواہی دوں تو میں گناہگار نہیں ہوں گا۔ دریافت کیا گیا: وہ کیسے؟ جواب دیا: ہم نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں حراء پہاڑ پر تھے کہ (پہاڑ نے حرکت کی) آپ ﷺ نے فرمایا: اے حراء! ٹھہر جا، اس لیے کہ تجھ پر ایک نبی، صدیق اور شہید ہیں۔ دریافت کیا گیا: وہ کون تھے؟ جواب میں کہا: (۱) حضور اقدس ﷺ (۲) حضرت ابوبکر (۳) حضرت عمر (۴) حضرت عثمان (۵) حضرت علی (۶) حضرت طلحہ (۷) حضرت زبیر (۸) حضرت سعد (۹) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم، دریافت کیا گیا: دسواں کون ہے؟ جواب دیا: دسواں، میں تھا۔

۵-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اوّل من يصافحه الحق عمر، واوّل من يسلم عليه، واول من يأخذ بيده، فيدخله الجنة . (سنن ابن ماجه، رقم الحدیث: ۱۰۴)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس سے سب سے قبل مصافحہ کرے گا، وہ عمر ہیں۔ سب سے قبل جس آدمی پر سلام بھیجے گا اور سب سے پہلے جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا، وہ عمر ہیں۔

۶-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحابه ذات يوم: من شهد منكم اليوم جنازة؟ قال عمر: انا، قال: من عاد منكم مريضاً؟ قال عمر: انا . قال: من تصدق؟ قال عمر: انا . قال: من اصبح صائماً؟ قال عمر: انا . قال: وجبت، وجبت . (المسند لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۱۲۲۰۲)

رسول کریم ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا: تم میں سے آج نماز جنازہ میں کون شامل ہوا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں، فرمایا: آج تم میں سے کس نے کسی مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے، فرمایا: آج کس نے صدقہ وخیرات کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے، فرمایا: آج کس نے روزہ

رکھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے، فرمایا: جنت واجب ہو گئی، جنت واجب ہو گئی۔

۷-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عمر بن الخطاب سراج اهل الجنة

(مسند الفردوس للدیلمی، رقم الحدیث: ۴۱۳۶)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں۔

3628 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَرْعَى غَنَمًا لَهُ اِذْ جَآءَ ذِئْبٌ فَاَخَذَ شَاةً فَجَآءَ صَاحِبُهَا فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ فَقَالَ الذِّئْبُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِىَ لَهَا غَيْرِىْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنْتُ بِذٰلِكَ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ

قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَمَا هُمَا فِى الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ نَحْوَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیا وہاں آیا اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ بکری کا مالک وہاں آیا۔ اس نے اس بھیڑیے سے بکری کو چھڑا لیا۔ بھیڑیا بولا درندوں کے مخصوص دن میں تم اس کا کیا کرو گے' جب اس کا رکھوالا صرف میں ہوں گا۔ (پھر) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں میں بھی ابوبکر بھی عمر بھی۔

راوی بیان کرتے ہیں: یہ دونوں حضرات اس وقت حاضرین میں موجود نہیں تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نبی کریم ﷺ کا حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایمان میں اپنے ساتھ ملانا:

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر و منزلت ہے، بالخصوص خلفاء راشدین کی فضیلت زیادہ اور ان میں سے بھی حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیت امتیازی ہے۔ زیر بحث حدیث میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت بیان کی گئی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایمان میں انہیں اپنے ساتھ ملایا ہے۔ آپ کی فضیلت میں

بکثرت احادیث مبارکہ وارد ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رای علی عمر قميصًا ابيض فقال ثوبك هذا غسيل ام جديد؟ قال: لا، بل غسيل، قال: البس جديدا وعش حميدا ومت شهيدا . (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۵۵۸)

بیشک ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قیص میں دیکھا تو پوچھا: کیا تمہارا یہ قیص پرانا ہے یا نیا ہے؟ عرض کیا: یہ پرانا ہے۔ فرمایا: اے عمر! تم ہمیشہ نئے لباس میں رہو، پرسکون زندگی گزارو اور تمہیں شہادت کی موت عطا ہو!

۲- حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

كنا مع النبى صلى الله عليه وسلم، وهو اٰخذ بيد عمر بن الخطاب رضى الله عنه فقال: والله، يا رسول الله! لأنت احب الى من كل شىء الا نفسى، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: والذى نفسى بيده لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه قال: فانت الأن احب الى من نفسى، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأن يا عمر . (المستدرک للحاکم، رقم الحدیث: ۵۹۲۲)

ایک دفعہ ہم رسول کریم ﷺ کی رفاقت میں تھے جبکہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں سوائے میری جان کے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ بن جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہوا ہے۔

۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بينا انا نائم رأيت الناس يعرضون على وعليهم قمص منها ما يبلغ الثدى ومنها ما يبلغ دون ذالك، وعرض على عمر بن الخطاب وعليه قميص يجره، قالوا: ماذا اولت ذالك يا رسول الله؟ قال: الدين . (الصحیح للبخاری، رقم الحدیث: ۳۴۸۸)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا تو اس دوران میں میرے پاس لوگ پیش کیے گئے، جو اس حال میں تھے کہ بعض کے قیص سینے تک تھے، بعض لوگوں کے اس سے کم جبکہ عمر اس حالت میں تھے کہ ان کا قیص زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ راوی (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) کا کہنا ہے کہ میں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اس کی تعبیر دین ہے۔

۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى باهى ملائكته بعبيده عشية عرفة عامة وباهى لعمر بن الخطاب خاصة ۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:۱۲۵۱)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ عرفہ کی شب اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خصوصیت سے فخر کرتا ہے۔

۵-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ماكنا نبعد ان السكينة تنطق على لسان عمر ۔ (المسند لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث:۱۷۰۱)

ہمارے خیال کے مطابق آسمانی سکون حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے ٹپکتا تھا۔

حیاتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک نظر میں:

ولادت: عام الفیل کے تیرھویں (۱۳) سال پیدا ہوئے۔

نام ونسب: عمر بن الخطاب بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔

آٹھویں پشت میں نسب نامہ رسول کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔

قبولِ اسلام: آپ نے ستائیس (۲۷) سال کی عمر میں ۶ نبوی میں اسلام قبول کیا۔

بیت اللہ میں نماز: آپ کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کو خوب تقویت ملی اور انہوں نے بیت اللہ میں جا کر باجماعت نماز ادا کی۔

اعلانِ اسلام: قبول اسلام کے بعد دوسرے مسلمانوں کی طرح ایمان کو مخفی نہ رکھا بلکہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

ہجرت: آپ نے دوسرے مسلمانوں کی طرح چھپ کر نہیں بلکہ علی الاعلان ہجرت کی تھی۔

رشتہ مواخات: مدینہ طیبہ میں مہاجرین اور انصار مسلمانوں کے درمیان رشتہ مواخات قائم ہوا تو حضرت عتبہ بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کا رشتہ قائم ہوا۔

غزوات میں شرکت: آپ نے تمام غزوات میں عملی طور پر شرکت کی اور شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے۔

سلسلہ فتوحات: آپ کے عہد ہمایوں میں ایران، عراق، شام، بیت المقدس، مصر، کرمان، مکران، آرمینیہ، آذر بائیجان، حمص، بعلبک اور بصرہ وغیرہ کل مفتوحہ علاقہ جات بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس (۲۲۵۱۰۳۰) مربع میل پر مشتمل رقبہ اسلامی سلطنت کا حصہ بنا۔

تاریخی کارنامے: آپ کے مشہور کارناموں میں سے چند ایک یہ ہیں: (۱) بصرہ (۲) کوفہ (۳) فسطاط (۴) موصل (۵) جیزہ وغیرہ شہروں کی آبادکاری (۶) بیت المال کا قیام (۷) تاریخ وسال ہجری کا اجراء (۸) ماہ رمضان میں باجماعت نماز تراویح کا آغاز۔

امتیازی اوصاف وکمالات: (۱) اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت (۲) عدل وانصاف کا قیام (۳) اتباع نبوی ﷺ کا مثالی جذبہ (۴) محبت رسول ﷺ (۵) بے مثل عجز وانکسار (۶) مجسمہ زہد وقناعت (۷) مساوات محمدی ﷺ کا فروغ (۸) عفوودرگذر کی مثال (۹) زندگی کے ہر شعبہ میں شریعت کی بالادستی (۱۰) مشورہ ورائے کے مطابق آیات قرآنی کا نزول (۱۱) مقام نبوت و رسالت میں تنقیص ناقابل برداشت ہونا۔

شہادت: ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولولو (غلام فیروز) کے ہاتھوں زخمی ہوئے، یکم محرم ۲۴ھ کو تریسٹھ (۶۳) سال عمر میں جام شہادت نوش کیا۔

تدفین: غسل وکفن کے بعد حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رسول اعظم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

مدت خلافت: آپ کا مثالی دور خلافت دس (۱۰) سال، پانچ (۵) ماہ اور اکیس (۲۱) ایام پر محیط تھا۔



شبیر برادرز کی شائع کردہ شروح کتب
شرح ترمذی
8
شرح نسائی شریف
علامہ لیاقت علی رضوی
6
شرح ابن ماجہ
علامہ لیاقت علی رضوی
6
شرح دار قطنی
4
شرح قدوری
علامہ لیاقت علی رضوی
2
شرح انتخاب حدیث
علامہ لیاقت علی رضوی
4
شرح ریاض الصالحین
علامہ لیاقت علی رضوی
4
شرح ہدایہ
علامہ لیاقت علی رضوی
15
بشیر الناجیہ
3
شرح آثار السنن
علامہ لیاقت علی رضوی
شرح اصول شاشی
علامہ لیاقت علی رضوی
شرح دروس البلاغہ
علامہ لیاقت علی رضوی
شرح نور الایضاح
علامہ لیاقت علی رضوی
شرح ہدایۃ النحو
علامہ لیاقت علی رضوی
شرح تہذیب
ابواویس محمد یوسف القادری
ضیاء الترکیب
شرح مائۃ عامل
ابواویس محمد یوسف القادری
شرح ملا جامی
شرح سراجی
شرح کافیہ
مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی
البشیر الکامل
حل شرح مائۃ عامل
شرح العقائد النسفی
شرح کتاب القطبی
شرح القطبی
مولانا ارشاد القادری
شرح علم الصیغہ
شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
042-37246006
shabbirbrother786@gmail.com